راجگان پنجاب

یعنی پنجاب راجاز مصنفہ جناب معلے القاب

سر لیپل گرفن صاحب بہادر سابق سکرٹری

گورنمنٹ پنجاب حال ایجنٹ گورنر جنرل بہادر

ریاستہاے وسط ہند کا ترجمہ جو حسب توجہ

جناب وزیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سید

محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر ریاست پٹیالہ

انگریزی سے اردو میں ہوکر شایع ہوا -

مطبع وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ میں باہتمام منشی [illegible] چھپا

۱۸۸۳ء

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین رئیسان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

انبالہ ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۰ء

گورنمنٹ کی پالیسی -

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پٹیالہ

تاریخ بہدوڑ

فہرست مضامین راجگان پنجاب

تاریخ ریاست جیند

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

ریاست نابھہ کی تاریخ

فہرست مضامین راجگان پھلکیہ

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

تاریخ ریاست فریدکوٹ

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

تاریخ ریاست کپورتھلہ

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

فہرست مضامین راجگان پنجاب

تاریخ ریاست منڈی

فہرست مضامین راجگان پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ونحمدہ ونصلی علی سیدنا محمد وآلہ الکریم

وہ پاک اور غیر متغیر وجود جسکی ابتدا ہی اور نہ انتہا اور جسکی نامحدود قدرت کا یہہ جہان ایک ادنے
کرشمہ ہی اوسنے اس فانی اور ناچیز ہستی کو اگرچہ شروع مین اسطرح پیدا کیا کہ نہ تو اسکو مان کے
پیٹ کی اندہیری کوٹہری مین رہنا پڑا اور نہ مان نے اسکو اپنا دودہ پلا کر پالا پوسا اور نہ اپنی
گود مین تہپک تہپک کر سلایا بلکہ اسنے قدرت ہی کے پیٹ مین پانو پہیلا یا اور قدرت ہی کی
چہاتیون سے دودہ پیا اور قدرت ہی کے دامن رحمت مین لیٹا اور سویا اور قدرت ہی کی
کنار عاطفت مین پل پلا کر انسان کہلایا۔ مگر بعد ازین قدرت نے اسکو بتا دیا کہ اب تجکو اپنے
لئے سب کچہہ آپ کرنا چاہیے اور تیرے آرام و آسایش کے لئے جو کچہہ مہیا کر دیا گیا ہی اوس سے
متمتع ہونا اب تیرا کام ہی۔ قدرت کا یہہ پیام پاکر پہلے تو اسکو نہایت حیرانی ہوئی اور بہت
گہبرایا کہ کیا کرون اور کسطرح کرون تا کہ یہہ زندگی جو درخت کے سایہ کی طرح بے ثبات ہی

راحت سی بسر ہو جاتی ہی۔ مگر پھر ایک چیز نے جو اسی کی اندر تھی اسکی تسلی کی اور ہر ایک چیز کی
حقیقت اور اوسکی استعمال کا طریقہ اسکو بتایا مگر اسکی ساتھہ ہی یہہ بھی بتایا کہ تیری خلقت اور بناوٹ
کا مقتضا یہہ ہی کہ بغیر اسکی کہ تو اپنی ہم جنسون کی ساتھہ یکجا ہو کر رہی اور ضروریات زندگی کی بہم پہونچانے
اور مہیا کرنی مین ایک دوسری سی مدد حاصل کری زندگی بسر نہین کر سکتا اور نہ تیری نوع کی بقا اور نسل کا قیام ہو سکتا
ہی پس انسان کا اپنی ہم جنسون کی ساتھہ یکجا ہو کر رہنا اور ایک کا دوسری سی اپنی ضروریات کی بہم پہونچانے مین استعانت کرنا
اوسی اپچ اور فطرتی قوتون کی تحریک اور ہدایت کا نتیجہ ہی جو خالق نے اپنی تمام مخلوقات مین صرف اسی کو بخشی ہی۔
اصطلاح مین انسانون کی اسطرح یکجا ہو کر رہنے کو تمدن اور انسانی مجمع کو مدینہ اور اون مختلف حالتون کو جو طبعاً اس کو
عارض ہون مثلاً بیٹھنا اوٹھنا۔ ملنا بچھڑنا۔ گرنا سنبھلنا۔ سیکھنا بہلانا۔ لڑنا بھڑنا وغیرہ وغیرہ واقعات تاریخی اور
پچھلون کا پہلون سی سنکر اون واقعات کو اکٹھا کرنی اور اپنی پیچھی آنے والون کی عبرت اور نصیحت کی لئی بطور نمونہ چھوڑ جانے کو تاریخ کہتے ہین
یہہ علم تھوڑا یا بہت تمام دنیا کی قومون مین پایا جاتا ہی اور اگرچہ بےسمجھہ اور نادان لوگ اس
علم کی قدر و منزلت کہانی اور افسانہ سی زیادہ نہین جانتی مگر سمجھنے اور سوچنے والون کی نزدیک
اس سی بڑہ کر کوئی عمدہ ذریعہ انسان کی ترقی تہذیب و شائستگی کا نہین ہی کیونکہ دین کو
دیکھو تو اس علم کا محتاج ہی دنیا پر نظر ڈالو تو اسکی حاجتمند ہی۔ خاصان خدا اور بزرگان دین کی
عمدہ اور شریف اقوال و افعال سی واقف ہونا اور اونکی تقلید سی عمدہ اخلاق اور نیک خصلتین
اختیار کرنا اور بد اخلاق اور بری خصلتون کو چھوڑنا۔ سلطنت کرنا۔ وفادار اور آزاد رعیت بننا۔
سلطنت اور ملک کی لئی عمدہ قاعدی اور قوانین بنانا۔ زور و ظلم کو روکنا۔ صلح و امن سی رہنا۔
دوستون سی ملنا۔ دشمنون سی بچنا۔ علم و ہنر مین ترقی کرنا۔ جائز طریقون سی مال و دولت

حاصل کرنا اور اوسکو عمده اور مفید طور پر صرف کرنا - غرض کونسی شی ہے جو تاریخ انسان کو نہین
سکہاتی اور وه کونسی برکت ہے جو انسان اسکو پڑہ کر حاصل نہین کرسکتا -

مگر اس علم کے پڑہنے والے یا اسمین کچہہ لکہنے والے کو ان دو باتون پر جو بطور اصول اس فن
کے ہین لحاظ کرنا ضروری ہے - اول یہہ کہ جس امر کا واقع ہونا بیان کیا گیا ہے عادتاً اوسکا
وقوع ممکن ہے یا نہین - دوسرے یہہ کہ جس ذریعہ سے وه خبر اوس تک پہونچی ہے وه اعتبار کے لایق ہے
یا نہین کیونکہ ہر ایک خبر کی سچائی کی پہچان کے لئے یہی دو چیزین معیار ہین اور یہی دو باتین ہین جن سے انسان
تاریخ اور افسانہ مین امتیاز کرسکتا ہے -

مگر تاریخ نویسی علاوه اوس محنت کے کہ ہر ایک امر جزئی کی تلاش اور تصحیح مین ایک بڑی جانکاہی
کرنی پڑتی ہے مورخ کے لئے ایک بڑی مشکل خدمت ہے اور اسکے فرایض نہایت نازک ہین - اٹلی کے
مشہور اور قدیم مورخ ڈایوڈورس نے کہا ہے کہ "مورخ کو چاہئے کہ کتاب تاریخ کے لکہنے مین کسی اپنی ذاتی
غرض کو ملحوظ نہ رکہے اور جو بات ہو آیندہ نسلونکی عبرت اور نصیحت کے لئے راست راست بے کم و کاست
لکہدے ایسا نہو کہ اپنے نالایق دوست کی ناواجب تعریف اور لایق دشمن کی بے وجہہ ہجو کرے یا لالچ
یا خوف سے برے کو اچہا اور اچہے کو برا کہدے" اور نہایت صحیح کہا ہے کہ "اگر ایسا نہ کریگا تو بہت جلد لوگ اوسکو
بے اعتبار جان لینگے اور اول تو اوسکی زندگی ہی مین ورنہ اوسکے بعد اوسکی کتاب نظرون سے گرجائیگی
پس بہتر یہہ ہے کہ یا طبیعت کو اغراض نفسانی سے روکے یا اپنے وقت کے لوگونکے حالات لکہنے سے باز رہے اور گذشتہ
لوگون کے حالات لکہے کیونکہ جو لوگ اس جہان سے گذر گئے ہین اون سے اسکو کچہہ اندیشہ نہین ہے"
مگر سچ یہہ ہے کہ گذشتہ لوگون کے حالات کے لکہنے مین بہی بعض اوقات مورخ کے لئے ان مشکلات سے رستگاری

ہوتی ہین اور یہہ نازک اور مشکل کام جب ہی انجام دیا جاتا ہی اور دیانت سے کیا جائی خواہ گذشتہ لوگون ہی کا حال کیون نہ لکہا جاتا ہو بیچارہ مصنف جسپر اپنی فرض منصبی کے موافق عامہ خلایق کی بہتری اور فایدہ کے لئے ہر ایک شخص کے چال چلن و تدابیر ملکی اور طرز حکمرانی وغیرہ کا ٹہیک ٹہیک حال لکہنا اور اوسپر رائے دینا واجب ہوتا ہی اکثر اوقات لوگون کی ناراضی حاصل کئے بغیر نہین رہسکتا کیونکہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جنکا حال لکہا جاتا ہی وہ اگرچہ اوسوقت اس دنیا مین حکمران یا صاحب اعتبار نہین ہوتے مگر بعض لوگ ایسے موجود ہوتے ہین کہ خواہ دل سے خواہ کسی اپنی مصلحت سے اونکا ادب و تعظیم کرتے ہین اور اونکے حق مین مورخ کی کسی تحریر کو ناگوار سمجہتے اور اوسکو دشمن بنا لیتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے ایشیائی مصنفونکی کتابون سے وہ فواید حاصل نہین ہوتے جو یورپ کے اہل تصنیف کی تاریخون سے حاصل ہوتے ہین کیونکہ سوا معدودے چند وہ یا خود اون بادشاہونکے عہد کی تاریخین ہین یا اونکے عہد مین لکہی گئی ہین جنکی جابرانہ اور خوشامد پسند طبیعتونکا اندازہ سعدی کے ان دو شعرون سے ہو سکتا ہی جو بیچارے نے اپنے اور اپنے سے پہلے زمانہ کے بادشاہونکی خصلت اور طبیعت کے لحاظ سے اونکے شر سے بچنے کے لئے اپنی بے نظیر کتاب گلستان مین ایک موقع پر بطور نصیحت لکہے ہین "اگر شہ روز را گوید شبست این" "بباید گفت اینک ماہ و پروین" "خلاف رای سلطان رای جستن" "بخون خویش باشد دست شستن" جسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوا ہی کہ اون کتابون کے مصنفون کو اپنی تحریرون مین نہایت ملایم اور خوشامد آمیز طرز اختیار کرنا پڑا ہی اور اس سبب سے واقعات کی اصلیت بہت کچہہ چاپلوسی یا ہجو کے ایسے موٹے موٹے پردون مین چہپ گئی ہے جنمین سے سچ اور صحیح بات کا نکالنا سخت دشوار ہی۔

مگر خوش قسمتی سے ممالک یورپ کے مورخون کو بسبب قانونی حفاظتون کے یہہ دشواری کم پیش آتی ہی اور وہ بغیر تاریخ نویسی کو وہ آزادی کے ساتہہ ادا کر سکتے ہین اور یہی وجہہ ہے کہ برخلاف ایشیائی مورخون کے اونکا

طرز تحریر عموماً ایسا روکھا بلکہ سخت اور درشت ہوتا ہے اور یہی سوکھا پن اور سختی و درشتی انکی تاریخوں
کا زیور ہے کیونکہ بغیر اسکے تاریخ تاریخ نہیں ہوتی اور مورخ کی بات یا ذمہ پایۂ اعتبار سے گر جاتی ہے
اس کتاب پنجاب کا ترجمہ جانتے ہیں اگرچہ اسکے قابل مصنف نے اپنے سرکاری منصب کی وجہ سے اپنے ملک کے مورخوں کے
شیوہ کے موافق اپنی تحریر میں زیادہ سخت طرز اختیار نہیں کیا اور حتی الامکان ملائم الفاظ میں ادا مطلب
کیا ہے اور مترجم نے اپنے ہموطنوں کی طبیعتوں کے لحاظ سے اوسکو کسیقدر اور بھی نرم کر دیا ہے مگر پھر بھی
ایشیائی مذاق کے موافق کچھ نہیں ہے کیونکہ ہمارے ہندوستانی بھائی جو فرائض تاریخ
نویسی اور آزادی رائے اور اوسکے محل استعمال سے اکثر ناواقف ہیں اب بھی کسی لفظ کو ناگوار اور سخت خیال
کریں لیکن اونکو سمجھنا چاہیے کہ مورخ کو (بشرطیکہ وہ اپنی کتاب دیانت اور ایمانداری سے لکھے) نہ کسی کی
بیجا ہجو مقصود ہوتی ہے اور نہ ناواجب تعریف بلکہ اپنے خیال کے موافق صرف سچے اور صحیح طور پر واقعات کا
بیان کر دینا منظور ہوتا ہے چنانچہ ناظرین اسی کتاب میں دیکھینگے کہ مصنف نے اگر کسی موقع پر کسی رئیس
کے کسی ایک فعل کی نسبت کچھ گرفت کی ہے تو کسی دوسرے موقع پر اوسی کے دوسرے کام کی نہایت تعریف کی ہے
اس کتاب کے ترجمہ کئے جانیکا سبب یہہ ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی جو بعض نیکدل اور انسانوں کی بھی خواہ
یوروپین حکام پنجاب کی دوراندیشانہ ہدایتوں اور تحریکوں اور گورنمنٹ کی سرپرستی اور ہمارے ملک کے باہمت
شرفا و امرا اور علی الخصوص فیاض طبع والیان ملک کی فیاضی سے اس ملک کے لوگونکی ہر قسم کی علمی ترقی
کے لئے قایم ہوئی (جسکی بنا کی تاریخ میں ہمارے روشن ضمیر اور دریادل ولیعہد حضور سری مہاراجہ
مہندر سنگہ صاحب بہادر جی سی ایس آئی سرگباشی اور اونکے فرزند ارجمند حضور فیض گنجور فرزند
خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہیراج راجیشور سری مہاراجہ راجگان راجندر سنگہ

صاحب ہند بہادر دام اقبالہم کا نام نامی اوس بیش بہا اور متواتر امداد کے لئے جو اس بیت العلوم کو اونکی نامور سرکار سے پہونچتی رہی ہے ہمیشہ یادگار رہیگا) چونکہ منجملہ اوسکے مقاصد کے ایک بڑا مقصد یہہ بہی ہے کہ تاریخ اور لٹریچر اور مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا یورپ کی زبانوں سے دیسی زبان مین ترجمہ کر کے شایع کیا جاوے تا کہ ہر ایک ایسے شخص کو جو اون زبانوں سے ناواقف ہو اون علوم و فنون پر دسترس اور خاص اپنی زبان مین علوم مفیدہ کا ذخیرہ حاصل ہو سکے اسلئے مینے خیال کیا کہ اگر اوسکو اس منشا کی تکمیل مین مین بہی کچہہ مدد دے سکون تو پنجابی ہونیکے لحاظ سے پنجاب کے اس بیت العلوم کا جو حق مجہہ پر ہے وہ کسی قدر ادا ہو جائیگا پس مینے اپنے اُس شوق اور رغبت کیوجہہ سے جو ابتدا عمر سے تاریخ کے مفید اور شریف فن سے مجکو ہے اس کتاب کو جو ہمارے اس مُلک کی بعض ریاستونکی ایک عمدہ تاریخ ہے اور جسکا مصنف وہ ممتاز شخص ہے جو اپنے مستثنے طور کی پولیٹکل اور انتظامی قابلیتون اور لیاقتون کے سوا (جنکے لئے وہ مشہور ہے) اون واجب الادب شخصون مین ہے جن کو شروع سے ہماری اس بڑی آموزش گاہ کے ساتہہ دلی تعلق رہا ہے اور جسکا نام اوسکے مستثنے حسن اخلاق اور بے تکلفانہ میل جول اور دلی ہمدردی کیوجہہ سے ہم سب اہل پنجاب کو پیارا ہے اور جو اسوقت ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہا وسط ہند کے منصب جلیل پر مقرر و ممتاز ہے۔ انتخاب کیا اور ترجمہ کرایا۔ مگر اسپر ایک دقیق طور سے نظر ثانی کی بہت زیادہ ضرورت تہی اسلئے میرے چہوٹے بہائی۔ خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی ریاست پٹیالہ نے (جو گورنمنٹ عالیہ قیصریہ کے حضور سے نامشیر الدولہ ممتاز الملک کے خطاب سے ممتاز ہین اور جنکو انگریزی ہمارے دو بین جو ہمارے ... ہند کی عام زبان ہے ترجمہ کرنیکے کام کے ساتہہ ایک خاص مناسبت اور شوق ہے اور جنکو ہمیشہ اس ...

کی اعانت کا (جسکی سینٹ یعنی مجلس منتظمہ کے وہ فیلو اور ممبر بہی ہین) دلی خیال رہا سکے
اسکی اصلاح اور تصحیح کا محنت طلب کام اپنے ذمہ لیا اور باوجود مصروفیت اپنی سرکاری خدمتون کے
جنکے سبب سے اس کام کے لئے فرصت بہت کم ملتی رہی قریب دو سال کے عرصہ مین اسکو پورا کیا۔
چونکہ مترجم نے ترجمہ کرنے مین اپنے نزدیک اس بات کی سخت احتیاط کی ہے کہ فصیح البیان مصنف نے جن
پر مطلب الفاظ اور بلیغ پیرایون مین اپنے مطالب کو بیان کیا ہے یہہ ترجمہ باوجود صاف اور بامحاورہ ہونے کے
اون لفظون اور پیرایون کے مدعا کو ٹہیک ٹہیک ادا کرسکے پس اس احتیاط کو زیادہ تر وہ لوگ جانچ سکتے
ہین جو اصل کتاب کو پڑہکر پہر ترجمہ کو ملاحظہ کرین ـ
واضح ہو کہ اس کتاب کے اس صدی سے پہلے کے واقعات اور مطالب کا ماخذ اگرچہ بالکلیہ نہین مگر زیادہ تر
خود اونہین ریاستون کے زمانہ سابق و حال کی حکام انگریزی کی خدمت مین پیش کی ہوئی کیفیتین
ہین جنکو حالات مصنف نے اپنی اس کتاب مین لکہی ہین لیکن جو حقایق اور واقعات اس صدی کے شروع کے
بعد کے ہین وہ بجز کسی شاذ و نادر مقام عموماً گورنمنٹ کے دفترون کے انگریزی اور فارسی کاغذات
اور بعض یورپین صاحبون وغیرہ کی مستند تحریرون سے لئے گئے ہین جنکا پتہ مصنف نے التزام کے ساتہہ
ہر ایک مضمون کے متعلق اپنی کتاب کے حاشیون مین لکہدیا مگر اس سبب سے کہ وہ کاغذات گورنمنٹ کے
خاص خاص عہدہ دارون کے سوا اور کسی کی دسترس کے قابل نہین ہین بجز کسی ضروری مقام کے
ترجمہ مین عموماً اونکو قلم انداز کردیا گیا ہے اور جس جگہہ کسی مطلب کی تشریح و توضیح کے لئے کچہہ
لکہا جانا ضروری تہا بلفظ مترجم یا محشی وہان حاشئے لکہدئے گئے ہین اور چونکہ اصل کتاب
مین لوگون اور مقامات کے نامون مین متعدد اسباب سے بہت سی غلطیان ہین اسلئے اپنی الی

معلومات یا معتبر ذریعون سے تحقیق کے بعد اسطرح اونکی تصحیح کردی گئی ہے کہ غلط نامون کو اکثر چھوڑ دیا ہے اور اونکی جگہ جو نام صحیح معلوم ہوئے وہ لکہدئے ہین ۔ اور ہمپر ابہی کپورتہلہ کے دستورون اور کرنل جارج ولیم ڈیوس صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کمشنر جالندہر کا ادا شکر واجب ہے جن سے کپورتہلہ اور منڈی کی تاریخ کے متعلق بعض نامون وغیرہ کی تصحیح مین بہت کار آمد مدد ملی ہے ۔

اسوجہہ سے کہ یہہ ترجمہ جناب معلی القاب آنریبل سر رابرٹ ایلیس ایجرٹن صاحب بہادر نائٹ کمانڈر آف دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا و کمپینین آف دی آرڈر آف انڈین امپائر لفٹننٹ گورنر سابق پنجاب کے عہد حکومت مین شروع کیا گیا تہا اور نیز اسوجہہ سے کہ جس یونیورسٹی کی امداد سے یہہ ترجمہ کیا گیا ہے جناب ممدوح اوسکی سینٹ کے پریسیڈنٹ تہے بوجہہ اونکی اجازت خاص کے جو اونہین ایام مین حاصل ہوچکی تہی اسکا ڈیڈیکیشن اونکے نام نامی پر کیا گیا ہے اور اس غرض سے کہ یونیورسٹی کے مالی سرمایہ کو بہی راقم حروف کیطرف سے ایک حقیر مدد پہونچے جسقدر اسکی جلدین چہاپی گئی ہین قریب تمام کے یونیورسٹی کی نذر کی گئی ہین اور اسکا کاپی رائٹ (حق تالیف و تصنیف) بہی بغرض افادہ عام محفوظ نہین رکہا گیا ۔ خدا کرے کہ یہہ کتاب جو "راجگان پنجاب" کے نام سے موسوم کی گئی ہے مقبول خاص و عام ہو اور میرے ہموطن اس سے فایدہ اوٹہائین ۔ آمین فقط

المرقوم بارہوین اپریل ۱۸۸۳ء

الراقم

سید محمد حسن الشہیر والملقب بہ وزیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر ریاست پٹیالہ
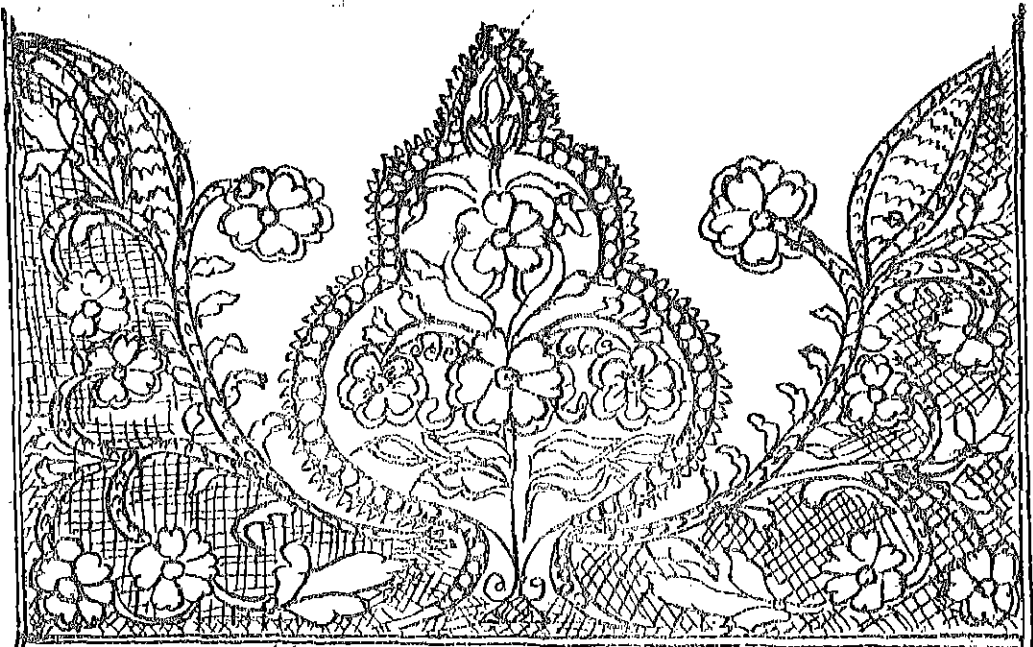
دیباچہ مصنف

اس کتاب کے نام راجگان پنجاب پر شاید یہہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہہ بہت وسیع المعنی
اور جامع نام ہے کیونکہ جو ممالک پنجاب گورنمنٹ کے زیر حکومت ہین اُنمین ایسی بہت رئیس ہین جنکا
خطاب راجہ ہی مگر اُنکی تاریخ اس کتاب مین درج نہین ہوئی - لیکن میرا مُدعا اس کتاب کی تالیف سے صرف
نہین ہی کہ مین اون خاندانون کے تذکرے لکہون جو اس صوبہ کے اندر اپنی اپنی ریاستون مین حکمرانی کرتے
ہین بلکہ زیادہ تر یہہ امر ملحوظ خاطر ہے کہ جو پولٹیکل تعلقات گورنمنٹ انگریزی کے
پنجاب کی با اختیار ریاستون کے ساتہہ اس صدی کے شروع سے ہین اُنکا بیان سلسلہ وار قلم بند کرون -
کشمیر اور بہاولپور کے ساتہہ کہ جو شمالی ہند مین گورنمنٹ انگریزی کی بہت بڑی ذیلدار ریاستین ہین
سکہون کی پہلی لڑائی سے بیشتر گورنمنٹ انگریزی کو کچہہ سروکار نہ تہا -

مقدم الذکر مملکت یعنی کشمیر کی تاریخ بہت دلچسپ ہے اور جو شخص استقلال اور محنت کے ساتہہ اوسکی تحقیق
مین مصروف ہو بالضرور اپنی محنت کے فواید سے خاطر خواہ متمتع ہوگا - اون ریاستون سے پہلے جو سکہون کو

دریائے ستلج پر ہوئیں اور جنہوں نے اونکی بگڑی ہوئی سلطنت کی بنیاد کو ایسا ہلا دیا کہ آخر کار گرگئی کشمیر کے حالات سے مدبران سلطنت انگریزی کو اس سے زیادہ آگاہی نہ تھی کہ وہ ایک دور دراز وادی کا نام ہے جسکو افسانہ طرازوں اور شاعروں نے نہایت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

بہاولپور کا حال ۱۸۳۸ء والی جنگ سے بیشتر جب کہ وہاں کے رئیس نے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ رابطہ اتحاد پیدا کیا ہے کشمیر سے بھی کم معلوم تھا اور پنجاب کی ضبطی کے بعد بھی یہاں کے اندرونی معاملات میں سرکار نے دست اندازی نہیں کی۔ لیکن جبکہ بدعملی اور خانہ جنگی سے ملک کے تباہ و ویران ہوجانے کا اندیشہ ہوا اوسوقت سرکار انگریزی کو خلائق کی بہتری کے واسطے جنکو جور و تعدی نے بغاوت و جرائم پر مجبور کر دیا تھا چار و ناچار مداخلت کرنی پڑی۔

ستلج اور راوی جن پہاڑوں سے نکلے ہیں وہاں کے رئیسوں کا خطاب بھی راجہ ہے انمیں سے اکثر راجپوت ہیں اور اونکا سلسلہ نسب کئی ہزار برس تک مسلسل چلا جاتا ہے مگر انکی تاریخ صرف اون محققین کیواسطے دلچسپ ہوسکتی ہے جو حالات زمانہ قدیم کے جویا ہیں۔ جب گورکھوں نے پنجاب کے پہاڑوں کو فتح کرنیکا قصد کیا تو ان چھوٹے چھوٹے راجاؤں نے تھوڑے سے دنوں کے واسطے تاریخی وقعت حاصل کرلی شروع کی تھی لیکن جب حملہ کی موج نے رجعت قہقری اختیار کی تو وہ پھر ویسے کے ویسے ہی گمنام رہ گئے۔ مگر ستلج کے دونوں طرف کے زبردست سکھ رئیسوں کا حال پہاڑی راجاؤں کا سا نہیں ہے۔ انکی حکومت کو قدامت کا تقدس حاصل نہیں ہے انکی قوم کی اصلیت خواہ کچھ ہی ہو مگر سکھ رئیس بلحاظ مذہب زمینی یا خاکی آدمی ہیں (یعنی برہمنوں یا چھتریوں کیطرح آسمانی وجودوں سے انکی نسل کا سلسلہ نہیں ملتا) اور چند پشتیں بیشتر انکے آبا و اجداد انہی زمینوں میں کہ جنپر یہہ سردار آجکل خود مختارانہ

حکومت رکہتی ہین قلمبرانی کیا کرتے تہی- مگر انکی تاریخ ہندوستان کی عام تاریخ کا ایک مفید حصہ ہی- جب سکہون کا مذہب تازہ تہا اونکی تہور آمیز جوش نے اونکو پنجاب فتح کرنے کے لائق کردیا اور مسلمانی سلطنت کی مخالفت کو اُنہون نے ہیچ جانا یہہ مذہبی جوش تہا جسنے انکو طاقت ور بنایا اور جسکے نہونے سے ہندوستان کے مسلمان کمزور اور آخر کار تباہ ہوگئے-

سنہ ۱۸۰۳ع مین جبکہ لارڈ لیک صاحب نے دہلی فتح کی اوسوقت سے کچہہ کچہہ رابطہ اتحاد گورنمنٹ انگریزی اور انہیر وستلج کی ریاستون مین شروع ہوا اسلئے ان اوراق مین خاصکر اون تعلقات کی تاریخ اور تدبیر مملکت (پالسی) کا بیان درج کرنا منظور ہے جو گورنمنٹ انگریزی نے اپنی ذیلدار ریاستون کے ساتہہ اختیار کی ہے-

یہہ تاریخ بہت مفصل لکہی گئی ہے اور کسی امر کو احتیاطاً بہی مخفی نہین رکہا گیا- سوا ہو واقعات جابجا کہ جنکی تفصیل وہ اظہار کہ بعض صریح پولیٹکل وجوہات اور اپنے ذاتی تعلقات مانع ہین جہانتک مجہکو واقفیت ہے مین یہہ بات کہہ سکتا ہون کہ ایسی مفصل اور بغیر کسی فروگذاشت کے یہہ کتاب طیار کی گئی ہے تاریخ ہند کا کوئی حصہ آجتک مرتب نہین ہوا اور اسی وجہہ سے مین ناظرین کو اوس نتیجہ کی طرف توجہہ دلاتا ہون جو از روے انصاف ان اوراق کے مطالعہ سے مستنبط ہو سکتا ہے-

شاید وہ وقت گذر گیا ہے (گو مجہکو ہرگز اس بات کا یقین نہین) جبکہ تعلیم یافتہ انگریزونکا باوجود اسکے کہ ہندوستان کے فتح ہوا اور اوسکو انگریزون کے قبضہ مین آجانیکو فخر کی نظر سے دیکہتے تہے دلی خیال یہہ تہا کہ ہندوستان کا ملک ناجائز وسیلون حاصل کیا گیا ہے اور ہر ایک شخص

صوبہ کا انگریزی عملداری میں شامل کیا جانا تازہ جرایم پر دلالت کرتا ہی اور انکی فتحمندی کا صرف یہی باعث ہی کہ ان افعال کی جائز ناجائز ہونے کا خیال تک کبھی انکی دل مین نہین گذرا - ہر چند تعلیم یافتہ لوگون کا یہہ یقین عموماً جاتا رہا ہی مگر پھر بھی ایسی لوگون کے دلون مین ابتک باقی ہی جنکو حقیقت حال پر مطلع ہونے کی نہ تو وسائل ہی میسر ہوی اور نہ اونکو کبھی اسکی طرف میلان طبع ہوا - زمانہ حال مین بعض مصنفین نے انگلستان مین اس یقین کو بہت ترقی دیدی ہی - انمین سی بعض صاحب لیاقت بھی ہین - مگر معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لوگ یا تو اپنی ملک کو بدنام کرنے مین کچھہ فایدہ دیکھتی ہین یا ایسی بدنصیب ہین کہ جن باتون کو اور لوگ قومی شوکت و عظمت کے کارنامے سمجھتے ہین یہہ اونہی باتون کو قومی ذلت و نالایقی پر محمول کرتے ہین -

جو مخالفانہ نکتہ چینیان گورنمنٹ ہند کی کارروائی پر کی گئی ہین اونکا کافی اور شافی جواب ریاستہای اینبر و ستلج کے گذشتہ پینسٹھہ سال کی پولیٹیکل تاریخ پر نظر ڈالنی سی مل سکتا ہی - یہہ ریاستین گو ہندوستان کے ایک جزو قلیل پر مشتمل ہین مگر ہمیشہ سی ذی وقعت رہی ہین اور اوس برتاؤ سی جو اونکی ساتھہ کیا گیا ہی بہت سی اہم اصول مربوط رہی ہین - یہہ کہنا کچھہ بیجا نہین ہی کہ جو حکمت عملی (پالیسی) گورنمنٹ ہند نے ان ریاستون کے ساتھہ برتی ہے وہی باقی ہندوستان سی برتی گئی ہی - یہہ بات قیاس مین نہین آتی کہ ایک ہی قسم کا نظم و نسق ایک صوبہ مین تو انصاف اور فیاضی ظاہر کری اور دوسری صوبہ مین جبر و تعدی - گورنمنٹ ہند کی ایک ہی حکمت عملی رہی ہی کیا پنجاب مین کیا اودہ مین کیا بنگالہ مین اور اگر گورنمنٹ ہند کی حکمت عملی خود غرضی پر مبنی ہوتی تو ضرور ہی کہ اوسکی بدنیتی کا سراغ اُن تعلقات مین بھی پایا جاے

جو اوس نے اپنی روی ستلج کی ریاستوں سے قایم کئے تھے - اس بارہ مین بہتر یہہ ہے
کہ جو حالات اور واقعات مین نے درج کئے ہین وہ خود ہی اپنی شہادت دین - میری ذاتی
راے وقعت کے لایق نہین ہے کیونکہ اور لوگون کی طرح صحبت کے اثر سے خبرونکے سننے سے طبیعت
کی میلانات سے میری راے بھی تعصب آمیز ہو سکتی ہے - مگر واقعات تعصب کے اثر سے دور ہین -
میری ساری کوشش اس کتاب کی تالیف مین صرف اسبات پر مبذول رہی ہے کہ واقعات بے
کم و کاست درج ہون اور مجھکو یقین ہے کہ ہر ایک منصف مزاج آدمی اسکو پڑھکر یہہ نتیجہ نکالیگا
کہ گورنمنٹ انگریزی کی حکمت عملی جہان تک کہ سکھون کی ریاستون سے متعلق ہے برابر
فیاضی اور روشنضمیری اور انصاف کے اصول پر مبنی رہی ہے کسی موقع پر سرکار انگریزی
نے اپنے کمزور ہمسایون پر دست درازی کرنے سے اپنی طاقت کو بیجا طور پر استعمال نہین
کیا ہے بلکہ برخلاف اسکے اپنے واقعی حقوق سے بھی کم مطالبہ کیا ہے اور امور متنازعہ کا فیصلہ
تو ایسی فیاضی اور بیغرضی سے کیا ہے کہ اسکی نظیر کسی دوسرے ملک کی عملداری مین ہرگز نملیگی
تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ خودمختاری ایک خوفناک بلکہ مہلک عطیہ ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہوے ہین
جنھون نے دانائی کے ساتھہ اسکو برتا ہو مگر وہ وقت یقیناً آنیوالا ہے کہ تمام دنیا کے لوگ اس
بات کو تسلیم کرینگے کہ جو اعلی درجہ کی حکمت عملی انگلستان نے ممالک مشرقی مین برتی ہے وہ اوسکے
باعث بہت بڑی عزت اور تعظیم کی مستحق ہے -

تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ہندوستان مین اسبات کی تحقیقات کی گئی تھی کہ سرکار انگریزی کے بارہ
مین رعایاے ہندوستان کی کیا راے ہے - اندرین باب بہت سے تعلیم یافتہ ہندوستانیون اور

ذی رتبہ انگریزی عہدہ دارون نے اپنی اپنی رائین قلمبند کی تہین - اس تحقیقات سے دو عجیب
باتین ظاہر ہوتی ہین - اولاً سرکار کیجانب سے ایسی کہلم کہلا مباحثہ کی تحریک ہونے سے اوسکی نیک
نیتی کا ثابت ہونا - دوسرے ایسے امور پر جو اوسی کے ملک و قوم سے متعلق ہون انگریزون
مین مخالفانہ نکتہ چینی کیطرف عجیب و غریب میلان کا ظاہر ہونا - لیکن انگریزی عملداری کا
مقابلہ اُن عملداریون سے جو اس سے پہلے گذر چکی ہین یا اُنہین سے اکثرون کے ساتہہ جو ابہی ہندوستان
مین اسکے آس پاس موجود ہین متانت کے ساتہہ کرنا عقل و تمیز کی توہین کرنا ہے - یہ سچ
ہے کہ مسلمان اور ہندو بادشاہ بہی ایسے گذرے ہین جنہون نے استقلال اور انصاف سے حکومت
کی ہے اور جنکے نام اب تک عزت سے لئے جاتے ہین مگر وہ بہت تہوڑے ہین - اگلے زمانہ کی دیسی
عملداری انتہا درجہ کی جور و ستم پامالی کی [illegible] - بادشاہ کی عیش پسندی اور شہوت
پرستی - رعایا کی خواری اور تباہ حالی پر دلالت کرتی تہی - ہرچند اس بارہ مین لوگون نے بہت کچہہ
کہا ہے کہ رعایا اپنے موروثی رئیسون کی حکومت کو زیادہ تر پسند کرتی ہے مگر حقیقت حال یہ
ہے - کہ جب کبہی اس قسم کا موقع ملا ہے لوگون نے انگریزی عملداری کو بلا تصنع اور بطیب
خاطر قبول کیا ہے -

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین خاص پنجاب دیسی ریاستون کا بلاشبہ ایک ایسا نمونہ تہا جو
[illegible] کے مفید مطلب ہو سکتا ہے - لیکن مہاراجہ رنجیت سنگہ کا مالی انتظام صرف ایک باقاعدہ
غارتگری تہا - ملک ٹہیکہ دارون (ٹہیکہ دارون) مین تقسیم تہا اور ایک عین تماشا تہا کہ خزانہ مین داخل
کرنی ہوتی تہی اور اس امر کو جائز سمجہتے تہے کہ اپنے واسطے جسقدر زیادہ ممکن ہو وصول کر لین -

اضلاع آنروی اٹک مین جہان اب ایسا امن ہی کہ چند سرحدی لٹیرون کی مار دھاڑ بہی ایک
بڑی بات سمجہی جاتی ہی پچیس برس گذری ہین کہ محاصل صرف دستہ فوجکی ذریعہ سے وصول
کیا جاتا تہا اور جلتی ہوی گانونکا دہوان فوجکی گذرگاہون کا نشان دیتا تہا - جن مقامات
کی رعایا زیادہ سرکش و جنگجو نہ تہی وہان بہی ایسی ہی ظلم ہوتے تہی - مثلاً سردار ہری سنگہ نلوہ
نے کشمیر کا صوبہ ہی ستیاناس کیا اور سیکہون نے جالندہر دوآبہ کو اچہی طرح نچوڑا - ہندوستان
مین جذبہ قومیت (نیشنیلٹی) کا خیال اگر کسی قدر ہی تو سکہون مین اوسکی تہوڑی سی بہت آثار پا
جاتے ہین - مگر جسقدر خوشی سے انگریزی عملداری سکہون نے قبول کی ہندوستان کی کسی حصہ کی
رعایا نے اوس سے زیادہ خوشی سے نہین قبول کی ہی اور اس بات کا ثبوت کہ یہہ انقلاب سلطنت
اونکی واسطی موجب پشیمانی نہوا ملک کی روز افزون امن اور خوشحالی اور نیز اس خواہش
وآمادگی سے ظاہر ہوتا ہی جو ۱۸۵۷ء مین سکہہ اور مسلمان دونون سے انگریزی عملداری کی برقرار
رکہنے کے واسطی انگریزون کی طرف سے ظہور مین آئی تہی - زمانہ حال مین ہندوستان
کی بہت سی دیسی ریاستون مین عمدہ طور سے حکمرانی ہوتی ہی - پٹیالہ - جیند - نابہہ - کپورتہلہ
کی عملداری قلمرو پنجاب مین درحقیقت ایسی ہی انصاف کے اصولون پر مبنی ہی جیسی خود انگریزی
عملداری مگر یہہ بات انکو انگریزون کی تقلید سے حاصل ہوئی ہی اور یہان رئیس خود اس بات
کے مقر ہین کہ جو کچہہ ہماری ریاستون مین ہوا انگریزی اصولات کی پیروی کرنے سے ہوا انہون
نے محض اپنی مرضی سے انگریزی طریقہ عملداری اختیار کیا ہی بعضون نے انگریزی قوانین
بجنسہ اور انگریزی عدالتونکی ضوابط کسیقدر ترمیم کے ساتہہ اپنی ہان مروج کئے ہین وہ

ترقی تعلیم مین کوشش کرتے ہین اور اپنی قلمرو مین سڑکین نہرین بنوائی جاتی ہین - انگریزونکی
تقلید بہت کچھہ نفع پہونچا چکی ہی اور ابہی بہت کچھہ کرنا باقی ہی اور اگر بالفرض یہہ نمونہ ہندوستانیون
کے سامنے سے ہٹا لیا جاے تو ہندوستان اوسی بدنظمی اور خواری مین پہر پہنس جائیگا جس سے
سرکار انگریزی نے اوسکو نکالا ہی - کوئی قوم سو پچاس برس مین کامل تربیت یافتہ اور مہذب
نہین ہو سکتی اور ہندوستان جیسے ملک مین تو یہہ کام اور بہی دشوار اور بہاری ہی جہان
یہہ ضرور ہی کہ رؤسا اور رعایا بہت سے پہلے خیالات بہول جائین تاکہ جو نئی باتین ہم سکہلانا چاہتے
ہین اونکے دلون مین جم جائین مین یقین کرتا ہون کہ اگر اون نکتہ چینیون پر بغور تامل کیا جاے
جو انگریزون کی حکومت ہندوستان پر کی گئی ہین تو عموماً یہی ثابت ہوگا کہ اونکی بنا سرکار
انگریزی اور انگریزونکا ہندوستانیونکے ساتہہ میل جول نہ کرنا ہی - اگر یہہ نکتہ چینی بیان ہی تک محدود رہے
تو کچھہ ایسی بیجا نہین مگر جب اس سے تجاوز کرکے یہہ ثابت کیا جاتا ہو کہ انگریزون و ہندوستانیون مین باہمی
میل جول کا نہونا سلطنت کے حق مین ایک بڑے اندیشہ کا موجب ہی تو اس صورت مین وہ نکتہ چینی مضرت
پیدا کرتی ہی - دوسری قومون کے ساتہہ ظاہرداری اور میل جول رکہنا انگریزی قوم ہی مین نہین
پس اگر یہہ قومی خصلت موجب اندیشہ ہو تو اسکو صبر اور تحمل سے قبول کرنا چاہئے کیونکہ اس کے کچھہ چارہ نہین -
مگر ہندوستان کے لوگ ہماری نسبت سے بہی کم ظاہردار - اور کم میل جول رکہنے والے ہین نہ وہ ہمارے میل جول کی خواہش
رکہتے ہین اور نہ اسکو قبول کرتے ہین - اہل ہند اکثر کم ملنسار ہین اور اپنے ہمسایہ کی شادی غمی سے
کچھہ تعلق نہین رکہتے - انکی باہمی معاشرت اسوقت تک ابتدائی حالت مین ہی - اسمین کچھہ بہی ترقی
نہین ہوئی - وطن اور قوم کی محبت سے جو مراد ہماری ہی اہل ہند اوسکے معنی ہی سے ناواقف ہین

شروع سے اس مُلک مین غیر مُلکون کے لوگ حکمران رہے ہین جن مین کوئی اچھا تہا کوئی
بُرا - رعایا صبر اور تحمل سے حاکمون کی بُرائیون اور نالائقیون کے بوجھہ اوٹہانے کی عادی
ہو رہی ہے - وہ عمدہ حکومت کو ایسی سکوت آمیز خوشی کے ساتہہ اور بدون اظہار ممنونیت
کے اسطرحپر قبول کرتی چلی آئی ہے جسطرح اوسکو آفتاب کی روشنی اور برسات
کی بارش سے خوشی ہوتی ہے - کیونکہ وہ نہین جانتے اور نہ اونکو جاننے کی پرواہ ہے
کہ یہہ نعمت کسطرح اونکے ہاتہہ لگ گئی - ہندوستانیون کے دل گہرے ہین اور اگر ہم
انہین اپنی محبت کی تلاش کرین تو ہم یقیناً تہ کو نہین پہونچینگے مگر تو بھی بمقابلہ محبت کے زیادہ مستحکم اور
دیرپا ہوتی ہے اور ایک ہی حالت پر برابر رہتی ہے محبت مین تبدیلیان واقع ہوتی رہتی ہین - اول عشق کی صورت
ہوتی ہے - بعدہٗ بے پرواہی کا جنم لیتی ہے - اور آخرکار نفرت بن جاتی ہے - ہندوستان کی رعایا گورنمنٹ انگریزی کی
دل سے توقیر کرتی ہے - ممکن ہے رعایا گورنمنٹ کے طریقون اور ہمارے طبعی میلان کو جو ہم حالت موجودہ کو روزمرہ
بدلتے رہنے اور ترقی دینے کی جانب رکہتے ہین پسند نکرے - مگر پہر بہی وہ جانتی ہے کہ سرکار عادل ہے اور ہماری جان
و مال حفاظت مین ہے - اوسکے سایۂ عاطفت مین ہماری دولت مین روزافزون ترقی ہے اور جسقدر محاصل
گذشتہ عملداریون مین فیاض سے فیاض عملداری وصول کرتی تہی سرکار انگریزی اوسکے نصف سے کچھہ ہی
زیادہ لیتی ہے - اگر گذشتہ واقعات دیکہنے سے آیندہ کی کوئی پیشینگوئی کرنی ممکن ہو تو یہہ بات کہہ سکتے
ہین کہ جب تک اس مُلک کا انتظام عمدہ اور اعلی درجہ کے اصولون پر مبنی ہے تب تک اس مُلک
مین عام رعایا کا بغاوت کرنا محالات سے ہے -

اس کتاب کے طیار ہو کر چہپنے مین دیر اسوجہہ سے ہوئی کہ بہت سے سرکاری کاغذات جو اسکے مطالب کا ماخذ

ہین اونکو بنظر تدقیق پڑہنا اور دیکہنا بہالنا یہان ضرور بات سے تہا - دفترگور نمنٹ او
دہلی - انبالہ - لودیانہ کے ایجنٹون کے سرکاری کاغذات اس صدی کے شروع سے
لیکر اسوقت تک بیشمار ہین اور اسمین ذرا بہی مبالغہ نہین کہ انکا باترتیب کرنا اور
مضامین سے واقفیت حاصل کرنا برسون کی محنت تہی - علاوہ برین جن رئیسونکے حالات
اس کتاب مین درج ہین ہرچند کہ انہون نے اپنے تمام کوائف خاندان اور اپنے دفاتر ریاست
کے کاغذات میرے حوالہ کردئے اور ہر ایک ممکن طریقہ سے مجہکو تحقیقات کرنے مین مدد دی
مگر ان ریاستونکی تاریخ کے اوس زمانہ کے مفصل اور صحیح حالات کا بہم پہونچانا جو سرکار انگریزی کے
ساتہہ تعلقات پیدا ہونے سے پہلے گذرا ہی اور بہی مشکل تہا -

ریاست منڈی کے حالات اگرچہ اوس حصہ مین درج ہونے　زیادہ تر مستحق تہے جنکا
سامان راجپوت رئیسون کے حالات لکہنے کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور جنکا چہاپا جانیکی
امید ابہی تک چلی جاتی ہے مگر اس خیال سے کہ میرا بہت سا وقت اس کتاب کی تالیف
مین صرف ہو گیا اور معلوم نہین کہ دوسرے حصہ کے تیار کرنے کی فرصت ملیگی یا اوسوقت
تک زندگی بہی وفا کریگی اسلئے مین نے یہہ مناسب سمجہا کہ رئیس منڈی کا حال جو
پہاڑی راجپوتون مین سب سے زیادہ باوقار اور کسیقدر اونکا نمونہ ہے دوسرے
حصہ پر منحصر نہ رکہون -

لاہور -
۹ اکتوبر ۱۸۶۹ع

لیپل گرفن
انڈر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

تاریخ پٹیالہ

جاٹان گوت سدہو خاندان پٹیالہ سدّہو گوت (قوم) کے جاٹون مین سے ہے جنکی اکثر دیہات اوس قطعہ ملک مین جو دریاے راوی اور جمنا کے مابین واقع ہے پہیلے ہوئے ہین ستلج کے شمال کیجانب اس گوت کے لوگون کو جو عظمت حاصل تہی وہ جاتی رہی ہے اور ۱۸۴۹ء کی لڑائی اور پنجاب کو قلمرو انگریزی مین شامل کر لئے جانے نے اوس اخیر نامور سدّہو خاندان اٹاری کی طاقت کو ہمیشہ کے واسطے زائل کر دیا ہے جسکا ایک رکن راجہ شیر سنگہ نامی مقام چلیانوالہ مین سکہون کی فوج کا سپہ سالار تہا جہان ایک انگریزی جنرل کی نالیاقتی اور سکہون کی بہادری نے افواج انگریزی پر ویسی ہی سخت مصیبت ڈالی تہی جیسی آٹہہ برس پہلے اوسپر افغانستان مین پڑی تہی۔

علاقہ آنرودی ستلج مین سدّہو ونکا اور خاندان جنکا نام کچہہ تاریخی نمود رکہتے ہین صرف اٹاری والے سدّہو۔ بہیلووال اور ساڈریان ہین۔ مگر اب یہہ خاندان مفلس ہو گئے ہین اور پولیٹکل وقعت انہین کچہہ نہین رہی ہے۔ [ط]

ستلج کے جنوب کیطرف سدّہوون کی طاقت پہلی کی نسبت اب زیادہ ہے انہین خودمختار رؤساء پٹیالہ۔ نابہہ۔ جیند۔ فریدکوٹ۔ اور سرداران بہڈور۔ ملود اور بڈرکہان اور خاندان والیان کیتہل مین سے ارنولی معروف بہائی کے اور بہت سے چہوٹے چہوٹے سردار ہین۔

گوت سدّہو کا مورث اعلے تقریبًا جاٹون کی تمام اقوام کیطرح سدّہو بہی راجپوتونکی نسل سے ہین اور اپنا

[ط] علاقہ آنرودی ستلج کے سدّہو اون لوگون کی اولاد مین ہین جو معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین آکر ایک دفعہ راجپوتانہ کو واپس چلے گئے تہے اور سولہوین صدی مین پہر اس ملک مین آئے ۱۲ مصنف

سلسلہ خاندان جیسل (یا جیسل جی سے) ملاتے ہین جو ایک بہٹی قوم کا راجپوت اور شہر اور ریاست
جیسلمیر کا بانی تہا اور سنہ ۱۱۸۰ع مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چہوڑ کر شمال کی جانب پہنچا راجہ
کے قلمرو مین جو اسوقت اجمیر و دہلی کا فرمانروا اور ہندوستان کا سب سے زیادہ طاقتور راجہ تہا چلا گیا اور آکر
حصار کے قریب سکونت اختیار کی جہان اسکے سالواہن - کالن - ہیم ہیل اور ہیم پال لڑکے پیدا
ہوے انہین سے ہیم ہیل نے قصبہ حصار کو تاخت و تاراج کرکے اوسکے قرب وجوار کی بہت سی دیہات پر قبضہ
کر لیا اور دہلی کی فصیل تک برابر لوٹتا ہوا چلا گیا اسکو شمس الدین التمش نے جو دہلی کا تیسرا تاتاری بادشاہ
تہا مطیع کیا مگر سنہ ۱۲۱۲ع مین بادشاہ موصوف کا جو دہلی کا سرحد اور بٹہنڈہ کا حاکم مقرر ہوا اسنے
قصبہ حصار [۵۸] کو آباد کیا اور اسی مقام مین سنہ ۱۲۱۳ع مین مر گیا - اسکے بعد اسکا لڑکا جوندہر اسکا جانشین ہوا
جو صرف اس بات کا مشہور ہے کہ اسکے اکیس بیٹون سے اکیس گوتین قائم ہوئے جنمین سے ایک بہٹی راو
سہہ دیو جون کا مورث اعلی تہا اسکے لڑکے منگل راو نے سلطنت دہلی سے بغاوت کی مگر گرفتار ہوا
اور جیسلمیر مین اسکا سر کاٹا گیا اسکا ایک لڑکا اندرا تہا جسکو اکثر آنند راو کہتے ہین یہہ کہیوا کا باپ
تہا جو اس خاندان کا اخیر خالص راجپوت تہا - کہیوا نے اول ایک راجپوتنی کے ساتہہ شادی کی مگر اس
سبب سے کہ اوس سے کچہہ اولاد نہوئی اوسنے نیلی کے ایک جیرا نامی جاٹ زمیندار کی لڑکی سے دوسری
شادی کی - اس شادی کو اسکے راجپوت بہائی بندون نے ایک ننگ عرفی خیال کیا اور اسکو اکٹ [۵۹] کہنے لگے
جسکے معنی پنجابی زبان مین مخلوط ذات یا نیچ قسم کے ملاوے کے ہین۔

---

۵۸ حاشیہ - اصل کتاب انگریزی مین قصبہ بٹہنڈہ یا بٹہنیر لکہا ہے مگر روایات مندرجہ تاریخ پٹیالہ وغیرہ سے جو زیادہ تر ماخذ اس حصہ کتاب کے ہین حصار معلوم ہوتا ہے - ۱۲ محشی

۵۹ بجای لفظ اکٹ کے دوسرا لقب کہوسا زیادہ مشہور ہے جو دہوان کو قریب الدعا ہے ۱۲ محشی

سدہو کی پیدایش کہیوا کی مراد پوری ہوئی یعنی اسکو ایک لڑکا پیدا ہوا مگر اوسکی پہلی بیوی نے سوت پن کے جلاپے سے دائی کو کچہہ دیکر اس پر آمادہ کیا کہ لڑکے کی جگہہ لڑکی لاکر رکہدے چنانچہ وہ لڑکے کو جنگل مین لیجاکر ایک خشک نالے مین ڈال آئی تہوڑی دیر بعد ایک شخص کا اسطرف گذر ہوا اور اوسکی نظر اس بچے پر پڑی اور اس سبب سے کہ اوسکے کچہہ اولاد نہ تہی اوسنے خیال کیا کہ اسکو خدا تعالے نے میری تسکین خاطر کے لئے بہیجا ہے الغرض اوسکو اوٹہا کر گہر لے آیا اور بیٹا بنا کر رکہا مگر دائی سے راز پوشیدہ نہ رہ سکا اور وہ راجپوتنی اپنے جرم کے اقرار کرنے پر مجبور کی گئی اور بڑی تحقیقات کے بعد لڑکے کا پتہ لگا اور باپ کے حوالہ کیا گیا اسکا نام سدہو تہا اور اسی سے قوم سدہو نے اپنا نام نکالا ہے ۔

سدہو کی اولاد سدہو راجپوتون کی رسم کے موافق مان کے لحاظ سے بانٹ گنا جاتا تہا اسکے چار لڑکے تہے ڈاہر جسکا نام دیبی بہی ہے اور بہورا اور سورا اور روپاچ - ڈاہر کی اولاد مین خاندان کیتہل جہونبہ - ارنولی - اور سدہووال ہین اور بہورا کی نسل مین روسا پہولکیان ہین سورا کی اولاد مین کوئی مشہور خاندان نہین ہے مگر اسکی اولاد بٹہنڈا اور فیروزپور کے علاقہ مین کثرت سے ہے - روپاچ کی اولاد جو سب سے چہوٹا تہا بہیرکہ کوٹ اور زیرہ ضلع فیروزپور مین آباد ہے بہورا کے لڑکے بہیر کے دو بیٹے تہے انمین سے بڑے لڑکے سدہ تلک راؤ نے شادی نہین کی اور درویشانہ بسر کی اسکے چہوٹے بہائی ستراہ یا ست راج کے دو لڑکے ہوے چیرہتا اور لکہا - چنانچہ لکہا کی اولاد مین خاندان اٹاری ہوا جو ضلع امرتسر مین ہے اسکے بیٹے ہری نے ستلج کے کنارے اپنے نام پر ایک موضع کا نام ہریکا رکہا جو اوس مقام کے قریب واقع ہے جہان سبراؤن[1] کی لڑائی ہوئی تہی اور موضع بہٹہ اور گہیا کی بنیاد

---

[1] یہہ چوتہی اور اخیر لڑائی تہی جو ستلج پر فروری ۱۸۴۶ع کو انگریزون اور سکہون سے ہوئی تہی ۱۲ مصنف

ڈالی - چڑہتا کے ایک لڑکا ماہو نامی تہا اوسکی اولاد مین علی الترتیب - کالا - مہرا - ہمیرا اور
براڑ ہوی - براڑ کے نام سے قوم براڑ مشہور ہوی - یہہ شخص بڑا بہادر اور صاحب قسمت تہا اور جنید
اور دہالیوال جاٹون اور سرسہ کے مسلمان بہٹیون سے جنکا نکاس اوسی اصل سے تہا جس سے اسکا تہا -
اور جتر سال راجپوت سے بہی جنکے ساتہہ بہکر سرتہڑی اور کوٹ لدہو مین لڑائیان ہوئین برابر لڑا کیا -
کہتے ہین کہ اس اخیر مقام مین براڑ کی طرف کو دو ہزار اور راجپوتون کے اس سے بہی زیادہ آدمی مارے گئے
اور کوٹ لدہو اسکے قبضہ مین آگیا - براڑ کے دو بیٹے تہے پوڑا اور ڈل جنمین سے چہوٹا راجہ فریدکوٹ اور قوم براڑ کا
مورث اعلے تہا جو تقریباً اضلاع ناڑمی - مدکی - مکتسر - بہوچو - مہراج - سلطان خان والہ اور بہدور وغیرہ
ضلع فیروزپور اور تمام علاقہ فریدکوٹ اور بہت سے دیہات علاقہ پٹیالہ نابہہ جیند اور ملودہ پر قابض ہین

خاندان سدہو کا عروج

ان دونون بہائیون مین فساد ہوا اور پوڑا تباہ اور مفلس ہوگیا اور کئی پشت تک یہہ
افلاس قایم رہا جب تک کہ اوسکی اولاد مین ایک شخص سنگہر نامی کی ہمت سے اونکے دن پہرے یعنی جب شہنشاہ بابر
نے ۱۵۲۴ع مین ہندوستان پر حملہ کیا سنگہر بمقام لاہور اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور کچہہ ہمراہیون کے ساتہہ
فوج مین شامل ہوگیا مگر تہوڑے عرصہ بعد اکیسوین اپریل ۱۵۲۶ع کو سنگہر پانی پت کی لڑائی مین مارا گیا جبکہ
بابر ابراہیم لودہی کو بڑی خونریزی کے ساتہہ شکست دیکر سلطنت دہلی پر قابض ہوا اس فتحیابی کے سبب
بابر سنگہر کی خدمات کو نہ بہولا اور اوسکے لڑکے بیرم کو اوس ویران ملک کی چودہرائت* عطا کی جو دہلی
کے جنوب مغرب کی طرف واقع تہا اور ۱۵۵۴ع مین اوسکے بیٹے ہمایون نے اوسکو اسپر بحال رکہا - اس سردار کا نام

* حاشیہ نمبر ایک - اس سلطنت مین ایک ایسا شخص چودہری کہلاتا تہا جو پرگنہ کی مالگذاری کا ذمہ دار ہوتا تہا اور اوس مین سے اوسکو فیصدی کسیقدر روپیہ بطور حق الخدمت ملتا تہا ۱۲ مصنف

تاریخ مین بیرم مشہور ہے لیکن اصل مین یہہ اوسکا نام تہا شہنشاہ بابر اوسکی بہادری کے سبب
رکہدیا تہا کیونکہ بیرم کے معنی بہادر کے ہین۔ بیرم اکثر نیلی مین جو سدہو کی ننہیال کا ایک گانو تہا رہا
کرتا تہا اوسنے موضع بید ووالی کو بہی جو ویران ہوگیا تہا از سر نو آباد کیا سنہ ۱۵۶۰ء کے قریب یہہ بہٹیون کی
لڑائی مین اپنے پوتے ستو کے ساتہہ مارا گیا۔ اسکے دو لڑکے تہے مہراج (جسکو اکثر مہاراج بہی کہتے ہین)
اور گراج یا جیراج[1]۔ مہراج باپ کی جگہہ جو دہرائت پر قائم ہوا اور گراج یا جیراج کی اولاد ضلع فیروزپور کے
پانچ دیہات مین آباد ہے۔ مہراج کا اکلوتا بیٹا ستو اوسکی جیتے جی مرچکا تہا اسلیے اسکا پوتا لکہو اسکا
جانشین ہوا مگر تہوڑے عرصہ بعد بہٹیونکی لڑائی مین بمقام بید ووالی ہوئی مارا گیا اوسکے دو بہائی تہے لاکہو
اور چاؤ۔ لکہو کی اولاد تو موضع جکہیل مین رہتی ہے۔ اور چاؤ کی اولاد موضع چاؤکے مین جو بہدوڑ متصلہ
ضلع لودہیانہ سے قریب آٹہہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چاؤکے دو بیٹے تہے ہنبل اور موہن۔ موہن کو جو دہرائت
ملی مگر اوسکے ذمہ سرکار کا کچہہ روپیہ باقی رہگیا اور اوسکو ادا کرنے کی اسمین استطاعت نتہی علاوہ اسکے اوسکو
آبائی دشمن بہٹیون نے اسکا ناک مین دم کر رکہا تہا اس سبب سے وہ ہانسی حصار کیطرف بہاگ گیا جہان اسکے
رشتہ دار بہت سے تہے اور ایک بڑی فوج جمع کرکے پہر وطن مین آیا اور بہٹیون کو بید ووالی کے قریب
شکست دی۔

موضع مہراج کی آبادی

گورو ہرگوبند صاحب کی ہدایت سے جو سکہون کے چہٹے گورو تہے اسنے موضع مہراج کی بنیاد
ڈالی اور اسکا نام اپنے پردادا کے نام پر رکہا اس گانو سے بائیس ۲۲ اور گانو آباد ہوے جنکو مہراجکیان کا بائیسا
یعنی بائیسا کہتے ہین انمین سے جو جاگیردار ہین مہراجکے سکہہ کہلاتے ہین اور وہ بالفعل سات ہزار سے زیادہ شمار مین ہین

[1] اصل کتاب مین ایسے طور سے لکہا ہے کہ جسکو گراج بہی پڑہ سکتے ہین اور جیراج بہی ۱۲ محشی

موہن مع اپنے بڑے بیٹے روپچند کے سنہ ۱۰۲۷ھ مطابق سنہ ۱۶۱۸ع کے قریب اپنے بزرگوں کی طرح بہٹیوں کی ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اوسکا دوسرا بیٹا کالا جو دہرت پتہ پر قابض ہوکر اپنے متوفی بھائی کے لڑکوں پہول اور سندلی کا سرپرست بنا - موہن کے اور تین بیٹوں نے موضع مہراج کے آباد کرنے میں امداد دی اور اونکی اولاد ابتک وہان آباد ہے - موہن کی وفات کے تہوڑے عرصہ بعد گورو ہرگوبند صاحب پہر بہدور والی میں آئے کالا نے جو اونکی کرامت اور برکت کا بڑا معتقد تہا اپنے بہتیجون سے یہہ کہدیا کہ جب گورو صاحب کے درشن ہون تو اوسوقت اپنے پیٹ پر ہاتہہ رکہنا جس سے اوسکا مقصود اونکو بہوکا ظاہر کرنا تہا اونہون نے ایسا ہی کیا اور جب گورو صاحب نے اسکا سبب پوچہا تو کالا نے کہا "کہ مہاراج یہہ لڑکے بہوکے مرتے ہین" گورو صاحب نے فرمایا "کہ ایک پیٹ کا بہرنا کیا یہہ لڑکے تو ہزارون کا پیٹ بہرینگے" بعد ازان گورو صاحب نے لڑکون کا نام پوچہا جب پہول کا نام آیا تو سنکر فرمایا "کہ یہہ نام ایک نہایت نیک شگون ہے پہول کی پہلواری خوب پہلے پہولے گی"

مورث اعلے رؤسا خاندان پہول

پہول روپچند کا دوسرا لڑکا مائی انبی کے بطن سے تہا جو ہٹانہ گوت کی زمیندارنی تہی اسکو ایک مشہور فقیر بابا سمیر پوری نامی نے تعلیم دی تہی اور حبس دم کا عمل بہی سکہایا تہا جو آخر کار اسکا وبال جان ہوا۔ سنہ ۱۶۲۷ع میں پہول مہراج کو چہوڑ کر چلا گیا اور وہان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک گانو آباد کیا جسکا نام اپنے نام پر پہول رکہا - یہان شاہجہان شہنشاہ دہلی کے حضور سے ایک فرمان اوسکے نام صادر ہوا جس سے وہ علاقہ جو سالہا سال سے اوسکے خاندان میں چلا آتا تہا اوسکے نام بحال ہوا - اب گورو ہرگوبند صاحب کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور پہول کے سات لڑکے ہوئے جنکی اولاد میں بہت عالی رتبہ خاندان ہین - پہول کی بڑی بیوی بالی سنہ جو موضع

ڈہلوان علاقہ نابہہ کے ایک زمیندار کی لڑکی تہی تلوکا اور راما اور رگہو تین لڑکے اور ایک لڑکی

جسکا نام رامی یا رام کنور یا فتو تہا پیدا ہوئی۔ اس لڑکی کی شادی رامداس کے ایک بیٹے سے ہوا

اور اوسکی جہیز مین موضع بگرو دیا گیا جو ابتک اوسکی اولاد قبضہ مین ہے۔ تلوکا کی اولاد والی ریاست

نابہہ جیند اور بڈرکہان۔ اور راما کی نسل مین خاندان پٹیالہ اور ملود اور رگہو کی اولاد

جیوندان والے ہین۔ اور پہول کی دوسری زوجہ رجی کوت سدہاسے بیاہی تہی چنو جہنڈو اور تخت مل

تین لڑکے ہوئے انمین سے جہنڈو تو لاولد مرگیا۔ اور چنو اور تخت مل کی اولاد جو لود ہ کہرسے کہلاتے

ہین اب موضع گنٹی کے جاگیردار ہین۔

پہول کی وفات

پہول کی وفات کی بابت یہہ روایت ہے کہ حاکم سرہند نے بقایا مالگذاری کی بابت اوسکو

قید کردیا تہا اور پہول یہہ دیکہکر کہ اور کسی طرح رہائی ممکن نہین اوسی عمل حبس دم کو جو بابا سمیر پوری

سے سیکہا تہا کام مین لایا چونکہ کوئی علامت زندگی کی محسوس نہین ہوتی تہی محافظون نے مردہ

سمجہکر اوسکی لاش مالیر کوٹلہ کے پٹہانونکو جو اوسکے دوست تہے تجہیز و تکفین کیواسطے دیدی جنہون نے

اوسکو اوسکے گہر پہنچا دیا۔ اتفاقًا اوسکی بڑی بیوی بالی جو اس بات سے واقف تہی کہ اوسکا شوہر کبہی یہہ

عمل کرتا ہے اپنے باپ کے گہر گئی ہوئی تہی چہوٹی بیوی نے مردہ جانکر ہندوونکی رسم کے موافق جلا دیا۔

اسکے تہوڑے عرصہ بعد جب بالی آئی اور یہہ حال سنا تو بولی کہ پہول زندہ جلایا گیا۔ رجی اپنی اس

غلطی سے ایسی پشیمان ہوئی کہ گانوکو چہوڑکر اپنے رشتہ دار سکہا نند براڑ کے گہر چلی گئی اور بالی اور

اوسکی اولاد موضع پہول مین بدستور رہی۔

متبرک تالاب گنگا

پہول کی وفات سے پہلے جو ۱۶۵۲ع مین وقوع مین آئی اس نے انکے لوگونکی بدذات ...

سال و تاریخ کا حال کچھہ صحیح معلوم نہین جسکی وجہہ یہہ بیان کیجاتی ہی کہ پہلے اس قوم مین مُردونکو پہول ہردوار لیجانیکی رسم نہتی جہان برہمنون کے پاس اون مُردون کے نام کی بہیان رہتی ہین جنکی وہ اخیر مذہبی رسوم ادا کرتے ہین - بلکہ وہ ایک متبرک تالاب واقع موضع گنگا پرگنہ موگا ضلع فیروزپور مین ڈالے جاتے تہے - یہہ تالاب کالو ناتھہ نامی ایک فقیر کے سبب جو دہالیوال گوت کا جاٹ تہا متبرک سمجہا جاتا ہی جسنے سنگ کے ہمراہ ہردوار جانے سے انکار کرکے اپنی جگہہ اپنا سوٹا اور تونبی بہیجدی اور یہہ کہا کہ اسکو گنگا مین ڈالدینا - جب لوگ ہردوار سے واپس آئے تب اس فقیر نے اون سے پوچہا کہ میرے جو کہا تہا وہ تمنے کیا یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ ہان کیا مگر جب یہہ لوگ تالاب پر جو گانو کے باہر بنا ہوا تہا گئے تو دیکہتے کیا ہین کہ سوٹا اور تونبی پانی پر تیر رہے ہین اب یہہ تالاب متبرک مانا جانے لگا - اور لوگ تیرتہہ سمجہکر اوسمین اشنان کرنے کو آنے لگے اور مُردونکی پہول بہی اوسمین ڈالنے شروع ہوگئے - بزمانہ حال اس تالاب کی نسبت پہلے کی سی حسن عقیدت نہین رہی ہی اور اگرچہ بیساکہی کا میلہ یہان ہر سال ہوتا ہے مگر صرف این روی ستلج کے جہان قوم کے جاٹ اور رانہ دہالیوال جاٹ ہی اوسکو متبرک جانتے ہین -

[۲۹] چاپسل کے اپنی دار الحکومت سے فرار ہونے سے چودہری پہول کی وفات تک جو اونتیس پُشتین گذری ہین اونکا حال مندرجہ ذیل شجرہ سے معلوم ہوگا

پھول کا شجرۃ النسب

چودھری پھول کے بیٹوں اور انکی اولاد

چودھری پھول کے بڑے بیٹے تلوکا کی اولاد ہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خاندان نابھہ و جیند ہیں اور دوسرا بیٹا راما خاندان پٹیالہ کا مورث اعلیٰ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو بھائی جو چودھری پھول کی بڑی بیوی کی اولاد تھے باپ کی وفات کے بعد اپنے خاندان کے پیشوا تھے اور اپنے چاروں بھائیوں کو اس بنا پر کہ وہ اپنے حصہ کا شاہی مطالبہ ادا نہیں کرسکتے باپ کے ورثہ سے دست بردار ہو جانے پر راضی کرلیا اور اراضیات موروثی کو باہم تقسیم کرلیا اور چودھراہٹ تلوکا کو ملی جو بڑا تھا — موضع گنّی چنو - جھنڈو اور تخت مل کو ملا جہاں انکی اولاد جو لوڈگھر* کے سردار کہلاتے ہیں آجتک آباد ہیں ✤

موضع بھائی روپا کی آبادی

سنہ ۱۶۸۰ع کے قریب تلوکا اور راما نے موضع بھائی روپا کی بنا ڈالی تھی اور رو سار خاندان پھول کا جدی مساوی وسیع تقسیم ہوا اس بات کا ثبوت کہ ابتدا میں خاندان پٹیالہ - جیند نابھہ - بھدوڑ اور ملود ایک دوسرے کے برابر تھے یہ ہے کہ سنہ ۱۷۵۴ع میں پٹیالہ کا دعویٰ بابت استحقاق حکومت کے بھدوڑ زیر تجویز تھا مہاراجہ پٹیالہ نے بیان کیا تھا کہ ہمارے مورث اعلیٰ نے بھدوڑ والوں کو اس گانوں میں ایک حصہ اس مطلب کے واسطے دیا تھا کہ وہ یعنی بزرگان پٹیالہ ایسے قوی ہوجاویں کہ نابھہ اور جیند اونپر دست درازی نکرسکیں - اور نیز یوں کہ راما اور تلوکا دونوں نے باہم اپنے مساوی حصے بانٹ لئے تھے اس سبب سے رواج عام اور ہندوؤں کے دھرم شاستر کے بموجب انکی اولاد بھی ان حصوں کی مالک ہوئی تھی قبل اسکے کہ پٹیالہ - نابھہ - اور جیند کا نام مشہور ہوا اور ان کے جھگڑوں اور رقابتوں کی نمود ہوئی

موضع بھائی روپا علاقہ نابھہ میں قصبہ پھول سے قریب آٹھ میل کے شمال کیجانب واقع ہے -

* لوڈھا کے معنی پنجابی زبان میں چھوٹے کے ہیں اور گھر ہندی میں خاندان کو کہتے ہیں پس اس سبب سے اس لفظ کے معنی چھوٹی شاخ کے ہیں - مصنف

رگہو* جو سب سے چہوٹا تہا موضع جیوندان مین جو پہول سے تقریباً آٹہہ میل جنوب مغرب کیطرف ہے آباد ہوا اسکی گانو ملین اوسنے شادی کی اور اوسکی اولاد آجتک اسکی اراضیات پر قابض ہے ۔

شجرۃ النسب خاندان پٹیالہ

۶	۵	۴	۳*	۲	۱
تخت مل	جہنڈو	چنو	رگہو	راما	تلوکا

تلوکا: مورث اعلے خاندان نابہہ و جیند
رگہو: مورث اعلے خاندان جیوندان
چنو، جہنڈو، تخت مل: مورثان اعلے خاندان لوڈہ گہربان

راما مورث خاندان پٹیالہ

کہتے ہین کہ رام چند عرف (راما) کو اسطرح عروج حاصل ہوا کہ ایکدفعہ کٹک یعنی گروہ قزاقان لوٹ کا مال لیجاتا تہا جب یہہ موضع پہول کے قریب آیا تب رامچند نے ان لٹیرون کو مارکر تتر بتر کردیا اور اوس دولت کے بدولت جو اوسکے ہاتہہ آئی موضع رام پورہ کی بنیاد ڈالی بعد ازان اوسنے جن چوپہ رن کو لوٹا تہا اونہین کی طرح قرب وجوار کے لوگون پر جو اوس سے کمزور تہے حملے کرنے شروع کئے بہٹیون کے ملک پر یورش کی اور حسن خان کو جو اوسکے خاندان کا ایک پرانا دشمن تہا موضع جہنڈو کے قریب شکست دی اور بہت سا زر نقد گہوڑے اور مویشی لوٹ کر لیگیا اسکے بعد راکوٹ کے مسلمان رئیس پر فتحیاب ہوا جسکو اوسنے ایک تڑاق پڑاق کی لڑائی کے بعد شکست دی اور اوسکے لشکر کو لوٹ لیا ۔

راما کا علاقہ جنگل کی مالگذاری کا عہدہ حاصل کرنا ۔

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کو روز بروز زوال ہوتا جاتا تہا اور اوسکو دریا

حاشیہ نمبر ایک ۔ رگہو کی اولاد کے لوگ صرف زمیندارانہ حیثیت رکہتے ہین جو کل بتیس[۳۲] حصہ دار ہین اونکی مقبوضہ زمینون کی سالانہ آمدنی دو ہزار آٹہہ سو اناسی[۲۸۷۹] روپیہ ہے ۔ مصنف

حاشیہ نمبر ۲ ۔* اس شجرہ مین جو رگہو کو تیسری جگہہ لکہا ہے یہہ صحیح ہے اور جو یہہ لکہا گیا ہے کہ "رگہو جو سب سے چہوٹا تہا" یعنی چہٹا بیٹا قرار دیا ہے صحیح نہین ہے ۱۲ محشی

جمن کے اسطرف کے بیرونی ملک پر حکومت قایم رکہنی دشوار تہی - راما نے اپنی عملداری بڑہانے کے واسطے اس موقع کو غنیمت سمجہا او چونکہ سرہند کے مسلمان حاکم کے دربار مین اسکا ایک سجدی رشتہ دار جین سنگہ نامی اسکا حامی تہا اس ذریعہ سے اوس نے باقیات مالگذاری کے ادا کرنے کے اقرار پر علاقہ جنگل کے نگران حال رہنے کی جو اوسوقت ایک ویرانہ سمجہا جاتا تہا اجازت حاصل کی اسکام مین جین سنگہ بہی اسکا شریک رہا مگر جیسا کہ خیال کیا جاسکتا تہا انمین تہوڑے ہی عرصہ مین ان بن ہوگئی - جین سنگہ جسکی سعی سے یہہ علاقہ حاصل ہوا تہا اور جو صوبہ دار سرہند کے دربار مین رسائی رکہتا تہا اپنے حصہ کی آمدنی پر قانع ہوکر اس باب مین ساعی ہوا کہ راما کے برخلاف حکم حاصل کرکے تمام علاقہ اپنے لئے حاصل کرلے راما اس کارسازی کا حال سنکر فورًا اپنی حکومت کے قایم رکہنے مین ساعی ہوا اور جین سنگہ کو علاقہ فریدکوٹ مین جہان وہ کسی کام کیواسطے گیا ہوا تہا قتل کروا ڈالا +

راما کا قتل ہونا چونکہ اسوقت سلطنت دہلی کو اپنی ہی پڑی ہوئی تہی اس سبب سے اس جرم کی نہ تو کچہہ سزا ہوئی اور نہ تحقیقات ہی کی گئی لیکن یہہ خون بغیر انتقام کے نہ رہا جین سنگہ کے لڑکون اور اوکے ساتہیون نے جو موقع کی تاک مین تہے ۱۷۱۴ء مین راما کو بمقام کوٹلہ مار ڈالا +

راما کے بیٹے راما اسوقت اسی برس کی عمر مین تہا یہہ شخص گورو گوبند سنگہ صاحب کا پیرو تہا گو کہ اوسنے یا اوسکے بیٹون نے بجز آلا سنگہ اور رام سنگہ کے سنگہ کا لقب اپنے نام کے ساتہ شامل نہین کیا اسکی شادی مسماۃ سابی دختر مسمی نانو زمیندار گوت ہولہی سے ہوئی تہی جس سے دنا - سبہا - آلا سنگہ - بختا - لدہا - اور بدہا چہہ لڑکے ہوے - دنا خاندان بہدور کا بانی ہوا - سبہا ۱۷۲۶ء مین مرگیا اور اوسکا اکلوتا بیٹا جودہ بہی اسی سال مین چلتا ہوا آسن سے مہدایہ جسکو سبہا نے فتح کرکے اپنا

سکونت گاہ تہا یا تہا اسکے بہائی آلا سنگہ کے قبضہ مین آگیا - بختا خاندان ملود کا مورث اعلے ہوا - اور بدہا اور لدہا (جنکو رام سنگہ بہی کہتے ہین) اب ان دونونکی اولاد مین سے کوئی زندہ نہین ہے +

سرداران خاندان پہول حقیقت مین خودمختار اور باہم مساوی درجہ کے تہے

خاندان بہدوڑ اور ملود جنکو پٹیالہ کے زیادہ طاقت ور خاندان نے جلد پست کردیا اونکا حال مفصل آئندہ بیان کیا جاویگا مگر رئیسان پٹیالہ کا یہہ بیان کہ آلا سنگہ نے اپنے باپکے انتقال کے وقت سے اپنے بہائیون پر برتری کا دعوی کیا اور اونہون نے اوسکی خدمت بطور سردار خاندان خود کی صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک بہائی اپنے اپنے گہر کا مختار تہا اور اگر دو تین کسی عام مہم مین شریک ہوے تو بالکل ہمسری کے طور پر ہو قطع نظر اسکے آلا سنگہ راما کا سب سے بڑا بیٹا نہ تہا جیسا کہ اہلکاران پٹیالہ ثابت کیا چاہتے تہے بلکہ تیسرا تہا اور اگر اوس زمانہ مین یہہ دستور ہوتا کہ بڑا بیٹا ہی حقدار گنا جائے تو دنا بہدوڑ والون کا مورث ہی اس خاندان کا بڑا مانا جاتا لیکن اگر یہہ قاعدہ اس خاندان مین باضابطہ طور پر جاری ہوا ہوگا تو بعد زمانہ آلا سنگہ بانی ریاست پٹیالہ کے ہوا ہوگا کیونکہ راجگان جیسا اونکو حق مین مفید ہوتا تہا کبہی اسکو تسلیم اور کبہی اس سے انکار کرتے تہے بہرحال آلا سنگہ کی وفات سے پہلے خاندان پہولکیان مین عام جاٹ سکہونکی طرح لڑکون کو مساوی حصہ دیجانیکا دستور تہا اور پہولکیان کے ادنے خاندانون مین یہہ رسم کسی قدر کم یا زیادہ ترمیم کے ساتہہ اجتک جاری ہے - پہولکیان کے تین خاندانون مین سے صرف نابہہ جیند اور پٹیالہ اس قاعدہ کو تسلیم کرتے ہین مگر یہہ بہی بارہا اسکے بالائے طاق رکہدینے کی کوشش کرچکے ہین +

آلا سنگہ راما کا فرزند ثالث اپنے باپکا انتقام لیتا ہے

جب آلا سنگہ کا باپ قتل ہوا اوسوقت اسکی عمر تئیس ۲۳ برس کی تہی مگر اوسیوقت سے اوسکو انتقام لینے کی دہن لگی ہوئی تہی تہوڑے عرصہ تک کوئی موقع نہین ملا مگر قریب دو برس

بعد وفات راما کے اوسکی قاتل کالا بہیروا اور اوگرسین تہوڑی سی آدمیون کے ساتہہ کنتی گئے
تہے - یہہ خبر جب آلاسنگہ اور اوسکی بہائی سبہا کو لگی تو انہون نے فوراً چند سوارون اس گانو کو
آگہیرا اور اوسپر حملہ کیا کالا اور اوسکی ہمراہیون نے ایک بہادرانہ مقابلہ کیا لیکن مغلوب ہوگئی اور
بہیروا اور کالا اور اونکی اٹہارہ ہمراہی مارے گئی - اوگرسین بہاگ کر موضع سیمبلی کو چلا گیا جسپر
فوراً حملہ کیا گیا اور لوٹا گیا اور اوگرسین کو جان بچانی کی خاطر پہر بہاگنا پڑا ۔

کہتے ہین کہ اسکے تہوڑی عرصہ بعد آلاسنگہ نے باشندگان سنگہیرہ کی خواہش سے جو دیوسا لوٹ چکرالہ
ہاتہہ سے ظلم رسیدہ تہے موضع مذکور مین تہانہ قایم کیا اور اگرچہ اوسکو اصل مالکون نے بہت کوشش کی مگر اسکا قبضہ
نہ اوٹہا سکے ۔

(آلاسنگہ کا بہدوڑ کو اپنی بہائی وتا کے پاس چہوڑ دینا)
سنہ ۱۷۱۸ع مین آلاسنگہ نے بہدوڑ اپنی بڑی بہائی وتا کو دیکر برنالہ کو جو ویران
پڑا ہوا تہا از سر نو آباد کیا اور وہان بود و باش اختیار کی - یہان آلاسنگہ کے نہایت طاقتور اور
ہمسایون مین سے سوندہی خان نامی ایک مسلمان راجپوت تہا جو موضع نیمہ پر قابض تہا اور بہ نسبت زمینداری کی
لوٹ کہسوٹ مین زیادہ مصروف رہتا تہا اور علاوہ اپنی ذاتی تین سو سوارونکی اپنی رشتہ دار رائے کلہا
والی کوٹ پر امداد کا بہروسا رکہتا تہا جو ایسا طاقتور تہا کہ آلاسنگہ سے بگاڑنے مین کچہہ پروا نہین کرتا تہا
سوندہی خان ۱۷۳۱ع مین مرگیا اور اوسکی پالک لگاہی خان نے اس بات سے ناراض ہوکر کہ اوسکو
اپنی باپ کے حقیقی بیٹون کے برابر حصہ نہ دیا گیا آلاسنگہ کی ملازمت اختیار کر لی اور اوسکو لڑکے سردول سنگہ
کو موضع نیمہ پر دہاوا کرنے مین اپنے ساتہہ شامل ہونی کی ترغیب دی جسکو فتح کرکے اونہون نے
اینٹ سے اینٹ بجا دی ۔

رائے کلہا رئیس کوٹ کا آلاسنگہ پر حملہ آور ہونا اور آلاسنگہ کا مغلوب ہونا۔ اور فوجدار شاہی کا قتل ہونا

جب رائے کوٹ نے جو اس زمانے میں ایک طاقتور رئیس تہا یہہ حال سُنا تو اس ستلج سکہہ کی سرکوبی کیواسطے آمادہ ہوا اور بہت سی فوج جمع کی اور دلیل خان ملوارہ والے اور قطب الدین خان ملسیانوالہ اور ٹہوڑ اور تلونڈی کے اور راجپوتوں کو جو اوسکی ہمقوم تہے اور جمال خان رئیس مالیر کوٹلہ اور نواب سید اسد علیخان فوجدار شاہی متعینہ جالندہر دوآب کو مومہرہ پر رکہا۔ برنالہ کی فصیل کے باہر ایک لڑائی ہوئی جسمین اقبال نے آلاسنگہ کی طرفداری کی کیونکہ شروع ہی مین اسد علیخان مارا گیا اور اوسکی سپاہ دل شکستہ ہوکر میدان سے ہٹ گئی اور مالیر کوٹلہ اور رائے کوٹ کی سپاہ نے بہی اسی نمونہ کی پیروی کی اور پیچہہ ہٹنا تہوڑی ہی دیر مین ایک شکست ہو گیا جسمین بہت سے قیدی اور دشمنونکا ساز و سامان بکثرت سکہوں کے ہاتہ آیا ‌ॱ

آلاسنگہ کی ناموری کا ترقی پانا

اس نمایان فتح سے آلاسنگہ کی حالت مین یکلخت بڑی ترقی ہو گئی اور لوگون کی نظرون مین وہ ایک ایسا رئیس معلوم ہونے لگا جسکے اقبال کو روزبروز ترقی ہوا اور جسکی ماتحتی مین شان و شوکت اور لوٹ دونو حاصل ہو سکتی ہون اور ستلج کے پار سے اکثر زمیندار برنالہ مین اسکی نوکری کرنے کیواسطے بعض اوقات اکیلے اور بعض اوقات دو تین سوار و نکے ساتہ آئے ‌ॱ

اس زمانہ مین ایک سردار کو کیا منفعت درکار تہی۔

اس زمانہ مین جو کچہہ ایک سکہہ سردار اپنے رفیق سے چاہتا تہا وہ صرف گہوڑا اور توڑہ دار بندوق تہی اور اوس رفیق کو جو اپنے سردار سے مطلوب تہا وہ حفاظت اور خدا اور گورو واہگورو ہا کے نام سے اوسکے جہنڈے کے نیچے لوٹنے کی اجازت تہی ‌ॱ

سکہون کا طرز معاشرت سنہ ۱۷۰۰ع مین۔

تنخواہ کا کچہہ جہگڑا ابہی نہ تہا اور مذہبی مسئلہ کی رو سے تمام سکہہ برابر تہے اور اونکا مذہب شروع مین فی الحقیقت ایسا تہا کہ اپنے معتقدین کے باہم درجہ اور رتبہ کی تمیز کی اجازت نہ دیتا

تہا جو شخص امر سنگہ مجیٹھیہ کی طرح شیر سنگہ رنجیت کو بیٹہ سکتا تہا یا ہری سنگہ نلوہ کیطرح تلوار سے شیر کو مار سکتا تہا اوسیکا دل مین بہت سے سوار ہو جاتے تہے اور وہ اپنے کو سردار گننے لگتا تہا اب وہ وقت آیا کہ یہودیون کیطرح سکہون نے بہی ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنایا اور وہ ہمسری کے خیال جو اونکو بہت عزیز تہے کسیقدر بہول گئے*

مگر ستلج کے خواہ شمال مین اور خواہ جنوب مین تمام بڑے خاندانون کی ابتدا ایک سے ہی ہوئی یعنی زبردستی کا قانون اور تیز تلوار اور مضبوط ہاتہہ وہ بنیادین تہین جنپر سکہون کی سوبہتی بیٹہک دنیا کی ہر ایک سوبہتی (جماعت) کیطرح قایم ہوئی غرضکہ ہر ایک سکہہ یہی چاہتا تہا کہ اپنے زور اور کامیابی لوگون کو اپنی رفاقت پر مائل کرے اور یہہ بات کہ وہ کون ہین اور اونکے باپ دادا کون تہے [illegible] کے لایق نہ تہی بلکہ اونکو لڑنا اور گہوڑے پر چڑہنا آتا ہو اور یہہ تقریباً ہر ایک سکہہ کرسکتا تہا جیسا کہ انگریزونکو ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۹ء مین معلوم ہوگیا*

مگر سکہہ لوگ کبہی بیرحم نہ تہے

ان دنون ہر ایک گانو گویا ایک قلعہ تہا جو بلند مقام پر ہوتا تہا اور جسمین آمد و رفت کا صرف ایک دروازہ ہوتا تہا اور کوچے اسقدر تنگ ہوتے تہے کہ دو آدمی برابر بمشکل چل سکتے تہے اور دشمن اور ہمسایہ مین فرق نہ تہا اور کاشتکار لوگ ہل چلانیکے وقت بندوق پاس رکہتے تہے اور کوئی شخص جب تک کہ وہ اپنی زمین اور گہوڑے اور جورو کی حفاظت کرنے کی لایق طاقت نرکہتا ہو تب تک انکو اپنا نہین سمجہتا تہا کیونکہ اگرچہ سردار مسلمانون کی لوٹ یا ایک شاہی رسالہ گرفتار کرنے سے

حاشیہ* رنجیت سنگہ سکہونکو آزادانہ یا زیادہ تر مذہبی خیالات کے ساتہہ موافقت کرنا کبہی [illegible] والا [illegible] بادشاہ کیطرح قبول کرتا تہا کہ وہ حکومت خدا کے فضل سے ہے اور سکہ سکون پر گورو ہی کا نام کندہ تہا اور وہ تمام لوگون [illegible] ہونے سے کچہہ زیادہ نہ تہا جسکو وہ ہمیشہ عزیز رکہتے تہے مگر رئیسون کو اوس سے محبت نہ تہی ۱۲ مصنف

نہایت خوش ہوتے تہے مگر وطن دوست ہونے کی نسبت وہ قزاق زیادہ تہے اور بلا امتیاز ہر کسی کو
لوٹتے تہے ہان یہہ بات انصافاً ضرور اونکے حق مین کہنی چاہیے کہ ممالک وسط ہند کے پنڈارون اور
اور بنگالہ کے ڈکیٹون پر اونکو فضیلت تہی وہ انسانون کی طرح لڑتے اور لوٹتے تہے نہ بیرحم راکسون
کیطرح سکہون کی تاریخ مین عورتون پر دست درازی اور مردون پر تشدد کرنیکا شاذ و نادر ہی کوئی ایسا
قصہ ہوگا جیسے جنوبی ہندوستان کی تاریخ کے صفحے بیرحمی اور خونریزی کے حالات سے داغدار ہین - یہہ بات
سچ ہے کہ اکثر خوبصورت جاٹنیان لڑائی مین گرفتار کر لی جاتی تہین مگر وہ رضامند قید نہین ہوتی تہین
کیونکہ وہ اس بات کو ابتدا سے ہی سیکہی ہوئی تہین کہ شوہر ایسا اختیار کرنا چاہیے جسمین صرف
مردانگی اور طاقت کا جوہر ہو اور جو کوئی لڑ کر ڈنکی چوٹ اوسکو لیتا تہا اور جائز بیوی بنانا چاہتا
تہا تو وہ اپنے تئین اوسکو بطور مال غنیمت حوالہ کرنیکو طیار تہی گو اوس نے اوسکے بہائیونکو مارا اور اوسکے
گاؤن کو جلایا ہو - اگرچہ سکہہ پشت بہ پشت لٹیرے تہے اور مویشیونکو چہین لیجانا اونکا ایک معزز پیشہ تہا
(جیسا کہ کئی سو برس گذرے سکاٹلنڈ کی سرحد پر دستور تہا) مگر اونکی مذہبی سرگرمی اور مسلمانون سے
نفرت ہی نے جنہون نے اونکو مدت تک پامال کیا تہا اور اونکے گوروون کو قتل کر کے اونکے معبدون کو
ڈہایا تہا اونکو ایک خاص تہہ بخشدیا اور اونکے مقاصد اور مہمات کو تقریباً ایک قومی مقصد بنا دیا +

لیکن سکہہ لوگون مین اتفاق قومی کبہی نہ تہا -

مگر وہ متحد قوم کبہی نہین ہوئی اٹہاروین [۱۸] صدی مین ہر ایک سکہہ سردار
بالکل خود مختار تہا اور ہمیشہ اپنی ہی مرضی سے ملک کو فتح کرتا اور لوٹتا تہا اور اور سردارون کے ساتہہ
صرف اوسوقت شامل ہوتا جبکہ دشمن عام یعنی مسلمانون پر حملہ کرنا ہوتا تہا - رنجیت سنگہ نے اصل
پنجاب یعنی پار ستلج شمال مین ایک مستحکم سلطنت قایم کرنے کی تدبیر کی مگر جو سکہون کو اپنی

اطاعت مین متفق نہ کر سکا سنہ ۱۸۴۳ع مین جبکہ اوسکا نہایت عروج کا زمانہ تہا تمام پنجاب مین
قریب ساڑہے بارہ لاکہہ کے سکہہ ہونگے لیکن انمین سے پانچ لاکہہ ستلج کے جنوب مین اون رئیسونکی عملداری
مین رہتے تہے جو رنجیت سنگہ کو ایک نودولتا سمجہتے تہے اور اپنے بس چلتے اوس سے اسقدر خائف نہ تہے جسقدر کہ
متنفر تہے - اپنے دوہی ستلج کے سکہہ اپنے شمالی ہم مذہبون کے ساتہہ ایک پوشیدہ ہمدردی رکہتے
تہے جیسا کہ مہم ستلج کے موقع پر ظاہر ہو گیا مگر اونیسوین صدی مین کسی عام مقصد کیواسطے اونکو شریک
نہین ہوئے - جلندہر دواب کے سکہہ برائے نام رنجیت سنگہ کے مطیع تہے انکا ہر گروہ اپنے والیہ پر اتراتا جو رنجیت سنگہ
کی ہمسری کا دعوی کرتا تہا اور اگرچہ وہ ہر ایک مہم کے موقع پر کمکی سپاہ بہیجتے اور اکثر بذات خود شریک ہونے
پر مجبور کیا جاتا تہا مگر سلطنت لاہور سے وہ اوسیقدر نفرت کرتا تہا کہ جسقدر رؤسا اپنے دوہی ستلج کرتے تہے
اور ہمیشہ چاہتا تہا اور مدد کیواسطے اوسکی نظر انگریزون ہی پر پڑتی تہی جو اگرچہ [illegible] سہل سے دریاے
بیاس کو اپنی سرحد بنا لیتے اور بغیر کسی جہگڑے کے اپنے تئین قائم رکہتے لیکن یہ بات معاہدے سے ہوئی کہ دریا
کدہا مین قلمرو انگریزی اور ریاست لاہور کے خود مختار رئیسونکی [illegible] قائم رکہی جاوے یہ وہ پالیسی تہی اپنی تدبیر ملکی
بڑی دانائی اور شاید دور اندیشی کی تہی مگر جس وقت [illegible] اسکو برتنا چاہئے تہا اونہون [illegible] خیال نہین
کیا گیا یا فراموش کی گئی ہے

آلا سنگہ کا [illegible] جاری کرنا

آلا سنگہ نے سنہ ۱۷۳۱ع [illegible] افغانون پر حملہ کیا جو اپنی خاندان کے قدیم مخالفون [illegible]
پر فوجکشی کی حملہ مین حسن خان بہٹی جو [illegible] کا بیٹا انکا سردار تہا اور اسکے ساتہہ اسکے رفیق اللہ داد خان
بہٹہ والہ اور ولایت خان اور عنایت خان ہرپالپور والے[15] تہے - بہیون کے ملک کو فتح کرنا ایک دشوار امر تہا

[15] یہ لوگ ہرپالپور کے رئیس تہے [illegible] انکا [illegible] دیا [illegible]

کسواسطی کہ وہان گہاس و پانی کمیاب تہا اور باشندی بہی جنگجوئی مین سکہون سے کچہہ کم نہ تہی - اگرچہ آلاسنگہ دس برس تک انسی مختلف مقامات پر لڑتا رہا اور کسی معرکہ مین غالب اور کسی مین مغلوب ہوتا رہا مگر کبہی ایسا نقش قایم نہین کیا جو قابل الذکر ہو ۰۰

علی محمد خان روہیلہ سے اوسکا دوستی پیدا کرنا

اس زمانہ مین آلاسنگہ نے علی محمد خان سے دوستی قایم کی جو رامپور ضلع روہیلکنڈ کا رہنیوالا اور نومسلم تہا جسکو ایک مسلمان عہدہ دار نے متبنی کر لیا تہا اور جو کوہستان اور اضلاع واقع شمالی دریا گنگا کی مابین روہیلون کی ریاست کا بانی ہوا سنہ ۱۷۴۱ع مین یہہ شخص سلطنت دہلی کیطرف سے سرہند کا حاکم تہا آلاسنگہ کئی لڑائیون مین اسکے ساتہہ رہا جن مین ایک وہ لڑائی تہی جو راے کلہاوالی کوٹ سے ہوئی جس مین راے کا بہائی مکہن خان[1] مارا گیا اور راے شکست کہا کر پاکپٹن کیطرف بہاگ گیا لیکن اس عہدہ رئیس کے مزاج مین استقدر آزادی سمائی ہوئی تہی کہ کسی عہدہ دار شاہی کے ساتہہ مدت تک ملاپ نہین رکہہ سکتا تہا اوسنے فوراً تاڑ لیا کہ علی محمد خان کے دربار مین رہنا میرے حق مین مضر ہو اور اسلئے اوسنے رخصت ہونا چاہا ۰۰

آلاسنگہ کا مقید ہو جانا اور بہاگ جانا

حاکم سرہند نے اسبات کو منظور نہ کیا اور اوسکو قید کرکے محبس مین بہجوا دیا جہان وہ مرجاتا اگر ایک شخص اوسکے ہمراہیون مین سے جو اوسکے ساتہہ محبت کی کوئی وجہہ نہ رکہتا تہا جانبازی نہ کرتا - یہہ شخص کرم ماہین سنگہ کے رشتہ دارون مین تہا جسکو ناظرین کو یاد ہوگا کہ آلاسنگہ کے باپ نے قتل کرایا تہا اسنے ریاست پٹیالہ کی نوکری اختیار کر لی تہی لیکن جانتا تہا کہ میری طرف سے لوگون کو یہہ خیال ہے کہ یہہ خاندانی عداوت کو نہ بہولا ہوگا اور اس سے ڈرنا چاہیے

[1] اصل کتاب انگریزی مین اس شخص کا نام محکم خان لکہا ہے جو صحیح نہین ہے ۱۲ محشی

وہ اپنی خیرخواہی ثابت کرنیکی خاطر رات کیوقت اوس جگہہ جہان آلاسنگہ قید تہا پہونچا اور
اپنی کپڑے اوسکو پہنا کر بہگا دیا - یہہ جانفشانی خالی نگئی - کرما آلاسنگہ کا نہایت معتمد علیہ ہوگیا اور
چین سنگہ کے خاندان کو اجازت ہوگئی کہ وطن مین جاکر اپنے اوجڑے ہوے گانوکو از سرنو آباد کرے +

آلاسنگہ کا بعض دیہات کو پہر مطیع کرنا -

اسکی تہوڑے عرصہ بعد علی محمد سرہند سے روہیل کہنڈ کو چلا گیا اور اوس فساد کا
جو اوسکے اور آلاسنگہ کے باہم تہا خاتمہ ہوگیا اور آلاسنگہ کو اون دیہات کے مطیع کرنیکی فرصت ملی جو برار
جودہ سنگہ پٹہندہ والے کی تلقین سے اوسکی اطاعت سے قدم باہر رکہتے تہے اور اس کام کو اوسنے تقریباً
پانچ مہینے مین کامیابی کے ساتہہ پورا کرلیا +

اور قلعہ بہوانیگڈہ کا تعمیر کرنا

سنہ ۱۷۴۹ء مین آلاسنگہ نے قلعہ بہوانیگڈہ کو تعمیر کرانا شروع کیا مگر ایک بہٹی
راجپوت سردار فرید خان نامی جو اس مقام کے قرب و جوار مین رہتا تہا مانع ہوا - اوسکو یہہ خیال تہا کہ میرے
گانوکے اسقدر قریب قلعہ تیار ہوا تو میری آزادی کیلئے ایک محل خطر ہوجائیگا - چونکہ وہ اکیلا اس قلعہ کو
ڈہا واکرنیکی طاقت نرکہتا تہا اسسبب سے صوبہ دار سرہند کے مدد لینے کو گیا مگر آلاسنگہ کو بہی یہہ خبر پہونچ گئی اور
اوسنے اثنائے راہ مین اوسے آلیا اور نقصان عظیم کے ساتہہ شکست دی اور اوسکی تمام جاگیر جو پرگنہ
سامانہ کے ایک چوتہائی کے قریب تہی ضبط کرلی +

سنور کا فتح کرنا اور پٹیالہ کی آبادی کی بنیاد ڈالنا

اسکے تین سال بعد علاقہ سنور کو آلاسنگہ کے ایک ماتحت سردار گوربخش سنگہ
کالیکا نے فتح کیا یہہ علاقہ دیہات کی تعداد کے لحاظ سے چوراسی نام سے مشہور تہا جنمین ایک
گانو پٹیالہ بہی تہا جو اب مہاراجہ پٹیالہ کا دارالحکومت ہے جہان آلاسنگہ نے سنہ ۱۷۵۳ء مین اپنی مقبوضہ نو
مقامات پر رعب قایم رکہنے کیواسطے ایک کچی گڑہی بنالی اور سردار گوربخش سنگہ کو اوسکا قلعہ دار بنایا

دیوان لچھمی نراین جو عبد الصمد خان حاکم سرہند کا ملازم تہا اس سردار کے پاس پناہ کیواسطے بہاگ کر آیا اوسکے آقا نے اوسکو فوراً حوالہ کرنیکی خواہش کی اور جب انکار کیا گیا تو اوسنے بزور اپنی بات منوانے کو سنور کیطرف کوچ کیا۔ سردار گوربخش سنگہ نے دیوان کو رکو پٹیالہ بہیجدیا جو محفوظ مقام تہا اور آلا سنگہ کی فوجکے ساتہ شامل ہوکر عبد الصمد خان پر حملہ کیا اور اوسکو شکست دی اور بہت سی لوٹ انکے ہاتہ آئی۔

شمول گوربخش سنگہ بٹہنڈہ پر حملہ کرنا

اسکے بعد آلا سنگہ نے جودہ سنگہ پر مہم کی جو ضلع بٹہنڈہ پر قابض تہا اور جسکی برخلاف بہائی گوربخش سنگہ بانی خاندان کیتہل ف نے مدد چاہی تہی۔ مگر اس مہم میں آلا سنگہ کی فوج کثیر کی جب شکست ہوئی تو اوسنے ستلج کے شمال کیجانب سکہوں کو جو ایسی لڑائی پر مقرر تہے جس میں لوٹ معاف ہو بلایا انہوں نے خوب لوٹا کہسوٹا اور ملک کو بہائی گوربخش سنگہ کے قبضہ میں دیکر ستلج کے پار چلے گئے ۞

بعد ازین آلا سنگہ نے عنایت خان اور ولایت خان لوہا اور بہولاڈہ کے راجپوت سرداروں پر جو سرکش ہمسایہ تہے چڑہائی کی انہوں نے حسن خان اور محمد امین خان بہٹی قوم کے سرداروں کو اپنی مدد کیواسطے بلایا مگر انہوں نے دخل دینا سمجہا اور یہ راجپوت اکیلے ہی لڑنے پر مجبور ہوا اور داد شجاعت دیکر میدان میں اپنے کئی سو ہمراہیوں کے ساتہ مارا گیا۔ رئیس پٹیالہ کے بہی ایقدر آدمی کام آئے مگر ضلع بہولاڈہ اوسکے قبضہ میں آگیا جسکو اوسنے تہوڑی عرصہ بعد بہائی گوربخش سنگہ کو دیدیا ۞

سردار لال سنگہ نے ضلع مونک پر قبضہ کیا

اسکے بعد سردار آلا سنگہ کے لڑکے لال سنگہ نے ضلع مونک کو قلمرو پٹیالہ میں شامل کیا۔ یہہ نوجوان شخص ایک دل چلا اور مستعد آدمی تہا۔ اوسنے اپنے باپ سے چاہا کہ کسیقدر علاقہ مجہکو

ف خاندان کیتہل کا حال آیندہ لکہا جائیگا۔ ۱۲ مصنف

انتظام کیو اسطی سپرد کیا جاوی آلا سنگہ نے جواب دیا کہ اپنی لئی آپ علاقہ فتح کر لو پس آوسنی سردار خان مونک کے اصل مالک سی جسکو امیر خان و سلیم خان بہٹی سردارون نے وہان سی نکالدیا تہا مشورہ لیا سردار خان لال سنگہ کی مدد کیو اسطی فوراً راضی ہو گیا کسواسطی کہ اوسکو امید تہی کہ اگر وہ ضلع پہر میرے قبضہ مین نہین آ سکیگا تاہم جن لوگون نے مجہکو وہانسی بیدخل کیا ہی اونسی انتقام تو لیلونگا - ان بہٹی سردارون کی غیبت مین سردار خان مع چند ہمراہیون کے قلعہ مین جا گہسا اور توپین چلا کر لال سنگہ کو اپنی کامیابی سی مطلع کیا جو اپنی بڑی سپاہ کو لیکر وہان پہونچا اور اس گانو اور قرب وجوار کے علاقہ پر قبضہ کرلیا جو آجتک پٹیالہ کے تصرف مین ہے ؞

آلا سنگہ کا بہٹیون پر حملہ آور ہونا - اور اونکو نقصان عظیم کے ساتہہ شکست دینا واقع ۱۷۵۸ء

بعد ازین سردار لال سنگہ اور اوسکے باپ نے اضلاع ٹوہانہ - جمال پور دہارسول - اور شکرپور کو جو محمد امین خان اور محمد حسن خان بہٹیون کے قبضہ مین تہے خوب تاخت و تاراج کیا - ان سردارون نے حاکم شاہی حصار کو اپنی مدد کے واسطے بلایا - اوسنی ایک دستہ فوج کا بہیجا مگر اکال گڈہ[۵۱] کے نزدیک گہڈال کے مقام جو لڑائی ہوئی اوسمین بہٹیونکو شکست ہوئی اور دوبارہ ہمت کی تو بہی ناکامیاب رہے کیونکہ تین دن کی چہیڑ چہاڑ کے بعد آلا سنگہ نے رات کو اونپر چہاپا مارا اور کامل فتح حاصل کی اور محمد امین مشکل سی بچکر حصار کیطرف بہاگا اور نواب نصیر خان حاکم حصار کی دلی امداد حاصل کرنیکی غرض سی اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتہہ کی اور اس امید کہ مکافات کی تلافی کرے حتی الامکان ایک بڑی فوجکو جمع کرنے مین مصروف ہوا - ساہو بہٹیون نکی مدد پر شاہی سپاہ تہی دہارسول مین مقابلہ ہوا لیکن فریقین مین کسیکو تمام دن دہوی کی جرات نکی اور سات اٹہہ روز تک

---

[۵۱] مونک کا دوسرا نام ہے جو روسا ء پٹیالہ نے رکہا ہے - ۱۲ محشی

مخالف فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی ہین اور چہیڑ چہاڑ اور ادہر ادہر مٹہ بہیڑ ہوتی رہی
مگر آخرکار نصیر خان کا مارا جانا سکہون کی فتحیابی کا باعث ہوگیا کیونکہ شاہی سپاہ اپنے سردار کے مارے جانے
بیدل ہوکر میدان سے ہٹ گئی اور آلا سنگہ نے اپنی تمام فوجکے ساتہہ دہاوا کرکے نقصان عظیم کے ساتہہ
اونکو بہگا دیا یہہ لڑائی جسکے باعث سے آلا سنگہ کی طاقت کو بہت کچہہ استحکام اور اوسکی شہرت کو
ترقی حاصل ہوئی ۱۷۵۵ء مین ہوئی تہی ۔

احمد شاہ کابلی درانی کے حملے

اس سے پہلے احمد شاہ درانی دس برس سے ہندوستان پر دہاوے کر رہا تہا اور کوئی سال
خالی نہین جاتا تہا اور ۱۷۴۸ء اور ۱۷۵۱ء اور ۱۷۵۶ء مین جنوب کیطرف سرہند اور دلی تک پہونچگیا تہا ۔
اس بادشاہ کا طریق سکہون کی جانب عموماً صلح آمیز تہا اور اول سلطنت دہلی اور پہر مرہٹون کے مقابلون
مین جنکو اوس نے نوبت بہ نوبت شکستین دی تہین اونکو اپنا طرفدار بنانا چاہتا تہا مگر سکہہ گو کہ سلطنت
دہلی کے بدخواہ تہے لیکن افغانون سے بہی محبت نہین رکہتے تہے ۔ وہ یہہ نہین چاہتے تہے کہ دہلی مین ایک
زیادہ تر مضبوط سلطنت قائم ہوجاے اور ہماری گردن پر اپنی حکومت کا جوا زیادہ تر استحکام کے
ساتہہ رکہدے ۔ اونکو یہہ امید تہی کہ ہماری جمہوری سلطنت قائم ہوجائیگی اور ایک وقت وہ
آئیگا کہ جب تمام ہندوستان مین خالصہ جی کا ہی ڈنکا بجیگا اور واہگورو کی تلوار کے آگے تمام مخالف
فرقے اپنا سر جہکائینگے[۵۸] ۔ علاوہ اسکے چونکہ اونکو لوٹ کا چسکا پڑا ہوا تہا اس سبب ایک فوج عظیم کو دیکہکر
جسکے ساتہہ بہت سی بہیڑ بہاڑ اور سامان رسد وغیرہ بہی ہو اونکے دل قابو مین نہین رہتے تہے اور افغانونکی

[۵۸] اس سے تیس برس پہلے بابا بندہ کالی یعنی فقیر سے سکہہ بزبان پنجابی اپنی فقیرانہ صدا مین یہہ فقرہ گاوا کرتے
پہرا کرتے تہے وو کہلس کہلس کہاسی مذہب کوئی نہ رہسی سبہی مجیب کہا اسمہوسی ۱۱ اپنی خالصہ خالصہ خالصہ ۔ اور
مذہب کوئی نہ رہیگا سبہی مذہب خالصہ ہوجائینگے ۱۲ محشی

لیتے دوڑتے ادہر ادہر تاک جہانتک بن پڑتی رسد روک لیتے تہے اور جو کچہہ نقصان کیا جا سکتا تہا کرتے
تہے مگر مقابل ہوکر کہین نہین لڑتے تہے کیونکہ انکی قواعددانی بمقابلہ قواعددان سپاہ کے اسقدر کم تہی
کہ اونکا خوف کرنا بیجا تہا ۔ +

سکہون کا زین خان حاکم سرہند پر جسکو احمد شاہ نے مقرر کیا تہا حملہ کرنا

احمد شاہ نے ۱۷۶۱ء مین زین خان کو سرہند کا حاکم مقرر کیا اور شاہ مذکور
کے ولایت کو جاتے ہی سکہون نے اوسکے نایب پر حملہ کیا ۔ زین خان کو اپنا آپ سنبہالنا مشکل ہوتا اگر جمال خان
مالیر کوٹلہ والہ اور رائے کلہا والی رائے کوٹ جیسے قرب وجوار کے مسلمان رئیس اوسکی مدد نکرتے ۔

احمد شاہ کی معاودت اور سکہونکا مقابلہ آرا ہونا مگر بالکل شکست پانا

اسکے دوسرے سال احمد شاہ نے پہر ہندوستان پر حملہ کیا اور سکہون کو سرہند پر یورش
کرنیکی گستاخی کی سزا دینیکا ارادہ کیا ۔ خالصا پہول کی تمام رئیس اور سنگہ پوریہ اور فیض اللہ پوریہ کے
اور بہائی کی ہتہی والیان کیتہل اور جسا سنگہ اہلو والیہ اور بہت سے اور سکہہ سردار احمد شاہ کا ناکارہ کرنیکے
واسطے برنالہ کے قریب جو اوسوقت علاقہ پٹیالہ کا ایک بڑا شہر تہا جمع ہوئے ۔ سکہون اور افغانون کی
یہہ اول ہی اول گہلو میدان لڑائی ہوئی جسمین اونکو ایسی سخت شکست ہوئی جیسی کبہی نہین ہوئی
تہی کہتے ہین کہ بیس ہزار سکہہ مارے گئے مگر غالباً اسمین کچہہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے ۔ +

آلا سنگہ کا مقید ہوکر رہائی پانا اور راجہ بنایا جانا

اسکے بعد افغانون نے برنالہ پر قبضہ کیا اور لوٹ لیا اور آلا سنگہ کو پکڑ کر احمد شاہ کے روبرو
لیگئے اور چار لاکہہ روپیہ جان بخشی کی عوض طلب کیا گیا جو بمشکل ادا ہوا اور احمد شاہ جو بڑا دور اندیش تہا یہہ
سوچکر کہ سکہون کو اپنی طاقت کے ایک ایسے یقین دلانے واسطے ثبوت کے بعد جیسا
کہ اس شکست مین ہوا الیٹ لینا زیادہ مصلحت ہے آلا سنگہ سے بغلگیر ہوا اور خلعت
مع خطاب راجائی عنایت فرمایا ۔ +

آدمی ہونگے جو تقریباً سب سوار تھے - زین خان صوبہ دار سرہند سب بات پر بہروسہ کرکے کہ سکھ افغانون کی باقاعدہ
فوج کا مقابلہ سے ہمیشہ خوف کہاتے رہے ہین شہر کے باہر آکر اونسے مقابل ہوا مگر مارا گیا اور اوسکی فوج کو
قطعی شکست ہوگئی سکھون نے فوراً شہر پر قبضہ کرلیا اور اپنے گورو کی اولاد کے قتل کا بدلا لینے کی
غرض سے اوسکی اینٹ سے اینٹ بجادی +

سرہند کا آلا سنگہ کے حصہ مین آنا

صوبہ سرہند قسمتہ ون مین تقسیم ہوگیا قصبہ سرہند اور اوسکا قرب وجوار خاص کر
سردار گور بخش سنگہ کی سفارش سے جو اوسکا ایک دوست اور کپور سنگہ سردار نابدار سنگہ پوریہ کا
بھتیجہ یا بھانجا تھا آلا سنگہ کو دیا گیا اور اور حصے یعنی چکوہ - روپڑ - سیالوہ - بوڑیہ - کیتھل - اور شاہ آباد
دیگر سردارون کو ملے جو کسی قدر آجتک اونکے قبضہ مین ہین - آلا سنگہ نے شہر سرہند کو از سر نو آباد
کرنے کا قصد نہین کیا جسکو سکھ آجتک منحوس سمجھتے ہین لیکن وہان کی بہت تراشیدہ اینٹون کو اپنے
نئے شہر پٹیالہ مین لگایا جہان اوسنے ایک تہوڑے عرصہ کے بعد ایک پختہ قلعہ محصول زکات تنکاہ سرہند کی
آمدنی سے تیار کرایا - سرہند کابل اور دہلی کی شاہراہ پر واقع ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ بدقسمتی سے
یہہ شہر تین بار لوٹا گیا +

احمد شاہ نے سرہند پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

اسکو دوسرے سال احمد شاہ دُرانی نے ہندوستان پر حملہ کیا
مگر نہایت دانشمندی سے دوبارہ صوبہ دار سرہند مقرر کرنے کا باب مین توجہ نہ کی کیونکہ جانتا تھا
کہ جو شخص مقرر کیا جائیگا اوسکا حال بہی زین خان کا سا ہوگا - بلکہ آلا سنگہ کے ساتھ نہایت مہربانی
سے پیش آیا اور اوسکو اس علاقہ کی سرداری اس شرط پر دی کہ سالانہ تین لاکہ روپیہ سالانہ محاصل ادا
کیا کرے - اس رقم کا ایک حصہ فوراً ادا کردیا گیا اور باقی کے واسطے آلا سنگہ نے بہی اقرار کیا کہ کابل

پہیجدیا جائیگا - مگر اس وعدہ کے پورا کئے جانے کی کچہہ سند پائی نہین جاتی - البتہ آلا سنگہ کی
بیٹی بہو میان سنگہ کی لڑکی بی بی راجندر نے جسکا والد ۱۷۴۲ء مین قضا کر گیا تہا تجویز کی تہی کہ باقی
روپیہ وہ اپنے پاس سے ادا کر دے مگر آلا سنگہ نے اس بات کو اس عذر سے منظور نکیا کہ ہندوون کے مذہب
رو سے بیٹی یا بہن سے قرض لینا یا احسان اوٹہانا منع ہے - غالباً آلا سنگہ کو یہہ خیال ہوگا اور معقول
بہی ہے کہ احمد شاہ جیسے قرضخواہ کو کابل مین ٹالدینا بہ نسبت بی بی راجندر کے جو پٹیالہ مین ہے آسان تر ہے +

آلا سنگہ کی وفات ۱۷۶۵ء

احمد شاہ کی مراجعت کے وقت آلا سنگہ نے لاہور تک مشایعت کی اور وہان سے
پٹیالہ واپس آکر اگست ۱۷۶۵ء مین قضا کر گیا +

آلا سنگہ کے خصائل

آلا سنگہ اپنے ہمعصر سکہہ رئیسون مین فی الواقع ایک نہایت ممتاز اور بہادر اور
دانشمند شخص تہا علاقہ اپنے دو ستلج مین اوسنے ایک بڑی ریاست کی بنیاد بڑے استحکام کے ساتہہ
قایم کی - یہہ بات صحت کے ساتہہ بیان کرنی مشکل ہے کہ آلا سنگہ اور اور رئیسونکی حیثیت اور مقدرت
مین کیا فرق تہا کسواسطے کہ تعداد سپاہ ہر ایک رئیس کی جو وہ میدان جنگ مین لا سکتا تہا یا تو
غیر معلوم ہے یا اوسمین مبالغہ ہے مگر بظن غالب جنوب ستلج کی جانب آلا سنگہ سب سے زیادہ طاقتور تہا
لیکن تہوڑے ہی عرصہ مین خاندان کیتہل ایک خطرناک ہمسر بنگیا تہا اور اس سبب سے کہ اوسکا نسب بہی خاندان
پہول سے ملتا ہے یہہ خطرہ کچہہ کم نہ تہا رئیس پٹیالہ جسا سنگہ اہلووالیہ کی نسبت ہمیشہ حسد رکہتا تہا اور
حالانکہ اوسنے آلا سنگہ کو راجائی کے لقب حاصل ہونے کے وقت سکہو سے بکروہ جانتے تہے جو سلوک کیا تہا
وہ اوسکو یاد تہا - مگر یہہ آگ اوسکی دل ہی مین رہ گئی اور سرہند فتح ہونے کے بعد جب جسا سنگہ ستلج کے اوس پار
چلا گیا آلا سنگہ نے اوسکا نو دن پرجو اس لوٹ مین جسا سنگہ کے حصہ مین آئے تہے قبضہ کر لیا اور اگرچہ

معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہمقوم لوگوں کی طرح ایک سپاہی مزاج اور شجاع آدمی تہا اور شراب خواری کی کثرت کے بدولت اوسنے جان دی جو شجاعت کیطرح اوسکے ہموطنوں میں یہہ عادت بہی عام تہی ؎

بہومیان سنگہ آلا سنگہ کا منجھلا بیٹا

بہومیان سنگہ کی صرف ایک لڑکی بی بی راجندر تہی جسکا حال اوپر بیان ہوچکا ہے اس لڑکی کی شادی پہگواڑہ کے چودہری تلوک چند کے ساتہہ ہوئی تہی جب اسکا انتقال ہو گیا تب بی بی مذکور سکہوں کی رسم کے بموجب اپنے شوہر کی جایداد کی مالک ہوئی - اسکے انتقال کے بعد اسکے نواسے جودہ سنگہ نے حقیت کا دعوی کیا - مگر چونکہ سکہوں کے رواج رسم لڑکی اور اوسکی اولاد کو ورثہ نہیں پہونچتا اور نواسے کو وارث شرعی نہیں سمجہتے اس سبب سے تلوک چند کے چہوٹے بہائی چوہڑ مل نے جودہ سنگہ کو خارج کر کے مروا ڈالا - جودہ سنگہ کی اولاد مین ایک شخص صاحب سنگہ نامی ۱۸۴۳ء تک موجود تہا مگر اب اوسکی اولاد کا کچہہ پتہ نہیں ہے -

لال سنگہ آلا سنگہ کا چہوٹا بیٹا

لال سنگہ لاولد مرگیا اسنے بہی اپنے بہائی کیطرح شرابخواری ہی کی علت مین زندگی گنوائی - اسنے علاقہ مونگ[۵۱] کو قلمرو پٹیالہ مین شامل کیا تہا - اسکی بیوہ بیوی بہاگن اسکی وفات کے بعد کئی سال تک زندہ رہی ؎

راجہ آلا سنگہ کی جانشینی

جب راجہ آلا سنگہ کا انتقال ہوا تو ہمت سنگہ اور امر سنگہ جو سردول سنگہ کے لڑکے اور آنجہانی راجہ کے پوتے تہے دعویدار ریاست ہوے - ہمت سنگہ امر سنگہ سے کئی سال بڑا تہا[۵۲] مگر کریوہ کی اولاد تہا اور اسکی ماں جودہ سنگہ کی بیوہ تہی جسے سردول سنگہ نے کریوہ کر لیا تہا جیسے پہلے لکہا جا چکا ہے ؎

۵۱ صحیح نام مونک ہے مگر انگریزی مین مونگ کاف فارسی کے ساتہہ لکہا ہے - ۱۲ محشی
۵۲ یہہ صحیح نہیں ہے دراصل مہاراج امر سنگہ ہی بڑے تہے جیسا کہ مینے اپنی کتاب تاریخ پٹیالہ مین لکہا ہے ۱۲ محشی

چادر ڈالنا

چادر ڈالنے یعنی کریوہ کی رسم کا سکہون مین رواج عام تہا مگر اس قسم کی شادی کی اولاد اصل شادی کی اولاد سے جو کواری لڑکی سے ہندوون کی معمولی رسوم مذہب کے ساتہہ کیجاتی ہے کم رتبہ گنی جاتی ہے کریوہ کی معزز اور زیادہ مروج صورت یہہ ہے کہ عورت کے شوہر کا چہوٹا بہائی اوسکو اپنے گہر مین ڈال لے - معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سلف مین یہودیون مین بہی یہہ ہی طریق جاری تہا - اگر کوئی بیوہ کریوہ کرنے راضی ہو تو اوسکو اختیار رہتا - مگر اس صورت مین ہندو بیواؤن کیطرح اوسکی تمام عمر تنگی اور تکلیف مین گذرتی تہی - اس سبب سے سکہون کی بیوہ عورتین دوسری شادی یعنی کریوہ سے انکار نہین کرتی تہین مگر شوہر کے بڑے بہائی کی نسبت چہوٹے سے شادی کرنے کو ترجیح دیتی تہین جو از روے رواج صحیح کے اونکے واسطے مخصوص تہا +

بیوہ عورت کی شادی اوسکے شوہر کے چچیرے بہائی کے ساتہہ ہوتی جیسے مہتاب سنگہ کی مان کی ہوئی تہی کسیقدر نازیبا گنی جاتی تہی اور اولاد کے جائز ہونے مین بہی کلام تہا - اور غیر ذات اور غیر برادری کی عورتون سے شادی کرنا تو اور بہی ناقابل اعتبار اور بیقاعدہ تہا گو یہ بیوہ بخوبی خواہ نا جائز بیاہی ہو کسیقدر معتبر تہا اور اوسکی اولاد کو اصلی یا ذاتی جایداد پدری کی وراثت کا مطلق حق نہین پہنچتا صرف گذارے کا دعوی کر سکتی تہی +

راجہ امر سنگہ کا اپنے دادا کا جانشین ہونا

سردول سنگہ کا دوسرا بیٹا امر سنگہ ۱۷۴۷ع مین پیدا ہوا [سلہ] - اس سبب اپنے دادا کی وفات کے وقت اسکی عمر اٹہارہ سال کی تہی - یہہ اور اوسکی دادی رانی فتو اناحالگدہ عرف برنالہ مین جو پٹیالہ سے پچاس میل مغرب کی جانب ہے رہتے تہے - جب انہون نے دفعتاً آلا سنگہ کے انتقال کی خبر سنی تو فوراً پٹیالہ کو آئے اور رانی فتو نے جو ویسی ہی صاحب لیاقت تہی جیسے خاندان پٹیالہ

سلہ صحیح یہہ ہے کہ ساڑہ بدی ستمی روز دوشنبہ سمت ۱۸۰۱ مطابق ۱۷۴۴ع کو بمقام لکہن بعوض طالع جلدی مین پیدا ہوئے تہے جیسا بہنوا اپنی کتاب تاریخ پٹیالہ مین ایک نہایت معتبر بنیاد پر لکہا ہے - ۱۲ مصحح

مین بہت سی رانیان ہوئی ہین امر سنگہ کو گدی پر بیٹہا دیا اور یہہ بیان کیا کہ از روی حق یہی مالک ہے اور سب جانتے ہین کہ آلاسنگہ کی یہہ آرزو تہی کہ میری بعد یہی جانشین ہو - اہلکاران ریاست کے دلونمین ہمت سنگہ کے حق کی نسبت خواہ کچہہ ہی خیال ہو مگر انہون نے کوئی ایسی بات نہین کی جو اوسکو مفید مطلب ہو اور رانی فتو نے اس کام کو ایسی احتیاط کے ساتہہ انجام دیا اور اوسکا رعب اسقدر غالب تہا کہ کوئی بہی اسکی خلاف دم نہ مار سکا اور تمام اہلکارون اور سردارون نے امر سنگہ کی راجائی کو تسلیم کر کے بہر دربار مین نذرین پیش کین ؛؛

ہمت سنگہ کی بغاوت

ہمت سنگہ ایسا کم ہمت نہ تہا کہ ہاتہہ پانون ہلائے بغیر ریاست کو ہاتہہ سے جانے دیتا وہ ہریانہ سے جہان فوج کے ساتہہ متعین تہا بہت جلد پٹیالہ کو آیا اور خاص شہر پٹیالہ کے ایک حصہ اور اوسکے قریب جوار کے مقامات پر قبضہ کر کے ریاست کا دعویدار ہوا مگر رؤسا جیند - نابہہ اور والی کیتہل چہوٹے بہائی کی طرفدار ہوگئی اور ہمت سنگہ کو بہاگتے ہی بن آئی - یہان وہ جا کر دہ علاقہ بہوانی گڑہ پر مسلط ہوگیا اور مالیر کوٹلہ کے افغانون کا بہی کسیقدر علاقہ دبا بیٹہا - امر سنگہ نے اسپر فوجکشی کی اور بہوانی گڑہ کا جا کر محاصرہ کر لیا - مگر رانی فتو نے دونو بہائیون کو سمجہا کر صلح کرا دی اور ہمت سنگہ کو بہوانی گڑہ پر قابض رہنے دیا ؛

امر سنگہ کا پایل اور ایسڑو پر قابض ہونا

امر سنگہ نے اپنی مسند نشینی کے دوسرے سال یعنی سنہ ۱۷۶۷ع مین قصبہ پایل کو جو لدہانہ کے قریب واقع ہے کوٹلہ کے افغانون سے جسا سنگہ اہلووالیہ وغیرہ رؤسا آنروی ستلج کی مدد سے فتح کیا - بعد ازان قصبہ ایسڑو کو بہی جو انہین افغانون کے قبضہ مین تہا فتح کیا - جسا سنگہ ایسڑو کی چوتہائی لیتا رہا مگر بعد ازین ایک معاہدہ کے سبب سے جو امر سنگہ کے ساتہہ قرار پایا ایسڑو کا

تمام علاقہ اوسکی قبضہ مین آگیا - سردار بہا سنگہ نے اس نوجوان رئیس کو پاہل دی تہی جو سکہون مین ایک رشتہ محبت سمجہا جاتا ہی - اور اسی سبب سے بہ نسبت زمانہ آلا سنگہ انہین زیادہ تر دلی محبت ہوگئی تہی +

احمد شاہ کا ہندوستان پر سب سے پچہلا حملہ

۱۷۶۷ء مین احمد شاہ نے ہندوستان پر اخیر حملہ کیا - مگر لودہیانہ سے آگے نہ بڑہا اور امر سنگہ اوسکو وہان ہی جا ملا[۵۱] - احمد شاہ اوس سے نہایت خوش خلقی کے ساتہہ پیش آیا اور راجائی کا لقب جو اوسکے دادا کو دیا تہا اسکے نام بحال رکہا[۵۲] - اور اسکے ساتہہ الفاظ راجہ راجگان بہادر اور زیادہ کردئے - علاوہ اسکے بہت سے تحایف گران بہا اور نشان و نقارہ بہی جو ایک خودمختار رئیس کی علامتین ہین عطا کئے اس موقع کی خوشی مین امر سنگہ نے ایک لاکہہ روپیہ دیکر اون قیدیون کو جو شاہ درانی نے متہرا اور بہاڑپور کے قرب و جوار سے گرفتار کئے تہے چہڑا یا اس سبب سے اسکا نام بندی چہوڑ مشہور ہوگیا +

امر سنگہ کا مالیر کوٹلہ کے افغانون کے ساتہہ لڑنا

احمد شاہ کے ہندوستان سے اخیر دفعہ جانیکے تہوڑے عرصہ بعد راجہ امر سنگہ نے مالیر کوٹلہ کے افغانون کے ساتہہ اپنے خاندان کی پرانی لڑائی پہر شروع کی - جمال خان رئیس جسنے احمد شاہ کو برنالہ کے لوٹنے کی پٹی پڑہا کر پٹیالہ کو بڑا نقصان پہنچایا تہا لڑائی مین مارا گیا اور اسکا خاندان منقسم ہوگیا - اسکے بیٹون مین عطاء اللہ خان سب سے زیادہ مقتدر تہا - جب راجہ امر سنگہ نے موضع ٹہبہ کو جو اس رئیس کے مقبوضہ دیہات مین تہا دہاوا کرکے لیلیا تب اسنے یہہ دیکہکر

[۵۱] گنگام صاحب نے اپنی سکہون کی تاریخ مین لکہا ہی کہ اس موقع پر امر سنگہ کو مہاراجہ کا خطاب حاصل ہوا - مگر یہہ غلط ہی کیونکہ خطاب مہاراجہ اول دفعہ جنرل اختر لونی صاحب کی سفارش سے ۱۸۱۰ء مین دیا گیا تہا - چنانچہ اس مضمون کی ایک سند خاندان پٹیالہ کے پاس اب تک موجود ہی ۱۲ مصنف [۵۲] صحیح یہہ ہی کہ مہاراج احمد شاہ سے مقام ترہ ہوا - جو دریاے گہگر کے کنارہ انبالہ سے چوبیس میل جنوب مغرب کیطرف ایک گانو ہے ملے تہے ۱۲ مترجم

کہ مین ایسے طاقتور دشمن سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ نکر سکونگا صلح کر لی جو کئی سال تک قائم رہی

رئیس منی مزرعہ کے ساتھ لڑائی

بعدہ راجہ امر سنگھ نے غریب داس[۵۸] منی مزرعہ والے سے لڑنے کے واسطے ایک ہزار آدمی بہیجے جنہوں نے اوس بدنظمی کے زمانہ مین جو راجہ آلا سنگھ کی وفات کے بعد واقع ہوئی تہی قلعہ اور ضلع پنجور پر بہی قبضہ کر لیا تہا یہ ہنود کا قدیم قصبہ انبالہ سے اوپر کچھ مرتفع پہاڑون مین واقع ہے اور مہاراجہ پٹیالہ کا موسم گرما مین رہنے کا ایک دلپسند مقام ہے۔ یہان کا باغ خوشنمائی کے باب مین تمام شمالی ہندوستان مین مشہور ہے یہ ایک مستحکم مقام تہا اور بخشی لکہنا[۵۹] ڈوگر سپہ سالار جسکو راجہ امر سنگھ نے ایک ہزار سپاہ کے ساتھ جسکی کمک پر راجگان ہنڈور اور کہلور

---

۵۸ غریب داس خاندان منی مزرعہ کا بانی تہا۔ زین خان حاکم سرہند کی وفات اور شاہی طاقت کے زوال کے بعد یہ اون چوراسی دیہات کو دبا بیٹہا جو اوسکے باپ گنگا رام کے جو سلطنت کی طرف سے محاصل شاہی کا محصل تہا [illegible] مین تہے۔ بعد ازان اوسنے قلعہ پنجور پر قبضہ کرنیکے واسطے علاقہ کو دبا لیا۔ یہان راجہ ناہن نے اسپر حملہ کیا مگر کامیاب نہوا۔ غریب داس قلعہ کو اپنے باپ کی حراست مین چہوڑ کر نئی فتوحات حاصل کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اسکی غیبت مین راجہ ناہن نے مہاراجہ پٹیالہ کی مدد حاصل کرکے قلعہ پنجور پر جو ویران ہو چکا تہا حملہ کیا اور اسکو سر کر لیا۔ اور گنگا رام مارا گیا۔ غریب داس فوراً واپس آیا مگر اسمین اتنی طاقت نہ تہی کہ پہر قلعہ کی تسخیر کا قصد کرتا لیکن اسنے راجہ ناہن کو قلعہ [illegible] گڈہ سے جسپر وہ تہوڑے عرصہ سے قابض ہو گیا تہا نکال دیا۔
غریب داس ۱۷۸۳ء مین گوپال سنگھ اور پرکاش چند دو لڑکے چہوڑ کر مر گیا۔ ان مین سے بڑے بہائی نے اول ۱۸۰۹ء اور بعد ۱۸۱۴ء مین جب گورکہون سے لڑائی ہوئی تہی انگریزی حکام کی خدمات کی تہین۔ سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب اسکو ایک نئی جاگیر ملنے کے باب مین سفارش کیا چاہتے تہے لیکن اسکی درخواست سے جاگیر کی بجاے اسکو راجائی کا لقب عنایت ہوا۔ ۱۸۱۶ء مین اسکا انتقال ہو گیا۔ جہیر سنگہ اسکا جانشین ہوا اور باپ کے چند سال بعد وہ بہی مر گیا۔ اسکا لڑکا گوردین سنگھ ۱۸۲۵ء مین خیرخواہ سرکار رہا۔ اسنے ایک دستہ سپاہ کا کمک کے واسطے دیا جو مدکی اور اور مقامات مین بہی لڑتا رہا ۱۸۴۸ء مین اسکا انتقال ہوا۔ اسکا جانشین گوبخش سنگھ ہوا جو ۱۸۶۶ء مین مر گیا اور ستتر دیہات کی جاگیر جو مدت الحیات سالانہ کی ہے ورثہ مین اسکے بہائی بہگوان سنگھ کے ہاتہہ آئی جسکی مالیت ۲۲ ہزار روپیہ کی ہے ۱۲ مصنف۔ ۱۸۷۵ء مین بہگوان سنگھ بہی مر گیا اور اسکی لاولدی کی وجہ سے ریاست ضبط سرکار ہو گئی ۱۲ محشی

۵۹ اصل کتاب مین غلطی سے اسکو ڈوگرا راجپوت لکہا گیا ہے لیکن وہ مسلمان اور اوسکی قوم [illegible] تہا جو اس ملک مین ڈوگر کے نام سے معروف ہے اور مویشی پالنا اور اونکا دودہ دہی بیچنا اونکا پیشہ ہے ۱۲ محشی

اور ناہن تہے اسکو فتح کرنے کو بہیجا تہا ڈیڑہ مہینے تک سخت لڑائی لڑتا رہا لیکن آخرکار یہہ کامیاب ہوئے غریب داس نے رئیس ناہن[51] پر جسکو راجہ پٹیالہ نے قلعہ سپرد کیا تہا اور جسکے ساتہ اونہوں نے بمقام بنور پگڑی بدلکر ایک مضبوط دوستی کرلی تہی حملہ کرنے کی غرض سے رئیس سیالوہ[52] اور روپڑ سے اتحاد پیدا کیا - بنجور کے اس حملہ مین سپاہ پٹیالہ کے تین سو آدمی مارے گئے ۰

کوٹ کپورہ پر حملہ کرنا

پٹیالہ سے ٹہیک مغرب کی طرف ننلو میل کے فاصلہ پر قصبہ فرید کوٹ کے قریب قلعہ کوٹ کپورہ[53] واقع ہے جو برار قوم کے ایک سردار جودہ سنگہ نامی کی ملکیت سے تہا - اس سردار کے ساتہیون مین سے کسی نے پہول کے قلعہ سے ایک گہوڑا اور ایک گہوڑی چورا کر اوسکی نذر کیا اور اوسنے اس مال مسروقہ کے لے لینے مین ذرا بہی دریغ نکیا - راجا امر سنگہ کو کسی نے یہہ خبر دی کہ رئیس کوٹ کپورہ

---

[51]. ناہن ایک قدیم راجپوتون کی ریاست اور شملہ سے ٹہیک جنوب کی طرف قریب چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے راجہ ناہن کا علاقہ جو تقریبًا ایک لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا ہے ۱۸۱۵ع کی گورکہون کی لڑائی کے بعد حسب سند مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۱۵ اسکو نسلًا بعد نسل عطا ہوا ہے - ۱۲ مصنف

[52]. خاندان سیالوہ کا بانی سردار ہری سنگہ تہا اسنے ۱۷۶۳ع کے قریب جب سکہہ بہت طاقتور ہوگئے تہے ملک کے ایک بڑے حصہ پر جو ابیروی و آنروی ستلج دامن کوہ مین واقع ہے قبضہ کرلیا تہا جسمین بڑے اضلاع سیالوہ روپڑ - خیرآباد - اور کورالی تہے اسکے کئی لڑکے تہے مگر انمین سے صرف دو چرت سنگہ اور دیوا سنگہ اسکے بعد زندہ رہے انمین سے پہلے یعنی چرت سنگہ کو اوسنے علاقہ روپڑ دیا تہا جسکی سالانہ آمدنی تقریبًا اسّی ہزار روپیہ سال کی تہی اور پچہلے یعنی دیوا سنگہ کو سیالوہ اور اور دیہات واقع ابیروی و آنروی ستلج جنکی دو لاکہہ روپیہ دمی تہے - سردار ہری سنگہ نے اپنی وفات سے [illegible] سال بہر پہلے یعنی ۱۷۹۲ع مین یہہ تقسیم کردی تہی اب روپڑ ضبط ہوکر سرکار کا ہوگیا ہے اور سیالوہ کی جاگیر مین آجکل کے قبضے مین تقریبًا تیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے دیہات ہین فقط ۱۲ مصنف سردار دیوا سنگہ کا انتقال ۱۸۵۲ع مین ہوا تہا اور اوسکی خلف سردار نراین سنگہ کی وفات ۱۸۶۲ع مین بارہ برس کی عمر مین ہوکر بسبب لاولدی ریاست ضبط سرکار [illegible] ہوگئی سردار نراین سنگہ کی شادی مہاراج نرندر سنگہ صاحب بہادر کی [illegible] صاحبزادی سے ہوئی تہی جو سردار نراین سنگہ کی وفات سے دس برس بعد اکتوبر ۱۸۷۱ع مین [illegible]

[53]. خاندان کوٹ کپورہ کی [illegible] [illegible] تہا [illegible] قوم [illegible] ہوا - اسکے [illegible] ایک قلعہ بنایا [illegible] کا جانشین ہوا - سردار جودہ سنگہ [illegible] آلا سنگہ کے نام پر [illegible] ۱۲ مصنف

ایسا بے باک ہوگیا ہو کہ اسنے اپنی گہوڑیکا نام آلا اور گہوڑی کا نام فتو آپکے دادا اور دادی
کے نام پر رکہا ہو - راجا امر سنگہ اس بات کو سنکر بہت ناراض ہوا اور جودہ سنگہ کے پاس
یہہ پیغام بہیجا کہ ان گہوڑونکو جلد ہمارے حوالہ کر دو - جودہ سنگہ نے جسکو اپنی طاقت پر بڑا بہروسہ تہا
راجہ پٹیالہ کے خط کو پہاڑکر چاک کر ڈالا اور کچہہ جواب ندیا ❊

جودہ سنگہ کی وفات

اس بات پر امر سنگہ نے کوٹ کپورہ پر چڑہائی کی اور قلعہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا جودہ سنگہ معہ اپنے ایک لڑکے اور ایک خدمتگار کے رتہہ مین سوار ہو کر انکی لشکر کی دیکہہ بہال کرنے کیواسطے گیا اور سپاہ پٹیالہ کے کمینگاہ مین جا گر گہر گیا مگر چونکہ تیر اندازی مین بہت چالاک تہا اس سبب سے بہت سے آدمیونکو مار کر قتل ہوا اسکا لڑکا بہت سنگہ جو اسکے ساتہہ تہا ایسا شدید زخمی ہوا کہ تین روز بعد وہ بہی مر گیا - جودہ سنگہ کا سر کاٹ کر لوگ راجہ امر سنگہ کے پاس لائے - مگر وہ بہت متاسف ہوا اسواسطے کہ وہ اس رئیس کو مارنا نہین چاہتا تہا اور قلعہ کے محاصرہ کا ارادہ چہوڑ کر واپس پٹیالہ چلا آیا ❊

بہٹیون پر حملہ آوری

بعدہ راجہ امر سنگہ نے بہٹیون پر فوجکشی کی - اور اہر آ اور سنگہا کو فتح کر لیا - لیکن بہٹی سردارون نے رات کیوقت اسکے لشکر پر چہاپہ مارا جو بڑے نقصان اور پریشانی کا باعث ہوا - مہاراجہ ممدوح اس مہم کی کارروائی جو اس ملک کی خاص حالت کے سبب بہت دشوار تہی سردار ہمیر سنگہ نابہہ والہ کے سپرد کر کے یہان سے چلے گئے - جب راجہ امر سنگہ روڑی مین تہے جو حالیہ ضلع سرسہ کی سرحد پر ایک چہوٹا سا قصبہ ہو دو شخص یعنی گجو سنگہ اور جیت سنگہ انسے آکر ملاقی ہوئے - اور یہہ التجا کی کہ سکہ چین سنگہ سے جو سالہو قوم کا بڑا مشہور زمیندار اور قلعہ گوبندگڈہ کا جو قصبہ بہٹنڈہ مین واقع ہو دکہائی دیتا ہو بالکل ہوا اور جسنے ہمارے ہان کی ایک عورت کی بے عزتی

کی ہی انتقام لینی مین آپ ہماری مدد کرین راجہ امر سنگہ نے جو دست اندازی کے موقع کو
غنیمت سمجہتی تہی فوراً سکہہ چین سنگہ سے لڑنے کیواسطے ایک فوج بہیجدی اور آپ بہی اوسکی پیچہی روانہ ہوے
انہون نے قصبہ گوبندگڈہ پر قبضہ کرلیا مگر قلعہ اسقدر مضبوط تہا کہ یون ہی دہاوا کرنے سے ہاتہہ نہین
آسکتا تہا اور انکی پاس ایسی جنگی توپین نہین تہین کہ جنسے اس قلعہ کو سر کرتے اس سبب سے انکو مجبوراً اوسوقت
تک کہ سکہہ چین سنگہ کے پاس کہانے پینے کا سامان کچہہ نہ رہا اور وہ خود باہر نکل پڑے اپنی کوشش
کو قایم رکہنا پڑا - اور ایک سال تک قلعہ بغیر کامیابی کے محصور رہا - آخرکار مالک قلعہ نے
تنگ آکر اطاعت کی درخواست اس شرط پر پیش کی کہ راجہ صاحب محاصرہ اوٹہالین اور میری سلامتی
کا اقرار کرین راجہ امر سنگہ نے اس بات کو منظور کیا مگر اپنی سپاہ کے ہٹانے اور پٹیالہ کیطرف مراجعت
کرنے سے پہلے اس بات پر مصر ہوئے کہ اسکا لڑکا کپور سنگہ اور چار پانچ اعلے عہدہ دار بطور اول ہمارے حوالہ
کئے جاوین - محاصرہ تو اوٹہہ گیا مگر سکہہ چین سنگہ نے قلعہ کو نہ چہوڑا - اسکی چار مہینے بعد سودہی ہرپور سنگہ
کے ساتہہ پٹیالہ گیا جنکی ولی سپیرتی کا عموماً سکہہ اسقدر لحاظ کرتے تہے کہ سکہہ چین سنگہ نے اور کسی ذریعہ
کی نسبت انکے ساتہہ ہونے کو زیادہ قیمتی خیال کیا - پٹیالہ پہنچکر سکہہ چین سنگہ نے اپنے یرغمالون کی رہائی
کی درخواست کی اور جب تک قلعہ حوالہ کیا جاوے اوسوقت تک خود قید رہنا قبول کیا - اس بات کو
راجہ امر سنگہ نے منظور کیا اور کپور سنگہ مع اور لوگون کے جو بطور اول تہے قلعہ گوبندگڈہ کو واپس آیا
مگر اسنے جاتے ہی قلعہ کو مستحکم کرنا اور قلعہ کی سپاہ کو بڑہانا شروع کردیا جب راجہ موصوف کے پاس یہ
خبر پہونچی تب انہون نے اودہر تو یہہ حکم بہیجدیا کہ فوراً قلعہ پر دہاوا کیا جاوے اودہر سکہہ چین سنگہ پر تشدد کیا
اس امر سے سودہی ہرپور سنگہ ناراض ہوے اور انہون نے راجہ امر سنگہ سے یہہ کہا کہ ایسے شخص سے جو دغا

کے اقرار پر آنے کو راضی ہوا تھا اس سختی کے ساتھ پیش نہیں آنا چاہیے آخرکار سکھ چین سنگھ
نے قید سخت سے تنگ ہو کر اپنے لڑکے کو نام حکم بھیجا کہ عہدہ داران ریاست پٹیالہ کو قلعہ دیدو۔ اوسنے ایسا
ہی کیا اور سکھ چین سنگھ رہا ہوا۔ یہہ قلعہ ۱۷۷۱ع میں ہاتھ آیا اور اوسوقت سے ضلع بٹھنڈہ ریاست
پٹیالہ کے قبضہ میں ہے ✦

مرہٹون کی عزیمت شمالی ہندوستان کیطرف

اسکے تھوڑے عرصہ بعد مرہٹون کے ایک سپہ سالار جھنکو راؤ نامی نے پٹیالہ کی سمت
کوچ کیا راجہ امر سنگھ کو سخت اندیشہ پیدا ہوا۔ اونہون نے تمام زر نقد اور جواہرات بٹھنڈہ
کو روانہ کر دیا جسپر بسبب اسکے کہ وہ ایک ریگستان میں واقع ہے حملہ ہونیکا ظن غالب تھا۔ غرضکہ
یہہ مرہٹہ پٹیالہ نہ آیا اور شمال کی جانب پہونچے آگے نہ بڑھا جو تہانیسر سے سولہ میل کے فاصلہ پر دریا
سرستی[۵۸] کے جسکو سنسکرت میں سرسوتی کہتے ہیں کنارہ پر واقع ہے اور جسکو ہنود ایک بڑا تیرتھ مانتے ہیں
اور وہان جھنکو راؤ چند روز ٹھہر کر واپس چلا گیا ✦

راجہ امر سنگھ کو جب اپنے لوٹنے کا خوف نرہا جیسا کہ وہ اورون کو لوٹا کرتا تھا تب وہ بٹھنڈہ کے قرب وجوار
میں بعض سرکش زمینداروں کو سزا دینے کے واسطے روانہ ہوا ✦

کنور ہمت سنگھ اسکی دارالریاست سے اتنی دور جانے کو اون حقوق کے حاصل کرنیکا جن سے وہ سمجھتا
تھا کہ میں ناحق محروم کیا گیا ہون ایک اچھا موقع خیال کرکے نہایت شتابزدگی کے ساتھ پٹیالہ
آیا اور صرف بارادہ خیرخواہی اپنا آنا ظاہر کیا اس سے اوسکو مع اوسکے ہمراہیون سردار سکھ چین سنگھ

[۵۸] سرسوتی کا ذکر بعض نہایت قدیم سنسکرت کی کتابون میں موجود ہے اور یہہ نہایت پوتر (یعنی پاک) ندی ہے
سرستی برہما کی عورت اور عقل کی دیوی تھی ایکبار وہ تہانیسر کے جنگل میں پہر رہی تھی راجہ سورن
نے اسکو آگھیرا اوسوقت اسنے اون سے بچنے کے واسطے اس ندی کا روپ دہارن کیا جو اسکے نام سے مشہور ہے
اور ہندو لوگ خیال کرتے ہیں کہ سرستی زمین کے نیچے گنگا سے ملی ہوئی ہے۔ فقط مصنف

ونا بہہ یارا ہو کوٹ جنہون نے اسکو ساتہہ بگڑی بدلی ہوئی تہی کسی نے امداد نہ کی - اور آخر کار قلعہ پر
حملہ ہونے کی تیاریان دیکہکر رؤسا فرید کوٹ کے سمجہانے سے فوراً مان گیا - راجہ امر سنگہ زیادہ اذیت
دینی نہین چاہتے تہے اسلئے اپنے بہائی کی جان بخشی اور رہائی کو منظور کر لیا - اور اسکو رضامند کرنے
کی غرض سے اسپر کئی دیہات بہی علاقہ ڈہیہ مین سے اسکی جاگیر مین بڑہا دئے - مگر کنور ہمت سنگہ مفسدہ
پردازی کو چہوڑنا نہین چاہتا تہا - یہہ اپنے دعوی کو بجا سمجہتا تہا کسواسطے کہ وہ بڑا بہائی تہا - اور
اگرچہ کہ بیوی کی اولاد تہا - مگر خیال رکہتا تہا کہ اوسکی مان کی شادی جائز طور پر جاٹون کی رسم کے بموجب ہوئی
تہی اس سبب سے وہ انصافاً اولاد ناجائز قرار نہین دیا جا سکتا تہا - اور نیز اگر یہہ بہی فرض کیا جاے کہ اوسکا
استحقاق ریاست جاتا رہا تہا تاہم بہائیون مین ترکہ کا برابر تقسیم ہونا تو قریب قریب عام قاعدہ تہا اور
اس سبب سے اوس ملک مین جو اوسکے دادا آلا سنگہ نے فتح کیا تہا نصف حصہ کا حقدار تہا اسلئے جو کچہہ وہ کر چکا
تہا اوس سے اور اوسکے حقدار ہونے کے خیال سے یہہ کبہی امید نہین ہوسکتی تہی کہ وہ خیرخواہ رعایا کے
مانند رہیگا پٹیالہ کے امن و امان کے واسطے یہہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہوئی کہ ۱۷۷۴ع مین پٹیالہ پر
حملہ ہونے کے دو سال بعد شراب خواری کی کثرت سے بمقام لونگووال اسکا انتقال ہوگیا اور راجہ امر سنگہ نے
کنور ہمت سنگہ کی بہوانیگڈہ اور ڈہیہ وغیرہ کی جاگیر ضبط کر لی اور اوسکی بیوہ کے ساتہہ چادر ڈالنی کی رسم
کے موافق شادی کر لی ؞

ولادت مہاراجہ صاحب سنگہ واقع ۱۷۷۴ع

اسی سال راجہ امر سنگہ کی پہلی رانی راجکنور سے ایک لڑکا صاحب سنگہ
پیدا ہوا جو بعد ازان پٹیالہ کا راجہ ہوا ؞

نابہہ اور جیند کے باہم فساد کا ہونا

۱۷۷۴ع کے موسم گرما مین رؤسا جیند و نابہہ مین ایک بڑا تنازع پیدا ہوا اسکی

ابتدا سردار مہان سنگھ سوکر چکیہ کی شادی کے وقت سے جو راجہ جیند کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی پیدا ہوئی تھی۔ اس تنازع کا جسکے نتائج ریاست نابھہ کے حق میں مضر ہوئے مفصل حال آیندہ لکھا جائیگا راجہ پٹیالہ جو ان رئیسوں کی باہم صلح کرانے کیواسطے بلایا گیا تھا اوسنے دراصل اس تنازع کے جاری رہنے کی مدد دی کیونکہ اگرچہ وہ انکی عام سلامتی پر کسی بیرونی حملہ کے ہٹانے میں رہنما ہوکر انکے ساتھ شریک ہونیکے واسطے بدل آمادہ تھا مگر جیند اور نابھہ کو ایسے باہمی تنازع میں جسکا نتیجہ راجہ مہاراج کی اقتدار کی ترقی کے سوا اور کچھہ نہ تہا زوال پذیر ہوتے ہوئے دیکھکر اسکو کچھہ افسوس نہ تہا ۔

تسلط قلعہ سیف آباد

پٹیالہ سے صرف چار میل شمال مشرق کی جانب ایک مضبوط قلعہ تہا جسکو نواب سیف خان نے تعمیر کرایا تہا اور اوسیکی نام پر اسکا نام سیف آباد مشہور تہا۔ اسکا شہر پٹیالہ کے قریب ہونا ہی راجہ امر سنگھ کے اسپر قابض ہونیکی ایک کافی وجہ تھی اور سیف خان کی وفات نے تو یہ وجہ اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئی کیونکہ اسکے دو صغیر سن لڑکے تھے جنکا سرپرست اونکا ایک عزیز ملازم گل بیگ خان نامی تہا۔ اب راجہ امر سنگھ نے بغیر اسکے کہ اپنی زیادتی کیواسطے کسی تنازع کو حیلہ بناوین قلعہ پر حملہ کیا اور سات دن تک محاصرہ کرنیکے بعد فصیل پر ایسے گولے برسائے کہ گل بیگ خان کو مجبور قلعہ چھوڑنا پڑا۔ اور راجہ امر سنگھ قلعہ پر قابض ہو گیا۔ مگر سیف خان کے لڑکوں کی اوسنے بڑی خاطرداری کی اور انکو موضع چھوٹا سیو انکے گذارہ کے واسطے عنایت کیا اور گل بیگ خان کے سات روپے روزانہ مقرر کردئے جو اوسکو حین حیات ملتے رہے۔

راجہ امر سنگھ کا نابھہ جانا

جب سیف آباد پر حملہ ہوا تب راجہ نابھہ ہمیر دوست راجہ امر سنگھ کا مددگار تہا اسکے کامیاب خاتمہ پر وہ نابھہ کو واپس چلا گیا۔ اور وہان جاکر تھوڑے عرصہ بعد اوسکا انتقال ہو گیا۔ اسکا ایک لڑکا جگت پرکاش تہا جو اپنے علاقہ کا انتظام قایم نہ رکھہ سکا اس سبب راجہ امر سنگھ نے

تا ہین جاکر اسکو سرکش سردارون کے مطیع کرنے مین مدد دی ۰

پہر بہٹیون پر مہم

بعدازان راجہ ممدوح نے بہٹیون کے ملک پر جو پٹیالہ سے جنوب کی طرف واقع تہا ایک مہم عظیم کی تیاری کی - اور ۱۷۷۴ء کے موسم سرما مین بیگہران کی طرف کوچ کیا اور اس مستحکم قلعہ کا جو اب ضلع حصار مین ہے محاصرہ کرلیا بہٹی سردارون نے اسکے چہڑانے کی کوشش کی فصیل کے نیچے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین راجہ امرسنگہ فتحیاب ہوا - اسکی طرف کے سو آدمی مارے گئے اور چار سو زخمی ہوئے - سردار تہا سنگہ کالیکا بہی مقتول ہوا - بہٹیونکی طرف اس سے بہی زیادہ آدمی ضائع ہوئے اور قلعہ پر راجہ ممدوح نے قبضہ کرلیا ۰

تسلط فتح آباد اور سرسہ پر

بعدہ فتح آباد اور سرسہ پر قابض ہوکر رانیان کا محاصرہ کیا جو اس زمانہ مین ایک مضبوط قلعہ سرسہ سے مغرب کی طرف کوئی آٹہہ میل کے فاصلہ پر محمد امین خان بہٹی کے قبضہ مین تہا

دہلی کی فوج شاہی کو بمقام جیند شکست دینا

راجہ امرسنگہ کے پاس رانیان کے مورچہ پر یہہ خبر پہونچی کہ رحیم دادخان صوبہ دار ہانسی نے شاہ دہلی کے حکم سے جیند پر حملہ کرکے راجہ گجپت سنگہ کو اوسکی دارالریاست مین محصور کرلیا ہے اس موقع پر راجہ گجپت سنگہ نے اپنے تمام پہولکی رشتہ دار رئیسون کو طلب کیا چنانچہ راجہ امرسنگہ نے رانیان کے محاصرہ کا جاری رکہنا سکہہ واس سنگہ کے ذمہ چہوڑکر فتح آباد کی طرف کوچ کیا - اور اس مقام سے ایک مضبوط دستہ سپاہ کا بسرکردگی دیوان نانومل جیند کو روانہ کیا - یہہ سپہ سالار کیتہل اور جیند کی سپاہ سے کامیابی کے ساتھہ جاملا - اب ان سب فوجون نے ملکر دشمنون پر دہاوا کیا اور اونکو بڑی خونریزی کے ساتھہ شکست دی - بعدازان دیوان نانومل نے برفاقت راجہ جیند اضلاع ہانسی اور حصار کو تاخت و تاراج کرکے

دہلی اور سلطنت کی حالت ۱۷۶۱ء میں

سلطنت دہلی اپنے فرمانرواؤن کی سستی اور ناقابلیت کے سبب بدنظمی اور زوال کی حالت مین تھی اگر اس زمانے مین اسکے وزرا لائق اور سپہ سالار عہدہ ہوتے تو حکومت اسکی جاتی رہی تھی اوسکو پھر بحال کر لیتے - مرہٹون کی طاقت ۱۷۶۱ء مین بمقام پانی پت جہان انکی تقریبًا تمام فوج غارت ہوگئی تھی ایک بڑی شکست کھاکر چور چور ہوگئی تھی اور احمد شاہ درانی ایک لڑکا تیمور شاہ چھوڑکر مرگیا تھا جسمین باپ کا سا حوصلہ نہ تھا اسنے شمالی ہند کے فتح کرنے پر جنگ کوشش نہین کی معلوم ہوتا ہے کہ آخرکار سلطنت دہلی کو نجف خان ایک ایسی لیاقت کا وزیر ملا تھا جیسا اوسکے دن پھرنے کے واسطے ضرور تھا - اس شخص نے اون مقامات کے پھر لینے کا ارادہ کیا جو رحیم داد خان کے بمقام جیند مین شکست کھانیکے بعد سکھون نے چھین لئے تھے چنانچہ افواج شاہی کو ساتھ لیکر کرنال اور کچھہ حصہ تھانیسر کا پھر لیلیا - سکھون کے واسطے جو قواعددان تھے اور یہہ جانتے تھے کہ میدان مین باقاعدہ سپاہ کے مقابلہ کرنیکی ہم مین قابلیت نہین ہے سلطنت کا نام ہی طاقت تھا اسلئے اونہون نے ضابطہ خان پسر نواب نجیب الله ولد روہیلہ سے امداد چاہی جو احمد شاہ کے زمانہ مین دربار دہلی مین بڑا صاحب اقتدار تھا اور اوسکی مددگاری سے جسکو پورا اور اخلاص تھا اور عوضانہ امداد ادا ہوتا تھا راجہ امر سنگہ اس قابل ہوگئے کہ وزیر سلطنت دہلی کے ساتھہ شرائط اور عہد و پیمان کرسکین چنانچہ بمقام جیند ملاقات قرار پائی اور یہان راجہ امر سنگہ نے اضلاع ہانسی اور حصار اور روہتک کے واپس کردینے کو منظور کرلیا اور اونکو فتح آباد و رانیان اور سرسہ پر قابض رہنے کی اجازت اس شرط پر ملگئی کہ ان اضلاع کی بابت مقررہ زر مالگذاری دہلی کے خزانہ مین داخل کیا کرین - اور راجہ جیند کو اس علاقہ مین جسپر انہون نے قبضہ کرلیا تھا سات دیہات رکھنے کی اجازت دیگئی - کہتے ہین کہ یہہ

معاہدہ جو سلطنت دہلی کے شان کے لایق نہ تہا نجف خان اور اوسکے نایب نجف قلیخان کی بددیانتی
سے ہوا تہا جنکو سکہون نے بہت کچہہ رشوت دی تہی - اور ظن غالب ہے کہ یہہ بات سچ ہے کسواسطے کہ
جس حالت مین یہہ اضلاع سرکشون نے زبردستی دبالئے تہے اور وزیر مذکور انکو واپس لینے کی طاقت رکہتا تہا
پہر انکو چہوڑ دینے کی اور کوئی وجہہ نہ تہی - دہلی کے عہدہ دار مشہور مرتشی تہے اور اگر معلوم ہوا ہوگا کہ
نجف خان رشوت لیگا تو بیشک سکہہ روسا کیطرف سے اوسکو پیشکش کرنے مین کچہہ پس و پیش نہوا ہوگا ۔

تاخت وتاراج علاقہ فرید کوٹ

۱۷۷۷ء مین راجہ پٹیالہ نے اضلاع فرید کوٹ اور کوٹ کپورہ کے تاخت و تاراج کرنے
کے واسطے ایک سپاہ جہنڈا سنگہ وائید کے ماتحت بہیجی مگر انپر باضابطہ قابض ہونے کی کوئی کوشش
نہین کی گئی - علاوہ اسکے راجہ ممدوح کو اپنے نو مفتوحہ علاقجات کے لوگون کا انتظام کی حالت مین
رکہنے کا بہی بڑا کام تہا کیونکہ یہہ لوگ وحشی اور سرکش تہے اور یہہ جانتے تہے کہ خراج و مالگذاری
دینا کسکو کہتے ہین اور گانو پر گانو سر کرنے مین اسقدر سختی کہ اوس زمانہ مین سب گانو کوٹ اور فصیل
کے باعث حملہ سے محفوظ تہے بڑا عرصہ صرف ہوتا تہا اور بعد فتح بہی چندان فایدہ حاصل نہوتا تہا ۔

رئیس منی ماجرہ پر حملہ آوری

راجہ امر سنگہ ۱۷۶۸ کی اوس مشتبہ الفتح لڑائی کو نہین بہولے تہے جو غریب داس
رئیس منی ماجرہ اور ہری سنگہ رئیس سیالبہ و دیگر روسا کے ساتہہ ہوئی تہی چنانچہ ۱۷۷۸ء مین اونہون نے
ان رئیسون کو اپنے زیر فرمان کرنے پر پہر کمر باندہی - رئیس منی ماجرہ کا علاقہ میدان مین اوس
مقام پر تہا جہان دریا گہگر پہاڑون سے جدا ہوتا ہے غریب داس اپنے دوستون کو مدد کیواسطے
بلانے بہی نہ پایا تہا کہ پٹیالہ کی افواج نے جاکر اوسکے علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور غریب داس کو
مجبوراً بہاگ کر قلعہ مین پناہ لینی پڑی - یہہ شخص نہایت بہادری سے مقابلہ کرتا رہا مگر جب

اس حالت سے کسی طرح نجات کی صورت نظر نہ آئی تب اسنے ناچار رئیس پٹیالہ کو ایک رقم
کثیر اس مطلب کیواسطے دینی کی کہ وہ واپس چلے جاوین اور مجھکو اپنے علاقہ پر بے خلل قابض رہنے دینا
چنانچہ یہہ قبول ہوگئی ۔

راجہ امر سنگھ نے سیالوہ کی طرف جو سنی غربیہ سے ۱۶ میل مغرب کی سمت واقع ہے کوچ کیا ۔
مگر سردار ہری سنگھ کو راجہ صاحب ممدوح کے ارادون کا حال پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا اور چونکہ یہہ
دولت مند تھا اور اسکے رشتہ دار وغیرہ بھی بڑے بڑے سردار تھے اس سبب سے اسنے اپنی مدد کیواسطے بہت سے
نہایت مشہور و معروف سکھ سردارون یعنی جسا سنگھ رامگڑھیا[1] اور گوردت سنگھ اور دیوان سنگھ

[1] سردار جسا سنگھ رامگڑھیہ اوس مثل یعنی گروہ کا جو اوسی نام یعنی رامگڑھیون کے مثل سے مشہور ہے
بڑا نامی گرامی سرگروہ تھا اسنے اول ہی اول سے قلعہ امرتسر کو جو فی زمانہ پنجاب مین سب سے بڑا شہر ہے
تعمیر فصیل وغیرہ سے مستحکم کیا تھا اور تقریباً باری دوآبہ (یعنی دریای بیاس و راوی کے مابین جو ملک ہے) اسکے
تمام شمالی حصہ پر قابض ہوا ۔ اسکے مقابلہ مین ایک جتہ بہنگی اور کنہیا اور سردار کرچکیہ رؤسا کا بسرکردگی سردار جسا سنگھ
آہلووالیہ کے قایم ہوا اور انہون نے اسکو وہان سے نکال دیا ۔ یہہ بھاگکر سرسا و ہریانہ کی طرف چلا گیا ۔ جہان وہ لوگون کو
لوٹ کر اور اپنی خدمات کو جو کوئی خریدار ہوا اوسکے ہاتھ بیچکر اوقات بسر کرتا تھا ۔ چنانچہ مذکورہ بالا موقع پر اسنے ہری سنگھ
سیالوہ والے کے ہاتھ اپنی خدمات بیچین ۔ سنہ ۱۷۸۳ع مین سردار جسا سنگھ امرتسر کو واپس آیا اور بہت سے اون مقامات
مین جو پہلے اسکے قبضہ مین تھے پھر لے لئے ۔ مگر سنہ ۱۸۱۶ع مین جب اسکے پسر جودہ سنگھ کا انتقال ہوگیا تب مہاراجہ رنجیت سنگھ
نے انکو ضبط کر لیا ۔ اس خاندان کا وارث حال سردار منگل سنگھ ہے جو امرتسر کے طلائی مندر یعنی گوردوارہ ہرمندر
کا سربراہ ہے فقط ۔ مصنف

لاڑوہ والے اور کرم سنگھ شہید شہزادپور والہ [51] اور گوربخش سنگھ انبالہ والا اور بہت سے چھوٹے
چھوٹے رئیسونکو بلایا یہہ سردار صرف تنخواہ اور لوٹ کے خاطر لڑتے تھے اور اسبات کی کچھہ غرض نرکھتے تھے
کہ ہم کسکی طرف سے لڑتے ہین +

فوج پٹیالہ کی شکست

راجہ پٹیالہ کی سپاہ نے سبالوہ کی طرف کوچ کیا - یہان ہری سنگھ اپنی جوہ دار سپاہ کے ساتھ
مقابلہ کیواسطے آیا پٹیالہ کے سپہ سالار کو یہہ ہرگز خیال نہ تہا کہ اسقدر انبوہ کثیر سے مقابلہ کرنا پڑیگا - مگر اب
لڑنے کے سوا اور کچھہ چارہ نہ تہا کسواسطے کہ بھاگنیکا موقع نہین رہا تہا چنانچہ اسکو بالکل شکست ہوئی اور

---

۵۱ شہید وانکی مثل سکھون کے گروہون مین سے ایک چھوٹا گروہ تہا اس لقب کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب اورنگزیب کے زمانہ مین دشمنون سے بھاگکر موضع تلونڈی مین پناہ گزین ہوئے تہے جو جنگل مین بٹھنڈہ کی جنوب کیطرف واقع ہے اور گورو گوبند سنگھ نے یہان [illegible] روز تک قیام کیا تہا - گورو صاحب کی وفات کے بعد انکی یادگار مین یہہ جگہ ایک گوردوارہ تعمیر ہوا جسکا نام دمدمہ رکہا گیا یعنی دم لینیکی جگہ - اس گوردوارہ کا پراوہت دیپ سنگھ تہا یہہ شخص [illegible] مین [illegible] کے ساتھ ہوئی تہی مارا گیا تہا اور اسطرح سے گویا شہید ہوگیا - پھر اسکی جگہ [illegible] گوردوارہ کا پراوہت ہوا یہہ بھی اپنے گورو کی طرح عبادت کی نسبت جنگ کا زیادہ شایق تہا - [illegible] مقام اوسکو لا ایک لڑائی مین مارا گیا اور سر کٹ گیا - کہتے ہین کہ [illegible] لڑائی [illegible] گھوڑا بہگا کے چلا گیا اور مرنے سے پہلے بہت سے دشمنون کو مار گرا - غرضکہ اسوجہ سے [illegible] خاندان کے لوگ کہوکہ اوسکے پیرو ون نے اپنا لقب شہید رکھ لیا - کرم سنگھ جسکا بیان متن کتاب مین آیا [illegible] سنگھ کا جانشین ہوا جسنے رانیان کے اور [illegible] قریب وجوار کا مالک اور [illegible] اور [illegible] فیض اللہ پور پر قبضہ کر لیا - [illegible] شخص اصل بانی اس خاندان کا تہا کسواسطے کہ اول ہی اول [illegible] شادی کی تہی اور ۱۷۹۵ء مین گلاب سنگھ اور [illegible] سنگھ دو لڑکے چھوڑ کر مرگیا - پہلا یعنی گلاب سنگھ اسکا جانشین ہوا اور [illegible] ان رئیسون مین تہا جو [illegible] کو مدد دی تہی جیسا کہ [illegible] صاحب کی سند [illegible] سے ثابت ہوتا ہے [illegible] گلاب سنگھ [illegible] مین مرگیا - اور شیو کرپال سنگھ جسکی [illegible] کل چہہ برس کی عمر تہی اسکا جانشین ہوا - [illegible] روپیہ سال کا جاگیردار اور [illegible] گوردوارہ کا محافظ ہے جسمین ایک ہزار روپیہ سال کی [illegible] - کرم سنگھ کا بہائی دہرم سنگھ بہی اصل علاقہ مین ایک حصہ کا مالک تہا مگر یہہ شخص لاولد مرگیا اور اسکی بیوہ ساتھ کرم سنگھ کے شادی کر لی تہی فقط مصنف

پٹیالہ کی کئی سو آدمی مارے گئے جن میں بخشی لکھنا بھی کام آیا اور دیوان نانومل زخمی ہوا۔ اور سردار جھنڈو سنگھ اور مہان سنگھ گرفتار ہو گئے ❊

راجہ امر سنگھ صاحب کا عزم انتقام کے لئے

راجہ امر سنگھ اس شکست کی خبر سنکر نہایت پریشان خاطر ہوے۔ اور انتقام لینے کا ارادہ کر کے اپنے دوست اور اقربا کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اپنی تمام سپاہ لیکر پٹیالہ چلے آؤ۔ انکے رشتہ دار وں میں سے اول انکی چچیری بہن بی بی راجندر بیگوارہ والی آئی۔ یہہ دولتمند بیوہ تھوڑا ہی کی اسی پر اتفاق نہی جیسے پٹیالہ کے سپاہی تھے تین ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ کے ساتھ اون شہروں کو علاقوں میں ہو کر گذری جو ہری سنگھ کیطرف سے لڑتی تھی۔ اور تاخت و تاراج کرتی ہوئی پٹیالہ میں داخل ہوئی بعد ان دونوں بھائی دیوان سنگھ اور دیسا سنگھ کیتہل والے باوجودیکہ انکا تیسرا بھائی دیسو جو سب سے زیادہ با اقتدار اور در اصل سردار سپاہ اوہ دلی دوست تھا اور دوسا نا اہد رعیند اور نواب مالیر کوٹلہ جوا ایک دیرینہ دشمن پٹیالہ کے بعد اپنے ہی دوستی میں آیا۔ اپنی سپاہ کا ایک دستہ اسکے ماتحت سیاہ سنگھ کے سپہ سالاری میں بھیجا[۵۸]

[۵۸] جو سنگھ ایک نہایت چالاک تہا جسنے ۱۷۶۲ء کے قریب منکل سے وہ ملک ادنوں والی میں شریک ہوا پرستانہ میں گانو لدہران کے اور ستگہرکو حاصل کیا۔ تہا احمد شاہ ابدالی کو وہ بڑی شہور معروف شکست دی۔ ایکی یہ پہاڑوں کی طرف بہاگ گیا۔ جب واپس آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ راجہ پٹیالہ نے میری کہڑکی ریاست پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسا طول طویل جھگڑا چھڑا جو کئی سال تک ختم نہ ہوا۔ آخرکار ان دونوں ریاستوں میں راضی نامہ ہو گیا جسکی رو سے تین دیہات ریاست پٹیالہ کے اور چار لدہران کے قبضہ میں رہے۔ جی سنگھ کا ۱۸۰۰ء میں انتقال ہوا۔ اسکا بیٹا چڑہت سنگھ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ شخص ان رئیسوں میں تہا جنہوں نے ۱۸۰۹ء میں سرکار انگریزی کی حفاظت کو قبول کیا تہا۔ چڑہت سنگھ کی وفات پر جنرل اکٹرلونی صاحب نے اوسکی جاگیر حسب قاعدہ چونڈا بنڈ یعنی تعداد بیویوں کی موافق جو تین تہیں تقسیم کر دی۔ اب سردار بدہ سنگھ اس خاندان کا بڑا ہے اسکو چار ہزار پانسو کہتر روپیہ سال اس جاگیر میں سے اپنے حصہ کی بابت ملتا ہے۔ مگر علاقوں کی تعداد کیا وہ ہوگئی ہے اور ہمیشہ تقسیم ہونے سے لدہران کی جاگیر تہوڑے عرصہ میں قابل تمیز نہیں رہیگی۔ اس جاگیر کی کل جمع سالانہ بالفعل تیئیس ہزار پانسو اٹھاون روپیہ ہے۔ فقط۔ مصنف

❊ دریاے راوی اور بیاس کے درمیان جو ملک واقع ہے اوسکو پنجاب میں مانجھا اور وہاں کے رہنے والوں کو منجھیل کہتے ہیں ۱۲ محشی

لدہڑان والہ اور تارا سنگہ[۵۱] گیبا ڈلہ والہ اور اسکا ماتحت سدہا سنگہ[۵۲] کہنہ والہ اور بدہ سنگہ[۵۳]
فیض اللہ پوریہ اور کرم سنگہ شہید وغیرہ یہان آکر جمع ہوئے سپاہ پٹیالہ کی افسری سردار [illegible] سنگہ
بہڈوریہ کو دیگئی اور راجہ اور رئیسون کی کمکی افواج اپنے اپنے سردارون کے ماتحت روانہ ہوئین سیالوہ کے
قریب پہونچکر ہری سنگہ کی جمع کی ہوئی اجودہ وار سپاہ سے انکا ایک دو مقابلے ہوئے اور پٹیالہ کے سپہ سالار نے
یہہ ارادہ کرکے کہ اپنی کامیابی کو محض منحصر بر اتفاق وقت چہوڑنا چاہئے یہہ تدبیر کی کہ مخالفون کی
طرف کے اون لوگون کو جو اسطرف آملین فی کس ایک روپیہ روزینہ کا وعدہ کیا چنانچہ اس تدبیر کا
فوراً اثر ہوگیا اور سیالوہ کی سپاہ روز بروز کم ہونے لگی اور بعض سردارون نے جنہون نے اوسکی مدد کا
اقرار کیا تہا اوسکی رفاقت چہوڑنی شروع کی مثل کرم سنگہ و دہرم سنگہ شہید اور سرداران لودیہ

۵۱ ڈلہ والیون کی مثل کا نام سردار تارا سنگہ کے دیہہ ڈلہ کے نام پر پڑا تہا اسکو مشہور ہوا تہا کہ یہہ شخص اس مثل کا بڑا سرگروہ تہا اسنے اپنے ہمراہیون کے ساتھ بہت سا حصہ شمالی جالندہر دوآبہ کا اور شمالی حصہ اضلاع انبالہ اور لدہیانہ کا اپنے قبضہ مین کرلیا تہا اور ضلع فیروزپور مین دہرم کوٹ اور فتح آباد پر قابض ہوگیا تہا - تارا سنگہ ۱۸۰۷ء مین نرائنگڈہ کے محاصرے کے موقع پر مارا گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسکے بڑی بڑی مقبوضہ مقامات کو ضبط کرکے اپنے سپہ سالارون مین تقسیم کردیا جنمین دیوان محکم چند کو سب سے زیادہ حصہ ملا تہا فقط ۱۲ مصنف

۵۲ سدہا سنگہ تارا سنگہ گیبا کے تابعین مین سے تہا یہہ شخص کچہہ [illegible] اسکا ایک بیٹا دیا سنگہ بغیر چہوڑنے کسی اولاد کے مرگیا - اس سبب سے تین ہزار روپیہ کی جاگیر دیا کنور کو [illegible] جو سدہا سنگہ کی لڑکی اور راجہ جیال سنگہ والی جیند کی بہتیجی اور [illegible] سنگہ کی بیوہ تہی اور دیا کنور کے انتقال کے بعد یہہ جاگیر ریاست جیند مین شامل ہوگئی تہی فقط ۱۲ مصنف

۵۳ سردار بدہ سنگہ فیض اللہ پوریہ ضلع انبالہ کے گوشہ شمالی اور قریب [illegible] کا جو دریا ستلج کے [illegible] پر کیرت پور کے قریب [illegible] واقع تہا قابض و مالک تہا اس علاقہ کا ایک حصہ جسکو علاقہ [illegible] کہتے تہے اوسکے پوتے امر سنگہ کے ورثہ مین آیا تہا - جو ۱۸۴۸ء مین مرگیا اور سوبہا کنور کو جو اوسکی لڑکی اور کرپا سنگہ متوفی کی بیوی تہی یہہ چار دیہات یعنی کوٹ بالا - آسن پور - [illegible] پور - اور [illegible] دیئے گئے تہے فقط ۱۲ مصنف

مین صلح کرادی اور لڑائی نہ ہونے دی جس سے پنجاب راجہ ممدوح بہی غنیمت سمجہے کیونکہ

سلطنت دہلی کی طرف سے حملہ ہونے کے اندیشہ سے اونکو از بس متردد کر رکہا تہا ۔

دہلی کے وزیر جدید کی مہم راجہ پر

اسوقت نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان سلطنت دہلی کا وزیر تہا یہہ شخص بڑا جاہ طلب اور طامع تہا اور لیاقت سے بہی محروم نہ تہا مگر صاحب ہمت اور دلیر نہ تہا ۔ اور سلطنت کے اخیر زمانہ مین صرف دلیری ہی سے کامیابی حاصل ہو سکتی تہی وزیر موصوف نے سکہون سے ملک مالوہ واپس لینے کا بیڑہ اوٹہاکر دہلی سے ماہ نومبر ۱۷۷۹ء مین ایک لشکر عظیم کے ساتھ ہمراہ شاہزادہ فرخندہ بخت[۵۱] روانہ ہوا اور کرنال تک بغیر کسی مزاحمت کے پہونچ گیا ۔ اس مقام مین بگہیل سنگہ کروڑا سنگہیا[۵۲] اور صاحب سنگہ کہونڈہ والا اور کرم سنگہ شہید بہی نواب کے

---

۵۱ منشی ذکاء اللہ صاحب دہلوی نے اپنی عمدہ کتاب تاریخ ہندوستان مین جو الہ آباد مین چہپی ہے شاہزادہ کا نام مرزا جوان بخت ولیعہد یا مرزا فرخندہ بخت یا مرزا اکبر کا اِدہر آنا لکہا ہے لیکن جب ۱۸۸۸ء مین ہمین تاریخ پٹیالہ لکہنے کا اتفاق ہوا تو ہمکو یہہ تحقیق کرنا پڑا تہا کہ ان شہزادون مین سے درحقیقت کون اِدہر آیا تہا ۔ اسی اثنا مین ایک دفعہ بتقریب شکار گہڑام جانیکا اتفاق ہوا جو پٹیالہ سے قریب سولہ میل شرق کی طرف ایک پرانا اور چہوٹا سا قصبہ ہے وہان پر ایک معروف میران صاحب کے مقبرہ کے بیرونی دروازہ کے بالاخانہ کی ایک دیوار پر ایک تحریر معلوم ہوئی جو مجد الدولہ کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے بطور یادگار اپنے یہان آنے کی لکہی ہی اوس تحریر مین شہزادہ کا جو یہان آیا تہا نام فرخندہ بخت لکہا ہے ۔ محشی ۱۲

۵۲ کروڑہ سنگہیون کی مثل کا بانی کروڑا سنگہ تہا مستان سنگہ اور کرم سنگہ یہہ دونوا کے رفیق تہے مستان سنگہ کا جانشین شام سنگہ ہوا ۔ اسکے نام سے ایک اور چہوٹی مثل منسوب ہوئی (یعنی شام سنگہیون کی مثل) ۔ اس مثل مین بگہیل سنگہ سب سے زیادہ نامور تہا جسکی جاگیر علاقجات دریاے جمن اور اکثر علاقہ کے پاس واقع تہے جنکی صدر جگہ جنوبی علاقہ تہا ۔ سردار بگہیل سنگہ کروڑا سنگہیا پکے سردارون مین سے تہا اسکا مقر چہلودی تہا یہہ خاندان اب نیست و نابود ہو گیا ہے بگہیل سنگہ کے انتقال کے بعد اسکی دو رانیان رام کور اور رتن کور کئی سال تک چہلودی پر قابض رہین اور اونکی وفات پر یہہ علاقہ ضبط سرکار ہو گیا فقط ۔ مصنف ۱۲

سردار تھی اور اودہر روسا وسرداران خاندان پھولکیان یعنی پٹیالہ جیند نابھہ بھدور اور ملود
نے بھی اپنی اپنی تمام فوجین جمع کرلی تھین نواب مذکور جسکو یہہ توقع تھی کہ بلا مقابلہ سب مطیع
ہوجاینگے ان ڈلون کے جمع ہونیکی خبر سنکر ایسا ڈرا کہ بالکل چھکے چھوٹ گئے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان وحشی
جنگجوؤن کی ناک مین لوٹ اور لہو کی بو کیسی جلد پہونچ جاتی ہے اور چند ہی روز مین سرہند کے
میدانون مین پچاس ہزار سوار جمع ہوسکتے ہین اس سبب سے اب اوسکو کچھہ سوجھا وہ صرف یہہ تھا
کہ بس پیچھے کو ہٹ چلنا بہتر ہے اسکی واپسی کے متعلق سکھون کی روایت تو یون ہے کہ اسنے بگھیل سنگھہ
کروڑا سنگھیہ کی غیر خردمندانہ صلاح سے اوس تین لاکھہ روپیہ مین سے جو بہائی دیسو سنگھہ سے جبراً لیا تھا
ایک بڑا حصہ سرداران سکھہ کو اس بات پر راغب کرنے کو دیدیا تھا کہ واپس جانے مین کچھہ دق
نکرین اور برخلاف اسکے مسلمانون کا یہہ بیان ہے کہ سکھون نے ہی نواب کو واپس چلے جانے کیواسطے
رشوت دی تھی اور شاید یہہ بات اغلب ہے بہرحال نواب موصوف نے بہائی دیسو سنگھہ کے لڑکے
لال سنگھہ کو اسوجہہ سے کہ اسکے باپ سے جو معاملے کی بقایا طلب کی گئی تھی ہنوز ادا نہوئی تھی بطور ایک
قیدی کے لیگیا اور اسپر بڑا تشدد کیا ٭

وفات راجہ امر سنگھہ

ماہ فروری سنہ ۱۷۸۱ع مین راجہ امر سنگھہ کا جبکہ انکی عمر صرف ۳۵ برس کی تھی استسقا
کی مرض مین جو کثرت شراب خواری کے سبب سے پیدا ہوا تھا انتقال ہوگیا راجہ ممدوح کی حکومت کے
اخیر سال مین کوئی بات قابل ذکر ظہور مین نہین آئی انکے انتقال سے تین مہینے پہلے گوجرانوالہ مین
جو لاہور سے چالیس میل شمال کی جانب واقع ہے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا تھا جو انکا قریب رشتہ دار تھا ٭

ولادت مہاراجہ رنجیت سنگھہ

اور جسکے مقدر مین خاندان پھولکیان کی طاقت کو جڑ سے ہلا دینا اور پنجاب مین ایک

ایسی جنگی سلطنت کا قایم کرنا تہا جو ایسی خوفناک تہی جیسی کہ اب تک ہندوستان مین کوئی
نہین ہوئی تہی اور جو مقابلہ اور دست درازی دونون کیواسطے مضبوط تہی - اگر راجہ امر سنگہ زندہ
رہتے یا اونکے جانشین فرمانروا ویسے ہی لائق ہوتے جیسے کہ وہ خود تہے تو جملہ ریاستہای ادہر وہی ستلج
مل جلکر ایک سلطنت بن جاتی اور اونکی خودمختاری ادہر تو سلطنت شخصی لاہور اور ادوہر گورنمنٹ
انگریزی شاید دونون کے مقابلہ مین قایم رہتی لیکن راجہ ممدوح کے انتقال کے بعد ادہر وہی ستلج کے سکہون کا
سرگروہ ہونا ریاست پٹیالہ کے کمزور ہاتہون سے نکل گیا تہا ۔

پٹیالہ کے اقتدار کا زوال

چنانچہ بہت برسون تک اس خاندان مین عقیل و مستعد اور صاحب ہمت فقط مستورات
ہی تہین اور جو طاقت اور اقتدار راجہ آلا سنگہ اور لال سنگہ اور راجہ امر سنگہ نے بڑی محنت سے
حاصل کیا تہا وہ روز بروز گہٹتا چلا گیا یہان تک کہ کوئی شخص ریاست پٹیالہ کی نہ تو صلاح کو ہی مانتا
تہا اور نہ اونکی رفاقت مین یا میدان جنگ مین جانیکی ہی کچہہ پرواہ کرتا تہا اور رئیس پٹیالہ کو اپنے
ہی مذہب اور نسل کے ایک اولوالعزم شخص کے مقابلہ مین صرف ایک غیر ملک کی سلطنت سے حفاظت
کی التجا کرنے اور بچاؤ کیواسطے اورون کی تلوارون پر بہروسہ کرنے مین پناہ ملی راجہ امر سنگہ شاید
اپنی ریاست کے قایم رکہنے کا اس سے عمدہ تر ڈہنگ نکال جاتے مگر پٹیالہ کی بدقسمتی سے قبل اسکے
کہ وہ اپنی فتوحات کو بخوبی مستحکم کرجاتے اپنے صغیر سن جانشین کیواسطے اپنی فتوحات اور نامآوری
کا خطرناک ورثہ مع طاقتور رؤسا جیند - نابہہ - کالسیہ - اور کیتہل کے حسد کے جو پٹیالہ کی ناگوار
فضیلت اور بالادستی کو خفیہ خفیہ اور اندر ہی اندر ڈہانے اور غارت کرنے مین کوشش کرتے
تہے چہوڑکر مر گئے ۔

راجه امرسنگه کا چال چلن اور اونکی خصلت

امرسنگه کا چال چلن کچهه ایسا نه تها جو قابل تعریف هو اور جس زمانه مین یهه تها اوس زمانه کے قبح اور عیوب کا ایک اچها خاصه حصه اسکی ذات مین موجود تها لیکن اس شخص نے ریاست پٹیاله کو جمنا اور ستلج کے مابین نهایت طاقتور بنا دیا تها اسنے سلطنت اسلامیه کے مقابلے مین ایک کامیاب جهته قایم کر لیا تها اور اگرچه اسمین شک نهین هے که اسوقت سلطنت مغلیه مین بجاے عظمت و جلال سابقه کے صرف ایک پرچهائین هی رهگئی تهی لیکن تاهم اوسکے نام سے تمام هندوستان لرزتا تها اور شاهی پوشاکو نکو چیر پهاڑ کر دنیا پر یهه بهید منکشف کر دینے کو که اوس دیو قوی هیکل کی جگهه اب صرف ایک ایسی کمزور چیز رهگئی هے جیسے که کهیتون مین جانورون کے ڈرانے کے لئے ڈرنا لگا دیتے هین جو ذرا سے ٹهوکے سے گر سکتا هے بیشک امرسنگه جیسا هی ایک بهادر دل اور دلیر هاتهه درکار تها امرسنگه کے فتوحات بیدریغ اور اکثر بغیر کسی حیله یا وجهه اشتعال کے هوتی تهین لیکن راجاؤن کی نسبت صرف اونکی کامیابی اور جسطرح وه موقعون کو کام مین لاتے هین اونکی هی لحاظ سے راے دیجا سکتی هے - مگر اسمین کچهه شک نهین که امرسنگه کی بلند نظری صرف اپنی هی ذات کے لئے جاه طلبی کے شوق پر مبنی تهی اور وه اوس قسم کے مدبرون مین شمار نهین کیا جا سکتا تها جو اپنے وطن اور قوم کی شان و شوکت اور بهی خواهی کے سوا اور کچهه پالسی یعنی مصلحت پیش نهاد خاطر نهین رکهتے اور جنکو بلا لحاظ اور بیپرواه اپنی ذاتی بدنامی تک کی صرف اتنی هی بات مد نظر هوتی هے که اپنے بعد اپنے ملک اور قوم کو زیاده طاقتور اور ممتاز حالت مین چهوڑ کر جائین - یهه رئیس ایک جنگلی - اور ناتربیت یافته اور بهادر اور بیعلم اور فیاض اشخاص کا ایک عمده نمونه تها - مگر یهه تیز فهم اور قوی بازو تها اور جو کامیابی اوسنے حاصل کی تهی وه بیشک اوسکا مستحق تها گو که اس باب مین که آیا کامیابی

ایک شخص کو تعریف اور پسندیدگی کا مستحق بناتی ہے یا نہین دنیا اور اسکو معلوم کرنیکا مختلف الرائے ہونے مین اتفاق ہے ۰۰

راجہ صاحب سنگھ کا اپنے باپ کا جانشین ہونا

راجہ صاحب سنگھ نئے رئیس پٹیالہ کی چھ برس کی عمر تہی اور خواہ کوئی کیسا ہی لایق آدمی کیون نہوتا اس نو مفتوحہ ملک مین جہان جنگجو اور خود سر قومین آباد تہین انتظام قایم رکہنا اور طاقتور ہمسایون اور رقیبون کے حملون کو روکنا بالطبع ایک بڑا مشکل کام تہا اور بلحاظ ایسے صغیر السن بچے کو جسکو حواشی بدچلن اور کوتہ اندیش تہے اور جنکو اوسکی کمزوری عقل اور ناتجربہ کاری سے ہی مین فائدہ تہا ایک کامیاب اور خوشحال ریاست کی تو امید ہی نہین ہوسکتی تہی ۰۰

مدار المہامی دیوان نانومل

خورد سال راجہ کی دادی رانی حکمان کے سوخ کی وساطت سے دیوان نانومل مدار المہام ریاست مقرر ہوا اور فی الواقع اس سے بہتر اور کوئی شخص انتخاب نہین ہوسکتا تہا۔ دیوان مذکور اگروال بنیا باشندہ سنام ایک بڑا تجربہ کار اور دیانتدار شخص تہا اسنے [illegible] دونون مین راجہ امر سنگھ کی اچھی خدمات کی تہین مگر اس شخص کی یہہ بڑی غلطی تہی کہ وہ سکہہ سردارون کو جو جاہل مطلق تہے علانیہ حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا ۔ یہہ بات شاید بیجا نہ تہی مگر اسکے بدلے یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ لوگ بہی اسکو دشمنی اور رشک کی نظر سے دیکہنے لگے ۰۰

بہوانیگڈہ کے کاردار کی بغاوت

اس صغیر سن رئیس کے مسند نشین ہوتے ہی چارون طرف بغاوت پہیلنی شروع ہوئی چنانچہ اول ہی اول سردار مہان سنگھ کاردار بہوانیگڈہ نے اپنے رئیس کی اطاعت سے قدم باہر رکہا یہہ شخص مائی دلیو کا بہائی تہا جو راجہ صاحب سنگھ کی سوتیلی مان تہی یہہ رانی اول کنور ہمت سنگھ کی زوجہ تہی اور اوسکے انتقال کے بعد راجہ امر سنگھ نے اسکے ساتہہ کریوہ کر لیا تہا ۔

نانومل نے اس بغاوت کی خبر سنتے ہی تمام رؤسا و سرداران پہولکیان کی فوج کمکی طلب کی اور بہوانیگڈہ کو جا کر گہیر لیا مہان سنگہ کی مدد پر سردار تارا سنگہ گیبہ تہا اور وہ تین مہینے سے زیادہ عرصہ تک مقابلہ کرتا رہا آخرکار جب اس فریق کو اسکی رفاقت چہوڑنے پر رضامند کر لیا گیا۔ تب مہان سنگہ نے بہی اطاعت قبول کر لی - اگر اس باغی کو ایسی سزا دیجاتی کہ جس سے اوروں کو عبرت ہوتی تو اچہا ہوتا مگر نانومل نے آپکو ایسا طاقتور نہین سمجہا کہ اتنے بڑے شخص کو جو پٹیالہ کے فرمانروا خاندان سے قرابت رکہتا تہا مروا ڈالتا اسلئے اس سردار کو صرف اسقدر سزا ملی کہ بہوانیگڈہ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا ۔

بغاوت کوٹ سمیر

ہنوز اس امر کا فیصلہ نہین ہوا تہا کہ کوٹ سمیر مین ایک مفسدہ برپا ہوا جسکی سرغنہ مسماۃ راجو سردار بخشو سنگہ سابوکا کی بیوہ تہی جس قلعہ پر یہہ سردارنی قابض تہی وہ بہت مضبوط تہا چنانچہ دیوان نانومل ہنوز اسکو فتح کرنے نہ پایا تہا کہ -

بغاوت سردار آلا سنگہ بمقام بہیکہی

بہیکہی مین اس سے بہی زیادہ بغاوت کے رفع کرنیکو جانا پڑا اس مقام پر سردار آلا سنگہ نے جو راجہ امر سنگہ کی رانیون مین سے رانی کہیم کنور کا بہائی تہا قرب و جوار کے زمینداروں کی مدد سے قبضہ کر لیا تہا اور تہمن سنگہ کو جو راجہ پٹیالہ کی طرف سے یہانکا حاکم تہا شہر اور قلعہ سے نکال دیا تہا اسوقت پٹیالہ مین رانیون اور اونکے رشتہ دارون کا بڑا زور تہا اور رانی حکمان کے سوا یہہ سب نانومل سے اوسکے انتظامات کفایت شعاری اور واجبی حدود کے اندر اونکا اسراف اور فضولیون کو روکنے کی وجہ سے ناراض تہے اگرچہ دیوان مذکور نے دیکہا کہ یہہ لوگ میری پیش نہین جانے دینگے لیکن بہرحال اوسنے ایک فوج جسمین ریاست پٹیالہ - جیند نابہہ - مالیر کوٹلہ - بہدوڑ اور سرداران رام گڈہ کی سپاہ بہی

موسلے پور کی باغی حاکم پر جو رانی کہیم کنور کا رشتہ دار تہا اور جسکو پاس رانی مذکور نے اپنے
بہائی کی ناکامیاب بغاوت کے بعد اپنا تمام زرنقد اور زیور حفاظت کے خاطر بہیجدیا تہا فوجکشی کی

نانومل کا زخمی ہونا بارادہ قتل ایک شخص کے ہاتہ سے

نانومل کو اس مقام کا محاصرہ کئے ہوئے بیس دن گذرے تہے کہ اسکو ہی ایک
ماتحت افسر خورم بیگ نامی نے غالباً سردول سنگہ سے رشوت لیکر دیوان مذکور کے قتل کا اقدام کیا
اگرچہ اس شخص کو نانومل کے ہمراہیوں نے قتل کر ڈالا مگر نانومل کو بہی تلوار کا ایک زخم شدید لگا اور
اسکو مجبوراً [illegible] کہیسو کا میں جو موسلے پور کے قریب ہے لیگئے جہان ایک بڑی خوفناک حالت میں زخمی پڑا رہا

وفات رانی حکمان اور دیوان کا قید ہوجانا

رانی حکمان جو دیوان نانومل سے ملنے کیواسطے موسلے پور آئی تہی اس
موقعہ پر اسکا ایک ایسی بیماری سے انتقال ہوگیا جو زیادہ تر اس رنج وغم کے سبب پیدا ہوئی
تہی اور اسکو [illegible] نانومل کا زیادہ تر [illegible] اور ذمہ اقتدار حاصل ہوتا رہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات
رانی کو [illegible] ذہن نشین ہو چکی تہی کہ نانومل ہی ایک ایسا شخص ہے جسکی کارکردگی سے ریاست پٹیالہ بہ سبب
ہوسکتی تہی اور اسی سبب سے اسکا دل سے مددگار تہی مگر رانی موصوف کا انتقال ہوتے ہی رانی
کہیم کنور اور بہیم سنگہ والی دال اور راجہ پٹیالہ کی بڑی بہو بہی لی لی [illegible] خان وغیرہ نے ہمت
باندہکر دیوان مذکور کو جب وہ مجروحی کی حالت میں بمقام انبالہ میں پڑا ہوا تہا گرفتار کرلیا اور بطور
ایک قیدی کی پٹیالہ بہیجدیا ۔

بی بی راجندر کا پٹیالہ آنا اور دیوان کو بحال کرنا

مگر نانومل اور نیز تمام ملک کی خوش قسمتی سے خاندان پٹیالہ میں ایک اور
عورت صاحب عقل اور صاحب حوصلہ یعنی رانی راجندر پہگواڑہ والی راجہ امر سنگہ کی بہتیجی تہا
ابہی موجود تہی جسنے انکو پہلی مشکلات میں بہی مدد دی تہی لیس رانی مذکور نے یہان آکر کام [illegible]

کا حال سنکر فوراً ایک فوج جمع کی اور خود اوسکی افسر بنکر پٹیالہ کو روانہ ہوئی اور پہنچتے ہی
دیوان نانومل کو قید سے رہا کر کے پھر مدار المہامی کے عہدہ پہ بحال کر دیا - یہہ رانی عین موقع پر
یہان آئی - کسواسطے کہ دیوان نانومل کے قید ہوتی ہی قرب وجوار کے سردارون نے پہر دست درازی
شروع کردی تہی یہان تک کہ خاص شہر پٹیالہ کی نسبت بہی بعض مخالف سکہون کے دلون سے
ہاتھہ سے لُٹ جانیکا بڑا اندیشہ تہا +

نانومل کا مرہٹون سے اتفاق پیدا کرنا

نانومل نے یہہ دیکہکر کہ بدون مراد پٹیالہ مین کسی کی مدد یا ہمدردی پر از سر نو پہر
انتظام کے قایم کرنے مین بہروسہ نہین کرسکتا دہارا راؤ سے جو ایک مرہٹہ فوج کا سردار اور تہوڑے
عرصہ سے دہلی کے قریب ملک مین اقامت گزین تہا معاہدہ کرنے شروع کئے - یہان بہت سے سکہہ سردار
جنکے علاقے ستلج اور جمنا کے مابین واقع تہے مثلاً بگہیل سنگہ کروڑا سنگہیہ دیوان سنگہ ابنادہ
اور بہنگا سنگہ و مہتاب سنگہ تہانیسر والے[51] اس مرہٹہ سردار سے شامل ہو گئے تہے - سردار

---

[51] خاندان تہانیسر کا بانی مت سنگہ ساکن سرالی جو بہنی کے قریب ماجھہ مین واقع ہے ایک جاٹ تہا - اوسنے گوردیال سنگہ سے پاہل لی تہی جسنے اوسکا نام سنگہ رکہا کیونکہ وہ سرداری کی خدمت سے دی تہی مت سنگہ نے ۱۷۶۵ع مین اپنے آقا کے چال چلن سے ناراض ہوکر اوسکے دو سو سوارون کو اپنی طرف توڑ لیا چونکہ اوسکے پاس کچہہ ساز و سامان تہا اس سبب سے اوسنے بہادری پر کمر باندہی اور تہانیسر پر چڑہ گیا جہان دو قلعے تہے - ایک شیخون کے قبضہ مین اور دوسرا بہائی دیسو سنگہ والی کیتہل کے - شیخون کا قلعہ فتح ہوگیا اور دوسرا قلعہ مت سنگہ کی وفات کے بعد قاصد کو رشوت دیکر ہاتہہ آگیا اور اسکے گرد نواح کے ملک پر اوسکے بھتیجے بہاگ سنگہ اور بہنگا سنگہ نے قابض ہوکر اوسکو باہم تقسیم کر لیا جسمین بہنگا سنگہ کو زیادہ حصہ ملا - یہہ شخص ۱۸۱۵ع مین مرگیا جب انگریزی سپاہ جنرل لارڈ لیک صاحب کے زیر کمانت دریا جمن کے شمال مین آئی اوسوقت بہنگا سنگہ اس فوج کے شامل ہوا تہا اور اوسکو ... اور علاقہ معاف مستقل مین دیا گیا تہا مگر یہہ شخص نہایت وحشی اور تند مزاج تہا اور بڑی تکلیفین دیتا تہا - بہاگ سنگہ اپنے بہائی کے انتقال سے چوبیس سال پہلے چار بیٹے چہوڑ کر مرگیا تہا اور یہہ بہی بشرط ... [illegible] ۱۴۵ [illegible]

بھگیل سنگھ جو اس زمانہ مین ستلج کی جنوب کی جانب بڑا صاحب فوج تھا اوسنے اس مرہٹے سرداروں سے ان معاملات کی تدبیر شروع کی تھی۔ چنانچہ وہ دیوان نانومل کو دو لاکھہ روپیہ کے عوض مدد دینے پر راضی ہوگیا اور سیدھا کرنال سے تھانیسر کو جہان سردار بھنگا سنگھ کا قلعہ تھا روانہ ہوا یہان دیوان نانومل پرانی راجندرا اور راجہ گجپت سنگھ والی جیند جو پٹیالہ سے روانہ ہونے سے پہلے سردار تھمن سنگھ[۱] کو اس خوف سے کہ مبادا یہہ ہمارے پیچھے کچھہ فساد برپا کرے گرفتار کرکے قید کرآئے تھے آکر ملے جب ان سبکی فوجین مل گئین تب انہون نے بعض قرب و جوار کے سردارون پر چڑھائیان کین چنانچہ مرہٹون کے سردار سے دیا یان کیتھل سے خراج لیا اور کوٹ[۲] وغیرہ دیہات پٹیالہ کو انبالہ کے سردارون سے چھڑوایا اسی سفر مین راجہ گجپت سنگھ بیمار ہوا اور مقام سفیدون مین پہونچکر ۱۷۸۹ء کے اختتام پر اوسکا انتقال ہوگیا ٭

محاصرہ بنوڑ | بعد ازین دیوان نانومل نے بہمراہی دھارا راؤ بنوڑ پر چڑھائی کی یہہ قصبہ جو کسی قدر قوت زور

سینہ زوری اور تند خوئی مین کچھہ کم نہ تھی ۱۸۰۶ء مین بھنگا سنگھ رئیس لاڈوہ کی امداد سے مقام ڈہودہ پر قابض ہوا اور یہہ مقام اسکے مرنے دم تک اسکے قبضہ مین رہا۔ اسکے ایک لڑکا فتح سنگھ اور ایک لڑکی مسماۃ کرم کنور تھی اس لڑکی کی شادی مہاراجہ کرم سنگھ والئی پٹیالہ کے ساتھہ ہوئی۔ بھنگا سنگھ کے ایک اور بھی لڑکا مسمی صاحب سنگھ لونڈی کے بطن سے تھا مگر اسکو فتح سنگھ کے برابر باپکے ترکہ کا حصہ نہین ملا تھا گو کہ مدد معاش کے واسطے کچھہ مقرر ہوگیا تھا فتح سنگھ کا ۱۸۱۹ء مین انتقال ہوا اسکی دو بیوہ رانیان تھین جو اوسکے بعد بھی مالک ہوئین مگر ریاست کا انتظام اوسکی مان ہی کرتی تھی آخرکار یہہ ریاست بوجہ لاوارثی ۱۸۵۰ء مین ضبط سرکار ہوگئی۔ بھاگ سنگھ کے لڑکون مین سے صرف ایک لڑکا جمیعت سنگھ تھا جو ۱۸۳۲ء مین مرگیا تھا جسکی وفات پر اوسکے حصہ کا علاقہ ضبط سرکار ہوگیا تھا فقط ۱۲ مصنف

[۱] اس شخص کا صحیح نام سوہان سنگھ تھا ۱۲ محشی

[۲] معلوم نہین مصنف نے یہہ کہان سے معلوم کرکے لکھا ہے کیونکہ انبالہ کے قریب ریاست پٹیالہ کا کوٹ نامی کوئی مقام نہ تھا ۱۲ محشی

چنانچہ دہارا راو مرہٹہ کو دو لاکہہ روپیہ حسب وعدہ ادا کردیا ✤

دہارا راو کی واپسی کرنال کو

اور اوسکو واپس کرنال کیطرف چلتا کیا اور سردار بہگیل سنگہ کروڑا سنگہیہ سرکش رعایا کے مطیع کرنے میں مدد دینے کو ٹہر گیا نیز مرہٹون کے ساتہہ معاملہ کرانے کی بابت جو کچہہ دیوان نے اوسکو دینا کیا تہا وہ بہی اوسنے وصول کرنا تہا ✤

دیوان کی مہمات واقع ۱۷۸۶ء

چنانچہ دیوان نے منوڑ سے جنوب کی طرف کوچ کیا اور کیتہل اور ٹکران[۵۱] اور سرا دو راہے جہان کے سکہون نے اسکو قلعہ پہ سپرد نہ کیا تہا جرمانہ اور زر امداد وصول کیا بعد ازان اوسنے سردار دلیل سنگہ ماودیہ کو موضع سہنا کے واپس دلانے میں مدد دی جسپر سردار مذکور کا چہوٹا بہائی بالکہ سنگہ غاصبانہ قابض ہوگیا تہا بعدہ کوٹ کپورہ پر حملہ کیا اگرچہ یہان وہ کچہہ اپنا نقش قایم نہین کرسکا لیکن اوسنے اس جگہہ سے تین میل کے فاصلہ پر بمقام ڈلوان ایک کچا قلعہ کوٹ کپورہ والونکے مخوف اور دبا رکہنے کے لئے تعمیر کرایا اور یہہ بات ثابت ہے کہ اوسنے تمام علاقہ بہٹیانہ مقبوضہ راجہ امر سنگہ پہر اپنے قبضہ مین کرلیا تہا جسپر ہانسی کی اور اس ملک کو تاخت و تاراج کیا اور مواضعات سنگہا و جہنڈا و بہونہ سے باقیات مالگذاری جو واجب الطلب تہین وصول کین مگر اوسکو کسی مقام مین کوئی بڑی کامیابی حاصل نہین کرسکا اور چونکہ یہہ اس ملک کو جسکو تاخت و تاراج کیا تہا اپنے قبضہ مین نہین رکہہ سکتا تہا اس سبب پٹیالہ کو واپس چلا آیا۔ اور یہان سردار بہگیل سنگہ کو زر موعودہ دیکر رخصت کیا ✤

راجہ صاحب سنگہ کی شادی خاندان سرداران بہنگی مین واقع ۱۷۸۷ء

۱۷۸۷ء مین راجہ صاحب سنگہ کی شادی سردار گنڈا سنگہ بہنگی کی دختر[۵۲]

[۵۱] اس نام کی تصحیح نہین ہوسکی ۔ [illegible]

[۵۲] [illegible]

رتن کنور کے ساتھہ ہوئی اس سردار کے انتقال کو بہت عرصہ ہوچکا تھا مگر اسکا پوتا گلاب سنگھ خاص شہر امرتسر اور اسکے گرد نواح کے دیہات پر گو پہلی سی حکومت نہ تھی مگر اب تک قابض اور ایک طاقتور رئیس تھا اور یہہ شادی بڑی دہوم دہام سے ہوئی ❊

افغانان مالیرکوٹلہ و سردار جودہ سنگھ بہڈوریہ مین نزاع

انہیں دنون مین عطاء اللہ خان رئیس مالیرکوٹلہ نے سردار جودہ سنگھ بہاڈوریہ کے مقابلہ مین جسنے اوسکے کئی دیہات دبالئے تھے رئیس پٹیالہ سے مدد چاہی - نواب مالیرکوٹلہ پٹیالہ کا برا دوست ہوگیا تھا اس سبب سے اوسکو مدد دینی ضرور تھی مگر جودہ سنگھ استقدر طاقتور تھا کہ اسپر بیدہڑک حملہ نہین ہوسکتا تھا اسلئے ایک معاہدہ قرار پایا جسکی رو سے اس بہاڈوریہ سردار نے اون دیہات کے عوض مین جنپر وہ قابض ہوگیا تھا اوسی آمدنی کے اور دیہات پٹیالہ سے لیکر اونکو چہوڑ دیا ❊

انبا راؤ مرہٹہ کا حملہ آور ہونا

دہارا راؤ کے پٹیالہ کی طرف آنے سے مرہٹون پر یہہ بات کہل گئی تہی کہ دریای جمن کے شمال کا ملک لوٹ کیواسطے ایک اچہا میدان ہے چنانچہ ۱۷۸۵ء کے موسم گرما مین ایک اور سردار انبا راؤ نامی نے اس سمت مین قسمت آزمائی کرنیکا ارادہ کیا - اوسنے غلام قادر خان کو بھی جسکا باپ ضابطہ خان روہیلہ اب سے تین برس پہلے مرچکا تہا اپنے ساتھہ شامل کرلیا تہا اور کرنال مین سردار بہاگ سنگھ کروڑا سنگھیا اوسکی خدمت مین حاضر ہوگیا تہا کیونکہ یہہ رئیس عموماً ایک حملہ آور کو خیر مقدم (ویلکم) کہتا اور جسطرح گیدڑ شیر کے پیچھے پہرتا ہے اسیطرح شکار کا حصہ خواہ وہ کیسا ہی خفیف کیون نہو حاصل کرنے کی خاطر پیروی کرنے مین سب سے اول رہتا تہا - پٹیالہ کا دیوان علاقہ کیتہل کے ایک گانو مین ان حملہ آورون سے ملاقی ہوا - جہان اس مرہٹہ نے کیتہل والون سے بہت سا نذرانہ وصول کیا جسکو ادا کرنے مین پٹیالہ نے سات گانو اپنے پاس

اور عطا اللہ خان رئیس مالیر کوٹلہ اور سنگہو محمد والی رائے کوٹ[۵۱][۵۲] مع سپاہ نابہہ اور کیتہل فوراً آکر
اوسکے شامل ہوئے لیکن جو تہوڑی سی لڑائی ہوئی وہ دو ٹوک نہیں ہوئی اور اوان کوٹ پر
زیادہ کوشش کرنا مناسب نہ سمجہا گیا مگر دیوان نانومل کی مجملاً مہم بہرحال کامیاب ہوئی بہت سے
سرکش دیہات کو مطیع کیا گیا اور باقیات مالگذاری وصول کی گئی جسکی ریاست پٹیالہ کے خزانہ
مین اسوقت بڑی ضرورت تہی کیسواسطے کہ قحط اور جنگ اور مرہٹون کی زبردستی کی مانگ نے خزانہ
کو بالکل خالی کردیا تہا علاوہ اسکے بہت سا اوس علاقہ مین سے جو قرب وجوار کے سرداروں نے بفقدان
کے زمانہ مین جو راجہ امر سنگہ کے انتقال کے بعد برپا ہوا دبالیا تہا پہر بحال کرلیا اور اپنے تئین نہ صرف
بہادر بلکہ مدبر دانشمند اور خیرخواہ ریاست ثابت کر دکہایا ۔

دیوان سے لوگوں کی ناراضی

لیکن دیوان نانومل اسقدر مستعد تہا کہ حالات موجودہ مین ایسے شخص کی کامیابی

۵۱ صحیح [illegible] ا مدسنہ ۲ [illegible]
۵۲ رائے کوٹ جو اس صدی کے آغاز مین ایک بڑے علاقہ پر قابض تہے مسلمان راجپوت تہے جو پہلے ہندو تہے انکے مورث اعلیٰ تلسی رام [illegible] مین چہوڑ [illegible] ایک شخص مقام [illegible] مین جسکا نام [illegible]
آکر آباد ہوا اور مذہب اسلام قبول کیا اسکی [illegible] اسکے موضع تہا جہان پور کی جو ضلع لودیانہ مین ہے اور
[illegible] نے جو اسکی نسل مین ایک اور شخص تہا ۱۶۴۸ء مین قصبہ تلونڈی کی بنیاد ڈالی یہ خاندان کسی قدر ذی قدرت ہوگیا
اور ۱۷۶۳ء کے قریب [illegible] لودیانہ پر قابض ہوگیا جسکو ایک [illegible] اور [illegible] آباد کیا تہا
اور اسکے سبب اوسکا نام لودیانہ مشہور ہوا [illegible] رائے کوٹ کو صاحب سنگہ [illegible] نکال دیا تہا مگر وہ پہر
قابض ہوگئے اور اٹہارہوین صدی کے اختتام پر مقامات رائے کوٹ ۔ تلونڈی ۔ جگراون ۔ [illegible] لودیانہ
بسیان وغیرہ اضلاع کے مالک ہوگئے [illegible] اخیر رئیس ۱۸۰۲ء مین مرگیا اور اسکی ماں نور النساء اسکی جانشین
ہوئی ۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ۱۸۰۶ء مین اس تمام علاقہ کو ضبط کرکے راجہ بہاگ سنگہ والی جیند ۔ جسونت سنگہ
والی نابہہ اور سردار گوردت سنگہ لاڈوہ والا اور دیوان مکہم چند کو جاگیر [illegible] وا صرف چند دیہات باقی
رکہے تہے جنکا مالک [illegible] اب [illegible] موجود ہے [illegible]

مشکل تہی کیونکہ ہندوستانی ریاستون مین رئیسون کی نابالغی کے زمانہ مین بے شرمی کے
ساتہہ رشوت کہانیکا ایک عام قاعدہ ہے اور اگر کسی اتفاق سے کوئی دیانتدار شخص با اقتدار
ہوجاتا ہے تو خوشامد پیشہ اور کمینہ لوگون کے گروہ فوراً اوسپر دہاوا کر ڈالتے ہین کسلئے کہ اوسکی دیانتداری
ایسے لوگون کی نفرت کا باعث ہوا کرتی ہے جو اونکے لئے بالطبع ایک ملامت اور خوف دلاتی رہتی
ہے پس ایسے شخص کی کامیابی کے لئے یہہ امر ضروریات سے ہے کہ جسقدر وہ دیانتدار ہو ویسا ہی
اپنے دشمنونکو دبانے کے لئے جنمین بجز اوسکی ذات خاص کے ریاست کے ادنے اور اعلے سب ہی لوگ
شامل ہوجایا کرتے ہین مضبوط اور قوی بازو بہی ہو۔ پس علاوہ ان مشکلات کے نانومل ایک
ایسا مغرور آدمی تہا کہ اوسکو اسبات کی کچہہ پرواہ نہ تہی کہ مین کسکو ناراض کرتا ہون اور
ریاست مین جو اچہے اچہے عہدے تہے وہ اوسنے اپنے بیٹون اور رشتہ دارون کو دے رکہے تہے ان وجوہ
سے اکثر لوگ اوس سے ناراض تہے ماسوا اسکے جب وہ دربار مین بیٹہتا اور سکہہ سردار سلام اور ملاقات
کو آتے تو وہ بے تکلف اپنا پیچوان حقہ پیا کرتا جس سے یہہ لوگ اور بہی زیادہ جلتے تہے کیونکہ تمباکو کا
استعمال اونکے مذہب مین منع ہے +

راجہ صاحب سنگہ کی ناراضی دیوان سے

راجہ صاحب سنگہ کی عمر اب چودہ برس کی ہوگئی تہی اسبات کا بیان کرنا مشکل ہے
کہ اسکا مزاج طبعاً کس قسم کا تہا کیونکہ اسکے اراکین ریاست کی مقدم غرض عموماً یہہ تہی کہ اوسکی
توجہہ عیش و عشرت ناچ رنگ سیر و شکار اور ہاتہیونکی لڑائی ہی مین مصروف رہے تاکہ کاروبار
ریاست ہمارے ہی ہاتہون مین رہے پس ان لوگون نے راجہ کے کان بہر دئے کہ نانومل یہہ چاہتا ہے
کہ ریاست کی باگ ہمیشہ میرے ہی ہاتہہ مین رہے اور اسنے مرہٹون سے سازش کر رکہی ہے

موقع پر نانومل حیران ہوگیا کہ کس سے مدد لون ناچار اوسنے قلعہ مین جاکر رانیون کو یہہ
مشورہ دیا کہ پٹیالہ سے مونک یا بٹھنڈہ کو چلا جانا چاہیے اور جب تک یہہ طوفان رفع دفع
ہوجاوے اوسوقت تک وہان زیادہ تر امن وامان کے ساتہہ رہوگی مگر رانی راجندر نے جسکو اب
نانومل کی خیرخواہی مین کچہہ شک پیدا ہوگیا تہا اور جو ایسی لڑنے کی کچہہ جانتی ہی نہ تہی کہ خوف کیا چیز ہوتا ہے
پٹیالہ کو چہوڑنے سے انکار کیا اور نانومل سے کہا کہ تم مدارالمہام ہو اسسبب یہہ تمہارا ہی
کام ہے کہ حملہ آورون کے جسطرح مناسب جانو بندوبست کرو اور یا اگر ضرورت ہو روپیہ دیکر صلح
کرلو دیوان نانومل کے دل مین پہلے یہہ بات سمائی کہ رانی راجندر ہی تو میری پشت پناہ ہے اور
جب یہہ ہی ناراض ہوگئی تو اب میرا کوئی مددگار نہین ہوگا اور چونکہ اسکو یہہ معلوم ہوگیا تہا کہ میری
طرف سے شک پیدا ہوگیا ہے اسسبب سے اوسنے ہمیشہ کیواسطے پٹیالہ سے چلے جانیکا ارادہ کیا مگر آخرکار
اوسنے کچہہ روپیہ جمع کرنے مین کوشش کی اور ماتحت سردارونکو فراہم کرکے مرہٹونکے لشکر مین چلا گیا
اور رانی خان اونکے پاس گئی رئیسونکی اونسے ملاقاتین کراور یہہ بتاکر کہ وہ کسقدر نذرانہ دیگی مین
بڑا رسوخ پیدا کرلیا مگر آخرکار پٹیالہ سے بہی نذرانہ مانگا گیا معلوم نہین کہ دیوان مذکور کو روپیہ ہی
دستیاب نہو سکا یا غالباً جیسے کہ مرہٹون کے ساتہہ رانی راجندر اوس پیش آئی تہی اوسکا بدلہ
لینے کی نیت سے اوسنے رانی مذکور کے پاس یہہ پیغام بہیجا کہ مرہٹہ اسقدر روپیہ طلب کرتے ہین اور یہہ
درخواست کی کہ اس روپیہ کے ادا کرنیکا انتظام کیجئے اور اگر یہہ روپیہ ادا نہوا تو اسمین کچہہ شک نہین
کہ ریاست پٹیالہ پر حملہ کا ہونا یقینی خیال فرمایئے مگر رانی مذکور بہی اوسیطرح مغرور تہی جیسا
کہ دیوان تہا اور جیسی کہ مغرور تہی ویسی ہی بہادر بہی تہی لیکن اوسنے خود یہہ جواب دیکر بہیجا کہ نانومل

پناہ کیواسطے چلا گیا تہا مقام ڈہوڈان یعنی بہوانیگڈہ کیطرف کوچ کیا اور یہان اپنے ہمراہیون کی
اغوا سے جو دیوان نانومل کی بربادی کے بدل خواہان تہے اوسکی بہت سی جایداد ضبط کرلی اور یہہ یہان سے
چل کر برنالہ پہنچے جہان انہون نے نوندہ رام کو جو دیوان مذکور کا بیٹا اور ضلع ہڈیایہ اور برنالہ کا اوگراہا
یعنی تحصیلدار تہا قید کرکے جنوب کیطرف مونک یعنی اکال گڈہ کو جہان کا قلعہ دار دیوان نانومل کا
تیسرا بیٹا مائیدتا مل تہا کوچ کیا اوسنے اول قلعہ چہوڑنے سے انکار کیا مگر چونکہ سپاہ یہہ جانتی تہی
کہ دیوان کے اقبال پر زوال آنے والا ہے اس سبب سے اونہون نے ریاست پٹیالہ کی فوج کا مقابلہ کرنے سے
انکار کیا - ناچار قلعہ حوالہ کردیا گیا اور چار لاکہہ روپیہ جو یہان تہا لوٹ لیا گیا راجہ صاحب سنگہ نے یہہ دیکہکر کہ اسطرح
لوٹنے سے پہر نا روپیہ جمع کرنے کا آسان طریق ہے پٹیالہ آکر فوراً آگہونڈ کو کوچ کیا اور وہانکے قلعہ کا جو
نانومل کے بہتیجے ذوقی مل اور دیوان سنگہ کے زیر حکم تہا محاصرہ کرلیا ۰۰

دیوان کا شاہ آباد مین پناہ گیر ہونا

دیوان نانومل کرنال سے واپس آرہا تہا کہ اثنا راہ مین یہہ تمام باتین سنین لیکن جو
اوسکے دشمنون نے کی تہین اور اس خیال سے کہ جب تک تقدیر پلٹا نہ کہائے اوسوقت تک پٹیالہ مین جہان
اسکے قید ہونے یا مارے جانیکا اندیشہ تہا جانا سراسر دیوانگی ہے ۰۰

رئیس شاہ آباد کی دغابازی

سردار کرم سنگہ[۵۱] رئیس شاہ آباد کے پاس پناہ لی رئیس شاہ آباد نے دیوان نانومل

۵۱ کرم سنگہ ۱۷۵۹ء مین [illegible] شاہ آباد [illegible] کی [illegible] لوگون
[illegible] کرم سنگہ کو [illegible] کی معافی
حاصل کی [illegible] شاہ آباد [illegible] کرم سنگہ [illegible] مرگیا
[illegible] لاولد مرگیا اس سبب
[illegible] انتقال
[illegible] ۱۲

فقط پناہ دینے ہی کا نہین بلکہ پٹیالہ مین اوسکی طاقت بحال کرانے مین مدد دینے کا بہی اقرار کیا مگر دغابازی سے راجہ صاحب سنگہ کو یہہ لکہہ بہیجا کہ نانومل نے یہان پناہ لی ہے اور جبتک کہ وہ فوج جمع کرکے اپنے رشتہ دارون کی مدد کیواسطے پہونچے اوس سے پہلے تم کہنور پر قبضہ کرلو نانومل نے بمشکل تمام تہوڑی سی فوج جمع کرکے قلعہ چہوڑانے کیواسطے کوچ کیا مگر اثنا راہ مین ہی اسنے یہہ سن لیا کہ اوس قلعہ پر راجہ صاحب سنگہ کا تسلط ہوگیا ہے اب اسکے ہمراہی بہی بہاگ گئے اور دیوان مجبور گہ علاقہ کہنل مین پناہ گیر ہوا اور موضع بہیکا مین جو سرحد پٹیالہ کے قریب واقع ہے بود و باش اختیار کی اسکی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سب ضبط ہوگئی اور اسکے رشتہ دار کچہہ تو معزول کردیے گئے اور کچہہ قید ہوگئے ❊

رانی راجندر کی واپسی پٹیالہ کو متہرا سے

اس اثنا مین رانی راجندر نے متہرا مین سنیدہ میا ملاقات کی جو اسکی بڑی خیرخواہ دار تہی سے پیش آیا اور اوسنے رانی کا مالہ کو طے کرکے دیوان نانومل کو تسرائیوالے کے اپنا اگرنکی ضمانت مین رانی وہان سے چلی آئی مگر پٹیالہ آکر اوسکو معلوم ہوا کہ جو چال دیوان نانومل کیواسطے چلی گئی تہی وہ ہی اسیکے واسطے بہی چلی جاچکی ہے یعنی یہہ کہ سادہ لوح راجہ کے دل مین لوگون نے یہہ خوف بٹہا دیا تہا کہ رانی کی اقتدار آپکی سلامتی اور رتبے کیواسطے بڑا خوف ہے اور رانی دیوان نانومل سے ملکر وہی سابقہ انتظام قایم کرنا اور آپکو محض بطور ایک نقطہ فرضی کے بنا دینا چاہتی ہے اور فی الواقع یہہ رئیس اپنے عقل اور خوارق عادات کے لحاظ سے اسی کے لایق تہا بہی ❊

رانی راجندر کی وفات سنہ ۱۷۹۱

رانی نے کئی دفعہ راجہ صاحب سنگہ سے ملنے کو کوشش کین مگر اونسے ہمیشہ جان بوجہہ کر

۱۴ اتبک سردار بہرم سنگہ - کشن سنگہ اور پرتاپ سنگہ قابض ہین - و بہرم سنگہ اور کشن سنگہ سردار رنجیت سنگہ کے بیٹے ہین انکی جاگیر پانچہزار دو سو سینتیس روپیہ سال کی ہے اور کاہن سنگہ کے بیٹے پرتاپ سنگہ کی جاگیر ... روپیہ سال کی ہے فقط ۱۲ مصنف

ملنے سے بچایا آخر کار ایسی احسان فراموشی کو دیکھکر کہ نہایت خیرخواہانہ خدمات کے جلد وہین تنگ اور
بے عزتی نصیب ہوئی دق اور نادم ہوکر وہ چند روز پٹیالہ مین رہکر مرگئی +

رانی صاحبہ کے اوصاف کی نسبت راے

رانی راجندر اپنے زمانیکے قابل بیان عورتون مین سے تہی اوسمین وہ تمام اوصاف
جنکی نسبت مرد یہہ ادعا کرتے ہین کہ ہماری ہی ذات مین ہین یعنی جرأت اور استقلال اور دانائی بغیر
ذرہ بہی آمیزش اوس ضعیف العقلی کے جو مرد عورتون سے منسوب کیا کرتے ہین موجود تہین اور اسکی
حالات اور رانی صاحب کنور اور رانی آسکنور کے حالات یاد کرکے جنہون نے چند سال بعد ازین ریاست
پٹیالہ کے کاروبار کو بڑی لیاقت کے ساتھہ چلایا تہا اغلب یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رؤسا پہولکیان
نے علانیہ دستور العمل باندہ کر تمام عورتون کو امور ریاست مین کسی طرح کا اختیار حاصل کرنے سے
اسی شک کے سبب خارج کرا دیا کہ وہ انکی نسبت اسکو زیادہ دانائی کے ساتھہ کام مین لا سکتی ہین +

نانومل کی اخیر کوشش حصول اختیار کیلئے

دیوان نانومل نے پٹیالہ مین اتنی مدت حکومت کی تہی کہ وہ اوسکو دوبارہ حاصل کرنیکا
خیال بغیر ایک اور کوشش کے نہین چہوڑ سکتا تہا اور اس تلاش مین تہا کہ کوئی
طاقتور اور چلتا ہوا رئیس ملجاے جسکو مین اپنے مطلب حاصل کرنیکا ذریعہ بناؤن چنانچہ اسکو
عطاء اللہ خان نواب مالیرکوٹلہ ایک معقول اوزار ہاتہہ آگیا جس سے ریاست پٹیالہ نے مختلف اوقات
مین بہت سے دیہات چہین لئے تہے جسکے سبب اس افغان کا علاقہ بہت کم ہوگیا تہا دیوان نانومل نے
نواب مذکور کو یہہ یقین دلایا کہ اب اون مقامات کے جو تمہارے ہاتہہ سے نکل گئے ہین پہر حاصل کرلینے کا
موقع آگیا ہے پٹیالہ کا خزانہ خالی ہے رعایا ظلم رسیدہ اور ناراض ہے اور راجہ ایسا کم ہمت اور بے لیاقت
لوگون کے بس مین ہے کہ جو کسی نازک موقع پر اوسکی کچہہ مدد نہین کرسکتے یہ باتین سچ نہین مگر

دیوان کا یہہ قیاس غلط تہا کہ پٹیالہ مین اب بہی میرا اثر اور وجاہت ویسی ہی قایم ہے حالانکہ
یہان کے لوگ عموماً اوس سے ناراض تہے اور فقط اسکے قرابتی جو اسکے زوال کے ساتہہ زوال مین آ چکے تہے
اور اسکی مدد نہین کر سکتے تہے اسکی کامیابی چاہتے تہے - القصہ عطاء اللہ خان اپنی سپاہ کو جمع کر کے
ہمراہی نانومل خانپور پہونچا جو پٹیالہ سے کوئی چودہ میل ہے یہان سپاہ پٹیالہ بسرکردگی سردار
چوہڑ سنگہ بہدوڑیہ اور دلیل سنگہ مالودیہ کے اس سے مقابلہ کو آئی کئی چہوٹی چہوٹی لڑائیونکے
بعد جنمین مالیرکوٹلہ کی فوج کو ہر دفعہ شکست ہوتی رہی نواب کو ثابت ہو گیا کہ دیوان نے مجہکو بری
صلاح دی اور پٹیالہ کا کوئی ذیلدار میری مدد کو نہین آیا - پس اوسنے ازراہ دوراندیشی
اطاعت کی درخواست کی اور اسکے منظور ہونے پر اپنے علاقہ کی طرف واپس کوچ کر گیا ٭

وفات دیوان نانومل ۱۷۹۲ء

دیوان نانومل اپنی ان تمام امیدون مین ناکامیاب ہونے کے تہوڑے عرصہ بعد ۱۷۹۲ء
مین بمقام مالیرکوٹلہ ایک ایسی حالت مین کہ اسکی پرانے دوستون نے اوسکو چہوڑ دیا تہا اور نئے دوست
بہی جنکو اوسنے نہایت خلاف دانائی مشورہ دیا تہا ناپسند کرتے تہے مر گیا ٭

دیوان کے خصایل

اسکے خصایل کا اندازہ کرنا مشکل ہے کسواسطے کہ صرف ریاست پٹیالہ کے کاغذات سے
ہی اسکا حال معلوم ہو سکتا ہے اور جو اہلکار اپنے رئیس سے کبہی بندون باغی ہو جاوے اوسکو دربار عالی
کی نظر سے نہین دیکہہ سکتا مگر دیوان نانومل کی بغاوت کے کئی سبب تہے اور جو بڑی بڑی خدمات
ریاست کی اوسنے کین اونمین کچہہ جای کلام نہین ہے جب راجہ امر سنگہ کی وفات کے بعد قرب و جوار کا
ہر ایک رئیس اس ریاست کی تکہ بوٹی کرنا چاہتا تہا اور تمام ذیلدار اور رعایا صاف سرکش ہو گئی
تہی اوسوقت اسی شخص نے پٹیالہ کو تباہی سے بچایا تہا - معین شک نہین کہ اوسنے رعایا پر سختگیریان

کی نہین مگر ضروری لڑائیون کیواسطے وہ روپیہ بہم پہونچانے کو مجبور تہا - اور یہہ بہی درست ہے
کہ سردار لوگون کی وہ عزت نہین کرتا تہا اس سبب سے وہ اس سے جدا ہوگئے تہے اور اونکی دشمنی بہی
اسکے زوال کا باعث ہوئی - مرہٹون کے حملہ کے وقت اسکا چال چلن ایسا تہا کہ جس سے ایک بڑا شک
پیدا ہوتا ہے رانی راجندر کو جو بڑی تیز فہم تہی اسکی بدنیتی کا یقین ہوگیا تہا لیکن اگرچہ وہ بنیاک
اپنے تئین فایدہ پہونچانا چاہتا تہا کیونکہ نہایت طامع اور لالچی تہا مگر اسبات کا کچہہ ثبوت نہین ہے
کہ اسنے ریاست کے واسطے اپنی حتی المقدور کوشش نہین کی - ہندوستانی ریاستون کے اہلکارون
کی نسبت محاسن اخلاق کے اوس پیمانہ پر جو اہل فرنگ نے قایم کیا ہے رائے نہین دیجا سکتی اور اگر
اسطرح سے دیکہا جائے تو ممالک یورپ مین بہی بہت مدبرون اور سپہ سالارونکی ایسی نظیرین ہین
جنہون نے اپنے ملک کی نمایان خدمات کین اور جنکا نام آجتک احسانمندی کے ساتہ مشہور ہے
مگر جب اونکو موقع ملا تب اونہون نے اپنے تئین اور اپنے خاندان کو جو مال و دولت نہایت فایدہ
پہونچایا تہا - اگرچہ نانومل کا اپنے آقا سے بغاوت کرنا کسی طرح واجب نہین ٹہر سکتا لیکن جو عذر ایسی
بغاوت کے واسطے ممکن ہے وہ نانومل رکہتا تہا - راجہ صاحب سنگہ ضدی اور ناعاقبت اندیش لوگونکے
ہاتہہ مین ایک کٹہپتلی بنا ہوا تہا جو اپنے فایدہ کے سوا اور کچہہ خیال نہین رکہتے تہے اور جنکی کارسازیان
دیوان نانومل کے خلاف مین محض اس راہ سے کہ ریاست کے خزانہ سے متمتع ہونے کے سوا اور کسی بنیاد پر مبنی نہ
تہین - اسوجہہ دیوان نانومل کا ہتہیار اوٹہانا درحقیقت اون لوگونکے مقابلہ مین سمجہنا چاہئے نہ کہ
اوس بیچارے بدنصیب بچہ پر جسکو اوسوقت راجا کہا جاتا تہا غرض اسکا حال بہی وہی ہوا جو عموماً
ہندوستانی ریاستون مین لایق اور دیانتدار اشخاص کا ہوا کرتا ہے اور جن سے بلا ثبوت اسکا تنزل ہوا

اون سے بہی اسکی لیاقت اور مقاصد ملک کی ترقی مین اسکا بدل ساعی ہونا ثابت ہے +

دیوان کے جانشین اور انکا انجام

دیوان نانومل کے بعد میر الہی بخش سید اور کبیر مل[51] کہتری پر راجہ صاحب سنگہ
کی عنایت ہوئی مگر انکو اقتدار کو بہی تہوڑے ہی عرصہ مین سکہہ لوگ اوسیقدر ناپسند کرنے لگے جسقدر
کہ نانومل کے اقتدار کو کرتے تہے چنانچہ سردار البیل سنگہ کالیکا اور فتح سنگہ مہر میاں اور منشی امر
نے جن پر پہلے نوجوان راجہ کی عنایت تہی مگر اب بار دہی ہو گئے تہے انکو رفع دفع کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ
بر سر دربار خاص راجہ صاحب سنگہ کے روبروان مفسدین نے سید الہی بخش کو قتل کرا دیا دیال سنگہ پٹرہ
اور سکہا سنگہ ڈلیوالیہ اوسکے قاتل تہے +

[52] دیوان کشن چند جو سید الہی بخش کے فریق مین تہا اوسکو بہی زخم شدید آیا اور اسنے بمشکل بہاگ کر
اپنی جان بچائی - راجہ صاحب سنگہ بہاگ کر اپنے گہر مین چلے گئے مگر اون لوگون کو جنہون نے ان کے
دوستون کو قتل کیا تہا انعام بہی دیا +

نئے اہلکارون کا تقرر

چنانچہ البیل سنگہ مدار المہام اور رادہ دیال میر منشی بنایا گیا یہہ واردات ۱۷۹۳ء مین
ظہور پذیر ہوئی تہی لیکن راجہ صاحب سنگہ کو ان لوگون پر جنکو اوسنے خود با اختیار بنایا تہا کچھہ اعتبار نہ تہا
اور اسکا یہہ یقین بجا بہی تہا کہ کسی نہ کسی روز یہہ مجہسے بہی ایسا ہی کرینگے جیسا کہ میر الہی بخش کے ساتھہ کیا تہا +

رانی صاحب کنور کی مدار المہامی

مگر صاحب سنگہ کو صرف اپنی بہن صاحبکنور پر ہی اعتماد تہا یہہ رانی سردار جیمل سنگہ کہنیا کی
زوجہ تہی جو باری دوآب کے ایک بڑے حصہ کا آدینہ نگر سے اوپر مالک تہا راجہ صاحب سنگہ نے صاحبکنور سے پٹیالہ
آنے کی التجا کی اور جب وہ پٹیالہ پہونچگئی تو اوسکو مدار المہام اور اوسکے ہی ایک ملازم تارا سنگہ کو

[51] یہہ شخص قوم کا بنیا تہا کہتری نہ تہا جیسا کہ متن مین لکہا ہے ۱۲ محشی
[52] یہہ شخص دیوان نہ تہا بلکہ میر منشی تہا ۱۲ محشی

اوسکا نایب مقرر کیا اور نانو مل کا بھتیجا دیوان سنگھ پھر صوبہ وشاہت ہوکر عہدہ دیوانی پر ممتاز ہوا رانی صاحبکنور کو پٹیالہ مین آئے ہوے کچھ بہت عرصہ نہین ہوا تھا جبکہ اسکے پاس یہہ خبر پہونچی کہ اسکا شوہر جسکی عمر اب اکیس سال کی تھی بڑی مشکلات مین ہے اور اوسکے چھوٹے بھائی فتح سنگھ نے اوسکو نہایت تنگ کر رکھا ہے چنانچہ رانی مذکور نے اپنے بھائی سے سپاہ کی درخواست کی اسکو راجہ صاحب سنگھ نے خوشی سے منظور کیا اور رانی صاحبکنور نے سپاہ کو لیکر فتح گڈہ کو کوچ کیا اور اپنے شوہر کو جسے فتح سنگھ نے قید کر لیا تہا رہا کرایا اور اس فتحیابی کے بعد پہر دوبارہ پٹیالہ کو ناموری کے ساتھہ واپس آئی ۔

انتارا اور مرہٹہ کی [illegible]

سنہ ۱۷۹۴ع مین مرہٹونکی ایک فوج عظیم نے بسر کردگی انتارا و لچھمن راو دریا جمن عبور کرکے پٹیالہ کی سمت کوچ کیا ۔ چہوٹے چہوٹے رئیسون نے اطاعت قبول کرلی اور بڑے رئیسون مین سے بھی والی جیند اور کیتھل نے اپنے معتمدون کو سلام کیلئے اور اظہار ہوا خواہی کیلئے روانہ کیا ۔

پٹیالہ مین انکے مقابلہ کی تیاریان

مگر رانی صاحب کنور نے جو اب پٹیالہ مین حکمران تھی اور اپنی پہوپہی یعنی بی بی راجندر کی برابر دلیر تھی بے جنگ وجدل مرہٹون کی اطاعت قبول کرنی نہ چاہی ۔ راجہ بہاگ سنگھ والی جیند جودہ سنگھ کالسیہ[۵۱] بہنگا سنگہ اور مہتاب سنگہ تہانیسر والے اور دیپا سنگھ اور بھیر سنگھ

[۵۱] رئیس کالسیہ رئیسہ پٹیالہ جیند نابہہ مالیر کوٹلہ اور فرید کوٹ کے سوا اور تمام رؤسا [illegible] سے انتقال کیا جاتا ہے اس خاندان کا بانی [illegible] کچھہ بڑا مشہور ومعروف آدمی نہ تھا مگر اسکا بیٹا جودہ سنگھ جو [illegible] مین پیدا ہوا تہا بڑا لائق [illegible] کیا اور سردار بگھیل سنگھ کی وفات کے بعد [illegible] پر قابض ہوا - اور علاقہ پٹیالہ اور نابہہ [illegible] کی شادی جودہ سنگھ کے لڑکے ہری سنگھ کے ساتھہ کردی تھی [illegible]

سرداران بہڈوریہ سب ابی صاحبکنور کی کمک کیواسطی متفق ہوگئی اور سردار تارا سنگہ گیبہ نے بہی ایک دستہ فوجکا بہیجا اب اس تمام سپاہ نے جو قریب سات ہزار آدمی کے تہی مردانپور کیطرف جو انبالہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے دشمنون سے مقابلہ کرنے کیواسطی کوچ کیا یہان ایک سخت لڑائی ہوئی چونکہ سکہہ مرہٹون سے تعداد مین اور نیز فن جنگ مین بہت ہی کمتر تہے اس سبب سے انکے پانون اوکہڑنے شروع ہوئے اور قریب تہا کہ بہاگ جانے ✦

بی بی صاحبکنور کی بہادری

مگر بی بی صاحبکنور جو اپنے بہائی کو پٹیالہ کے زنانہ مین چہوڑکر خود سپاہ کے ساتہہ آئی تہی اپنی رتہہ سے اوتر پڑی اور تلوار میان سے نکالکر کہا کہ سکہہ ہمیشہ ذلیل رہینگے اگر انہون نے مجہکو جو دوست اور انکی [illegible] کی ہون بدون قتل ہوجانے دیا کیونکہ میرا ارادہ ہرگز پہرنیکا نہین اس بہادری کو دیکہکر سپاہیون کو بڑی غیرت آئی اور انہونے حملہ اسقدر سختی سے کیا کہ وہ ازسرنو زور وشور کے ساتہہ لڑنے لگے اور گو کہ انکے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر رات تک برابر لڑے گئے اور طرفین مین سے کوئی فتحیابی کا دعوی نہین کرسکا اب سکہہ رؤسا نے بی بی صاحبکنور سے کہا کہ تم اسوقت تو جاسکتی ہو پٹیالہ چلی جاو کیواسطے کہ کل ضرور شکست ہوگی مگر اوسنے جانے سے انکار کیا ✦

[illegible] ہندوستانی ۱۸۰۹ مین [illegible] کے محاصرہ کے وقت مہاراجہ رنجیت سنگہ کی طرف سے خوب لڑا اپنا نقصان کے عوض مین اسکو جاگیر [illegible] دی اور [illegible] عطا ہوئی ۱۸۰۹ کے عہدنامہ کے وقت علاقہ کلسیہ کی [illegible] لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی تہی جودہ سنگہ نے اپنے قریب وجوار کے رؤسا اور [illegible] انگریزی گورنمنٹ [illegible] ملتان مین اسکا انتقال ہوا [illegible] ۱۸۱۸ کی لڑائی کے بعد جودہ سنگہ سپاہ متعینہ ملتان کا افسر تہا [illegible] اسکا بڑا بیٹا [illegible] سنگہ ایکے بعد زندہ رہا [illegible] [illegible] ریاست پر حکمران تہا ایام غدر ۱۸۵۷ مین [illegible] اور اسکے بیٹے لہنا سنگہ نے گورنمنٹ کی اچہی خدمات کین اور [illegible] اور چار سوار حکام انگریزی کو بطور [illegible] دئے لہنا سنگہ کو ایک سند ماہ مارچ ۱۸۶۲ مین عطا ہوئی جسکے رو سے [illegible] کا حق حاصل ہوا سردار لہنا سنگہ کا حال مین انتقال ہوا ہے اب رئیس کلسیہ اسکا اکلوتا بیٹا [illegible] سنگہ ہے جسکی سولہ برس کی عمر ہے ریاست کلسیہ مین [illegible] ہزار روپیہ سال کی آمدنی اور [illegible] ہزار آدمیونکی آبادی ہے فقط مصنف

مرہٹون کے لشکر پر شبخون اور انکا پسپا ہوجانا

اور چونکہ انکی حالت تنگ تہی اس سبب سے انہونے یہہ تجویز پیش کی کہ راتکو مرہٹون کے لشکر پر چہاپہ مارنا چاہیے اس دلیرانہ تجویز کے ساتہہ کامیابی کے آثار ملے ہوے تہے سپاہ فورًا مسلح کی گئی اور دن نکلنے سے ذرا پہلے مرہٹون پر دفعتًا حملہ کر کے اونکو جا لیا اگرچہ سکہون نے مرہٹون کے لشکر مین صرف اتنا ہی کام کیا کہ فقط گہوڑے دوڑاتے ہوے جو دشمن سامنے آگیا اوسکو مارتے چلے گئے اور مرہٹون کی سپاہ کے بہت آدمی بہی ضائع نہین ہوے تہے مگر تمام لشکر مین ایک بڑی کہلبلی پڑ گئی چنانچہ دوسرے روز انتا راؤ یہہ خبر سنکر کہ سکہون کے پاس عنقریب ایک اور بڑی کمک آنے والی ہے کرنال کیطرف مراجعت کر کے چلا گیا ۔

بیدی صاحب سنگھ اور اوسکا ادعا مذہبی لڑائی کے لئے

سنہ ۱۷۹۴ء مین ایک شخص نے جو نصف فینٹک یعنی مذہبی غلو اور جوش تعصب کا دیوانہ اور نصف امپسٹر یعنی مدعی پیری و کرامت اور ایسا خوفناک اور جابر اور ظالم بے باک تہا جیسے اس قسم کے لوگ ہوتے ہین ریاستہاے ستلج کو ستانا شروع کیا یہہ شخص بابا نانک کی اولاد مین تہا جو سکہون کے گرؤون مین سب سے پہلے اور سب سے زیادہ بزرگ مانے جاتے ہین ۔ بیدی صاحب سنگھ کا باپ بڑا بے شر آدمی تہا یہہ کبہی موضع اونہ سے باہر نہین گیا تہا یہان اوسکو دادا کلادہر[51] کو اوسکے کسی مرید نے تہوڑی سی زمین دیدی تہی - مگر صاحب سنگہ یہہ جانتا تہا کہ سکہہ بڑے متعصب ہین اور جوش مذہبی رکہتے ہین اس سبب سے اوسکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ ان پر آسانی اقتدار پیدا ہو سکتا ہے جس سے حصول فواید ذاتی کے لئے بڑی گنجایش ہے چنانچہ اوسنے مالیر کوٹلہ کے افغانون پر گاؤکشی کا الزام لگا کر جسکو سکہہ بہی عام ہندوون کی طرح

[51] اس لفظ کے معنی ہین صاحب قدرت و کشف و کرامت ۱۲ محشی

نہایت برا سمجھتے ہین مذہبی لڑائی کی شہرت دی[۵۸] چنانچہ اسنے سردار تارا سنگہ گیبہ بگھیل سنگہ
اور ہینگا سنگہ نہانیہ والہ اور اور کئی سردارونکو اپنے ساتہہ اس مذہبی لڑائی مین شامل ہونے
کی ترغیب دی اگرچہ یہہ تمام سردار مذہب کا خیال بہت کم رکھتے تہے اور زیادہ تر لوٹ پر ہی مرتے تہے
مگر جب تک کہ ملک کو قتل اور غارت کرسکین اوسوقت تک مذہبی شور وغل کو اچھا سمجھتے تہے ٭

بیدی کا حملہ مالیرکوٹلہ پر

بیچارے مالیرکوٹلہ کے افغان ہی جو اوس الزام کے باب مین جو اونپر لگایا گیا تہا ویسی
ہی بے قصور تہے جیسے اکثر مذہبی جوش کے آفت رسیدہ ہوا کرتے ہین مقابلہ کیواسطے طیار ہوے
عطاء اللہ خان اوسوقت تک اس خاندان کا سرگروہ تہا اسنے مع اپنے چار بہتیجون وزیر خان اور فتح خان اور
ہمت خان اور ولیل خان (دلیر خان) کے مقابلہ کیا مگر وہ شکست کہاکر کوٹلہ کو بہاگے جسکا بیدی صاحب سنگہ
نے فوراً محاصرہ کرلیا عطاء اللہ خان نے راجہ صاحب سنگہ کے پاس معتمد بہیجکر امداد کی درخواست کی چونکہ
پٹیالہ کی ایک سپاہ بخشی سیدا اور سردار چین سنگہ کے زیرحکم مالیرکوٹلہ کے قریب امرگڑہ مین مقیم تہی
وہ بہت جلد وہان جا پہونچی ٭

اس حملہ آور کو پٹیالہ والون نے کچھہ روپیہ دلاکر رخصت کیا

بیدی صاحب سنگہ چونکہ ایک مقدس شخص سمجھا جاتا تہا اور سکہہ سپاہی اوس
لڑنا نہین چاہتے تہے اسلئے اوسکو کچھہ روپیہ دیکر رخصت کیا گیا اور جو سردار اوسکی
ان

[۵۸] صاحب سنگہ بیدی کی مالیرکوٹلہ کے افغانون سے عداوت رکہنے کی ایک اور وجہ کتاب گوشہ پنجاب مین مرقوم ہے عطاء اللہ کا دادا شیر محمد خان گورو گوبند سنگہ کے خاندان کی ایک عورت کو بہگا کر لیگیا تہا اور اسکو مسلمان کرلیا تہا صاحب سنگہ نے اوس سوائی کا انتقام لینے اور اوس عورت کی اولاد کو دستیاب کرنے کے واسطے کوٹلہ پر حملہ کیا مگر گوردتا کسی کی اولاد بیدی کہلاتی تہی اور گورو گوبند سنگہ کی سوڈھی اپنی سوڈھیون ہوتے ایک بیدی کو گورو گوبند سنگہ کی بےعزتی کا بدلہ لینے سے کیا غرض تہی ہے یون کہ صاحب سنگہ نے مالیرکوٹلہ کے لوٹنے کی خاطر جو بے حفاظت قصبہ تہا یہہ مذہبی بہانہ نکالا تہا ۱۲ مصنف

ہمراہ تہا اونکو یہہ دہمکی دیگئی کہ ریاست پٹیالہ آیندہ تم سے انتقام لیگی غرض کہ اس ترکیب
سے بیدی کو ستلج کے پار واپس بہیجدیا +

بیدی صاحب سنگہ کا دوسرا حملہ ۱۷۹۸ء میں راے کوٹ پر

اسکے چار برس بعد ۱۷۹۸ء میں بیدی صاحب سنگہ نے راے کوٹ کے افغانون پر بہی جو اوہی[۵۱]
گاؤکشی کے بہانہ سے مقام امرتسر مین مذہبی لڑائی کی ضرورت کا وعظ کیا اور
یہہ بیان کیا کہ وہ ان ملیچہون (کافرون) نے گئووں کا برا کیا ہے یعنی گاؤکشی کی ہے۔ انکا علاقہ
چہین کر مجھکو دینا چاہیے الغرض تقریبا سات ہزار سکہون نے ستلج سے پہر عبور کیا اور علاقہ راے کوٹ
کو جسمین جگراؤن۔ راے کوٹ۔ اور لودہیانہ۔ اور اسکے آس پاس کے دیہات تہے تاخت و تاراج کیا
اسوقت راے الیاس رئیس راے کوٹ کی کل پندرہ برس کی عمر تہی لیکن اسکے ایک بڑے اہلکار روشن خان
نامی نے مقام جودہ مین بڑی بہادری کے ساتہہ اسکا مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ سکہون کی سپاہ اسکی
سپاہ سے چوگنی تہی مگر تمام دن لڑتا رہا اور سکہون کو نیچا دکہا دیتا مگر ایک گولی ایسی لگی کہ مارا گیا
اور فوج بیدل ہوکر بہاگ گئی راے الیاس نے قرب وجوار کے رئیسون سے مدد چاہی ہمؤسا پٹیالہ اور
جیند نے برفاقت بہائی لال سنگہ والی کیتہل اور جودہ سنگہ کلسیہ اپنی افواج کو جمع کرکے لودہیانہ
کی طرف کوچ کیا اور اثناے راہ مین سکہون کو انکے قبضہ سے نکالتے اور راے کے دیہات کو جنہیر بیدی نے قبضہ
کرلیا تہا چہوڑاتے ہوے چلے گئے کرم سنگہ شاہ آبادیہ اور بدہ سنگہ فیض اللہ پوریہ جو بیدی صاحب سنگہ
کے بڑی سرگرمی کے ساتہہ حامی تہے اوسکو چہوڑکر اسطرف آملے رؤسا پہولکیان کا اس موقع
پر رئیس کوٹ کو امداد دینا خالی از غرضمندی نہ تہا +

[۵۱] یہہ چہاپے کی غلطی معلوم ہوتی ہے جو انکو افغان لکہا ہے ورنہ مصنف نے خود اسی کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتہہ نسل نامہ انکو راجپوت بیان کیا ہے ۱۲ محشی

بیدی کو بعض دیہات رائکوٹ سے خارج کرنا

چنانچہ رئیس پٹیالہ نے قلعہ بدووال جو لودہیانہ سے چند میل جنوب کی جانب واقع تہا اور تین اور قلعوں کو امداد کے عوض میں لے لیا اور قلعہ داکہہ بہائی لال سنگہ کے پاس گرور کہا گیا[۵۱] +

جب بیدی صاحب سنگہ کے ہاتہہ سے مذکورہ بالا گانو نکل گئے تب اوسنے اور گانوں پر قبضہ کر لیا موضع منصور کے زمینداروں نے شیرخان رائے الیاس کے تحصیلدار کے ظلم سے تنگ ہوکر بیدی صاحب سنگہ کو خود ہی بلا لیا اور بعد ازان قلعہ نوبت بہی اسکے قبضہ مین آگیا اور مقام دگری مین اسنے ایک نیا قلعہ خود تعمیر کرایا +

بیدی صاحب سنگہ کا حملہ لودہیانہ پر

اسکے بعد شہر لودہیانہ کے ہندوون اور سکہون نے بیدی صاحب سنگہ کو بلایا اور بیدی نے آتے وقت شہر پر اپنا اثر جما لیا اور اسکے قلعہ کا جو حسن خان کی زیر حراست تہا محاصرہ کر لیا + اور اوس مقام پر جہان آجتک گرجا ہے وہ مورچہ بنا اور بغرض محاصرہ ایک کچا قلعہ تعمیر کرایا۔ باقاعدہ طور پر محاصرہ کرنیکی تیاری کی رائے الیاس ایسا حیران ہوا کہ کس سے مدد مانگون چنانچہ اسنے سدا سنگہ اور کپور سنگہ روسا پہلور کو قلعہ مین آنیکی ترغیب دی مگر انکی مدد کچہ عمدہ مدد نہ تہی +

رائے الیاس کا جارج طامس انگریز ہانسی والے سے مدد مانگنا۔

اسلئے آخرکار اسنے جارج طامس سے جو ایک اولوالعزم قسمت آزما انگریز تہا مدد چاہی جو بڑا طاقتور ہوگیا تہا اور ہانسی اور حصار کے چاروں طرف کے ملک پر حکمرانی کرتا تہا طامس جو جلد جلد اپنے علاقہ کو بڑہاتا جاتا تہا اس بات سے بہت خوش ہوا کہ ریاست ہا

[۵۱] کیفیت مرسلہ ریاست پٹیالہ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امداد رئیس مالیر کوٹلہ اور رائکوٹ وغیرہ کو دی گئی وہ اسطرح پر دیگئی تہی جیسے ذیلداروں کو دیجاتی ہے جنکو مدد دینی ہر ایک رئیس پر فرض ہوتی ہے مگر یہہ بات غلط ہے اگرچہ رائکوٹ اور رئیس مالیر کوٹلہ ریاست پٹیالہ سے بہت کم طاقت تہے مگر بالکل ایسے ہی خود مختار تہے جیسا پٹیالہ تہا اور اگر اوس زمانہ مین اون سے کوئی یہہ کہتا کہ تم پٹیالہ کے ذیلدار ہو تو وہ بیشک اس بات پر خندہ کرتے ۱۲ مصنف

اینڈ و ہر ستلج میں سے کسی ریاست کے کار وبار میں مداخلت کا موقع ہاتھ آیا اور فوراً ایک سپاہ جرار ہمراہ لیکر ہانسی سے روانہ ہوا ؛

بیدی صاحب سنگھ کا واپس چلے جانا

بیدی صاحب سنگھ نے طامس کے آنیکی خبر سنکر لودہانہ فوراً محاصرہ اوٹھا لیا اور بھاگ کر ستلج کے پار چلا گیا اور چونکہ طامس کو اب مداخلت کا کوئی حیلہ نہ رہا تھا اس سبب سے وہ بھی ہانسی کو واپس چلا گیا ؛

بی بی صاحبکنور کا ناہن جانا

علاقہ اینڈ و ہر ستلج میں بیدی صاحب سنگھ کے اس بکر آنے سے پہلے ریاست پٹیالہ کیطرف سے راجہ ناہن کی مدد کیواسطے فوج بھیجی گئی تھی کیونکہ راجہ ناہن کو پہلے کی طرح رعایا کے علانیہ باغی ہو جانے سے بہت بڑی مشکل درپیش تھی اس رانی صاحبکنور نے جو اس سپاہ کو لیکر ناہن گئی تھی تین مہینہ تک وہان مقیم رہکر اس چھوٹی سی ریاست میں پھر انتظام قایم کیا اور مفسدین کو مطیع فرمان بنایا ؛

ذکر عروج جارج طامس

جارج طامس[سله] جو رئیس اسکو گوشہ کی مدد کیواسطے آیا تھا کسیقدر مشہور ہوشیار اور دلاور انگریز تھا یہ شخص ۱۷۸۱ء میں ہندوستان میں آیا تھا کئی سال تک قسمت آزمائی کرتا ہوا چارون طرف اس ملک میں پھرتا رہا ؛

اول شخص زیب النسا بیگم کا ملازم ہوا

اور آخر کار اس نامور زیب النسا بیگم کی سرکار میں جو سمرو کی بیگم کے نام سے مشہور تھی ملازم ہو گیا ؛

سله چونکہ جارج طامس کا وقایع متضمن بہت سی جنگی شخص نامی مسٹر ولیم فرینکلین صاحب کی تصنیف ہو کر ۱۸۰۵ء میں بمقام کلکتہ چھپ چکا ہے جو آجکل بہت کمیاب ہے اس سبب سے اسکا حال یہان مفصل طور سے بیان کیا جائیگا جسقدر کہ ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۱ء تک ریاست پٹیالہ کے حالات سے متعلق ہے ۱۲ مصنف

یہان سے نوکری چھوڑکر مرہٹون کا ملازم ہوگیا

۱۷۹۲ع مین جارج طامس کا کسی بدچلنی کی علت مین رتبہ کم ہوگیا
پس اوسنے ناراض ہوکر شمرو کی بیگم کی نوکری چھوڑ دی اور آپا کہانڈے راو کا جو ایک
مرہٹہ سردار مادہوجی سیندیا کا رشتہ دار اور علاقہ جہجر دادری اور نارنول پر حکمران تہا نوکر
ہوگیا طامس نے مرہٹون کیواسطے ایک فوج جمع کرکے اوسکو انگریزی قواعد جسقدرکہ اوسکو آتی تہی
سکہائی اسکے صلہ مین اوسکو علاقہ جہجر بطور جاگیر عطا ہوا یہان اوسنے ایک قلعہ بنوایا جسکا نام
جارج گڈہ رکہا تہا لوگ اسکو جہاز گڈہ کہنے لگ گئے ؀

جارج طامس کا خودسر ہوجانا اور جیند پر حملہ آور ہونا

آپا کہانڈے راو کے انتقال کے بعد جب اوسکا بہتیجا باون راو اوسکا جانشین ہوا تب طامس
خودسر بنبیٹہا اور اوسنے ہانسی و حصار پر قبضہ کرکے قرب و جوار کی ریاستون پر حملے کرنے
شروع کئے اس شخص کے پاس آٹہہ پلٹنین پیادون کی اور ایک ہزار سوار اور تخمیناً
پچاس توپین تہین اور اوسنے ہانسی کے پرانے قلعہ کو مستحکم کرکے اوسکو اپنا دارالریاست بنایا اور ۱۷۹۷ع
مین اوسنے ایسی بڑی قوت پیدا کرلی کہ وساکے پاس یہ پیغام بہیجا کہ مرہٹون کے ساتہ اور شمالی ہند کو فتح کرنیکا
تہیہ کر کے شریک ہوجاوین مگر وہ اوسکی طرف بدظن ہوگئے کیونکہ اوسکی خودغرضی کا ارادہ پوشیدہ نہ تہا
اور اونکو یہ خیال ہوگیا کہ اسکو مدد دینی اپنی خودمختاری کو ہاتہ سے دینا ہے جب طامس سکہون کو
وہم مین نہ لاسکا تب اسنے انکو مطیع کرنے پر کمر باندہی چونکہ ۱۷۹۸ع مین بڑے بڑے سکہہ سردار شاہ زمان
درانی کابلی سے مقابلہ کرنیکے واسطے لاہور گئے ہوئے تہے اس موقع کو غنیمت سمجہکر طامس نے سکہون کے
قصبہ جیند کا جو ہانسی سے بہت قریب یعنی کوئی بیس میل شمال مشرق کیجانب واقع ہے محاصرہ کرلیا

جارج کے مقابلہ مین سکہہ روسا کا جمع ہونا

اس خوفناک خبر کو سنتے ہی روسا پہولکیان فوراً مراجعت کرکے آئے اور جیند کے

چھوڑانے کے واسطے اپنی افواج کو جمع کیا کیتھل کی سپاہ سردار سوائی سنگھ اور بھمن سنگھ اور دیوان
رامدیال کے زیر حکم تھی اور گوردت سنگھ رئیس لاڈوہ اور بھنگا سنگھ اور مہتاب سنگھ سردار تھانیسر
کو بھی روپیہ کا لالچ دیکر اس لڑائی میں شامل کر لیا گیا تھا کیونکہ یہہ سردار کیا ایسے گئے گذرے اور حقیر ہو گئے تھے
جو بغیر کسی فائدہ ذاتی کے محض عزت یا کسی دوست کے خاطر لڑتے الغرض ان فوجوں نے ملکر جیند کی طرف
کوچ کیا مگر کئی لڑائیوں میں جو رانی صاحبکور کے پہونچنے سے پہلے (جو پٹیالہ سے ایک جمعیت کثیر لیکر مدد کو
گئی تھی) ہوتی رہیں سکھہ لوگ اکثر مغلوب ہوتے رہے گو کہ بعض روایات کے رو سے اس موقع پر سکھوں
کی طرف چالیس ہزار آدمی کا جمع ہو جانا پایا جاتا ہے مگر یہہ سب فوجیں مل ملاکر غالباً پچیس ہزار آدمی
سے کم نہونگی تھوڑی سی اور لڑائی ہونے کے بعد طامس نے یہہ دیکھا کہ مخالف تعداد میں زیادہ ہیں
محاصرہ اوٹھا لیا اور لشکر قصبہ مہم کو چلا گیا جہان راجہ بہاگ سنگھ نے اسکا تعاقب کیا اور کئی دیہات
ضلع ہانسی کے لوٹ لئے ۔۔

طامس کا شبخون مارنا

مگر طامس کا بھاگنا در اصل دھوکہ تھا چنانچہ اسنے ایک وقت آدہی رات کو دو ہزار آدمیونکی جمعیت سے
مقام نارنوند میں جو جیند سے بارہ میل جنوب کی طرف واقع ہے سکھوں کے لشکر پر حملہ کیا اسوقت
سکھہ بالکل غافل تھے اور خیالی فتح و پیروزی کے بعد خوب نشہ میں تھے اور اسی دھن میں تھے چنانچہ طامس کے سواروں
نے لشکر میں گھس کر [illegible] ایسے [illegible] ہر طرف [illegible]
چلا گیا اور انکے بہت آدمی مارے گئے اور اسباب کا بھی بہت نقصان ہوا ۔۔

رؤسا و سرداران سکھہ کی باہمی پھوٹ

یہہ متفقہ فوج اس شکست کے بعد بالکل بے ہمت ہو گئی اور ان رؤسا کے باہم اسقدر
رشک تھا کہ جو شکست ہوتی تھی وہ دغابازی سے منسوب کیجاتی تھی اور اس موقع

ریاست پٹیالہ کیطرف سے کہا گیا کہ سردار جسونت سنگہہ والی نابہہ نے بی بی صاحبکنور کی اوس حقارت آمیز بات کا جو اونہونے ایک دفعہ کہی تہی کہ وہ پٹیالہ کے سپاہیونکو سامنے نابہہ کے سپاہی تیتر چار معلوم ہوتے ہین ،، انتقام لینیکی غرض سے طامس سے ملکر رات کیوقت چہاپہ مارنے کی صلاح دی تہی اور اس دغا بازی کا ثبوت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ ریاست جیند اور پٹیالہ کی افواج کو تو بڑا نقصان پہونچا مگر سپاہ نابہہ کا نہ کوئی آدمی ضایع ہوا اور نہ اسباب کا نقصان ہوا - یہہ بات بیان کرنی ناممکن ہے کہ یہہ دغا بازی کا قصہ کسقدر صحیح ہے مگر اغلب ہے کہ شکست کی ندامت مٹانے کیواسطے یہہ بات بہی اوسیطرح گہڑی گئی ہوگی جیسے فیروزشہر اور سوبراؤن کی شکست کے موقع پر راجہ تیج سنگہہ کو دغا بازی کا جہوٹا الزام لگایا گیا تہا - کرم سنگہہ نرملہ کی نسبت بہی یہہ الزام لگایا گیا کہ اسنے طامس سے ہزار روپیہ اسبات کے لئے تہے کہ پہلے مین بہاگ جاونگا - رشوت لی ہو یا نہ لی مگر اسمین شک نہین کہ یہہ بڑی خوشی کے ساتہہ بہاگا تہا ؁

سکہونکا طامس سے صلح کر لینا

اس شکست کے بعد رؤساء پہولکیان نے طامس سے صلح کرنی چاہی اور چونکہ اسکے دشمن بہت ہو گئے تہے اسسبب سے وہ بہی پہولکیون کے ساتہہ دوستی کر لینے کو نہایت خوش ہو گیا کیونکہ مرہٹون سے لڑائی ہونیکی حالت مین جسکا کبہی نہ کبہی ہونا لابد تہا انہین مدد ملنے کی توقع تہی ؁

راجہ صاحب سنگہہ کی اپنی بہن بی بی صاحبکنور سے نزاع

بیرونی خطرات ابہی بند ہوئی تہی کہ اندرونی نفاق پیدا ہو گیا اور تفصیل اسکی یہہ ہے کہ راجہ صاحب سنگہہ اپنے موونہہ لگے اہلکارون کے بہکانے سے رانی صاحبکنور کی لیاقت پر رشک کرتا تہا بس یہان ہوکر اپنی ہمشیرہ سے نہایت سرد مہری کے ساتہہ پیش آنے لگا ؁

اس نزاع کی ترقی کا ایک نیا سبب

علاوہ انکے ایک اور نیا باعث نا اتفاقی کا رانی آسکور بیوہ سردار گوردت سنگہہ جی کی

بیٹی تہی جسکے ساتہہ راجہ صاحب سنگہ کی ۱۷۹۲ء میں شادی ہوئی تہی اور جسکے بطن سے ۱۷۹۸ء میں کنور کرم سنگہ ولیعہد ریاست متولد ہوا تہا - یہہ رانی بڑی ہوشیار اور صاحب داعیہ تہی اسکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ جو رسوخ راجہ کے بی بی صاحبکنور کو حاصل ہے وہ انصافاً مجہکو حاصل ہونا چاہیئے ۔

رانی صاحبکنور پر الزام لگائے گئے

چنانچہ اسنے اہلکاران ریاست سے صاحبکنور کے برخلاف سازش کرکے بہت الزام اوسکے ذمہ تہوپے اور انمین سے اول الزام یہہ تہا کہ راجہ نابہہ نے جو ایک ہاتی بحالی انتظام ریاست اور دفع بغاوت کے عوض میں دیا تہا اوسکو صاحبکنور نے اپنے ہی پاس رکہہ لیا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ رانی صاحبکنور نے ریاست نابہہ کا انتظام خود بحال کیا تہا جبکہ اوسکا بہائی پٹیالہ میں اپنی تندرستی اور دولت رنڈیون اور بہڑوون میں لٹا رہا تہا اس سبب اس تحفہ پر اوسکا دعوی کرنا بجا تہا۔ علاوہ بریں ایک یہہ الزام بہی بی بی صاحبکنور کے ذمہ لگایا گیا تہا کہ اوسنے ۱۸۰۵ء میں اپنی جاگیر میں سنام کے قریب ایک قلعہ اپنے بہائی کی اجازت کے بغیر تعمیر کرالیا ہے اور سرنوع بہریانکا نام بدلکر اُجالا کہدیا ہے جو آجتک اسی نام سے مشہور ہے ۔

رانی صاحبکنور کا پٹیالہ سے چلا جانا

جب یہہ رانی مذکور نے دیکہا کہ صاحب سنگہ کے دل پر میری خدمات کی نسبت اوسکی حاشیہ نشینوں کی باتونکا اثر زیادہ ہوتا ہے تب وہ پٹیالہ سے ناراض ہوکر بہریان کو جہان اوسکا نیا قلعہ بنا ہوا تہا چلی گئی اس بات سے راجہ صاحب سنگہ کا شک اور بہی قوی ہوگیا اور اونہون صاحبکنور کو بہریان سے فتحگڈہ کو جہان اوسکی سسرال تہی چلے جانیکا حکم دیا ۔

راجہ صاحب سنگہ کی سب سے پہلی جنگی مہم

چونکہ صاحبکنور مدت سے خود حکمرانی کرنیکی عادی تہی وہ اس حکم کو کچہہ خیال مین نہین لائی اس بات پر راجہ صاحب سنگہ نے بذات خود قلعہ پر فوجکشی کی اور اوسکو سر کرنیکی تیاریان

کر رہا تہا کہ بہائی لال سنگہ وغیرہ چند رئیسون نے جو فریقین سے رابطہ اتحاد رکہتے تہے راجہ کو یہہ سمجہایا کہ بہن سے لڑنے مین آپکی کچہہ نیکنامی نہین ہے اور بی بی صاحبکنور کو بہی اپنے بہائی کا کہا ماننے اور سیر پٹیالہ چلے جانے پر راضی کردیا لیکن اثنا راہ مین بی بی صاحبکنور اپنے بہائی کے ارادون سے معقول وجوہات کے سبب بدگمان ہوکر پہر ہریان مین جا بیٹہی اب پہر از سر نو عہد وپیمان ہونے شروع ہوے چنانچہ آخرکار صاحبکنور حفاظت اور سلامتی کے اقرار پر پٹیالہ آنے پر دوبارہ راضی ہوگئی ٭

اب راجہ نے بہن سے کیا سلوک کیا

مگر جب راجہ صاحب سنگہ اسی لیکر دہوڈان عرف بہوانیگڈہ مین پہونچا تب بی بی صاحبکنور کو وہان کے قلعہ مین قید کردیا مگر تہوڑی ہی عرصہ مین وہ اپنی پوشاک کسی اپنی لونڈی سے بدلکر پہر اپنے قلعہ ہریان مین جا پہونچی ٭

رانی صاحبکنور کی وفات ۱۷۹۹ء

بعد ازان راجہ کی طرف سے اگرچہ اوسکو کچہہ اور تکلیف نہین دی گئی مگر وہ ۱۷۹۹ء مین مرگئی۔ اور غالب ہے کہ جو بے انصافی کا سلوک اسکے ساتہہ ہوا تہا اوسی نے اسکی عمر کو کم کردیا ٭

جارج طامس کا مکرر سکہون پر حملہ آور ہونا

جارج طامس نے جو صلح ریاست جیند کے ساتہہ کی تہی وہ مدت تک قایم نہین رہی اس شخص کے پاس فوج بہت تہی اور وہ اوسکی تنخواہ صرف قرب وجوار کی ریاستون پر بہی مہمات کرکے ادا کرسکتا تہا۔ چنانچہ ریاست جیند اور کیتہل کے دیہات اوسکے علاقہ سے نہایت قریب بہی اور غیر محفوظ بہی۔ اب ۱۷۹۹ء مین طامس نے پہر حملے کرنے شروع کئے اور رؤسا پہولکیان برخلاف بہائی لال سنگہ والی کیتہل اسکے مقابلہ آرائی کیلئے باہم متفق ہوئے ٭

طامس کا پٹیالہ کے علاقہ کو تاخت وتاراج کرنا

مقام ڈرنہہ مین طامس کی فوج کا بہڈور کی سپاہ سے مقابلہ ہوا اور اسمین طامس ہی ورہا پہر اوسنے یہان سے شمال کیطرف کوچ کرکے قصبہ بہوانیگڈہ کو جا لوٹا مگر قلعہ پر

حملہ نہین کیا اور یہان سے چلکر گہنور جا پہونچا جو انبالہ اور پٹیالہ کے بیچمین ایک مقام ہے یہان دیوان سنگہ
طامس سے مقابلہ کو آمادہ ہوا - مگر اوسنے لڑنا نہین چاہا اور الٹی پاؤن سنام کیطرف دیہات کو لوٹتا اور
ملک کو برباد کرتا ہوا چلا گیا - نارنگ وال کے قریب ریاست جیند کی سپاہ نے جسکے ساتہہ تارا سنگہ گیبہ
بہی تہا طامس کو آلیا یہان دو دو لوگ لڑائی تو نہین ہوئی مگر طرفین کے بہت سے آدمی ضایع ہوے - اب طامس از راہ
حیلہ بازی یہہ بات ظاہر کرنے کے واسطے کہ مین صلح کرنی چاہتا ہون تہوڑے عرصہ تک بالکل خاموش ہوگیا
اور سکہون کے لشکر مین تہراہ صلح کے پیغام سلام بہیجتا رہا اور بعد ازان یکایک سلسلہ پیغام و سلام کو
منقطع کرکے یہان سے غایب ہوگیا اور یہہ بہی خبر لگی کہ موضع راجوآند کو جا لوٹا - یہہ خبر سنکر سپاہ پٹیالہ
نے اوسکا تعاقب کیا اور اسکے پہونچنے سے پہلی طامس وہان سے بہی بہاگ گیا اور چونکہ علاقہ پٹیالہ کو تو وہ سب
لوٹ چکا تہا اب علاقہ کیتہل مین جا داخل ہوا ۰

طامس کے حملے علاقہ کیتہل پر

بہائی لال سنگہ نواب اپنے علاقہ کے بچانے مین سرگرم ہوا اور سپاہ پٹیالہ اکال گڈہ
(مونک) مین مقیم رہی تاکہ جسوقت مدد کی ضرورت ہو اوسوقت یہان سے فوراً پہونچ جائین اور راجہ
بہاگ سنگہ جیند کو واپس چلا گیا کسواسطے کہ اب اوسکی باری آنے والی تہی چنانچہ ایسا ہی ہوا اگرچہ
سکہون نے طامس کا پیچہا بہیجا کیا مگر وہ اونکے ہاتہہ نہ آیا اور علاقہ کیتہل کے بہت سے دیہات کو لوٹتا ہوا
جنوب کی سمت ہو لیا اور سفیدون پر جو جیند کے علاقہ مین ہے حملہ کیا یہان قلعہ کی تہوڑی سی سپاہ مین
مقابلہ کی طاقت نہ تہی اور اگرچہ راجہ بہاگ سنگہ مدد کیواسطے گیا مگر اوسکے پہونچنے سے پہلے ہی یہہ قلعہ
جو خراب خستہ نیم ویران پڑا تہا حملہ آور کے قبضہ مین آچکا تہا ۰

طامس کی شکست بمقام سفیدون

طامس کا قلعہ مین بیٹہا رہنا عبث تہا اس سبب سے وہ شہر پناہ کے نیچے راجہ بہاگ سنگہ

سے صف آرا ہوا مگر اسوقت اوسکی قسمت نے یاوری نہ کی راجہ جیند فتحیاب ہوگیا اور طامس کی طرف کے پانسو آدمی کہیت رہے اور وہ خود بکمال اضطراب بہاگ کر موضع کاوداعلاقہ کیتہل مین چلا گیا یہ اب مختلف مقامات پر لڑتے لڑتے طرفین خصوصاً سکہہ تو نہایت ہی تہک گئے تہے - انکے قصبات اور دیہات لٹ کہسُ گئے کہیتیان تباہ ہوگئی تہین اور چونکہ غنیم ایک جگہہ قیام نہین کرتا تہا اسسبب سے انکے ہاتہہ نہین آتا تہا علاوہ اسکے طامس کی سپاہ قواعددان تہی اور دو چند سہ چند سپاہ کے ساتہہ ہوئی اوسپر حملہ کرنا دانشمندی سے بعید معلوم ہوتا تہا اسلئے سکہون نے ناچار ہوکر یہہ ارادہ کیا کہ جسطرح ہوسکے طامس سے صُلح کر لینی چاہئے اور جب وہ ایکدفعہ یہان سے چلا جائیگا تب ہم اوس فرانسیسی جنرل سے جو مرہٹون کی شمالی فوج پر بڑی شان وشوکت اور کامیابی کے ساتہہ سپہ سالاری کررہا ہے اور جسکی قواعددان سپاہ طامس سے برابری یا برتری کے ساتہہ مقابلہ کرسکیگی مستدعی امداد کے ہونگے ۰:۰

طامس کا سکہون سے صلح کرنا واقعہ سنہ ۱۸۰۱ع

علیٰ ہذالقیاس طامس بہی اب آرام ہی کرلینا چاہتا تہا اور چونکہ غنیمت کا بہت سا مال اوسکے ہاتہہ آچکا تہا اسسبب سے اس آرزو کا پورا ہونا بہی کچہہ مشکل نہ تہا - غرضکہ جارج طامس سکہہ رؤسا کے علاقون کو چہوڑ کر اوائل سنہ ۱۸۰۱ مین مراجعت کرکے اپنے ہانسی کے قلعہ کو چلا گیا ۰:۰

ذکر جنرل پیرون سپہ سالار فوج مرہٹہ متعلقہ ہندوستان شمالی

اب رؤسا اینپرو ستلج یعنی والی پٹیالہ - جیند - نابہہ - اور کیتہل نے باتفاق ہمدگر اپنے چند معتمدون کو جنرل پیرون صاحب کے پاس بمقام دہلی استمداد کیواسطے بہیجا جنرل مذکور کونٹ ڈی بواین کا جانشین تہا جس نے سنہ ۱۷۹۵ء مین سیندہیا کی

ملازمت اختیار کر لی تہی چونکہ یہہ افسر بڑا مستعد اور آئین جنگ سے خوب واقف تہا اس سبب سے سپاہ مرہٹہ اسکی تعلیم کی بدولت ایسی جرار و کرار ہو گئی تہی کہ ہندوستان کے کسی راجہ کی سپاہ اس سے لگا نہین کہاتی تہی جب یہہ شخص ۱۷۹۶ء مین ہندوستان سے چلا گیا تب جنرل پیرون اسکی جگہہ مقرر ہوا - یہہ بہی بڑا لایق شخص تہا اسنے شمال کیجانب دریاے جمن کے پار تک مرہٹہ کی عملداری قایم کر دی تہی اور ایک نہایت قوی اور از بس آراستہ سپاہ مرہٹہ پر سپہ سالاری کرتا تہا +

جنرل پیرونکا ان رؤسا کی امداد کو منظور کرنا اور لوئیس کو جارج طامس کے مقابلہ کے لئے بہیجنا

اس وجہہ سے راجہ بہاگ سنگہ والی جیند بہای لال سنگہ والی کیتہل اور مہاراج پٹیالہ کے دو معتمد سردار چین سنگہ اور ہمیر سنگہ جنرل موصوف کے پاس امداد کی خاطر گئے اسنے انکی درخواست کو بخوشی منظور کر لیا کسواسطے کہ جارج طامس کی طرف سے اسکو بہی شک اور خوف پیدا ہو گیا تہا اور وہ اس قسمت آزما اولوالعزم کو یہہ سمجہتا تہا کہ یہہ ایک رقیب ہے اور اگر اسکی طاقت جلد نہین روکی جاویگی تو میری طاقت کو نقصان پہونچیگا - جنرل پیرون ان سفیرون سے بڑی خاطرداری کے ساتہہ پیش آیا اور اپنے ایک نایب موسیس لوئیس بورکوئین کے ماتحت ایک سپاہ بشمول فوج سکہان جارج طامس سے مقابلہ کرنیکے واسطے بہیجدی - ریاست پٹیالہ کی فوج اس مہم مین اس سپاہ کی شریک نہین ہوئی تہی مگر جیند اور کیتہل کی فوج نے مرہٹون کی سپاہ کے ساتہہ ماتحت لوئیس بورکوئین کے جہاز گڈہ کو اور وہان سے بیری کو کوچ کیا +

جارج طامس کا شکست کہانا اور مجبور ہو کر ہانسی کو خالی کرنا -

اور وہان طامس سے انکی ایک لڑائی ہوئی جسمین طامس عمدہ لڑائی کرکے [illegible] کی طرف کے اسقدر آدمی مار گئے کہ ناچار جنرل پیرون کے پاس مدد مانگی

اوسوقت تک کچھ پتہ پتہ نہین ملا سکتا تہا - مگر گمان کے پہونچتے ہی بور کوئین نے طامس پر پہر حملہ کیا -
اور وہ شکست کہا کر ہانسی کیطرف بہاگا جہان اوسکو بور کوئین نے جاکر گہیر لیا اور اوسنے بہی خوب
جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر آخر کار مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی اور اپنے تمام علاقہ مقبوضہ کو چہوڑ کر علاقہ انگریزی
مین چلا گیا - اور ریاست ہاے اندرون ستلج کا ہمیشہ کو روگ جاتا رہا [۵۱] +

سلطنت انگلشیہ کا عروج اقبال

اب ایک اور قوم کا عروج شروع ہوا جسکے اوج اقبال کے سامنے مغل مرہٹے اور سکہہ سب
پست ہوگئے چنانچہ ہر سال خط سرخ جو نقشہ جات ہند مین مقبوضات سلطنت انگریزی کی علامت ہے
شمال کی جانب بڑہتا گیا اور بنگال - بنارس - اودہ - الہ آباد - کانپور - فرخ آباد - یہ سب مقام
رفتہ رفتہ قبضہ مین آگئے اور آخر کار گیارہوین ستمبر ۱۸۰۳ع کو جنرل لیک نے فوج مرہٹہ کو جو فرانسیسی افسرون
کے ماتحت تہی شہر دہلی کی فصیل کے سامنے شکست دی +

فتح دہلی ۱۸۰۳ع

اور اوسکی چوتہے روز یہ شہر جو تمام ہندوستان کا دارالسلطنت تہا فتح ہوگیا - یکم نومبر کو
لسواری مین لڑائی ہوئی اور نقصان عظیم کے ساتہہ مرہٹون کو پہر شکست ہوئی سیندیہ نے عہدنامہ

---

۵۱ اسکے کوئی ایک سال بعد راجہ صاحب سنگہ کا انتقال ہوگیا اس شخص کے حالات سے بخوبی ثابت ہوتا کہ اوسکی کارروائیان
ایسی رہی کی تہین جیسی کہ ایک عقلمند اور ثابت قدم شخص کی ہوتی ہین کم علم اور کم حوصلہ اقوام کے مقابلہ مین ہوسکتی ہین بلکہ یہہ
ثابت ہوتا ہے کہ پچہلی صدی کے اخیر مین ملک ہندوستان کس کس درجہ کی طوائف الملوکی اور کیسی بدنظمیون مین مبتلا تہا - طامس
بعض باتون مین کچہہ لیاقت تہا اگرچہ اوسکی لیاقتین کسیطرح تعریف کیساتہہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہین - مگر معلوم ہوتا ہے کہ جو اتفاق
اسکو عروج حاصل ہوا تہا اوسوقت سلطنت دہلی کی حالت تباہ تہی اور مرہٹون کا یہہ حال تہا کہ کبھی تو ایسے زبردست معلوم ہوتے تہے کہ گویا تمام
ملک مین انہین کا راج ہوجائیگا اور کبھی ایسے پست ہوجاتے تہے کہ ادنی ادنی لوگ یاغی ہوکر ان سے چہیننے لگتے تہے اور اس زمانہ مین ہندوستان
ایسی طوائف الملوکی اور بدنظمیون کی حالت مین تہا کہ شاید تاریخ ہند مین اس سے بدتر کوئی زمانہ نہوا ہوگا ایسے ایام مین ہر کوئی
شخص باہمت اور قسمت آزما جسکے مزاج مین پیش بینی اور جنگ کی عادت ہوا اور خواہ وہ کیسا ہی عام طور کی معمولی لیاقت کا
آدمی کیون نہوتا اوسوقت اپنے لئے ایک سلطنت قایم کرسکتا تہا فقط ۱۲ مصنف

مگر افواج انگریزی کے پہونچتے ہی وہان سے بھی بھاگ گئے - اب افواج انگریزی اگرچہ انکا تعاقب کرتی رہی مگر یہہ ایسی تیزی سے بھاگتے تھے کہ ہاتھہ ہی نہین آتے تھے مگر جب انکو اسطرح بھاگتے بھاگتے دو مہینے گذر گئے تب ناچار جہنا سے عبور کر کے اپنے علاقہ مین واپس چلے گئے ۰

ماہ مارچ ۱۸۰۵ء مین سرکار انگلشیہ کی طرف ایک اشتہار امان بخشی کا اجرا

ماہ مارچ ۱۸۰۵ء مین صاحب کمانڈر انچیف بہادر افواج انگلشیہ نے یہہ اشتہار دیا کہ جو سکھہ رؤسا صلح قبول کرینگے اور انگریزون کے ساتھہ جنگ کرنے سے باز آئینگے انکا قصور معاف کیا جائیگا چنانچہ اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد رائے سنگھہ والی جگادہری نے صلح قبول کی اسکا بھائی شیر سنگھہ سال گذشتہ کی لڑائی مین سپاہ انگریزی کے ہاتھہ سے زخمی ہوکر مارا گیا تھا - علاوہ رئیس جگادہری کے دیگر رؤسا سکھہ سے بھی جو مخالفت اور لڑائی پر آمادہ تھے صلح ہوگئی - مگر حالانکہ سردار گوردت سنگھہ لاڈوہ والا سرداران جگادہری والکی نسبت مخالفت مین کم سرگرم تھا حکام انگریزی نے اس سے صلح کرنی منظور نہین کی اور ماہ اپریل مین اسکے قلعہ کرنال مین تھانہ بٹھا دیا - اس قلعہ کو چند سال پہلے رئیس لاڈوہ نے راجہ بھاگ سنگھہ سے چھین لیا تھا[1] ۰

[1] سردار صاحب سنگھہ اور گوردت سنگھہ رئیس لاڈوہ ... [illegible] ... کے جواہرات ... [illegible] ... اور ساسنی کو ... [illegible] ... مسند ... کی سپاہ ... شامل ہوگئے ... جب ۱۷۸۳ء مین ... حاکم سرہند کو شکست ہوئی تب انہون نے ... مین شامل ... اور لاڈوہ پر قبضہ کر لیا تھا ... لاڈوہ گوردت سنگھہ کے حصہ مین آیا تھا مگر کرنال ... قریب ... کے ساتھہ لڑائی ہوئی ... صاحب سنگھہ مارا گیا اور گوردت سنگھہ ... علاقہ کا مالک ... [illegible] ... گوردت سنگھہ کو ... راجہ رنجیت سنگھہ نے علاقہ ... عنایت کیا تھا - اسکے بعد اسکا بیٹا اجیت سنگھہ ... [illegible] ... کا لقب حاصل کیا بعدہ ۱۸۴۵ء مین گورنمنٹ انگریزی کی بغاوت کی ... [illegible] ... کشمیر مین جاکر مر گیا - اسکی اولاد ... [illegible] ... مین موجود ہے فقط مصنف ۱۲

جسونت راو ہلکر کا پنجاب میں پناہ لینا -

ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۰۴ع میں جسونت راو ہلکر نے جو کرنیل مانسن صاحب کی سپاہ پر فتح عظیم حاصل کر چکا تھا بیس ہزار آدمی کی فوج کے ساتھ جا کر دہلی کو گھیر لیا - نو روز تک خوب لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار جنرل اختر لونی صاحب اور کرنیل برن صاحب نے اوسکو پسپا کیا اور اسکے دو مہینے بعد فتح گڈھ (یعنی فرخ آباد) اور دیگ میں جنرل لیک اور جنرل فریزر صاحب نے مرہٹوں کو نقصان عظیم کے ساتھ ایسی فاش شکست دی کہ بالکل تتر بتر کر ڈالا یہان تک کہ اونکو سرخیل یعنی ہلکر کو بلا سپاہ و لشکر تنہا بھاگنا پڑا - ہر چند کہ بعد ازین ہلکر نے اسباب میں بہت سعی کی کہ دریای چنبل کے جنوب کی طرف کے ملک میں ایک نئی فوج فراہم ہو جاے مگر نہ ہو سکی - اسی سبب شمال کی جانب سکھہ سرداروں سے امداد لینے کو دہلی چلا گیا - اگرچہ انکی امداد سیندہیا کی مدد جیسی کامل نہیں ہو سکتی تھی مگر چونکہ سیندہیا اسسے پہلے ہی فقط بسبب مجبوری کے ظاہرداری ہی برتتا تھا اور ویسے منتظر تھا اسی سبب سکھوں کی مدد کو وہ ویسی کامل نہ تھی مگر بے کھٹکے سمجھتا تھا چنانچہ ہلکر کئی مہینے تک پٹیالہ رہا چونکہ اسوقت راجہ صاحب سنگھ اور رانی آس کنور کی باہم سخت نا اتفاقی ہو رہی تھی اسی سبب اگرچہ اس مرہٹہ سردار نے ان دونوں سے بہت ساز و اتحاد پیدا کیا مگر راجہ صاحب سنگھ اوسکو سپاہ مدد دینے پر راضی نہوا اور جب جنرل لارڈ لیک ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۰۵ع میں اس مرہٹہ سردار سے جنگ کرنے کا عزم بالجزم کر کے پنجاب میں آئے تب مجبور ہو کر امرتسر کو بھاگ گیا اور یہاں پر گیارہویں جون سنہ ۱۸۰۶ع کو گورنمنٹ انگریزی اور ہلکر کے مابین ایک عہدنامہ منعقد ہوا جسکے رو سے ہلکر نے اپنی اون مقبوضہ مقامات کو جو شمالی ہند میں واقع تھے چھوڑ دیا - اور دوسرے سردار کا رنجیت سنگھ والی لاہور نے مرہٹہ کو کسی طرح کی امداد نہ دینے کا اقرار کیا ٭

پٹیالہ مین راجہ اور رانی کے مناقشات

اس حال کو چھوڑ کر اب ہم پھر پٹیالہ کا حال بیان کرتے ہین یہان راجہ صاحب سنگھ اور رانی آس کور کی باہم پہلے سے بھی زیادہ بے مہری کی نا اتفاقی بڑہ گئی تھی اور انکے تنازعات آپس کے سبب تمام قرب وجوار کی ریاستون مین بھی خراب نتائج ظہور مین آرہے تھے - رانی آس کور نے بھائی لال سنگھ والی کیتھل اور سردار بھاگ سنگھ رئیس تھانیسر کی مدد سے جسونت سنگھ والی نابہہ اور بھاگ سنگھ والی جیند پر فوجکشی کر رکھی تھی چنانچہ کچھہ عرصہ تک یہہ لڑائی جاری رہی اور طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے - مگر پلہ مساوی رہا ٭

رنجیت سنگھ والی لاہور سے اس معاملہ مین توسط کی خواستگاری

آخر کار راجہ بھاگ سنگھ نے اس لڑائی کا خاتمہ ایسے طور پر کرنا چاہا جو اسکے اور اسکے رفیق راجہ نابہہ دونون کے حق مین مفید ہو - چنانچہ اس نے اپنے بھانجے رنجیت سنگھ لاہور والے سے مدد مانگی - جسونت سنگھ رئیس نابہہ بھی اس درخواست کرنے مین شریک تہا کیونکہ اسکو پٹیالہ نے ابھی بمقام موضع دودا شکست دی تھی اور اسکے دل مین انتقام لینے کا غبار بھرا ہوا تہا ٭

رنجیت سنگھ کی آمد

رنجیت سنگھ تو یہہ چاہتا ہی تہا کہ ان ریاستون مین مداخلت کرنیکا کوئی موقع ہاتہہ آئے - لہذا اوسنے چہبیسوین [۲۶] جولائی ۱۸۰۶ء کو تیس [۳۰] ہزار سوار ہمراہ لیکر دریا ستلج سے عبور کیا (اس روایت مین مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور غالباً اصل مین اس کا نصف سپاہ ہوگی) سردار فتح سنگھ آہلووالیہ اور گوردت سنگھ لاڈوہ والہ اور اوسکے چچا بھوپ سنگھ سردار رنجیت سنگھ کے ساتہہ تھے چنانچہ اٹھائیسوین [۲۸] جولائی کو والی لاہور نے موضع دولدی پر قبضہ کر لیا - یہہ مقام پٹیالہ سے بائیس میل شمال کی طرف راجہ پٹیالہ کے علاقہ مین واقع ہے اور مدت سے اس

مقام کی بابت ریاست پٹیالہ اور نابہہ مین تنازع ہو رہا تہا - دولدہی پر قابض ہونے کے دوسرے روز رنجیت سنگہ نابہہ مین داخل ہوا ✣

حکام انگریزی کا رنجیت سنگہ کے اغراض کی نسبت مشتبہ کرنا -

معلوم ہوتا ہی کہ ریاست نابہہ اور پٹیالہ کے اس تنازع باہمی کے فیصل کر دینے کے باب مین حکام انگریزی سے کچہہ درخواست نہین کی گئی تہی - اور اگرچہ انگریزی حکام بدل یہہ چاہتے تہے کہ رنجیت سنگہ کی ظاہرداری پر اعتبار رکہین مگر اوسکے اسقدر قریب پہونچنے سے اب اونکو ایک تشویش اور بے اعتباری پیدا ہو گئی اور اگرچہ بہنگ راجہ بہاگ سنگہ نے صاحب ریذیڈنٹ دہلی کے اطمینان خاطر کے لئے یہہ لکہہ بہیجا تہا کہ میرے بہانجے رنجیت سنگہ کا یہان آنا صرف اس غرض سے ہوا ہے کہ خاص ریاست پٹیالہ مین اور اوسکے قرب وجوار بعض پرگنوں مین جو تنازعات ہو رہے ہین وہ رفع دفع ہو جاوین تاہم سپاہ انگریزی موجودہ کرنال کی تقویت کیواسطے اور فوج وہان بہیجنی قرین مصلحت سمجہی گئی - تاکہ مبادا رنجیت سنگہ اوس ضلع مین زبردستی سے نہ چلا آوے مگر رنجیت سنگہ انگریزونکو چہیڑنا نہین چاہتا تہا کیونکہ اوسکو فتوحات کیواسطے ایک وسیع ملک پڑا ہوا تہا جسمین انگریزون کو کچہہ سروکار نہ تہا اسلئے رنجیت سنگہ نے انبالہ اور تہانیسر سے آگے قدم نہین بڑہایا اور واپس شمال کی جانب چلا گیا اوسنے راجہ پٹیالہ اور رانی کی باہم کچہہ زیادہ تصفیہ نہین کرایا مگر ہان باتون ہی باتون مین دونون سے بہت کچہہ روپیہ لیلیا - اور اپنے ماموں بہاگ سنگہ کے ساتہہ یہہ سلوک کر گیا کہ اوسکو مقام لدہیانہ مع دیہات قرب وجوار دیکر اوسکی ریاست اور مرتبہ کو بڑی تقویت دیگیا - رنجیت سنگہ نے لدہیانہ کو رامکوٹ کے مسلمان راجپوتون سے چہین لیا تہا اور یہہ مقام دو سو برس سے ان راجپوتون کے قبضہ مین تہا ✣

رنجیت سنگھ کی فتوحات واقعہ سنہ ۱۸۰۶ع

اس بد قسمت خاندان کو رنجیت سنگھ نے بالکل برباد کر ڈالا اور اسکی بربادی
سے اپنے رفقا کو انعام دئی۔ اسوقت اس خاندان مین راے الیاس خان مرحوم کی زوجہ رانی
نور النسا اور رانی لچھمی یہہ دو عورتین بڑی تہین۔ رنجیت سنگھ یہہ جانتا ہی نہ تہا کہ فیاضی کسکو
کہتے ہین اس سبب اسنے یہہ دیکہکر کہ اگر کسی اور مرد سردار اس نواح مین اس قسم کے بگاڑ کرونگا
تو مقابلہ سے دق کریگا ان بیچاری بیواؤن کو جنکے گہر مین اسوقت کوئی مرد سردار رہا ہی نہ تہا تباہ
کر دیا چنانچہ لدہیانہ۔ جہنڈالہ۔ کوٹ اور جگراؤن۔ اور بسیان تو بشمول چون دیہات کے جنکی سالانہ
آمدنی تینتیس ہزار دو سو ساٹھہ روپیہ کی تہی راجہ بہاگ سنگھ کو دیدی اور سردار گوردت سنگھ
رئیس لاڈوہ کو بدوال سے کسی قدر علاقہ جگراؤن کے یعنی کل بتیس دیہات جمعی تیئیس ہزار
پانسو چالیس روپیہ کے اور راجہ جسونت سنگھ والی نابہہ کو کچہہ حصہ پرگنات کوٹ بسیان تلونڈی اور جگراؤن
کا یعنی کل اکتیس ۳۱ دیہات جمعی چہہ ہزار چہہ سو نوہ روپیہ اور سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کو کچہہ حصہ
داکہہ۔ کوٹ بسیان۔ جگراؤن۔ اور تلونڈی کا یعنی کل ایک سو چہہ ۱۰۶ دیہات جمعی چالیس ہزار
پانسو پانچ روپیہ اور بہاگ سنگھ جیند کو کچہہ حصہ گہنگل۔ کوٹ۔ جگراؤن۔ اور تلونڈی کا یعنی کل اٹہہتر دیہات
جمعی تینتیس ہزار نو سو چالیس روپیہ اور سردار لہنا سنگھ کو دس دیہات پرگنہ کوٹ اور
جگراؤن کے جمعی پانچ ہزار سات سو چودہ روپیہ اور سردار بہنگا سنگھ کو ایک گانو پرگنہ تلونڈی مین
جمعی پانچ سو روپیہ کا بطور انعام عطا کیا۔ اور اسی فتح پر جو رنجیت سنگھ نے کوہی اور علاقہ فتح کیا وہ
گہونگرانہ کا علاقہ تہا جو گوجر سنگھ ایک جات اور کابل خان سے چہین کر گوردت سنگھ لاڈوہ والہ
اور جسونت سنگھ نابہہ والہ کو بانٹ دیا یعنی گوردت سنگھ کو پانچ دیہات جمعی تینتیس ہزار [illegible]

اور جسونت سنگہ کو سات دیہات جنکی تین ہزار تین سو پچاس روپیہ [illegible] دیے گئے ۔

راجہ صاحب سنگہ اور
رانی آسکنور کا باہمی نزاع

رنجیت سنگہ کی جانیکی ہی دیر تہی کہ صاحب سنگہ اور رانی آسکنور کے باہم بیہودہ مناقشات شروع ہوگئے اسوقت ریاست پٹیالہ کے انتظام مین بہت بدنظمی اور ابتری ہو رہی تہی اہلکارون کے دو فریق ہوگئے تہے اور ہر شخص اپنا اپنا فائدہ دیکہتا تہا اور ہر ہوجاتا تہا جسکا نتیجہ دائمی جنگ اور خونریزی تہا اور مسافرون کو علاقہ پٹیالہ مین داخل ہوکر صحیح و سلامت گذرنا بالکل ہی دشوار تہا چنانچہ لفٹنٹ وائیٹ صاحب جو سرہند کی پیمایش کیواسطے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوئے تہے اور جب مقام گہڑام پر پہونچے اسوقت رانی آسکنور کے سپاہیون نے قلعہ مین سے گولی چلائی اگرچہ صاحب موصوف کو بموجب پروانہ دستخطی مہری راجہ صاحب سنگہ کے پیمایش کیواسطے اجازت کامل حاصل تہی مگر انکو وہان سے ہٹ آنا اور کچہ عرصہ تک پیمایش کا چہوڑنا ہی پڑا ۔

رنجیت سنگہ کو
مدد پٹیالہ آنے
کا پیغام پہونچایا گیا
واقع ۱۸۰۶ع

سرداران ریاست پٹیالہ اور نوسا جنمین باہم مخالفت تہی رنجیت سنگہ کے آنیسے بہت فائدہ ہوا تہا اوسکو بہائی مدد کیواسطے بلایا اور اوسنے بہی نہایت خوشی سے انکی درخواست کو منظور کیا ۔ اور سوارون کی ایک فوج عظیم باتحت اپنا و نیز دیوان محکم چند اور سردار فتح سنگہ اہلووالیہ اور کرم سنگہ کی فراہم کی ۔ اور ماہ ستمبر ۱۸۰۶ع اوسنے پٹیالہ باہر ڈیرہ کیا ۔ اسوقت [illegible] دونون فریق مین ایک کا طرفدار ہوجاوے چونکہ رنجیت سنگہ کو صرف اپنی غرض ہی تہی اور رانی راجہ کی نسبت زیادہ رشوت دیسکی بلکہ علاوہ نقد اور جواہرات کے ایک برنجی توپ بہی دی تہی جسکا نام کڑیخان تہا (جسکو مہتاب سنگہ کے وقت انگریزون نے سکہون سے چہین لیا تہا)

چار سو روپیہ کے اور آٹھ بارہ دیہات منجملہ علاقہ دہرم کوٹ کے دئے گئے - یہہ علاقہ یعنی دہرم کوٹ پہلے سردار تارا سنگہ گیبہ کے (جسکا ابہی انتقال ہوا تہا) قبضہ مین تہا اس علاقہ کا باقی حصہ باستثناے چند دیہات کے جو بہا سنگہ کو بطور جاگیر عطا ہوا اسکے حصہ مین باسٹہہ ۶۲ گانو جمعی بائیس ہزار چہ سو چونتیس روپیہ کے آئے اور علاقہ گہونگرانہ کے باقی چہتیس ۳۶ دیہات جمعی تیئیس ہزار چار سو پندرہ روپیہ کے سردار کرم سنگہ نگلہ والہ کو دئے گئے ۵۱ +

اسی مہم کے موقع پر علاقہ ووہنی کو جو ضلع فیروزپور مین واقع ہے دیوان محکم چند نے فتح کیا تہا مگر ایک سال بہی اس بات کو گذرنے نہ پایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے علاقہ مذکور کو اپنی خوشدامن مائی سدا کنور کو جسکا خاندان موضع راکہ کے علاقہ ووہنی مین رہتا تہا دیدیا ۵۲ +

---

۵۱ قلعہ گہونگرانہ مع دیہات مذکورہ سردار تارا سنگہ گیبہ کے قبضہ مین تہا اسکی وفات کے تہوڑے ہی عرصہ بعد راجگان پٹیالہ - نابہہ - جیند اور بہائی لال سنگہ رئیس کیتہل اور گوردت سنگہ رئیس لاڈوہ کی متفقہ فوج نے اس قلعہ کو جاکر گہیر لیا تہا سردار تارا سنگہ کا بیٹا گوجر سنگہ تہوڑے ہی عرصہ تک کامیابی کے ساتہہ مقابلہ کرتا رہا آخر کار رنجیت سنگہ نے رؤسا مذکورہ بالا کے پاس یہہ پیغام بہیجا کہ تم یہان سے محاصرہ اوٹہا لو چنانچہ اونہون نے جبراً و قہراً اس حکم کی تعمیل کی کیا یہہ بات ممکن نہی کہ رنجیت سنگہ اپنی تمام عمر مین کبہی کسی کمزور کو زبردست ہونے پاتا اور ایسا کام کرتا کہ جسکو لوگ نیک نیتی کا کام کہین چنانچہ جس غرض سے اوسنے یہہ محاصرہ اوٹہوا دیا اوسکا سبب بہت جلد معلوم ہوگیا یعنی رنجیت سنگہ نے گہونگرانہ کے قلعہ اور علاقہ کے خود لینے کے واسطے اپنی فوج بہیجدی اور بیچارہ بدنصیب گوجر سنگہ تاب مقابلہ نلاکر پٹیالہ کو بہاگ گیا فقط مصنف ۱۲

۵۲ دیوان محکم چند نے مارچ ۱۸۰۸ء مین [illegible] دیہات ضلع ووہنی [illegible] مہاراجہ رنجیت سنگہ ریاست مالیر کوٹلہ مین مقیم تہے اوس موقع پر اونہون نے تمام ضلع بغیر کسی شرط کے سدا کنور کو دیدیا جسنے پندرہ ہزار روپیہ اسکے عوض مین ادا کیا - اور قلعہ ... اور ... دیہات جنکو محکم چند نے ضبط کیا تہا سدا کنور کا قبضہ کرا دیا گیا - مگر ووہنی اور ہمت پور ۱۸۱۱ء تک سردارانی ... کے قبضہ مین رہے آخر ۱۸۱۱ء اس سال مین مائی سدا کنور نے خود دریاے ستلج سے عبور کرکے دونون قلعون کو زبردستی شمشیر میان لوڈن کے بیٹے امر سنگہ سے جسکے باپ تہوڑا ہی عرصہ پہلے انتقال ہو چکا تہا چہین لیا لیکن ان مقامات پر اوسکا حق اس فتح سے نہین بلکہ رنجیت سنگہ کے عطیہ سے پیدا ہوا تہا اسواسطے کہ اس عطیہ کی جو تاریخ ہے میان لوڈن کو سدا کنور کا

رؤسا اپنیر و سے ستلج کی طرف سے گورنمنٹ انگلشیہ مین خواہش حفاظت کا پیش ہونا مگر کوئی وعدہ نہ دیا جانا۔

اب رؤسا اپنیرو سے ستلج کی سمجھہ مین یہہ بات آنے لگی کہ جب تک ہم مین اتفاق باہمی نہو گا یا صاحبان انگریز کو اپنا محافظ نہ بنائینگے اوسوقت تک راجہ لاہور کے ہاتہہ سے محفوظ نہ رہینگے جسکی طاقت ہماری ہی نااتفاقی سے اسقدر بڑہ گئی ہے اور وہ ایک ایک کرکے سبکو تباہ کر ڈالیگا بنابران ماہ مارچ ۱۸۰۹ء مین راجہ بہاگ سنگہ والی جیند اور بہائی لال سنگہ والی کیتہل اور سردار چین سنگہ معتمد ریاست پٹیالہ مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ دہلی سے جاکر ملے تاکہ یہہ بات دریافت کرین کہ آیا گورنمنٹ انگریزی اونکی کس قسم کی اور کہانتک حفاظت کرسکتی ہے + سرکار انگریزی ان رؤسا کی محافظ تو بنا چاہتی تہی مگر ابہی یہہ بات نہین قرار پائی تہی کہ اس ارادہ حفاظت کو کس طریق پر عمل مین لایا جاے اسلئے سرداران مذکورۃ الصدر بعد ملاقات صاحب رزیڈنٹ دہلی سے ہردوار کو چلے گئے کیونکہ اسوقت رنجیت سنگہ نے ہردوار آنے کا ارادہ ظاہر کیا تہا اور انکا یہہ منشا تہا کہ اوس سے وہان ملکر کچہہ صلح صفائی کرلین مگر رنجیت سنگہ نے بسبب کہ منجانب سرکار انگریزی اوسکی ملاقات اور خاطر تواضع کیجاے کچہہ انتظام نہ پایا یا ان ہی کی زمین مین وقت پر اپنا ارادہ بدل دیا اور لاہور مین ہی ٹہر رہا۔ اسکی وجہ ایک یہہ بہی تہی کہ رنجیت سنگہ نے سن لیا تہا کہ راجہ پٹیالہ حکام انگریزی سے سازش کر رہا ہے۔ اسی سبب سے وہ رئیس پٹیالہ سے ناراض ہی انگریزی (یعنی ہردوار) کی نسبت سکہون کی ہی

۱۴۔ زمینداران تصور کیا جاتا تہا۔ اور اس سبب سے سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب نے ایک ڈگری (یعنی فیصلہ نامہ و حکم اخیر) صادر شدہ اکیسوین نومبر ۱۸۱۱ء مین سدا کنور کو میان اوڈن پر فوجکشی کرنے کا اختیار کامل دیا تہا اور اختر لونی صاحب نے ازروے اپنی رو بکار مورخہ سولہوین جولائی ۱۸۱۶ء کے اسی وجہہ سے سدا کنور کو یہہ اجازت دی تہی کہ وہ اوسکو اپنے کل دیہات شمالی ہیڈ کی مجاز ہے اور کچہہ عرصہ ہوا کہ علاقہ ناگیرد و ہنی کی بابت ایک پولیٹکل وکالت کی پیشی ہوا تہا۔ اور اس مقدمہ کی اثناے تحقیقات مین یہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ اس علاقہ کو ابتدا مین سدا کنور نے ہی فتح کیا تہا اور نیز یہہ کہ علاقہ مذکورہ درانثا ہی اوسکو حاصل ہوا تہا اگر یہہ دعوی ثابت ہو تو کچہہ غلط نہین فقط۔ مصنف

اور اور لوگون کے نزدیک بھی جو اس قرارداد کے وقت موجود تھے یہہ صرف ایک ایسی بات تھی جو چند روزہ مصلحت کے واسطے ہووے ٭

رنجیت سنگھ کی واپسی پنجاب کو واقع دسمبر ۱۸۰۸ع

اس سال کے بعد رنجیت سنگھ نے جانب شمال برفاقت راجہ بہاگ سنگھ والی جیند کوچ کیا اور قریب دس ہزار سپاہ کے انبالہ مین جسکو اوسنے سردار گوربخش سنگھ متوفی کی (جسکا سنہ ۱۸۰۷ع مین انتقال ہو گیا تھا)[1] بیوہ رانی دیا کنور سے چہین لیا تھا بطور چہاونی کے چہوڑ کر دوسری دسمبر کو ستلج پار چلا گیا ٭

راجہ صاحب سنگھ نے اپنے مافی الضمیر کو پوشیدہ نہین کیا۔ چنانچہ جو مراسلہ اوسنے صاحب رزیڈنٹ دہلی کے نام بہیجا تہا اوس سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ صاحب رزیڈنٹ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قریب آجانے کے موقع پر کلکتہ سے حکم قطعی آنے کا انتظار کئے بغیر راجہ صاحب سنگھ کے نام مراسلہ بہیجکر حفاظت کرنے کا اقرار کر لیا تہا لیکن وہ یہہ تسلی نامہ راجہ صاحب سنگھ کے پاس اوسوقت پہنچا

---

[1] سردار گوربخش سنگھ [illegible] خود مقام انبالہ پر [illegible] قابض ہوا تہا علاقہ انبالہ اور [illegible] سنگھ کے فتح کرکے اپنے رشتہ دار [illegible] سنگھ کو دیکر [illegible] پٹیالہ واقع ضلع فیروزپور کو چلا گیا تہا۔ اور وہان ہی اوسکا انتقال ہو گیا تہا۔ وہان بہی گوربخش سنگھ اور لال سنگھ کو [illegible] ذمہ وار اور تہانہ دار بناکر چلا گیا تہا [illegible] پانچ برس ہوگئے تب اوسکو یہہ حقیقت کہلی کہ وہ [illegible] خود ہی دبا بیٹہے ہین اور شہر انبالہ چہوڑنے سے انکار کرتے ہین اسی لال سنگھ نے ایک قلعہ سرحد پٹیالہ کے قریب تعمیر کرایا اور اوسکا نام [illegible] گڑھ رکہا [illegible] سنگھ [illegible] پیدا ہوا اور راجہ [illegible] برفاقت راجہ جیند اور والی نابہ [illegible] قلعہ کی تعمیر کو [illegible] لال سنگھ کی وفات کے بعد اوسکا رفیق گوربخش سنگھ بلاشرکت غیرے [illegible] سردار بن گیا [illegible] شخص لاولد مر گیا [illegible] سنہ ۱۸۰۷ع مین اسکی بیوہ دیا کنور اسکی جگہ مالک ہوئی اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس بیوہ کو بیدخل کر دیا تہا مگر یہہ بیدخلی چند روزہ تہی کیونکہ جنرل اختر لونی صاحب نے اوسکے علاقہ پر اوسکو بحال کر دیا تہا جو ۱۸۲۳ع تک تاحیات برابر اوسکے قبضہ مین رہکر سنہ مذکور مین ضبط سرکار ہو گیا یہہ عورت [illegible] لیاقت خوب رکہتی تہی [illegible] مین اسکی ریاست کا انتظام سب سے اچہا تہا مصنف

تہا جبکہ یہہ خوفناک ملاقات ہو چکی تہی ✤

راجہ صاحب سنگہ نے اس ملاقات کی جو کیفیت لکہی تہی وہ یون ہے۔

راجہ صاحب سنگہ نے جو اس ملاقات وغیرہ کا حال صاحب رزیڈنٹ دہلی کو لکہا تہا اوسکا انتخاب یہان لکہا جاتا ہے قولہ وو کوٹلہ سے اس نواح مین آکر اوسنے یعنی رنجیت سنگہ نے یہہ خواہش ظاہر کی کہ ہم آپسمین ملاقات کرین چنانچہ پٹیالہ کے قریب پہونچکر انبالہ مین خیمہ زن ہوا اور اس مقام پر اپنا قبضہ کر لیا۔ علاوہ اسکے اس وجہہ سے کہ سردار بہنگا سنگہ بمقتضاء دوستی میرے پاس پٹیالہ آیا تہا اور میرے فریق مین شریک ہوا تہا رنجیت سنگہ نے دوہا وغیرہ مقامات کی نسبت جو سردار بہنگا سنگہ کی ملکیت سے تہے یہہ حکم دیا کہ خالی کر دو اور انکو اونسے نکال کر اکر صاحب سنگہ بانک کے جو سرداران آہلو سے جا کر ملگیا تہا حوالہ کر دیا۔ ابعدہ رنجیت سنگہ نے شاہ آباد مین مقام کیا اور جس مہربانی کے ساتہ (یہہ لفظ طنزاً لکہا گیا ہے) وہ میرے رشتہ دار کرم سنگہ کے خاندان کے ساتہ اوس جگہہ پیش آیا ہے وہ بخوبی ہویدا ہے اگرچہ اوسکی ان حرکات کو دیکہکر مجہکو یہہ چاہئے تہا کہ ملاقات سے انکار کرتا مگر اوسنے شاہ آباد پہونچکر راجہ بہاگ سنگہ اور میرے معتمدین اور اپنے معتمد مہت سنگہ کو مجہسے ملاقات کی خواہش ظاہر کرنے کیواسطے پٹیالہ بہیجا تاہم میری طرف سے چار پانچ روز اس باب مین گفتگو ہونے مین گذر گئے۔ آخرکار تمام رؤسا نے یہہ رای دی کہ جس حالت مین مسٹر مٹکاف صاحب منجانب نواب گورنر جنرل بہادر سنگہ صاحب (یعنی رنجیت سنگہ) کی خدمت مین حاضر ہوا اور رابطہ اتحاد قایم کرنے کیواسطے بہیجے گئے ہین تو فقط تنہا میرے ہی انکار او مخالفت سے کچہہ فائدہ نہوگا ناچار اونہی رؤسا کی صلاح پر عمل کیا اور پٹیالہ سے روانہ ہوکر لکہنو مین خیمہ زن ہوا یہان بابا صاحب بیدی صاحب سنگہ جی بہی جو بابا نانک صاحب کے معزز اولاد مین ہین پہلے سے مقیم تہے میرے پہونچنے کے دوسرے روز سنگہ صاحب

(یعنی رنجیت سنگھ) شاہ آباد سے روانہ ہوکر اس مقام مین آیا اور بابا صاحب کے روبرو ہماری
ملاقات ہوئی اسکے بعد چار پانچ روز تک کسی طرح کی آمد و رفت اور پیغام و سلام نہین ہوی تب مینے
مت سنگھ کو جو سنگھ صاحب کا معتمد تھا بلاکر پیغام و سوال کی موقوفی کی وجہہ دریافت کی اوسنے جواب دیا
کہ سنگھ صاحب ایسی دوستی کرنی چاہتے ہین جو کامل اور پختہ ہو اور پگڑی بدلنے کی رسم کے ساتھہ مستحکم
اور موثق کیجاے اور یہہ بھی کہا کہ اگر آپکی طرف سے اسمین کچھہ عذر ہوگا تو گو بابا صاحب کے روبرو سنگھ صاحب
آپسے شاید کچھہ پرخاش ظاہر نکرین مگر آپکے پٹیالہ چلے جانیکے بعد آپکو اونکے اصلی ارادونکا حال معلوم
ہوجائیگا۔ مخلص نواز ا بہت سے لیت و لعل کے بعد مین آخرکار بالکل مایوس ہوگیا اور یہہ دیکھکر کہ
سنگھ صاحب کی نیت تشدد کیطرف مایل ہے مینے تمام سردارون کے مشورہ سے اوسکی درخواست یعنی
پگڑی بدلنے کو منظور کیا اگر میری روانگی سے دو تین روز پہلے بھی آپکا یہہ مراسلہ پٹیالہ پہونچ جاتا
تو باوجودیکہ سنگھ صاحب کی بہت سی فوج میرے ملک مین موجود تھی مگر مین اونکو صاف جواب دیدیتا

صاحب رزیڈنٹ کا جواب بنام روساء پٹیالہ و جیند دسمبر ۱۸۰۸ع

یہہ مراسلہ نہایت دلچسپ ہے کسواسطے کہ ایک تو اسمین صحیح صحیح حال تمام باتونکا مندرج
ہے۔ دوسرے راجہ پٹیالہ کی کمزوری کی ایک عجیب تصویر نظر آتی ہے۔ صاحب
رزیڈنٹ دہلی نے تیسری ۳ دسمبر ۱۸۰۸ع کو اس مراسلہ کا جواب نہایت دل افزائی
اور دوستانہ طور کا تحریر کیا اور راجہ بھاگ سنگھ والی جیند کے خط (موصولہ تیسری ۳ دسمبر) کا
بھی جو اوسنے پٹیالہ نابھہ اور جیند کیواسطے گورنمنٹ انگریزی سے صاف صاف حفاظت ملنے کے باب مین
بھیجا تھا چوتھی ۴ دسمبر کو اسی قسم کا جواب دیا۔ مگر صاحب رزیڈنٹ کو یہہ اختیار نہ تھا کہ حفاظت کرنیکا
کامل طور پر اقرار اور وعدہ دیدیتے۔ راجہ صاحب سنگھ نے پھر زیادہ تر شدومد کے ساتھہ (بذریعہ مراسلہ

چوتہی دسمبر سنہ ۱۸۰۸ع مین اظہار حال کیا اور صاحب رزیڈنٹ کو یقین دلایا کہ مین حکام انگریزی کو اپنا مربی او محافظ اور اپنے آپ کو اونکا ماتحت سمجہتا ہون اور بغیر اونکی امداد کے مجہکو اپنے بچاو کی کچہہ امید نہین ہے

ذکر گورنمنٹ کی پالسی یعنی مصلحت ملکی کا نسبت رنجیت سنگہ ونسبت ریاستہاے ایہر و ستلج -

اسجگہہ یہہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چند ماہ گذشتہ کے واقعات اور احوال کو ہم اس مقام پر بیان کرین تاکہ یہہ بات معلوم ہو جاے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی ریاستہاے ایہر و ستلج کی نسبت کیا کیا اراد تہے اور انمین اتفاقات کیا کیا رنگ بدل گئے - جب کہ سنہ ۱۸۰۸ع مین نپولین شہنشاہ فرانس کی طاقت یورپ مین نہایت عروج پر تہی اوس زمانہ مین گورنر جنرل ہند کے پاس یہہ خبر آئی کہ اہل فرانس جو کچہہ عرصہ سے سلطنت ایران مین قدم جمانے کی کوشش کر رہے تہے کابل اور پنجاب کے فتح کرنے کا بہی عزم رکہتے ہین اسوجہہ سے گورنمنٹ نے یہہ رائے قرار دی کہ اپنے سفیر لاہور اور کابل کو اس غرض سے روانہ کرنے چاہئین کہ اون ملکون کے فرمانروایون کے یہہ بات ذہن نشین کر سکین کہ تمہارا اور انگلستان کے مقاصد واحد ہین اور نہایت دانشمندی کی بات تمہارے لئے یہہ ہے کہ اس عام دشمن کے استیصال مین انگریزی گورنمنٹ کے ساتہہ متفق ہو جاو ؀

روانگی سفیران سرکار انگلشیہ لاہور وکابل کو -

چنانچہ مسٹر سی ٹی مٹکاف تو لاہور کیلئے اور مسٹر الفنسٹن صاحب کابل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنے کیواسطے منتخب ہوے اور مٹکاف صاحب ماہ اگست سنہ ۱۸۰۸ع مین اس سفارت پر روانہ ہوگئے -

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا اقتدار اسوقت کیا تہا یعنی ثابت امر یہ تہا اور اسکو کیا اختیار ریاستہاے ایہر و ستلج اور سرکار انگلشیہ کی نسبت کیا تہا

سفیر انگریزی کے لاہور پہونچ جانیکے وقت رنجیت سنگہ حقیقی پنجاب کے اوس بڑے حصہ کو جو دریاے جہلم اور بیاس کے مابین واقع ہے فتح کر چکا تہا - اور صوبہ ملتان جو دو سنگہ راج کے پاس تہا اور فتح سنگہ آہلووالیہ کے قبضہ مین اتنا بہت سا ملک باقی تہا دریا ...

اوسکی تابع فرمان تہے اور تمام مہمون مین مطیعانہ اپنی سپاہ کے ساتہہ اوسکی ہمراہ جاتے تہے پنجاب کا شمالی مغربی حصہ افغانون کے قبضہ مین تہا۔ صوبہ ملتان مظفرخان کے اور کوہستانی ملک راجہ سنسار چند کٹوچ کے تحت حکومت تہا مگر یہہ سب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی طاقت اور اقبال کا لحاظ کرنے لگ گئے تہے۔ اور اس فکر مین رہتے تہے کہ کسوقت اوسکی فوج ہمپر چڑہائی کریگی ❊

رنجیت سنگہ کا مقصد اہم کیا تہا اور بیان اوسکی فتوحات کا

رنجیت سنگہ کا مقصد یا آرزو یہہ تہا کہ اپنے تئین تمام سکہہ قوم کا فرمانروا بنادے تا وقتیکہ کوئی اوس سے زیادہ طاقتور سلطنت اوسکو اس عزم کی مخالف نہو وہ اس ارادہ باز آنے والا نہ تہا ستلج اور جمنا کے مابین جو ملک ہے اوسکے مغلوب کرنے مین اوسنے ۱۸۰۶ع اور ۱۸۰۷ع کی مہم مین بڑی ترقی کرلی تہی اور ان فتوحات مین اوسکو اپنی مستعدی اور عزم بالجزم کی نسبت رؤسا امیر و ستلج کی باہمی نااتفاقی اور بغیر معاہدہ کی زیادہ تر مدد ملی تہی ان رؤسا کے باہم جہگڑے ہمیشہ رہتے تہے اور اونکے مقاصد اکثر باہم متخالف تہے اور قراین احوال سے بہی معلوم ہوتا تہا کہ یہہ لوگ مایوسی کے ساتہہ اس امر کی پیشبینی کر رہے تہے کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ اپنی مضبوط حمایت مین ہمکو نہ لیگی تو ہماری تباہی مین کچہہ شک نہین ہے اور اس حمایت کی بہی اب اونکو بہت کم امید تہی مگر رؤسا اور لوگون کا اس بات کو کسی قدر کامیابی کے ساتہہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ذہن نشین کیا جاتا تہا کہ اگر تم ہمپر حملہ کروگے تو گورنمنٹ انگریزی ہمارے بچانے کیواسطے دخل دیگی ❊

رؤسا امیر و ستلج کی مایوسی اور اونکا رنجیت سنگہ کے ساتہہ عہد و پیمان کرلینے کا عزم کرلینا

لیکن جب صاحب رزیڈنٹ دہلی ماہ مارچ مین سکہون کے رؤسا کلان سے [illegible] ملے تہے تب سے وہ رنجیت سنگہ کی حمایت پر گورنمنٹ انگریزی کی حمایت کی نسبت زیادہ

زیادہ بھروسہ کرنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ اس ملاقات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سردار بھگوان سنگھ رئیس جگادھری کے سوا یہہ تمام رؤسا لاہور کو گئے۔ اور جبکہ ماہ ستمبر مین سی ٹی میٹکاف صاحب مقام قصور مین وارد ہوئے یہہ سب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت مین موجود تھے راجہ بھاگ سنگھ والی جیند راجہ جسونت سنگھ والی نابہہ بھائی لال سنگھ رئیس کیتھل اور گوردت سنگھ رئیس لاڈوہ تو بذات خود اور راجہ پٹیالہ اور رؤسا تھانیسر اور ربسی[۸۱] وغیرہ کی طرف سے معتمد لوگ مہاراجہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ ان رؤسا مین سے بعض جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ماتحتی قبول کر چکے تھے اور اونکی لڑائی مین مدد دیتے تھے اور معاوضہ مین اونکے ملک مین سے علاقے انعام لیکر اونکے مطیع اور جاگیردار بنگئے تھے ۔

اسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ریاستہای ما بین دریای ستلج پر اپنی حکومت پھیلا دینے مین تھوڑی ہی سی کسر رہی ہوئی تھی اور گورنمنٹ انگریزی کی مداخلت کا خوف جو اونکو رہا کرتا تھا وہ اب اس سبب سے کہ اونھون نے دیکھ لیا تھا کہ میری متواتر دست درازیون پر کوئی مزاحم نہین ہوا رفتہ رفتہ بہت ہی کم ہوتا جاتا تھا ۔

اسبات کی کوئی وجہ نہ تھی کہ رنجیت سنگھ انگریزی گورنمنٹ کو پسند کرتا ۔

اونکی یہہ آرزو اور خیال کہ ایسی سکھ سلطنت قایم ہو جاے کہ جس مین تمام قوم سکھ ہو بطور سلطنت متفقہ میری ماتحت اور زیر فرمان ہو جاے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے واسطے ایک بہت بڑی ترغیب تھی اور اس سبب سے خیال کیا جاتا تھا کہ اگر گورنمنٹ انگریزی نے کیطرفسے اونکی اس امید پورا ہونے مین کسیطرحکا مزاحمت کا ہونا پایا ... شبہہ و دوستانہ ہونے کے (یعنی جیسا کہ وہ اسوقت تھا) اونکو ایک پیچیدہ دشمن بنا دیگا ۔ ... بصورت ایسی توقع

[۸۱] اصل کتاب میں ... سرداران ... [illegible]

تہی کہ اگر اوسکو کوئی ایسا موقع ہاتھہ آجائیگا کہ ایک غیر ملک کی سلطنت کے ساتھہ دوستی پیدا
کرکے گورنمنٹ انگریزی سے جو اوسکے حصول مقاصد کی مانع اور مزاحم ہوئی ہے انتقام لینے کی امید
ہوسکیگی تو بیشک ایک مستعد اور علانیہ دشمن بن سکنے کے لیے وجہ کافی موجود ہے۔ جسقدر ملک رنجیت سنگہ
نے فتح کیا ہوا تہا اوسپر اوسکی حکومت بالکل کامل اور خود مختارانہ تہی کسواسطے کہ اوسکا قاعدہ یہہ
تہا کہ جن خاندانوں کو اوسنے مغلوب کیا تہا اونکو نئی جگہہ کچہہ جاگیریں دیکر اونکے علاقجات اپنے
اون فدائیان خاص کو جنکی وفاداری پر اوسکو کامل بہروسہ ہوتا تہا تفویض کر دیتا تہا اگرچہ رنجیت سنگہ
کی سپاہ میں بہت سے ناراض بہی پائے جاتے تہے مگر اوسکے حکم ماننے میں کوئی چون نہیں کرتا تہا۔
اور ہر ایک عام سپاہی تک کو یہہ ہی تعلیم دیجاتی تہی کہ صرف رنجیت سنگہ کو ہی اپنا آقا اور
سردار سمجہے ... خواہ وہ اپنے ہی موروثی سردار کے جہنڈے کے نیچے خدمات کرتا رہا ہو ۰

پنجاب خاص کے رئیس اور سردار بہی اوس سے نفرت کرتے تہے۔

رؤسا اور سردار اوس سے ناراض تہے کسواسطے کہ اونکی طاقت کو توڑ ڈالا تہا اور اون
ایسی نخوت کے ساتہہ پیش آتا تہا کہ جس سے اوسکا یہہ پختہ ارادہ ظاہر ہوتا تہا کہ بلحاظ
اون امور کے جو اوسکی فرمانبرداری سے متعلق تہے متابعت کی انہیں اور عام لوگوں میں
کچہہ تمیز ملحوظ نہیں ہوگی۔ سفیر لاہور یعنی سی۔ ٹی مٹکاف صاحب نے کسی قدر تعجب کے ساتہہ تحریر
کیا تہا کہ وہ رؤسا، امیر و [illegible] اور سردار جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے لشکر میں ہیں اسقدر
اظہار اطاعت کرتے ہیں کہ گویا ایک مدت دراز سے اوسکے تابعدار چلے آتے ہیں اور آزادی کی
کوئی علامت اونمیں نہیں پائی جاتی ''—

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا انگریزوں کی نسبت [illegible]

اسوقت مہاراجہ رنجیت سنگہ گورنمنٹ برطانیہ کا دل سے ہوا خواہ ابہی

نہ تہا اور یہہ بات عموماً زبان زد تہی کہ اوسکا ارادہ انگریزون سے طاقت آزمائی کا ہے اور اسی
ارادہ سے اوسنے ہلکر اور راجہ بہرت پور کے ساتہہ خفیہ (الائینس) یعنی اتفاق کر رکہا ہے - اگرچہ یہہ بات
محض بے بنیاد تہی اور رنجیت سنگہ ایسا دانشمند تہا کہ انگریزون سے بہڑنا نہین چاہتا تہا - تاہم وہ جملہ
اولوالعزم بادشاہونکی طرح اپنے سے ہر ایک زبردست سلطنت کو اگر دشمنی سے نہین تو شک کی نظر سے
ضرور دیکہتا تہا - اور ایسی سلطنت کو جسکے مقاصد کو وہ جانتا تہا کہ میرے مقاصد کے بالکل خلاف ہین
اور جسکی نسبت اوسکو یہہ شک تہا کہ میری دلی تمناؤن اور منصوبون کو کبہی چلنے نہ دیگی خصوصیت کے
ساتہہ چشم حسد سے دیکہتا تہا - علاوہ برین اوسکو ابتک گورنمنٹ انگریزی کی قوت جنگی اور انگریزون کی
دیگر وجوہ طاقت کا حال بہی معلوم نہ تہا اور اوسکی متواتر کامیابیون اور اہل دربار کی خوشامد آمیز باتون
سے اوسکے دل مین کسیقدر یہہ خیال بہی سما گیا تہا کہ مجہپر کوئی فتحیاب نہین ہو سکتا - چونکہ رنجیت سنگہ
کی یہہ حالت تہی اور ایسے خیالات تہے اسلئے یہہ بات مشکل سے خیال مین آتی تہی کہ دریائے ستلج
فرانس کا خوف و خطر ایک امر مشتبہ الوقوع ہے اور یہہ بات بعید از امکان نہین ایسا ہوا ہو اور خیال خوف
دونون کے باہم پولیٹیکل اتفاق اور دوستی قائم ہوجاتی تو پہر اوسکو کوئی عملی اور مستقل فائدہ حاصل ہو بغیر
گورنر جنرل کے ارادون کو گرمجوشی کے ساتہہ رنجیت سنگہ کسطرح قبول کریگا ۔

جب سفیر سرکار انگلشیہ کرنال سے کوچ کیا تہا اوسکے متعلق حالات

مسٹر مٹکاف صاحب ماہ اگست سنہ ۱۸۰۸ء کے وسط مین کرنال سے روانہ ہوکر ۱۱ ستمبر کو
پٹیالہ مین پہنچے تہے - اس جگہہ مہاراجہ صاحب سنگہ نے ان سے نہایت ہی اخلاق کیساتہہ ملاقی
ہوئے - اور پہلی ہی دربار کی ملاقات کے موقع پر مہاراجہ نے سفیر انگریزی کو شہر کی کنجیان
لینے اور انکو گورنمنٹ کی طرف سے بطور عطیہ عنایت فرمانے کی درخواست کی - اور نہایت شدو مد

کے ساتھہ کہا کہ مین اپنے تئین سرکار انگریزی کی حفاظت کے سپرد کرتا ہون - اور بغیر اس حمایت کے
میری ریاست اور زندگی دونونکا خاتمہ ہو جائیگا - مٹکاف صاحب نے یہہ سمجھکر کہ راجہ صاحب اس
حکمت سے گورنمنٹ انگریزی سے ایک قسم کا اقرار اپنی ریاست کے استحکام کی نسبت حاصل کرنا چاہتے
ہین اس بات کو منظور نہین کیا - اور اونکو گورنمنٹ کی نیک نیتی کا یقین دلاکر یہہ کہا کہ پٹیالہ کی
کنجیان مدت سے آپ کے ہاتھہ مین محفوظ رہی ہین اور ہر طرح امید کیجاتی ہے کہ مدت تک اسیطرح رہینگی

راجہ صاحب سنگہ کی خوفزدہ حالت -

لیکن راجہ موصوف کا خوف بجا تہا کیونکہ لاہور مین عموماً یہہ افواہ تہی کہ رنجیت سنگہ
فرید کوٹ پر جو ریاست پٹیالہ سے ملحق الحدود ہے عنقریب فوجکشی کیا چاہتا ہے -
اور صاحب سنگہ سے بہی تاوقتیکہ جو ہین لینے کا ارادہ رکہتا ہے - چنانچہ مٹکاف صاحب کے چلے جانیکے بعد راجہ
صاحب سنگہ نے خاص پٹیالہ اور اپنے دیگر قلعہ جات کو جلد جلد مستحکم کرنا شروع کیا - گو کہ انکی ہمتین
اور ناون فراخی ہو رہا تہا کہ اگر مہاراجہ رنجیت سنگہ مقابلہ پر آیا تو غالباً یہہ کچھہ بہی مقابلہ نکر سکینگے ٭

رنجیت سنگہ کا لاہور سے قصور کو چلے آنا

جب مٹکاف صاحب لاہور کے قریب پہنچے تو رنجیت سنگہ بمقام قصور آموجود ہوا
یہان آنیسے اوسکی دو مطلب تہے ایک تو یہہ کہ ستلج کے پار مہم کرنیکا جو اوسنے قطعی ارادہ
کیا تہا اوسکی طیاری کرے دوسرے یہہ کہ سفیر انگریزی کو لاہور اور امرتسر دونو جو اوسکے بڑے شہر
ہین نہ دیکہنے دیوے ٭

عہدنامہ کرنیکی تحریک وغیرہ کا شروع ہونا -

چنانچہ جب مٹکاف صاحب گیارہوین ستمبر کو قصور مین وارد ہوئے - رنجیت سنگہ
اونکے ساتھہ بہت خاطرداری سے پیش آیا - مگر معاہدہ کرنیکا اصل کام جو مسٹر مٹکاف کو
سپرد ہوا تہا اوسکی نسبت گفتگو شروع ہوتے ہی باتین کرکے پر رنجیت سنگہ کو راغب کرنا چاہتے تہے

معلوم ہوا اور اگرچہ بہا ملاقاتین ہوئین مگر ہر دفعہ اصل معاملہ کے تذکرہ سے دانستہ گریز ہوتی رہی - اور معلوم ہوتا تہا کہ راجہ کا دلی منشا یہہ ہے کہ بلا انتظار سماعت تجاویز سفیر سرکار انگلشیہ ستلج سے عبور کرکے اپنی مہم کو شروع کردے +

مٹکاف صاحب کی طرف سے بعض تجاویز کا پیش ہونا اور اونکے جواب مین لاہور والون کی طرف سے بعض تجاویز کا پیش ہونا -

آخر کار ایک پرایوٹ دربار مین مسٹر مٹکاف گورنمنٹ برطانیہ کی خواہشون کے بیان کرنے کو بلائے گئے - چنانچہ اس جلسہ مین اونہون نے اول یہہ بیان کرکے کہ فرانسیسون کے حملہ کا اندیشہ ہے سمجہایا کہ مہاراجہ صاحب اور گورنمنٹ انگریزی دونو کو اسکے روکنے کے باب مین نہایت تعلق ہے اور سرکار انگلشیہ و دربار لاہور کے مابین حفاظت باہمی کے خاطر اتفاق و اتحاد کا ہونا نہایت دانشمندی کی بات ہے - مہاراجہ رنجیت سنگہ اور اونکے مشیرون نے گورنمنٹ انگریزی کے متوقعہ اتحاد و اتفاق کی نسبت نہایت درجہ کی مسرت اور نواب گورنر جنرل کی خواہشون کی بابت اپنی پوری قبولیت ظاہر کی اور یون کہا گیا کہ یہہ اتفاق و اتحاد اون لوگون کو شرمندہ کریگا جو یہہ کہتے ہین کہ دونون سرکارون کے باہم دشمنی ہے اور اس اتحاد و اتفاق کو نہایت استحکام ہوجائیگا اگر سفیر انگریزی اون مطالب کو قبول کرلیوینگے جو مہاراجہ صاحب قبل ازین گورنر جنرل صاحب کے خدمت مین پیش کرچکے ہین اور جنکی نسبت یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ سفیر صاحب اونکی بابت جواب دینے کے مجاز ہین چنانچہ منجملہ اون مطالب کے سب سے بڑی بات یہہ تہی کہ تمام سکہہ رئیسون اور اونکے علاقجات پر رنجیت سنگہ کی بادشاہت تسلیم کرلی جاوے - بعد اسکے عہدنامہ پر دستخط ہوسکتی ہین اور سلطنت انگلستان کے ہمیشہ کے واسطے اتفاق و اتحاد قایم رہسکتا ہے - مٹکاف صاحب نے اس بات پر زور ڈالا کہ فرانس کے مقابلہ کے واسطے معاہدہ ہوجانیکا فایدہ گورنمنٹ انگریزی اور مہاراجہ صاحب

دونون کے حق مین ظاہر ہی - اور اس عام بنیاد کو برکنار رکھکر ایسی تجاویز کی نسبت رجوع کرنا جس سے
صرف ایک ہی فریق کے فواید متعلق ہین مناسب نہین ہی لیکن تاہم وزراے دربار سکھہ اسی بات
پر مصر ہین کہ ہماری درخواستون کا جواب دیا جاوے چنانچہ یہہ بات قرار پائی کہ ہر دو فریق اپنی اپنی
تجاویز غور ثانی کے واسطے تحریراً پیش کرین ۔

مہاراجہ کا دریاے ستلج سے عبور کرنا اور عہدنامہ کی بابت کچھ بہت زیادہ کر دکھلانا

دوسرے روز راجہ کے وزرا اور سفیر انگریزی کی باہم ایک جلسہ مین اس معاملہ کی
بابت بہت بحث ہوئی جس مین سفیر انگریزی کو ریاست کا اپنے دست ستلج پر اپنے دعوی کے
منظور ہونے کی بہت امید ہو گئی تھی مگر رنجیت سنگہ نے اسکے بعد اپنے ڈیرے خیمہ اور کہاڑ
لشکر کا کوچ بول دیا اور مٹکاف صاحب کے پاس یہہ پیغام بھیجکر کہ آپ بھی میرے ساتھ تشریف لے چلین
ستلج کی طرف چل پڑا اور دوسرے دن اس دریا کو عبور کر کے موضع کہائی مین جو دریا کے کنارے دس
میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے خیمہ زن ہوا - اب رنجیت سنگہ کا وہ رشک و حسد جو اوسکے دل مین انگریزون
کی طرف سے تھا بخوبی نمایان ہو گیا چنانچہ اوسنے سفارت انگریزی کو جو کابل جانے والی تھی روکنے کا ارادہ
کیا کسواسطے کہ اوسکا ظن غالب تہا کہ انگریز دربار کابل سے جو میرے دشمن ہین میرے خلاف مین اتفاق و اتحاد
کیا چاہتے ہین - بلکہ یہہ بھی ارادہ ٹہان لیا کہ سفیر سرکار انگلشیہ کو بھی جو خاص اوسکے پاس بھیجا گیا تھا
جسقدر جلد ممکن ہو رخصت کر کے اوس سے اپنا پیچھا چھوڑاوے رنجیت سنگہ کی اس کج خلقی سے مٹکاف صاحب
کو اگرچہ رنج ہوا اور یہہ اونکا رنج بجا بھی تہا مگر تاہم وہ اوسکے ساتھ ساتھ کہائی پہنچے اور یہان ایک دن
اور ملاقات حاصل کی مگر اس سے بھی شرایط معاہدہ کو چندان ترقی نہوئی - بلکہ ایک طرح سے معاملہ
مرقومہ خود بخود ہی طے ہوتا جاتا تہا ۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا فریدکوٹ پر متصرف ہوجانا

چنانچہ یکم اکتوبر کو ریاست فریدکوٹ نے بغیر کسی طرح کے مقابلہ وغیرہ کے رنجیت سنگھ
کی اطاعت قبول کر لی اور مہاراجہ آگے اور فتوحات حاصل کرنے کی طیاریاں کین اور
اگرچہ اوسنے یہہ اقرار کر لیا تہا کہ مین شرایط عہدنامہ کے طے کرنے کے خاطر یہانہی مین بہی کافی وقت تک
مقیم رہونگا لیکن باوجودیکہ سفیر انگریزی نے باصرار کہا کہ مجہکو ایک مہم پر جانے والی فوج کے ہمراہ رہنے
کا حکم نہین ہی۔ مگر رنجیت سنگھ نے چوتہی اکتوبر کو اپنی نومفتوحہ مقام کے دیکہنے کیواسطے فریدکوٹ کی
طرف کوچ کر دیا تہا۔

ذکر مسودہ عہدنامہ پیش کردہ سفیر و نیز پیش کردہ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔

چونکہ مٹکاف صاحب عہدنامہ کا مسودہ پیش کر چکے تہے اور منتظر جواب اسکے تہے اسلیے انکو
بہی ناچار ساتہ ہی جانا پڑا۔ سفیر انگریزی کا یہہ مسودہ عہدنامہ صرف فرانس کے خلاف
مین اتفاق باہمی کرنے کے باب مین تہا لیکن مہاراجہ بہی اوسی خیال کرتا تہا کہ گورنمنٹ
انگلشیہ سے بعض امور کی قبولیت حاصل کرنیکا یہہ ہی موقع ہی اتہوین اکتوبر کو ایک دوسرے عہدنامہ کا
مسودہ پیش کیا جسمین تین شرطین تہین اول یہہ کہ امیر کابل کے ساتہ جو مہاراجہ کے تنازعات
ہون اونمین سرکار انگریزی مداخلت نکرے دوسرے سرکار انگریزی اور مہاراجہ کے باہم ہمیشہ
اتفاق و اتحاد قایم رہے۔ تیسرے یہہ کہ تمام سکہون کے ملک پر مہاراجہ کا استحقاق فرمانروائی علانیہ
طور پر تسلیم کیا جاوے۔ اور اس استحقاق کی منظوری کے علاوہ اس امر کا قصد بہی قبول کیا جاوے کہ سرکار
انگریزی کسی سکہ رئیس کی حامی نہوگی۔ بلکہ یہہ تمام ملک بغیر کسی قسم کی مداخلت کے مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے تحت انتظام رہیگا۔ سفیر انگریزی نے مکرر یہہ کہا کہ مجہکو گورنمنٹ کیطرف سے اس بات
کی اجازت نہین ہی کہ کابل یا ریاستہای بیرونی ستلج کے ساتہ رنجیت سنگھ کی تعلق کی نسبت

کسی عہدنامہ پر دستخط کرون یا کوئی اقرار کرون مگر صاحب موصوف نے اس بات کو منظور کرلیا
کہ شرایط پیش کردہ کو مین نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین انفصال کے واسطے کلکتہ کو
بہیجدونگا اور آخرکار یہہ بات قرار پائی کہ دو عہدنامے تحریر کئے جائین ایک مین شرایط پیش کردہ
مہاراجہ صاحب اور دوسرے مین سفیر انگریزی کے لکہے جائین - اور ہر دو عہدنامہ جات تصدیق کیواسطے
کلکتہ بہیجدیے جائین ٭

مہاراجہ کا مالیرکوٹلہ کو کوچ کرنا

اس فیصلے کے دوسرے روز مہاراجہ فریدکوٹ سے مالیرکوٹلہ کو جو وہان سے ستر میل مشرق
کیجانب واقع ہے روانہ ہوا - جہان اسوقت تک عطاء اللہ خان نواب تہا - فریدکوٹ مین اوسنے
کوئی ارادہ اس بات کا نہین کیا تہا کہ کسی پر حملہ کرون اور ریاستہای جنوب دریائے ستلج مین
رنجیت سنگہ کا کوئی دشمن بہی نہ تہا جسکے خصوصا وہ دلکا غبار نکالتا - اگر اوسکے نزدیک کوئی
اسکی حکومت کے آزاد یا مستقل تہے اور جنکے دولت کا چہین لینا ممکن تہا وہ سب دشمن تہے - راجگان
پٹیالہ و نابہہ و جیند نے رنجیت سنگہ کو ایک قسم کثیر اس شرط پر دینے کا اقرار کیا تہا کہ پہلے سرسہ
اور فتح آباد - جو بہٹیون کے ملک مین نہین بڑے قلعے تہے انہیں ہمارا قبضہ کرادیا جاے - مگر رنجیت سنگہ بڑا
دوراندیش تہا - وہ ایسے ملک پر جہان پانی اور گہاس کا ہمیشہ قحط رہتا ہو - حملہ کرنے کی جو کہ اون
اوٹہانیوالا نہ تہا اور ممکن ہے کہ اوسکو اس بات کا بہی شک گذرا ہو - کہ ان سیرہی صلاح ہندون
کی جو بہٹیون کے ساتہ ایک مشکل لڑائی لڑوایا چاہتے ہین اصل غرض یہہ ہوگی کہ میری طاقت کو
نقصان پہونچے - اور گورنمنٹ برطانیہ کو مجہسے اس سبب رنجش پیدا ہوجاے کہ مین ایک ایسے
علاقہ پر حملہ کرون کہ جو بلحاظ ملک مفتوحہ ہونیکے انگریزونکا ہے - گو اونہون نے ابتک اوسپر باقاعدہ

قبضہ نہین کیا - غرضکہ رنجیت سنگہ نے اپنی اس تدبیر کو مقدم رکہا کہ جو رئیس مقابلہ کی طاقت نہین رکہتے اونکو ہی لوٹنا چاہئے چنانچہ رئیس مالیر کوٹلہ سے ایک لاکہہ روپیہ بطور خراج طلب کیا - چونکہ انکار کا نتیجہ یہہ ہوتا کہ تمام ریاست ضبط ہوجاتی اس سبب سے تہوڑی سی ہچر مچر کے بعد منجملہ اسکے کچہہ روپیہ تو ادا کیا گیا - اور باقی کیواسطے رؤسا پہولکیان نے اپنی ضمانت دی ؛٭

انگریزون سے نواب کوٹلہ کا مستدعی حفاظت ہونا - جس روز مسٹر مٹکاف صاحب وارد لشکر ہوے اوسی روز رئیس مالیر کوٹلہ نے اپنا ایک معتمد کو اون سے حصول امداد کے لئے اور گورنمنٹ برطانیہ سے حمایت کی درخواست کرنے کے واسطے صاحب موصوف کی خدمت مین بہیجا لیکن صاحب موصوف اوس سے صرف یہہ ہی کہہ سکتے تہے کہ اگرچہ گورنمنٹ اس ظلم کے کام مین رنجیت سنگہ کی ترجیح نہین کرتی اور اوسکے لشکر مین سفیر سرکار انگلشیہ کی موجودگی علاقہ اینر وے ستلج کی مہم کے واسطے کسیطرح داخل منظوری گورنمنٹ مدد نہین ہے تاہم مین اس معاملہ مین کچہہ مداخلت نہین کرسکتا - صاحب موصوف کی طرف سے ایسی باتون کا اس موقع پر بیشک یقین دلانا نہایت مناسب تہا - تاکہ سفیر انگریزی کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ہمراہ ہونے سے رؤسا کی دلون مین بدظنی پیدا نہو جاوے ؛٭

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی دانائی بیجا اس موقع رنجیت ظالم داخل دانائی تہی - رنجیت سنگہ کی یہہ کارروائیان گو کیسی ہی از راہ عدم صفائی نسبت ہون مگر اسمین شک نہین ہے کہ منجملہ اوسکے ان چالون کے بعض ایسی حکمت کی ہین جو ضرور کامیابی کے لائق تہین - چنانچہ جب سفیر انگریزی نے عہدنامہ کی تحریک شروع کی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے فورًا تاڑ لیا کہ اب موقع آگیا ہے کہ ریاستہا اینر وے ستلج پر اپنی بادشاہت کے حق کو جو اسکی دلی آرزو تہی قبول کرانیکی درخواست پیش کرنی چاہئے - اگرچہ اسمین شک نہین

کہ رنجیت سنگہ اس قسم کی بادشاہت کا مطلقاً کچہہ حق نہین رکہتا تہا بلکہ وہ خود ہی لارڈ لیک صاحب کے سامنے یہہ تجویز پیش کرچکا تہا کہ قلمرو سرکار انگریزی اور علاقہ لاہور کے بیچ مین دریاے ستلج سرحد گنا جاے - مگر بنسبت اوسوقت کے اب اسکی طاقت بہت بڑہی ہوئی تہی - اور طاقت کے ساتہہ حوصلہ اور خواہش ملک گیری بہی بہت بڑہ گئی تہی - علاوہ اسکے اوسکو شاید غلطی سے یہہ بہی خیال تہا مگر بالکلیہ بیوجہہ نہ تہا کہ گورنمنٹ برطانیہ میری قابو مین ہے ؞

رنجیت سنگہ کا یہہ خیال کرنا کہ مجوزہ عہدنامہ صرف گورنمنٹ انگریزی کے فایدہ کا ہی مفید ہو اور اسکی بلکہ اوسکا باتون کی قبولیت انکی مستدعی ہو نا جو انکو فایدہ کے نہین -

فرانس اسکے نزدیک فقط ایک سلطنت کا نام تہا اور اوس سلطنت یا وہان کے شہنشاہ سے نہ کچہہ محبت تہی اور نہ پرخاش اور یہہ بات صاف اوسکے ذہن نشین تہی کہ سفیر انگریزی کا یہہ یقین دلانا کہ فرانس کے برخلاف اس معاہدہ کا کرنا گورنر جنرل بہادر کو بہتری سلطنت لاہور کے لئے مرکوز خاطر ہے اور اس رابطہ اتحاد و اتفاق کا پیدا ہونا سلطنت انگریزی کے حق مین نہین بلکہ پنجاب ہی کے حق مین مفید ہے محض واہیات ہے کسواسطے کہ فرانس کی دشمنی انگلستان سے تہی کچہہ لاہور سے نہ تہی اور اگر بالفرض گورنمنٹ انگریزی کو مجہہ سے اسقدر محبت ہے تو ابتک اونہون نے اوسکو پوشیدہ کیون رکہا اور اگر اونکا باطن صاف ہے اور وہ اپنے مقاصد سے میری مقاصد کو مقدم سمجہتے ہین اور مجہکو اس قسم کی دوستی کیواسطے تلقین نہین کیا چاہتے ہین جس سے میری ہی سلطنت کو نقصان پہونچے تو وہ پاسہاے انہر وے ستلج پر میری فضیلت کو تسلیم کرکے اپنی صفائی باطن کو ثابت کرین - مہاراجہ رنجیت سنگہ کی حجت حسب مندرجہ صدر تہی اور اس بات کا کہنا مشکل ہے کہ وہ غلطی پر تہے اور انہین وجوہات سے اونہون نے یہہ بات ٹہان لی تہی کہ جب گورنمنٹ پہلے میری ان شرایط کو قبول کریگی تب مین

عہدنامہ پر دستخط کرونگا - اوسنے یہہ بھی پختہ ارادہ کر لیا کہ جہانتک ممکن ہو شرائط عہدنامہ
کے طے ہونے مین ڈھیل ڈالنی چاہیے تا کہ علاقہ اپنے دست ستلج مین جسقدر ہو سکے قبل از اختتام شرائط
اپنے قبضہ مین کر لینے کی فرصت ملے اور اندرین صورت مجھے یہہ بڑا فایدہ ہوگا کہ شرائط شروط کے
انعقاد کے لئے میسر ہوا تھا مین ان علاقہ جات کا موجود ہونا عمدہ دلایل کے طور پر کام آئیگا
معہذا اگر مین سفیر انگریزی کو کسیطرح دم دیکر اپنے لشکر کے ساتھ لئے لئے پھرنے مین کامیاب
رہا تو اسطریق سے مین اپنے ان فتوحات کے جاری رکھنے کو ایک ایسی حوالگی کی بندوبست کرلونگا - اور علاوہ
برین جب روساء پار دست ستلج اوسی طاقت سفیر کو میرے ساتھ دیکھینگے جس سے وہ اپنی حمایت کے
واسطے امید لگائے ہوئے تھے تو میرے مقابلہ کرنے سے اونکی ہمتین ٹوٹ جائینگی ●

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا سفیر انگلشیہ کو قریب قصور کے اور آخرکار راہ ... ساتھ ... لیجانا

مہاراجہ رنجیت سنگہ پٹیالہ ابتداء اس قسم کے منصوبون سے سفیر انگریزی کو دم دلاسہ دیتا ہوا
دیتا ہوا ستلج کے کنارے ... فریدکوٹ اور آخیر مین مالیرکوٹلہ تک لے گیا مگر یہان
پہونچکر مسٹر مٹکاف صاحب نے آگے جانیکا مصمم ارادہ کر لیا کیونکہ انہون نے دیکھا کہ رنجیت سنگہ
نے تو مجہکو اپنے کام نکالنے کا ایک وسیلہ بنا لیا ہوا ہے چنانچہ رنجیت سنگہ نے یہہ تجویز پیش کی کہ سفیر صاحب کو
انبالہ لیجایا جاوے وہان پہونچکر شرائط عہدنامہ طے ہوجائینگی تب صاحب ممدوح نے اس خیال سے کہ یہہ مقام اون
رئیسون کے مقبوضہ مین ہے جو گورنمنٹ سے حمایت کی درخواست کرچکے ہین اور اسوقت زیادہ تر ایسا لشکر ہونے سے
یہہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ ان تمام ملک کے ماتحت و مطیع رنجیت سنگہ ہو جانے کو گویا مین خود قبول اور تسلیم
کرتا ہون اسلئے جانے سے قطعی انکار کر دیا اور صاف کہلا بھیجا کہ مین لشکر کے ساتھ آگے ہرگز نہین چلونگا
اور آپ خاتمہ ہمارے ٹھہرنے کو کوئی اور مقام تجویز کرنا چاہیے ●

اس معاملہ میں [illegible] معرکہ کی رنجش کا ہونا ۔

اب رنجیت سنگھ سفیر انگریزی کے اس قطعی ارادہ کو متزلزل کرنے اور صاحب موصوف سے اوس امر میں کہ ریاستہاے سرہند پر جو ستلج پار ہیں اوسکو کامل حکومت حاصل ہووے اور گورنمنٹ انگریزی اونکی حامی ہوکر مداخلت نہیں کریگی ایک علانیہ اعتراف حاصل کرنیکو نہایت مستعدی کے ساتھ اپنی انتہائی کوشش کو عمل میں لایا چنانچہ مسٹر مٹکاف صاحب نے اس معرکہ کی کیفیت جو بہت دلچسپ طور سے لکھی ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ وہ رنجیت سنگھ مع دیوان محکم چند و دیوان بھوانی داس و مصر بہیال و فقیر عزیز الدین و فقیر امام الدین و سردار بست سنگھ پدہانیہ بذات خود مٹکاف صاحب کے ڈیرہ پر گیا اور اس معاملہ میں بہت اصرار سے گفتگو کی سفیر انگریزی نے جواب دیا کہ چونکہ ان امور میں پہلے ہی بہت کچھ بحث ہو چکی ہے اور اب میرے پاس کوئی اور تازہ بات کہنے کو نہیں ہے سواے اسکے کہ رنجیت سنگھ کی طرف سے جو بحث پیش ہوئی کہ نواب گورنر جنرل بہادر ریاستہاے سرہند جو ستلج کے اوس طرف ہیں انکا انفصال آپکی راے پر محول کرتے ہیں ۔ مٹکاف صاحب نے کہا کہ ایسا ہی ارادہ ہے مگر صرف اتنا ہے کہ اوسکا جواب گورنر جنرل بہادر بیشک بھیجیں اس باب میں ایک مفصل کیفیت لکھی ہے اور میں بھی دیکھونگا اگر کوئی اجازت اس معاملہ کی قطعی فیصلہ کرنے کی بابت ہوگا ورنہ مجھکو ایسی ہدایت ہے کہ میری جانب سے اگر کوئی کارروائی کیجاوے تو وہ جائز نہیں ہو سکتی ہے ۔ ۔۔

نقل فقرہ چٹھی مسٹر مٹکاف صاحب

اس معرکہ پر جو نقشہ لکھا ہے صاحب موصوف کی اور سے چٹھی میں جس میں اس ملاقات کا حال اونہوں نے تحریر کیا تھا یہاں ایک فقرہ بجنسہ نقل کیا جاتا وہ یہہ ہے کہ وہ راجہ صاحب اپنی خواہشوں کے بیان کی طرف دوبارہ رجوع کرکے یہہ کہا کہ میں

ولیکن جو ذرا سا شک باقی ہے اوسکی وجہ یہہ ہے کہ میری سمجھہ مین یہہ بات نہین آتی کہ نواب
گورنر جنرل بہادر اس خفیف سی درخواست کے قبول کرنے مین کیون تامل فرماتے ہین مین گورنمنٹ
انگریزی سے کوئی ملک نہین مانگتا صرف یہہ چاہتا ہون کہ اپنے خاص قوم کے لوگون کے ساتھہ
جو میری رعایا ہین اپنے معاملات مین بغیر مداخلت گورنمنٹ انگریزی کے برتاؤ کرون اور وہ
تو سب میری ماتحتی کو قبول کرتے ہین اور مین نواب گورنر جنرل سے صرف اتنی بات کہلانی چاہتا ہون
کہ جس بات کو سب قبول کرتے ہین اوسمین ہمکو بہی کچھہ کلام نہین ہے - اور سرکار انگریزی نے تو بڑی
بڑی آمدنی کے ملک اور علاقے اکثر موقعون پر لوگون کو عطا کئے ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ وہ
اپنے دوستون کی خاطر کسی ایسی بات سے کبہی دریغ نہین کرتی اور مین حیران ہون کہ میری چہوٹی سی
درخواست کی منظوری مین کیون تامل کیا جاتا ہے - اس بات کا مین نے یہہ جواب دیا کہ اگر آپ کی درخواست
ایسی چہوٹی سی ہے تو تعجب ہے کہ آپ اوسکی بابت مین اسقدر کیون تاکید کرتے ہین اور اگر یہہ کچھہ بڑی
بات ہے تو پہر آپکو تعجب نہین کرنا چاہئے کہ اوسپر کسی قدر غور اور فکر کرنا بہی ضروری بات ہے -

فریقین کا اپنی اپنی بات پر جمے رہنا -

آخرکار سفیر انگریزی نے قطعی جواب دیدیا کہ جیسا آپ چاہتے ہین اس قسم کا
اقرار مین بغیر استصواب اپنی گورنمنٹ کے نہین کرونگا - اور نہ اس سے زیادہ مین
اور کچھہ اقرار کرسکتا ہون کہ تمام حالات کو گورنر جنرل کی خدمت مین غور کیواسطے لکھہ بہیجونگا -
اب اس ملاقات کے بعد شرائط عہدنامہ کو جلد یا کہ قابل اطمینان طور پر طے ہونے کی امید بہت
دور معلوم ہونے لگی اور معلوم ہوتا تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ اس بات پہ جم گئے ہین کہ گورنمنٹ
برطانیہ جب میری درخواستون کو قبول کریگی تب مین عہدنامہ پر دستخط کرونگا -

سفارت سرکار انگلشیہ کا بمقام فتح آباد قیام پذیر ہونا

جب مٹکاف صاحب نے انکو ساتھ انبالہ جانا باوجود انکو بفایدہ پہیلا دونکے قبول نکیا تو رنجیت سنگھ نے مقام فتح آباد سفارت انگریزی کے قیام کیواسطی مقرر کیا اور ایک خریطہ نواب گورنر جنرل کی خدمت مین جسمین بہی دلایل و براہین درج کیگئی تہی جنکا سفیر انگریزی کے دلپر کچھہ اثر نہین ہوا تہا روانہ کرکے یکم نومبر ۱۸۰۸ع کو مالیر کوٹلہ سے منہ فتح کرکے کوچ کردیا ۞

کوٹلہ سے کوچ کے بعد اسکی مہم کے حالات -

رنجیت سنگھ نے سفارت انگریزی کے جدا ہونیکے بعد جو مہم کی وہ نہایت مختصر تہی چنانچہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اوسنے انبالہ کو وہان کے رئیس متوفی کی زوجہ سے چہین لیا اور شاہ آباد کو بہی فتح کرکے اوس بیچاری کا نقد اور زیور بہی اپنی قبضہ تصرف مین لے آیا اور پہر شاہ آباد کو سردار کرم سنگھ کے بیٹون کو بیچنا چاہا مگر کچھہ نذرانہ لیکر کے جس کی ادائگی کی مہاراجہ پٹیالہ نے ضمانت کی تہی پہرا انکو واپس دے دیا -

رنجیت سنگھ کا پٹیالہ کیطرف کوچ کرنا -

رنجیت سنگھ کی فضیلت اور بالادستی کو جسے وہ تشدد اور فریب یا کہ تشدد سے فوراً عمل مین لاتا تہا سبھی نے قبول کر لیا تہا صرف سردار بہنگا سنگھ تہانیسر والہ اور راجہ صاحب پٹیالہ نے نہین مانا - رنجیت سنگھ نے ماہ نومبر کے تیسرے ہفتہ مین دارالریاست پٹیالہ کی طرف کوچ کیا یہان بہنگا سنگھ بہی راجہ صاحب سے آکر شامل ہوگیا - ان دونوکی متفقہ فوجین رنجیت سنگھ سے سخت مقابلہ کرتین مگر وہ بہ نسبت جنگ جو ہونیکے مدبر زیادہ تہا کمزورون ہی پر حملہ کرنے کو ترجیح دیتا تہا - چنانچہ اپنے اس تمام سفر مین راجہ صاحب سنگھ کے علاقہ کو کسی طرح کا نقصان پہونچانے سے بڑی احتیاط کے ساتھہ احتراز کرتا رہا اور اسیطرح

شد و مد کے ساتھہ روساء اندرونی ستلج کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر حمایت ہونیکا اعلان کیا گیا تہا۔

بموجب ہدایت نواب گورنر جنرل بہادر مورخہ اکتیسوین اکتوبر ۱۸۰۸ء مسٹر مٹکاف صاحب کا مراسلہ بنام رنجیت سنگہ مورخہ بارہوین دسمبر ۱۸۰۸ء۔

مٹکاف صاحب کے مراسلہ مورخہ بارہوین دسمبر کے پڑہنے سے اون وجوہ کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے جنکے سبب گورنمنٹ کو یہہ فیصلہ کرنا پڑا تہا مگر علاوہ اونکے چند اور وجوہات ہین جنکا علانیہ طور پر بیان کردینا اسوقت مناسب حال نہ تہا مقتضی اس امر کی نہین تہے۔

ترجمہ مراسلہ

ترجمہ مراسلہ مسٹر مٹکاف صاحب مورخہ بارہوین دسمبر ۱۸۰۸ء بنام راجہ صاحب لاہور۔
نواب گورنر جنرل بہادر کو اس بات کے سننے سے نہایت تعجب اور تفکر خاطر پیدا ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب کا ارادہ اون روساء کو اپنا مطیع کرنیکا ہے جو ایک عرصہ دراز سے سرکار انگریزی کے زیر حمایت تصور کیے جاتے ہین جو ہندوستان کے شمال مین حکمران ہین اور چند روز سے الیکو اس امر کو دریافت کرکے بالتخصیص تہوڑی حیرت ہوئی ہے کہ مہاراجہ صاحب اپنے اس ارادہ کے عمل مین لانیکے واسطے سرکار انگریزی کی منظوری چاہتے ہین۔ سرکار انگریزی کو مرہٹون پر فتحیاب ہونیکے بعد وہی اقتدار اور حقوق ہندوستان کے شمال مین حاصل ہوگئے ہین جو پیشتر ازین مرہٹون کو حاصل تہے اوسوقت مہاراجہ صاحب کو اوس ملک پر جو ستلج اور جمنا کے مابین واقع ہے کسی طرح کا دعوی نہ تہا بلکہ اوایل جنگ مذکورہ بالا مین لارڈ لیک صاحب مرحوم کے پاس مہاراجہ صاحب کی جانب سے ایک ایلچی اس مضمون کا آیا تہا کہ میری یہہ خواہش ہے کہ میری اور گورنمنٹ انگریزی کے قلمرو کے مابین دریاء ستلج بطور سرحد کے سمجہا جاوے جس سے صاف ثابت ہے کہ اوس زمانہ مین مہاراجہ صاحب کو یہہ بات بخوبی معلوم تہی کہ ملک مذکور اوس سلطنت کے ساتھہ تعلق رکہتا ہے جو ہندوستان کے شمال مین سب پر غالب تہا۔ جب سے گورنمنٹ انگریزی کو اقتدار مذکورہ بالا حاصل ہوا ہے اوسوقت سے دریاء جمنا اور ستلج کے مابین تمام روساء کو خراج ادا کرنے سے اور دیگر قسم کی تابعداری سے جو اونکو مرہٹون کے زمانہ مین کرنی پڑتی تہی بری کردیا ہے اور اونکو اس امر کی اجازت دیدی گئی ہے کہ سرانجام اپنے معاملات کا بلا مداخلت غیرے کرتے رہین۔ نتیجہ یہہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہہ رعایتین صرف اس غرض سے کی گئی تہین کہ اون روساء کو فایدہ پہنچے نہ اس غرض سے کہ نقصان پہنچے اور سرکار انگلشیہ کا یہہ منشا کبھی نہین تہا کہ کوئی دوسری سرکار گورنمنٹ کی بردباری سے ناجائز یہہ فایدہ اوٹہاوے کہ اون روساء کو جنکو خود گورنمنٹ انگریزی نے خاص مہربانی سے [illegible] تکالیف سے نجات دی ہو اپنا مطیع بنالے [illegible] پس نظر برآن مہاراجہ صاحب کی

درخواست کے جواب مین یہہ بات بطور اعلان بیان کیجاتی ہی کہ گورنمنٹ اس بات کو ہرگز منظور نہین کرسکتی کہ ان
رؤسا کو مہاراجہ صاحب یا کوئی اور سلطنت اپنا مطیع بناوے اور یہہ امر بخوبی واضح رہی کہ وہ رؤسا حسب ضابطہ معینہ گورنمنٹ
برطانیہ کے زیر حمایت ہین اور آیندہ بھی رہینگے -

علاوہ ان وجوہات کے جو اون ٹھیک اور واجبی اصول کے ظاہر کردینے کو کافی ہین جنکے سبب گورنمنٹ برطانیہ اس
بات پر مستعد ہوئی ہی بہت سی اور باتین مہاراجہ صاحب کی کارروائی ہا متعلقہ تجویز مذکورہ مین اس قسم کی واقع
ہوئی ہین جنکے باعث سے مہاراجہ صاحب کی تجویز کو گورنمنٹ کسی حالت مین منظور نہین کرسکتی مثلاً گورنمنٹ انگریزی نے
ایک سفیر مہاراجہ صاحب کی خدمت مین اس امر کی اطلاع کے لئے روانہ کیا کہ ایک خوف عظیم پیش آنے والا ہے
اور اوسکو رفع کرنے کے لئے گورنمنٹ انگریزی آپکو امداد دیا چاہتی ہی اور چند تجاویز معرفت سفیر مذکور ایسی پیش کین
جو خاص کر مہاراجہ صاحب ہی کے مفید مطلب خیال کی گئی تہین مگر معلوم نہین کہ مہاراجہ صاحب نے کیون ان تجاویز
کو اوس اعتماد اور خلوص باطنی کی نظر سے نہین دیکھا جس نظر سے گورنمنٹ نے اونکو پیش کیا تہا بلکہ جواب مین
اون رؤسا کے مطیع کرنے کے باب مین جو گورنمنٹ سے تعلق رکہتی ہین مطالبہ شروع کردیا اور لارڈ صاحب گورنر جنرل بہادر
کی دوستانہ تجاویز کا قبول کرنا اپنی اس درخواست کی منظوری پر منحصر اور مشروط کردیا - ایسی اس قسم کی کسی
درخواست کے منظور کرنے کو گورنمنٹ انگریزی بالکل اپنی شان کے خلاف سمجہتی ہی علاوہ اسکے مہاراجہ صاحب نے گورنمنٹ
کی خدمت مین ادہر تو یہہ درخواست پیش کی اور ادہر بلا انتظار حصول جواب اون رؤسا کے مطیع کرنیکا ارادہ
پورا کرنے کے واسطے روانہ ہوئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مہاراجہ صاحب یہہ چاہتے ہین کہ خواہ جواب اونکی حسب
دلخواہ آوے خواہ نہ آوے اپنا مطلب پورا کرلین حالانکہ مہاراجہ صاحب نے اس درخواست کے پیش کرنے سے پہلا یہہ
کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہونگے کہ بلا منظوری گورنمنٹ کے اونکو اس ملک پر جو ستلج اور جمنا کے مابین واقع ہی حملہ کرنیکا
کچھہ حق حاصل نہین ہی کیونکہ اگر یہہ بات نہ ہوتی تو مہاراجہ صاحب کو گورنمنٹ سے اس بات مین درخواست کرنی
کیا ضرور تہی - پس بلا انتظار جواب اپنے ارادہ کے پورا کرنیکے واسطے قدم بڑہانا گورنمنٹ انگریزی کی واجبی
تعظیم کے بالکل مخالف ہوا اور نیز یہہ فعل ایک نہایت نامناسب معاوضہ ہوا اوس دوستانہ اعتماد کا جو گورنمنٹ
انگریزی نے مہاراجہ صاحب پر کیا تہا اور یہہ امر اون تمام دستورون کے بہی خلاف ہی جو سلطنتون مین رائج ہ
این یہہ ہی کہ جب ایک سلطنت دوسری سلطنت سے کسی بات مین کچہہ درخواست کرتی ہی اور اوسکا فیصلہ جواب پر منحصر ہوتا ہی تو
یہہ اصول [illegible] جواب آنے تک [illegible] ہو ایسا [illegible] ہوتا ہی کہ
مہاراجہ صاحب [illegible] مہاراجہ صاحب [illegible]
[illegible] مہاراجہ صاحب [illegible] اطلاع [illegible]

روانہ ہوئے اور اگرچہ علاقہ انگریزی کے حدود کے قریب تک مہاراجہ صاحب اپنی افواج کو لے گئے مگر اپنے
ارادہ ونکا حال صاف طور پر مجھکو کبھی نہین بتلایا بلکہ بعض اوقات ایسا بھی کیا کہ ارادہ تو کچھہ ظاہر کیا اور عمل کچھہ
اور ہی کر دکھایا علاوہ ان باتون کے جو برتاو مہاراجہ صاحب نے خاص میرے ساتھہ جو گورنمنٹ انگریزی کی جانب
سے سفیر ہو کر آیا تھا کیا ہے وہ بہت باتون مین نہ تو اوس سلطنت عظیم کی شان اور ادب کے ہی موافق تھا
اور نہ اوس اعتماد کے ہی شایان تھا جو ایک دوست سلطنت کی نسبت کرنا واجب ہے اور ان باتون کی تشریح
مہاراجہ صاحب کے لوح دل پر خود ہی منقوش ہوگی اور جب وہ خیال کرینگے تو تمام باتین جنکے سبب سے یہہ شکایت
پیدا ہوئی ہے اونکو خود ہی یاد آجاوینگی پس اس موقع پر اونکا مفصل بیان کرنا کچھہ ضرور نہین ہے
اور صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ یہہ تمام باتین بالکل منافی اور مخالف اوس رسم و رواج اور دستورات حفظ مراتب
و وداد باہمی سلاطین کے ہین جنکو موافق عموماً ہر جگہہ عمل درآمد کیا جاتا ہے پس ایسی صورت مین اگر مہاراجہ صاحب
کی درخواست معقول ہوتی تو بھی اوسکا منظور ہونا ناممکن تھا لہذا حسب الارشاد رایٹ انریبل نواب گورنر
جنرل بہادر انڈیا گورنمنٹ عالیہ برطانیہ مین صاف صاف اور قطعی طور پر یہہ تنبیہ کرتا ہون کہ دریای ستلج اور جمنا
کے مابین جو ملک واقع ہے اوسپر مہاراجہ صاحب ہرگز ہرگز دعوی نکرین اور مین یہہ بھی کہتا ہون کہ جب سے گورنمنٹ برطانیہ
کے ساتھہ مہاراجہ صاحب کے بزرگون سے عہد نامہ ہوا ہے آپکو پہلے پہل تخت کیا شروع ہوئی ہے اوس وقت سے جو مقامات دریای ستلج اور جمنا
کے مابین آپکے قبضہ مین آئے ہون اونپر گورنمنٹ آپکا کچھہ حق نہین قبول کر سکتی اور حضور گورنر جنرل بہادر اپنے اوپر
اس بات کی توقع رکھنا بیجا سمجھتے ہین اور اونکو نزدیک ایسی کچھہ شک نہین ہے کہ مہاراجہ صاحب نے جو مقامات مذکورہ بالا
وقتاً فوقتاً قبضہ مین لئے ہین اونکو مالکان سابق کے حوالہ کر دینگے اور دریای جمنا کی جانب دریای ستلج کے داہنے کنارہ سے ایک قدم
آگے نہین بڑھینگے سوا اسکے کہ دریای مذکور کے بائین کنارہ پر فوج رکھنے سے مہاراجہ صاحب کا اسکے سوا اور کوئی مطلب نہین
ہو سکتا کہ روسا جو سرحد ستلج کو جنکو گورنمنٹ نے علی الاعلان اب سے اپنا محفوظ قرار دیا ہے ڈرائین اور اونکو اپنا
مطیع بنالین مین ان خیالات کے ظاہر کرنے مین حسب الحکم گورنمنٹ مہاراجہ صاحب کو یہہ بھی اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ
انگریزی کی یہہ تمنا ہے کہ آپکی ریاست کے ساتھہ نہایت درجہ روابط دوستانہ قایم ہو جائین اور اس دوستی کی روز بروز ترقی
ہوتی رہے اور گورنمنٹ برطانیہ اپنے واسطے کوئی ملک نہین چاہتی جسقدر ملک بالفعل اوسکے قبضہ مین ہے وہ کافی ہے - اور
گورنمنٹ موصوف کا منشاء دلی صرف یہہ ہے کہ اپنے علاقہ مقبوضہ کی حالت کو ترقی دیوے - اور رعایا کی خوشحالی اور فارغ البالی کو ترقی
ہو سرکار انگریزی سب لوگون سے صلح رکھنی پسند کرتی ہے لیکن جو لوگ گورنمنٹ کے ساتھہ اتفاق رکھتے ہین اور سرکار کی مدد کی
حفاظت اور حمایت کے مستحق ہین اونکا مطیع کئے جانا کسی طرح منظور نہین کر سکتی - مگر بہرحال گورنمنٹ انگریزی مہاراجہ صاحب کی
بدل خیر خواہ ہے اور مہاراجہ دیکھینگے کہ طریق دوستی گورنمنٹ کی بالکل یہی ہے تاکہ آپکی ریاست مین بھی امن قایم ہو جاوے

بیان اون اصول جوکہ کا جنکم باعث سے گورنمنٹ نے اپنا مذکورہ بالا ارادہ قایم کیا تہا -

فرانسیسون کی حملہ آوری کو جو دراصل ایک ناممکن بات تہی سب لوگ اب ناممکن سمجہنے لگے تہے اور اس وجہہ سے فرانس کے مقابلہ کے لئے رنجیت سنگہ کے ساتہہ اتحاد پیدا کرنے کی خواہش بہی بالطبع کم ہوتی جاتی تہی اور گورنمنٹ کو کسی حالت مین یہہ بات پسند نہ تہی کہ ایک ایسا عہدنامہ حاصل کرنیکی خاطر جو غالباً منعقد ہونے کے بعد کسی مصرف کا نہ تہا اپنی شمالی سرحد مین ہمیشہ جہگڑے اور فساد ہونے دے اور اول تو فرانسیسون کا حملہ آور ہونا ہی ایک امر قریب بمحال تہا - دوسرے اگر عہدنامہ منعقد ہو بہی جاتا تو بہی یہہ یقین نہ تہا کہ اگر اہل فرانس نے حملہ کیا تو رنجیت سنگہ اسکو ملحوظ رکہیگا - پس گورنمنٹ نے اس بات کو خوب سوچ سمجہہ لیا تہا کہ درحالیکہ رنجیت سنگہ اپنے ہمقوم رؤسا اور دوستون کے ساتہہ بہی بڑے بڑے موثق عہد کرکے ہمیشہ اونکو توڑتا رہا ہے تو وہ غالباً ایک غیر ملک کی سلطنت کے ساتہہ (یعنی انگریزون کے) جب اسکو رد دینا مین اپنا فایدہ نظر آئیگا کچہہ زیادہ تردد اور [illegible] نہین کریگا -

رنجیت سنگہ نہین چاہتا تہا کہ اس اعلان کو بطور قطعی تسلیم کرلے

مندرجہ بالا امر سلہ مین جو شرایط درج تہین اونکی نسبت رنجیت سنگہ کو اول امید تہی اور ہرچند کہ سفیر انگریزی نے اوسکو یقین دلایا کہ اب یہہ فیصلہ کسی طرح نہین بدل سکتا اور اسبات کا انتظار کیا کہ گورنمنٹ کے مطالب کا بہت جلد جواب دے - مگر رنجیت سنگہ بظاہر یہی کہتا رہا کہ گورنر جنرل بہادر کا یہہ فیصلہ قطعی نہین ہے اور نامہ و پیام سے اسمین تغیر تبدل ہو سکتا ہے حالانکہ یہہ معاملہ جس رنجیت سنگہ بچانا چاہتا تہا گورنمنٹ پہلے ہی [illegible] کر چکی تہی - اب اگرچہ وہ گورنمنٹ انگریزی کو خیال مین نہ لاتا اور اوسکی بات نہ ماننے سے نہی ڈرتا تہا مگر یہہ بات اوسکو دلمین کسی طرح نہین سما سکتی تہی کہ [illegible]

علاقہ کو چھوڑ دوں یعنی انبالہ - فرید کوٹ - ساہیوال سے جنکو میں ڈنکے کی چوٹ اور سفیر انگریزی کی آنکھوں کے سامنے فتح کیا ہے قبضہ اوٹھالوں -

اس معاملہ کے تصفیہ اور رنجیت سنگھ کا تعویق میں ڈالنا -

رنجیت سنگھ نے اس معاملہ کے تصفیہ کو ہزار طرح کے مکر و فریب سے ٹالنا اور تعویق میں ڈالنا شروع کیا مثلاً کبھی تو یہہ کہدیا کہ یہہ بہ پال وکیل کیوں نہیں اُسے مشورہ کرنا اور ضروری ہے اور اُسکا ضرور طلب کرنا چاہیئے - کبھی یہہ حیلہ کیا کہ صرف سنت سنگھ کے پہونچنے کا انتظار ہے - وہ آجاے تو تمام امور طے ہوجائیں - پھر کہدیا کہ امرتسر میں تو فساد ہوگیا ہے اسلئے لاہور جانا ضرور ہے - پھر لاہور جاکر کہدیا کہ یہاں بھی ویسا ہی فساد ہوجانے کی وجہہ سے ان معاملات کیطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں ملتی - غرضکہ رنجیت سنگھ نے باوجود گورنمنٹ کے ارشاد کی تعمیل کا اقرار اور وعدہ کرنا مگر ایفاے وعدہ کا کبھی قصد نہیں کیا -

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی شکایت غیر معقول نہ تھیں -

اور اوسکو گورنمنٹ انگریزی کی اس تبدیل ارادہ (پالیسی) کی سخت شکایت تھی کہ سفیر بھیجا تو اس مطلب کیواسطے تھا کہ گورنمنٹ اور سلطنت لاہور کے باہم رابطہ دوستی و اتحاد کو ترقی ہو اور فرانس کے مقابلہ میں ایک عہدنامہ منعقد ہوجاے مگر اس اتحاد اور دوستی کا ظہور جو ہوا وہ صرف یہہ ہوا کہ جس نے میرے تمام ارادوں اور منصوبوں کو ہی خوب توڑ کچھہ نہ تھی تھے اور نہ محل تعجب ہی تھی ڈھادیا اور عہدنامہ کے اصل مطلب کا ذکر ہی گم کر دیا گیا - [۵۱]

[۵۱] اس بات سے انکار کرنا امکان ہے کہ رنجیت سنگھ کی شکایت کسیقدر صحیح تھی - اور کرنیل اختر لونی صاحب کے نام جو ہدایات گورنمنٹ سے (مورخہ تیسویں جنوری ۱۸۰۹ء) صادر ہوئی تھیں اونمیں سے مندرجہ ذیل عبارت بھی اس مطلب پر خاص دلالت کرتی ہے - وھو ھذا - حالمیں جو خبریں یورپ و مانکے حالات میں ایک موافق مدعا تغیر و تبدیل ہونیکی بابت آئی ہیں اون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگرچہ سلطنت فرانس کا ارادہ ہمارے مقبوضات [۱۴]

رنجیت سنگہ کا انگریزون سے لڑنیکا قصد کرنا اور جنگ کی تیاریان

اب رنجیت سنگہ نے یہہ ٹہان لی کہ انگریزون سے جنگ ہی کرنی چاہئے کیونکہ اوسکو یہہ خیال ہوگیا کہ اگر انگریزی فوج اب اس طرف دریاے ستلج کے آ بڑہ آویگی تو یہہ اس بات کی علامت ہے کہ کسی دن تہوڑے ہی عرصہ مین میری قلمرو خاص بہی ان غیر ملک کے لوگون کے ہاتہہ مین چلی جائیگی۔ اس سبب سے وہ نسبت ایسی صلح کرنیکے لڑائی ہی کرنیکو پسند کرنے لگا کیونکہ اوسکو جو یہہ دہن لگی ہوئی تہی کہ ملک واقع مابین جمنا و ستلج پر متسلط ہوجاے۔ وہ خیال کرتا تہا کہ اس لڑائی لڑنے سے شاید مین اپنے اس مدعا پر کامیاب ہوجاؤن۔ چنانچہ اوسنے نہایت مستعدی سے اپنی جنگی تیاریان کرنی شروع کین اور تمام اطراف سے اپنی افواج کو طلب کیا گولہ بارود وغیرہ سامان جنگ بہت جمع کیا امرتسر مین گوبندگڑہ کا نیا قلعہ جو حفاظت کے واسطے ہر طرح سے درست و مضبوط کیا گیا تہا اوسمین بہت مدت کی لڑائی اور محاصرہ کی حالت کیواسطے کہانے پینے کا سامان جمع کیا گیا اور دیوان محکم چند جو تمام سکہہ سردارون مین بڑا بہادر سپہ سالار اور انگریزونکا دشمن جانی تہا اور اسوقت کوہستان کانگڑہ پر چڑہائی کرنیکے لئے ایک بڑی فوج کے ساتہہ ابہی سرحد کی مدد کیواسطے بہیجا ہوا تہا فوراً طلب کیا گیا چنانچہ اوسنے پہلور کیطرف جو شہر لدہیانہ کے مقابل دریاے ستلج کا ایک مشہور گہاٹ ہے کوچ کیا اور وہان آکر خیمہ زن ہوگیا۔

رنجیت سنگہ کا تبدیل قصد اور اوسکا اپنی فوجکو وہانسے واپس بلالینا۔

مگر رنجیت سنگہ کا یہہ ارادہ بہت جلد بدل گیا۔ اور اگرچہ ابہی تک اسمین یہہ بات

۱۴۵ واقعہ مذکورہ پر مہم کرنیکا بالکل فسخ نہین ہوگیا ہے تاہم اوسمین استقدر التوا تو ضرور واقع ہوگیا ہے کہ اہل فرانس کے مقابلہ کیواسطے بہت جلد تیاری کرنے اور کسی خاص فوج کی تعیناتی پنجاب مین لانیکی جو کچہہ ضرورت تہی وہ رہی ہے نظر بران گورنمنٹ نے اون خیالات کو اور اپنے اوس ارادہ کو جنکی بموجب آپکے پاس چٹہی ابتدائی مورخہ ۱۹ انیسوین ماہ گذشتہ قرار دیکر بہیجی گئی تہین اب بالکل بدل دیا ہے فقط ۔ مٹکاف

علانیہ اور عموماً مشہور تھی کہ بحکم فیصلہ دریای ستلج سے عبور کر کے بہت جلد سپاہ مقیم انبالہ سے جا ملیگا مگر بارہوین (۱۲) جنوری کو پیادون کی چار کمپنیون کے سوا اور تمام سپاہ انبالہ سے واپس بلا لیگئی لیکن انبالہ سے چلکر اس فوج نے اس خیال سے کہ راجہ صاحب سنگھ بہی کیا یاد کرینگے - مقامات نعمت پور و جلبسوا کو جو پٹیالہ سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں لوٹ لیا -

بسر کردگی کرنیل اختر لونی صاحب انگریزی سپاہ کے ایک دستہ کا ستلج کی طرف کوچ کرنا باہ جنوری سنہ ۱۸۰۹ء

چونکہ گورنمنٹ انگریزی اب یہہ بات بطور پختہ ٹھہرا لی تہی کہ ایک فوج دریای ستلج کے کنارے پر مقیم کردیجاوے تاکہ رنجیت سنگھ جو دریا کیطرف اپنی طاقت نہ بڑھاوے اور رؤسای اسپار ستلج کا پورا اطمینان ہو کہ سرکار انگریزی ہماری حامی ہے اسلئے اوس فوج نے جو اس کام کے لئے مامور ہوئی تہی سولہوین (۱۶) جنوری سنہ ۱۸۰۹ء کو دریای ستلج عبور کیا یہہ سپاہ لفٹنٹ کرنل ڈیوڈ اختر لونی کے ماتحت تہی -

کرنل اختر لونی صاحب کی ذاتی [illegible] اوصاف [illegible] معاملات [illegible] اور [illegible] کا جو اس [illegible] نے اونکو [illegible]

صاحب موصوف کو گورنمنٹ نے خاص اس کام کیلئے منتخب کیا تھا کیونکہ اس سبب انتخاب کیا تہا کہ وہ علاوہ اعلیٰ درجہ کی ہوشمندی اور مستعدی اور لیاقت ذاتی کے سرحد شمالی و مغربی کی (پولیٹکس) یعنی معاملات و مصالح ملکی سے بہی خوب واقفیت رکہتے تہے کرنل اختر لونی صاحب کو جو ہدایات گورنمنٹ کی طرف سے ہوئی تہین وہ حسب تفصیل ذیل تہین - مگر اونکو یہہ بہی لکہا گیا تہا کہ اپنے کار منصبی میں بہت سا مدار خود آپکی رای پر بہی محول ہے -

خلاصہ ہدایات

اول یہہ کہ صاحب موصوف مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حرکات و سکنات کو ہمیشہ دیکہتے رہیں اور اوسکی جنگی طاقت کا اور اوسکے دیگر وسایل و اسباب قوت کا اور اوسکے ماتحت

رؤسا کی نیت کا حال دریافت کرتے رہیں اور اس امر کی احتیاط رکہیں کہ گورنمنٹ کیطرف سے
رنجیت سنگہ کے ساتہہ کسی طرحکا اقرار نکرلیں اور پنجاب خاص کے نارضامند رؤسا کی بابت یہہ ہدایت
صادر کی گئی تہی کہ اگر وہ گورنمنٹ کو امداد دینی چاہیں یا ستلج کی حمایت ہون تو اونکی درخواست
پر التفات نکریں مگر یہہ بات اونکو سمجہا دیں کہ گو بالفعل نہیں مگر آیندہ اونکی خدمات شاید
کسی موقع پر قبول کیجا سکیں - دویم یہہ کہ جو معاہدہ کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے والی پٹیالہ اور دیگر
رؤسا سے زبردستی لئے تہے وہ قابل پابندی نہ سمجھے جائیں - سوم مہاراجہ پر خاص طور سے تاکید
رکہنی چاہیے کہ رؤسا اپنے وسط ستلج کو سرکار انگریزی کی حفاظت میں آنیکے پر یہہ دلیل پیش کرکے
راضی کیا جاوے اور یہہ بات اونکے ذہن نشین کرنی چاہیے کہ خود تمہاری ہی قایم اور برقرار
رہنے کے واسطے یہہ بات نہایت ضرور ہے اور گورنمنٹ کو تمہاری دوستی سے جو فایدہ حاصل ہوسکتا ہے
وہ صرف یہہ ہے کہ کسی ضرورت کے وقت پر ایسے احسان مند رئیس وسط کا ایک تہانہ جو بلحاظ فواید خود
گورنمنٹ کے ساتہہ اپنا رشتہ محبت مستحکم رکہنا فرض تصور کرتے ہون موجود رہے اور یہہ حفاظت اور
حمایت ابتدائی عام طور کی مگر بعدہ محدود (یعنی بشرایط مناسب مشروط) ہونی چاہیے - اور اون سے
بالفعل کچھہ روپیہ کی مدد نہیں مانگی جائیگی مگر آیندہ اونکی حفاظت کیواسطے جو اخراجات سرکار کو
کرنے پڑینگے اوسکی بابت اون سے امداد خرچ لیجائیگی - اختر لونی صاحب کو یہہ بھی ہدایت کی گئی
تہی کہ جو سپاہ تمہارے ماتحت ہے وہ آخر کار اون مقامات کے واپس لینے میں مصروف ہو کہ جن پر
رنجیت سنگہ اپنی پچہلی مہم کے زمانہ میں قابض ہو گیا ہے -

رنجیت سنگہ کا رئیس پٹیالہ کو لاہور بلانا اور اوسکا انکار کرنا -

چودہوین جنوری ۱۸۰۹ع کو بہائی گوربخش سنگہ نام ایک معتمد ریاست

لاہور اس مطلب کیواسطے وارد پٹیالہ ہوا کہ راجہ صاحب سنگہ یا اوسکے اہلکار اعلیٰ چین سنگہ کو
معہ رئیس نابہہ اور جیند کے رنجیت سنگہ کی خدمت مین حاضر ہونیکو واسطے امرت سر لیجاوے ۔
راجہ صاحب سنگہ چونکہ اس بات کو جانتے تہے کہ اہل فرنگ ستلج سے عبور کرنیکی طیاری کر رہے ہین اسلئے
کسی کو امرت سر بہیجنے سے اونہون نے انکار کر دیا اور یہہ کہا کہ جسونت سنگہ والی نابہہ کو جانے نہ جانیکا
اختیار ہے اور اسبات پر اپنی بڑی خوشی ظاہر کی کہ راجہ بہاگ سنگہ والی جیند صاحب رزیڈنٹ دہلی
کی فرمایش سے کرنل اختر لونی صاحب سے جا ملے ۔

کرنل اختر لونی صاحب کا پٹیالہ پہونچنا اور راجہ صاحب سنگہ کا بہت ہی مسرور ہونا ۔

کرنل اختر لونی صاحب یکم فروری کو پٹیالہ پہونچے جن جن رؤسا کے علاقہ مین ہو کر
وہ گذرے وہ نہایت خوشی سے اون سے ملے ۔ اور رانی دیا کنور انبالہ والی خود صاحب
ممدوح کے پاس جو گورنمنٹ کیطرف سے مختار تہے اپنے علاقہ کے بحال کئے جانیکا شکریہ
ادا کرنیکو واسطے آئی ۔ راجہ صاحب سنگہ نے اون سے ملاقات کے موقع پر نہایت ہی جوش کی سی بہونڈی
کی مسرت ظاہر کی ۔ کہ جس سے ثابت ہوتا تہا کہ انکو رنجیت سنگہ کے خوف سے نجات پانے کی نہایت
ہی خوشی ہوئی ہے [51] ۔ پانچوین فروری کو سپاہ انگریزی نے نابہہ کیطرف کوچ کیا یہان راجہ
جسونت سنگہ نے کرنل اختر لونی صاحب سے ایسی ہی خوشی مگر زیادہ تر سلیقہ کے ساتہہ ملاقات کی

رئیس مالیر کوٹلہ کو ریاست پر بحال کرنا ۔

بعدہ کرنل صاحب موصوف مالیر کوٹلہ گئے اور یہان کے افغان رئیس کو پہر مسند حکومت
پر متمکن کیا ۔ کیونکہ یہہ بات ناظرین کتاب ہذا کو یاد ہوگی کہ رنجیت سنگہ نے اس

[51] راجہ صاحب سنگہ کی غفلت کا تہوڑا سا حال ظاہر کرنیکو واسطے یہہ بات یہان لکہی جاتی ہے کہ کرنل اختر لونی صاحب سے
انکی ملاقات صبح کے وقت ٹہہری تہی مگر دوپہر سے پہلے حاصل نہو سکی وجہ یہہ تہی کہ روسا راجہ صاحب سنگہ کو کسی گنبد کے ساتہ اتنی بات
سمجہاتے رہے کہ اپنے فرزند کو بہی جسکی بارہ برس کی عمر تہی ملاقات مین اپنے ساتہہ بہیجے دیجے ۔ مصنف

چہوٹی سی ریاست سے ایک لاکھ روپیہ طلب کیا تہا اور راجہ صاحب پٹیالہ اور اور روسا کو جنکی تہانے اور تحصیلین اوسوقت اوسکے ملک مین مقرر تہین اس روپیہ ادا کرنے کے ضامن ہونے پر مجبور کیا تہا۔

انعقاد معاہدہ کی بات چیت کی حالت بمقام لاہور۔

لاہور مین انعقاد معاہدہ کا معاملہ دگرگون ہوتا جاتا تہا اور رنجیت سنگہ یہہ کہتا تہا کہ مین اپنی فوج کے پاس جو ستلج پر متعین ہی جاتا ہون اور اوسکا یہہ عمل اعلان جنگ کے برابر متصور ہونیوالا تہا۔

رنجیت سنگہ کا انکار مقامات مقبوضہ کے خالی کرنے سے

رنجیت سنگہ فرید کوٹ اور اور مقامات سے جو ستلج کی جنوب کی طرف واقع تہے دست بردار ہونے پر رضامند نہ تہا اور جو سپاہ انبالہ سے والیس بلائی گئی تہی اوسنے ہنوز ستلج کے اس پار (یعنی جانب شمال) عبور نہین کیا تہا اور پہلور مین فوج بہ تقرری متعین کی جاتی تہی - اور لڑائی کی تمام طیاریان ہو رہی تہین اسپر دیوان محکم چند نے یہہ حرکت کی کہ سفیر انگریزی کی ڈاک روکدی اور ایسی خبرین پہیلائین جنسے مٹکاف صاحب کا یہہ ارادہ ہوا کہ اسباب خیرخواہی نہ خواہی سلسلہ انعقاد معاہدہ کو منقطع کرکے امرتسر سے چلا جاویگا چنانچہ مٹکاف صاحب نے اپنی یہہ رای ظاہر کی کہ رنجیت سنگہ کا ارادہ بالکل جنگ کرنیکا ہی اور صاحب گورنر جنرل بہادر کو لکہا کہ رنجیت سنگہ کی طاقت کو توڑنے اور ایک قابل اطمینان صلح قایم کرنے کیواسطے اوسکے ملک پر حملہ کرنا ہی بہترین ذریعہ حصول مقاصد مذکورہ کا ہی اور پنجاب مین جو عام نا رضامندی پہیلی ہوئی تہی اوسکو دیکہکر مٹکاف صاحب کو یہہ بہروسہ تہا کہ گورنمنٹ انگریزی ضرور کامیاب ہوگی اور صاحب موصوف کو یہہ بہی ظن غالب تہا کہ تمام بڑے بڑے سردار رنجیت سنگہ کی اطاعت کے جوئے کو جسکا بوجہہ وہ برداشت نہین کرسکتے خوشی تمام پہینک دینگے اور حقیقت مین رنجیت سنگہ کو بہی

یہہ کھٹکا لگا ہوا تہا۔ چنانچہ اوسنے اپنے ساتہیوں سے بڑے بڑے اقرار کئے۔ اور اپنی خوشدامن مائی
سدا کنور کی بہی بہت خوشامد درآمد کی۔ کسواسطے کہ وہ رام گڈھیونکی مشہور و معروف مثل کی
رئیسہ گنی جاتی تہی۔ اور رنجیت سنگہ یہہ بہی جانتا تہا کہ وہ انگریزون سے بہی سازش کر رہی ہے چنانچہ
اسنے مائی سدا کنور کی دختر مہتاب کنور کے محل مین جو اسکی پہلی رانی تہی اور جسکو مدت سے اوسنے
چہوڑ رکہا تہا پہر اپنا آنا جانا شروع کر دیا۔ اور شیر سنگہ اور تارا سنگہ دونون کو جو مہتاب کنور
کے لڑکے کہلاتے تہے اپنا لڑکا مان لیا حالانکہ یہہ لڑکے نہ رنجیت سنگہ کے تہے نہ مہتاب کنور کے۔ اور
انکو رنجیت سنگہ اتنک اپنی اولاد نہین مانتا تہا۔

انگریزی فوج کی آمد کا اثر

رنجیت سنگہ آخرکار اس بات کو سمجھہ گیا کہ جنرل سینٹ لیجر کے زیر حکم جو ایک
فوج کثیر اور کرنل اختر لونی کے زیر حکم ایک دستہ سپاہ انگریزی چلا آتا ہے اوسکی آمد کا ستلج
کے روسا پر ایک بڑا اثر ہوا ہے اور وہ خوف زدہ ہو کر انگریزون کے ساتہہ معاملہ کرنے کے
خاطر ایک ایک کر کے کہسکنے شروع ہو گئے ہین۔ اور اونکی افواج نے بہی جو رنجیت سنگہ کے پاس
حاضر تہین اونہین کی پیروی شروع کر دی ہے۔ اور بلکہ اگر اس موقع پر لاہور ایک بڑی کمک
نہ آتی تو خود دیوان محکم چند کی سپاہ بہی کافور ہو جاتی۔

کرنل اختر لونی صاحب کے پاس رنجیت سنگہ کے سفیرون کا آنا۔

غرضکہ اب تو رنجیت سنگہ کی بہی آنکہین کہل گئین کہ میری مخالفت گورنمنٹ
انگریزی کو اوسکے ارادہ باز نہین رکہہ سکتی۔ اس سبب سے گو وقت کسیقدر گذر چکا
تہا مگر اب وہ ایسی چال چلا جس سے اسکو صلح جو ہونیکا سبکو یقین ہو جاوے۔ چنانچہ اوسنے سردار
سدا سنگہ اور نظام الدین خان کو کرنل اختر لونی صاحب کے پاس اس بات کے معلوم کرنیکو بہیجا

کہ آیا یہہ شخص صاحب مشکاف صاحب کی نسبت کچھہ زیادہ التفات کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین
یا نہین - یہہ معتمد تیرہوین فروری کو کرنل اختر لونی صاحب کے لشکر مین پہونچے اور اونہون نے
صاحب موصوف کے سامنے مشکاف صاحب کی بابت شکایت کی کہ وہ تو کوئی معاملہ صفائی اور
کشادہ دلی کے ساتھہ طے ہی نہین کرتے اور اپنے دل کا بھید ہی نہین کھولتے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ
کی صلح پسندی اور دریا دلی کی بڑی تعریف کی - اور جو حالات اونکو گورنمنٹ کے ارادون کی نسبت
معلوم ہو سکتے تھے اون سے واقفیت حاصل کر کے ان معتمدون نے کرنل صاحب کو اس بات پر راضی
کر لیا کہ چند روز مین مہاراجہ صاحب کے پاس سے جواب آجائیگا اوسکے آنے تک آپ یہان ہی مقیم رہین -

کرنل اختر لونی کا آگے بڑھنے مین توقف کرنا اور اوس کی اس کارروائی سے گورنمنٹ کا ناخوش ہونا

گورنمنٹ نے کرنل اختر لونی صاحب کی کارروائی کو اس معاملہ مین بہت ناپسند کیا
اور اونکو یہہ تحریر کیا کہ آپکو یہہ لازم نہ تھا کہ رنجیت سنگھ کے معتمدون کے کہنے
سے فوج کے آگے قدم بڑہانے مین ذرا بھی تاخیر کرتے اور آپکو جو کچھہ کرنا
چاہئے تھا اوسمین جو ایسی تاخیر کی گئی اوس سے ایک تو سفیر انگریزی کی وقعت اور صاف باطنی پر
حرف آتا ہی دوسرے گورنمنٹ انگریزی کی شان کو جو کہ ہونی چاہئے تھی اور جسقدر رنجیت سنگھ نے
خود سری کا اظہار کیا اوسیقدر گورنمنٹ کی عزت اور مقاصد متقاضی اس امر کے تھے کہ بے تامل
قدم آگے بڑہایا جاتا -

نواب گورنر جنرل بہادر کا اپنی مصلحت کو اوس وقت بدلنا -

گورنر جنرل بہادر کی پالیسی بلحاظ رفتار واقعات بہت کچھہ بدل گئی تھی - اور چونکہ
اب فرانس کی طرف سے کچھہ خوف نہین معلوم ہوتا تھا اس سبب سے وہ اس بات کو
مناسب سمجھتے تھے کہ دریاے ستلج پر کسی اور مقام مین چھاونی ڈالے جانے کا خیال

چھوڑ دیا جاے بلکہ کرنال مین چھاونی قایم کیجاے جہان اوسکا ہونا رنجیت سنگہ کو ناگوار نہوگا۔ مگر صاحب کمانڈر انچیف اور صاحب رزیڈنٹ دہلی اور کرنل اختر لونی صاحب کی عرضداشتون سے آخرکار یہہ ہی صلاح قرار پاگئی کہ لدہیانہ ہی چھاونی کے واسطے اگرچہ بطور عارضی منتخب ہوگیا۔ گورنمنٹ کی پالیسی مین جو تغیر و تبدل ہوا وہ صرف اسقدر تھا کہ فرانسیسون کا حملہ تو اب مدت تک نہین ہوسکتا تھا اسلیے اب رنجیت سنگہ کے ساتھ عہدنامہ دوستی منعقد کرلینے مین چندان گنجایش اعتراض نہین ہے۔ اور نہ اوسکی طاقت کو محدود کرنیکی چندان ضرورت ہے۔ اور چونکہ رنجیت سنگہ کو برابر یہہ بات کہی جاتی رہی کہ جبتک وہ اون باتون کو جو پیش کی گئی ہین قبول نکریگا اوسوقت تک ہم عہدنامہ دوستی منعقد نہین کرسکتے۔ لیکن جبکہ وہ اون باتون پر رضامند ہے اسلیے شایان وقار گورنمنٹ یہہ ہی ہے کہ مہاراجہ لاہور کے ساتھہ اوسیطرح دوستی کرلیجاے۔ چنانچہ مٹکاف صاحب کے پاس ہدایتنامہ جات کے مسودے بہیجے گئے اونکا یہہ مضمون تہا "کہ جو مقامات رنجیت سنگہ نے حالمین فتح کئے ہین اونکو وہ کامل طور پر چھوڑدین اور فتوحات سابقہ مین کچہ دست اندازی نہین کیجاے گی مگر رنجیت سنگہ کو رؤساے سرہند و ستلج پر اون جاگیرون کے لحاظ سے جو اوسنے اونکو خود عطا کی ہین تابعداری کا حق حاصل نہین ہوگا۔"

اختر لونی صاحب کا لدہیانہ پہونچ جانا

کرنل اختر لونی صاحب نے جو ہیوین فروری کو لدہیانہ پہونچ گئے تہے گورنمنٹ کی اوس عتاب آمیز تحریر کے باعث وہان پہونچتے ہی استعفا دیدیا لیکن اگرچہ انکا استعفا منظور ہوگیا مگر انکی خدمات اور سرگرمیون کی اسقدر تعریف اور توصیف ہوئی کہ اونہون نے اپنا استعفا پہر واپس لیلیا۔ اور کرنل موصوف ہی لدہیانہ مین پولٹیکل اور جنگی کام کے ذمہ وار رہے۔

فریدکوٹ کو رنجیت سنگھ کا آخرکار چھوڑ دینا

رنجیت سنگھ کو فریدکوٹ سے جو دیوان محکم چند کے زیر انتظام تھا قبضہ اوٹھانے پر راضی کرنا نہایت دشوار تھا اور اس مقام کے حوالہ کر دینے کے باب میں اسکا خاص الخاص بہت ہی کچھ ساز بازیاں اور شور ہوا کے آخر کو اور جسقدر توقف ممکن تھا عمل میں لایا گیا مسٹر مٹکاف صاحب کو پھر یہ یقین ہوگیا کہ غالباً لڑائی بیطرح نہیں ٹل سکتی۔

آخرکار عہدنامہ کا ہونا۔

مگر آخرکار بتاریخ دوئم اپریل ۱۸۰۹ع فریدکوٹ کو خالی کر دیا اور اوسکو حقدار مالک سابق کے حوالہ کیا گیا یہ تمام ایک عہدنامہ کے انفصال میں کچھ اشکال نہیں رہا تھا اسلئے دوسرا مسودہ جو کلکتہ سے آیا تھا اوسکو رنجیت سنگھ نے تمام وکمال منظور کرکے پچیسویں اپریل کو بمقام لاہور دستخط کر دئے جسکو بعدہ حضور گورنر جنرل بہادر نے بھی باجلاس کونسل حسب ضابطہ منظور فرمایا۔

(عہدنامہ مابین سرکار انگریزی و مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور)

ترجمہ عہدنامہ

چونکہ بعض امور جنکے سبب سرکار انگریزی اور راجہ صاحب لاہور کے باہم کچھ تکرار آپڑی اسے بررضا و رغبت طرفین ادنکا تصفیہ ہوگیا ہے اور فریقین کو باہم کمال دوستی اور اتفاق رکہنا بدل منظور ہے اسسبب دفعات مندرجہ عہدنامہ ہذا کو جنکی پابندی فریقین اور انکے جانشینوں پر واجب اور لازم ہوگی راجہ رنجیت سنگھ نے اصالتاً اور مسٹر چارلس تہیافلس مٹکاف صاحب بہادر نے گورنمنٹ انگلشیہ کی جانب سے وکالتاً منظور کیا۔

دفعہ اول۔ گورنمنٹ انگلشیہ اور ریاست لاہور میں ہمیشہ رابطہ دوستانہ قائم رہیگا اور گورنمنٹ موصوف ریاست لاہور کو ویسی ہی عنایت کی نظر سے دیکھیگی جیسے وہ اور ایشیائی

نہایت دوستدار ریاستون کو دیکہتی ہو اور گورنمنٹ کو راجہ صاحب کے اون علاقجات سے
جو دریای ستلج کے شمال کیجانب واقع ہین اور نیز وہانکی رعایا سے کچہہ سروکار نہوگا -

دفعہ دوم - جو ملک دریای ستلج کے داہنی کنارے پر راجہ صاحب یا اونکے توابعین کے قبضہ مین ہے
اوسمین جسقدر انتظام اندرونی کیواسطے ضرور ہو اوس سے زیادہ فوج کبہی نرہا کرینگی اور اوسکے
قرب وجوار مین جو مقامات اور رئیسون کے قبضہ مین ہین اونپر یا اونکی کسی حق حقوق پر نہ خود
دست اندازی کرینگے اور نہ کسی اپنے متوسل کو ایسا کرنے دینگے -

دفعہ سوم - اگر دفعات مرقومہ بالا کے خلاف کوئی بات ظہور مین آوے یا گورنمنٹ انگلشیہ خواہ ریاست
لاہور کی جانب سے کوئی حرکت خلاف آئین دوستی سرزد ہو تو اوسوقت یہہ عہدنامہ ناجایز اور
ناکارہ محض تصور کیا جاویگا -

دفعہ چہارم - یہہ عہدنامہ جو چار دفعات پر ہے ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ع کو بمقام امرتسر منعقد ہوا
مسٹر چارلس تہیافلس مٹکاف صاحب نے اسکی ایک نقل انگریزی اور فارسی مین بعد ثبت مہر و دستخط
خود راجہ صاحب والی لاہور کو حوالہ کی ہے اور اوسیطرح راجہ صاحب موصوف نے اسی عہدنامہ کی
دوسری نقل پر اپنی مہر و دستخط کرکے صاحب موصوف کو دیدی ہے مسٹر چارلس تہیافلس
مٹکاف صاحب یہہ اقرار کرتے ہین اور وہ یہی کہ دو مہینے مین اس عہدنامہ کی ایک نقل مصدق
بدستخط خاص رائٹ آنریبل نواب گورنر جنرل بہادر با اجلاس کونسل راجہ صاحب کے پاس آجاویگی
اور اسکو آنیکے بعد یہہ عہدنامہ اکمل کامل طرفین پر واجب التعمیل ہو جاویگا اور یہہ نقل
عہدنامہ کی اب راجہ صاحب کو دیجاتی ہے وہ واپس کردی جاویگی فقط -

مُہر و دستخط مسٹر مٹکاف صاحب

مُہر و دستخط راجہ رنجیت سنگہ

مُہر سرکار کمپنی بہادر

دستخط لارڈ منٹو صاحب

اس عہدنامہ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے
باجلاس کونسل ۳۰ مئی سنہ ۱۸۰۹ع کو تصدیق فرمایا

نتیجہ عہدنامہ — اب اس عہدنامہ کے روسے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنا دعوی بالادستی رئوسا اپیروہی ستلج پر اور دعوی تصرف و تسلط ملک مذکور پر دوام کے لیئے بالکل ترک کردیا اگرچہ یہہ عہدنامہ مہاراجہ کی دلی آرزوؤن سے بالکل مخالف تہا اور بڑی مجبوری سے منظور کیا گیا تہا مگر اوسنے اسکی دفعات کے برخلاف کبہی عمل درآمد کرنا نہین چاہا - اگر مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی متعینہ لاہور جیسا شخص مستقل مزاج اور ہوشمند اور معاملہ فہم نہوتا تو ایسا عہدنامہ کبہی منعقد نہوتا اور ہوتا بہی تو شاید اوسوقت ہوتا جبکہ انگریز رنجیت سنگہ سے لڑائی لڑکر اول اوسکو مغلوب کرتے اور پہر اوسکو مجبور کرکے کچہہ اقرار کرالیتے - [۵۸]

---

[۵۸] بطور ضمیمہ اس عہدنامہ کے ایک عام اشتہار حفاظت کا رؤسا اپیروہی ستلج کے نام اس مضمون کا جاری ہوا کہ سرکار انگریزی سلطنت لاہور کے مقابلہ مین تمہاری محافظ ہو چنانچہ نقل اوسکی بعینہ ذیل مین درج کیجاتی ہے -

نقل اطلاعنامه به مهر و دستخط نصیر الدوله معز الملک سردار با وقار وفادار خان کرنیل داود اختر لونی صاحب بهادر ظفر جنگ

فدوی محمد اکبر شاه بادشاه غازی بموجب حکم صاحبان صدر دار الامارت کلکته آنکه مرقوم سوم ماه مئی ۱۸۰۹ء

اظهر من الشمس و ابین من الامس است که تعیناتی پلٹن های انگریزی بابهرو و بیای ستلج حسب درخواست و تمنای سرداران صرف بنظر مهربانی اهالیان عالیشان سرکار کمپنی انگریز بهادر بجهت حفاظت و حراست مکانات بوقوع آمده چونکه بتاریخ بست و پنجم ماه اپریل ۱۸۰۹ء فیما بین اهالیان والاشان سرکار فیض آثار ممدوح و مهاراجه رنجیت سنگه بهادر بمعرفت چارلس تهیافلس مٹکاف صاحب بهادر نوشت و خواند عهدنامه بظهور رسید لهذا بموجب حکم صاحبان ذیشان اهالیان صدر دار الامارت کلکته بنابر اطمینان خواطر سرداران ضلع سرهند و مالوه منظورات و مرکوزات اهالیان ممدوح را بذیل هفت هدایت بمعرض تحریر آورده میشود فقط —

دفعه اول — چونکه ملک سرداران ضلع سرهند و مالوه در حفاظت صاحبان عالیشان انگریز بهادر در آمده حالا مهاراجه رنجیت سنگه بهادر را از ملک سرداران مذکورین بموجب نوشت و خواند عهدنامه مواخذه و سروکار نمانده

دفعه دوم — هر قدر که ملک سرداران مذکورین در حفاظت انگریزی در آمده اهالیان ممدوحین را از سرداران مسطورین بطریق پیشکش و نذرانه مطلق بنظر قبضین منظور نیست —

دفعه سوم — بدستوریکه سرداران ضلع سرهند و مالوه قبل از حفاظت صاحبان عالیشان در اماکن متصرفه خود مصروف حکومت بودند حالا نیز بدستور در اماکن خود با اختیار عملداری خواهند ماند —

دفعه چهارم — هرگاه که اتفاقاً برای انتفاع عام بمقتضای مصلحت وقت افواج انگریزی از ملک سرداران مذکورین گذر نماید بر هر یک از سرداران در مکانات متصرفه خودها ضرور و واجب است که در بجا آوری

مُحسن خدمات از سرانجام رسد غلہ وغیرہ اجناس مطلوبہ بہ تہاون بہ کار نہ برند -

دفعہ پنجم - اگر افواج غنیم از اطراف وجوانب بارادہ تصرف ملکی عزیمت این طرف نماید مقتضاے رفاقت ومصادقت آنست کہ تمام سرداران بالاجماع مع جمعیت ہمراہی خود باتفاق صاحبان عالیشان باندفاع فوج غنیم پردازند ودر متابعت وفرمانبرداری دقیقہ فروگذاشت نہ نمایند -

دفعہ ششم - از سوداگران کہ اجناس ولایتی جہت مصارف لشکر ظفر پیکر از ضلع مشرق بنا بر فروخت آرند از تہانہ داران سایر داران بعلت محصول متعرض نشوند واز حد حدود خودہا بسلامت واگذارند -

دفعہ ہفتم - ہر قدر راسان اسپان کہ جہت بھرتی رجمنٹہای ترک سواران از ضلع سرہند خواہ از ملک دیگر خرید شوند وپیش آرندگان اسپان چٹھی راہداری مہری صاحب کلان دار الخلافہ شاہجہان آباد ویا صاحب کلان لشکر ضلع سرہند موجود باشد سرداران بعلت محصول ومسکانات خودہا مزاحمت نرسانند فقط -

من ابتداء ۱۸۰۹ء لغایت ۱۸۴۵ء ممالک اینیروی ستلج کی تاریخ کا ریاست لاہور سے بالکل علیحدہ ہونا -

اس زمانہ سے ۱۸۴۵ء تک ریاست ہاے اینیروی ستلج کی تاریخ کو سلطنت لاہور کی تاریخ سے کچھہ تعلق نہین ہی - کیونکہ رئیسان ملک محفوظہ اسبات کو بخوبی جانتی تھی کہ ہم ایک کیسی آفت سے بچے ہین اس سبب سے اونہون نے انگریزون کے مقابلہ کے لیے کبھی مہاراجہ رنجیت سنگھہ سے سازش کرنا نہین چاہا اور نہ اونکو کسی طرح کی کوئی شکایت ہی تھی جسکے سبب سے خواہی نخواہی اوس سے سازش کرتے علاوہ رنجیت سنگھہ بھی خوب سمجھتا تھا کہ سرکار انگریزی کی طاقت کے آگے میرا کچھہ زور نہین چل سکتا اس سبب سے اوسنے بھی کشمیر - پشاور - ملتان اور ڈیرہ جات کی ہی فتح پر قناعت کی -

ہاتھہ سے کہونا پڑا مگر بعد ازین اونہون نے موضع پہتو کے پر (جو اب علاقہ نابہہ مین ہے) اور وہان کے لوگ بہی دشمن تہے حملہ کرکے تصرف کر لیا۔ اور راجہ جسونت سنگہہ والی نابہہ کے پہنچنے تک اس مقام پر بڑی مردانگی کے ساتہہ قابض رہا اور جب اور کمک آگئی تب مخالفون کو زور سے منتشر کیا گیا اور فساد رفع ہوگیا اس لڑائی مین کپتان وائیٹ صاحب کی طرف کے چہہ آدمی مارے گئے اور اونیس زخمی ہوے اگرچہ صاحب رزیڈنٹ دہلی کی خدمت مین یہہ بات ظاہر کی گئی تہی کہ یہہ مفسدہ خود کپتان وائیٹ صاحب کے بعض سپاہیون کی زیادتی سے برپا ہوا تہا مگر جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوگیا کہ یہہ بیان بالکل غلط تہا۔ پس جو لوگ اس مفسدہ مین شریک تہے اونکو سزا دینے کے باب مین صاحب ممدوح کی جانب سے جد وجہد بلیغ کی گئی چنانچہ راجگان نابہہ و جنیند اور بہائی لعل سنگہہ نے راجہ پٹیالہ کیطرح اس مقدمہ مین سرکار انگریزی کو دل سے مدد دینے کا اقرار کیا۔ مگر راجہ صاحب موصوف الیسے ضعیف العقل تہے کہ انسے کسی طرحکی امید نہین ہو سکتی تہی۔ پہولا سنگہہ[۵۸] مقام دمدمہ مین بٹہنڈہ کے قریب رہتا تہا اور یہہ کسی رئیس کی اطاعت نہین مانتا تہا اور چونکہ وہ ایک مقدس اکالی سمجہا جاتا تہا لہذا اس موقع پر بہی امرتسر کے مفسدہ کیطرح اسکا اکالی ہونا ہی اسکو بچا رہا تہا مگر جب انسے یہہ دیکہا کہ سرکار انگریزی میری سزا دینے پر کمر مضبوط باندہ لی ہے تب دریای ستلج سے عبور کرکے امرتسر کو چلا گیا کیونکہ اوسکو یہہ گہمنڈ تہا کہ رنجیت سنگہہ بہی

[۵۸] اس کے پہ لوگ اسکو دمدمہ صاحب کہتے ہین اور ان اطراف مین منسوب بہ گورو گوبند سنگہہ صاحب موضع سابوکی تلونڈی علداری پٹیالہ یہہ ایک مشہور و معروف گوردوارہ ہے کہتے ہین کہ گورو گوبند سنگہہ صاحب جب کہ افواج شاہی اونکا تعاقب کر رہی تہی اس مقام پر کسی قدر دم یعنی آرام لیا تہا اسی سبب سے دمدمہ نام پڑ گیا ہے ۱۲ محشی

یہاںسی مجہکو نہیں نکال سکتا حکام انگریزی نے اندرین باب رنجیت سنگہ پر بہت تقاضا کیا کہ اس مجرم کو ہمارے حوالہ کرو مگر پہولا سنگہ بڑا باقتدار شخص تہا اور گو کہ وہ چند روز کے واسطے امرتسر سے نکال دیا گیا مگر اخیر مین پہر مورد عنایات ہو کر رنجیت سنگہ کی اکالی فوج کا سردار مقرر ہوا[۵]

بد انتظامی ریاست پٹیالہ

اب ریاست پٹیالہ کا انتظام راجہ صاحب سنگہ کی روز افزون ضعیف العقلی اور اونکے صلاح کارون کی طمع اور حرص کے سبب اسقدر خراب ہو گیا تہا کہ اگرچہ اشتہار مجریہ سوم مئی ۱۸۰۹ع کے روسے تمام رؤسا کو اپنی ریاست کے اندرونی انتظام مین پوری آزادی حاصل تہی تاہم اس موقع پر کرنیل اختر لونی صاحب کو مداخلت کرنی ضرور ہوئی۔ خاندان پہول کے دیگر رؤسا رکلان یعنی راجہ نابہہ و جہنید اور انکے دوست و رفیق بہائی لعل سنگہ والی کیتہل کی کمال تمنا تہی کہ صاحب ایجنٹ کسی طرح سے اس ریاست مین انتظام کر دیوین۔ راجہ صاحب سنگہ کی جن نالایق لوگون پر عنایت تہی وہ محض اپنی ہی ترقی اور فایدہ ذاتی سے غرض رکہتے تہے۔ اور چونکہ رانی آس کنور بڑی لایق اور ہوشیار تہی اس سبب سے وہ ان لوگون کو کبہی خاطر مین نہین لاتی تہی اور یہہ لوگ چونکہ یہہ ہی چاہتے تہے کہ ریاست کا کل اختیار ہمارے ہی ہاتہہ مین ہو اس سبب سے اونہون نے راجہ صاحب سنگہ کے دل مین اوسکی طرف سے شک اور نفرت قایم کر دی تہی۔

صاحب ایجنٹ کا پٹیالہ جانا ۱۸۱۱ء

۹ جنوری ۱۸۱۱ء کو کرنیل اختر لونی صاحب راجہ صاحب سنگہ اور رؤسا نابہہ اور جہنید

[۵] اس شخص کے حالات عجیب و غریب ہین چنانچہ اسکی زیادہ تر شجاعت ظاہر ہا ان اور دہان افغانی کے سبب مقام تہری مین جو دریا ی کابل کے کنارہ پر واقع ہے کئی لڑائیون مین افغانون کو شکست ہوئی تہی آخر کار یہ شخص ان لڑائیون مین بہت سا نام پیدا کرنے کے بعد وہان ہی مارا گیا اور یہہ بات کمال تعجب کی ہے ۱۸۳۳ء مین بمقام لاہور مسٹر مورکرافٹ صاحب کے پاس حاضر ہو کر بیجا آوری کاروبار کے لئے درخواست کی تہی۔ مصنف ۱۲

کے بلانے سے پٹیالہ گئے۔ راجہ صاحب نے بہی ظاہر اتنا کہ دلی یہی معلوم ہوتی کہ یہہ ایسا تصفیہ ہو جاوے جس سے انتظام ریاست پہر درست ہو جاوے مگر راجہ صاحب سنگہ کا میلان خاطر یہہ تہا کہ رانی کہیم کنور جو انکی سوتیلی ماں تہی منتظمہ ریاست مقرر ہو جاوے چونکہ ان رانی صاحبہ سے [illegible] صاحب اور دیوان صاحب دونوں ہی بیزار تہے اور ریاست کو لوٹنے کے باب میں یہہ بہی مانع کے اہلکاروں سے کچہہ کم نہ تہیں اسلئے اگرچہ کرنیل اختر لونی صاحب رانی آسکنور کو ہی منتظمہ ریاست مقرر کیا چاہتے تہے اور راجہ صاحبان نابہہ و جیند کی بہی یہی رائے تہی مگر صاحب موصوف کو یہہ امر کسیطرح منظور خاطر نہ تہا کہ جب تک محکمہ گورنری سے ہدایت نہ آجاوین اوسوقت تک کوئی شخص خلاف مرضی راجہ صاحب سنگہ کے مقرر کیا جاوے۔

بعض امور میں اصلاح کیا جانا باتفاق رائے باہمی

والی نابہہ و جیند و کیتہل سب باتپر متفق الرائے تہے کہ چند امور میں بہت جلد اصلاح ہونی چاہئے اول یہہ کہ جو جاگیرین انا پ شناپ لوگوں کو دیگئی ہیں وہ اون سے چہین لی جاوین اور آیندہ کو نئی جاگیرین صرف اون لوگوں کو ملا کرین جو اوسکی مستحق ہوں اور جاگیرداروں پر یہہ تاکید ہونی چاہئے کہ اپنی اپنی سپاہ کو خدمت کیواسطے تیار رکہا کرین۔ کرنیل اختر لونی صاحب نے گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی تہی کہ راجہ جسونت سنگہ اور راجہ بہاگ سنگہ کو یہہ اجازت دیجاوے کہ اگر ضرورت ہو تو ریاست کی دیوانی یعنی مدار المہامی کا کُل رانی آسکنور کو جو اس ریاست میں بلا اختلاف رائے سب سے زیادہ اس عہدہ کی لیاقت رکہتی ہے اس شرط پر دیدین کہ تمام کاروبار راجہ صاحب سنگہ کے نام سے جاری رہے۔ اور رانی کی جس بات کو راجہ صاحب منظور نکرنا چاہیں رانی صاحبہ اوسکا تصفیہ راجہ نابہہ و جیند کی رائے

منسوخ کر دیا گیا ہے اور اوسکی منظوری اور نامنظوری ان رئیسون کی راے پر ہے۔

گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے نہ ہونا وجوہات عام مداخلت دربارہ اخیر

اگرچہ گورنمنٹ کو کرنیل اختر لونی صاحب کی راے بہت پسند آئی مگر بلحاظ انہی مصلحت ملکی کے اصول عام کے وہ اس معاملہ مین مداخلت صریح اختیار کرنی نہین چاہتی تہی کیونکہ جب سے یہ ریاستہاے اضلاع ستلج سرکار انگریزی کی زیر حمایت ہوئین اوسوقت سے یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ گورنمنٹ سے مداخلت صریح کی درخواست کی گئی تہی اور گورنمنٹ کے اس بات پر راضی ہونیکی یہہ اسباب تہے کہ اول تو اوسکے نزدیک عدم دخل ہی کے اوس اصول کو توڑ کر جسکی پابندی ہمیشہ کا بتدا سے ہم اقرار واثق کرتے چلے آتے ہون ریاستہاے اضلاع ستلج مین کسی اندرونی انتظام مین مداخلت کرنی مناسب نہ تہی کیونکہ گورنمنٹ کے نزدیک اس اصول کی پابندی رکہنا بہ نسبت اوس نفع کے جو کسی ایسے معاملہ خاص مین ممکن الحصول ہو زیادہ اہم اور زیادہ مفید تہا۔ دوسرے گورنمنٹ یہہ سمجہتی تہی کہ خواہ اس قسم کی مداخلت باب مین خود وہ رئیس اور اوسکے دوست بہی راضی ہون جنکو ایسے معاملہ سے صریح تعلق ہو تاہم ایسا کرنے سے گورنمنٹ کے خلاف اقرار کے ایفا مین فرق آنیکا احتمال ہے۔ تیسرے گورنمنٹ کو یہہ بہی خیال تہا کہ کسی کمزور ریاست کے انتظام مین ایک طاقتور سلطنت کی دست اندازی سے جیسا کہ ہمیشہ ہوا کیا ہے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ پہر نہ صرف اوس ریاست کے بلکہ اون ریاستون کے معاملات مین بہی جنسے اوسکو تعلقات اور معاملات ہون دست انداز ہونا پڑیگا چوتہے مداخلت ہونے کے بعد جو انتظام کیا جائیگا اونکو قائم رکہنیکا ذمہ دار اور کفیل بننا بہی لازم آئیگا۔ پانچوین اس قسم کی دست اندازی بعض امور مین ریاست کی اغراض

مطابق اور بعض مین مخالف ہوگی پس درصورتیکہ ان بیگمات نے قصون کے انفصال کے لئے
گورنمنٹ اپنے اقتدار کو کام مین لے آتی تو طبعی تاثیر ہمارے اس عمل اور نتائج عمل کی یہہ ہوگی کہ
آخرکار ہمکو اوس ریاست کے ساری ہی امور جزئی و کلی کے انتظام و انصرام کے لئے خواہ
مخواہ نگران حال اور مہتمم مطلق بننا پڑیگا اور یہہ اس محفوظہ ریاست کے (یعنی رعایا و برایا ریاست کے)
حقوق و مقاصد کو خاص اپنے (رعایا و برایا کے) حقوق و مقاصد کے موافق و مطابق ملحوظ
رکہنا پڑیگا - غرض کہ ان باتون سے گورنمنٹ نے صاحب ایجنٹ کے نام یہہ حکم صادر کیا کہ تم صرف
اسقدر دخل دیا کرو جبتک امور کا فیصلہ خاص تمہاری ہی رای پر منحصر کیا جاوے اونہین اپنی رای
بطور سفارش و صلاح و مشورہ کے دیدیا کرو - مگر اسکی تہوڑے ہی عرصہ بعد گورنمنٹ پر یہہ بات
آشکار ہوگئی کہ باوجودیکہ ہماری دلی خواہش ان رؤسا کے معاملات مین دخل دینے کی نہین
لیکن اگر ہم انکو بحال خود چہوڑ دینگے تو وہ آپس مین لڑ کر اوسیطرح تباہ ہوجاوینگے جیسے کہ ہماری
امداد بغیر سکہون کے ہاتہہ سے ہو سکتی تہی - کیونکہ جب ان رؤسا نے یہہ سمجہہ لیا کہ ہم ایکدوسرے
پر جسقدر زیادتی کرین کوئی پرسان حال نہین ہوگا تب شہزور رئیس کمزورونکے علاقجات
چہین لینے پر آمادہ ہوئے اسلئے اب یہہ بات ضروری متصور ہوئی کہ ایک دوسرا اشتہار انکو تنبیہ کرنے
کے واسطے جاری کیا جاوے - چنانچہ یہہ اشتہار متضمن بر احکام سزا درصورت ارتکاب حملہ و زبردستی
بر [illegible] عافیت عام ۲۲ اگست ۱۸۱۱ء کو جاری ہوا اور نقل اوسکی

یہہ ہے . . . .

. . . .

اشتهار مجریه
۳ اگست
سنه ۱۸۱۱ع

مهر و دستخط کرنیل اختر لونی صاحب بهادر

نصیر الدوله سردار
باوقار معز الملک وفادار خان
کرنل داود اختر لونی بهادر
ظفر جنگ - فدوی محمد اکبر شاه
بادشاه غازی

حکم اشتهار آنکه

بتاریخ سوم ماه مئی سنه ۱۸۰۹ عیسوی حسب الحکم اعالیان عالیشان صدر قطعه اطلاعنامه بطور اشتهار مشتمل بر هفت دفعات بدین مضمون قلمی شد که ملک سرداران مالوه و سرهند در حفاظت صاحبان عالیشان انگریز بهادر در آمده مهاراجه رنجیت سنگه بهادر را از ملک سرداران مذکور بموجب عهدنامه موافقه سرکار نسبت و اعالیان صدر را از سرداران مسطوره بطریق پیشکش نرسانده مطلق نظر فیض مظهر نه و بطوریکه سرداران مرقومین قبل از حفاظت در اماکن و علاقه‌ها مقبوضه خود مختار بودند حالا هم بدستور مختار و علاقه‌دار خواهند ماند - چون اشتهارنامه مذکور صرف برای اطمینان خاطر سرداران بوده است - اعالیان عالیشان انگریز بهادر را سوای از حراست و حفاظت مکانات و عدم تعرض اماکن ایشان منظور نیست بر کسیکه قبل از تشریف آوری مسٹر مٹکاف صاحب بهادر در دوکان خود قابض و متصرف است باستقلال تمام بطور سابق قایم و مستقل خواهد ماند فقط

چونکه اکثر مستغیثان زمینداران و رعایا و سرداران آن ملک بجهت اظهار نالش خود پیش اعالیان سرکار انگریزی حاضر آمدند اعالیان مرقومین نظر بمضمون اطلاعنامه ساخته شنوائی نالش آنها

نشنیدند ونیز آمده سماعت استغاثه منظور نداشتند چنانچه تاریخ پانزدهم ماه جون سنه ۱۸۱۱ع
دلاور علیخان نامی ساکن قصبه سیانه قطعه عرضی نالش بر اهلکاران مهاراجه راجگان بهادر درباب
ضبطی امداد زیور وغیره اسباب خانه بخدمت منتظم الدوله بهادر صاحب رزیدنت دار الخلافه
شاه جهان آباد گذرانیده بود از پیشگاه صاحب ممدوح در جواب آن بدین مضمون اصدار احکام
یافت که چون قصبه سیانه علاقه عملداری مهاراجه صاحب سنگه است لهذا این مقدمه مسموع نخواهد
گردید - ونیز تاریخ دوازدهم ماه جولائی سنه ۱۸۱۱ع وسوندها سنگه وگوربکهه سنگه سکهان قصبه
کهرڑ بدعوی حصه نالش بر سردار چرت سنگه بخدمت ناصر الدوله ایجنت گورنر جنرل بهادر مکانات
محفوظه گذرانیدند بدین مضمون بر ظهر عرضی دستخط مزین شد که تا این مدت قریب سال کسی از برادران
سردار چرت سنگه بحضور نالش نیاورده اند بلکه نام کسی شریک هم مسموع نگشت و در اطلاعنامه
که به هر یک سردار این ضلع از سرکار مرحمت شده دران مندرج است که هر یک سردار بدستور معمول
بحکومت وعملداری خود خواهند ماند - بنا بران نالش ایشان مسموع نخواهد شد فقط این همه مذکور جوابات عرایض
مرقومه صرف بطریق تمثیل است ونیز برای اینکه بر جماعه زمینداران وکافه رعایا وسرداران بوجه
احسن ثابت ومحقق شود که داد رسی مایان تعلق از سرداران خود دارد واز متابعت وفرمانبرداری
دقیقه فرو گذاشت نسازند درین صورت راجگان وسرداران اینسوی دریای ستلج را واجب
ولازم است که مراتب مرقومه را ذهن نشین هر یک از رعایای خود ساخته ترغیب اینطور سازند
تا که بر رعایا منکشف شود که نالش مایان پیش صاحبان انگریز بهادر محض بیفایده است وداد رسی
خود سرداران خود را تصور نمایند برضا ورغبت خود بطریق رعیت گری حاضر باشند فقط

کرنیل موصوف کی نصیحت پر عمل کر کے رانی آسکنور کو منتظمہ ریاست مقرر کر دیا تہا اور تہوڑے
ہی دنون مین ترقی کے آثار ہویدا ہوگئے تہے جس وقت رانی صاحبہ کو اختیار دیا گیا تہا اوس وقت
ریاست کے تمام کارخانون مین ابتری کی بدانتظامی پہیلی ہوئی تہی اور اوس زمانہ مین ڈہائی
سو سوار بہی گورنمنٹ انگریزی کی خدمت کے واسطے جمع نہین ہو سکتے تہے مگر ایک ہی سال مین
رانی صاحبہ کے حسن انتظام کے بدولت ریاست کی رنگت ہی بدل گئی تہی - جن دیہات کے
سرکش زمینداروں نے سالہا سال سے زرمالگذاری ادا نہین کیا تہا اونسے کوڑی کوڑی
وصول کی گئی - اور جاگیرداروں کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ علے قدر جاگیر سوار اور سپاہی
حاضر رکہین چنانچہ ماہ دسمبر ۱۸۱۱ء مین رئیس پٹیالہ کی ہان دو ہزار سوار اور اسیقدر
پیادون کی سپاہ فراہم ہوگئی تہی جو سرکش زمینداروں کو گوشمال واجب دیکر زر بقایا ہر
معاملہ وصول کرتے تہے جسکا نتیجہ یہہ تہا کہ بجاے اسکے کہ قبل ازین ریاست بار قرضہ مین دبی
ہوئی تہی اب ایک لاکہہ روپیہ نقد خزانہ مین جمع ہوگیا تہا مگر راجہ صاحب سنگہ کے بدخصال
مشیروں کی آنکہون مین رانی صاحبہ کا اختیار ہر وقت کہٹکتا رہتا تہا اسلئے یہہ مخالفت سے
باز نہین آتے تہے اور البیل سنگہ اور گوجر سنگہ یہہ دو شخص اس فرقہ مخالف کے رکن اعظم تہے
چنانچہ البیل سنگہ جو تمام بانگر کے علاقہ کا جسکی سرحد بہٹیون کے ملک سے ملی ہوئی تہی جاگیردار تہا
اوسکو انتظام علاقہ کے واسطے ایک کافی سپاہ رکہنے اور سات ہزار روپیہ سال خزانہ مین داخل
کرنے کا حکم تہا جب گورنمنٹ انگریزی نے اوس ملک پر جو پرگنہ بانگر سے ملحق الحدود ہے عمل و دخل
کر لیا اور اسوجہہ سے اون اطراف مین امن و امان ہوگیا تب رانی صاحبہ نے البیل سنگہ سے بجاے سات

ہزار روپیہ سالانہ مقررہ سابقہ کے چودہ ہزار سال طلب کیا اسپر اوسنے استعفا دیدیا اوسکو

یہہ امید تہی کہ رانی صاحبہ کو دہانسے زرمالگذاری وصول نہین ہوسکیگا مگر جب خلاف توقع

اوسنے یہہ دیکہا کہ اونہون نے چودہ ہزار روپیہ سے بہی زیادہ وصول کرلیا تب اوسکو یہہ خوف

پیدا ہوا کہ اب مجہسے میری عملداری زیادہ ستانی کا مطالبہ کیا جائیگا اس سبب سے اوسنے رانی

صاحبہ کے زوال اختیار کے لئے تدابیر کرنی شروع کین —

کوجرسنگہ کی مخالفت

علی ہذا القیاس گوجرسنگہ کے عناد کا سبب بہی ظاہر تہا یعنی علاقہ بنجور جو اسکی

پاس پانسو روپیہ سالانہ پر تہا اوس سے واپس لیکر اب اسکا ٹہیکہ باندازہ واجب

یعنی چودہ ہزار روپیہ سال کو دیا گیا تہا۔ ان دو شخصون کے ساتہہ تمام مرتشی اہلکار ملے ہوئے تہے

جو ریاست کو لوٹ لوٹ کر اپنے گہر بہر رہے تہے جسطرح ان لوگون نے راجہ صاحب کو پہلے بہکا دیا

تہا کہ بی بی صاحبہ کنور کے سامنے آپکو خود اختیاری حاصل نہین ہوسکتی اوسیطرح اب یون انکے بہرو

کہ رانی آسکنور خود مختار ہوا چاہتی ہے اور آپکو مقید صفت کردینےکی فکر مین ہے —

ان لوگون کے منصوبہ کا کہل جانا اور رانی صاحبہ کا [illegible] سے انکو مقید ہونا

راجہ صاحب سنگہ کا نوات کے تو کچہہ تہی ہی اونکو اسبات کا فوراً الیقین آگیا اور کچہہ

خوف اور کچہہ غصہ کے سبب یہہ حکم دیا کہ رانی آسکنور کو مع اونکی فرزند (یعنی ولیعہد

ریاست) اور اونکی دیوان مصر نودہا کے جو ایک بڑا لایق اور دیانت دار شخص

تہا پکڑکر قید کردیا جاوے —

اس حرکت کے نتائج اور رانی صاحبہ کا [illegible]

مگر راجہ صاحب [illegible] الفعل [illegible] حکم [illegible] ہوگیا

رانی صاحبہ کو قید کرنے ہی اونکو [illegible]

معہذا انتظام مین بہی خلل آگیا چنانچہ اہل سپاہ نے تو اپنے اپنے گہر کا رستہ لیا اور ہر محکمہ کے عہدہ دارون نے راجہ صاحب کو تعمیل احکام سے جواب صاف دیدیا ناچار رانی صاحبہ کو قید سے رہا کر کے اونسے کاروبار ریاست کے سنبہالنے کی پہر درخواست کی گئی - اب اگرچہ رانی صاحبہ کے رعب مین اسقدر فرق آچکا تہا کہ بغیر سرکار کی کفالت حاصل کر لینے کے کہ آیندہ اونکی موقوفی اور بہتک نکیجاویگی وہ کسی طرح یہہ امید نہین کر سکتی تہین کہ اونکا رعب و داب مثل سابق پہر قایم ہوسکیگا اور وہ سرکار کی بہی بخوبی جانتی تہین کہ اگر ابکی راجہ صاحب کی طبیعت کا پہر رنگ بدلا تو میری جان تک بہی شاید ہی سلامت رہے مگر چونکہ اونکو حصول حکومت و اختیار کا طبعاً اسقدر شوق تہا کہ جب تک کسی طرح سے اقتدار و اختیار حاصل رہ سکے وہ اوسکو اپنے بس چلتے چہوڑ دینا گوارا نہین کرتی تہین اسلئے باوجود ان وقتون کے رانی صاحبہ نے ریاست کی مدار المہامی کو پہر قبول کر لیا -

رانی صاحبہ کی درخواست صاحب ایجنٹ کی خدمت مین واسطے امداد کے اور گورنمنٹ سے اسکا اجازت کا آجانا کہ صاحب ایجنٹ مدد دین -

مگر اسکے ساتہہ ہی کرنیل ہنری لارنس صاحب کو بہی یہہ تحریر کیا کہ آپ پٹیالہ مین قدم رنجہ فرما کر کچہہ انتظام کر جائین اسپر صاحب موصوف نے رانی صاحبہ کو یہہ رای دی کہ آپ مدار المہامی کے کام کو جو بڑا نازک ہے قبول نکرین مگر گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کر دی کہ اگر اجازت ہو تو ریاست پٹیالہ کے معاملہ مین مداخلت کر کے راجہ صاحب سے سرکار کا اقرار واثق کرا لیا جاوے کہ جب تک رانی صاحبہ کا کچہہ قصور ثابت نہو اوسوقت تک اونسے کسیطرح کی مزاحمت اور پرخاش نکیجاویگی پہر جب گورنمنٹ نے یہہ دیکہا کہ اگر سم انتظام مین مدد نه دیگی تو ریاست پٹیالہ تباہ ہو جائیگی تو کرنیل ہنری لارنس صاحب کو

یہہ اجازت دیدی کہ جو انتظام ضروری ہو وہ جاکر کردو چنانچہ کرنیل موصوف ۶- اپریل ۱۸۱۲ء کو پٹیالہ مین تشریف لائے اور اس موقع پر اپنے ساتھہ اسقدر فوج بہی لائے کہ راجہ صاحب سنگھ سے زبردستی اپنی ہدایت کو قبول کرا سکتے تھے -

راجہ صاحب سنگھ کے مزاج کی کیفیت خاص اون کے ایک جانبدار کی زبانی

راجہ صاحب سنگھ کا خلل دماغ روز بروز بڑہتا جاتا تہا چنانچہ سردار البیل سنگھ جو راجہ صاحب کا بڑا منہہ چڑہا تہا خود اوسکا یہہ قول تہا - قولہ کہ خدا جانے راجہ صاحب کوئی اوتار ہین یا کیا ہین کبہی تو صرف نادان معلوم ہوتے ہین اور کبہی مست بنجاتے ہین اور کبہی نہایت ہی مستعد اور چالاک ہوجاتے ہین جتنے کہ جو ارادہ کر لیتے ہین اوسے پورا ہی کرکے چہوڑتے ہین - اور لوگ تو یہہ خیال کیا کرتے ہین کہ راجہ صاحب اوروں کے سکہائے پڑہائے سے کام کرتے ہین مگر اکثر وہ سب کچہہ اپنی ہی رائے سے کیا کرتے ہین - اوسوقت ہم لوگ حقیقتاً اس خوف سے اونکے حکم مین اعتراض کرنے کی جرات نہین کرسکتے کہ مبادا ہمکو دشمن سمجہکر ہمارے سر قلم کرادین - اور لاکہون روپیہ کا نفع یا نقصان اور ملک کی بہبودی یا تباہی اونکے مزاج کے سامنے سب ہیچ ہین -،، انتہے

اونکے مزاج کی یہہ تصویر جو اونکے دوست یعنی ایک جانبدار کی کہینچی ہوئی ہے اور بجوفی الواقع خاصی ٹہیک ہے اگر اسمین ریاکاری اور فریب کے دو خال اور اضافہ کردئے جائین تو یہہ ممدوح کے صفات کی یہہ ایک خاصی مکمل شبیہہ ہوسکتی ہے -

راجہ صاحب اہلکارون کے ساتھہ کاروبار ریاست کا بہت اچہی خاص ہوشیارانہ تقریر کرتے کرتے دفعتہً اونکے عقل و شعور چلے جاتے اور روہانسے ہوکر تہوڑی دیر مین اپنی ...

کے افسر بنجاتے اور ان لڑکون کو جو چھوٹی بندوقین بھر بھر کر چھڑواتے اونہے بڑے خوش ہوتے تہے الغرض راجہ صاحب سنگہ ایک ایسے شخص تہے کہ انکو دنیا کے کسی تربیت یافتہ ملک مین برائے نام بھی حکومت کرنے کی کوئی اجازت نہین دیسکتا تہا [۱۵]

راجہ صاحب سنگہ کے ساتہہ کارروائی کرنے مین مشکلات —

جس شخص کا ایسا مزاج ہو اوسکے ساتہہ کسی قسم کی کارروائی کرنا ایک امر دشوار تہا چنانچہ صاحب ایجنٹ کو بہت جلد ہی مشکلات پیش آگئین وہ اس امید سے آتے تہے کہ مین رانی آسکنور کو عہدہ مدار المہامی پر بحال پاونگا اور مجہکو حسب منظوری گورنمنٹ صرف اتنی بات کہنی پڑیگی کہ آئندہ اونکو کسی طرح سے بے آبرو اور بے وقعت نکیا جائیگا مگر صاحب ایجنٹ کے آنے کی خبر سنتے ہی راجہ صاحب سنگہ کے شریر مشیرون کی کاروائیان ظاہر ہو گئین اور چونکہ رانی صاحبہ سے انکی صلح ہو جانی انکے حق مین نہایت مضر تہی اس سبب سے انہون نے اول ہی سے یہ چالین چلنی شروع کر دی تہین اور اپنے ضعیف العقل راجہ کو یہ پٹی پڑہادی تہی کہ کرنیل اختر لونی صاحب آپکو نظر بند کیا چاہتے ہین

[۱۵] اس واقعہ کا اتفاق راجہ کے دو چچیرے بہائیون [illegible] انمین سے ہر ایک کے ایک روپیہ روز کے نوکر تہے اور باقاعدہ [illegible] کا انگریزی سپاہ اور دوسرے کا رنجیت سنگہ کی فوج اسلم فرضی [illegible] سپاہی صف بستہ کہڑے ہو گئے تب اونکی چہوٹی چہوٹی بندوقین لوہے [illegible] خود بدولت نے اپنی زبان خاص سے صادر کیا جسکی تعمیل مین چند بندوقین سر کی گئین اور اس ہنگامہ مین دو لڑکے ایسے سخت زخمی ہوئے کہ اونکو اس معرکہ قتال سے اوٹہا کر لیجانا پڑا - راجہ صاحب جو ہمیشہ سے بڑے کم وسن تہے اس خوفناک تماشہ کو کہڑکی مین بیٹہے ہوے دیکہا کرتے تہے اور یہہ چہوٹے چہوٹے لڑکے ایک دوسرے کا خون کیا کرتے تہے (یہہ باتین کرنیل اختر لونی صاحب کی چٹہی مورخہ ۸ مئی ۱۸۱۲ع سے اخذ کی گئی ہین) ۱۲ فقط مصنف

راجہ صاحب سنگھہ کا مشتبہ ہو جانا اور اونکے قول اور فعل مین اختلاف -

چنانچہ پہلی ہی ملاقات مین بہت سے مسلح آدمیون کو ساتھہ لانے سے ہی اور نیز اونکے انداز گفتگو سے صاف یہہ ثابت ہوتا تہا کہ انکے دلمین خوف اور شک بہرا ہوا ہے - پٹیالہ پہونچنے سے چند روز بعد صاحب ایجنٹ نے راجہ صاحب سنگھہ کی خدمت مین بذریعہ تحریر چند تجاویز ارسال کین اور اونکی قبول کرنے کے باب مین سخت تاکید ظاہر کی - ان تجاویز کا خلاصہ مدعا یہہ تہا کہ رانی آسکنور کو پہر اختیار دیدیا جائے اور اہلکاران حال معزول کئے جائین اس تحریر کا جواب جو راجہ صاحب کی جانب سے متضمن بر چند تجاویز مخالف موصول ہوا اوسمین اگرچہ رانی صاحبہ کو اختیار دینے کی بابت قبولیت ظاہر کی گئی تہی مگر اس اختیار کے ہمیشہ قایم رکہنے کے باب مین تحریری دستاویز دینے سے انکار کیا گیا تہا جسکے یہہ معنی تہے کہ جب صاحب ایجنٹ انبالہ کو واپس چلے جاینگے یا اور کسی موقع مناسب پر رانی صاحبہ سے پہر ویسا ہی سلوک کیا جاویگا -

صاحب ایجنٹ کا عزم بالجزم کر لینا واسطے منوالینے اپنی تجاویز کے -

اس جواب کے پہونچنے پر کرنیل اختر لونی صاحب نے سوار اور پیادون کی اوس جمعیت طلب کی تاکہ اونکے رعب کو اور تقویت ہو اور راجہ صاحب کو اپنے اون خود غرض مشیرون کی نصیحت پر کاربند نہ ہونے کی ترغیب ہو جو اونکے ساتھہ کی سپاہ انگریزی کو تہوڑی سی دیکہکر کئی بار اوسپر حملہ کرنے کی راے دیچکے تہے چنانچہ جب وہ فوجین لدہیانہ سے چلکر پٹیالہ کے قریب پہونچین تب وہی بات ظہور مین آئی جسکی پہلے سے توقع تہی یعنی راجہ صاحب سنگھہ نے یہہ اقرار کر لیا کہ مین رانی آسکنور کو نہایت عزت اور رفعت کے ساتھہ پٹیالہ مین واپس لاکر انتظام ریاست اونکے حوالہ کر دونگا مگر دیوان کو دیا ہے جو ریاست کے خزانہ

کو رانی صاحبہ کی علیحدگی کے وقت سے نہایت بے شرمی کے ساتہہ لوٹ رہا تہا راجہ صاحب
کو بہکا کر اس ارادہ سے پہیر دیا۔ مگر آخر کار جب کرنیل اخترلونی صاحب نے یہہ دہمکی دی کہ مین
خود جا کر رانی صاحبہ کو اپنے ساتہہ پٹیالہ لے آونگا تب[۵۱] راجہ صاحب نے مجبور ہو کر اپنے وعدہ کو پورا کیا۔

دیوان گوردیال کی چالین رانی صاحبہ کے خلاف ہین۔

اگرچہ اب رانی آسکنور کا نام بحال کر دی گئی تہین مگر گوردیال کے فریق کے
لوگ اب تک بدستور جاری تہے اہلکارون کے نام رانی صاحبہ کی دربار و کچہری
مین حاضر ہونیکی بابت اب مین کوئی حکم جاری نہین کیا گیا اور نہ معمولی نذرین ہی دلائی گئی تہین
اور فریق مخالف کا منصوبہ یہہ تہا کہ ادہر تو کرنیل اخترلونی صاحب کو کسی طرح دم دلاسا دیکر پٹیالہ
سے لودہیانہ کو چلتا کردین اور ادہر راجہ صاحب کو پٹیالہ سے کسی اور مقام کو لیجائین کیونکہ معاہدہ
مین ایک یہہ بہی شرط درج کی گئی تہی کہ جو کام ہوا کرے وہ راجہ صاحب اور رانی صاحبہ کی
باہمی صلاح اور مشورہ سے ہوا کرے پس اس چال کا لازمی نتیجہ یہہ تہا کہ تمام کاروبار ریاست بند
ہو جائین۔ اگرچہ یہہ منصوبے رانی صاحبہ کے فریق مخالف کے اہلکارون کے تہے مگر خود راجہ صاحب کا
میلان طبع بہی اس فرقہ کی چالون کو اور مضبوط کرتا تہا رانی صاحبہ کے انتظام سے جو فایدہ ریاست
کو حاصل ہو سکتا تہا اگرچہ اوس سے راجہ صاحب بخوبی واقف تہے مگر جب سے اونہون نے یہہ دیکہا
کہ سرکار انگریزی کے ذریعہ سے وہ بحال ہوا چاہتی ہین تب سے اونکے دل مین ایک ضد پیدا ہو گئی تہی
اور عنان حکومت کو وہ خود اپنی عمر بہر مائی کہیم کنور اور بی بی صاحب کنور اور سردار چین سنگہ
وغیرہ کو اپنی مرضی سے سپرد کرتے چلے آتے تہے اب بطور جبر اوسکو سپرد کر دینے سے چڑ گئے تہے

[۵۱] سنور اور امرگڈہ کا علاقہ رانی صاحبہ کی جاگیر مین تہا اسوجہ سے مہاراجہ صاحب کی ناراضی وغیرہ کے وقت وہ مع اپنے فرزند کنور کرم سنگہ صاحب بہادر کے اکثر وہان جا رہا کرتی تہین — محشی

غرضکہ رانی صاحبہ کو اختیار وغیرہ مین ہر قسم کی دیر اور ٹالم ٹول سے کچھ جانتے تھے سو اوسکے ہر طرح کی سبکی
اور خفت اونکو دیجاتی تھی - اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ راجہ صاحب سنگہ کی مسرت خاطر اسی بات
مین ہے کہ رانی آسکنور کے کسی انتظام کو چلنے نہ دین اور اونکی تمنا دلی یہہ بھی پائی جاتی تھی کہ
جسطرح ہوسکے صاحب ایجنٹ یہان سے رخصت ہوکر دلی ہی جا بین حالانکہ اس سے تہوڑے ہی عرصہ پہلے
ان ہی صاحب ایجنٹ کو راجہ صاحب نے نہایت منت و سماجت کیساتھ چند منازعات کے انفصال کے
واسطے خود بلایا تھا - بوادید ایسے حالات کے راجہ صاحب سنگہ کے باب مین آگے یکی دفعہ یہہ تجویز ہوئی تھی
کہ اونکو نظر بند کر دیا جاوے یا کم از کم اتنا تو ہو کہ انکی حکومت صرف انکی ذاتی جاگیرون پر محدود
کر دیجاوے - گو کہ یہہ تجاویز ریاست پٹیالہ کے حق مین بہت مفید تہین مگر یہہ خیال کر کے کہ شاید اس
برتاو سے رؤسا و امیر و ستلج کے دلون مین شک پیدا ہو جائیگا اس تجویز کا عمل مین لانا ملتوی
کیا جاتا رہا حالانکہ یہہ بھی گمان تہا کہ رؤسا مذکور اس تجویز کے وجوب اور ضرورت کو شاید درست
و صحیح بھی خیال کرین -

فریق مخالف کے ساتھ ایک مصالحہ کرا دینی کی تدبیر کا عمل مین لایا جانا مگر بہت جلد اسمین ناکامیابی حاصل ہونا

پیر اسکے بعد اسباب مین سعی کی گئی کہ رانی صاحبہ اور اونکے مخالفین کی باہم صلح ہوجاوے
کسواسطے کہ لوگ رانی صاحبہ کی خیر خواہی کا دم بہرتے تھے وہ اس قابل نہین معلوم ہوتے
تھے کہ مخالف فرقہ کے مقابل مین ہنوز آپکو قائم رکہ سکین [illegible] دیوان گنگو دیال
اور اصیل سنگہ کو رانی صاحبہ اور [illegible] کے ساتھ انتظام ریاست مین شریک کر دیا گیا مگر یہہ
تجویز بھی بکار گر نہین ہوئی کیونکہ راجہ صاحب سنگہ [illegible]
[illegible] -

راجہ صاحب سنگھ کا آخر وقت کے انتظام سے مخالف ہونا اور گورنمنٹ کی آخر کارروائی یعنی رانی صاحبہ کو اختیار کل دیا جانا اور اُسنا و اس تجویز مین کرنیل اختر لونی صاحب کے قتل کا منصوبہ ہونا وغیرہ وغیرہ —

اس فاتر العقل راجہ نے جو جو حرکات باثنا و کارروائی معاملہ ہذا کین اونکا بیان کرنا ایک بڑا درد سر ہے مگر بیان اسباب کا ظاہر کردینا امر ضروری ہے کہ سرکار انگریزی نے جو اخیر کارروائی کی اوسکا کرنا کسطرح سے بوجہہ اتم اوسپر واجب اور لازم ہوگیا تہا واضح ہو کہ راجہ صاحب سنگھ ادہر تو یہہ اقرار کرتے رہے کہ مین اختر لونی صاحب کی ہدایات کو قبول کرتا ہون اور اودہر دیوان گوردیال کے پاس صاف یہہ حکم قطعی بہیجدیا کہ جسطرح بنے ریاست کی آمدنی اور مصارف وغیرہ کا حال حتی الامکان کہلنے نہ پاے اور محکمہ عدالت کا اجلاس بہی موقوف ہوگیا اور ہر قسم کی روزانہ کارروائی یک قلم بند ہوگئی - جسوقت صاحب ممدوح لدہیانہ سے چلے تہے اگرچہ اوسوقت اونکا ایسا ارادہ نہ تہا مگر بوادید حالات مذکورہ بالا اہتمام پٹیالہ اب صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک ریاست پٹیالہ کے اندرونی انتظام مین مداخلت نکیجائیگی اور رانی آسکنور کو اختیار کلی نہین دلایا جائیگا اوسوقت تک دراصل کسی قسم کی اصلاح اس ریاست مین نہین ہوسکتی چنانچہ اونہون نے یہہ رپورٹ کی کہ گورنمنٹ رانی آسکنور کا (ریجنٹ) یعنی کارکن بجاے رئیس مقرر کرنا منظور کرلین کہ اس صورت مین راجہ صاحب سنگھ بالکل معزول بہی نہونگے اور ریاست کو تباہ اور برباد بہی نکرسکینگے صاحب موصوف نے اپنی رپورٹ مین یہہ بات بہی بڑی شد و مد کے ساتہہ تحریر کی کہ حال مین جو باتین ظہور مین آئی ہین اونسے مجہکو اس معاملہ مین رؤساء اینہ دست ستلج کا مافی الضمیر بخوبی معلوم ہوگیا ہے ان سب کی یہہ راے ہے کہ سرکار انگریزی کو بالضرورت بہی لازم ہے کہ رانی آسکنور ہی کو ریاست پٹیالہ کا مختار کل بناے اور اس انتظام کو

وہ سب عموماً پسند کرینگے چند بیباک جاہل مطلق جو راجہ صاحب کے ناک کے بال بنے ہوئے تھے
اور جنکی نصیحت پر وہ عمل کرتے تھے اونہون نے اب کرنیل اخترلونی صاحب کے قتل کی صلاح کی مگر صاحب
موصوف کی خوش قسمتی سے افشا راز ہوگیا اور وہ بچگئے - راجہ صاحب سنگھ کو بھی اس صلاح کا حال معلوم
ہو تو کچھ بعید نہین اور اگر راجہ صاحب کو صاحب ایجنٹ کے قتل کا بھید نہ بتلایا گیا ہو تو شاید
اوسکی یہہ وجہہ ہوگی کہ مبادا وہ اپنے خلل دماغ کے جوش مین اس راز کو کہین افشا نہ کردین ورنہ
یہہ خیال تو اونکی طرف گذر ہی نہین سکتا تہا کہ وہ ایسے شخص کے قتل کئے جانے کو منظور نہین کرینگے
جسکے مرنے سے وہ اپنی رانی کے زیر حکومت رہنے سے بچ سکتے تہے - آخر کار راجہ صاحب سنگھ نے
بظاہر اپنے اخراجات ذاتی اور باتنا کارروائی ہاے انتظامات مجوزہ صاحب ایجنٹ اپنے طامع
متوسلون کے روزینون مین جو اونکو تباہ کئے جاتے تہے تخفیف منظور کرلی تہی چنانچہ خود اونکے
ارشاد کے بموجب ایک فہرست تیار کی گئی جسکی رو سے ایسی عمدگی کے ساتھہ پچاس ہزار روپیہ
سال کی بچت نکل آئی تہی کہ نہ تو کسی خاص شخص پر کچھہ تشدد ہی تہا اور نہ وہ اپنے گذارہ سے بالکل
محروم ہوتا تہا جب اس فہرست پر صرف دستخط ہونے باقی رہے اوسوقت راجہ صاحب سنگھ
اپنے ارادہ سے بدل گئے اور بعض رذیل اور کم رتبہ اشخاص کے اغوا سے اونہون نے دستخط کرنے سے
قطعی انکار کردیا اور یہہ عذر بیان کئے کہ مین نے اس تمام معاملہ کو بخوبی سمجھہ لیا یہہ سب میرے اختیارات
چہیننے کے ہتکنڈے ہین اور ان روزینون کی تخفیف اس مطلب کیواسطے کیجاتی ہے کہ میرا کوئی رفیق
نرہے اور سپاہ کی تعداد مین کمی کرنے سے یہہ غرض ہے کہ رانی آسکنور کے آوردون کو بھرتی
کیا جاے - بعدہ راجہ صاحب سنگھ اپنے محل کی منزل بالائی مین بخیال حفاظت خود چلے گئے - اور وہا

زایداز معمول اور پہرے چوکی یہہ بات ظاہر کرنے کو مقرر کیئے کہ مجھکو صرف اپنی قیدہی
کا اندیشہ نہین بلکہ جان کا بہی خوف ہے اب کرنیل اختر لونی صاحب نے یہہ دیکھا کہ زیادہ تاخیر
کرنے سے ہماری کمزوری اور بزدلی ثابت ہوگی اور اسبات کی کچھہ امید رہی ہی نہی
کہ راجہ صاحب خود کسی طرح کی اصلاح کرنے مین ساعی ہونگے اس سبب صاحب ممدوح نے کرنیل
ریڈ صاحب کو یہہ لکھا کہ تین کمپنیان اور دو توپین اور بہیجدو اور جنرل مارشل صاحب کے پاس
بمقام کرنال یہہ پیغام بہیجا کہ پیادون کی ایک پلٹن مع اوسکی معمولی توابع کے بہیجدو اور
اوسکے ساتھہ دو اٹھارہ پونڈی توپین بہی روانہ کرو اسوقت رانی آسکنور کو بہی اپنی جان کے
لالے پڑ رہے تھے راجہ صاحب سنگہ نے جو اپنی حفاظت کے خاطر تمام قلعہ وحشی روہیلون اور
متعصب اکالیون سے بہر رکہا تہا اس سبب سے رانی صاحبہ کا خوف بالکل بجا تہا راجہ صاحب انکو
سنور تک جانے کی بہی اجازت نہین دیتے تہے جہان رانی موصوف کا ایک قلعہ بنا ہوا تہا اور
جسمین پہونچکر وہ ہر آفت سے محفوظ و مصئون ہوسکتی تہین غرضکہ ۳ اور ۴ جون کو جب سپاہ
انگریزی پٹیالہ پہونچی تب رانی آسکنور کی جان مین جان آئی اور قبل از طلوع آفتاب ٹہلن
(خادمہ) کا بہیس بدل او ڈولی مین سوار ہو جسکو دو آدمی اوٹہاکر لیگئے تہے اپنے بہائی کے گھر
پہونچگئین یہان جیسے کہ پہلے سے تجویز ٹہر چکی تہی دو سو سپاہی انکی خدمت مین حاضر ہوگئے اور
کرنیل اختر لونی صاحب نے یہہ منادی کرادی کہ سرکار انگریزی ریاست پٹیالہ کے فایدہ کی
خاطر اور راجہ صاحب سنگہ کی ضعیف العقلی اور دغا بازی کے سبب اس موقع پر مداخلت کرتی ہی
اور آج سے رانی آسکنور کو فرمانروائی کے اختیارات کامل حاصل ہوے ۔ راجہ صاحب سنگہ اس

موقع پر کچھہ مزاحمت نہیں کرسکو اور جو لوگ اونکو مشیر تدبیر تھے اب اونکی بھی آنکھیں کھل گئیں اور وہ اسبات کو سمجھے کہ ہم آپ بھی تباہ ہوے اور راجہ صاحب سنگھ کو بھی تباہ کیا اب راجہ صاحب سنگھ اول رانی صاحبہ کے مکان پر گئے مگر انہوں نے ملنا منظور نہیں کیا۔ بعد ازان راجہ بھاگ سنگھ اور بھائی لال سنگھ کے کہنے سے کرنیل اختر لونی صاحب جاکر ملے اور قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اب روہیلوں کے پہرے قلعہ میں اوٹھوا دیے گئے اور یہہ انتظام کردیا گیا کہ جب تک راجہ صاحب سنگھ اور رانی صاحب کے باہم قابل اطمینان تصفیہ نہو جاے اوسوقت تک انگریزی سپاہ کے پہرے تو باہر کے دروازہ پر اور سوڈہی سرجن سنگھ کے سپاہیوں کے پہرے اندر کے دروازہ پر متعین رہینگے سوڈہی مذکور رانی آسکنور کے خیر خواہ تھے دوسرے روز مہر گور مکہی[۵۱] یعنی راجہ صاحب کی چھوٹی مہر بھی رانی صاحبہ کے حوالہ کی گئی اور تمام قلعہ داروں کے نام یہہ حکم جاری ہوے کہ جسکو رانی آسکنور مقرر کرین اوسکو قلعہ سپرد کردو چنانچہ سیف آباد اور چھوٹے چھوٹے قلعوں میں جو پٹیالہ کے قریب تھے رانی صاحبہ کا عمل و دخل ہوگیا اب سپاہ انگریزیکو

---

[۵۱] واضح ہو کہ مہاراجہ کرم سنگھ صاحب بہادر کے وقت میں جب منشی سید برکت علیخان صاحب مدار المہام ریاست مقرر ہوے اوسوقت سے پہلے دفتر کی مہر کا تو رواج ہی نہ تھا دفتر کے عام کاغذات پر شاذ و نادر اور بہت ہی قلیل ہوتے تھے ایسی ضرورت کے وقت وہی مہر ثبت کردیجاتی تہی جسمین مہاراجہ صاحب بہادر کا پورا خطاب درج ہوتا ہے اور جو ہمیشہ منشی ریاست کے ہاتھہ مین رہتی ہے اور جو اصل مین صرف اون کاغذ پر قابل ثبت تصور کیجاتی ہے جو مہاراج کے خاص نام سے جاری ہوں اور مہر خاص کہلاتی ہے مگر علاوہ اسکے ایک اور چھوٹی مہر بھی ہوتی تہی جسکو اوسوقت کے مہاراجگان اکثر اپنے ہی ہاتھہ مین رکہتے تھے اور جسمین بلا خطاب کامل صرف لفظ مہاراجہ اور نام اور سنہ ہی ہوتا تہا یہہ مہر کسی مخفی اور شدید ضرورت کے پیغامات وغیرہ پر ثبت کرنے کو رکھی جاتی تہی اور ویسی ہی تہی جیسے کہ شاہان مغلیہ کے زمانہ مین مہر (اوزک) کہلاتی تہی لیکن ایسی مہر کا اس حالت انتظام جدید مین مہاراجہ صاحب کے پاس موجود ہونا خطرناک تصور کیا گیا ہوگا فقط۔ محشی

یہہ حکم ہونے والا تہا کہ اپنی اپنی چہاونیون کو چلی جاؤ کہ اتنے ہی مین راجہ صاحب کے
کی دورنگی اور اونکی ایک زوجہ یعنی رانی پرتاب کنور کی سازش سے ایک ایسا مخمصہ
پیدا ہوا کہ اگر ریاست کے افسران جنگی بہی اسکی تقلید کرتے تو بڑی بڑی خرابیان
پیدا ہوتین ۔

ایک منافسا د اور اوسکا فتنہ یعنی عدم اطاعت قلعہ ڈہوڈان اور پہر اوسکا فتح کیا جانا ۔

یعنی علاقہ پٹیالہ مین ڈہوڈان کا قلعہ جو ایک بہت مستحکم مقام تہا جب
یہانکے قلعہ دار کے پاس یہہ حکم پہونچا کہ رانی صاحبہ کی سپاہ کو قلعہ مین
داخل ہوجانے دو تب اوسنے اس حکم کے ماننے سے صاف انکار کر دیا
راجہ صاحب نے بطور صاف وفاداری یہہ کہا کہ مین کیا کرون یہہ شخص میرے
حکم کو بہی نہین مانتا اور دکہاوے کے لئے اوسکے نام یہہ لکہکر حکم بہیجا کہ جسطرح ہمارا اقرار
رانی صاحبہ سے ہوچکا ہے ۔ اونکے آدمیون کو قلعہ حوالہ کردو مگر خفیہ طور پر یہہ کہلا بہیجا کہ خواہ رانی
صاحبہ کے آدمی آئین خواہ سپاہ انگریزی آئے قلعہ ہرگز نہ دینا ۔ غرضکہ تہوڑی سی
سپاہ انگریزی اس قلعہ کے سر کرنے کے واسطے بہیجی گئی اور جب اس سپاہ نے ایک دفعہ
گولہ برسائی کہ قلعہ کی دیوار کو چہلنی کر ڈالا تب قلعہ دار نے اطاعت قبول کرلی اور
یہہ بیان کیا کہ مینے تو ہمارے صاحب کے اشارہ سے ہی آجتک قبضہ کیا تہا ۔

افواج انگریزی کا پٹیالہ سے رخصت ہونا بماہ جون ۱۸۱۶ع

اس انتظام کے بعد باقی سپاہ انگریزی پٹیالہ سے رخصت ہوئی ۔ اور
[illegible] ۱۵ [illegible] ۱۸۱۶ع [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]

کو مرحمت کیا گیا ہے - اور رانی صاحبہ کو بڑی تاکید سے فہمایش کی کہ جو اعتماد کا کام آپکو دیا گیا ہے اوسکو نہایت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ انجام دیجیے - اور ریاست کے تمام ملکی اور جنگی عہدہ دارون سے یہہ ارشاد فرمایا کہ رانی صاحبہ تمہاری جاگیرون پر تمکو قابض رہنے دینگی اور تمہاری ہر طرح حامی ہونگی لیکن اگر کوئی شخص جادہ اطاعت سے قدم باہر رکہیگا یا کسی قسم کی بدرویگی اختیار کریگا تو اوسکی جاگیر ضبط ہو جاویگی -

علاقہ چہچہوہیان کا حال

یہہ چہچہوہیان کی جاگیر کنور کرم سنگہ ولیعہد ریاست کے نامزد کی گئی تہی اسکا کچہہ حال کاغذات انگریزی مین سنہ ۱۸۱۰ سے لیکر سنہ ۱۸۱۵ تک [illegible] کاغذات دفتری موجودہ دفتر ایجنٹی انبالہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] مین راجہ صاحب پٹیالہ نے جنرل اختر لونی صاحب سے [illegible] سنگہ چہچہوہیان والہ کی [illegible] شکایت کی [illegible] کے متوسلون اور ذیلدارون پر حملہ کرتا ہے [illegible] جنرل صاحب نے یہہ حکم دیا کہ اوسکا قلعہ اوسکو واپس دیا جاوے اور سرداران [illegible] نے جو اوسکا مال لوٹا ہے وہ بہی اوسکو پہیر دو کیونکہ بموجب اشتہار مورخہ سنہ ۱۸۰۹ع کے سب روسا کے علاقجات سرکار انگلشیہ کی حفاظت مین ہین اسکے جواب مین ریاست پٹیالہ نے اس بات کو منظور نہین کیا اور عذر پیش کیا کہ نند سنگہ بہی ریاست کا ایک ذیلدار ہے - تب جنرل اختر لونی صاحب نے اس امر کی تحقیقات کی اور جب اوسکو بخوبی معلوم ہوگیا کہ نند سنگہ پٹیالہ کا نہین بلکہ نشانون والہ سردار کا ذیلدار ہے تب وہ اس بات پر مصر ہوے کہ نند سنگہ کا قلعہ اوسکو واپس کردیا جاوے چنانچہ سنہ ۱۸۱۱ع مین قلعہ چہچہوہیان اوسکو دیدیا گیا - اوسکو دوسرے

سال جب نند سنگھ کیطرف سے بہت کچھ زیادتی ہوئی تب علاقہ مذکور مع دیہات متعلقہ ببلوہ کا ریاست پٹیالہ کے قبضہ مین کردیا گیا مگر چونکہ راجہ صاحب سنگھ سے دیہات جنگلوئیان کا انتظام نہ ہو سکتا تہا اس سبب سے بعد مدت گورنمنٹ نے ناراض ہوکر بارہوین جون سنہ ۱۸۱۱ع کو یہہ حکم صادر کیا کہ یہہ دیہات علاقہ پٹیالہ کے ساتھہ شامل نہ کئے جائین اسوجہہ سے علاقہ مذکورہ بالا ولیعہد ریاست یعنی کنور کرم سنگھ کو بطور جاگیر عطا کردیا گیا۔[58]

رانی صاحبہ کو اپنے کام مین مشکلات کا پیش آنا۔

رانی آسکنور جو اب (ریجنٹ) یعنی بجائی رئیس کا رکن مقرر ہوئی تہین اور جنکا منصب اس قسم کا تہا جو غیر محسود ہوا اور چونکہ راجہ صاحب سنگھ کو منظور رعایت بہت سی باتون مین آزادگی دی گئی تہی اس سبب سے اونکو خرابیان پیدا کرنے کے لئے اب بہی بڑی طاقت حاصل تہی مثلاً اونکو یہہ اجازت تہی کہ اون پرگنون کی آمدنی کو جو اونکے مصارف ذاتی کے لئے ایک لاکہہ روپیہ سے زیادہ جمع کی تہی

سنہ ۵۸ اس جاگیر کے عطا کے بیس برس بعد یعنی سنہ ۱۸۳۲ع مین جنگلوئیان کے باشندون نے مسٹر ولیم فریزر صاحب ریزیڈنٹ دہلی کی خدمت مین اس مضمون کی عرضی گذرانی کہ ریاست پٹیالہ نے علاوہ اون دیہات کے جو اوسکو ببلوہ جاگیر عطا ہوئی مین بارہ دیہات اور اپنے قبضہ مین کر لئے ہین اور چونکہ کنور کرم سنگھ اب مہاراجہ ہوگئے ہین اس سبب سے جاگیر جنگلوئیان واگذار ہوجانی چاہیئے اور ہمارے تمام مقبوضہ مقامات مع اون بارہ دیہات کے جنکو غصب سے ریاست پٹیالہ نے دبالیا ہے ہمکو واپس ملجائین۔ صاحب ریزیڈنٹ نے سائلیان کی اس درخواست پر کچھہ توجہہ نہین کی مگر یہہ لوگ برابر عرضیان دیتے رہے آخرکار سنہ ۱۸۳۵ع مین مسٹر ٹی میٹکاف صاحب نے اس مقدمہ کی تحقیقات کرکے مدعیان کا دعوی باین طور خارج کیا کہ جن دیہات کی نسبت ان لوگون کا یہہ بیان ہے کہ یہہ زبردستی چہین لئے گئے ہین اونکی بابت مین صاحب ممدوح نے اپنے فیصلے مین یہہ رائے تحریر کی کہ چونکہ بہت برسون سے کبہی انکی نسبت دعوی پیش نہین کیا اس سبب سے مدعیان کا اب ان دیہات پر کچھہ حق تصور نہین کیا جا سکتا اور جو جاگیر بنام کنور کرم سنگھ عطا ہوئی تہی اوسکی بابت مین کچھہ حکم دینا ضرور نہین ہے فقط۔ مگر آخرکار جنگلوئیان کا کل علاقہ بموجب سند مورخہ بائیسوین مئی سنہ ۱۸۴۷ع اون علاقہ جات کی فہرست مین شامل ہوچکا ہے جو مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کو بطور دوام گورنمنٹ سے مرحمت ہوئے ہین فقط منہ مصنف

جسطرح چاہیں صرف کریں۔ اور تمام ریاست کے زر محاصل میں سے علاوہ برایں ایک
چہارم اونکو اور ملتی تہی بلکہ یہہ بہی ہدایت تہی کہ بشرطیکہ پیش آوے کسی ضرورت شدید
کے ایک چوتہائی اور یعنی نصف آمدنی ریاست کی انکو ملا کرے۔ ان رعایتوں کو
راجہ صاحب سنگہ نے نہایت بری طرح پر استعمال کیا چنانچہ اونکی خواہش یہہ تہی کہ اگر تمام
علاقہ پٹیالہ کی زمین کا تلف کر دینا اونکو اختیار میں ہو تو وہ اپنے ولیعہد کے واسطے ایک بیگہہ
زمین بہی باقی نچہوڑیں۔ مگر چونکہ یہہ بات ناممکن تہی اسلئے اونہوں نے اپنے ولیعہد کو نقصان
پہونچانے کی غرض سے تمام قیمتی جواہرات اور ریاست کے زیور جو انکو ہاتہہ آئے تلف کرنے
شروع کئے حالانکہ یہہ وہ چیزیں تہیں جو نسلاً بعد نسل اس خاندان کے ورثا کو ملتی چلی آئی
تہیں اور ان باتوں کی تحریک دینے والی رانی پرتاب کنور تہی جسنے رانی آسکنور کی
طرف سے راجہ صاحب کے دل میں زہر گہول دیا تہا اور انکو اسراف اور اخراجات بیجا
کی ترغیب دیتی تہی اور جبکہ انتہا حال پیدا ہوئی پرتاب کنور کی عنایت تہی یہہ ضعیف
العقل راجہ اونکو پامال کر رہے تہے۔

راجہ صاحب سنگہ کا ارادہ بہاگ جانیکا پٹیالہ سے اور اسلئے اونکے اختیارات کا کم کیا جانا

آخرکار راجہ صاحب سنگہ نے ہوا خوری وغیرہ کو سوار ہونے سے انکار
کر دیا بلکہ شکار کو باہر جانا بہی چہوڑ دیا آخر یہہ امر ایک خیال تہی
اور یہہ بات کچہہ تعجب خیز نہیں تہی کہ [illegible] پٹیالہ
[illegible]
[illegible]

دیکھکر یہہ بات ضرور ہوئی کہ اونکے اختیارات اور کم کئے جائین تاکہ خرابیان پیدا نکرسکین چنانچہ گورنر جنرل بہادر کی منظوری سے توشہ خانہ اور خزانہ بالکل رانی آسکنور کو سپرد کر دیا گیا اور بہ نسبت سابق گہٹا کر صرف بارہ ہزار روپیہ ماہوار راجہ صاحب کے مصارف ذاتی اور کہیل تماشون کے لئے مقرر رکہا گیا - اور اونکو یہہ بہی فہمایش کی گئی کہ اگر کوئی نامناسب حرکت آیندہ ظہور مین آئیگی تو آپکے گذارہ کی تعداد اور بہی کم کر دیجائیگی بلکہ آپکو نظربند بہی کر دیا جائیگا -

مصر نودہا اہلکار اعلی کا ذکر

اب رانی آسکنور کا اختیار اگرچہ بہت بڑہ گیا تہا مگر مخالفین بہی اپنی چالین بدستور چل رہے تہے رانی صاحبہ کا مشیر خاص مصر نودہا نامی ایک برہمن تہا یہہ شخص بہی دیوان نانومل کیطرح ریاست کے لوگون کو پسند اور مرغوب نہ تہا اور نانومل کیطرح یہہ بہی جاٹون کو موںہہ نہین لگاتا تہا اور بسبب ان لوگون کی دغابازیون اور شرارتون کے اونکو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا اس بات کو خیال نکرکے کہ تیس ۳۰ برس کی بدانتظامیان چند ماہ مین کسطرح رفع ہو سکتی ہین مصر مشارالیہ نے ریاست کی بدنظمیون مین یکلخت اصلاحین کرنی شروع کین پس انجام اسکا وہی ہوا جو ایسے مصلحون کا ہوا کرتا ہے -

مصر نودہا کی نیکنامی کو بٹہ لگانے کے لئے لوگون کی چال -

چنانچہ اسکے دشمنون نے یہہ مشہور کر دیا کہ یہہ شخص رانی صاحبہ ناجایز تعلق رکہتا ہے اس شہرت نے خلایق کے دلون مین اگرچہ پہلے پہل ایک بے اعتباری سی پیدا کر دی تہی مگر آخرکار سب لوگون کو یہہ بات ثابت ہوگئی کہ یہہ الزام سراسر جہوٹ ہے تو یہہ شک بالکل رفع دفع ہو گیا -

پھر ان لوگون کا ارادہ اونکے قتل کرانے کا اور افشا راز مذکور الصدر

پھر مخالفین نے یہہ دیکھہ کر کہ یہہ وار بہی یون ہی خالی گیا یہہ ارادہ کیا۔ کہ
مصر نودھا اور اوسکو ماتحت عہدہ دارون کو جنسے یہہ لوگ جلتے تھے مروا ڈالیں
مہاراجہ صاحب سنگھ کو تو اس تجویز مین مخالفت کرنے کی کچھہ غرض ہی نہ تھی اور
چونکہ کنور کرم سنگھ ولیعہد ریاست نوعمر اور ناتجربہ کار تھا اس سبب سے یہہ بات تحقیق معلوم
ہوتی ہے کہ وہ بہی اس سازش مین شریک کر لیے گئے تھے کیونکہ ازراہ نادانی اس سبب سے اونکو
یہہ توقع تھی کہ مین فوراً مسند نشین بن جاؤنگا اور مہاراجہ صاحب سنگھ اور اون کے
صلاح کار انکو اس معاملہ مین سامنے اور اڑانا چاہتے تھے کہ اس حرکت سے اونکا کام نکلتا تھا غرضکہ
مصر نودھا کے قتل ہوجانے مین کچھہ شک باقی نرہا تہا اگر رانی آسکنور کے بہائی آل
نے کچھہ اندیشہ کرکے اس بہید کو ظاہر کردیا اور اسی سبب سے اوسکی جان بچ گئی۔

راجہ صاحب سنگھ کی وفات بماہ مارچ ۱۸۱۳ء

راجہ صاحب سنگھ اور دون کو قتل کروانے کی تو تدبیر مین ہی کر رہے تھے کہ یکایک ایسا
بیمار پڑے اور چہبیسوین مارچ ۱۸۱۳ء کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے چونکہ
اس زمانہ مین ریاست پٹیالہ مین فتن و فریب و شرارتون کا بازار گرم تہا اس سبب سے لوگون
کو فوراً یہہ شک پیدا ہو گیا کہ راجہ صاحب سنگھ زہر دیکر مارے گئے ہین مگر اس بات کے تیقن
کرنے کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی سوا اسکے کہ رانی آسکنور کے فرقے کے لوگ ایسے شخص کا
مرنا ہرگز نہین چاہتے تھے جسکی وفات سے رانی صاحبہ کی اقبال کا بالکل خاتمہ ہوجا
علے ہذا القیاس وہ فریق بہی جو رانی صاحبہ کا مخالف تہا اسی طرح سے اونکی مرگ کا خواہان
نہین ہوسکتا تہا کیونکہ اونکو مرنے سے یہہ فریق بالکل بیدست و پا ہوگیا اور اوسکو تمام

منصوبے بھی خاک مین مل گئے تہے

راجہ صاحب سنگہ کی وفات کا سبب

غالبًا راجہ صاحب سنگہ کے مرنے کا سبب یہہ ہی تہا کہ وہ افراط مے نوشی کی ہی حالت مین اس دنیا سے رخصت ہوئے شراب خوری کی کثرت تو پہلے ہی سے تہی مگر جب سے رانی آس کنور دوبارہ منتظم ریاست مقرر ہوئین تو خود بدولت برخلاف اپنی اس عادت سابقہ کے کہ ادہر اودہر شہر وغیرہ مین اکثر سوار ہوتے اور چلتے پہرتے رہتے تہے اب بالکل ہی کنج عزلت مین بیٹہہ گئے پس سیر جسمی یا ورزش تو ترک ہوگئی اور شراب روز بروز بڑہتی گئی اور پہر ایک امر اتفاقیہ یہہ پیش آگیا کہ راجہ صاحب سنگہ نے اپنی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکہکر شراب پینی ایک لخت موقوف کردی اور باوجودا کہ اونکے اطبا اور معالجون نے یہہ فہمایش کی کہ شراب کا ایک لخت چہوڑ دینا اچہا نہین اوسکی مقدار مین بتدریج کمی کرنی بہتر ہے مگر اونہون نے ایک نہ مانی اور چونکہ عیاشی کی بدولت قوی پہلے ہی ضعیف ہوچکے تہے اور مدت سے راجہ صاحب شراب ہی کے زور سے چلتے پہرتے تہے اس سبب سے غالبًا اوسکا دفعتًا ترک کردینا ہی اونکے حق مین زہر ہوگیا ہوگا۔

پٹیالہ کی پولیٹکل حالت اسوقت کیا تہی۔

اسوقت ریاست پٹیالہ کے معاملات پر پہلے سر کی تاریکی چہائی ہوئی تہی مثلًا کنور کرم سنگہ ولیعہد ریاست سے جو حسب بیان ماسبق بعض نامناسب حرکتین سرزد ہوئی تہین اونکے باعث سے اونکا رویہ اس زمانہ مین قابل پسند طور کا معلوم نہین ہوتا تہا۔

گورنمنٹ کی مداخلت کا نتیجہ کیا ہوا

اور گورنمنٹ نے جو ریاست کی بہلائی کی خاطر دست اندازی کی تہی گو وہ

کیسی ہی نیک نیتی پر مبنی تہی مگر اسوقت اوسکی نسبت جو کچھہ کہا جا سکتا تہا وہ صرف
یہہ تہا کہ ناکامیابی کے سوا اور کچھہ حاصل نہین ہوا اور ریاست ہاے اہیر وہی ستلج کے
حاسد اور جاہل رئیس راجہ صاحب سنگھہ کے از خود گوشہ نشین ہونے کا الزام رانی آسکنور اور سرکار
انگریزی کے ذمہ لگا رہے تہے جسکے لئے خود راجہ صاحب سنگھہ کا دلی منشا یہی تہا کہ یہہ دونون
مطعون ہون اور وہ عمدہ عمدہ انتظام جو رانی صاحبہ نے کرنے چاہے لوگون نے اونکو چلنے نہین
دیا اور اگرچہ سپاہ کی حالت بہ نسبت پہلے کے اب بہت اچہی تہی اور اونکو اب باقاعدہ طور
پر تنخواہ ملتی تہی مگر یہہ لوگ ناراض اور باغیانہ حالت مین تہے یہان تک کہ عین دربار مین
بہی تلوار چلانے کے مشورے اور منصوبے ہو چکے تہے اور سرکار انگریزی کی رعایت اور دربار کی
کا نتیجہ محض یہہ نکلا تہا کہ یہان کے لوگون کو گویا سخت سے سخت جرائم کے ارتکاب کے لئے بالکل
اور مطلق العنانی کا فرمان مل گیا تہا —

اور گورنمنٹ نے اپنی مداخلت کو ترک کر دیا۔

پس ان وجوہ راجہ صاحب سنگھہ کی وفات کے بعد گورنمنٹ نے اپنی وہ پالیسی کا
یعنی مصلحت کو پٹیالہ کے معاملات مین ضرورتاً بدل ڈالا اندرین صورت
اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہوتی تہی کہ رانی آسکنور اور مصر نودہا کا اختیار جاتا رہیگا
اور ریاست پٹیالہ مین بدنظمی کی گرم بازاری پہر ویسی ہی ہو جائیگی مگر اب سرکار
انگریزی کی مداخلت قایم رکہنے کے لئے کوئی کافی وجہہ باقی نہین رہ سکتی تہی کیونکہ راجہ صاحب سنگھہ
ایک فاتر العقل شخص تہا اور اسی سے ریاست پٹیالہ کے خیر خواہون کی استدعا درخواست کے
موافق گورنمنٹ نے اس ریاست کے انتظام مین مداخلت اختیار کی تہی مگر اب کچھہ اور

صورت تھی یعنی راجہ کرم سنگہ خواہ کیسے ہی تہے لیکن بہر حال اونکو کسی طور وطریق
کے باعث سے اونکو مسند نشین ہوجانے کے بعد مداخلت کی کوئی ضرورت باقی نہین
رہتی اس سبب سے سرکار انگریزی نے ریاست پٹیالہ کے اندرونی انتظام سے اپنا تعلق بالکل
اوٹہا لیا اور رانی آسکنور کو حکومت کے باب مین امداد دینے کی جو کفالت تہی اوسے بہی منسوخ
اور موقوف کردیا۔

نئے راجہ یعنی مہاراجہ کرم سنگہ صاحب کی پالیسی کا بیان۔

لیکن کم سن راجہ کرم سنگہ جیسا کہ اکثر دستور ہے اپنی ماں کا کہنا بہت مانتے
تہے اور اونکا میلان خاطر یہی پایا گیا کہ تمام انتظام ریاست رانی آسکنور اور
مصر نودہا کے ہی اختیار مین رہے کیونکہ راجہ صاحب مصر کو بڑا معتمد کہنے لگ گئے تہے حالانکہ
اسے تہوڑے ہی عرصہ پہلے اوسکو قتل کرانے کے منصوبہ مین متفق الرای تہے۔

رانی کہیم کنور کی چالین

راجہ امر سنگہ کی رانی کہیم کنوران نئے انتظامون کو دیکہکر نہایت افسردہ خاطر
ہوئی اسلیے اسنے طرح طرح کے فساد برپا کرنے شروع کیے۔ کیونکہ اسکو یہہ امید تہی کہ اگر راجہ
صاحب سنگہ کا چہوٹا لڑکا اجیت سنگہ مسند نشین ہوجاے تو اس صورت مین شاید پہر مجہے کچہہ
اختیار معاملات ریاست مین حاصل ہوسکینگے۔ مصر نودہا کے قتل کی بہی یہی رانی صاحبہ
بانی اور موجد ہوئی تہین اور یہہ بات بہی قریب بہ یقین ہے کہ کرنل اختر لونی صاحب کے
قتل کے واسطے بہی انہون ہی نے ایک شخص کو مقرر کیا تہا۔

ان رانی صاحبہ کی ان چالون مین راجہ جسونت سنگہ کی مددگاریان۔

اس ضعیفہ رانی کی ان چالون کو خارج سے بہت مدد ملتی تہی چنانچہ راجہ
جسونت سنگہ والی نابہہ جو مالک اینرو ستلج مین ایک نہایت ہوشیار

شخص مگر اس قسم کا انسان تہا کہ ایک بیگہہ زمین کی خاطر سچائی اور عزت کو بالائے
طاق رکہہ دیتا تہا اسنے حتی الامکان رانی کہیم کنور کو مدد دی اسکے کئی سبب تہے ایک تو یہہ
کہ رانی موصوف کی بہتیجی اسکو بیاہی ہوئی تہی دوسرے ریاست پٹیالہ کا عروج ہمیشہ اسکی
آنکہوں میں کہٹکتا رہتا تہا تیسرے اسکے خاص مد نظر یہہ بات تہی کہ یہہ ریاست منقسم ہو کر ایک
نابالغ بچہ مسند نشین ہو جاوے جسکی رانی کہیم کنور تو برائے نام سرپرست رہیں اور
دراصل تمام کاروبار میری ہدایت سے ہوا کریں مگر یہہ بات ہونیوالی نہ تہی۔

راجہ کرم سنگہ کی مسند نشینی۔

راجہ کرم سنگہ کی مسند نشینی کی تقریب پر یعنی تیسویں جون ۱۸۱۳ء
کو کرنل اختر لونی صاحب پٹیالہ میں موجود تہے اس موقع پر صاحب موصوف نے خاص راجہ
صاحب کی درخواست سے سر دربار مصر نودہا کو ایک گران بہا خلعت اپنے ہاتہہ سے مرحمت کیا
اور یہہ خلعت دینا اس بات کی علامت تہی کہ مصر نودہا سے راجہ صاحب نہایت خوش ہیں
اور اسکو بدستور اسکے عہدہ پر رہنے دینگے۔

ذکر جنگ با گورکہا۔

یکم نومبر ۱۸۱۴ء کو گورنمنٹ نے ناچار ہو کر گورکہوں سے جنگ کرنیکا اشتہار
دیدیا۔ یہہ لوگ کئی سال سے علاقہ انگریزی کے مقامات واقع دامن کوہ پر خروج کر کے
وہانکے باشندوں کو نقصان پہونچایا کرتے تہے اور انکے حکام نے یہانتک خیرہ چشمی اختیار
کی تہی کہ بجواب پیغامات گورنمنٹ مظلوموں کی دادرسی کرنی تو کہاں خالی عذر و معذرت
کرنے سے بہی انکار کر دیا تہا اس لڑائی کا مجمل بیان جسقدر کہ پٹیالہ کی تاریخ سے
مناسبت رکہتا ہے یہان لکہا جاتا ہے لیکن اسلئے کہ ریاست پٹیالہ سے اس معاملہ کو صرف اتنا

ہی اتفاق ہے کہ یہان کے فرمانروا نے جو ایک مستعدانہ امداد سرکار انگریزی کو اس لڑائی مین دی تہی اوسکے صلہ مین بہت سے مقامات اسکو عنایت ہوے تہے اور ممالک پنجاب کے کوہستانی علاقجات مین جو فتوحات گورکہون نے حاصل کی تہین اونکا مشرح حال رؤساے کانگڑہ اور شملہ کی تواریخ مین مندرج کیا جائیگا۔

امرسنگہ تہاپہ کا قیام ارکی کے اندر

امرسنگہ تہاپہ جو گورکہون کا سردار تہا جب اوسکو رنجیت سنگہ نے مغلوب کر کے کانگڑہ سے نکال دیا تب اسنے ریاست باگہل مین بمقام ارکی اس چہوٹی سی ریاست کے راناکو خارج کر کے اپنی بود و باش اختیار کر لی تہی۔

کوہستان متعلقہ پنجاب مین جو علاقے گورکہون کے اسوقت تصرف مین تہے اونکی تفصیل۔

جب اس لڑائی کا اشتہار دیا گیا تہا اوسوقت ستلج اور جمنا کے مابین مقامات مفصلہ ذیل گورکہون کے قبضہ مین تہے یعنی ناہن عرف سرمور ہنڈور یعنی نالہ گڈہ کہلور عرف بلاسپور بسہر کا ایک بڑا حصہ اور بارہ چہوٹی ٹہکرائیان (ریاستین) یعنی کیونتہل ۔ مہلوگ ۔ بہجی ۔ باگہل ۔ بگہاٹ ۔ کوٹہیار ۔ کوٹہار ۔ دہامی ۔ بلسن ۔ جوبل ۔ منگل ۔ کہار سین ۔ اور علاوہ انکے ٹہکرائیان ہی توابع سرمور بہی اونکا ہی عمل و دخل تہا اور ان سب کی آمدنی تین لاکہ ایک ہزار پانسو روپیہ سالانہ تہی (۳۰۱۵۰۰) اور تخمینا اس تمام علاقہ مین کوئی (۵۲۵۰) گورکہی سپاہی تہے انمین سے سولہ سو ناہن مین اور دو ہزار خاص امرسنگہ کے ساتہ ارکی مین رہتے تہے۔

گورکہون کی دست درازیان بابت گورنمنٹ انگلشیہ اور ریاست پٹیالہ کے علاقہ جات

گورکہون نے کیا علاقہ انگریزی اور کیا ریاستہاے با اختیار محفوظہ گورنمنٹ سبکو یکسان ہی تکلیف دی رکہی تہی چنانچہ راجہ صاحب پٹیالہ نے فوج

خاص سرکار انگریزی کی چڑہائی سے پہلے کئی دفعہ حسب ارشاد صاحبان نواب گورنر جنرل بہادر مقیم لودہانہ ان مفسدون کو پسپا کیا تہا اور سوا مقامات متذکرہ بالائی اور بہر دلی جن پر گورکہون نے زبردستی قبضہ کرلیا تہا وہ بہی پٹیالہ کی ہی سپاہ گورکہون سے چہڑا لائے تہے -

کرنل اختر لونی صاحب کا کارروائی جنگ شروع کرنا اور امر سنگہ کو مغلوب اور مطیع کرکے اس تمام ملک کا اوس سے خالی کرالینا -

ماہ اکتوبر ۱۸۱۴ء مین کرنل اختر لونی صاحب روپڑ کے راستے سے پہاڑون کی طرف روانہ ہوئے اور اول مقام نالہ گڈہ پانچوین کو اور پہر تارا گڈہ اٹہوین نومبر کو سر کرلیا - اور پہر بہت دنون تک لڑکر بعد مقابلہ اور مجادلہ شدید کے گیارہوین فروری ۱۸۱۵ء کو مقام رن گڈہ[۵۱] بہی صاحبان موصوف کے قبضہ مین آگیا جو گورکہون کا سب سے مضبوط تر مقام یہ ہی تہا - اور پندرہوین اپریل کو کرنل اختر لونی صاحب نے امر سنگہ کو شکست کامل دی اور وہ بہاگ کر قلعہ ملون مین چلا گیا اور یہان پر اوسکا ایسا ناک مین دم کیا گیا کہ آخرکار مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی اور حسب اجازت کرنل صاحب ممدوح اپنی تمام سپاہ کو معہ تمام سلاحات لیکر چلا گیا اور دریا ستلج اور جمنا کے مابین جو قلعے اوسکے قبضہ مین تہے وہ سب حوالہ کردیئے اور اس تمام علاقہ کو خالی کرگیا[۵۲] -

ذکر خدمات ریاست پٹیالہ جو بوقت جنگ مذکورہ بالا -

اس لڑائی مین راجہ صاحب پٹیالہ کی سپاہ پیادہ تو خاص کرنل اختر لونی کے ساتہہ تہی اور ریاست پٹیالہ کے کچہہ سوار فوج دامن کوہ مین حفاظت کیواسطے

---

۵۱ رن گڈہ یا رام گڈہ غالبا بمقام سباٹہو جو قلعہ تہا اوسکا نام تہا کیونکہ پہاڑی لوگ اب تک بہی سباٹہو کو گڈہ کے نام سے بولتے ہین اور گورکہون کی جمعیت یہان ہی یعنے سباٹہو مین زیادہ رہتی تہی - من مترجم

۵۲ واضح ہو کہ اخیر عہدنامہ جو گورکہون کے ساتہہ بمقام سگولی دوسری دسمبر ۱۸۱۵ء کو ہوا تہا کرنل اختر لونی صاحب نے بمقام مکوانپور چوتہی مارچ ۱۸۱۶ء کو عہدنامہ مذکورہ نیپال کے وکیل کو حوالہ کیا تہا منقول از جلد دوم کتاب عہدنامجات مصنفہ اچیسن صاحب - من مصنف

متعین تھی - پس سرکار انگریزی نے راجہ صاحب پٹیالہ کو بجلدوی حسن خدمات اختتام
جنگ کے بعد سولہ پرگنہ جنکی تفصیل اسناد منقولہ ذیل مین مندرج ہے عطا کئے -

---

نقل سند پرگنات کیونتھل وغیرہ دستخطی نصیر الدولہ مظفر الملک سردار باوقار وفادار خان جنرل داوود
اخترلونی بہادر ظفر جنگ فدوی محمد اکبر بادشاہ غازی

(مہر فارسی بعبارت مندرجہ القاب صدر)

—— سند عطایاے پرگنات متعلقہ پہاڑی کیونتھل باسم مہاراجہ راجگان کرم سنگھ مہندر بہادر

از انجا کہ اخراج گورکہیان ازین ملک قرار واقعی بعمل آمدہ و تمامی مکانات این کوہستان
در عمل سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر در آمدہ و فوج سرکار مہاراجہ صاحب ممدوح درین
ہنگامہ در رفاقت و بجا آوری حسن خدمات سرکار انگریزی بدل ساعی ماندہ لہذا حسب الحکم
حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلے القاب اشرف الامرا لارڈ گورنر جنرل مارکوئس ہیسٹنگز بہادر دام اقبالہ
سند پرگنہ [۱] تالہلی - و پرگنہ [۲] کلجون - و پرگنہ [۳] بنجہرا - و پرگنہ [۴] کہوسالا و جبہروت - و پرگنہ [۵] کیماہی و
بدہرہی - و پرگنہ [۶] باگہاٹی - و پرگنہ [۷] نراہا ستگاؤ - و پرگنہ [۸] جائیل - و پرگنہ [۹] بٹ کوٹھی
معہ آمدنی محصول سایر این پرگنات باسم مہاراجہ صاحب ممدوح نسلاً بعد نسل و بطناً بعد
بطن معہ جمیع حقوق داخلی و خارجی بعوض مبلغ یک لکھہ و پنجاہ ہزار روپیہ نذرانہ یکدفعہ
بطریق سند ہبہ بالعوض بمہر و دستخط خود نوشتہ دادہ شد و مبالغ مذکور بموجب تعداد مرقومہ
موافق اقساط مقررہ بمعرض وصول آوردہ داخل خزانہ سرکار فیض مدار کمپنی بہادر نمودہ شد
گاہے آیندہ را سواے ازین نذرانہ وغیرہ وجوہات در کسے وقت یکدام ہم طلبی نخواہد شد
و حفاظت بحال داشتن این ملک باسم مہاراجہ صاحب و اولاد مہاراجہ ... ہر وقت

منظور اهالیان عالیشان سرکار انگریزی خواهد ماند - باید که مهاراجه صاحب سند بذا را سند
تکمیل تصور نموده بر مکانات مرقومه الصدر عمل و تصرف قرار واقعی نمایند و سوای از حدود عمل داری
قدیم این پرگنات قدم نهاده در حدود دیگران نشوند و در زمان وقوع هنگامه مردمان سلاح بند
و بیگاریان بر وقت درخواست صاحبان عالیشان انگریز بهادر شامل فوج انگریزی که
محافظ این ملک کوهستان خواهد بود سازند و در داد رسی مظلومان و ملهوفان و در آبادی رعایا
برایا سعی بلیغ نموده دقیقه از دقائق فرو گذاشت نسازند و سبیل رعایای پرگنات مذکوره
آنکه مهاراجه صاحب موصوف و اولاد مهاراجه صاحب را ابداً مالک مستقل خود دانسته از
اطاعت مهاراجه صاحب و در ادای مال و سبب انحراف نورزیده در افزونی زراعت و فرمان
برداری حاضر و سرگرم بوده مطیع و منقاد باشند - المرقوم نوزدهم ستمبر ۱۸۱۵ء مطابق
شانزدهم شوال ۱۲۳۰ھ هجری المقدس - کوار بدی ایکم سمت ۱۸۷۲

ایضاً نقل سند مهری و دستخطی زبده نوئینان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض گنجور بادشاه کیوان بارگاه انگلستان
اشرف الامرا لارڈ مائرا گورنر جنرل بهادر ممالک محروسه سرکار کمپنی انگریز بهادر و امیر اعظم عساکر بادشاهی و سرکار
کمپنی متعلقه کشور هند فدوی محمد اکبر بادشاه غازی - سنه مهر ۱۸۱۵ء - ۱۲۳۰ هجری -

از انجا که تمامی مکانات این کوهستان در عمل سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بهادر درآمده و فوج
سرکار مهاراجه راجگان مهندر کرم سنگه بهادر درین هنگامه برفاقت و بجا آوری حسن خدمات
سرکار انگریزی بدل ساعی مانده لهذا از حضور نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا
لارڈ مائرا گورنر جنرل بهادر سند پرگنه ماهلی (۱) و پرگنه تکهوران (۲) - و پرگنه بهرولی (۳) و پرگنه کهوسالا (۴)

وجھہروٹ و پرگنہ کیتھلی و بٹھہری - و پرگنہ باگھہی - و پرگنہ ترا ہاسٹ گانو - و پرگنہ چاپل
و پرگنہ بٹ کوٹھی - معہ آمدنی محصول سائر این پرگنات باسم مہاراجہ صاحب موصوف
نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن معہ جمیع حقوق داخلی و خارجی بعوض مبلغ یک لکھہ پنجاہ ہزار
روپیہ نذرانہ یکدفعہ بطریق سندیہ بالعوض بمہر و دستخط خود نوشتہ دادہ شد و مبلغ مذکور
بموجب تعداد مرقومہ موافق اقساط مقررہ بمعرض وصول آوردہ داخل خزانہ سرکار فیض مدار
کمپنی بہادر نمودہ شد گاہی آیندہ را سوای ازین نذرانہ وغیرہ وجوہات در کسی وقت
بکدام ہم طلبی نخواہد شد و حفاظت بحال داشتن املاک باسم مہاراجہ صاحب و اولاد مہاراجہ صاحب در ہر وقت
منظور اہالیان عالیشان سرکار انگریزی خواہد ماند - باید کہ مہاراجہ صاحب سند ہذا را
سند مکمل تصور نمودہ بر مکانات مرقومۃ الصدر عمل و تصرف قرار واقعی نمایند و سوای
از حدود عملداری قدیم این پرگنات قدم باہر حدود دیگران نشوند و در زمان وقوع
ہنگامہ مردمان سلاح بند و بیگاریان بروقت درخواست صاحبان عالیشان انگریز بہادر ہمراہ
شامل فوج انگریزی کہ محافظ املاک کوہستان خواہد بود سازند و در دادرسی مظلومان و ملہوفان
و در آبادی رعایا برایا سعی بلیغ نمودہ دقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازند و سبیل رعایا در
پرگنات مذکورہ آنکہ مہاراجہ صاحب موصوف و اولاد مہاراجہ صاحب را دایماً مالک مستقل
خود دانستہ از اطاعت مہاراجہ صاحب و در ادای مال واجب انحراف نورزیدہ در افزونی
زراعت و فرمان برداری حاضر و سرگرم بودہ مطیع و منقاد باشند - المرقوم نوزدہم ستمبر
۱۸۱۵ء مطابق شانزدہم شوال ۱۲۳۰ھ ہجری المقدس و کوار بدی اکیم سمت ۱۸۷۲

تاریخ تصدیق یعنی ہنگام دستخط جو تاریخ ڈالی جاتی ہے ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۵ء

نقل سند پرگنات بگہاٹ وجگت گڈہ مہری ودستخطی نصیر الدولہ معز الملک سردار باوقار وفادار خان
جنرل داود اختر لونی بہادر ظفر جنگ فدوی محمد اکبر بادشاہ غازی
مہر فارسی بعبارت مندرجہ القاب بہادر
آنکہ
سند تملیک ٹھکرائی بگہاٹ وجگت گڈہ باسم مہاراجہ راجگان کرم سنگھ بہادر
ازانجا کہ اخراج گورکھیان از ملک کوہستان قرار واقعی بعمل آمدہ وتمامی مکانات این
کوہستان در عمل سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر درآمدہ وفوج سرکار مہاراجہ ممدوح
درین ہنگامہ در رفاقت وبجا آوری حسن خدمات سرکار انگریزی بدل حاضر ماندہ لہذا
حسب الحکم حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا لارڈ گورنر جنرل بہادر
دام اقبالہ سند پرگنہ گہاٹ وشہر ٹکسال معہ قلعہ اول سکہ چین پور وقلعہ دوم بر سر بازار
ٹکسال وقلعہ تہاڈیگڈہ وپرگنہ بارلی کہار معہ قلعہ اجمیر گڈہ وپرگنہ کیوتن معہ قلعہ راجگڈہ
وپرگنہ بچہر آنک وپرگنہ بہرولی اینہمہ پرگنات معہ یکہزار وششصد روپیہ سایر وپنج قلعہ مرقوم
الصدر منجملہ ٹھکرائی بگہاٹ وسوای آن منجملہ علاقہ سرمور قلعہ جگت گڈہ معہ پرگنہ وعلاقہ
جگت گڈہ باسم مہاراجہ صاحب ممدوح نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن معہ جمیع حقوق داخلی
وخارجی بعوض مبلغ یک لاکھ وسی ہزار روپیہ نذرانہ یکدفعہ بطریق سند بیع بالعوض
بمہر ودستخط خود نوشتہ دادہ شدہ مبالغ مذکور بموجب تعہد او در قسط معہ معجل وصول وورود
داخل خزانہ سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر کردہ شد وگاہے آیندہ ادا سوای ازین
نذرانہ وغیرہ وجوہات یکدام ہم طلبی نخواہد شد وحفاظت وبحال داشتن انملاک باسم

مہاراجہ صاحب در ہر وقت منظور ۱۰ لیان سرکار انگریزی خواہد ماند باید کہ مہاراجہ صاحب بر مکانات ملک مسطورہ عمل و تصرف قرار واقعی نمودہ از حدود سوای عملداری قدیم پرگنات مذکورہ معہ جگت گڈہ قدم نہاد در حدود دیگران نشوند و وقت ہنگامہ فوج متعینہ مکانات مذکورہ شامل افواج انگریزی کہ محافظ این ملک کوہستان خواہد بود سازند و در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا بجان کوشیدہ در داد رسی مظلومان و ملہوفان از راہ وجہی دقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازند و سبیل رعایا پرگنات بگہاٹ و جگت گڈہ آنکہ مہاراجہ صاحب موصوف و اولاد مہاراجہ صاحب را دایما مالک مستقل خود دانستہ از ادای مال واجب انحراف نورزند و در متابعت و فرمانبرداری مہاراجہ صاحب و افزونی زراعت حاضر و سرگرم باشند المرقوم بست و ہشتم رمضان المبارک سنہ ۱۲۳۰ ہجری –

بہادون بدی ماوس سنہ ۱۸۷۲ بکرم فقط –

ایضاً نقل سند مہری دو سختی زبدہ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض معمور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامرا لارڈ مائرا گورنر جنرل بہادر ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر و امیر اعظم عساکر

بادشاہی و سرکار کمپنی متعلقہ کشور ہند فدوی محمد اکبر شاہ غازی

ازانجا کہ تمامی مکانات این کوہستان در عمل سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر آمدہ و فوج سرکار مہاراجہ راجگان مہندر کرم سنگہ بہادر درین ہنگامہ برفاقت و بجا آوری حسن خدمات سرکار انگریزی بدل حاضر ماندہ لہذا از حضور نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا لارڈ مائرا گورنر جنرل بہادر سند پرگنہ بگہاٹ وغیرہ ٹکسال معہ قلعہ اول سکہہ چین پور سہ

وقلعه بدوچیم برسر بازار ٹکسال وقلعه ٹهاڈو گڈه وپرگنه بائی کهار معه قلعه اجمیر گڈه وپرگنه
کیوتهن معه قلعه راجگڈه وپرگنه لچهپر اٹک وپرگنه بهرولی این همه پرگنات معه یکهزار و ششصد
روپیه سایر و پنج قلعه مرقوم الصدر منجمله ٹهکرائی بگهاٹ وسوای این منجمله علاقه سرمور قلعه جگت گڈه
معه پرگنه وعلاقه جگت گڈه باسم مهاراجه صاحب موصوف نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ معه
جمیع حقوق داخلی وخارجی بعوض مبلغ یک لکه وسی هزار روپیه نذرانه یکدفعه بطریق سند مسمی
بالعوض بمهر و دستخط خود نوشته داده شد ومبلغ مذکور بموجب تعداد مرقومه بمعرض وصول
درآمده داخل خزانه سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بهادر شد وگاهی آینده را سوای ازین نذرانه
بکدام سهم طلبی نخواهد شد وحفاظت وبحال داشتن این ملک باهتمام مهاراجه صاحب در هر وقت
منظور اهالی سرکار انگریزی خواهد بود وباید که مهاراجه صاحب بر مکانات ملک مسطوره عمل
وتصرف قرار واقعی نموده سوای از حدود وعملداری قدیم پرگنات مذکوره معه جگت گڈه
قدم بهادر حدود دیگران نشوند ووقت هنگامه فوج متعینه مکانات مذکوره شامل افواج
انگریزی که محافظ این ملک کوهستان خواهد بود سازند ودر آبادی رعایا ورفاه حال
برایا بجان کوشیده ودر دادرسی مظلومان وملهوفان از راه واجبی دقیقه از دقایق فروگذاشت
نسازند وسبیل رعایا پرگنات بگهاٹ وجگت گڈه آنکه مهاراجه صاحب موصوف واولاد
مهاراجه صاحب را دائما مالک مستقل خود دانسته از ادای مال واجب انحراف نورزند ودر
متابعت وفرمانبرداری مهاراجه صاحب والا قدر فی زراعت حاضر وسرگرم باشند
المرقوم بیست وهشتم رمضان المبارک ۱۲۳۱ هجری - بهادون بدی دسمی سمت ۱۸۷۳ بکرمی یوم [illegible] ۱۸۱۵

تاریخ تصدیق یعنی ہنگام دستخط جو تاریخ ڈالی جاتی ہے ۔ ۲۰ - اکتوبر ۱۸۱۵ء

پرگنات مندرجہ سناد بالا کیونتھل اور بگہاٹ کے راناؤن سے چہین لئے گئے تھے اور ان سے یہہ پرگنات چہینے جانیکی وجہ یہہ تہی کہ گورکہون کی لڑائی کے موقع پر انہون نے سرکار کے ساتہہ غیر دوستانہ اور مذبذب طریق رکہا تہا تہوڑے ہی عرصہ تک ریاست پٹیالہ کا کاروبار ایسا باقاعدہ اور کامیابی کے ساتہہ ہوتا رہا کہ قبل ازین کتنے ہی برسون سے ایسا نہین ہوا تہا رانی صاحبہ اور مصر نودہا کا اختیار قایم رہا اور ریاست پٹیالہ کا قرب جوار کی ریاستون کے ساتہہ اس تمام عرصہ مین اس قسم کا صرف ایک ہی تنازع پیدا ہوا جسکو کسیقدر اہم کہنا چاہیئے اور یہہ بہی ہے پورا جہگڑا منی مزرعہ اور پٹیالہ کا بابت تقسیم کہگر کے پانی کے تہا جو ایک خشک اور ریگستانی ملک مین بیشک ایک ضروری قابل بہروہی مقلمہ سمجہا جاتا ہے اسی عہد مین یہہ باتین بہی وقوع مین آئین کہ قلعہ کہنوری (یا کہنوری) چانلون سے (یا چوہلیان سے) جو بڑے سرکش تہے فتح کیا گیا اور علاقہ ہریانہ کے بعض پرگنون کی حقیت کا مقدمہ جنکی نسبت مسٹر فریزر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ دہلی نے ریاست پٹیالہ کے قبضہ کے ناجایز ہونے اور گورنمنٹ کی ملکیت ہونے کا دعوی کیا تہا - (یعنی دیہات نیلی کا مشہور و معروف مقدمہ) برپا ہوا اس جہگڑے کا مفصل حال آیندہ بیان کیا جائیگا -

راجہ کرم سنگہ صاحب کا عنان حکومت ریاست کو اپنے ہاتہہ مین لے لینا مگر مصر نودہا کو ہی عہدہ مدار المہامی پر قایم رکہنا -

اب راجہ کرم سنگہ پہر بری صلاح دینے والون کے پہندے مین پہنس گئے اور راجہ صاحب نے مصر نودہا اور رانی صاحبہ کو بے اختیار کر دینے کا پختہ

۹۱ معلوم نہین ہو سکا کہ صحیح کیا ہے چاہل ایک گوت جاٹون کا ہے جو اس ریاست مین بہت سے ہین اور چوہلیان ایک چہار سے سکہہ تہے جنہے حصہ دار ملیع ریاست کے خالیا چوہلیان صحیح ہوگا مگر یہہ کوئی گمنام واقعہ ہے جو صاحب مصنف نے صرف دفتر ایجنسی کے کاغذات سے اخذ کر کے لکہہ ڈالا ہے - مس مترجم -

ارادہ کرلیا۔ بوادیہ حالات ناراضی راجہ صاحب مصر نودھا کو آجکل ایسا خوف لاحق
ہو رہا تہا کہ میری جان تنہا بڑی سلامت رہے اور مصر مسطور راجہ کرم سنگہ اور بہائی
لال سنگہ کی نسبت یہہ ظن کامل رکہتا تہا کہ یہہ دونوں صاحب میرے قتل کے درپے ہین۔ اگرچہ مصر
مذکور کا پہلے تجربہ کے رو سے یہہ خوف بجا تہا مگر غالباً اس موقع پر غلط تہا۔ الغرض جسطرح
ہوا مصر نے مجبور ہوکر راجہ کرم سنگہ کو یہہ وعدہ دیدیا کہ اچہا دو مہینے کے بعد حکمرانی ریاست
کے اختیارات کامل آپ لے لینا اور اندرین باب اوسکی اسقدر جرأت اور مجال نہوئی کہ کسی
طرح کا عذر و انکار کرسکتا راجہ کرم سنگہ مصر نودھا سے یہہ وعدہ لیکر پہر اسی غرض سے اپنی ماں
رانی آسکنور کے پاس گئے پر رانی صاحبہ نے اس خیال سے کہ اس معاملہ مین اب ضد کرنی امر
لاحاصل ہے اور یہہ بات تو بالضرور ہونے ہی والی ہے از راہ دانائی یہہ جواب دیا کہ اگر تمکو
اختیارات ہی لینے ہین تو دو مہینے کے انتظار کی بہی کیا حاجت ہے ابہی لے لو چنانچہ راجہ
کرم سنگہ نے اب عنان حکومت کو اگرچہ اپنے ہاتہ مین لے لیا اور کئی اپنے رفقا کو مناصب اعلے
پر ممتاز کیا اور خزانہ توشخانہ اور صیغہ مال کے تمام شعبون کو اپنے زیر اختیار کرلیا مگر مصر
نودھا کو بہی بدستور عہدہ مدار المہامی پر قائم رکہا اس موقع پر حکام انگریزی نے نواب
گورنر جنرل کے حکم سے راجہ صاحب کو یہہ اطلاع دی کہ آپکی ریاست کی بہتری کے لئے یہہ امر
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ انتظام سابقہ بدستور جاری رکہین اور اپنے لائق مدار المہام
کے اختیارات مین فرق نہ آنے دین مگر اسوقت گورنمنٹ کو اس سے زیادہ مداخلت کرنی
مناسب نہ تہی خصوصاً [illegible] اسوجہ سے کہ اول فوراً ہی [illegible] راجہ ہی کی خوشی کا روبار ریاست

کسیقدر خود دست بردار ہو چکی تہین دوسرے جسطرح راجہ کرم سنگہ کو اب اختیارات حاصل ہوگئے اسیطرح اب تہ رہی کسی کچھہ دیر بعد تک ہونے ہی رہتے تھے ۔

مصر نودہا کی وفات اور اوسکے چال چلن کا بیان

مصر نودہا اسکے تہوڑی ہی عرصہ بعد جوالا مکہی سے واپس آ کر ہوا ۱۱ اکتوبر ۱۸۱۸ء مین مرگیا - جیسا اس شخص نے ریاست پٹیالہ کی خدمات کین اونسی بڑہکر کسی اہلکار نے کسی ریاست مین کی ہونگی - اسنے باتفاق رانی آسکنور صاحبہ قلمرو پٹیالہ کو بخوبی سنبھالا اور ازسر نو مرفہ الحال کر دکہایا اور باوجود ان اوصاف کے یہہ شخص ایسا متدین تہا کہ اسپر کسی دشمن تک نے بہی کبہی بد دیانتی کا الزام نہین لگایا مصر نودہا اگرچہ دانائی اور ہوشیاری مین دیوان نانو مل کے برابر تہا مگر معلوم ہوتا ہے کہ محتاط اوس سے زیادہ تہا البتہ کم دل اور ڈرپوک ضرور تہا یعنی مثل نانومل کے بہادر نہ تہا جب رانی آسکنور کے اس مشیر نے وفات پائی اگرچہ اوسوقت سے اونکا اختیار اور اقتدار بہی روز بروز کم ہوتا گیا مگر رانی صاحبہ اور اونکے فرزند ارجمند کے باہم ۱۸۲۱ء کے آغاز تک کوئی علانیہ نزاع پیدا نہین ہوئی تہی ۔

ذکر تقرر منشی برکت علیخان بجای مصر نودہا بعہدہ مدارالمہامی

راجہ کرم سنگہ نے مصر نودہا کی جگہہ ایک شخص برکت علیخان نامی کو مقرر کیا یہہ شخص علاقہ اودہ کا رہنے والا تہا اور ایک عرصہ دراز تک سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب کے ماتحت رہا تہا اگرچہ اختیارات امور ریاست راجہ کرم سنگہ نے اپنے ہاتھہ مین لیلئے تہے مگر ابہی توشہ خانہ اور خزانہ اور جواہرات وغیرہ سب رانی آسکنور کے قبضہ مین تہا اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر جو رانی صاحبہ کو ۱۸۰۵ء مین اونکو اور اونکے فرزند ارجمند

سکے گذارہ کیواسطے ملی تہی اوسکو انہون نے بڑہاکر قریب دو لاکہہ روپیہ کے بنا لیا تہا اور
بلا مداخلت اہلکاران راجہ صاحب محض آپ ہی اوس پر قابض تہین بلحاظ ان حالات
کے جیسا کہ طبعاً ہونا ہی چاہیئے تہا راجہ کرم سنگہ نے یہہ خیال کیا کہ رانی صاحبہ تو ہمارا نقصان
کرکے اپنی طاقت کو استحکام دینا چاہتی ہین راجہ کرم سنگہ کو رانی صاحبہ کے اقتدار کی یہہ حالت
ناگوار تو گذر رہی تہی کہ اسی اثناء مین ایک یہہ واقعہ پیش آگیا کہ وزیر خان نامی
ایک پٹہان سردار جو رانی صاحبہ کا متوسل تہا اور اونکی اوسپر مہربانی تہی کسی بات پر
منشی برکت علیخان مدار المہام سے الجہ پڑا کہ اس موقع پر طرفین کے کئی آدمی زخمی ہوگئے
اس بات پر راجہ کرم سنگہ نے یا تو اپنے دلی خیال سے یا موقع پاکر حیلہ یہہ ظاہر کیا کہ رانی صاحبہ
فتنہ و فساد برپا کرکے ریاست کی باگ پہر اپنے ہاتہہ مین لیا چاہتی ہین -

نزاع مابین راجہ کرم سنگہ اور رانی صاحبہ کے اور رانی صاحبہ کا امور ریاست سے بے تعلق ہوکر سنور کو تشریف لیجانا -

چنانچہ راجہ صاحب نے پولٹیکل افسر انگریزی کی خدمت مین بڑی
التجا سے بمقام کرنال اس مضمون کا پیغام بہیجا کہ آپ یہان تشریف لاکر
رانی صاحبہ سے ہمارا تصفیہ کرا دین غرضکہ انجام اس کارروائی کا یہہ ہوا کہ
قطعی حکم ہوگیا کہ ریاست کے مالک اور فرمانروا مطلق فقط راجہ صاحب
ہی ہین اور رانی صاحبہ نے یہہ اقرار کر لیا کہ مین یہان اپنی جاگیر مین بمقام سنور چلی
جاونگی اور کاروبار ریاست مین کبہی دخیل نہونگی اب یہہ بات اغلب معلوم ہوتی تہی
کہ ماں بیٹون مین صلح ہوجاویگی مگر دو ہی برس گذرے تہے ابتک تصفیہ نہین ہوا تہا اول تو یہہ
کہ رانی صاحبہ ایک بہت بڑا علاقہ بنام جاگیر خود قابض ہونے کا دعوی کرتی تہین

دوسرے وہ توشہ خانہ کو اپنے ساتھ سنور کو لیگئی تہین اور اسکو حوالہ ملازمان راجہ صاحب کرنا نہین چاہتی تہین - بس جاگیر کی نسبت تو سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب نے یہہ تجویز کی کہ اگرچہ اس تمام جاگیر پر جو فقط اونکی ہی نہین بلکہ راجہ کرم سنگہ صاحب کے گذارہ کیواسطے بہی بالاشتراک مقرر کی گئی تہی تنہا رانی صاحبہ کا کچھہ حق نہین ہے تاہم راجہ صاحب کو بمقتضائے اسکے چشم پوشی و عالی ہمتی مناسب ہے کہ پوری پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر رانی صاحبہ ہی کو معاف کردین مگر جسقدر انہون نے اس جاگیر کو اپنے اختیار کے زمانہ مین بہت ہی بڑہا لیا ہے اسپر انکا کچھہ دعوی نہین پہونچتا ہے راجہ صاحب اسکو اپنے تحت و تصرف مین کر لین

توشہ خانہ کا حساب سمجھانے سے رانی صاحبہ کا انکار کرنا -

اب یہہ خیال کیا جاتا تہا کہ توشہ خانہ مین جو زر نقد اور جواہرات اور سونے چاندی کے برتن تہے یہہ سب ملکر پچاس لاکھہ روپیہ کا مال تہا اور اسکو رانی صاحبہ کپتان برچ صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ کی اجازت سے سنور لیگئی تہین صاحب موصوف کو یقین تہا کہ یہہ بات راجہ کرم سنگہ کے رای کے بہی خلاف نہوگی اور خزانہ رانی صاحبہ کے پاس حفاظت سے رہیگا اور وہ اسکی ہر طرح ذمہ دار رہینگی اور رانی صاحبہ نے راجہ صاحب کے پاس توشہ خانہ کے تمام اسباب کی ایک صحیح فہرست بہیجنے کا اقرار بہی کر لیا تہا مگر ایفاے وعدہ نہین کیا صرف ایک نامکمل فرد جو کچھہ کارآمد نہ تہی یادداشت کے طور پر تحریر کرا کر بہیجدی اور اس سے زیادہ مشرح فہرست بہیجنے سے انکار کر دیا - (چنانچہ جو فرد انہون نے بہیجی تہی وہ بابت پانچ لاکھہ روپیہ کی تہی معہ دیگر اشیاے موجودہ مثل دیگ کلان و مسند و تکیہ ہاے وغیرہ -)

سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب کا دہلی سے بدل جانا سنہ ۱۸۲۲ء

جب سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب دہلی سے روانہ ہوے اسوقت ریاست

پٹیالہ کے کاروبار بلحاظ امور مذکورہ بالا ایک نہایت قابل اطمینان حالت میں تھے مگر کچھ عرصہ
تک راجہ کرم سنگھ کوئی قطعی تدبیر اس سبب سے نکر سکے کہ اونکو یہہ بات تحقیق نہ تھی کہ صاحب
موصوف کے بدل جانے کے بعد اونکے جانشین حاکمون کی رائے اور مصلحت کس طرف مایل ہوگی
لیکن اس عرصہ مین چونکہ رانی آسکور صاحبہ نے اون تمام تجاویز کو جو یگانگت اور یکجہتی کے
طور پر گہر مین ہی فیصلہ کر لینے کی بابت راجہ صاحب کی طرف سے پیش کیجاتی رہی تہین منظور
نکرکے جاگیر اور خزانہ دونون پر بدستور قابض اور متصرف رہنے کا عزم بالجزم کر رکہا تہا
اور راجہ کرم سنگہ کو اوس مال و متاع مین جو رانی صاحبہ کے قبضہ مین تہا قیمتی اشیا
کے غبن ہوجانے کا بہی ظن کامل تہا اس سبب سے اونہون نے اوایل ۱۸۲۳ء مین اسکے
بطور کامل تدارک کرنے کا قطعی ارادہ کر لیا -

راجہ صاحب کی طرف سے رانی صاحبہ کی نسبت نالشون کا پیش ہونا

چنانچہ آخر کار یہہ تمام حالات کپتان راس صاحب ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ ریاستہا
اینہرو ستلج کی خدمت مین تجویز مناسب کی غرض سے بہیجے گئے اور راجہ
کرم سنگہ کی جانب سے ان امور کی شکایت کی گئی کہ رانی صاحبہ رسم پردہ نشینی کا جو مناسب
اور شایان عزت خاندان ہے خیال نہین رکہتین اور جن اسناد کی رو سے وہ قابض جاگیرات
ہین اونمین خلاف واقع کمی بیشیان کرلی گئی ہین - اور توشہ خانہ کی بعض نہایت ہی
بیش قیمت اشیا کو بطور خیانت صرف کرڈالا ہے اور چونکہ وہ ایک علیحدہ اجلاس کرتی
ہین اس سبب سے ہمارے شاہانہ رتبہ مین فرق آتا ہے اور اونکو اونکا انتظام ریاست
مین مداخلت کا [illegible] ہین اور علاوہ [illegible] کیا [illegible] ریاست کی

سپاہ اور خزانہ وغیرہ کو اسقدر نقصان پہونچا ہی کہ اگر بالفرض گورنمنٹ کی خدمت کیواسطے امداد فوج مطلوب ہو تو شاید اوسکا سرانجام نہو سکے اور ہمکو اس فرض کے ادا نکرنے کی بدنامی ناحق اوٹھانی پڑیگی۔

ذکر اون تجاویز کا جو راجہ صاحب نے اندرین باب پیش کین

راجہ کرم سنگہ نے ان نقصونکے رفع کرنے کے باب مین یہہ تجویز پیش کی کہ رانی صاحبہ خاص پٹیالہ مین تشریف لے آئین اور یہین رہا کرین اور پچاس ہزار روپیہ سال بابت آمدنی اصل جاگیر کے بطور نقد انکو ملا کرے اور بعد مین جسقدر جاگیرین اونہون نے از خود دبا لی ہین وہ اون سے واپس لے لی جاوین اور نیز توشہ خانہ بھی پٹیالہ مین آجاوے بشرطیکہ رانی صاحبہ کل نقد و جنس کی مکمل فہرست دیدین اور یہہ بات بھی ثابت ہوجا ہی کہ اونکی امانت مین کچھ خیانت نہین ہوئی ہی تو توشہ خانہ کو رانی صاحبہ کی ہی تفویض مین رہنے دیا جاوے—

راجہ صاحب کی تجاویز پیش کردہ کا واجب مگر عملاً متعسر الاجرا ہونا۔

راجہ کرم سنگہ کی یہہ تجاویز بہت درست اور قرین انصاف تہین اور ان تجاویز مین جیسی رعائتین اونہون نے اپنی والدہ ماجدہ کے خاطر ملحوظ رکہی تہین خاندان پٹیالہ کی کسی بیوہ رانی کو اپنے فرزند کی مسند نشینی کے بعد دیکہنی نصیب نہین ہوئی تہین اور جسقدر گذارہ زیادہ سے زیادہ کسی بیوہ رانی کو کبہی حاصل ہوا تہا اوسکو مضاعف سے بھی یہہ مجوزہ گذارہ زیادہ تہا راجہ صاحب اپنے گہر کا انتظام جاہتے جسطرح کرتے وہ بالکل مختار تہے اور گورنمنٹ کی مداخلت کی کوئی ضرورت نہ تہی مگر وجہہ اس تمام شور و تامل اور حکام گورنمنٹ سے

امداد طلبی کی یہہ تہی کہ رانی آسکنور ایک بڑی علاقہ پر قابض تہین سپاہ بہی اونکی پاس بہتیری تہی اور خاندان پٹیالہ کا تمام اندوختہ خزانہ اونکی قبضہ اقتدار مین تہا اور یہہ بات بہی اغلب معلوم ہوتی تہی کہ اگر راجہ صاحب کچہہ زیادہ زور دکہلانا چاہینگے تو رانی صاحبہ بہی غالباً زور کا مقابلہ زور سے کرینگی اور جسطرح پر کہ سولہ برس پہلے اپنے شوہر کا مقابلہ کیا تہا اسی طرح اب اپنے فرزند سے بہی لڑنے کے واسطے آمادہ ہوجاینگی۔

گورنمنٹ سے یہہ مداخلت امور ریاست پٹیالہ درخواست کیا جانا اور گورنمنٹ کا اوسکو منظور کرنا

نظر برینکہ سرکار انگریزی نے اب بہہ ریاست پٹیالہ کے اندرونی انتظام مین راجہ کرم سنگہ کی مصرانہ درخواست سے اور اس غرض سے کہ قلمرو پٹیالہ خانہ جنگی کی آفت سے بچ جاوے مداخلت کی چنانچہ ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ع مین کپتان مری صاحب مع کسقدر فوج کے راجہ صاحب کو اونکی ان اجنبی باتون کے انتظام مین مدد دینے کیواسطے بہیجے گئے کہ ریاست کے خزانہ پر اونکا قبضہ ہوجاوے اور جو جاگیرین رانی صاحبہ نے بعد مین بڑہالین تہین وہ راجہ صاحب کو واپس دلادی جاوین اور رانی صاحبہ کو قلعہ سنور کے چہوڑنے پر مجبور کیا جاوے کسواسطے کہ یہہ قلعہ پٹیالہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر تہا اور رانی صاحبہ کا دارالریاست اسقدر قریب رہنا فتنہ وفساد کا بڑا باعث تہا۔

پٹیالہ مین انگریزی فوج کا داخل ہونا اور رانی صاحبہ کی طرف سے قبولیت شرائط پیش کردہ راجہ صاحب مین انکار کا ہونا

جب کپتان صاحب نے دیوان روپچند سے جو رانی صاحبہ کا معتمد تہا امور مذکورہ بالا کی تعمیل چاہی اوسوقت دیوان مذکور زار زار رونے لگا اور بولا کہ مین ان باتون کو رانی صاحبہ سے نہین کہہ سکتا کسواسطے کہ مجکو یہہ اندیشہ ہے کہ کہین وہ خودکشی نہ کرڈالین الغرض دیوان روپچند بڑی مشکل سے

کچھہ سمجھا کر چلا گیا اور تہوڑی دیر بعد کپتان مری صاحب کے پاس یہہ جواب لیکر آیا کہ رانی صاحبہ آپکو ایک لاکھہ روپیہ صرف اسباب کے واسطے دیتی ہین تو کہ آپ انتظام موجودہ کو بدستور جاری رہنے دین اور چونکہ ابتک رانی صاحبہ کی طرف کی کوئی بات گورنمنٹ نے نہین سُنی ہے اس سبب سے جو رپورٹ رانی صاحبہ طیار کرکے آپکے پاس بہیجین اوسکو آپ کلکتہ کو روانہ کر دین اور رانی صاحبہ یہہ فرماتی ہین کہ اگر آپ اس بات کو قبول نکرینگے تو مین تارک دنیا ہوکر گنگا جی کے کنارے جا بیٹہونگی اور بقیہ حیات کو وہین بسر کرونگی اور راجہ کرم سنگہ سے نہ جاگیر لونگی نہ گذارہ مگر جب رانی صاحبہ سے نہایت تقاضے اور اصرار کے ساتہہ یہہ کہا گیا کہ گورنمنٹ کے منشا کو بہت جلد قبول کرنا چاہیے تب وہ قلعہ کو راجہ کرم سنگہ کی سپاہ کے حوالہ کرکے خود لشکر مین تشریف لے آئین یہان انکی ہر طرح سے بڑی تعظیم و تکریم کی گئی مگر کئی روز تک رانی صاحبہ پہر بہی اس جہگڑے کے مصالحت طے ہوجانے کے باب مین ہر طرح سے انکار ہی کرتی رہین اور امرگڈہ مین جو اونکی قدیم جاگیر کی جگہہ تہی وہان رہنے سے انکار کیا اور یہہ بیان کیا کہ اگر مقام سنور بدستور میرے قبضہ مین نہین رہیگا تو مین خود کلکتہ جا کر نواب گورنر جنرل کے ہان اپنے بیٹے کے ظلم کا استغاثہ کرونگی لیکن اس مین کچھہ شک نہین ہے کہ رانی صاحبہ کو دراصل شکایت کی کوئی وجہہ نہ تہی کسواسطے کہ راجہ کرم سنگہ اونکو اپنی مان سمجہکر نہایت خاطرداری اور دلجوئی کے ساتہہ پیش آتے تہے اچہے سے اچہے دیہات اونکی جاگیر مین شامل کردئیے تہے ایک مضبوط قلعہ اور خوب آباد قصبہ (یعنی قلعہ اور قصبہ امرگڈہ) بہی دیدیا تہا اور ریاست کا خزانہ بہی فقط

ان ہی کے قبضہ اقتدار مین محول کر دینا چاہتی تہی مگر رانی صاحبہ کے نوکر چاکر جو بہ نسبت اونکی
مفاد کے اپنی ہی فایدہ کو مقدم سمجھتے تہے لا حاصل جہگڑا کرنیکی لئے اونکو برانگیختہ کر دیتے تہے ۔

رانی صاحبہ کی رانگی پٹیالہ سے انبالہ کو اور پہر اونکو بہی رضامند کرکے واپس لے آنا ۔

غرضکہ رانی آسکنور صاحبہ یہہ بات کہکر کہ جب تک سنور مجہکو نہین دیا جائیگا اوسوقت تک مین ایک شرط بہی مانون گی چودہوین اکتوبر کو انبالہ کی طرف روانہ ہوئین ۔ اب راجہ کرم سنگہ بہت گہبرائے کیونکہ اگر رانی آسکنور مستغیثون کی طرح ایک عالم مین سرگردان پہرتین تو خاندان پٹیالہ کی عزت برباد ہو جاتی اور بیشک یہہ بڑے افسوس کی بات تہی کہ جو بیٹا ایسا سعادت مند ہو کہ اپنی مان کے ہر ایک ارشاد کو بسر و چشم بجا لانا چاہتا ہو اور صرف اتنا مدعا رکہتا ہو کہ ریاست کے حقوق واجبی حاصل کرسکے جو رعایت ممکن ہو وہ ہر طرح سے عمل مین لائی جاوے اوسکی مان انصاف طلبی کے لئے سرگردان پہرا کرے ۔ اگرچہ راجہ کرم سنگہ چاہتے تو نہ تہے مگر اونہون نے ناچار ہو قصبہ سنور معہ قلعہ کے رانی صاحبہ کو دیدیا اور وہ بہی یہہ سمجہکر کہ اس سے زیادہ کچہہ اور جیتنے کی توقع نہین ہے اس اپنی فتح کو غنیمت سمجہکر معاودت کرکے سنور کو چلی آئین اور ماہ اکتوبر کے ختم ہونے سے پہلے پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر انکو قابض کر دیا گیا اور وہ اپنے فرزند ارجمند سے صلح کرنے پر راضی اور رضامند ہو گئین ۔

رانی آسکنور صاحبہ کی پولیٹکل لائف کا خاتمہ اواخر سنہ ۱۸۱۳ع

اور اب اسکے ساتہہ ہی رانی آسکنور کی پولیٹکل لائف (یعنے اونکی الیسے زمانہ کا بہی جو ریاست کا ۔ و باہر علاقہ رکہتا تہا) خاتمہ ہے ۔
رانی صاحبہ موصوفہ جو پہلی صاحب لیاقت تہین اس ریاست کا جو عاقلانہ انتظام اونہون نے

اپنے شوہر کے عہد سلطنت اور اپنے فرزند راجندر کی نابالغی کے زمانہ مین کیا تہا وہ ایسا تہا کہ تمام رؤسا و قرب و جوار نے اوسکی داد دی سرکار انگریزی نے بہی بڑی تعریف کی اور جبکہ اس بات پر خیال کیا جاتا ہے کہ انہون نے ایک عرصہ دراز تک حکومت کی اور نہایت دانائی کے ساتھہ کی تو ایسی حالت مین اونکی خواہش اختیار و اقتدار کے خیالات بآسانی قابل چشم پوشی متصور ہو سکتے ہین کیونکہ ایسی صورتون مین اگر حکومت کا چہوڑنا انکو ناگوار گذرا تو یہہ مقتضائے بشریت تہا۔

ریاست پٹیالہ کی دعویداری بابت علاقہ بالاسپور ۱۹۱۱ء

ریاست پٹیالہ کی تاریخ کے متعلق چند واقعات دیگر جو ان معاملات سے پہلے ظہور مین آئے تہے اونکا بیان کرنا بہی یہان ضرور ہے۔ دیا کنور جو سردار شیر سنگہ متوفی کلسیہ کی رانی اور علاقہ بالاسپور کی مالک تہی اوسکا سنہ ۱۹۱۱ء مین انتقال ہوا۔ اس علاقہ کے بابت راجہ صاحب پٹیالہ نے اس بنا پر دعوی کیا کہ سردار جودہ سنگہ جو خاندان کلسیہ کا بزرگ تہا اوسکے دوسرے بیٹے سردار ہری سنگہ کے ساتھہ اونکی ہمشیرہ بیاہی گئی تہین چونکہ ہری سنگہ کا انتقال ہوچکا تہا اس سبب سے رئیس پٹیالہ کا دعوی سکہون کے دستور کے بموجب محض لاحاصل اور ناجایز تہا اسلئے جودہ سنگہ کے بڑے بیٹے سوبہا سنگہ کو اس علاقہ کے دئیے جانے کی تجویز ہوئی۔ مگر گورنمنٹ نے جو شرایط اس باب مین پیش کی تہین اونکے قبول کرنے کی اوسنے کچہہ پرواہ نہ کی اور آخرکار نتیجہ یہہ ہوا کہ علاقہ مذکور ضبط سرکار ہوگیا۔

مناقشہ مابین نابہہ و پٹیالہ۔

فیمابین ریاست نابہہ اور پٹیالہ مدت سے ایک ان بن چلی آتی تہی

اور اب یعنی ۱۹۱۰ء مین تو اسقدر بڑھ گئی تہی کہ یہہ معلوم ہونے لگا کہ ان دونون ریاستون مین اب خوب گہری چھنیگی۔

موضع کولسیہڑی کا فساد۔

اس منافقت کے بڑھنے کا یہہ سبب ہوا کہ موضع کولسیہڑی علاقہ پٹیالہ اور پہولسیہڑی علاقہ نابہہ کے زمینداروں کے باہم سرحد کا تنازع رہتا تہا راجہ جسونت سنگہ نے زمینداران علاقہ پٹیالہ کی نسبت سرحدشکنی کی نالش کی تہی چونکہ یہہ مقدمہ پنچون کے سپرد ہوا اور انہون نے ریاست نابہہ کے مفید مطلب فیصلہ کیا اسلئے راجہ کرم سنگہ نے اس بہانہ سے کہ ہمارے گانووالون کو نابہہ کے گانووالون کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہے حفاظت کیلئے بہت سی سپاہ وہان بہیجدی چنانچہ اس کارروائی کا وہی نتیجہ ہوا جو طبعاً ہونا چاہیے تہا یعنی جانبین کے فساد زیادہ ہوگیا۔ اور دونون کیطرف کے آدمی مارے گئے۔

بہدوڑ اور پٹی کانگڑ کا قضیہ۔

پہر قصبہ بہدوڑ اور پٹی کانگڑ کے بابت بہی اس قسم کا ایک مقدمہ ہوا اوسمین بہی راجہ صاحب پٹیالہ ہی غلطی پر سمجہے گئے اور سب اغیر سرہانہ کے دیہات کی بابت ایک بڑا ہی سخت تنازع پیدا ہوا تہا اس مقدمہ کا گورنمنٹ نے بطور سرسری اسطرح پر فیصلہ کیا۔ کہ دیہات متنازعہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور چونکہ یہہ مقدمہ سنہ ۱۸۵۹ء تک قطعی فیصل نہین ہوا تہا اس سبب اسکا مشرح حال آیندہ تحریر کیا جاویگا۔

کنور رنجیت سنگہ صاحب کی بیجا معزولی

ابہی راجہ کرم سنگہ نے اپنی ماں کی زبردستیون سے نجات پائی ہی تہی کہ اون کے سوتیلے بہائی کنور رنجیت سنگہ نے اپنے فضول تعاقد

اور بیجا دعوی پیش کرنے شروع کردئے۔ یہہ کنور وہی لڑکا تہا جسکو اس سے دس برس پہلے راجہ کرم سنگہ کی دادی رانی کہیم کنور نے کارسازی کرکے مسند نشین کرانا چاہا تہا۔ اگرچہ ماہ جون ۱۸۲۱ء مین رانی کہیم کنور کا تو انتقال ہوگیا تہا مگر اب بہی بہت سے لوگ خصوصاً گوپال سنگہ جو کنور صاحب کا بڑا مشیر تدبیر تہا انکو برابر بیجا دعویداریون کی تلقین کرتے رہے اور بہائی بہائی مین پہوٹ کا بیج بوتے رہے۔

کنور اجیت سنگہ صاحب کا خطاب مہاراجگی اپنے نام سے منسوب کرلینا

چنانچہ ۱۸۳۰ء مین کنور اجیت سنگہ بمعیت اپنی والدہ ماجدہ کے یہہ کہکر کہ مین اپنی مان کے بارہ دیہات کی جاگیر پر گذران نہین کرسکتا پٹیالہ سے روانہ ہوکر دہلی چلے گئے اور یہان فضول خرچیون کی بدولت تہوڑے ہی عرصہ مین بہت قرضدار ہوگئے اور ۱۸۳۲ء مین کنور صاحب موصوف نے اوس خطاب کو جو رئیس مسند نشین کا حق ہوا کرتا ہے زبردستی اپنے نام کے ساتہہ لگا لیا اور اپنی مہر پر الفاظ مہاراجہ راجگان مہاراجہ اجیت سنگہ مہندر بہادر کندہ کرالئے۔

خطاب راجائی کا آلا سنگہ والی پٹیالہ کو احمد شاہ ابدالی نے اور پہر مہاراجہ کا لقب اکبر دوئم شہنشاہ دہلی نے جنرل اختر لونی صاحب کی سفارش سے ۱۸۱۰ء مین عطا کیا تہا۔

کنور اجیت سنگہ ان دونون خطابون مین سے کسی خطاب کے حاصل کرنے کا بہی حق نہین رکہتے تہے کیونکہ خاندان پٹیالہ کا یہہ دستور تہا کہ رئیس مسند نشین کے سوا کسی کو کنور یا راجہ یا مہاراجہ کہنے کی اجازت ملتا تہا۔

راجہ کرم سنگہ بدل چاہتے تہے کہ بہائی سے صفائی ہوجائے اور کوئی بات شکایت کی باقی نرہے چنانچہ صاحب موصوف نے اپنے مدار المہام برکت علیخان کو کپتان مری صاحب کے پاس ایک خریطہ اس مضمون کا دیکر بہیجا کہ مین آپکو اپنی طرف سے اس معاملہ مین اختیار مطلق دیتا ہون کہ جسطرح آپ مناسب سمجہین اوسی طرح کنور اجیت سنگہ کو راضی کرنے کا کچہہ انتظام کر دین اور اون قصبون اور قلعون کی ایک فہرست بہی اس مطلب کے واسطے بہیجی کہ انمین سے حسب پسند کنور صاحب صاحب ممدوح کی رای مین مناسب ہو اونکی بود و باش کیواسطے نامزد کردین

کنور صاحب کی واہیات درخواستین اور راجہ کرم سنگہ کا اونکو نامنظور کرنا -

مگر کنور اجیت سنگہ اور اونکے ہواخواہان دولت کے لغو اور بیہودہ دعوون کے باعث کوئی تصفیہ ہونا مشکل تہا اگرچہ کنور صاحب یہہ جانتے تہے کہ خاندان پٹیالہ مین فرزند اکبر ہی کے ریاست اور مسند نشینی کا استحقاق اور دستور ہے مگر باوصف اسکے اونکی نظر یہہ ہی بات تہی کہ علاقہ پٹیالہ دو حصون پر منقسم ہوجاوے اور اس طرح سے بہت سا محاصل اونکو ملاکرے بعدہ انہون نے یہہ درخواست کی کہ قصبہ سیف آباد - یا سنام - یا بہٹنڈہ کا مع قلعہ اونکو ملجائے - انمین سے سیف آباد جو پٹیالہ سے صرف تین چار میل کے فاصلہ پر ہے یہان راجہ صاحب کی خاص شکارگاہ تہی اور سنام مین مہاراجہ صاحب برسات کے موسم مین اکثر تشریف لیجایا کرتے تہے اور یہان بڑے بڑے اہلکاران ریاست کے مکانات بہی بنے ہوئے تہے اور بہٹنڈہ کے برابر تمام علاقہ مین کوئی مضبوط قلعہ نہ تہا جب کنور اجیت سنگہ نے یہہ دیکہا کہ میری یہہ درخواستین منظور ہوتی ہوئی معلوم نہین ہوتین تب اونہون نے یہہ سمجہا کہ کوئی ایسا قلعہ مجکو ملجاوے جسکے ملحق ایک قصبہ

بھی ہو جیسے ڈہوڈان منصور پور۔ ہڈیایہ۔ برنالہ۔ وغیرہ ہین۔

راجہ کرم سنگہ نے یہہ جواب دیا کہ مین اسقدر علاقہ اس سبب سے نہین دے سکتا کہ آیندہ کیواسطے دستور بگڑ تا ہے اور جب ہماری اولاد ہوگی تو اسی نظیر کے حوالہ سے وہ بھی ایسے ہی دعوے کرکے ریاست کو بانٹنے کے خواہشمند ہونگے مگر ہان ان مذکورہ بالا چار قلعون مین سے خواہ تو ایک بڑا قلعہ لیلو خواہ دو چہوٹے لیلو اسپر کنور صاحب نے بطور قطعی یہہ جواب دیا کہ رانی آسکنور صاحبہ کی دولاکہہ روپیہ کی جاگیر جو ریاست پٹیالہ مین شامل ہوگئی ہے اگر وہ مجہکو دیدی جاوے تب تو خیر ورنہ اس سے کم لینا مجہے ہرگز منظور نہین ہے کنور صاحب کے اس جواب کا لازمی نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ برای چند سے اس معاملہ کے تصفیہ کی گفتگو بالکل بند ہوگئی۔

کنور صاحب کا پچاس ہزار روپئے سال کی جاگیر قبول کرنا۔

اب اگرچہ کنور اجیت سنگہ اس بات کو بخوبی جان گئے تھے کہ سرکار انگریزی سیری کچہہ پیچ نہین کریگی اور جب تک مین اپنے بہائی کا کہنا نہ مانونگا اوسوقت تک مجہکو کچہہ نہین مل سکتا مگر اونکا دماغ ایسا بلند تہا کہ حالانکہ اونکے لئے علاوہ اوس پندرہ ہزار کی جاگیر کے جو اونکی اور اونکی والدہ کے گذارہ کے واسطے پہلے سے مقرر تہی تیس ہزار سالانہ کی اور جایداد معہ پانچہزار روپیہ برای اخراجات جیب خاص بہ قبولیت باہمی مقرر ہولی تہی تو بہی عین اختتام معاملہ کے وقت بگڑ کر اور اپنی والدہ ماجدہ کو ساتہہ لیکر پہر دہلی کو چل دئے۔

یہان کنور صاحب سنہ [illegible]ع تک مقیم رہے مگر چونکہ اپنا عمر کے ساتہہ عقل کو بھی ترقی

اس سبب سے آخرکار اونہون نے بہائی سے صلح کر لی اور جو کچھہ مدد معاش کیواسطے مقرر ہوچکا تہا اوسکو قبول کرکے پٹیالہ چلے آئے -

کنور صاحب کی شادی ۱۸۲۹ء مین -

اور یہان ماہ جون ۱۸۲۹ء مین اونکی شادی بڑی دہوم دہام کے ساتہہ ہوئی -

راجہ کرم سنگہ صاحب کا گورنمنٹ کو بیس لاکہہ روپیہ قرض دینا -

۱۸۴۳ء مین جبکہ گورنمنٹ کو روپیہ کی نہایت ہی ضرورت تہی اور گورنمنٹ نے اہل ہندوستان سے بشرح فیصدی پانچ روپیہ قرضہ لیا تہا اوس موقع پر راجہ کرم سنگہ نے سب سے آگے بڑہکر اپنی ہواخواہی اور خیرسگالی کو اسطرح ظاہر کیا کہ بیس لاکہہ روپیہ بشرح سود مذکورہ بالا سرکار کو قرض دیا اور ادای قرضہ کے واسطے کوئی میعاد بہی مقرر نہین کی حالانکہ قرب وجوار کے رئیسا اورن طعن و تشنیع کے ساتہہ یہہ کہتے رہے کہ اسطرح اپنے گہر کا خزانہ نکال کر نہین دینا چاہئے -

ناہہ اور پٹیالہ کے ایک گانوں کی حد براری کا ذکر یعنی فیصلہ سرحد دولدی اور ناہہ کا -

۱۸۴۳ء مین ریاست ناہہ اور پٹیالہ کے مابین ایک سرحد کا تنازع فیصل ہوا جو فقط اسی سبب سے قابل ذکر نہین ہے کہ ان دونون ریاستون کے باہم ایک بہت دیرینہ جہگڑا تہا اور دونون رئیس اوسکو ایک بڑی بات سمجہتے تہے بلکہ اس سبب خاص سے قابل ذکر ہے کہ ستلج کے جنوب کی جانب مہاراجہ رنجیت سنگہ کے اول حملہ کا سبب یہہ ہی تنازع ہوا تہا چنانچہ تشریح اوسکی یہہ ہے کہ شہر ناہہ سے

دولدی کے مقدمہ کا اصلی صورت حال

دو میل کے فاصلہ پر ایک چہوٹا سا گانو موضع دولدی واقع ہے ۱۸۰۶ء مین بہائی تارا سنگہ اہلکار ریاست پٹیالہ نے اوسکو آباد کرکے وہان

کی زمین مین قلبہ رانی کرائی تہی جسونت سنگہ والی نابہہ کو یہہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ خاص اوسکی دار الریاست کی زمین مین ایسی دست اندازی کی گئی چنانچہ اس معاملہ مین راجہ کی شکایت پر منجانب دربار پٹیالہ جب کچھہ توجہہ نہوئی تب اوسنے زبردستی اوس اراضی پر قبضہ کرلیا اس بات پر جانبین سخت فساد ہوا۔

بہائی تارا سنگہ اہلکار پٹیالہ کا مقتول ہونا۔

جسمین بہائی تارا سنگہ کام آیا راجہ صاحب سنگہ والی پٹیالہ نے اپنے اس چاہیتے اہلکار کے مارے جانے سے طیش مین آکر نابہہ پر فوجکشی کی اور جسونت سنگہ کو مقام زودانہ مین شکست دیکر پسپا کیا وہ بہاگ کر اپنی دار الریاست مین محصور ہوگیا۔ اور اپنے رفیق۔

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا اس ملک مین پہونچکر اس مقدمہ کا فیصل کرنا۔

راجہ بہاگ سنگہ والی جیند کو کمک لینے کے واسطے لاہور کو روانہ کیا تہا چنانچہ رنجیت سنگہ نے یہان پہونچتے ہی راجہ صاحب سنگہ کو بمقام قصبہ منصور پور محصور کرلیا۔ اور دولدی کے چاہات کو منہدم کراکر اگرچہ اصل گانو تو اوسنے ریاست پٹیالہ کو ہی دیدیا۔ مگر ممانعت کردی کہ ان چاہات کی مرمت نہ کیجائے اور زمین غیر مزروعہ کے ایک ٹکڑہ کا نشان بتلاکر ہدایت کردی کہ اسمین کبہی زراعت نہونے پائے۔ چنانچہ اکیس برس تک موضع دولدی کی وہ زمین (جو بموجب فیصلہ مہاراجہ رنجیت سنگہ) فریقین کی مقبوضہ اراضیات کے مابین بطور حد فاصل غیر مزروعہ رکہی گئی تہی ایسی ہی بے تردد پڑی رہی اور اگر کبہی اس عرصہ مین ریاست پٹیالہ یا نابہہ کی طرف سے اسمین زراعت کرنیکا اقدام ہوتا تہا تو ہمیشہ نتیجہ اسکا یہہ ہوا کرتا تہا کہ طرفین مین

حسد اور دشمنی کی آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

اس دیرینہ جھگڑے کا ۱۸۵۱ع مین تازہ ہونا۔

۱۸۵۱ع مین یہہ پرانا جھگڑا پھر چھڑا اس موقع پر ریاست نابھہ زمینداران موضع دولدی کو زمین متنازعہ پر دخل بیجا کرنے کا الزام لگاتی تھی اور پٹیالہ والے نابھہ کے دعوے کو کسیطرح تسلیم نہین کرتے تھے۔ اور جب فریقین نے بطریق پنچایت ثالثی باہم فیصلہ کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

کپتان مری صاحب کی کوشش اور انفصال اس نزاع کے اونکا ناکامیاب رہنا۔

تب کپتان مری صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو مجبوراً خود مقام متنازعہ پر تقرر سرحد کے واسطے جانا پڑا مگر اسکا انفصال بہت مشکل تھا کیونکہ ۱۸۴۵ع مین جو حکم مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دیا تھا وہ جائز نہین سمجھا جا سکتا تھا اسواسطے کہ بوجہ [illegible] سرکار انگریزی ان ریاستون کی [illegible] حاصل تھی۔ علاوہ بریں ۱۸۴۵ع مین ریاست نابھہ پٹیالہ کی نسبت زیادہ طاقت و قوت رکھتی تھی اس سبب پٹیالہ والے اوس زمین کو جسکی خاطر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے روبرو گیا تھا واپس نہین لے سکتے تھے لیکن حسن اتفاق سے کپتان مری صاحب نے اس قضیہ مین حدبندی کا جو انتظام کیا (وہ ایسا عاطر فدارانہ تھا) کہ دونون فریقین مین کوئی بھی خوش نہین ہوا چنانچہ راجہ نابھہ تو کسیقدر مگر راجہ صاحب پٹیالہ بالکل ہی ناراض ہوا اور یہہ مقدمہ واسطے صدور حکم مناسب کے صاحب سپرنٹنڈنٹ دہلی کی خدمت مین بھیجا گیا۔

پٹیالہ کے مفید مطلب ایک نئے فیصلہ کا ہونا۔

پس بموجب حکم صاحب سپرنٹنڈنٹ دہلی ریاست کیتھل اور جیند کے

مقدمہ مشمول بعض عہدہ داران سرکار انگریزی اس مطلب کے واسطے بھیجے گئے کہ جا بجا موضع
دولدی اور شہر نابہہ کے مابین ایک جدید سرحد مقرر کرین اور کپتان مری صاحب کے لگائے ہوے
ڈہولون کو منہدم کرکے زمین متنازعہ کی زراعت کو یک قلم تلف کروادین یہہ نیا فیصلہ
اگرچہ ریاست پٹیالہ کے مفید مطلب تہا مگر راجہ نابہہ اب اونہین ڈہولون کو قایم رکہنے کے
خواہشمند ہوے جنکا پہلے وہ خود ہی منہدم کرانا چاہتے تہے لیکن اب اونکی کچھہ پیش نہ گئی۔ اور
نابہہ اور دولدی کی مویشیون نے مذکورہ بالا تمام کہیتیان تلف کردین اور مری صاحب
والے ڈہولے جنکی منہدم کرنے سے اہلکاران نابہہ انکار کرتے تہے ڈہا کر نئے لگا دیے گئے۔
اور راجہ صاحب نابہہ نے اس فیصلہ کا اپیل کیا کیونکہ پٹیالہ والے جسقدر اپنی فتحیابی
اس فیصلہ کو سمجہتے تہے راجہ صاحب نابہہ اتنا ہی اپنا نقصان خیال کرتے تہے اور بابت
ہر روز دنگہ وفساد اور سرحد شکنی کی نالشین ہونے لگین آخر کار صاحب ریذیڈنٹ
دہلی نے یہہ حکم تاکیدی صادر کیا کہ جو حدبندی گورنمنٹ کی منظوری سے
مقرر ہوچکی ہے اوسکا لحاظ کیا جاے۔ راجہ صاحب نابہہ اس فیصلہ سے کسی طرح

اس فیصلہ کے خلاف مین راجہ صاحب نابہہ کا اپیل کرنا اور آخر کار دہی کپتان مری صاحب کا فیصلہ بحال رہنا بحکم گورنمنٹ ہند

راضی نہوے اور مسٹر اگول بروک ریذیڈنٹ صاحب دہلی کی نسبت اہلکاران ریاست
پٹیالہ کے ناجائز قابو مین ہونے کا صاف صاف الزام لگایا اور بحکم گورنمنٹ اس مقدمہ
کی تحقیقات کے واسطے دہلی مین ایک کمیٹی مقرر ہوئی چنانچہ اس کمیٹی کے رائے کا
خلاصہ مسٹر ٹریولین صاحب اسسٹنٹ ریذیڈنٹ دہلی نے اپنی ایک چٹہی مین اس
طور پر تحریر کیا ہے۔ **قولہ** مین اس بات پر ختم کلام کرتا ہون کہ کارروائی کمیٹی کی

رو سے کپتان مری صاحب کا فیصلہ بحال رکہنے کے وجوہات قوی پائی جاتے ہین اور جو تحقیقات
سپیشل کمشنرون نے کی ہے اور جس سے ظاہر ہوگیا ہے کہ سر ایکول بروک صاحب نے کن ناجایز
اغراض کی وجہہ سے مری صاحب کے فیصلہ کو بالائے طاق رکہدیا تہا اوس سے وجوہات مذکورہ صدر
اور بہی قوی تر ہوجاتے ہین - اگر نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل مقدمہ موضع دوردی
کے باب مین کپتان مری صاحب کے فیصلہ کو بلحاظ اون ناجایز وسایل کے جو فیصلہ مذکور کے
خلاف عمل درآمد ہونے مین کام مین لائے گئے ہین بحال رکہنا منظور فرمائین تو تمام ہندوستان کے
واسطے ایک ایسی نظیر قایم ہوجائیگی جسکا اثر اس قسم کے ناجایز برتاؤ (یعنی انسداد رشوت ستانی
وغیرہ) پر اسقدر ہوگا کہ بہت سے بداعمال شخصون کے سزا دینے سے بہی نہین ہوسکتا انتہی کلامہ نواب
گورنر جنرل بہادر نے ارباب کمیٹی کی رائے سے اتفاق کرکے مسٹر ٹاکنس صاحب قایم مقام رزیڈنٹ
دہلی کے نام یہہ حکم صادر فرمایا کہ اگر تمہارے نزدیک مناسب ہو تو سر ایکول بروک صاحب کے
فیصلہ کو منسوخ کرکے کپتان مری صاحب کا فیصلہ بحال رکہو چنانچہ ایسا ہی عمل مین آیا اور
کپتان موصوف کے قایم کئے ہوئے حد بست پہر لگا دئے گئے - اب مین پٹیالہ و نابہہ جو ساٹہہ برس
تک متواتر نا اتفاقیون کا سلسلہ جاری رہا اگر ان کا شمار کرین تو زیادہ تر یہی مقدمہ نکلتا ہے -
باعتبار اصلیت نزاع اور مقدار شے متنازعہ ایک خفیف اور لایعنی جہگڑا تہا لیکن جب تک نہین
ہو سکتے کہ پہلی لڑائی مین نابہہ والون کی ہار ہوئی اور خیالات پر جس چیز کا زیادہ تر اثر رہا اوسکا باعث یہہ ہی قصہ تہا
اور اسی مقدمہ کے باعث جو کشیدگی مابین پٹیالہ و نابہہ شروع ہوئی تہی وہ آج تک باقی ہے اوسکی مثال کا نتیجہ ... ہوا

ذکر مقدمہ ... / ...

خاندان پہولکیان مین پٹیالہ نابہہ اور جیند ... کہ باہم ویسا ہی اتفاق ... اور

مین تقسیم کر لیتے تھے۔

بیان اون سببون کا جو انکو معاملات مین روساے پھولکیان کی مداخلت کے باعث ہوے۔

مسلمان بادشاہون کے عہد مین مہراجکے سلطنت دہلی کو خراج دیا کرتے تھے اور جب سے اوس سلطنت کا زوال ہوگیا جیسا کہ ایسی حالتون مین ہوا کرتا ہے تب سے قرب وجوار کے رئیسون کے پاس یہہ لوگ اپنے تنازعات کے فیصل کرنے کے واسطے رجوع لانے لگے چنانچہ کوئی نابہہ کو چلا جاتا تھا کوئی جیند کو اور کوئی پٹیالہ کو اور چونکہ ان ریاستون کے تہانہ دار اور تحصیلدار سرحدون کے موقعون پر متعین ہی رہتے تھے اس سبب جب کبھی کوئی مہراج کا اون سے امداد کا خواستگار ہوتا تھا تو وہ اپنی فوج اونکے علاقہ مین بھیجدیتے تھے اور جیسا کہ دنیا کا معمولی دستور ہے یہہ رئیس صرف اس خاطر مدد دیا کرتے تھے کہ ہمارے ذاتی اقتدار کو زیادہ تر استحکام اور فروغ حاصل ہو۔

غرض ان لوگون کے جب دو مختلف گروہون مین کوئی نزاع پیدا ہوتا تھا تو وہ ایسے دو رئیسون سے مدد لیتے تھے جنکی باہم مخاصمت ہوتی تھی ان روسا کی مداخلت کا نتیجہ یہہ تو کبھی ہوا نہین کہ اوس کے وہان کے لوگون کو کسی قسم کا معتدبہ فایدہ پہونچے بلکہ یہہ ہوتا رہا کہ باہمی حسد و بغض اور فتنہ فسادون کو ترقی ہوتی گئی۔

مہراجکے سکہون کا گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت کی درخواست کرنا

آخرکار مہراجکیون نے ہمیشہ کے فسادون سے تنگ آکر گورنمنٹ انگریزی سے امداد چاہی اس مقدمہ کا فیصل کرنا بہت مشکل تھا اسواسطے کہ پٹیالہ نابہہ اور جیند تینون اسپر اپنی اپنی سرداری اور حکومت کا دعوی کرتے تھے حالانکہ اصل مین اونکا یہہ دعوی بالکل بیجا تھا اور وہ اسبات کو ثابت نہین کر سکتے تھے کہ مہراجکیان

نے کبھی بہی اونکی حکومت کو تسلیم کیا ہو مگر چونکہ یہہ لوگ ایسے ناشایستہ اور سرکش تہے
کہ انکے انتظام کے واسطے ایک بہت بڑی طاقت درکار تہی اس سبب سے گورنمنٹ نے یہہ
مصلحت سمجہی کہ اگر تینون ریاستون کو انکی حکومت تقسیم کرکے دیجاوے تو اسکی عملدرآمد
مین سخت مشکلات پیش آوینگی ان موضعات کو چند سال کے واسطے ریاست پٹیالہ کو
جو پہولکیان مین سب سے زیادہ طاقتور تہی اونکو ان تکلیف دہندہ ہمسایون کے قابو مین
رکہنے کا کام سپرد کردینا چاہا مگر بعض شرائط جو متعلق بعطاے اختیارات مذکورہ بالا
اس موقع پر پیش کی گئین اونکو مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے قبول نہین کیا اور اس بات
پر مصر رہے کہ ہمکو ان پر بلاشرکت اور غیر مشروط بالکل اختیارات تام و مطلق حاصل
رہین اور یہہ اس قسم کے دعاوی او حقوق تہے کہ جنکی تسلیم کرنے سے گورنمنٹ انگریزی
بتواتر انکار کرچکی تہی —

مہراجکیون کا بالکل زیر حکومت گورنمنٹ ہوجانا اور اون کی حالتون کی اصلاح۔

اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۸۳۴ء مین گورنمنٹ انگریزی نے مہراجکیان
کو بالکل اپنی زیر نگرانی کرلیا اور پہول کے رئیسون کو اس بات سے
تنبیہ کردیا کہ وہ انکے معاملات مین دست اندازی نکیا کرین یہہ انتظام
مہراجکیان کے واسطے بہت مفید ہوا اور بفور قایم ہوجانے حکومت انگریزی اور بند
ہوجانے مختلف المقاصد مداخلتون ریاست ہاے پٹیالہ اور نابہہ کے جو انکو باہمی فسادون
کو اشتعال دیتی رہتی تہی یہہ لوگ ایسے چپ چاپ اور نیک چلن ہوگئے کہ اونکی عادات
و اطوار مین اب ایک نہایت نمایان فرق نظر آنے لگا - ان لوگون کے واسطے ایسے

سیدہی سیدہی قاعدی مقرر کر دیئے گئے کہ جنمین کچھہ سختی نہ تھی اور جنکا سمجھنا بہت آسان
تہا اور بہاری اور پیچیدہ جہگڑون کے تصفیہ کے واسطے صرف دیہاتی پنچایتین مقرر کر دی
گئین جنمین گانوکے چودہری ایسے تنازعات کا فیصلہ کر دیتے تہے - اس انتظام کا نتیجہ یہہ ہوا
کہ چند ہی سال کے عرصہ مین خونریزی اور فساد جو پہلے ان لوگون مین ایک معمولی باتین
تہین اب گویا اونکا پتہ بہی نہین رہا تہا اور ان لوگون پر گورنمنٹ انگریزی کی حسن نیت
پر اسقدر اعتبار ہوگیا کہ انہون نے اپنے دیہات کے واسطے ایک تہانہ مقرر ہونے کی درخواست
کی حالانکہ رؤسا پہولکیان مین کسی کے تہانہ کے قایم ہونیکو کبہی انہون نے منظور نہین کیا
تہا اور اگر اونکی طرف سے ایسی مداخلت ہوتی تو اونکو اوسکا کرنا نامنظور تہا مگر تہانہ بٹہانا
قبول کیا تہا - اور انہون نے دختر کشی کے دستور کو جو پہلے ان لوگون مین عموماً رائج
تہا گویا بالکل ہی موقوف کر دیا اور جبکہ اس بدکرداری رواج عام کی نسبت ان سے کہا گیا
کہ گورو گوبند سنگہ صاحب نے اپنی نصیحتون مین دختر کشی کی صاف ممانعت کی ہے تب انہون
نے یہہ الٹا کہا جواب دیا کہ جب ہم سکہہ ہوئے ہین اوسوقت سے ایسی بدنظمی اور ابتری
ہماری قوم مین پہیلی رہی ہے کہ ہمکو اتنی فرصت نہین ملی کہ گورو صاحب موصوف کی
ہدایتون سے واقفیت حاصل کرتے اور چند ہی سال ہوئے ہین جبکہ ہمکو پہلے پہل مہاراجہ
صاحب پٹیالہ و رئیس نابہہ کے جاری کئے ہوئے احکام ہدایتی سے یہہ اطلاع ملی تہی کہ ہمارے
مذہب کے بموجب دختر کشی بڑا گناہ ہے - الغرض اب جسطرح سے انہون نے اس رسم بد کے
بالکل موقوف کر دینے کا اقرار کیا درحقیقت اوسیطرح صادق القول اور اوسکی پورا

کرنے مین کامیاب بہی ہوئے - اور اس جرم کے واسطے یہہ سزا مقرر کی گئی کہ جو کوئی مرتکب اس گناہ کا ہوگا اوسکی جایداد ضبط کر لیجائیگی -

علاقہ ہریانہ یعنی دہیانہ بہٹی کے سرحد و مشہور تنازع کا ذکر -

سنہ ۱۸۴۳ع مین ریاست پٹیالہ اور سرکار انگریزی کے مابین سرحد کی بابت بہت سے تنازع پیدا ہوئے - مثلاً ضلع حصار مین افواج پٹیالہ کا بیجا دخل کرنا اور زمینداران پٹیالہ کا علاقہ انگریزی کی بابت ناجایز تصرف ہوجانا مگر یہہ تمام مقدمات بآسانی واطمینان فیصل ہوگئے اور کوئی ضرورت نہین ہے انکا خاص طور پر ذکر کیا جاوے - مگر ہان ایک تنازع جسکا کسی جگہہ ہم اوپر بہی اشارہ کر آئے ہین اس قسم کا ہے کہ بالضرور کسی قدر تفصیل کے ساتہہ اوسکا بیان کیا جاوے کیونکہ اوسکے لئے جو تکالیف اس مقدمہ کے انفصال مین گورنمنٹ انگریزی کو اوٹہانی پڑی ایسی ریاست پٹیالہ کے کسی اور مقدمہ مین نہین ہوئی اور یہہ ایسا تنازع تہا کہ جسمین سب سے زیادہ تاسف شک اور حسد کو پیدا کر رکہا تہا - یہہ مقدمہ بابت اضلاع ہریانہ و بہٹیانہ یعنی حصار اور سرسہ کے تہا - ہریانہ مرہٹون سے سنہ ۱۸۰۳ع مین اور بہٹیانہ بہٹیون دولن سے سنہ ۱۸۱۰ع مین فتح کیا گیا تہا -

بہٹیانہ کا مرہٹون سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ مین آنا -

سنہ ۱۸۰۳ع مین دہلی کے فتح کے بعد مہاراجہ سیندہیا کے وہ تمام مقبوضات جو آگرہ کے شمال کی جانب تہے اور اضلاع واقعہ کنارہ دریاے گنگ اور دہلی کے وہ سب علاقیجات جو جمنا سے غرب کی طرف مین گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت سے متعلق ہوگئے تہے انکی شمال کی جانب ریاستہاے پٹیالہ اور

کیتھل اور جیند واقع تھین —

اوسوقت اس قطعہ ملک کی کیا حیثیت تھی —

مگر ان ریاستون اور دہلی کے آباد علاقوں کے مابین ایک ویران قطعہ ملک واقع تھا جو اب ضلع سرسہ اور حصار کے نام سے مشہور ہے یہہ ملک بالکل ایک مسطح میدان ہے اور اوسوقت اسمین بجز گھاس پھونس اور چھوٹی جھاڑیون کے اور کچھہ نہ تھا اور کہین کہین ریگ کے اونچے اونچے ٹیلے واقع ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت زمانہ سلف مین یہہ ویرانہ سب ریگ رواں کے میدان تھے مگر ملک بہتیانہ بہ نسبت زمانہ حال یعنی سنہ ۱۸۸۰ع سے کچھہ عرصہ پہلے ایک اچھی بارونق حالت مین تھا مگر اس سے بیس برس پیشتر

ذکر قحط ۱۷۸۳ع یعنی چالیسے کے مشہور کال کا —

ایک ہولناک قحط کے سبب یہہ ملک اوجڑ گیا تھا یہہ ایسا قحط تھا کہ جسمین وہ سب پہاڑی ندیان جن پر لوگون کو اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتون کی پرورش کا بھروسہ تھا بالکل خشک ہوگئی تھین بارش مطلق نہین ہوئی تھی اور ہزارہا مویشی جنکے سبب صدہا سال سے بہتیانہ مشہور تھا ہلاک ہوگئے اور گانون کے گانون ویران ہوگئے حتی کہ اتبک بھی ۱۷۸۳ع کے قحط کے صدمہ سے اس ملک کے لوگ بخوبی نہین سنبھلے —

بہتی لوگون کے عادات واطوار کا ذکر

اس ملک کے باشندے مویشی پالکر گذران کرنے والی قوم تھی اور اپنے اوضاع واطوار مین تند خو سرکش اور ایسے بدلگام تھے کہ کسی قسم کی روک ٹوک اور مزاحمت کی برداشت نہین کر سکتے تھے اور ایسے دیہات مین رہتے تھے جنکی چاردیواری نہین ہوتی تھی اور چراگاہ کی تلاش مین اپنے مویشی ہانکے ہوئے لئے ہو

پہرتے رہتے تہے لیکن اس جنگل مین کہین کہین چند بڑے بڑے گانون یا جنکو قصبات کہلو ایسے بہی تہے جنکے گرد کوٹ اور فصیل بنی ہوئی تہی اور اسمین بہٹی قوم کے لوگ کسی عام خوف کے موقعہ پر جمع ہوجاتے تہے چنانچہ وہ قصبات یہہ تہے فتح آباد - سرسہ - رانیان اور ادہر بہٹی قوم کے لوگون کو معمولی لٹیرون کے گروہ سے کچہہ تہوڑا ہی فرق تہا اور چونکہ انکا ملک بالکل ایک دشت آباد اور یہہ لوگ نہایت شجاع اور اپنی ناخت اور دہادون مین بڑے سریع السیر تہے اس سبب سے باوجود انکی ہمیشہ کی غارتگریون کے دق ہوتے رہنے کے ان کے طاقتور ہمسائے انکو مغلوب اور پامال نہین کرسکتے تہے -

راجہ امر سنگہ کی مہم جو بہٹیون پر ہوئی تہی صرف ایک تہوڑے عرصہ کے لئے موثر ہونا - بیشک راجہ امر سنگہ والی پٹیالہ نے کئی دفعہ بہٹیون کے ملک پر حملے کئے تہے اور انکے مضبوط مضبوط مقامات کو چہین کر ان سے زبردستی اطاعت قبول کرائی تہی مگر جب تک کہ انکی فوج اس ملک مین رہی اور اس سے کچہہ تہوڑے ہی دنون بعد تک بہٹی انکے زیر اطاعت رہکر راجہ صاحب موصوف کی وفات کے بعد بہت ہی جلد بدستور سابق آزاد مطلق ہوگئے تہے کیونکہ انکے جانشین راجہ صاحب سنگہ اسوقت نابالغ تہے اور ریاست پٹیالہ مین ایسی ہل چل پڑی ہوئی تہی کہ بہٹیانہ جیسے ویران ضلع کی طرف متوجہ ہونا صرف داخل تضیع اوقات و تضیع مال تہا -

بہٹیانہ جارج طامس (معروف بہ جہاز صاحب) کا فتح کرلینا واقع ۱۷۹۵ء - ۱۷۹۵ء اور ۱۷۹۹ء کے درمیان جارج طامس نے اپنی حکومت کو ایسی وسعت دی کہ علاقہ حصار - ہانسی - اور سرسہ پر متسلط ہوگیا - مگر صاحب موصوف ۱۸۰۲ء مین مرہٹون سے شکست کہاکر بالکل تباہ ہوگیا

اور اسیطرح سال آیندہ مین افواج انگریزی کے ہاتہہ سے مرہٹے بہی مغلوب ہو گئے۔

اس ملک کی حکومت کا انگریزون کو حاصل ہو جانا۔

اب جو حکام انگریزی اس ملک کے نئے مالک بنے یا تو وہ اوس چیز کی مقدار اور مالیت سے ہی جو مرہٹون سے بر سبیل وراثت اونکو ہاتہہ آئی تہی آگاہ نہ تہے یا اوس پر قبضہ کرنے کے بارہ مین از بسکہ بے پرواہ اور متساہل تہے کیونکہ اسطرح کہ ۱۸۰۳ء سے لیکر ۱۸۰۹ء تک سکہہ ریاستون کے ساتہہ اسطرف اپنی سرحد قایم کرنے کے باب مین حکام موصوف نے نہ کوئی سعی کی اور نہ کچہہ انتظام کیا گیا مگر اس علاقہ پر گورنمنٹ انگریزی اپنے استحقاق کو چہوڑنا نہین چاہتی تہی۔

۱۸۱۸ مین انگریزون کا بہٹیون پر حملہ آور ہونا۔

چنانچہ سنہ ۱۸۱۸ء مین خان بہادر خان کے مقابلہ کرنے کیواسطے ایک فوج بہیجی گئی یہہ شخص بہٹیون کا سردار تہا اور علاقہ انگریزی پر اکثر تاخت و غارتگری کرتا رہتا تہا اس سپاہ نے خان موصوف کو شکست دیکر فتح آباد سے جو اوسکے قبضہ مین تہا خارج کر دیا یہہ علاقہ جو اب ضلع حصار کا ایک جزو ہے اوسوقت سے داخل ملک مقبوضہ گورنمنٹ ہے

بہٹی لوگون پر دوسری مہم ۱۸۱۸ء مین

لیکن مغرب کی جانب سرسہ سے لیکر ریگستان بہاولپور اور دریائے ستلج تک جو قطعہ ملک واقع ہے اوسپر اسکے بعد بہی ۱۸۱۸ تک بلا مخالفت او کسی طرح کی مزاحمت کے بہٹی ہی قابض تہے آخرکار اس قوم کے ایک اور سردار مسمے ضابطہ خان نے خان بہادر خان کیطرح مفسدہ برپا کرکے گورنمنٹ انگریزی کو پہر برانگیختہ کر لیا چنانچہ دسمبر ہی مین فوجکشی کی گئی اور وہ قطعہ ملک جو اب ضلع سرسہ کہلاتا ہے گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر حکم ہو گیا۔

سکہہ رئیس اس عرصہ مین کیا کرتے رہے —

اس پندرہ سال کے عرصہ مین اگرچہ حکام انگریزی کیطرف سے سرحد کی حالت پر کچھہ توجہہ نہین ہوئی مگر سکہہ قوم کے راجے اسکی تدبیر سے غافل نہ تھے وہ اسبات کو سمجہہ گئے تھے کہ یہہ ملک اگرچہ اسوقت بالکل ویران اور بہت ہی کم آباد ہے مگر اسکا انتظام اچھے طور پر کیا جاوے تو زرخیز ہو سکتا ہے اور اس دوراندیشی سے کہ ایک دفعہ وہ وقت آئیگا کہ جب گورنمنٹ کو اسکی قدر معلوم ہوگی وہ بڑی سرگرمی کے ساتھہ اوس ملک کے بڑے بڑے قطعات پر جہان تک کہ بلا مزاحمت اور روک ٹوک کے ممکن ہوا قبضہ کرکے اپنے دعوون کو مستحکم کرتے جاتے تھے —

پٹیالہ والون کا اپنا سرحدی علاقہ کو متواتر اور علی الاتصال دباتے رہنا —

بھٹی قوم کے لوگ راجہ صاحب سنگھہ کی مسند نشینی سے لیکر اوسوقت تک جبکہ افواج انگریزی نے اونکو شکست دی اس ملک کے مالک مستقل اور بالکل قابض و متصرف رہے البتہ جارج طامس کے مختصر عہد حکومت مین تھوڑے عرصہ تک یہہ بات جاتی رہی تھی مگر صاحب موصوف نے بھی بھٹی سردارون کی حکومت کی نسبت جو اونکو اپنی قوم کے لوگون پر حاصل تھی چندان مداخلت نہین کی تھی اس قوم کے لوگ افواج پٹیالہ کا مقابلہ بڑی کامیابی کے ساتھہ کرتے رہے اور سنہ ۱۸۰۳ سے ریاست پٹیالہ اونکے ویران ملک مین اپنا قدم جمانے کی کوشش کرتی رہی اور اپنے آباد علاقہ سے کاشتکارون کو طلب کرکے بھٹیانہ مین نئے نئے گانو آباد کرنے مین ساعی رہی مگر یہہ لوگ اونکو ہر طرح سے روکتے رہے مگر جب بھٹیون کی حکومت کو افواج انگریزی نے زائل کر دیا پھر تو ریاست پٹیالہ کی بن آئی اور بلا مزاحمت اپنی سرحد کو بڑھانے لگے —

۱۸۲۱ء مین پٹیالہ والون نے اوس افتادہ قطعہ اراضی سے جو مابین سرحد راج پٹیالہ و علاقہ انگریزی بطور ایک پٹی کے واقع تہا عبور کرکے موضع گوڑہا مین جو مقام سرسہ کے انگریزی تہانہ سے صرف چودہ میل کے فاصلہ پر تہا - سپاہیون کی ایک چوکی قایم کردی اور ریاست مذکور منتظر اس امر کی رہی کہ دیکہین حکام انگریزی اس بات پر کیا کہتے ہین مگر جب حکام انگریزی نے کچہہ نہ کہا تو دوسرے سال علاوہ اون سپاہیون کے چالیس سوار بہی اوس چوکی پر متعین کردئے اور ۱۸۲۳ء مین علاقہ پٹیالہ سے کاشتکار بلائے گئے اور اونکو انعام وغیرہ کا لالچ دیکر یہہ ترغیب دی گئی کہ اس ویران قطعہ کو درست کرکے اوسمین زراعت کرین چنانچہ اسی طرح ۱۸۲۷ء مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ مقام ابوہر پر جو گوڑہا سے ساٹہہ میل شمال مغرب کے سمت واقع ہے قابض ہوگئے اور وہانکے قلعہ اور گڈہیون کی مرمت کرائی -

گورنمنٹ کا آخرکار تصفیہ سرحد کی بابت متوجہ ہونا -

اور نئے دیہات بساکر تمام قرب وجوار کے ملک پر قبضہ کرنا شروع کیا - مسٹر ولیم فریزر صاحب افسر ضلع نے ۱۸۱۸ء مین انہیان کی حدبندی کا تصفیہ ہوجانیکی بابت مین گورنمنٹ کو رپورٹ کی مگر اوسپر کچہہ التفات نہوا بعد ازان کرنیل آرگاڈنر اور مسٹر ایبٹسن نے بہی جو اس ضلع کے حاکم مقرر ہوے اس بابت مین رپورٹین کین مگر ۱۸۳۵ء مین جب سر چارلس مٹکاف صاحب اضلاع شمالی و مغربی کے لفٹنٹ گورنر کے عہدہ پر تہے اور مسٹر ولیم فریزر صاحب دہلی کے رزیڈنٹ تہے چونکہ یہہ دونون صاحب اس مقدمہ کی اصلیت سے خوب واقف تہے اسوجہہ سے آخرکار اوسوقت گورنمنٹ نے اس معاملہ کے تصفیہ کرنیکا حکم صادر کیا -

مسٹر راس بیل صاحب کا اس مقدمہ کے تصفیہ کے واسطے مامور ہونا۔

چنانچہ مسٹر راس بیل صاحب قایم مقام کلکٹر حصار اس کام کیواسطے مقرر ہوئے اور انکی ہدایت کے واسطے چند احکام گورنمنٹ کیطرف سے بطور اصول جاری ہوے جنکی بموجب ٹہیک ٹہیک کاربند ہونا انکو ذمہ لازم گردانا گیا اور وہ اصولی احکام یہہ تہے کہ ۱۸۰۳ع مین جبکہ افواج انگریزی نے ہریانہ کو فتح کیا اوسوقت جسقدر ملک ریاست پٹیالہ کے قبضہ مین تہا وہ اسکے متعلق سمجہا جاے اور جو ملک ایسے فرمانروایان سابق کی ملکیت سے تہا جنکی جگہہ گورنمنٹ انگریزی کو اقتدار و تسلط حاصل ہوا ہے وہ سرکار انگریزی کے متعلق سمجہا جاے اور ضلع فتح آباد اور دیگر علاقجات متعلقہ سرداران بہٹی جو ۱۸۱۰ع مین مفتوح ہوے تہے معہ بقیہ حصہ ملک مذکور جو ۱۸۱۸ع مین سرکار انگریزی نے فتح کیا تہا ان سب کی نسبت بہی اسی اصول کے موافق عمل کیا جاتا اور جو حالت سنین مذکورہ یعنی ۱۸۱۰ و ۱۸۱۸ مین اس ملک کے قبضہ کی تہی اوسی کو تسلیم کرنا امر لازمی قرار پایا۔

مسٹر بیل صاحب کی تحقیقات کا نتیجہ۔

مسٹر بیل صاحب جو اس مقدمہ کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوے تہے اونہون نے ایک قابلانہ اور ضخیم رپورٹ گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کی جس مین اس کل معاملہ کی بحث کئی حصون مین بطور علحدہ علحدہ مقدمات کے قرار دیکر کی گئی تہی جن مین سے مندرجہ ذیل نتایج تحقیقات کو گورنمنٹ نے منظور کیا۔ چنانچہ منجملہ اونکے اول اوس قطعہ ملک کا مقدمہ تہا جو ہریانہ کے نام سے موسوم ہے۔ واضح ہو کہ جب جارج طامس کو ۱۸۰۲ع مین مرہٹون نے آخری شکست دی تہی تب اونیس پرگنے اونکے ہاتہ آے تہے یعنی ۱ بیری۔ ۲ روہتک۔ ۳ جہجہر۔ ۴ ہانسی۔ ۵ حصار۔ ۶ اگروہہ۔ ۷ بروالہ۔ ۸ بہوانی۔ ۹ بوہا۔ ۱۰ اہروان۔ ۱۱ فتح آباد۔ ۱۲ سرسہ۔ ۱۳ رانیان۔ ۱۴ بہٹنیر

سفیدون[15]- دہانترت[16]- جمالپور[17]- ٹوہانہ[18] اور کسوہن[19]- انمین سے پہلی تنیرہ مقامات تو بہت جلد افسران سیندہیا کے تحت حکومت ہوگئے تھے اور باستثناء بہٹنیر کے تمام مقامات مذکورۃ الصدر بعدازان متعلق بہ قلمرو سرکار انگریزی منصور ہوچکی تھی اور سفیدون اور دہانترت راجہ بہاگ سنگھ والی جہنید کو دیدئے گئے تھے اور صرف تین[3] موخرالذکر پرگنے معہ قلعہ جات بڈہسیکری و کہہوری متنازعہ اور قابل بحث باقی رہے ہوئے تھے —

ذکر مقدمہ پرگنہ کسوہن —

دوسرا مقدمہ پرگنہ کسوہن کا تھا جسمین ۸۰ دیہات تھے- یہہ اصل مین ریاست پٹیالہ سے متعلق تہا مگر اوسکو ۱۷۹۸ء مین جارج طامس نے فتح کرلیا تہا لیکن بعدازان لوئیس بورکوئین جنرل پیرون کے نائب نے اوسے چہین کر بہائی لعل سنگہ والی کیتہل کو دیدیا تہا اور بہائی موصوف نے بعد موقوف ہوجانے جارج طامس کی لڑائی کے ریاست پٹیالہ کے حوالہ کردیا تہا اور اوسوقت سے اب تک ریاست مذکور کے قبضہ مین تہا اسلئے یہہ پرگنہ مع اوسکے دیہات داخلی پٹیالہ کے قبضہ مین بحال رہنا قرار پایا —

ذکر مقدمہ پرگنہ گورکھہ پور

تیسرا مقدمہ ایک چھوٹے سے قطعہ کی بابت تہا جو علاقہ گورکھہ پور کے نام سے مشہور تہا اور جسمین پندرہ دیہات شامل تھے یہہ علاقہ جارج طامس اور لوئیس بورکوئین کے قبضہ مین نوبت بہ نوبت رہا تہا- جب سیندہیا کو شکست ہوئی اوس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ نے اس علاقہ کو تین[1] رئیسونکو عطا کردیا تہا مگر ۱۸۰۹ء مین ضبط سرکار ہوگیا تہا —

مہاراجہ صاحب پٹیالہ اس قطعہ ملک پر ان چار چیٹہیون کے رو سے جو جنرل پیرون اور کرنل

حاشیہ
[1] شاید پٹیالہ- کیتہل اور جہنید- مراد ہے- مترجم

لوئیس بورکوین نے کپتان سینو ئیل ڈریمیو کے نام باین ہدایت ارسال کی تھی کہ اس پرگنہ کو مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے حوالہ کردو اور نیز لارڈ لیک صاحب بہادر کے اوس حکم کے بموجب دعوی کرتے تھے جسمین اونہون نے مہاراجہ صاحب کو سنداً یہہ لکہہ دیا تھا کہ جو ملک آپکے قبضہ مین سیندہیا کے شکست پانیکے وقت تک تھا وہ بدستور قایم رہیگا مگر اسبات کا چونکہ کچھہ ثبوت نہین تھا کہ مہاراجہ صاحب کبھی اس ضلع پر قابض ہوے ہون اس سبب سے علاقہ مذکور ازان گورنمنٹ انگلشیہ تصور کیا گیا —

ذکر مقدمہ قلعہ جات بڈسیکری و کہنوری

قلعہ بڈسیکری کے مقدمہ کا حال بھی بالکل قلعہ کسوہن کا سا تھا اسوجہہ سے رئیس پٹیالہ کا دعوی اوسپر اور نیز قلعہ کہنوری پر گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا کہنوری کا یہہ قلعہ دراصل ریاست کیتہل کے قبضہ مین تھا اسکو جارج طامس نے رئیس کیتہل سے چہین لیا تہا مگر سنہ ۱۸۰۳ع یعنی سیندہیا کی شکست سے پہلے پہر اونہون نے چہوڑ الیا تہا

ذکر مقدمہ پرگنہ جمال پور و ٹوہانہ

اب پرگنات متعلقہ ضلع ہریانہ مین سے پرگنہ جمال پور اور ٹوہانہ کا مقدمہ تصفیہ طلب رہا — چنانچہ کیفیت قبضہ وغیرہ پرگنہ ہای مذکورہ بالا اسطرح پر ہے کہ سنہ ۱۷۶۰ع سے سنہ ۱۷۷۰ع تک غارتگران قوم بہٹی اور سکہہ ان اضلاع کو لوٹتے رہے اور سنہ ۱۷۷۴ع مین راجہ امر سنگہ والی پٹیالہ انپر قابض ہوگئے - بعد ازان یہہ ہر دو پرگنے سنہ ۱۷۹۸ع سے سنہ ۱۸۰۲ع تک جارج طامس کے قبضہ مین رہے اور جب مرہٹون کو شکست ہوئی تہی تو اوسوقت جنرل پیرون اونپر قابض تہا اور فی الواقع مہاراجہ صاحب پٹیالہ سنہ ۱۸۰۹ع تک اونپر قابض نہین ہوے تہے کسواسطے کہ ان پرگنون کی جو داخلی اراضیات تہین اوسکے مالک بہٹی لوگ تہے

اور اسوجہہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کا حق ان پرگنات پر بالبداہت ظاہر تہا - اس جگہہ یہہ بات بہی بیان کرنیکے قابل ہے کہ ریاستہاے ماورے ستلج کو امن و امان کی بدولت یعنی بطفیل سایۂ حکومت گورنمنٹ انگریزی کسقدر فایدہ پہونچا تہا - مثلاً سنہ ۱۸۰۳ء مین ان پرگنون کے اندر صرف گیارہ گانو آباد تہے - اور سنہ ۱۸۳۶ء مین اونکی تعداد قریب ایکسو بائیس کے ہوگئی تہی چنانچہ یہہ پرگنے جو گورنمنٹ کے زیر حکومت رہنے قرار پائی وجہہ اوسکی یہہ تہی کہ اونپر گورنمنٹ کا قبضہ بطور نتیجہ فتوحات سنہ ۱۸۰۳ء کے واجب تہا -

ذکر متعدمہ پرگنہ فتح آباد

فتح آباد کا علاقہ جو مغل ملک مفتوحہ سنہ ۱۸۰۹ء تہا اب سمین چہیالیس ۴۶ دیہات تہے جنمین سے پچیس تو ریاست پٹیالہ اور اکیس ۲۱ ریاست کیتہل کے قبضہ مین تہے مہاراجہ امرسنگہ نے فتح آباد رانیان اور سرسہ کو فتح کرکے خاص اپنے قبضہ مین رکہا تہا مگر چند دیہات ریاست نابہہ اور کیتہل کو دیدئے تہے - لیکن سنہ ۱۷۸۳ء مین سخت قحط کے سبب یہہ تمام ملک ویران ہوگیا اور سال آیندہ یعنی سنہ ۱۷۸۴ء مین بہٹیون نے پہر اوسپر قبضہ کرلیا اور سنہ ۱۸۱۱ء یعنی علاقہ فتح آباد کے ضبط سرکار ہونے سے دو برس بعد تک اوسپر قابض رہے - چونکہ ان رئیسون نے سنہ ۱۷۹۳ء مین اپنا قبضہ اس علاقہ سے اوٹہا لیا تہا اس سبب سے اب اونکا کچہہ حق نہین رہا تہا - پس علاقہ فتح آباد اب از سرنو بالکل سرکار انگریزی کے علاقہ مین شمار کیا گیا -

ذکر مقدمہ علاقہ سرسہ

علے ہذا القیاس سرسہ سنہ ۱۸۱۸ء تک بہٹیون کے قبضہ مین رہا اس سال مین اونہون نے بغاوت کی تہی اور ان سکہہ قوم کے رئیسون کا حق چار دیہات کے سوا اور کسی پر مانا نہین جاتا تہا ان چار مواضع مین ایک یعنی موضع پیپل یا رسی سنہ ۱۸۱۲ء مین ریاست نابہہ کے قبضہ مین آگیا تہا اور

موضع سنگہا اور ایک اور نگا نواح رقبہ چہندا پر ۱۸۱۴ء میں ریاست پٹیالہ نے قبضہ کر لیا تہا اور باقی چوبیس[۲۴] دیہات میں سے ۱۸۳۶ء میں چودہ[۱۴] ریاست پٹیالہ اور چہہ[۶] ریاست کیتہل اور تین[۳] ریاست نابہہ کے قبضہ میں تہے۔

ذکر مقدمہ علاقہ رانیان

اس ضلع میں سب سے اخیر علاقہ رانیان کا مقدمہ تہا - یہہ بڑا وسیع علاقہ تہا - اسمین ایک سو نو[۱۰۹] آباد دیہات تہے جنمین سے ستتر ریاست پٹیالہ اور باقی ریاست کیتہل نابہہ جہونپہ ارنولی اور شاہزادپور کے قبضہ میں تہے۔ ان سب ریاستون کے دعوی گورنمنٹ نے بالکل نامنظور کیے کیونکہ ضلع رانیان جسکو سکہون نے زیر حکم مہاراجہ امر سنگہ فتح کیا تہا جب ۱۷۸۱ء میں مہاراجہ صاحب موصوف نے وفات پائی تب اس علاقہ کے بڑے حصہ پر بہٹی قوم کے لوگ پہر قابض ہوگئے تہے اور تین سال کے بعد جو قحط عظیم واقع ہوا اوسکی بدولت اونہون نے باقی ماندہ حصہ پر بہی قبضہ کر لیا تہا اور اوسوقت سے ۱۸۲۱ء یعنی ملک بہٹی کے ضبط سرکار ہونیکے تین برس بعد تک بہی رانیان کا کوئی حصہ سکہون کے قبضہ میں بالکل نہ تہا۔

مسٹر ملی صاحب کا ان دعوون کو گورنمنٹ کا عام طور پر نامنظور کرنا۔

اگرچہ گورنمنٹ ان فیصلہ جات کو عموماً صحیح اور تصفیہ اخیر تسلیم کرتی تہی تاہم یہہ منشا نہ تہا کہ زبردستی سے خود راجہ کوئی ایسی چیز حاصل کریں جو بطور حق اوسکی ملکیت نہو چنانچہ علاوہ اسکے ان رئیسون کو مطلع کر دیا کہ ان مقدمات میں جنمین مقدمہ میں کوئی ناشائستہ کی بات ہوا اوسمین رعایت کی نظر سے ہم بکرر غور کرنے کو آمادہ ہیں۔ اور صاحب ایجنٹ انبالہ کو ہدایت کی کہ ان مقدمات میں سے رئیسون کے نزدیک جو مقدمہ قابل شبہہ ہو اوسکی بابت اونکی دعاوی کی تجویز ثانی کیواسطے بہیجدین گورنمنٹ انگلستان جو سکہہ رؤسا کے حال سے گورنمنٹ ہند کی نسبت طبعاً کم واقف تہی ان رئیسون

سکے ان عجیب دعوون کی حفاظت کیطرف جنکو وہ بنام نہاد حقوق خود پیش کرتے تھے اور بھی زیادہ مائل تھی)

قرار گورنمنٹ انگلشیہ کی نسبت سکھون کے شبہات اور ان اصول کا جو آئندہ اس معاملہ مین قرار دئیے گئے

چنانچہ کورٹ اف ڈایرکٹرز نے اپنی ڈسپاچ (یعنی مراسلہ موسومہ گورنمنٹ ہند) مورخہ گیارہوین فروری ۱۸۳۹ء مین ان اصول کو جو اس کل معاملہ کے انفصال کے باب مین قرار دئے گئے تھے قرین انصاف مانکر پھر بھی یہہ تحریر کیا کہ اس مقدمہ کو صرف اپنی اور باہمی صلح مصالحہ کے طور پر طے کرانا چاہیئے نہ بحکومت اپنے دعوون اور حقوق کی صحت کی بنیاد پر عمل کرنا نہین چاہیے اور اگر سکھہ سردار اس بات کو دراصل ثابت کر دین کہ جنرل ہیورس نے انکو بعض ایسے علاقجات دینے کا اقرار کر لیا تھا جنکی نسبت اونھون نے اوس زمانہ مین اپنا حق جتایا تھا اور جنکو ملنے کی اوس زمانہ مین انکو توقع تھی کہ یہہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا تو اس صورت مین یہہ کہدینا کہ انکے تمام دعوی جو واجب ثابت قبضہ پانے اوس ملک کے اسوجہہ سے منسوخ ہوچکے ہین کہ ان علاقون پر انکا حقیقتاً قبضہ (جو بعض اتفاقات سے اوسوقت نہین ہوسکا تھا) لارڈ لیک صاحب بہادر کا اوس وعدہ کفالت کو ان الفاظ کی رو سے کہ جو ملک تمہارے قبضہ مین حقیقتاً مرہٹون کی شکست تک تھا وہ بحال رہیگا ۔ ایک بہت ہی تنگ اور محدود المعنی تفسیر ہوگی۔ علاوہ برین گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے واسطے حصول قبضہ اس ملک کے یہہ دعوی پیش کیا جانا کہ ہم بحیثیت آوارہ گرد قوم کے جانشین ہین لایق شان فیاضی گورنمنٹ موصوف کے بغیر کسی اور دلیل کے نہین ہے خصوصاً درحالیکہ دیگر دعویدارون (یعنی روساے سکھون) کو بغیر کسی باضابطہ مزاحمت اور ممانعت کے ہم اوس ویران ملک کی آبادی پر دو ہیہ

لگانے رہنے کی گنجایش دیتے رہے ہین ۔ فقط الی آخرہٖ ۔

گورنمنٹ انگلستان نے جس پہلو سے اس مقدمہ پر نظر کی وہ بہت ہی فیاضانہ تہا ۔

اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ ہم اپنے کون سے دعوی واجبی سے دست بردار ہو جائین اور کس سے نہین خود گورنمنٹ انگلشیہ کی ہی تجویز پر منحصر تہا ۔ لیکن گورنمنٹ موصوف کا کوئی ملازم افسر اگر بغیر ایسے خاص اور صریح حکم کے حکام ولایت کے اس سپاہیانہ پیچ کے مدعا و مطالب کے موافق ازخود ایسا عمل کر بیٹہتا تو اوسکا مورد عتاب گورنمنٹ ہونا ضرور ایک امر واجب ہوتا ۔ کیونکہ سکہہ رئیسون کا حق بربنائے وعدہ جنرل پیرون اس قسم کا تہا جیسا کہ فرض کرو کہ واٹرلو کی لڑائی سے پہلے شہنشاہ نپولین سلطنت اطالیہ کو ملک بلجیم کے دینے کا اقرار کر لیتا ۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ شہنشاہ مذکور کے شکست کہانے کے بعد اوسکے ایسے وعدہ کے ایفا کو کوئی یوروپ کی سلطنتین کسی کو مجبور نہین کر سکتی تہین ۔ اور اصل حقیقت یہہ تہی کہ سنہ ۱۸۰۲ مین جارج طامس کو شکست دینے کے بعد ضلع حصار و سرسہ مرہٹون کے قبضہ مین آ چکا تہا ۔ اور اونہون نے ان اضلاع کی ایک بیگہہ زمین بہی سکہون کو نہین دی تہی اور اس قسم کے مذکورہ بالا دعوون کے اثبات کی غرض سے جعلی چٹہیون اور دستاویزون کا بنا لینا کچہہ مشکل نہ تہا مگر ثابت کرنے کی لایق تو یہہ بات تہی کہ اگر ایسا وعدہ ہوا تہا تو اوسپر عملدرآمد بہی کچہہ ہو گیا تہا ۔ حالانکہ ان دعویدارون مین سے کسی نے بہی ایسے عملدرآمد ہونیکا ادعا تک بہی نہین کیا بلکہ اتنا بہی کوئی نہین بتلا سکا کہ جنرل پیرون نے حقیقتاً ایسے وعدہ کا ایفا کرنا چاہا تہا ۔ لیکن سرکار انگریزی کیواسطے جو مرہٹون کے دشمن تہے اور جنہون نے اونپر فتح پائی تہی مرہٹون کے ایسے وعدون کے پورا

کرنیکو ایسا فخر کی بات خیال کرنا ایک خواہ مخواہ کی فضول دانشمندی مین داخل تہا۔ اور سچا ہی شک ہے کہ ہماری فارین پالیسی (یعنی معاملات با ریاست ہای غیر) مین اس قسم کی افراط دانشمندی اور طریق بیجا کے نشان شاذونادر ہی پائے جاتے ہین۔

بہٹیون کے آوارہ گرد ہونیکو دلیل جو رؤسا سکہہ کی تائید دعوی مین پیش کیجاتی تہی بہٹیون کے حق مین اوسکا زیادہ تر قابل ترجیح ہونا۔

بہٹیون کے آوارہ گرد ہونے اور سکہون کی اونکے ملک مین مداخلت کی دلیل جو سکہہ رئیسون کے حق مین فایدہ مند سمجہی گئی تہی اگر منطقیانہ اور عقلی طور پر دیکہا جاے تو وہ بہ نسبت سکہون کے بہٹیون کے حق مین زیادہ تر مفید ہوسکتی تہی کیونکہ اونکے استحقاق اور قبضہ کی نسبت تو اتنا ہی کہا جاتا تہا کہ یہہ لوگ ایک ایسی آوارہ گرد قوم ہین کہ جنکا قبضہ قابل اعتراض ہے اور برعکس اسکے سکہون کے دعوی پر لحاظ کئے جانے کے محض اتنی ہی دلیل تہی کہ وہ زبردستی اور جابرانہ طور سے بہٹیون کے ملک مین دخیل ہوگئے تہے بیشک یہہ بات درست ہے کہ بہٹی قوم کے لوگ زراعت پیشہ (یعنی مستقل السکونت نہ تہے) بلکہ گلہ بان اور اپنی قوم کے ساتہہ جہان اونکے مواشی کے سینگ سماتے وہین چلے جاتے تہے لیکن بہرحال اس ضلع کے بہت سے قصبات اور دیہات اونکے زیر قبضہ تہے اور اس سرزمین پر صدہا سال تک قابض رہنے کے باب مین انکو ہان زبانی روایتین چلی آتی تہین پس اگر بہٹیونکو حق قبضہ سے محروم رکہنے کی یہہ وجہہ کہ وہ غیر مستقل السکونت تہے صحیح سمجہی جاے تو بہت سے ایسے لوگ جو غاصبون اور خواہ مخواہ کو دخل کنندون کو دفع کرنیکی پوری طاقت نرکہتے ہون اپنی موروثی زمینون پر قابض رہنے کے مجاز نہین ہوسکینگے۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا طور و طریق اس مقدمہ مین اس قابل نہ تہا کہ اونکا لحاظ کیا جاے۔

اگرچہ مہاراجہ پٹیالہ اس مقدمہ مین نہایت درجہ کی فریاد اور واویلا کرتے تہے مگر یہہ سب محض بے معنی اور غیر موجّہہ تہی مہاراجہ موصوف اس مقدمہ کی تحقیقات کے وقت خود بہی نہایت سرکشی کے ساتہہ عمل کرتے رہے اور سکہہ رئیسون کو بہی جنکو اس مقدمہ سے تعلق تہا ہٹ اور سرکشی کی ہی تلقین کرتے رہے چنانچہ اونہون نے اول تو گورنمنٹ کے اس استحقاق سے ہی کہ وہ مسٹر راس بیل صاحب کو اس تحقیقات کیواسطے مقرر کرسکتی ہے انکار کیا اور پہر دیہات متنازعہ کے کاشتکارون کو اس امر کی ممانعت کردی کہ کوئی بہیہ بتاوے کہ کس زمانہ مین وہ آباد ہوے تہے۔ الغرض وہ مسٹر راس بیل صاحب کی تحقیقات مین حتی المقدور ہر طرح سے حارج ہوے اور اونکی طریق کارروائی مین جہانتک اونکا بس چل سکا طرح طرح سے دقتین اور مشکلات پیدا کین ۔

مہاراجہ صاحب کے اس طریق عمل کی وجہہ

مہاراجہ پٹیالہ کے اس برتاو کی وجہہ ظاہر تہی اور بیشک اونکا طریق اس مقدمہ مین اس قابل نہین تہا کہ ہم گورنمنٹ اونکی حال پر اسقدر نظر توجہہ کرتی وجہہ یہہ تہی کہ وہ اس تمام علاقہ متنازعہ پر قابض تہے اور تحقیقات کا ہونا اونکی حق مین مضر تہا بلکہ اس تک یعنی جب سے کہ مسٹر فریزر صاحب نے اول ہی اول اس حد کو تصفیہ کی بابت گورنمنٹ کو رپورٹ کی تہی اوس وقت سے ریاست پٹیالہ طرح طرح کے حیلہ اور بہانون سے اس معاملہ کا تصفیہ ہونے دیتی تہی اور درحالیکہ گورنمنٹ برطانیہ اس بات مین بہت تحمل کے ساتہہ اونکی اعتراضون پر غور کررہی تہی ریاست پٹیالہ اس ملک پر اور زیادہ دخیل ہوتی جاتی تہی اور حتی الامکان خواہان تاخیر تہی تاکہ وہ اس پر توقف مین اپنے قبضہ سے

دعووں کو اور بہی مستحکم کر لے - آخر کار مہاراجہ پٹیالہ نے گورنمنٹ کی اس خواہش سے
کہ یہہ مقدمہ بطور منصفی و ثالثی فیصلہ کر لیا جاوے انکار مطلق کر دیا کیونکہ اونکو یہہ امید تہی
کہ پیروی اس انکار کرنے سے انفصال مقدمہ ایک غیر معین زمانہ تک ملتوی رہیگا مگر مسٹر
راس بیل صاحب کے نام یہہ حکم صادر ہوا کہ تمہاری تحقیقات سے جو حقایق اور وجوہات جمع ہو چکے
ہیں اونکی رو سے فیصلہ کر دو - چنانچہ حسب تشریح متذکرہ صدر نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک وسیع قطعہ زمین
کا جو سو میل سے زیادہ طول اور دس میل سے بیس میل تک عرض میں تہا مہاراجہ پٹیالہ سے
لیکر گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ حکومت میں منتقل ہو گیا -

اس بات کی وجہ کہ یہہ مقدمہ دوبارہ قابل سماعت نہ تہا -

بیانات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ اس مقدمہ کی از سر نو تحقیقات کرنیکی کوئی وجہہ
نہ تہی اور مسٹر راس بیل صاحب کے فیصلہ کو بطور قطعی تسلیم کرنیکے لئے بہت سے
وجوہات موجود ہیں کیونکہ اس بات کی تو امید ہی نہیں ہو سکتی تہی کہ راس بیل صاحب سے
واقف اور تجربہ کار افسر اس مقدمہ کی تحقیقات ثانی کرنیکے واسطے دستیاب ہو سکینگے علاوہ
بریں اس تحقیقات کے ختم ہونے سے پہلے مسٹر ولیم فریزر صاحب دہلی میں قتل ہو چکے تہے اور مسٹر چارلس
مٹکاف صاحب سنہ ۱۸۳۷ع میں ہندوستان سے چلے گئے تہے اور مسٹر راس بیل صاحب پولیٹیکل افسر مقرر ہو کر سندہ
کو بہیجے گئے تہے اور وہاں جا کر تہوڑے دنوں کے بعد مر گئے تہے - الغرض یہہ مقدمہ جسکو ایسے معزز
اور واقف کار حکام نے فیصل کیا تہا اوسکی از سر نو تحقیقات کرنے سے کچہہ زیادہ تر قابل اطمینان
فیصلہ نہیں ہو سکتا تہا علاوہ بریں اگر مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اس فیصلہ سے کچہہ نقصان
پہونچا تہا تو اسکا الزام اونکے سوا اور کسی پر عاید نہیں ہو سکتا تہا کیونکہ وہ حتی المقدور

تا وقتیکہ طرفین سے اس تحقیقات کی کامیابی مین فارج ہوگئی تہی اور اسوجہہ سے سکہوں کو اس نقصان کا تجربہ ہوا —

> اس مقدمہ کی تکمیل ثانی کیواسطے مسٹر کانلی صاحب کا مقرر ہونا واقع ۱۸۴۰ع

مگر باینہمہ آخرکار ریاست پٹیالہ کے بحث مباحثون کا یہہ اثر ہوا کہ ماہ جنوری ۱۸۴۰ع کو مسٹر کانلی صاحب کے نام یہہ حکم صادر ہوا کہ کسی قسم کا رافعی دہادہ اور باہم ضلع سرسا کے حدود کا تصفیہ کر لیا جا — اور جو اصول کہ انگلستان مین مقرر ہو چکے ہین اگرچہ اونکی پابندی رہے مگر سکہہ ریاستون پر کسی قدر نرمی کے ساتھہ اونکا برتاؤ کرین چنانچہ ماہ مئی ۱۸۴۰ع مین افسر مذکور نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کی — یہہ رپورٹ مسٹر راس بیل صاحب کی رپورٹ کے بالکل برعکس تہی کیونکہ جسطرح راس بیل صاحب کی رپورٹ سکہہ ریاستون کی بالکل خلاف مین تہی اوسیطرح اسمین سکہہ رئیسون کی قدر زیادہ تر رعایت پائی جاتی تہی یعنی مسٹر کانلی صاحب نے یہہ تجویز پیش کی کہ ضلع حصار کا ایک نہایت عمدہ حصہ انکو واپس دیدیا جاے اور گورنمنٹ اضلاع شمالی مغربی نے بھی اونکی اس راے کو منظور کر لیا اس جگہہ صاحب کلکٹر بہادر کی رپورٹ سے نقشہ مندرجہ ذیل اخذ کرکے لکہا جاتا ہے جسکو دیکہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ باعتبار نتیجہ مالی مسٹر کانلی صاحب کے فیصلہ کا اثر جس قدر کہ ضلع حصار سے متعلق ہے کیا تہا —

	نمبر شمار	تعداد ایکڑ اراضی مزروعہ	کل رقبہ بحساب ایکڑ	تعداد جمع سالانہ تخمینا
دیہات قابل واپسی	۱۱۹	۹۹۳۰۳	۲۶۳۳۱۵	۹۰۰۰۰
دیہات جو گورنمنٹ کے قبضہ مین رہین	۱۴۷	۴۸۶۸۸	۲۵۵۴۲۳	۶۰۰۰۰
میزان کل	۲۶۶	۱۴۸۱۹۱	۵۲۸۰۳۸	۱۵۰۰۰۰

ضلع سرسہ کی سرحد کے متعلق کسی قطعی تجویز کا پیش نہونا

بموجب فیصلہ مسٹر راس بل صاحب کے گورنمنٹ برطانیہ کو اسقدر وسیع قطعہ ملک کا حاصل ہوا تہا کہ سرسہ - رانیان اور ابوہر کے علاقون کو حصار سے جدا کر کے ایک نیا ضلع بنام نہاد ضلع سرسہ قایم کیا گیا تہا - اب اس سرحد یعنی ضلع سرسہ کی نسبت بہی اگرچہ مسٹر کالی صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کی جسمین صاحب موصوف چالیس پچاس دیہات چہوڑ دینی چاہتی تہی مگر بسبب موجود نہونے ایک صحیح نقشہ ملک کے صاحب ممدوح تجاویز قطعی اس باب مین نہین کر سکے -

مہاراجہ صاحب کا اب بہی ناراض رہنا اور بعد حصول ایک تنبیہ کے گورنمنٹ کے فیصلہ پر رضامند ہوجانا اور تنازعہ متعلقہ سرحد ضلع حصار رفع ہوجانا ۱۸۴۳ع

اگرچہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو باوجود نہونے کسی وجہ استحقاق کے اسقدر علاقہ مل چکا تہا تاہم وہ اپنی ضد اور کوشش سے باز نہ آے اور تمام قطعہ ملک کی بابت پہر اپنا دعوی ظاہر کیا اس بات پر گورنمنٹ نے اونکی نسبت جیسا کہ واجب تہا اظہار عتاب کیا اور یہہ حکم دیا کہ یا تو اس فیصلہ کو قبول کرلو اور اگر قبول نہین کروگے تو تمام ملک متنازعہ کو گورنمنٹ ایک قلم اپنے قبضہ مین کرلیگی گورنمنٹ کی اس جہڑکی سے مہاراجہ صاحب بیدار ہوے اور اون دیہات لینے پر جو سرحد حصار کے قریب اونکو دیے جانے تجویز ہوے تہے راضی ہوگئے چنانچہ وہ دیہات دیے گئے اور اونکی آمدنی بہی اوس وقت سے کہ جب وہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئے تہے بعد منہائی ۵ فیصدی بابت خرچہ انتظام ادا کی گئی - یہہ انتظام ماہ اپریل ۱۸۴۳ع مین ختم ہوا تہا اور اوس وقت سے ہمیشہ سرحد حصار پر امن و امان رہا ہے -

ضلع بھٹیانہ یعنی سرسہ کی سرحد کا معاملہ اب بھی تصفیہ طلب رہنا اور مسٹر کالی صاحب کی تجاویز کو گورنمنٹ اضلاع مغربی و شمالی کا اصولاً منظور کرنا اور پھر اوسکو رد کرنے سرحد سرسہ کی پیمایش وغیرہ کا ہونا۔

مسٹر کالی صاحب نے جو تجاویز سرحد بھٹیانہ کی نسبت پیش کی تہین اگرچہ بوجہہ عدم بہمرسی سامان وتحقیقات کامل کے اونکی رپورٹ باعتبار اس امر کے کہ اوسمین تعداد اور نام دیہات قابل واپسی کے ٹہیک طور پر درج نہ تہے جیسی کہ چاہیے مکمل نہ تہی مگر اوسمین صاحب موصوف نے یہہ بہی تجویز کیا تہا کہ ان سرحدی دیہات سے ملتی ہوئی جو اراضیات افتادہ وغیر آباد ہین وہ بہی دیہات کے ساتہہ ہی ریاست موصوفہ کو دیدیجائین اور صاحب موصوف نے اسکی نسبت یہہ دلیل لکہی تہی کہ ان دیہات کے باشندے اس زمین افتادہ مین ضرور اپنے مویشی چرائے رہے ہونگے۔ اسوجہہ سے متعلقہ اراضیات مذکورہ بالا جسقدر رقبہ جات باندازہ معقول متعلق بہ دیہات متذکرہ صدر منفصل ہوسکین وہ ضرور ریاست کو دیدینے مناسب ہین

لفٹننٹ گورنمنٹ اضلاع مغربی و شمالی نے صاحب موصوف کی تجاویز کو اصولاً منظور اور قبول کرکے یہہ لکہا کہ اگرچہ بسبب مجمل ہونے کے یہہ تجویزین سردست لایق تعمیل نہون مگر اونکو رد کرکے عملدرآمد کیا جانا ممکن و مناسب ہے اور اسوجہہ سے یہہ حکم صادر کیا کہ کپتان ولیم برڈن صاحب اوس علاقہ کی پیمایش کرین اور بعد ازان کپتان ابن سن صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع حصار اس امر کا تصفیہ کرین کہ کون کونسی دیہات پٹیالہ کو دیجائین چنانچہ یہہ پیمایش سنہ ۱۸۴۳ء مین ختم ہوئی اور کپتان رابن سن صاحب نے اس پیمایش کے روسے جو نتائج حاصل ہوے تہے تحریر کرکے پسندیدگی کے واسطے بمقام بریلی روانہ کئے صاحب موصوف نے اسکے جواب مین تحریر کیا کہ جو انتظام اس سرحد کے قایم کرنیکا آپنے تجویز کیا ہے وہ اون اصول کے مطابق ہے جو ہینے اپنی رپورٹ

مورخہ چھٹی ۶ - اگست سنہ ۱۸۴۰ء میں درج کئی تھی —

رپورٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ حصار اور اوسپر عملدرآمد نہونا -

بعد حصول اس حکم کے کپتان ابٹسن صاحب نے گورنمنٹ کو اپنی رپورٹ میں
تحریر کیا کہ بیالیس دیہات ریاست پٹیالہ کو واپس ہو جانے چاہئیں اور ایکسو دو ۱۰۲
سرکار انگریزی کے قبضہ میں رہیں - مگر اس رپورٹ پر کچھ عملدرآمد نہوا وجہہ تاخیر یہہ تھی
کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے جیسا کہ پہلے مسٹر راس بیل صاحب کے ساتھہ باہم سمجھہ بوجھہ کر
اس معاملہ کے طے کرنے سے انکار کیا تھا اسیطرح اب مسٹر کالی صاحب کی تجویز پر بھی کچھہ
خیال نکیا - ماہ اپریل سنہ ۱۸۴۲ء میں گورنمنٹ کی جانب سے مہاراجہ صاحب کے نام یہہ حکم صادر
ہوا کہ آپ اس تجویز کو جو بطور راضینامہ باہمی ہے ضرور منظور کرلیں ورنہ گورنمنٹ آپکو کچھہ نہیں
دیگی مہاراجہ صاحب ان فصلوں پیمایش کی کارروائی میں مانع ہوئے تھے اور سنہ ۱۸۴۳ء
میں جو رپورٹ کرنل رچمنڈ صاحب ایجنٹ گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب کی خدمت میں پیش
کی تھی اوسمیں یہہ تحریر کیا تھا کہ مہاراجہ صاحب اپنے اس خیال میں ہیں کہ اس تجویز سے
ہمارا علاقہ تلف ہوتا ہے سنہ ۱۸۴۶ء میں کرنل لارنس صاحب نے گورنر جنرل بہادر کو اطلاع دی
کہ مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ نے تنازعہ سرحد مذکورہ بالا کی نہایت بیہودہ و بانہ
نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کے ساتھہ جو گورنمنٹ کے احکام پر اور خصوصاً مسٹر کالی صاحب
کی رائے پر اونہوں نے لکھی ہیں یہہ جھگڑا چھیڑا ہے - پس مہاراجہ صاحب کو اس گستاخانہ حرکت سے
تنبیہہ کرنا چاہئے اور ایک تاریخ معین کی مہلت دینی چاہئے کہ اوسکے اندر وہ اپنا [illegible]

اسباب التوا و فیصلہ مقدمہ ہذا

مگر اسوقت چونکہ سکھوں یعنی لاہور کے ساتھہ لڑائی شروع ہو گئی اس

اس سبب سے کچہہ فیصلہ نہوا اور پہر یہہ مقدمہ آگرہ سے لاہور کو منتقل ہوگیا - اور بعد
ازان سکہون کے ساتہہ دوسری لڑائی ہوپڑی اور پہر ملک پنجاب کی ضبطی کا معاملہ درپیش
رہا - اگرچہ بعد اسکے سنہ ۱۸۵۰ و ۵۱ء مین مسٹر ایڈمنسٹن صاحب کمشنر ریاستہاے اینرو
ستلج نے اس تنازع کو فیصل کرنیکا ارادہ کیا مگر کمی فرصت کے سبب وہ بہی کچہہ نہ کرسکے -

اور مسٹر بارنس صاحب کی رپورٹ اخیر

آخر کار انکے جانشین مسٹر جی بارنس صاحب نے سنہ ۱۸۵۵ء مین اس مقدمہ کی
نسبت اخیر رپورٹ کی - تجاویز پیش کردہ صاحب موصوف مہاراجہ صاحب کے
مفید مطلب نہ تہین اور انکی یہہ راے تہی کہ اگرچہ ریاست پٹیالہ کا کچہہ حق نہین ہے
مگر چونکہ وہ اصول جو اس مقدمہ کے تصفیہ کیواسطے ابتدا مین قرار پاے تہے گورنمنٹ سے منظور ہوچکے
تہے اس سبب سے مہاراجہ صاحب کو کچہہ نہ کچہہ دینا ضرور چاہیے لیکن چونکہ تجویزات سابقہ مین
کچہہ تشریح نہین کی گئی تہی کہ کیا دیا جائیگا پس گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جسقدر مناسب اور
واجب سمجہے ویدے چنانچہ صاحب موصوف نے یہہ تجویز پیش کی کہ مہاراجہ صاحب کو بیس
دیہات دیے جائین اور اگر یہہ کافی نہ سمجہے جائین تو سات اور دیے جائین اور یہہ دیہات
صاحب موصوف نے اس طور پر انتخاب کئے کہ سرحد کی صورت خراب نہ ہونے پاوے اور ریٹ
کی لین مین جو بڑی محنت اور صرف زر سے قائم کی گئی ہے کچہہ خلل واقع نہو اور جو دیہات
لین پوسٹ کے قریب واقع ہین انکی نسبت بارنس صاحب نے بالکل سرکار انگریزی کے
قبضہ مین رہنا تجویز کیا -

ناپسند [illegible] راے

مگر صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب نے ان تجاویز کو پسند نکیا اور یہہ راے

تحریر کی کہ اگرچہ کرنل پچنڈ صاحب کے مراسلات اور مہاراجہ صاحب کے جوابات سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے مسٹر کانلی صاحب کے فیصلہ کو منظور نہیں کیا اور نواب لفٹنٹ گورنر اضلاع شمالی و مغربی نے منظور کی سوپریم گورنمنٹ یہہ حکم دیا تھا کہ اگر ریاست پٹیالہ ان شرایط کو منظور نکرے تو تجویز عطاء دیہات منسوخ کیجاوے مگر باوجود اسکے اس دہمکی پر باضابطہ عمل درآمد کبھی نہیں ہوا بلکہ اس مقدمہ کی بحث از سر نو متواتر پیش ہوتی رہی اور مہاراجہ صاحب کو ہر دفعہ اپنے دعوے کے وجوہات پیش کرنیکی اجازت ملتی رہی اور چونکہ خود گورنمنٹ کو بھی بعض اپنی ہی کاروبار مرجوعہ کے باعث سے فیصلہ مقدمہ مین توقف ہوتا رہا ہے اس سبب سے ریاست پٹیالہ کو دیہات مجوزہ کی آمدنی ۱۸۴۳ء سے دیجانی واجب ہے اور اگرچہ بابت تعداد دیہات قابل واپسی ۱۸۴۵ء کی تجویزات کی پابندی کرنا گورنمنٹ کے ذمہ چنداں واجب نہیں کیواسطے کہ کپتان ہاسٹن صاحب کی رپورٹ پر کچھہ حکم صادر نہین ہوا تہا تاہم اس بات مین کچھہ شک نہین ہے کہ مسٹر کانلی صاحب کے منصفی نامہ کے روسے جسکو گورنمنٹ منظور کر چکی تہی ریاست پٹیالہ کو اکتالیس دیہات جو صاحب موصوف نے تجویز کئے تہے دیئے جانے چاہئین اور اگر ریاست مذکور کے علاقہ مین پرمٹ کی لین جانے سے کچھہ ہرج ہو تو ان دیہات کے مساوی معاوضہ کے طور پر اور دیہات دئے جانے چاہئین۔

۱۸۵۹ء مین گورنمنٹ نہائی حکم اخیر صادر ہوتا۔

سوپریم گورنمنٹ نے اس بات پر نہایت افسوس ظاہر کیا کہ جب مسٹر ابس ملی صاحب اس تنازع کو فیصل کر چکے تہے تو اس مقدمہ کو دوبارہ کیون دایر کیا گیا مگر لکہا کہ چونکہ یہہ انفصال ہو چکا اور گورنمنٹ مسٹر کانلی صاحب کے منصفی نامہ کو

کرچکی - پس اس سبب سے اوسکو بموجب عمل درآمد کرنا امر ضروری ہے چنانچہ گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو دیہات مجوزہ صاحب کمشنر ممالک انبیرو و ستلج کا دینا معہ چند دیہات دیگر جن سے کل اکتالیس ۴۱ موضعات مجوزہ سابق کی تعداد پوری ہوجاوے معہ بقایا آمدنی من ابتدای ۱۸۴۳ع لغایت یکم مئی ۱۸۵۶ع منظور کیا -

اور دیہات کا دیدیا جانا اور ختم ہوجانا اس مقدمہ کا ۱۸۵۶ع مین -

ان دیہات کے منتقل کرنے مین کچھہ دشواری پیدا ہوئی گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی نے چند دیہات دینی کی نسبت یہہ اعتراض کیا کہ انتظام پرستہ مین اون کے دیدیے جانے سے خلل واقع ہوگا مگر آخر کار گورنمنٹ موصوف نے اس حجت کو ترک کردیا اور اسطرح سے تصفیہ ہوگیا کہ ۳۶ دیہات تو صاحب سپرنٹنڈنٹ بہٹیانہ نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے حوالے کردیے اور چونکہ اکتالیس ۴۱ دیہات مجوزہ سابقہ کے برابر جمع پوری کرنیکو بعد انتقال ان چھبیس مواضعات کے دیہات بھی چار ہزار ایکسو اکیس روپیہ مہاراجہ صاحب کو اور ملنے واجب تھے لہذا اوسکی بابت یہہ بندوبست عمل مین آیا کہ گورنمنٹ نے سرداران بہدوڑ کے پانچ دیہات مفصلہ ذیل یعنی - اسپال - منڈیر - ساہوکی - بہینی - بدراچو - چار ہزار ایکسو بیس کی سالانہ جمع کے تھے مہاراجہ صاحب کو دلادیے اور بہدوڑیون کو ساری جمع کے اور دیہات اپنے خاص علاقہ سے مین دیدیے - یہہ طول طویل جھگڑا جسکی بنیاد ۱۸۱۱ع سے سمجھنی چاہیے اور جو ۱۸۵۶ع مین ختم ہوا اس سبب سے قابل توجہ تھا کہ اسمین بڑے بڑے پیچیدہ نکتے تصفیہ طلب تھے اور جسپر جانبین کی بہت بڑی بڑی نفع اور نقصان کی گویا ایک بازی لگی ہوئی تھی اور جسمین مہاراجہ صاحب پٹیالہ ایک ایک انچہ زمین کے واسطے اسقدر

تکرار اور حجت کرتے تھے مہاراجہ صاحب موصوف نے اس مقدمہ مین اسقدر کوشش کی تھی
کہ اگر وہ کامیاب ہوگئے تو کچھہ محل تعجب نہین ہے کیونکہ ایسی کوشش نے کامیاب ہونا ہی
تھا اور گورنمنٹ انگریزی نے جو اخیر فیصلہ مین اپنے علانیہ اور واجبی حق سے اسقدر کم لے
لینے پر قناعت کی اسکی نسبت یہہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ گورنمنٹ ممدوح نے اپنی شرافت اور
عالی ہمتی پر خیال کرکے درگذر کی -

ذکر کیتھل کی ریاست کا اور اوسکے اور پٹیالہ کے متعلق باقی حدود کا ۱۸۴۳ء مین

اب ضرور ہے کہ ریاست پٹیالہ کی تاریخی تذکرہ کی طرف جسکو ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے
پھر رجوع کرین اور جو تعلق اسکو ریاست کیتھل کے ساتھہ تھا اوسکا بھی
ذکر کرین - بھائی اودے سنگھ اخیر رئیس کیتھل اپنی وفات سے کئی سال پہلے سے صاحب
فراش اور انتظام ریاست سے معذور تھا یون تو یہہ رئیس بسبب کم عقلی و افراط عیاشی لائق
انتظام ریاست کبھی بھی نہ تھا مگر ۱۸۳۸ء اور ۱۸۳۹ء مین ریاست کیتھل و پٹیالہ کی سرحد پر
ایسا فساد برپا ہوا اور ایسے دنگے اور لڑائیان ہونے لگین کہ بیوپاری لوگون کی مال
کی آمد و رفت بالکل بند ہوگئی اور تمام ملک کی امنیت مین خلل آگیا - بھائی لال سنگھ
کے زمانہ مین ان دونون ریاستون مین نہایت درجہ کا اتحاد تھا مگر اب یہہ حال
ہوگیا تھا کہ ایک دوسری ریاست کے علاقہ مین خفیہ مخبرون سے غارتگریان کراتے تھے
اور اپنے زمینداروں کو دوسری جانب کے دیہاتون پر زیادتی اور تشدد کرنے مین
مدد دیتے تھے - تین تین سو اور چار چار سو آدمی دن دہاڑے جمع ہوکر اپنے سرحد
کے متصل کے دیہات طرف ثانی کو لوٹ کر اونمین آگ لگا دیتے اور لوگون کو قتل کر ڈالتے

تہی یہان تک کہ قرب وجوار کے تمام چہوٹے چہوٹے دیہات کی رعایا کے اوجڑ جانے سے بہت سے گانون ویران ہوگئے - اور چونکہ حکام انگریزی کی طرف سے دیگر رئیسان ہمسایہ کے نام یہہ احکام تاکیدی جاری ہوئے تہے کہ اس بدنظمی اور فساد کو جو صرف تمہارے ہی علاقہ کے حق مین مضر نہین ہے بلکہ سرکار انگریزی کے علاقہ کو بہی اس سے نقصان پہونچتا ہے جلد رفع کرو اس سبب سے کسی قدر اون فسادون کا رکاو رہتا تہا -

ذکر وفات بہائی اودہے سنگہ بماہ مارچ ۱۸۴۳ء وضبطی علاقہ کیتہل

بہائی اودہے سنگہ والی کیتہل نے پندرہوین مارچ ۱۸۴۳ء کو وفات پائی اور منصب ریاست مع ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کے علاقہ کے بہائی گلاب سنگہ ارنولی والے کی طرف رجوع کیا اور باقی علاقہ جسکی آمدنی تخمینًا چار لاکہہ روپیہ سال کی تہی بشمول خاص شہر کیتہل بوجہہ لاوارثی گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ مین آیا - یہہ بات مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجگان نابہہ وجیند کو بہت ناگوار گذری کیونکہ روسا موصوف خاندان کیتہل سے ایک بڑا تعلق رکہتے تہے اور وہ اونکو تمام علاقہ کا اونہین کے خاندان مین رہنا چاہتے تہے اور اونکو یہہ بہی خیال تہا کہ اس جدید نظیر کا قایم ہونا اچہا نہین ہے کسواسطے کہ کسی آیندہ وقت مین ہمارے حق مین بہی ایسا ہی برتاو کیا جاویگا - گورنمنٹ کی اس تجویز کی ناپسندیدگی مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے اور بہی چند اغراض ذاتی اور خاص طور کے تہے مثلًا بہائی اودہے سنگہ نے کنور اجیت سنگہ کو جو مہاراجہ کرم سنگہ کی لکہہ لٹ بہائی تہے بہت سا روپیہ قرض دیا ہوا تہا اس سبب سے مہاراجہ پٹیالہ کو یہہ خوف تہا کہ سرکار انگریزی ہی ہم زر قرضہ مندرجہ

تمسکات طلب کرے گی۔

رؤسا خاندان پھول کا گورنمنٹ کے ریاست کیتھل قبضہ کرنے کے باب مین مزاحمت کے لئے طیاری کرنا

اس وجہ سے مہاراجہ صاحب موصوف نے جہان تک کہ خود اپنے لئے مضر نہو جاتا حکام انگریزی کے ریاست کیتھل پر قابض ہو جانے مین مزاحمت کی اور اہلکاران ریاست پٹیالہ مع معتمدان ریاستہا دیگر کیتھل کو روانہ ہوئے یہان گرچہ پیشتر حسب منشا پہلے ہی اس مراد سے پہونچ چکے تھے کہ صاحب موصوف کو بطور خاص گورنمنٹ نے واسطے تعمیل اون باتون کے جو اہالیان ریاست کیتھل کی طرف سے فوراً قابل التعمیل تھین مامور کر کے بھیجا تھا اہلکاران ریاست کیتھل نے امور تعمیل طلب کی بابت صاحب ممدوح کو کوئی جواب شافی نہین دیا اور صاحب موصوف نے رؤسا پھولکیان کو تحریر کیا کہ آپ اپنے اپنے معتمدون کو کیتھل کی کونسل کے پاس سے واپس طلب کرلو ورنہ اونکی نافرمانی اور تمرد مین اعانت کرنے کی بدنامی اور الزام آپ پر عاید ہوگا اول اول تو ان رئیسون نے صاحب موصوف کی اس فرمایش کی تعمیل مین کچھ تاخیر کی مگر جب کہ دوبارہ ایک سخت تحریر جاری ہوئی تب اونہون نے اپنے اپنے معتمدون کو واپس بلا لیا اور جو وکلا وغیرہ ملازمان ریاستہا مذکور الصدر معمول کے موافق صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اونکو یہ حکم دیا کہ اہالی ریاست کیتھل کے ساتھ بجز معمولی رسوم تعزیت اور سرکار انگریزی کی فرمانبرداری کی نصیحت کے اور کسی قسم کی بات چیت یا تحریر نہ کرین۔

رؤسای پھولکیان کی چال بازیون کا نتیجہ

لیکن ان رؤسا کی چال بازیون اور کارسازیون سے فساد کا تخم بویا جا چکا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اپریل کو کیتھل مین ایک بغاوت پیدا ہوئی اور بہت جلد

پہیل گئی کہ جسکو وہ مختصر سپاہ جو مسٹر گریٹ ہیڈ صاحب کے ساتہہ تہی رفع کرنیکو قابل نہ تہی مگر چونکہ
کمک بہت جلد پہونچگئی اسلئے شہر اور قلعہ کیتہل حکام انگریزی کے قبضہ میں آگیا - اب مہاراجہ پٹیالہ نے دیکہا کہ
گورنمنٹ کی نسبت خیرخواہی ظاہر کرنیکا وقت آگیا ہے چنانچہ بہاسوری ایکہزار سوار اور دو توپون کے ٹیک سنگہ اور اوسکے
ہمراہیونکو گہیر لیا یہہ شخص مفسدونکا سرغنہ تہا اور کیتہل سے بہاگ کر آیا تہا مہاراجہ پٹیالہ کی سپاہ اور ٹیک سنگہ
کے ہمراہیون میں خفیف سی لڑائی ہوئی جسمین طرفین کے چند آدمی مرگئے اور زخمی ہوئے آخرکار ٹیک سنگہ
کو پکڑ لیا گیا اور اسیطرح مہاراجہ صاحب کے ملازمون نے اور بہی کئی مفسد سردارون کو جو اوس درجہ میں کمتر تہے
گہیر گہیر کر پکڑ لیا اس لڑائی میں چار ہاتہی دو ضرب توپ برنجی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور بہت سا مال و متاع پٹیالہ
کی سپاہ کے قبضہ میں آیا اور مہاراجہ صاحب نے اس تمام نقد و جنس کو مسٹر جارج کلارک صاحب کے پاس بمقام انبالہ بہیجدیا
یہہ مفسدہ بہت جلد رفع ہوگیا اور جس جلدی سے پیدا ہوا تہا اوسی سرعت سے مٹ گیا مگر راجگان
اس سبب سے ناخوش تہے کہ ریاست کیتہل اس خاندان کے موجودہ وارث کے ہاتہہ سے نکلی جاتی تہی کیونکہ
سرکار انگریزی یہہ حکم دے چکی تہی کہ صرف اوسقدر ریاست جو پیدا کردہ بہائی گوربخش سنگہ
جد اعلے بہائی اودہی سنگہ رئیس متوفی کی تہی متوفی کے جد ہی بہائی گلاب سنگہ
کو جو دعویدار ریاست تہا دیجاے کیونکہ گلاب سنگہ صرف اوسی چیز کا حقدار ہو سکتا ہے
جو پیدا کردہ جد مشترکہ اوسکی اور رئیس متوفی کی تہی - علاقجات پیدا کردہ بہائی گوربخش سنگہ
کی صحیح تعداد مقرر کرنی نہایت مشکل بات تہی کیونکہ یہی روسا پہولکیان جو صحیح اطلاع
دے سکتے تہے پہلے تو بالکل کانون پر ہاتہہ دہر گئے اور پہر جواب اخیر دیا تو یہہ عام طور کا دیا
کہ تمام علاقہ کیتہل رئیس متوفی کے رشتہ دار قریب تر یا اوسکی رانی کو ملنا چاہئے مگر اونکو

ان اعتراضون کو کون سنتا تہا اور آخر کار ۱۸۴۴ع کے اختتام پر اسکا قطعی فیصلہ ہوگیا
۱۸۴۵ع کے آغاز مین جنوب ستلج کے بڑے رئیسون مین بہی سرکار انگریزی کا دلی ہوا خواہ کوئی نہ تہا
کیونکہ مہم افغانستان نے ان رئیسون کے دلون پر ارکین سلطنت لاہور سے بہی جنکی خوارق
عادات کا ذکر دوسرے فقرہ مین درج ہے —

۱۸۴۵ع مین قریب سارے رئیسون جنوب ستلج کے خیالات بہ نسبت گورنمنٹ انگریزی غیر دوستانہ ہونا

اور جنکا یہہ حال تہا کہ سخت مفسدہ پرداز اور بداطوار تہے اور صرف
اپنے ذاتی فایدون کے غرض کہتے اور شب و روز عیاشی مین بسر کرتے تہے اور جنہون نے اپنی ہی
کرتوتون سے اپنے بیچارے ملک کو انگریزون کے ساتہ ایسی لڑائی مین مبتلا کر دیا تہا جو ایک
طرح سے تو لاہور کی بربادی کا سبب تصور کیا جا سکتی ہے اور دوسری طرح باعث اوسکی نجات کا
زیادہ اثر کیا تہا مگر ریاستہاے جنوب ستلج کے رئیسون کو اس بات اور وقت کے رنگ ڈہنگ دیکہنے
کی بڑی فرصت نہ تہی — سر ڈیوڈ اوکٹرلونی صاحب کے وقت سے تا ایام افغانستان ان تمام رئیسون
پر سرکار انگریزی بے کہٹکے خود ہی حکمرانی کرتی تہی اور وہ یہہ سمجہتے تہے کہ محض سلطنت انگریزی
ہی کی بدولت ہم مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دست تطاول سے محفوظ رہے ہین اور یہہ کہ
سرکار انگریزی کبہی کوئی لڑائی نہین ہار سکتا اور جو کوئی اوس سے مقابلہ کرتا ہے وہ شکست ہی
کہاتا ہے مگر مہم کابل کا حال دیکہکر انکے اس عقیدہ مین فرق آگیا تہا اور جب اونہون نے یہہ دیکہا
کہ سرکار انگریزی اپنے سپاہ کیواسطے ہم سے ہی روپیہ اور سب طرح کی رسد وغیرہ مانگتی
ہے تو اونکو یہہ خیال پیدا ہونے لگا کہ بقاے سلطنت انگریزی ہماری ہی وجود پر موقوف
ہے اور ہمکو انگریزون سے کچہہ نقصان نہین اور اب سلطنت لاہور کا تو کچہہ خوف رہا ہی

نہ تہا کیونکہ رنجیت سنگہ جو بڑا ذی ہوش اور زبردست رئیس تہا اور جسکی سبب سے تمام
رئیس سرکار انگریزی کی حفاظت کو بہت غنیمت سمجہتے تہے وہ موجود نہی تہا اس سبب سے ابہ
حکام انگریزی کی وہ نہی حفاظت اور نگرانی ان رؤسا کو ایک قید سخت معلوم ہونے
لگی اور ہر ایک رئیس کے دماغ مین یہہ بات سمائی کہ اگر ہم پر انگریزون کی یہہ نگرانی اور
روک ٹوک نہو تو مہاراجہ رنجیت سنگہ کی طرح جسکی کاروبار مین انگریزون کی مداخلت و
مزاحمت نہ تہی ہم بہی کامیابی کے ساتہہ فتوحات وغیرہ بخوبی حاصل کر سکتے ہین -

ذکر اوس رنجش اور حسد کا جو ان ایام مین باہم والیان پٹیالہ و جیند اور نابہہ کے تہا

مگر باوجود خیالات مذکور الصدر کے ایسی بہت سی علامتین نمایان تہین
کہ اگر سرکار انگریزی کی سکہون یعنی لاہور والون سے لڑائی ہوگی (اور جسکو
یہہ لوگ ضروری الوقوع خیال کرتے تہے) تو اندرین صورت یہہ تینون
رئیس بالاتفاق کسی خاص بات کو اختیار نکرینگے بلکہ کوئی کسی طرف ہو جاویگا اور کوئی
کسی طرف - علاوہ اسکے پٹیالہ اور جیند رئیس نابہہ سے ایک مدت سے عناد و قلبی رکہتے تہے اس رئیس
کی ضعیف العقلی کا تہا اور اونکے نتائج کا حال اپنے موقع پر اسی کتاب مین درج کیا گیا
ہے یہہ راجہ یعنی دیوندر سنگہ والی نابہہ خاندان پہولکیان مین از روئے نسب شاخ کلان سے
مین تہا اور موروثی چودہری گنا جاتا تہا یہہ لقب اس خاندان کے بزرگون کا اوس زمانہ مین
تہا جبکہ وہ صرف زمیندار تہے مگر جب راجہ ہوگئے تب بہی اونہون نے اس لقب کو بطور فخر
قایم رکہا -

راجہ دیوندر سنگہ والی نابہہ کے بیہودہ دعوی ناسمجہی کا ذکر -

راجہ موصوف ریاست پٹیالہ سے جسکا علاقہ اور آمدنی ریاست نابہہ سے

پہنچ گئی تہی ہمیشہ رشک و حسد رکہتا تہا اور اس رئیس کی یہہ خواہش تہی کہ گورنمنٹ سے خطاب مہاراجہ کا حاصل کرے اور درجہ اور نمبر مین بہی پٹیالہ سے بالاتر تسلیم کیا جاے اور یہہ بات اُسکو ہرگز گوارا نہ تہی کہ والی پٹیالہ کو اسکے سامنے راجہ کے لفظ کے سوا کسی زیادہ درجہ کے خطاب (یعنی لفظ مہاراجہ) سے بولا جاے اسیطرح رئیس جیند کو بہی یہہ راجہ نظر حقارت سے ہی دیکہتا تہا بلکہ اوسکو تو قابل لفظ راجہ بہی نہین خیال کرتا تہا اور صرف اپنے خاندان کا ایک شاخ پتہ دار تصور کرتا تہا ان وجوہ سے رئیسان پٹیالہ و جیند کا میلان طبع بالکل یہہ تہا کہ جس جانب کو رئیس نابہہ پسند کرتا ہو یہہ دونون اوسکی جانب مخالف کو اختیار کرین اور رئیس نابہہ نے سرکار انگلشیہ کی مخالفت جسمین ہوتے باہم جنگ لاہور اختیار کی تہی منجملہ اونکے ایک بڑا سبب یہہ تہا کہ اوسکو لاہور والون سے یہہ امید تہی کہ میری تمنا و دلی کے موافق وہ لوگ مجہکو رئیس پٹیالہ سے زیادہ اچہا اور بہتر مانینگے ۔

پٹیالہ کی خیرخواہی اور وفاداری اور مہاراجہ کرم سنگہ صاحب کی وفات کا ذکر ۱۸۴۵ء مین اور مہاراجہ نرندر سنگہ صاحب کا جانشین ہونا

جبکہ ۱۸۴۵ء کے اختتام پر ریاست لاہور اور سرکار انگریزی مین ہر طرح مخالفت کے آثار ہویدا ہوگئے اس موقع پر مہاراجہ کرم سنگہ نے گورنمنٹ انگلشیہ کی نسبت حسن عقیدت اور ہواخواہی کا علانیہ اظہار کیا اور سپاہ انگریزی کو رسد دینے اور اپنی سپاہ کو کمک کیواسطے بہیجنے کے باب مین بڑی مستعدی ظاہر کی لیکن مہاراجہ کرم سنگہ اسوقت بیمار شدید تہے اور اس معاملہ مرقومہ کے فکر کے سبب بیماری اور بہی زور پکڑ گئی چنانچہ بیسوین دسمبر ۱۸۴۵ء کو جنگ پہیرو شہر (فیروز شہر) کے دوسرے روز مہاراجہ صاحب کا انتقال ہوگیا ۔ اور اونکے خلف الصدق مہاراجہ نرندر سنگہ

صاحب بعمر تیئیس ۲۳ سال اونکی جانشین ہوئی۔ یہہ مہاراجہ صاحب اپنے والد بزرگوار سے
بھی زیادہ گورنمنٹ انگریزی کے ہواخواہ تھے۔ مگر اس زمانہ میں جو مہاراجہ موصوف پر کیا موقوف ہے
جنوب ستلج کو سکھہ رئیسون میں سے کسی میں بھی سچی ہواخواہی کا ایسا جوش نہ تھا جیسے کہ
سنہ ۱۸۵۷ء میں مہاراجہ نریندر سنگھ صاحب سے ظہور میں آئی کہ مہاراجہ ممدوح سرکار انگریزی
کی کمک کیواسطے کمال مستعدی کے ساتھ دل و جان سے حاضر ہوگئے اور اپنی فوج کے ایک ایک
سپاہی کو گورنمنٹ انگریزی کے لئے لڑنیکو بھیجدیا جسطرح کہ راجہ صاحبان جیند اور نابہ
نے دہلی اور اودہ کی لڑائی میں بنفس نفیس معہ سپاہ کے شریک ہوکر سرکار انگریزی کو مدد دی۔

سنہ ۱۸۴۵ء میں ریاست پٹیالہ کی ہمدردی لاہور کے طرف تھی اور کسی رئیس نے پار ستلج کا حکام گورنمنٹ انگریزی کو اطلاع نہ دیا کہ فوج خالصہ ستلج سے عبور کرنے والی ہے۔

بلکہ سنہ ۱۸۴۵ء میں جنوب ستلج کی تمام ریاستین دل سے سرکار خالصہ کی بھی
بہی خواہ تھیں اور اگرچہ رؤسا پٹیالہ و جیند یہہ بات بخوبی جانتے تھے کہ گورنمنٹ
انگریزی کی ترقی کے فایدہ سے ہمارا فایدہ ہے مگر اسپر بھی ریاست لاہور کی نسبت
انکے خیالات بہی خواہی اور ہمدردی کے تھے۔ چنانچہ سکھون کی فوج نے
جو گیارہ دسمبر کو ستلج سے عبور کیا اونکے اس ارادہ کی اطلاع کسی رئیس
نے حکام انگریزی کو نہیں دی حالانکہ اونکے اس ارادہ سے جنوب ستلج کا ہر ایک رئیس بخوبی واقف
تھا کیواسطے کہ رنجیت سنگہ کی فوج آئین یا نہ آئین میں ہنرو ہی ستلج کے ہر ایک جانون
کے گانون کے باشندے سپاہی بھرتی تھے اور یہہ سپاہی لوگ اور فوج خالصہ کے ودھ پنچون[۵۸] کا

۵۸ واضح ہو کہ اس لڑائی کے شروع سے کچھ عرصہ پہلے یعنی جب سے کہ مہاراجہ شیر سنگہ اور دربار
لاہور کے بڑے بڑے امرا کو قتل کر کے سپاہ خالصہ خودسر ہوگئی تھی تب سے تمام پلٹنوں اور رسالوں
میں بہت کمتر درجہ کے وہ عہدہ دار جو اپنے ہم جنس سپاہیوں میں زیادہ زبان دراز اور بدمعاش تھے

یعنی فوجی کمیٹیون سے برابر خط و کتابت رکہتی تہی اور اونکو ان پنچون کی بہیجی ہوئی اطلاعون سے اس ارادہ کی اطلاع عموماً حاصل تہی -

ریاست پٹیالہ نے ضروریات لشکر کا سرانجام کرنا اور بہ نسبت دیگر رؤسا اپنا طریقہ اچہا رکہنا اور اپنی فوج کو خیبتی سے قابو مین نرکہ سکنا -

تاہم بمقابلہ حالت دیگر ریاستون کے ریاست پٹیالہ نے گورنمنٹ انگریزی کے لئے اچہی خدمات اداکین چنانچہ میجر میکسن صاحب[۵۱] اور کپتان ہلس صاحب اور مسٹر کست صاحب نے اس بات کی تصدیق کی ہے چنانچہ اول ہی رسد اور بار برداری اس ریاست نے سپاہ انگریزی کے واسطے بکشادہ دلی تمام دینی شروع کر دی تہی اور اس ریاست کی سپاہ ماموره کے کام سے جو بعض حرکات نامناسب سرزد ہوئین تو اس سے محض اتنی ہی بات پائی گئی کہ حکام دار الریاست پٹیالہ اپنی اس سپاہ کو خیالات باغیانہ لاہور دہلی کی طرف سے بطور کامل قابو مین رکہتے تہے اور نہ تہے چنانچہ اس سپاہ نے گوہو نگرانہ کا محاصرہ کرنے مین اگرچہ چال چلن اچہا دکہایا کہ جبکہ فوج محصور قلعہ چہوڑ کر بہاگی تب سپاہ اونکو روکنے مین کامیاب نہوئی اور پایہ دیگر اس سپاہ کی ایک جماعت تعدادی دو سو ۲۰۰ سوارون پر جو پہدوال کے قلعہ مین سرکار انگلشیہ کی طرف سے متعین تہی جب سکہون کی ایک فوج نے جو ان سے تعداد مین زیادہ تہی حملہ کیا تب انہون نے ان سے بالکل مقابلہ نہین کیا بلکہ قلعہ خالی کر کے سب مخالفون سے مل گئے اور یہ امر یعنی مخالفون سے جا ملنا اسیوقت مین انگریزون کے حق مین بہت ہی مضربات تہی -

---

[illegible] تو پنچ سہلانے لگے کو [illegible] تہے اور آپسمین جمع ہو کر ہر ایک خلاف قاعدہ اور ہر صغیر کام کے لئے جسمین ان کے سپاہیانہ یون کا کچہ فایدہ ہوتا تہا اپنے کلان تر افسرون اور اہل دربار کو مجبور کیا کرتے تہے - مترجم

[۵۱] اس ہنگامہ مین جب میجر براڈفٹ صاحب ایجنٹ ممالک شمال و مغرب [illegible] مارے گئے تو میجر میکسن صاحب اونکی جانشین ہوئے تہے اور ہلس صاحب اور کست صاحب اسوقت اسسٹنٹ ایجنٹ ماموره جنگ تہے جو اس زمانہ مین لودہانہ اور انبالہ مین معمور کا کرتے تہے - فقط مصنف

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو صلہ خدمات کا دیا جانا۔

لڑائی کے بعد مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو بجلدوی خیرخواہی ایک سند جسمیں اونکی وفاداری کی بہت تعریف و توصیف درج تہی گورنمنٹ کی جانب سے عطا ہوئی اور بعض پرگنے جو راجہ نابہہ سے گورنمنٹ نے ضبط کرلئے تہے وہ بہی مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو عطا کئے گئے یعنی منجملہ ریاست نابہہ ایک لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ جو ضبط کیا گیا تہا اوس میں سے بائیس ہزار سات سو چہاسٹہہ روپیہ جمع سالانہ کا علاقہ تو سرکار انگریزی نے بعوض معاوضہ خدمت سواران (جنکو قبل ازین ریاست نابہہ حاضر رکہا کرتی تہی) اپنے پاس رکہہ لیا اور باقی ملک جمعی اکہتر ہزار دو سو چوبیس روپیہ سالانہ کا ریاست پٹیالہ اور فریدکوٹ کے باہم بحصہ مساوی تقسیم کردیا گیا علاوہ برایں مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو ایک حویلی واقع مقام سرہند جو پہلے اوس باغی راجہ کی ملکیت تہی مرحمت کی گئی۔

نقل سند بنام مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ مورخہ بائیسویں ستمبر ۱۸۴۷ع

از انجا کہ درین ایام فرخندہ آغاز میمنت انجام بندگان حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلی القاب لارڈ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ چنان تجویز فرمودند کہ بجلدوی خیرخواہی ہا و حسن خدمات مہاراجہ دہیراج راجیشر مہاراجہ راجگان نریندر سنگہ مہندر بہادر والی پٹیالہ کہ بوقت محاربات سرکار لاہور با سرکار ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر بتقدیم رسانیدند قدری ملک بطور یادگار حصول امتیاز مہاراجہ صاحب موصوف درہم چنان عطا کردہ شود و مہاراجہ صاحب موصوف درخواست حصول تسلی از سرنو بابت ملک موروثی خود و عطیہ سابقہ اہالیان این سرکار گردون وقار گذرانیدند نظر بران بندگان حضور فیض معمور لارڈ گورنر جنرل بہادر را منظور گردید کہ نوشتہ مرقومہ ذیل بمہاراجہ صاحب بہادر بر وجہ ابطور سند دادہ شود تا کہ مہاراجہ صاحب موصوف و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن باطمینان و خاطر جمعی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود و عطیہ سرکار فیض آثار انگریزی بدستور قدیم حکمران باشند علاقجات مہاراجہ صاحب بہادر مندرجہ فہرست مشمولہ سند ہذا معہ ابواب حکومت فوجداری و دیوانی و معاملہ ہمیشہ بدستور در قبضہ اقتدار و اختیار مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن بحال و لایزال دائما و خالدا بالاستقلال باشند و جہار میان و ذیلداران و متوسلان و توابعان

چنانچه برشته قدیم رجوع و حاضر و فرمان پذیر مهاراجه صاحب بهادر باشند و مهاراجه صاحب بهادر در آبادی رعایا
و رفاه حال برایا کوشیده بداد رسی مظلومان و ملهوفان از راه واجبی دقیقه از دقایق فروگذاشت
نسازند و سبیل رعایا آنکه مهاراجه صاحب موصوف و جانشینان مهاراجه صاحب را نسلاً بعد نسلٍ
و بطناً بعد بطنٍ مالک مستقل خود دانسته از ادای مال واجب انحراف نورزند و در اطاعت و فرمان
برداری مهاراجه صاحب بهادر و افزونی زراعت حاضر و سرگرم باشند مهاراجه صاحب بهادر در گرفتن
محصول سائر و راهداری در ملک قلمرو خود که بالکل معاف نمودند نظر بر رفاه رعایا و برایا همیشه
بدستور موقوف خواهد ماند و مهاراجه صاحب در قلمرو خود درباره قضیه کشی و برده فروشی و ستی
شدن ممانعت کلی دارند و هرگز شدن ندهند و احیاناً اگر احدی بعدم اطلاع اهلکاران مهاراجه صاحب
بهادر مرتکب حرکات ممنوعه مرقوم الصدر گردد اهلکاران مهاراجه صاحب بهادر از روی عدالت
درباره اش تجویز سزای سنگین نمایند که موجب عبرت دیگران باشد و سرکار گردون وقار کمپنی
انگریز بهادر در وجه نذرانه و معامله ابواب حکومت و معاوضه افواج وغیره بوجهٍ من الوجوه هیچ
در حال و چه در استقبال مطالبه نموده از مهاراجه صاحب و جانشینان مهاراجه صاحب بهادر در
عهد تابعان مرقوم الصدر نخواهند کرد زیراکه مهاراجه صاحب بهادر پیوسته بدوستی و دولتخواهی
و جانفشانی و خیراندیشی سرکار کمپنی انگریز بهادر بدل و جان حاضر و مصروف خواهند ماند و شکایت
هیچگونه نالش رعایا و توابعان مهاراجه صاحب بهادر در سرکار رفیع مدار کمپنی انگریز بهادر نخواهد شد
اگر افواج غنیم از اطراف و جوانب باراده تفرقه ملک اینجانب این طرف دریای بیاس و ستلج نماید
مقتضای رفاقت و همراهی آنست که مهاراجه صاحب بهادر بمعه جمعیت موجوده خود باتفاق
صاحبان عالیشان بهادر بمدافعت فوج غنیم پردازند و در پیرایه اطاعت و رفاقت سرکار دولت
مدار دقیقه فروگذاشت ننمایند و در جای آمد و رفت سپاه خانه انصرام رسد غله وغیره اجناس و بار
برداری وغیره مطلوبه بهم رسانیدن انکار ننمایند و مهاراجه صاحب طیار می شوند و مدام در حسب آن
برای آمد و رفت لشکر ظفر پیکر از انباله وغیره چهاونی ها تا فیروزپور و رهدو و خود به بلندی و بعرض
حسب تجویز صاحب کلان کپتان مامور این کار که بذمه خود گرفته اند انتظام و بندوبست آن معرفت
علاقه داران و اهلکاران خود نموده باشند و نیز جابجا فرودگاه لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزیا
بهر منزل گاه علیحده مقرر کرده شود تا که آینده احدی را دعوی بابت نقصان زراعت نباشد
تحریر المرقوم بتاریخ [illegible] ستمبر [illegible]

بیان اون تقصیرات کا جو [illegible] بمقابلہ سرکار انگلشیہ [illegible] اور سرداران اینجرو ستلج کے [illegible] واقع ہوئے

رؤساے اینجرو ستلج کی خدمتون اور احسان فراموشیون اور اونکی
ضبطیون اور سزاؤن کا حال اونکے خاندانون کی تاریخ مین علحدہ علحدہ مفصل
لکھا جاویگا مگر چونکہ ریاست پٹیالہ ریاستون سے اعلی اور اونکی سرگروہ گنی جاتی
ہے اسلئے یہان بھی اس بات کا بیان کردینا ضرور ہے کہ ستلج کے جنوب

کی جانب تمام اعلی اور ادنی ریاستون کے ساتہہ گورنمنٹ کے پولیٹیکل تعلقات مین اس
لڑائی سے عموماً کیا کیا اثر پیدا ہوے۔

بیان اون فوائد کا جو گورنمنٹ کی حفاظت سے ان رئیسون کو حاصل ہوے تہے۔

اس کتاب کے ناظرین کو یہہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ ۱۸۰۹ع سے یعنی جب کہ یہہ رؤسا
سرکار انگریزی کے زیر حمایت ہوے تہے ۱۸۴۵ع تک اونکے اور سرکار انگریزی کے باہمی
پولیٹیکل تعلقات مین کچھہ تغیر و تبدل واقع نہین ہوا۔ چونکہ اشتہار مجریہ ۱۸۰۹ع
کے رو سے رؤسا اپنے رو ستلج سلطنت لاہور کے دست تطاول سے محفوظ ہو گئے تہے اور پہر ۱۸۱۱ع
مین جو اشتہار جاری ہوا اوسکی رو سے ایک رئیس دوسرے پر کسی طرح کی زیادتی اور جبر نہین
کر سکتا تہا اس سبب سے رؤسا موصوف چہتیس [۳۶] برس تک امن اور محفوظ بیٹہے ہوے
راج کرتے رہے تہے اور اگرچہ یہہ شرط تہی کہ جنگ کے موقع پر وہ سرکار کو اپنی تمام سپاہ سے مدد دیا
کرین مگر اون سے کسی طرح کا خراج نہین لیا جاتا تہا اور نہ کوئی خاص تعداد وغیرہ واسطے حاضر رکہنے
کنٹنجنٹ یعنی سپاہ امدادی کے مقرر کی گئی تہی اور اس تمام عرصہ مین کوئی موقع ایسا پیدا نہین
ہوا تہا جس سے اونکی وفاداری اور اعتراف احسانمندی کا امتحان ہو جاتا ان رؤسا کو
اپنے اپنے علاقون مین مقدمات دیوانی فوجداری اور مال وغیرہ کے انفصال کا اختیار کامل
حاصل تہا اور اگرچہ ان پر عام طور کی حکومت صاحب ایجنٹ بہادر کی تہی مگر گورنمنٹ اونکے
اندرونی اور خانگی امور مین مداخلت کرنے سے نہایت ہی احتیاط کے ساتہہ احتراز کرتی تہی ان
وجوہ سے رؤسا اپنے رو ستلج کے حق مین گورنمنٹ کا تسلط یہہ بلاریب اکسیر کا حکم رکہتی تہی اوسکو
نہایت قوی سایہ حمایت کے بدولت جسکو عوض مین انکو نیک چلنی اور ہوا خواہی کے

سوا اور کچھہ دینا نہین پڑتا تہا ان ریاستون کو بڑی بہبودی حاصل ہوئی تہی دریاے
ستلج جو روساے اینروے ستلج اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کے علاقجات مابین ایک حد فاصل
قرار دیا گیا تہا اسکے شمال کی جانب ۱۸۴۵ء مین نہال سنگہ آہلووالیہ کے سوا کوئی خود مختار
رئیس باقی نہین رہا تہا اور اوسکا وجود بہی گو ہمیشہ حالت بیم و رجا مین تہا اور سرکار انگلشیہ
اس رئیس کی حفاظت صریح طور پر کرتی تہی مگر اسکا بقا جسقدر رہا وہ بہی گورنمنٹ ہی کی
نظر توجہہ کی بدولت تہا رئیس مذکور کے سوا تمام اوسطرف کے روسا لاہور کے شمشیر زور اور چالاک
اور بیوفا فرمان روا کے سامنے مغلوب ہوچکے تہے چنانچہ کانگڑہ والے نامور کٹوچ خاندان کے
راجے جو تمام تاریخی زمانہ مین ملک کوہستان پنجاب مین حکمران تہے وہ جلاوطن کرکے پنجاب سے
نکالے جا چکے تہے اور ریاستہاے منڈی اور سوکیت سکہون کے اضلاع مقبوضہ ہوچکے تہے
اور شمال کی قدیم قومون کے لوگ یعنی گکہڑ آوان اور جنجوہے[۵۱] جو سلاطین دہلی کے بہی مطیع
نہوے تہے وہ انقلاب زمانہ سے اونہین زمینون پر جو پہلے بطور حاکمانہ اور مالکانہ اونکی مقبوضہ
تہین ایک معمولی رعایا کی حالت مین کاشتکاری کرتے تہے افغان درہ خیبر کے پرے تک
ہٹا دیے گئے تہے اور سرحد کی طرف کے تمام باشندون نے لڑتے لڑتے تنگ آکر آخر سلطنت لاہور کی
اطاعت قبول کرلی تہی کشمیر کا ملک بہی فتح ہوچکا تہا اور ملتان کا بہادر فرمان روا
مایوسی کے ساتہہ اپنی دار الریاست کی حفاظت کے لیے لڑتا ہوا اپنے بیٹون سمیت مقتول ہوچکا
تہا مگر ستلج کے جنوب کیجانب نہ کوئی لڑائی ہی ہوئی نہ کسی کو مفتوح یا مغلوب ہونا پڑا

---

۵۱ جنجوہے لفظ جنجوعا کی جمع ہے ۔۔ ۱۱ مترجم

اور بجز اون چند علاقجات کے جو بوجہہ لاوارثی گورنمنٹ کے قبضہ مین آگئے تھے باقی اون تمام سردارون اور رئیسون کی اولاد کے لوگ جنہون نے سر ڈیوڈ اوکٹر لونی صاحب کی تشریف آوری سے اظہار مسرت کیا تھا اپنے اپنے علاقون پر بدستور حکمران تھے —

رؤسائے مذکورہ بالا کی احسان فراموشی اور اونکی سزایابی

غرضکہ ان رؤسا کو سرکار انگریزی کے سایہ عاطفت مین جسقدر فوائد عظیم حاصل ہوئے تھے وہ بدیہی اور ناقابل انکار ہین مگر چونکہ یہہ احسان فراموش بہی تہے اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اسی سبب سے ان مین سے بعض رئیسون کا اپنے محافظون اور رہبرون سے پہلے ہی موقع پر منحرف ہوکر علانیہ یا خفیہ طور پر مخالفون سے ملجانا کچھہ تعجب کی بات نہ تہی مگر سرکار انگریزی اونکی گوشمالی کے واسطے بہت تہی چنانچہ رئیس لاڈوہ معزول کیا گیا اور اوسکا علاقہ کا جو تہا حصہ ضبط ہوکر سرکار انگریزی کے وفادار رفیقون کو دیا گیا اور راجہ کپورتہلہ کے جو علاقجات اینروے ستلج واقع تہے وہ بہی ضبط کئے گئے اور لاڈوہ اور روپڑ کے رئیسون کو قید کر کے پنجاب سے جلاوطن کیا گیا اور اونکی تمام ریاستین انندپور کے سوڈہیون کیطرح ضبط کی گئین —

رؤسائے اینروے ستلج اور گورنمنٹ انگلشیہ کے پولٹیکل تعلقات مین تغیر کا کیا جانا —

بلکہ متذکرہ صدر کارروائیون کے علاوہ اب وہ وقت آگیا تہا کہ گورنمنٹ کو اپنے اوس پولٹیکل تعلق مین جو ان روسا کے ساتھہ تہا ایک بڑے سرے کا تغیر و تبدل کرنا ضروری معلوم ہوا ان ریاستون کے اندرونی انتظام اور طریقہ حکمرانی مین کوئی بہی بات قابل پسند نہ تہی اور واقعی کسی علامت سے یہہ نہین پایا جاتا تہا کہ انکی رعایا کے لوگ ہندوستانی راج یعنی اپنے موروثی روسا کی حکومت کو

سرکار انگریزی کی حکومت پر ترجیح دیتے ہوں بلکہ انہیں سے ہر ایک ریاست کی تاریخ پر نظر ڈالنی
سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہاں اسکے برعکس معاملہ تہا اور جب کسی ریاست کا انتظام کسی اتفاق
سے خود سرکار انگریزی کے ہاتہہ میں آگیا وہاں کے زمیندار عموماً خوشحال اور رضامند ہی تہے
اگرچہ چہتیس ۳۶ برس تک امن و امان رہنے کے سبب سے ان سکہہ روسا کی وحشت کسی قدر کم ہو گئی
تہی مگر تہذیب و شایستگی کے درجہ اعلی سے وہ اب بہی بہت دور تہے اور اس ملک کی اونہوں
نے اسقدر ترقی نہیں کی تہی کہ اوس زمانہ کے حالات کو لوگ بہول جاتے جبکہ ان ریاستوں کا
طرز حکومت بجز ایک باقاعدہ ظلم اور لوٹ کو کسی اور نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا تہا
اور جسمیں ہر ایک رئیس اپنے ہی فایدہ پر نظر کرتا تہا اور اوروں کے نفع اور نقصان سے کچھہ غرض
ہی نہ تہی اور نہایت درجہ کی دغابازی اور بہت ہی ذلیل طور کی عیاشی کی یہاں لوگوں
میں بڑی گرم بازاری تہی اور سچائی اور عزت کو بالاے طاق رکہہ دینا جنوب ستلج کے ہر ایک
سکہہ رئیس کے لئے گویا ایک معمولی وصف تہا۔

بعض اہم اصلاحوں کا عمل میں لایا جانا۔

علاوہ ان کے ایک ۱۸۴۵ع میں ادہر ستلج کے اکثر روسا نے جو بڑی
سے بڑی خیر خواہی کی تہی وہ صرف اتنی ہی تہی کہ ہمارے مخالفوں سے
وہ علانیہ جاکر نہیں مل گئے تہے اور اداے حقوق احسانمندی کو تو وہ جانتے ہی نہ تہے کہ کس چیز کا
نام ہے پس اختتام محاربہ کے بعد ان پر کوئی خاص شفقت کرنی فضول تہی اس سبب سے گورنمنٹ
نے اس موقع پر کئی بڑے بڑے انتظام جاری کئے چنانچہ اول یہہ کہ بجز بعض ریاستوں
کے اور سب کے اختیارات فوجداری اس سبب سے موقوف کر دیے گئے کہ صورت موجودہ سابق

وارداتین بہت ہوتی تہین کسواسطی کہ ایک قسم کی پچاس مختلف حکومتون مین ایک مجرم کا گرفتار ہونا دشوار بلکہ ناممکن تہا - دوسری محصول راہداری جوکہ سکہ تجارت پر اپنی اپنی علاقجات مین یہہ رئیس بنام زکات وصول کیا کرتے تہی موقوف کردیا گیا کیونکہ یہہ محصولات تجارت کے حق مین ایسی ہی مضر تہی جیسیکہ اونکے اختیارات فوجداری عدالت کے حق مین ضرر رسان تہی - تیسری یہہ انتظام عمل مین آیا کہ خدمات جنگی کے لئی بذات خاص حاضر رہنی یا سوار اور پیادی حاضر رکہنی کے عوض ان رئیسون سے زر نقد کا وصول کیا جانا پسند کیا گیا -

نواب گورنر جنرل بہادر کی مشرح اور مفصل رای اور احکام

بابت عمل مین لاجانی جدید اصلاحون کے ممالک انہر دو ستلج مین نواب گورنر جنرل بہادر کے ڈسپاچ مورخہ ستمبر ۱۸۴۶ع کا خلاصہ کسیقدر تفصیل کے ساتہہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی - اس سے نواب ممدوح کی رای کا مفصل حال بخوبی معلوم ہوتا ہے - (وہو ہذا)

(دفعہ) لفٹنٹ کرنل لارنس صاحب سی بی اور میجر میکسن صاحب سی بی کی رپورٹون کے دیکہنی اور جن کو اغذ کی تائید سی اونہون نے اپنی تجاویز پیش کی ہین اونپر غور کرنے سے بجز اسکی اور کوئی بات ناممکن معلوم ہوتی ہی کہ گورنمنٹ ہند کا یہہ فرض ہی کہ سکہون کی ریاستہای محفوظہ کے ساتہہ جو ناقص طور کا سلسلہ ارتباط بالفعل چلا آتا ہی اوسکی پرخطر نقصون کی اصلاح کری بشرطیکہ جن وسایل سی اصلاح کیجاوی وہ آئین انصاف اور نیک نیتی سے بعید نہون -

(دفعہ ۲) تعلقات موجودہ کی صورت کوئی چالیس برس سے جاری ہی اور جیسا کہ گذشتہ
لڑائی کے موقع پر مشاہدہ ہوچکا ہی ہمکو یہہ فایدہ حاصل نہین ہوا ہی کہ اسقدر عرصہ
تک سرکار انگریزی کے سایہ حفاظت مین رہنے سے عام رعایا قوم سکھہ کو دلون مین ہماری
ہواخواہی اور محبت کا کوئی خیال پیدا ہوا ہو۔ کیونکہ ان لوگون کو اونکی متعلقہ ریاستون
کے تمام معاملات اندرونی مین اپنے ہی اپنے رئیسون کے طریق حکومت سے سروکار رہتا رہا ہی
اس سبب سے انکو اسباب کے معلوم ہونے کا شاذ ونادر ہی کوئی موقع ابتک ملا ہی کہ سرکار انگریزی
کی عملداری مین کیا کیا خوبیان ہین اور اگرچہ یہہ لوگ اپنی عادات واطوار کی رو سے
دلیر اور جنگجو ہین مگر اس قوم کے لوگ کبھی سپاہ انگریزی مین نوکر نہین رکھی گئی علاوہ ازین
یہہ لوگ اپنی قومی اور مذہبی خیالات کے سبب سکھون کی فوجکو دوست اور اقربا کا مجمع
سمجھتے تھے کیونکہ اس ملک کے ہزارہا سپاہی اوس فوج مین بھرتی تھے اور پنچایت کی
رسم اور معقول تنخواہ اور آئین وقانون فوجی کی کمتر پابندی یہہ تینون باتین
ایسی تھین کہ بہ نسبت ہمارے باقاعدہ اور سخت آئین کی اونکی طبیعتون کے زیادہ موافق
اور مرغوب تھین —

(دفعہ ۳) اگرچہ رنجیت سنگھ کی فتوحات حاصل کرنے کے زمانہ مین اپنے دریای ستلج کے
رؤسا کو تو ہماری حمایت کی قدر بخوبی معلوم ہوگئی تھی مگر چونکہ ان ریاستون مین
ہمارا دخل اسقدر نہ تھا کہ وہان کی رعایا کو کچھہ فایدہ پہونچا سکتی اس سبب سے رعایای
مذکور کو ہم سے کچھہ اُنس پیدا نہین ہوا —

(دفعہ ۴) اس ملک کے ہر ایک گانون کو سکہون کی فوج سے کچہہ نہ کچہہ تعلق حاصل تہا اور جب کوئی ہمارا سرکاری افسر کسی سکہہ سپاہی سے یہہ سوال کرتا کہ تو کس رجمنٹ میں ہی تو وہ بہت متکبرانہ طور سے یہہ جواب دیا کرتا تہا کہ ہم فوج خالصہ کے سپاہی ہین اور رخصت پر اپنے گہر آئے ہوئے ہین اور جب لڑائی شروع ہوئی تو یہہ ہی لوگ اپنے اپنے گانون مین قاصد بنکر آیا کیئے اور جہان کہین موقع ملا وہان کے باشندون کو برانگیختہ کر کے انگریزی لشکر کے آدمیون کے سدراہ ہوئے اور لٹن ڈور سے کی لوٹنے مین کامیاب ہوتے رہی یہان تک کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ جو ہماری بڑے وفادار رفیق ہین خاص اونکی سپاہ نے بہی یہہ حرکت کی کہ جب بدووال کے مقام پر ہماری سپاہ مغلوب ہونے لگی اور اسباب لشکر و باربرداری قلب لشکر سے آگے کو روانہ کی گئی اوسوقت پٹیالہ کے سوار جو قریب دو سو کے تہے اپنا پورے کا پورا رسالہ باندہے ہوئے ہمارے مخالفون سے جا ملے اور دیہات کے باشندون نے پیچہے سے آکر ہماری طرف کے بیمار آدمیون کو مار ڈالا اور بہیر بنگاہ کو لوٹ لیا اور پٹیالہ کے یہہ ہی سوار جو لدہیانہ مین متعین تہے ہر روز دشمن کے لشکر مین خبرین پہونچاتے تہے" نواب گورنر جنرل بہادر لکہتے ہین کہ "مین ان باتون کا اس سبب سے بطور خاص ذکر کرتا ہون کہ کنٹنجنٹ یعنی فوج کمکی مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ کی وفاداری اور خیرخواہی کے باعث سے نہایت معتبر گنی جاتی تہی"

(دفعہ ۵) غرضکہ اس بات کو طول دیکر بیان کرنے کی کچہہ حاجت نہین ہی کہ ریاست ہای محفوظہ کی سکہہ رعایا باطن مین اپنے ہمقوم اور ہم مذہب لوگون سے ملی ہوئی اور سرکار

انگریزی سے بالکل مخالف تہی۔

(دفعہ ۶) اور باستثناے اون چند دیہات کے جو برسون سے سرکار انگریزی کی زیر حکومت رہی تہی ستلج سے لیکر جمنا تک تمام مقامات کے باشندے سرکار انگریزی کے جو برسون تک انکی حامی اور محافظ رہی بدخواہ تہے۔

(دفعہ ۷) ادہر وہی ستلج کے بہت چہوٹے چہوٹے رئیس بہی گورنمنٹ کی مخالفت کے باب مین اپنی رعایا سے کچہہ کم نہ تہے کیونکہ بعض کو تو اونمین سے ریاست لاہور مین منصب اور عہدہ حاصل تہے اور بہتون کو عہدون اور مناصب اور مال و دولت کے حاصل کرنیکی توقع رہتی تہی اور حق بات یہہ ہے کہ فی الواقع ان چہوٹے چہوٹے رؤسا یا انکی رعایا کو سرکار انگریزی کی حفاظت سے کوئی بین اور صاف صاف دیکہائی دینے والا فائدہ نظر نہین آیا تہا کیونکہ گورنمنٹ انگریزی انکو کوئی عہدہ اور نوکری نہین دیتی تہی اور سلطنت لاہور مین انکو واسطے نوکری کی کچہہ کمی نہین تہی۔

(دفعہ ۸) پس وہ اضلاع جو لاہور سے اور ریاست آہلو والیہ کے علاقہ مین ضبط کر لئے گئے ہین اور عنقریب افسران سرکاری کے تحت انتظام ہونے والے ہین اونکی حالت اس مذکورہ بالا صورت سے بالکل مختلف ہوگی کیونکہ سکہون کے جو علاقجات اب ہمارے قبضہ اقتدار مین آئے ہین اونمین جب سرکاری معاملے مشخصے رعایت اور فیاضی کے ساتہہ کئے جائینگے اور مستغیثون کی دادرسی نہایت واجب طور سے ہوگی تو مجہکو امید کامل ہے کہ تہوڑے ہی عرصہ مین سرکار انگریزی کی عملداری کا ایک عمدہ نقش لوگون کے دلون پر قائم ہو جائیگا اور

وہ ہندوستانی رؤسا کی حکومت کو بالکل بُرا سمجھنے لگین گے۔ کس لئے کہ اب سرکار کمپنی کے قبضہ اقتدار مین جمنا و ستلج کے مابین ایک بہت وسیع قطعہ جو بقدر نصف کل اس ملک کے ہی موجود دکہلانے اس نمونہ خوش انتظامی اور فیاضی کے موجود ہوگا۔

(دفعہ۹) بلکہ ان مذکورہ بالا کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف چہوٹے چہوٹے رئیس ہی سرکار انگریزی کے مخالف نہ تہے۔

(دفعہ۱۰) چنانچہ لاڈوہ کے رئیس نے جسکا ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کا علاقہ تہا اوسنے خاصی علانیہ طور پر ہمسے بغاوت کی اور لڑائی شروع ہونسے تہوڑے ہی عرصہ بعد اپنی تمام سپاہ اور توپخانہ لیکر دشمنون سے جا ملا۔

(دفعہ۱۱) رئیس نابہہ جسکا چار لاکہہ روپیہ کا ملک تہا اوسنے بلا تامل و تذبذب حکام انگریزی کے احکام کی عدم تعمیل سے سرکار کی حکومت کی علانیہ بے توقیری کی۔

(دفعہ۱۲) حالانکہ یہہ مخالفت کی حرکتین ان رؤسا سے خاص اُسی وقت مین ظہور مین آئین تہین جبکہ افواج انگریزی نے غنیم کی سو توپین چہین لی تہین اور سکہون کا ایسا ناک مین دم کیا تہا کہ اونکو ستلج کے پار ہی بہاگتے بنی تہی۔

(دفعہ۱۳) اور اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ اگر افواج انگریزی کو شکست ہوتی تو جیسے مقام بدووال مین ریاست پٹیالہ کی سپاہ نے عمل کیا تہا ساری ہی ریاستون کی کنٹنجنٹ یعنی کمکی فوجین مخالفون سے مل جاتین اور ہمارے عقب مین مشرق کی طرف تمام باشندگان ملک کرنال تک مفسدہ برپا کرکے ہماری رسد اور سپاہ کی چہوٹی چہوٹی جماعتون کے سدراہ ہوکر ہماری فوجکو ساتہہ

اونکو طریق مواصلت کو بند کر دیتے اور جنکو باستثناہ معمولی ہتہیار کے بہی نہوتے وہ چہری چاقو ہی لیکر ہمارے پیچہے پڑ جاتے -

(دفعہ ۱۴) جسوقت یہہ لڑائی دفعتاً شروع ہوگئی تو اوسوقت بسبب اسکے کہ تمام باشندگان ملک کے خیالات ہماری نسبت عموماً ایسی مخالفانہ تہی مجہکو یہہ خیال ہوا کہ (ریر) یعنی دنبال لشکر کا قلب فوج کے ساتہہ طریق مواصلت اور خط و کتابت جاری رکہنا ہمارے سپاہیوں کی چہوٹی چہوٹی ناکافی جماعتوں سے جو اس کام کے لئے جنگی قاعدہ کے موافق بمقامات مناسب مامور کیجائیں بالکل ناممکن ہے بلکہ یہہ کام بجائے دایمی نگرانی طریق مذکورہ بالا کے صرف گاہ گاہ اور بطور ناکافی صرف اون رجمنٹوں سے لیا جاسکے گا جو جنوب ستلج کی طرف دیگر مقامات سے کوچ کرکے آرہی تہین اور اسوقت کوئی علیحدہ سپاہ اس کام یعنی حفاظت رستہ کے واسطے مامور نہین کیجا سکتی تہی کیونکہ یہہ بات نہایت ضرور تہی کہ سپاہ کا ایک ایک آدمی تک بہی جسطرح ہوسکے جمع کرکے میدان کارزار مین بہیجا جائے کسواسطے کہ ایسی آراستہ فوج سے مقابلہ تہا جو قوہی گہمنڈ اور مستعدی مین ایشیا کی کسی قوم سے کم نہ تہی اور یورپین قواعد جاننے مین ہماری ہندوستانی فوج کے سوا تمام ہندوستانی ریاستون کی فوجون سے فایق اور برتر تہی -

(دفعہ ۱۵) چنانچہ اس ضرورت شدید کے باعث سے یہان تک کرنا پڑا کہ پانچہزار سپاہی اور بارہ جنسی توپین لودہیانہ سے اوٹہا کر میدان جنگ مین آگے کو بہیجدینی پڑین اور علی ہذالقیاس اکیسوین دسمبر کو اسی طرح فیروزپور کی فوج بہی بہیجدی گئی اور آگے کے زیادہ ضروری موقعہ کا خیال مقدم سمجھ کر یہہ دونو مقامات جنکا بلا اندیشہ خالی کردینا ناممکن تہا خالی چہوڑ دینے پڑے

اور مجھکو یقین واثق ہے کہ اگر افواج انگریزی کو سرحد سے آگے جمع نکیا جاتا بلکہ پیچھے ہٹا کر بمقام انبالہ مجتمع کیجاتین اور اندرین صورت سکھون کی فوج ہم سے مقابلہ کرنے کے واسطے ریاست ہاے محفوظہ مین سے گذر کر آتی تو عموماً تمام رعایا منحرف ہوکر ہمسے اٹھ کھڑی ہوجاتی۔

(دفعہ ۱۶) مینے اپنے یہہ خیالات اسجگہ اسواسطے ظاہر کئے ہین کہ جو مطالب مندرجہ رپورٹ ہاے مذکورہ بالا واسطے تصفیہ کے اسوقت میرے سامنے پیش ہین اونسے ان باتون کو بہت بڑا تعلق ہے۔

(دفعہ ۱۷) اور اسمین کچھہ شک نہین ہوسکتا ہے کہ اس حصہ ملک کے امن وامان کے واسطے یہہ بات ضروریات سے ہے کہ انتظام کے موجودہ طریقہ مین تغیر تبدل کیا جاے مگر ایسے طور پر جو حتی الامکان سرکار کی ایمانداری اور مدعا عہد تحریری کے برخلاف نہو۔

(دفعہ ۱۸) اسمین کچھہ کلام نہین کہ ان کا غدات سے بلا اختلاف یہہ امر ثابت ہے کہ ان رؤسا اور اونکی رعایا کی ظاہری برتاو سے بھی اور اون حکمون کے نہ ماننے سے بھی جنکی تعمیل اونپر ازروے عہد واجب ولازم تھی۔ یہہ بات بخوبی ہویدا ہے کہ اونکے دلون مین سرکار کی مخالفت کے خیالات پہلے سے موجود تھے اور علی ہذا القیاس اون روسا کا احکام بہم رسانی رسد کو اور ان احکام کو کہ معہ جمعیت اپنی اپنی فوجون کے سرکاری لشکر مین حاضر ہوجاؤ نہ ماننا بھی دلایل وبراہین سے بخوبی ثابت ہے۔

(دفعہ ۱۹) پس بنظر صحیح ہونے وجہہ ثبوت مذکورہ بالا کے عام تجویز پیش کردہ کرنل لارنس صاحب و میجر مکیسن صاحب اس امر مین واجب وشافی ہے کہ آیندہ ان ریاستون کو مجاز اس بات کا نہ رکھا جاوے کہ بوقت ضرورت خدمت کے لیے وہ اپنی فوج کو حاضر کیا کرین بلکہ یہہ قرار

دیا جاوے کہ خدمت کے عوض باندازہ مناسب ایک نقد رقم سالانہ خزانہ سرکار مین داخل
کیا کرین کیونکہ جب عین ضرورت کا وقت تہا اوسوقت یہہ فوجین حاضر نہ کی گئین بلکہ عمداً نافرمان
برداری کا کرنا تقریباً ان تمام رئیسون کی طرف سے ظہور مین آیا حالانکہ بموجب دفعہ چہارم و پنجم اشتہار
نامہ حفاظت مجریہ ۱۸۰۹ع کی نہایت صریح طور پر ان فرایض کا ان رؤسا کے ذمہ واجب التعمیل ہونا
ظاہر و باہر ہے یعنی اونمین یہہ صاف مرقوم ہے کہ وہ ان سردارون پر واجب ہے کہ واسطے مدافعت
غنیم کے اپنی اپنی فوج لیکر حاضر ہون اور سرکاری افواج کے لئے رسد مہیا کرین ،، اور یہہ
بہی بخوبی ثابت ہے کہ ان فرایض کا ادا نہونا اس سبب سے نہ تہا کہ یہہ لوگ اسقدر مقدور و اختیار
نہ رکہتے ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمارے سکہون پر فتح پاتے ہی فوراً رسد وغیرہ بافراط تمام حاضر کی
گئی مگر اس سے پہلے حاضر نہین کی گئی ۔

(دفعہ ۳۰) ایسے وقت پر جو ایک نہایت نازک موقع تہا رسد کے حاضر کرنے مین اس نظر سے دانستہ
تاخیر کی گئی تہی کہ افواج انگریزی بسبب عدم موجودگی سامان کے آگے نہ بڑہ سکے ۔ پس درحالیکہ
اسقدر تجربہ ہو چکا تو اب اس امر کی برداشت کرنے کی ہمکو تاب نہین ہے کہ یہہ ریاستین جو سرکار
انگریزی کو بعوض حفاظت کے کچہہ خراج وغیرہ ادا نہین کرتین اپنی ہمسایہ ریاست (لاہور)
کو تو دس پندرہ ہزار آدمیون تک فوج مین بہرتی ہونے کے لئے بہم پہونچا دین اور جب
ہماری قوی الاقتدار سرکار کو لڑائی کے وقت ضرورت ہو تب ایسی معتدل المقدار
مطالبات کی بہم رسانی سے بہی جنکو حاصل کرنے کا اوس سرکار عالی کو بطور واجب استحقاق
ہے پہلو تہی کرین اور باوجود اسکے سزا سے محفوظ رہے جائین ۔

(دفعہ ۴۱) امر واقعی یہہ ہے کہ ان رئیسون نے (صرف باستثناے چند ریاستون کے) بسبب اپنے اعمال خلاف خیرخواہی اور حرکات نافرمان برداری بایام جنگ اپنے حقوق کو آپ زایل کر دیا ہی اور خود ہی مشاہدہ کرا چکے ہین کہ انکی فوجین بھروسہ کرنے کے قابل نہین ہین اور ایسی ہین کہ دیکھا اور دشمن کی فوج مین کچھہ فرق نہین ہی علاوہ برین نہ تو یہہ فوجین ساز و سامان سے ہی درست ہین اور نہ خیرخواہی ہین اور صرف نکمی ہی نہین ہین بلکہ قطعاً خطرناک ہین۔

(دفعہ ۴۲) بالفعل یہہ دستور جاری ہے کہ ہر ایک چھوٹی رئیس کو سرکار انگریزی کی خدمت کے واسطے سپاہ دینی پڑتی ہی۔ اگر اس دستور کو موقوف کر دیا جاے اور کچھہ ایسی سپاہ بھرتی کیجاے کہ جسکے سپاہی سکھہ مذہب کے لوگ ہون اور انگریز اسکے افسر ہون اور اس سپاہ کی تنخواہ کا مصارف بطرز مذکورہ رئیسون سے وصول کیا جاے تو البتہ انتظام موجودہ حال کے نقصون کا کسیقدر دفعیہ ہو سکتا ہی

(دفعہ ۴۳) بنابرین مین بے تامل اس تجویز کو منظور کرتا ہون کہ خدمت مذکورہ بالا کے عوض نقد مناسب ان رؤسا سے نقد یہہ لیا جاے اور جسطرح صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے سفارش کی ہی اسکے بموجب چند رؤسا ممالک پیشروی ستلج کو معہ رئیس ممدوٹ اس قاعدہ سے مستثنے کیا جاے۔

(دفعہ ۴۴) اور بوجوہ مذکورہ بالا مین یہہ بات بہی منظور کرتا ہون کہ نافرمان برداری کے سبب چونکہ ان ریاستون نے اپنے حقوق آپ تلف کر دیے ہین اسلیے محصول راہداری وغیرہ جسکو اس ملک مین زکات کہا جاتا ہی اور جسکو یہہ سب چھوٹے چھوٹے خودمختار رئیس اپنے اپنے

علاقون مین جابجا وصول کرتے ہین یہہ اس ملک کی تجارت کے حق مین نہایت مضر ہے
اور جیسا کہ قلمرو سرکاری مین ان محصولون کا لینا موقوف کر دیا گیا ہی اسیطرح یہان بہی
موقوف کر دیا جاے اور جن رؤسا سے گورنمنٹ کی خیرخواہی ظہور مین آئی ہی اونکی نسبت بلیز
اس راے کو پسند کرتا ہون کہ وہ اس قاعدے سے مستثنے سمجہے جائین اور مین بہروسہ کرتا ہون کہ
ان رؤسا کو اس نقصان کا جو اونکو محصول مذکورہ بالا کی موقوفی سے ہوگا خاطرخواہ اور مساوی
معاوضہ کسی اور طرح سے دیکر رضامند کر دیا جائیگا -

(دفعہ ۲۵) مین اس تجویز کو بہی منظور کرتا ہون کہ اسی موقع پر جانشینی اور تبلیغ وراثت کے
باب مین بہی ایک ایسا تحریری قاعدہ مرتب کر کے مشتہر کر دیا جاے جس سے ان سب کو معلوم ہو جاے
کہ قابضان حال کے خاندان مین آیندہ کسطرح پر عمل درآمد ہوتا رہیگا -

(دفعہ ۲۶) *

(دفعہ ۲۷) صاحب پولٹیکل ایجنٹ نے جو اپنی رپورٹ کے ۱۶ - اور ۱۷ دفعہ مین یہہ تجویز پیش کی
تہی کہ سکہون کی ان ریاست ہا محفوظہ کو ایک دفعہ چہین لیا جاے اور پہر گورنمنٹ کی جانب سے
بذریعہ اسناد جدید عطا کیا جاے اسکی نسبت میری یہہ راے ہی کہ صاحب معصوف نے جو تجاویزات دفعات
سے ماقبل کے فقرون مین تحریر کی ہین اور جنکو مین منظور کرتا ہون اونکی تعمیل سے بہی یہہ ہی مطلب
حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اگر ضبطی کا یہہ ہی انتظام عام طور پر کیا جاے تو بیفایدہ ایک تہلکہ عظیم پیدا
ہوگا اور نیز اس تجویز کو عمل مین لانے سے پیشتر یہہ بہی امر ضروری ہوگا کہ ایک ایسا اشتہار عام

---

* دفعہ ۲۶ - اصل کتاب مین نہین ہے غالباً مصنف نے کسی وجہ سے اوسکا یہان نقل کرنا ترک کر دیا ہو - مترجم

دیا جاوے کہ چونکہ اس غدر ستلج کی بہت سی ریاستون نے بدخواہی کی لہذا اونکو علاقجات ضبط کئے جاتے ہین اور اس اشتہار مین ضبطی کی وجوہات بہی مفصل درج کرنے ہونگی اور چونکہ اس قسم کی عام تجویز کے عمل مین لانے کے لئے کوئی اصلی ضرورت نہین ہے باین وجہ اس سے احتراز کرنا بہتر ہے کس لئے کہ جو اصلی مدعا اس تجویز سے ہے وہ اسکے بغیر بہی ہو سکتا ہے ۔

(دفعہ ۴۸) اسلئے مین اس تجویز کو ترجیح دیتا ہون کہ اس لڑائی کے موقع پر جو بے وفائی اور کجروی ان رؤسا سے ظہور مین آئی ہے اوسکے باعث سے اگرچہ اون تدابیر کو عمل مین لایا جاوے جو بطور واجب واسطے تلافی اون قباحتون کے تجویز کی گئی ہین مگر تمام ہندوستان مین اونکی اس بدروشی کا اشتہار عام نہ دیا جاوے ۔

(دفعہ ۴۹) اور واضح ہو کہ جو جو تدابیر بطور انتظام عام اور ملکی کے اس معاملہ مین واسطے منظوری کے میرے روبرو پیش کی گئی ہین تجاویز و احکام مذکورہ بالا کو اون سبکی متعلق سمجہنا چاہیے فقط انتہی ۔

کون کون سی ریاستون کو ان اصلاحون سے مستثنی رکہا گیا ۔

ان اصلاحون کے اثر سے جن ریاستون کو بری رکہا گیا وہ صرف یہہ ہین پٹیالہ ۔ جیند ۔ فرید کوٹ ۔ مالیر کوٹلہ ۔ چہچہرولی (یعنی سردار کلسیہ) راہی کوٹ بوڑیہ ۔ (یعنی دیال گڈہ) اور ممدوٹ[۵۱] اور ریاست نابہہ کی نسبت ایک خاص طور سے عمل کیا گیا یعنی جو سزا اوسکو دی گئی تہی بطور اوسی سزا کے ایک جزو کے یہہ حکم بہی دیا گیا کہ خاص شہر

[۵۱] واضح ہو کہ بعد ازین ریاست بوڑیہ یعنی دیال گڈہ اور راہی کوٹ ضبط سرکار ہو گئی ہین ۔ چونکہ ممدوٹ کی رئیس سے انتظام اچہا نہین ہو سکتا تہا اسی سبب سے ۱۸۵۵ء مین اوسکی ریاست ضبط سرکار ہو گئی تہی مگر جب ۱۸۶۳ء مین رئیس مذکور کا انتقال ہو گیا تب اوسکے بیٹے کو ریاست دیدی گئی مگر یہہ اختیار نہین دیا گیا کہ زمیندارون سے مال حسب مرضی خود جسطرح چاہے وصول کرے ۱۲ مصنف

نابہہ کے سوا باقی اسکی تمام عملداری مین سہی اشیاؤ تجارت کا محصول موقوف کرادیا گیا اس ملک مین جب یہہ نئے انتظام کئے گئے تہے تو اس موقع پر اس بات کو بڑی احتیاط سے ملحوظ رکہا گیا تہا کہ خواہ مخواہ کوئی ایسی غیر ضروری کارروائی نہکی جائے جو ان رؤسا کو زیادہ ناگوار گذرے چنانچہ یہہ انتظام کردیا گیا تہا کہ جبتک صاحب کمشنر انبالہ سے اول منظوری حاصل نہو جائے سرکاری پولس کے دخل و تصرف سے ذات خاص رؤسا و نکی محفوظ رہیگی —

بہ تبدیل طور و طریق سابق متعلقہ کارروائی عدالتہای سرکاری کوئی نئے ضوابط کا قرار پایا

یہہ سب انتظام ماہ مارچ ۱۸۴۷ء مین ختم ہوئے تہے اسکے چند مہینے بعد یہہ حکم صادر ہوا کہ یہہ رئیس اور انکی رعایا جبسرکاری عدالت کے حلقہ حکومت مین رہتے ہوں یا بنا مخاصمت عدالت موصوفہ کے حدود حکومت مین پیدا ہوئی ہو تو خود ان رؤسا اور نیز انکی رعایا کے مقدمات کی تحقیقات عدالتہای موصوفہ مین ہوا کریگی - اور اگر مدعا علیہ کسی ریاست با اختیار کی رعایا ہو اور بنا مخاصمت اوسی ریاست کی حدود حکومت مین پیدا ہوئی ہو تو وہ مقدمہ عدالت انگریزی کی سماعت کے قابل نہین ہوگا اور نہ ایسے مدعا علیہ کے جسم یا جایداد پر بجز اسکے کہ بوقت صدور حکم عدالت سرکاری کے حدود میں وہ یا اوسکی جایداد عدالت موصوفہ کی حدود حکومت مین موجود نہو عدالت کی کوئی کارروائی موثر ہوسکیگی مگر اسصورت مین مدعا علیہ کے نام اطلاعنامہ صاحب پولیٹکل افسر انگریزی کی معرفت جاری ہونا چاہیئے اور اگر مدعا علیہ مذکور بعد حصول اطلاعیابی حاضر نہو تو عدالت ایکطرفہ فیصلہ کردیگی اور ایسے مدعا علیہ پر جو ڈگری عدالت سے ہوگی وہ صرف اوس جایداد پر جو مدعا علیہ کی ملکیت سے عدالت کے حد اختیارات مین موجود ہو یا مدعا علیہ کی ذات پر بہی جبکہ وہ حدود عدالتہای آجائے جاری ہوسکیگی —

ان رئیسون کے اختیارات فوجداری کے چہین جانیسے بعض دقتون کا پیدا ہونا —

جب ان رؤسا کے اختیارات فوجداری چہین لئے گئے تو تہوڑے ہی دنون کے تجربہ کے بعد معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے زمینداروں سے زر مالگذاری وصول نہین کرسکتے ہین اسوجہہ سے صاحب کمشنر نے یہہ تجویز پیش کی کہ انکے علاقون کا قانونی بندوبست کردیا جائے جو رؤسا اور رعایا دونون کے حق مین یکسان مفید ہوگا مگر شاید ابہی وہ وقت نہین آیا تہا جبکہ ہر ایک گانون کے کاغذات اس طور پر طیار کئے جائین کہ جس سے فریقین کے حقوق اور فرایض کی حد مقرر ہوجاسکے —

۱۸۴۸ع کی بغاوت اور ضبطی پنجاب

گورنمنٹ نے ہنوز ان تجاویز کی نسبت کچہہ جواب نہین دیا تہا کہ اس معاملہ کی صورت پہر ایک نئے طور سے تبدیل ہوئی یعنی پنجاب کا نقشہ ہی کچہہ سے کچہہ ہوگیا سکہون کی فوج نے انگریزون ہی کو جو انکی سلطنت قایم رہ سکنے مین نہایت نیک نیتی کے ساتہہ ہر طرح ساعی تہے مارکر ملک سے نکال دینے کیواسطے پہر ہتہیار سنبہالے اور نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ پنجاب ضبط سرکار ہوگیا اور کلکتہ سے پشاور تک سرکار انگریزی کی عملداری ہوگئی

اور سواے اُن گہرون کے ان کل رئیسون کے اختیارات فوجداری و دیوانی اور مال کا سلب ہوجانا

اب چونکہ نیک نیتی اور انصاف منشی محض کے سوا اور کوئی پولٹیکل وجہہ مقتضی اس بات کی باقی نہین رہی تہی کہ سرکار انگریزی روساے اپنیر وستلج کا کسیقدر اقتدار قایم رکہے لہذا ماہ جون ۱۸۴۹ع مین اشتہار عام دیا گیا کہ اون لوگون کے سوا جنکا اوپر بیان ہوچکا ہے باقی تمام رؤسا کے اختیارات حاکمانہ صیغہ دیوانی و فوجداری و مال سب موقوف کئے گئے اور اب یہہ رؤسا باستثناے بعض حقوق کے سرکار انگریزی کی عام رعایا کے برابر سمجہے جاوینگے اور بربنار حکم مذکورہ بالا افسران ضلع کے اختیارات

پولٹیکل موقوف کر دی گئی اور صرف صاحب کمشنر انبالہ کو اتنی بات کا مجاز کہا گیا کہ جو
تنازعات ان رؤسا کے باہم ہوا کریں اونکی نسبت وہ حکام اعلی کو رپورٹ کر دیا کریں اور
زمینداروں کو از روی اشتہار عام اس امر کا مجاز کیا گیا کہ بوساطت سرکار خواہ تو ان رئیسوں
کو بطور شخصہ عملہ دینے رہنے کا بندوبست کرالین خواہ نقدی کا یا اگر چاہین بندوبست قانونی کرایا
جای اور یہہ حکم بہی دیا گیا کہ کاغذات تصفیہ حقوق طیار کئے جائین اور جن جاگیر مین سرکار انگریزی
حصہ دار ہو اس کُل کی پیمایش ہو کر جمع نقدی کا مقرر کیا جانا بطور امر لازمی قرار پایا اور اس
قسم کی جاگیرات مشترکہ مین خواہ کوئی رئیس با اختیار بہی حصہ دار کیون نہو فوجداری اور مالگذاری
کا انتظام سرکار انگریزی ہی کے حکام کے ہاتہہ مین رہنے کا حکم دیا گیا مگر ہان اس قسم کے مشترکہ
علاقجات کی بابت یہہ اجازت دی گئی کہ اپنے اپنے حصہ جات کا باہم مبادلہ کر لیا جاے۔ اور بابت
عمل مین لانے بندوبست قانونی کے بطور اصول یہہ ہدایت صادر ہوئی کہ جو جو علاقجات
اس قسم کے ہون جنکی شرح ذیل مین درج ہے اونمین بندوبست قانونی کیا جاوے گا۔
اول وہ علاقہ جو ماتحت انتظام فوجداری گورنمنٹ کے ہو۔ دوئم وہ علاقہ جسکا اپیل
گورنمنٹ مین ہوتا رہا ہو یا جسکے معاملات مین صاحب ایجنٹ سرکار انگریزی نے کبہی بطور
حاکمانہ مداخلت کی ہو۔ تیسرے وہ علاقہ جو بوجہہ لاوارثی حق سرکار ہو۔ چوتہے وہ علاقہ بہی
جسمین کسی رئیس با اختیار کی حکومت فوجداری بطور مشترکہ ہو۔

تغیرات مذکورہ بالا کا نتیجہ۔	گورنمنٹ کے اس انتظام سے امیر وہ ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیس ہمیشہ کے لئے محض بے اختیار ہو گئے ان رؤسا نے مدت تک خود مختاری کے لطف اوٹہاے

تہے اور اس اختیار کے وقت مین اور کوئی خوبی کی بات اون سے ظہور مین نہ آئی تہی بجز اسکے کہ وہ ان اختیارات کو بلا مزاحمت عمل مین لاتے تہے اور اپنی بدقسمت رعایا کے خوب گلے کاٹتے تہے - اس سبب سے ان ریاستون کے باشندے سرکار انگریزی کے تحت حکومت ہونے سے ضرور بدل خوش ہوئے ہین اور چونکہ یہہ لوگ اوسوقت سے ابتک خیرخواہ سرکار رہے ہین اور کوئی بدخواہی کی بات ان سے ظہور مین نہین آئی اس سے ثابت ہے کہ یہہ تغیر تبدل انکو کسی طرح ناگوار نہین گذرا -

ذکر مقدمات سکہان چہارمی

گورنمنٹ برطانیہ کی ممالک اینرون ستلج کے اتنے بڑے حصہ پر جبکہ اسطرح سے سیدہی حکومت اور بلاواسطہ فوجداری ہوگئی تو بطور ایک لازمی نتیجہ اس نئی کیفیت کی اون چہوٹے چہوٹے سرداروں کی بابت بہی جو بڑے رئیسون کے متعلق بطور نیم مختار و نیم رعایا کے تہے غور کرکے اونکی اور بڑے رؤسا کے باہمی تعلقات اور روابط کی نسبت از سرنو انتظام کرنا پڑا اوس انتظام سے جو مقدمات تصفیہ طلب پیدا ہوا اون سب مین نہایت دیر طلب دقیق اور پیچیدہ مقدمہ بابت تقسیم اون گانوون کے تہا جنکو اصطلاح مین چہارمیون۵۸ کے دیہات کہتے تہے ان دیہات سے وہ دیہات مراد تہے جنمین مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور کئی چہوٹے چہوٹے سکہہ رؤسا حصہ دار تہے سنہ ۱۸۵۰ء مین کرنل میکسین صاحب نے اس قسم کے اکثر

۵۸ چہارمی ایسے حصہ دار کو کہتے تہے جو کسی گانون کی پیداوار مین رئیس کے ساتہہ چوتہائی حصہ کا حقدار ہو یعنی کل پیداوار مین سے نصف تو کاشتکار کو دیجاتی تہی اور ایک ایک چوتہائی ہردو حاکمان یعنی رئیس کلان اور اوس سردار چہارمی کو ملتی تہی پنجاب مین اس لفظ کے یہی معنی مانے جاتے ہین اور خود رؤسا اینرون ستلج نے بہی سنہ ۱۸۱۶ء مین سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب کے روبرو اپنے اظہارات مین یہی بیان کیا تہا مگر بائتناے تحقیقات اس مقدمہ مین ریاست پٹیالہ اس بات کو ثابت کیا چاہتی تہی کہ یہہ حصہ دار سکہہ کسی موضع کی جمیع آمدنی مین سے صرف ایک چہارم پانے کے مستحق ہین ۱۲ مصنف

دیہات کی نسبت حکام صدر بورڈ پنجاب کو یہہ رپورٹ کی تہی کہ ان حصہ جات کے قابض اپنے اپنے حصون پر اصل مین ایسے طریق سے حق ملکیت رکہتے ہین جو بطور متوسل دستطیع ریاست پٹیالہ کے نہین ہین لیکن اگر یہہ چاہین تو اس ریاست سے علیحدہ ہوجانے کے مستحق ہین۔ چنانچہ جب سکہان مذکور کی جانب سے علیحدگی کے باب مین درخواست گذری اور حکام بورڈ نے اس مقدمہ مین ایک بڑی طول طویل رپورٹ گورنمنٹ ہند کی خدمت مین ارسال کی تو گورنمنٹ موصوف نے یہہ حکم صادر کیا کہ انکو ریاست پٹیالہ سے فوراً علیحدہ کرکے اس مقدمہ کو ختم کردینا چاہیے۔ کرنل میکسن صاحب نے جو رپورٹ کی تہی اگرچہ اوسمین سرداران سنگہ پوریہ اور سکہان لدہڑان کا نام درج نہین ہوا تہا مگر اخیر مین یعنی بوقت تعمیل حکم گورنمنٹ انکو نام بہی شامل کردیے گئے تہے۔

ذکر اوس اصول کا جس پر ان دیہات کی تقسیم کی گئی۔ — یہہ چہارمی دیہات تعداد مین ستانوے ۹۷ موضعے تہے اور کئی جدا جدا حلقون مین کتنے ہی چہار سیون کے متعلق تہے ان دیہات مین ریاست پٹیالہ اور ان سکہون کے حصے اوسی وقت سے مقرر شدہ تہے جبکہ انہون نے اون دیہات کو پہلے پہل فتح کیا تہا اور یہہ ایسا زمانہ تہا جبکہ بہ نسبت پٹیالہ کے ان سکہان حصہ دار مین سے کئی رئیس زیادہ طاقتور تہے اور اس سبب سے پٹیالہ اس نئے علاقہ مین زیادہ حصہ بوجہہ برتری خود نہین لے سکتا تہا غرضکہ ان کی تقسیم کے باب مین اخیر حکم یون صادر ہوا کہ مقدار حصہ کا اور مناسبت نقشہ ملک کا لحاظ رکہکر انکو بانٹ دیا جائے اور اسطرح جو دیہات پٹیالہ کے حصہ مین آئین اونکی وصول مالگذاری اور فوجداری وغیرہ کے کل اختیارات ریاست مذکور کو دیے جائین جو

دیہات سکھہ حصہ داران کے قرار پائین اونکو اپنے حصہ کے دیہات مین صرف جمع وصول کرنے کا اختیار رہوگا باقی ہرطرح سے سرکار انگریزی کی حکومت رہیگی چنانچہ وہ جاگیرین حسب شرح صدر جنکی تقسیم کی گئی یہہ تہین -

میزان کل	[illegible] مہران	منجملہ دیہات (جنکی بابت) [illegible] علیحدہ سنگرور [illegible]	[illegible]	[illegible] ماجرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نام جاگیر
۹۶	۵	۱۵	۳۹	۲	۳	۷	۱۰	۹	تعداد دیہات

ذکر رپورٹ مسٹر ملول صاحب

مسٹر ملول صاحب مہتمم بندوبست انبالہ کو ان جاگیرون کے باب مین رپورٹ کرنیکا حکم ہوا تہا چنانچہ صاحب موصوف نے سنہ ۱۸۵۳ء مین ایک بڑی طول طویل رپورٹ تحریر کی تہی ان عہدہداران کے حقوق کی تحقیقات کرنی نہایت دشوار تہی کسواسطے کہ اول تو اس بات کا سمجہنا ضروریات سے تہا کہ ان دیہات مین اوسوقت جبکہ انکو پہلی پہل فتح کیا گیا تہا ان لوگون کے حصونکی کیا کیا مقدار معین ہوئی تہی دوسرے یہہ کہ کن کن حصون پر منجانب کسی فریق کے زمانہ مابعد مین بیجا دخل کئے گئے ہین اور بصورت ثبوت مداخلت بیجا پہر یہہ امر تنقیح طلب تہا کہ آیا یہہ مداخلت ایسے قریب زمانہ مین ہوئی ہو یا کہ اوسکی نسبت فریق مغلوب کیطرف سے ایسا علی الاتصال جہگڑا ہوتا چلا آیا ہے یا نہین کہ جسکی باعث سے شخص مغلوب کو اوسکا حصہ واپس دلانا چاہئے -

اس مقدمہ مین بیجا مداخلت کرنے کا پٹیالہ والونکا بیڈپیر کیا دیہونا

ریاست پٹیالہ نے جیسا کہ اوس کا اس ہسٹری مین بارہا تذکرہ ہوچکا ہے اپنے ہمسایہ کمزور سردارون کے علاقجات پر قبضہ کرلینے مین کچہہ کم ہیچپا نہین

دیکھا اور اس بات کا خیال بھی کبھی نہین کیا کہ ہم کس طریقہ اور کس ذریعہ سے ایسا
قبضہ حاصل کرتے ہین ۱۸۰۹ سے پہلے تو پٹیالہ والے فقط دہینگا دہینگی ہی سے کام نکالتے
تھے مگر اسکے بعد جبکہ زبردستی پیش چل سکنے کا زمانہ نرہا تو رشوت دیکر یا کسی طرح ڈرا کر
یا کسی اور طرح سے جوڑ توڑ لڑا کر اپنا اوسیدہا کر لیا کرتے تہے کسواسطے کہ ہمارے سرکاری
ایجنٹ تو صرف بربنار گواہی اور شہادت وغیرہ کے ہی ایسے مقدمات کا فیصلہ کر سکتے تہے
اور ریاست پٹیالہ کو یہہ بات کچھہ مشکل نہ تہی کہ اکثر لوگون کو کچھہ دیدلا کر جہوٹے سچے گواہ
بنا لیتی تہی اور جن مقدمات مین فیصلہ پنچایت پر مدار مقدمہ آکر ٹہرتا تہا اونمین پنچون کا
یہہ حال ہوتا تہا کہ وہ بعض قوی باعثون سے مقدمہ کی اصلیت پر نظر ہی نہین کرسکتے تہے اور
مقدمہ کے سپرد ہونے سے پہلے ہی ریاست پٹیالہ کا حامی بنے ہوئی ہوتے تہے —

صاحب مہتمم بندوبست موصوف کی اخیر راے —

صاحب مہتمم بندوبست موصوف نے بعد از تحقیقات حسبطرح جیرکہ حصہ جات کی
تفریق قرار دی تہی اوسکا خلاصہ یہہ ہے —

نام چہارمی	حصہ ریاست پٹیالہ — تعداد [illegible]	حصہ ریاست پٹیالہ — جمع	حصہ چہارمیان — تعداد [illegible]	حصہ چہارمیان — جمع	[illegible]	[illegible]
سل	۵	۲۴۱۶	۴	۳۰۱۱	۲۹۷	×
کرانگان	۲	۴۲۷۸	۸	۳۴۸۵	×	۳۸۱
بوراس	۴	۱۶۶۲	۲	۱۳۲۵	×	[illegible]
نوڈر ماجرہ	۴	۱۱۱۳	۴	۲۳۵۱	۲۳۱	×
چوہنی مچھلی	۲۰	۱۲۰۰۶	۱۹	۱۱۹۹۱	×	۷
بنوڑ	۹	۱۰۳۱۰	۶	۴۱۲۴	×	۴۱۶۳
لڈہران	ندارد	×	۵	۲۳۳۵	۱۱۶۵	×
خاص پٹیالہ	ندارد	×	۴	۲۹۵۴	۲۹۵۴	×
گڈہیڑا	ندارد	×	×	×	×	×
میزان مطابق اصل کتاب	۴۴	۳۵۳۷۷	۵۲	۴۱۹۴۲	۴۶۴۷	۴۷۷۲
میزان صحیح بوقت ترجمہ	۴۴	۳۱۷۸۴	۵۲	۲۹۵۷۶	۴۶۴۷	۴۶۳۹

پڈبالہ - پڈیالی - توسلے ماجرہ اور سوتی ماجرہ یہہ چار خاص دیہات ریاست پٹیالہ کی
ملکیت قرار پائی تہی مگر چونکہ انکو چاروں طرف ایسی سرداروں کے دیہات تہی جن پر حکومت سرکار
انگریزی کی ہو چکی تہی اس سبب سے یہہ تجویز پیش کی گئی کہ نوان شہر اور پڈبالہ ان دو دیہات
کے ساتہہ اونکا مبادلہ کر لیا جاے مہاراجہ صاحب پٹیالہ بہی ان دیہات کو اپنی قبضہ مین رکہنا
چاہتی تہی کسواسطے کہ نوان شہر مین اونہون نے چند بیوپاریون کی دوکانین کہلوائی تہین
یہہ ہر دو دیہات جو سردار کاہن سنگہ بوراس والے کے نامزد کی گئی تہی دراصل ریاست پٹیالہ
کی ملکیت سے تہی اور سردار مذکور کو اس وجہہ سے دے جانے تجویز ہوئی تہی کہ بوراس کے چار دیہات
مشترکہ مین حصہ دار ہونے سے دو موضع خالص کی ملکیت اوسکو لئی باعث آسایش تہی نیز اوسکو
اسصورت مین مقام سکونت کے باب مین بہی آرام رہتا تہا اور سرحد کی بہی درستی مقصود تہی

اس فیصلہ کی نسبت ریاست پٹیالہ کا اعتراض اور نصف سے زیادہ کے دعویدار ہونا

یہہ سب انتظام بہت سے مباحثون اور بعض ترمیمات مناسبہ کے بعد گورنمنٹ
کی خدمت مین پیش کیا گیا تہا اور عہدہ داران ریاست پٹیالہ کو یہہ اجازت
دی گئی تہی کہ اس انتظام مین جو کچہہ اور عذرات انکو کرنے ہون وہ پیش
کرو چنانچہ تقسیم توڈر ماجرا اور لدہیڑان کی چہار سیون کی بابت تو کچہہ عذر پیش نہین
کیا گیا مگر دیہات سیل و گڑانگان و گڈہیڑا جو ریاست پٹیالہ اور چہار سیون کے مابین بحساب
حصہ مساوی تقسیم کئے گئی تہی اور جنکی نسبت مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے نہ تو اس مقدار حصہ
اصلی کے بابت کبہی عذر کیا تہا اور نہ تفریق دیہات کی بابت اب انکی نسبت صاحب
چیف کمشنر بہادر کی محکمہ مین انہون نے یہہ دعوی کیا کہ ہم نصف حصہ سے زیادہ کے حق دار ہین۔

اور بعض وجوہات ثبوت اپنے دعوی کا پیش کرنا

اور اس دعوی کے ثبوت مین مسٹر کلارک صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے عہد کی ایک تحریر مورخہ سنہ ۱۸۲۴ء پیش کی۔ اسکو روسے بیشک یہہ بات صاف ثابت تہی کہ ان جاگیرون مین ریاست پٹیالہ خاص قسم کی کہیتون مین سے منجملہ آٹھہ حصون کے پانچ حصہ لیاکرتی تہی اور چہارمیون کو منجملہ آٹھہ کے تین حصے ملتے تہے اور بابت حساب بٹائی پیداوار ان دیہات کے جو بیان ریاست پٹیالہ نے پیش کین اونکا یہہ خلاصہ تہا کہ سالہا سال سے اس بابت آٹھہ سو ترسٹھہ روپیہ سالانہ بہ نسبت چہارمی سکہون کے زیادہ وصول ہوتا رہا ہے پس بابت اسکا اب یہہ دعوی تہا کہ ہمکو اسیقدر اس تقسیم مین زیادہ ملنا چاہئے۔

پٹیالہ اور چہارمیون کا حصہ دراصل مساوی ہونا۔

اس مقدمہ مین امور منقیح طلب یہہ تہے کہ آیا پٹیالہ کا حصہ ابتدا سے ان سکہون کی نسبت زیادہ تہا یا نہین اگر زیادہ نہ تہا تو کیا سکہون نے ایسی بیجا دست اندازی کو جو اس ریاست کی جانب سے اونکے حقوق پر کی گئی تہی قبول کرلیا تہا یا یہہ کہ اس دست اندازی کی نسبت اونہون نے کسی طرح کی مزاحمت اور جہگڑا کیا تہا چنانچہ یہہ بات ظاہر ہے کہ ابتدا مین دونون فریق کے حصے برابر تہے ان دیہات کو رئیس پٹیالہ اور آور سکہون نے مل کر فتح کیا تہا اور ان مین سے نصف دیہات احمد شاہ دُرّانی نے راجہ امر سنگہ کو عنایت کئے تہے۔

چہارمیون کی طرف سے پٹیالہ کی بیجا دخلتون کی ہمیشہ مزاحمت ہوتے رہنا۔

ریاست پٹیالہ ان سکہون کی اراضیات مین ہمیشہ قدم بڑہاتی تہی اور زبردستی سے جس قدر بس چلا تو چلا ورنہ فریب سے اونکے حقوق کو دباتی چلی جاتی تہی مگر ان لوگون نے اس زبردستی کے قبضہ کو کبہی آمنّا اور صدّقنا کرکے نہین مانا چنانچہ سنہ ۱۸۳۰ سے لیکر تا سنہ ۱۸۴۲ء اونہون نے کوئی تین سو عرضیان استغاثہ کے طور پر دی تہین

اوران عرائض مین برابر نصف حصہ کا دعوی کرتے رہے تہے حتی کہ جب سنہ ۱۸۴۲ع مین کلارک صاحب نے ایک دستور العمل مرتب کیا اوسکے بعد بہی یہہ جاگیردار سکہہ اوسکی شرائط مندرجہ پر اعتراض ہی کرتے رہے اور انکا بیان یہہ تہا کہ جن کاغذات کے روسے یہہ دستور العمل بنایا گیا ہے وہ جہوٹے اور جعلی ہین —

پٹیالہ کے وجوہات پیش کردہ کا ناقابل اعتماد ہونا —

اس بیان کی صداقت مین کچھہ شک نہین معلوم ہوتا کیونکہ کاغذون کے محاسب یعنی پٹواری اور چودہری اور نمبردار جو سالانہ حساب مرتب کیا کرتے تہے وہ ریاست پٹیالہ کے بالکل مطیع تہے اور انکی یہہ مجال نہ تہی کہ کوئی بات اس ریاست کے خلاف منشا عمل مین لاسکین پس چونکہ یہہ بات ثابت ہوگئی کہ اوس دستور العمل مین سکہون کی دلائل پر کچھہ غور و خوض نہین کیا گیا تہا اور ریاست پٹیالہ کے مقابلہ مین جو سکہون کیطرف سے علی التواتر دعوے پیش ہوئے رہے اونکا کچھہ لحاظ نہین ہوا تہا اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے پہلے احکام کے حوالہ سے یہہ حکم صادر فرمایا کہ دیہات متنازعہ مساوی حصون مین تقسیم کئے جائین اور کوئی غاصب اپنی اوس زیادتی سے جسکی نسبت ہمیشہ شکایت ہوتی رہی ہے فایدہ اوٹہانے کا مجاز نہو —

ذکر چہار میان بنوڑ

ریاست پٹیالہ کو تقسیم قصبہ بنوڑ کی بابت جسمین سنگہ پوریہ سردار حصہ دار تہے اور جو پٹیالہ کے بعد تمام علاقہ مین ایک نامی قصبہ ہے یہہ فایدہ رہا کہ یہہ قصبہ بعد تقسیم کے پٹیالہ کے حصہ مین رہا اور سنگہ پوریہ سرداروں کو اسکے معاوضہ مین اونکے واجبی حصہ کسیقدر زیادہ آمدنی دیگئی — یعنی موضع بڈالی جو پہلے پٹیالہ کے علاقہ مین تہا

اس تقسیم کے رو سے سنگھہ پوریئے سرداروں کو دیا گیا مگر بعد ازاں جب موضع مذکور ضبط
سرکار ہو گیا تب مہاراجہ صاحب کو اس سبب سے کہ ان حصہ داروں کے بعد انکا بھی حق پہونچتا
تھا حصہ منضبطہ کی کل جمع پر دس روپیہ[۵۱] بطور معاوضہ بعض حقوق متفرقہ و بعیدہ کے دیا گیا۔
جاگیر پوراس ایک ایسے مقام پر واقع تھی جو سب سے علیحدہ تھا اس سبب سے اسکے چاروں
دیہات ریاست پٹیالہ کو دینے مناسب سمجھے گئے اور یہہ تجویز کی گئی کہ پوراس کے سردار کو کہیں اور
دیہات دیئے جاویں اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے جاگیر پوراس کی آمدنی پر دس روپیہ فیصدی
اوس تکلیف کے معاوضہ میں طلب کیا جاوے جو سردار مذکور کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے
میں اوٹھانی پڑے گی۔ اس معاوضہ کے دینے سے مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے عذر کیا اور گورنمنٹ
نے اونکے عذر کو اس خیال سے منظور کر لیا کہ اگرچہ پوراس کا سردار اس معاوضہ کا مستحق ہے
مگر یہہ معاوضہ گورنمنٹ انگریزی کو دینا چاہیے پٹیالہ کو اسکے دینے سے کچھہ سروکار نہیں کیونکہ اسکی
کہ اوسکی طرف سے سردار پوراس کو کہیں اور چلے جانے کے لئے مجبور نہیں کیا گیا۔

چوہنی مچھلی

سب سے اخیر میں چوہنی مچھلی کا مقدمہ طے ہوا۔ اسمیں موضع بروالہ کی نسبت تنازع تھا
اس گانوں کو مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور سردار جسونت سنگھہ چوہنی مچھلی والہ دونوں حصہ دار
اپنے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے۔ مہاراجہ صاحب اپنے دعوے کی نسبت بڑی وجہہ ثبوت کا
یہہ دیتے تھے کہ یہاں انکا قلعہ ہمارے بزرگوں کے قبضہ میں تھا اور ہمارے بزرگوں کی بعض علامات

۵۱ اس اجمال کی شرح فقرہ مابعد متعلقہ جاگیر پوراس اور اسکے حاصل چوہنی کو اسطرح پٹیالہ کی ضرورت سے سنگھہ پوریوں کو دس روپیہ فیصدی زیادہ واجب حصہ دیگر بندوبست سے بیدخل کیا گیا تھا مگر جب بیدخل شدہ حصہ دار مر گیا اوس دس روپیہ فیصدی زیادہ کی رقم نے پٹیالہ کی طرف سے اسکا حقدار بعید تھا رجوع کیا ۱۲ – مترجم –

از قسم سادہ وغیرہ یہان بنی ہوئی ہین - مگر جب تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ جسکو مہاراجہ صاحب قلعہ کہتے تہے وہ صرف ایک پناہ دار حویلی ہے اور بزرگون کی علامات کی نسبت ریاست پٹیالہ نے خود ہی قبول کر لیا کہ وہ یہان نہین برنالہ مین ہین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اہلکاران ریاست پٹیالہ کو یہہ امید ہوگی کہ بروالہ اور برنالہ مین جو محض ایک حروف کا فرق ہے اسپر کون خیال کریگا - بہرحال حکام کی راے مین موضع بروالہ کا مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی نسبت سردار جسونت سنگہہ کے قبضہ مین رہنا زیادہ تر ضروری معلوم ہوا - چنانچہ موضع مذکور اوسکی جاگیر مین شامل کر دیا گیا -

مقدمات چہار میان کا بالکل فیصلہ ہوجانا -

غرضکہ اب ایسے تنازع کا جو ریاست پٹیالہ اور چہار می سکہون مین اسوقت سے چلا آتا تہا جب سے سرکار انگریزی کو علاقہ اینر و ستلج کے ساتہہ تعلق پیدا ہوا تہا ایک ایسے طور پر خاتمہ ہوا جس سب کے حق مین تقریبًا مساوی انصاف ہوگیا -

پٹیالہ کی طرف سے ایسے مقدمات مین جہگڑالو پن کا نادرست طریقہ عمل تہا

لیکن اس مقدمہ مین حقیقتًا اگر کوئی انصاف ہوا ہے تو حکام انگریزی کے غایت درجہ استقلال اور مدت دراز تک عرقریزی کے ساتہہ تحقیقات کرنے سے ہوا ہے ریاست پٹیالہ کی حق پسندی اور فیاضی کو اسمین کچہہ دخل نہین ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ پر کیا منحصر ہے اونکی طرف سے تو اس قسم کے ہر ایک مقدمہ مین ایسا ہی عمل ہوتا رہا ہے کہ حکام انگریزی کو اونکی طریقہ کارروائی سے کچہہ فایدہ نہین حاصل ہوا -

جس گورنمنٹ کے سایہ حمایت مین رہنے سے ریاست پٹیالہ آجتک موجود دکہلائی دیتی ہے

اوسکے ایسے حقوق کو جنکی نسبت ہر ایک سلطنت بالا دست اپنے ہاتھون سے حاصل کرنیکا
استحقاق رکھتی ہے مانگر دیدینا اوسکو ناگوار معلوم ہوتا رہا ہے اور جب کسی اونکے ہمسایہ سردار
ورئیس کو کوئی فایدہ کسی طرحکا حاصل ہوتا تہا اوسے دیکہہ کر رشک کرنا پٹیالہ والون کی عادت
رہی ہے اور اس بات کی کچہہ قدر نہین کرتے تہے کہ گورنمنٹ کیسی متحمل مزاج اور بردبار ہے کہ ہماری
ہر ایک حجت پر توجہہ کرتی ہے اور ہر ایک دعوی کو سنکر اوسکی تحقیقات کرتی ہے بلکہ برعکس اسکے
فضول اور بے بنیاد دعوی رجوع کیے جاتے تہے اور اونکے ثبوت مین جہوٹی اور مصنوعی شہادتین
پیش کرتے تہے اور حکام انگریزی کو جنکو تحقیقات کے کام مین خود ہی بہت سی مشکلات پیش
آتی ہین حتی الامکان مقدمہ کا اصل حال دریافت نہین ہونے دیتے تہے ریاست پٹیالہ کے
نزدیک تو انصاف صرف اس بات مین منحصر تہا کہ گورنمنٹ ہر ایک چیز اوسی کو دیدیتی اور
جب اس ریاست سے چہوٹے اور کمزور سرداروں کو اونکے واجب اور بے شبہہ حقوق دلائے جاتے
تہے تو ریاست پٹیالہ اس بات کو اپنے حق مین ایک خاص طور کا ظلم خیال کرتی تہی ہر ایک سردار
اور ریاست ہمسایہ پٹیالہ کی آنکہون مین رقیب کیطرح کہٹکتی تہی اور رقیب بہی ایسا کہ جسپر
ہر ایک قسم کا وار کرنا اور ہتہیار چلانا جایز ہے مگر یہہ بات کہنی بہی انصاف سے بعید ہے
کہ اس قسم کا برتاؤ صرف ریاست پٹیالہ ہی کیطرف سے ظہور مین آیا ہے ہم انگریزون کی نظر مین
معاملات ملکی (پولٹیکس) مین جو باتین ناواجب اور خلاف عزت وشان ہین ہندوستان
کی اکثر ریاستون مین وہ محض ایک معمولی سی بات سمجہی جاتی ہین اور عموماً مروج ہین
ان ریاستون کے فرمان رواؤن کی حکومت صرف جبر پر مبنی ہتی اور جہانتک انکا بس

چلتا تہا اور سکو ناجائز زور اور زبردستی سے بڑہاتی تہی اب چونکہ ایک ایسی سلطنت جو انسے
بدرجہا قوی تہی اس بات پر مصر تہی کہ ملک مین ہر طرح امن امان رہے اس سبب سے جب ان رئیسون
کی زبردستی پیش جانے سے رہگئی تو داؤ کہیلنے شروع کر دیے —

ذکر مقدمہ موضع بگر جو بی بی فتو کو اوسکے بہائیون راما اور تلوکا نے ہبہ کیا تہا —

چہارمی سکہون کے مقدمہ کے سوا ریاست پٹیالہ کے اور بہی کئی مقدمات ایسے تہے
جنکا تصفیہ بہت مشکل تہا لہذا ان مقدمات کا بہی مختصر طور پر کچہہ بیان
کیا جاتا ہے - چنانچہ انمین سے اوّل موضع بگر کا مقدمہ تہا اس مقدمہ کے
زیادہ تر دلچسپ ہونیکا سبب سپریم گورنمنٹ کا ایک حکم ہے یہہ حکم اون حقوق کی تحقیقات کے
باب مین صادر ہوا تہا جو روساء اینروے ستلج کو ۱۸۰۹ء سے پہلے حاصل ہوے تہے - یہہ بگر وہ
گانو نہین ہے جو ۱۸۵۵ء مین ریاست پٹیالہ کو دیا گیا تہا بلکہ وہ گانون ہے جو ابتدا مین راما
اور تلوکا نے جو چودہری پہول کے بیٹے تہے اپنی ہمشیرہ بی بی فتو کو دیا تہا اور آجتک بی بی
موصوفہ کی اولاد کے قبضہ مین ہے —

پٹیالہ اور نابہہ والونکا دعوی اس گانون پر

چونکہ رئیس پٹیالہ اور نابہہ دونون اصل واہیون کی اولاد ہین اس سبب سے
دونون موضع بگر پر دعویدار تہے جاگیرداروں کے بہی دو فریق تہے ایک فریق ریاست
پٹیالہ کا طرفدار تہا اور دوسرا ریاست نابہہ کا اور کاشتکاران دیہہ کا یہہ بیان تہا کہ پٹیالہ اور نابہہ
دونون کی یہان حکومت تہی اور دونو جرمانے لیا کرتے تہے —

حکام سرکار کی طرف سے دعوی بابت حکومت اس گانون کے —

صاحب کمشنر ریاست ہاے اینروے ستلج نے اپنی رپورٹ مین یہہ راے ظاہر کی کہ
دیہہ متنازعہ پر ان دونون ریاستون مین سے کسی کا حق نہین ہے کسواسطے کہ جس زمانہ

ہین رئیس پٹیالہ اور نابہہ کے مورثان اعلی نے بہہ گانون ہبہ کیا تہا اوس زمانہ مین وہ فقط زمیندار اور شہنشاہ دہلی کے تابعدار اور رعایا تہے اور شاہان موصوف اور دیہات کی طرح موضع بکر کی آمدنی مین سے بہی پادشاہانہ حصہ یعنی معاملہ لیا کرتے تہے اور چونکہ اب شاہان دہلی کی جگہہ گورنمنٹ انگلشیہ ہے اس سبب سے اوسکو بہی وہ سب اختیارات اور استحقاق حاصل ہین جو اون فرمان روایان سلف کو حاصل تہے علاوہ اسکے رعایا پر یہہ بڑا ظلم ہوگا کہ اونکو ان دونون ریاستون مین سے کسی ایک کے حوالہ کردیا جاوے کسواسطے کہ اس صورت مین فریق غالب کے طرفدار دوسرے فریق مغلوب کے طرفدار لوگون کا ناک مین دم کردینگے اور دو رئیسون کا ایک گانون مین دخل رہنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے ایک میان مین دو تلواریان —

گورنمنٹ ہند کا اونکے دعوی کو نامنظور کرنا —

مگر گورنمنٹ ہند نے اس رای کو منظور نہین کیا اور اس دلیل کو کہ جس زمانہ مین یہہ گانو ہبہ کیا گیا اوس وقت واہبین کو اس کاروائی کا منصب ہی نہ تہا اس سبب سے باطل خیال کیا کہ سنہ ۱۸۰۹ء اور سنہ ۱۸۱۱ء مین جو اشتہارات سرڈیوڈ اختر لونی صاحب نے جاری کئے تہے اونکی رو سے گورنمنٹ کو یہہ اختیار ہی نہین رہا تہا کہ رؤسا وار ورے ستلج کے حقوق سابقہ کی نسبت تحقیقات کرے۔ اشتہارات مذکورہ کے رو سے ان رؤسا کو اپنے علاقجات مین بدستور سابق حکومت کرنے کا اختیار حاصل تہا اور جو حقوق اونکو سرکار انگریزی کے زیر حمایت ہونے سے پہلے حاصل تہے اونمین کچہہ فرق نہین آیا تہا بلکہ اونکی کفالت کی گئی تہی اور چونکہ اجرا اشتہار کے وقت یہہ متنازعہ پٹیالہ یا نابہہ ان دونون مین سے کسی نہ کسی ریاست کے قبضہ مین تہا اس سبب سے گورنمنٹ ہند کے نزدیک اس گانون کو اپنے قلمرو مین شامل کرنا اوس اقرار کے محض خلاف تہا جسکا

اس موقع پر اعلان کیا گیا تہا اور ریاست ہاے مذکور مین سے کسی ایک کو اس گانون کے دینے سے وہان کی رعایا کو تکلیف اوٹہانے کا گو احتمال ہے اور یہہ بات افسوس کے بہی قابل ہے مگر اسکو اس تنازعہ کے تصفیہ سے کچہہ تعلق نہین ہے اور اسطرحکا عذر آمد کرنے سے گورنمنٹ کے اعتماد اور اوس ساک مین فرق آتا ہے جو اونہون نے ریاست ہاے انبیرو ستلج کو زیر حمایت کرنے مین باندہی تہی اور یہہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ گورنمنٹ رعایاے ریاست ہاے ہندوستانی کے فایدہ کی خاطر خواہ وہ کیسی کی رعایا ہون اون ریاستون مین مداخلت نہین کر سکتی۔

اس گانون کا نابہ کو دیا جانا۔ غرضکہ گورنمنٹ نے یہہ تمام وجوہات بیان کر کے یہہ حکم صادر کیا کہ موضع مگر پٹیالہ یا نابہ جسکو مناسب ہو دیدیا جاے۔ چنانچہ اسکے بعد کسیقدر اور مباحثہ اس باب مین ہوا مگر آخر کار یہہ گانون رئیس نابہہ کو دیا گیا اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ اس فیصلہ پر قانع ہو کر خاموش ہو رہے۔

علاقہ کہانونکا مقدمہ اسکے بعد کہانون کے جاگیردارون کا مقدمہ ہوا۔ یہہ مقام سرہند سے چند میل شمال کی جانب واقع ہے اور اسمین اٹہاون دیہات ہین اس جاگیر مین پٹیالہ کا حق ملکیت کچہہ نہ تہا مگر ۱۸۱۵ء مین سر ڈیوڈ اخترلونی صاحب نے اس جاگیر کو بنظر انتظام پٹیالہ کے سپرد کر دیا تہا اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اس علاقہ مین اختیارات فوجداری بہی حاصل تہے اور یہان کے جاگیردارون سے ریاست کو خدمت کیواسطے کسی قدر سوار وغیرہ لینے کا بہی اختیار تہا جب سرکار انگریزی نے اول ہی اول علاقہ انبیرو ستلج کو اپنی زیر حفاظت کیا تہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت حکام انگریزی کا یہہ خیال تہا کہ یہہ تمام ملک چند بڑے بڑے روسا کے تحت حکومت

ہے اور یہہ بات اونکو صرف رفتہ رفتہ دریافت ہوئی کہ یہان چہوٹے چہوٹے لوگ خودمختاری کا مل کا دم بہرتے ہین غرضکہ گورنمنٹ نے اپنی محنت بچانیکی خاطر بڑے رئیسونکو قریب قریب کے چہوٹے رئیسون کی چال چلن کا جواب دہ بنا دیا تہا اور اونکو ان سردارونکے مقدمات کے سماعت اور فیصل کرنیکا اختیار دیدیا تہا اگرچہ اس انتظام سے بعض ریاستون کو ایسے نئے اختیارات حاصل ہوگئے کہ جنکو اونہون نے اکثر بیجا طور پر استعمال کیا مگر اسمین شک نہین ہے کہ اگر بنظر کلی دیکہا جاے تو یہہ انتظام خاصے طور پر چلا تہا۔

کہانون کا پٹیالہ کی حکومت مین منتقل ہونا ۱۸۱۵ع مین

چنانچہ ۱۸۱۵ع مین کہانون کے سکہون کو جو آپسمین شریک اور حصہ دار تہے ریاست پٹیالہ کے زیر حکومت کر دیا جانا بہی اسی مذکورہ بالا طور پر عمل مین آیا تہا اور اسکے دوسرے سال پنجوکہرہ۔ سیدپور۔ دہنیوڑہی۔ لکہنور۔ کمبڑہ۔ اور بوڑایل کے سکہہ اور ۱۸۲۱ع مین وہ چہار می جو ریاست پٹیالہ کے ساتہہ جاگیر کے حصہ مین شریک تہے اور ۱۸۲۳ع مین تالا کور کے سکہہ بہی عام نگرانی کے واسطے ریاست پٹیالہ کے ماتحت کردیے گئے تہے

انتظامات مذکورہ بالا کا ۱۸۴۷ع میں بہی جاری رکہا جانا

کرنل میکسن صاحب نے جو رپورٹ ۱۸۴۷ع مین کی تہی اوسمین یہہ رائے دی تہی کہ کہانون کے سکہون کو یہہ اجازت دیجائے کہ خواہ وہ ریاست پٹیالہ کے ماتحت رہنا پسند کرلین خواہ گورنمنٹ کے تحت حکومت آجائین گورنمنٹ ہند نے اس بات کو تو اگرچہ تسلیم کیا کہ اس جاگیر کا بالکل ہمارے زیر اختیار آجانا پسندیدہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہہ فرمایا کہ ہمارا یہہ منشا نہین ہے کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے اوس اختیار کو جو اونکو مہم ستلج سے پہلے حاصل تہا کم کرین یا کچہہ اور تغیر تبدل کرین بلکہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ

سے جو عمدہ خدمات ظہور مین آئی ہین اونکی جلدو ہین اونکی اختیارات بڑہائے جائین مگر
ہان مہاراجہ صاحب کے انتقال کے بعد اس معاملہ مین مکرر غور کیجائیگی۔

مذکورہ بالا جاگیرون مین گورنمنٹ کے حقوق کی حفاظت کی نسبت مشکلات

۱۸۵۵ء مین جبکہ جاگیرداران چہارمی کے باب مین تحقیقات اور غور
کی گئی تہی اوسوقت کہانون کی نسبت بہی ہا مین حکام انگریزی ایک مسئلہ
عمل مین آیا تہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا تہا کہ گورنمنٹ انگریزی نے اس جاگیر پر سے اپنے وہ حقوق
جو اوسکو بحیثیت سلطنت اعلی ہونے کے حاصل تہے کبہی نہین چہوڑے تہے چنانچہ چار ہزار ایکسو اٹہائیس
روپیہ سالانہ کا بوجہہ کمیوٹیشن (یعنی معاوضہ خدمت فوجی) گورنمنٹ انگریزی کو وصول
ہوتے رہنا اور لاوارث حصون کا ضبط سرکار ہونا لازم قرار دیا گیا مگر اس بات کا دریافت
ہونا مشکل تہا کہ کون کون حصہ جات کس کس مالیت کے اب تک بوجہہ لاوارثی ضبط ہو چکے ہین اور یہہ بات
خود بہی ظاہر ہے کہ ریاست پٹیالہ کو اسمین کچھہ فایدہ نہ تہا کہ گورنمنٹ کو اس حال کی اطلاع دے
لہذا اس دقت کے رفع کرنے کے واسطے مسٹر ایڈمنسٹن صاحب کمشنر انبروہی ستلج نے
یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ ان ضبطیون کی تحقیقات ابتدائی ۱۸۰۹ء کے معمولی عام قاعدہ پر
(یعنی جب کہ روسا انبروہی ستلج زیر حفاظت گورنمنٹ ہوئے تہے نہ کیجائے) بلکہ قبضہ قابضان
حال اس بات کی بنا گردانا جائے کہ آیندہ جو ضبطیان ہوا کرین انپر گورنمنٹ کے حقوق اثر پذیر
ہوا کرین اور یہہ امر مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے ذمہ واجب قرار دیا گیا کہ حصہ لاوارث قابل ضبطی
گورنمنٹ کی جمع سالانہ کا تخمینہ لکہکر پیش کیا کرین اور بقدر تخمینہ مذکورہ زر نقد شامل اوس رقم
کمیوٹیشن کی جو ریاست پٹیالہ بابت جاگیرداران کہانون داخل کیا کرتی ہے داخل کیا کرے

اس قاعدہ پر عمل درامد ہونے سے جب اچھی طرح کام نہین چلا تب گورنمنٹ مین منجانب صاحب کمشنر انبالہ یہہ تجویز پیش کی گئی کہ مہاراجہ صاحب سے یا تو یہہ درخواست کیجاوے کہ وہ اس تمام جاگیر کی بابت ایک فہرست حصہ کشی ایسی مکمل طور پر طیار کر کے داخل کرین جسمین ہر ایک حصہ دار کا نام مع تعداد آمدنی سالانہ شخص مذکور مفصل درج ہو یا تمام دیہات اس جاگیر کا بندوبست قانونی کیا جاوے - مگر گورنمنٹ نے قانونی بندوبست کیے جانیکی تجویز کو اس خیال سے منظور نہین کیا کہ غالباً یہہ امر مہاراجہ صاحب کو ناگوار خاطر ہوگا کسواسطے کہ یہہ جاگیر مدت سے اونہین کے تحت حکومت چلی آتی ہے اور آخرکار یہہ ہی بات قرار پائی کہ جسطرح بالفعل انتظام موجود ہے اسیطرح مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب کی حین حیات جاری رہے -

مگر آخرکار مذکورہ بالا تجویز پر عمل ہونا -

اسکے بعد چونکہ ایسے شکوک پیدا ہوے کہ شاید گورنمنٹ لاوارث جاگیرون کے دعوی استحقاق ضبطی سے بھی مطلقاً دست بردار ہونا چاہتی ہے اس سبب سے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اطلاع دی گئی کہ گورنمنٹ اپنے واجبی دعوی سے کبھی دست بردار نہین ہوگی اور آپ تین مہینے کے عرصہ مین ایک فہرست حصہ کشی اور شجرہ خاندان قابضان جاگیر ایسے طور پر مرتب کر کے داخل کرین جس مین تعداد حصص اور ہر ایک حصہ دار کے مورث اعلی کا نام معہ اوسکی اولاد کی کل شاخون کے معہ تخمینہ آمدنی سالانہ ہر ایک حصہ کے درج ہو اور اگر آپ اس بات کو قبول نکرینگے تو کہلانون کی جاگیر پر آپکی حکومت قایم نہین رہیگی اور جو قواعد تبلیغ وراثت کے باب مین ۱۸۵۱ع مین مقرر ہوے تھے وہ ہی اس جاگیر کے متعلق کیے گئے جنکا خلاصہ یہہ ہے کہ اگر کسی مورث اعلے قابض ۱۸۰۹ع کی اولاد کی ایک شاخ معدوم ہوجاوے تو اوسکی اولاد کی دوسری شاخ وا-

اسی معدوم شدہ شاخ کے اوسقدر حصہ پر قابض ہو سکینگے جسقدر کہ سنہ ۱۸۰۹ع مین اوس موروث اعلی کے قبضہ مین تہی مگر باوجود اسکے بہی مہاراجہ پٹیالہ نے ساتوین مئی سنہ ۱۸۵۵ع تک اس فہرست و شجرہ مطلوبہ کے پیش کرنے کو کہٹائی مین ڈالی رکہا اور اس فہرست اور شجرہ مین جو مہاراجہ صاحب نے ماہ مئی سنہ ۱۸۵۶ع مین ارسال کئے تہے صرف ایکہزار چہہ سو پچاس روپیہ سالانہ کے دو حصہ ضبط شدہ درج کئے تہے اور چونکہ جاگیر علاقہ کہانون مین کل حصہ جات بتعداد دو سو پچیس تہے اس سبب سے یہہ رقم بہت قلیل تہی اور یہہ رقم تاریخ ضبطی اون حصہ جات سے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے ذمہ لگائی گئی اسکے دو برس بعد کہانون کی جاگیر منتقل ہوکر ریاست پٹیالہ کو ہمیشہ کے لئے مل گئی ــ

مہاراجہ نراندر سنگہ صاحب کا عزم تشریف بری انگلستان

مہاراجہ نراندر سنگہ بہادر انگلستان جانے کا ہمیشہ بہت شوق ظاہر کرتے رہے اور یہہ اولوالعزمی مہاراجہ صاحب کی ہی مزاج مین تہی کسواسطے کہ سکہہ لوگ دور دراز سفر کرنے کے عادی نہین ہوتے اور سکہون مین سے چہوٹا یا بڑا کوئی رئیس اسوقت تک ہندوستان سے باہر کبہی نہین گیا تہا بلکہ کلکتہ تک بہی کوئی شاذو نادر ہی گیا ہوگا چنانچہ سنہ ۱۸۵۴ع مین مہاراجہ صاحب موصوف نے انگلستان جانیکے لئے باضابطہ اجازت چاہی اور یہہ درخواست کی کہ کوئی افسر انگریزی میرے ہمراہ جانے کیواسطے مقرر ہوجاے گورنمنٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر آپ اپنی ریاست کا ایسا انتظام کرجائین کہ آپکی غیبت مین کاروبار ریاست قابل اطمینان طور پر چلتے رہین تو آپ تشریف لیجائین غرضکہ یہہ تجویز قرار پائی کہ ایک کونسل آف ریجنسی مقرر ہو اور اوسمین تین اہلکار شریک ہوکر کاروبار ریاست انجام دیا کرین

اونکو اختیارات کامل دیئے جائین اور درصورت اختلاف رائے مقدمات کا فیصلہ کثرت رائے کی لحاظ سے ہوا کرے پیشتر مہاراجہ صاحب کا یہہ ارادہ تہا کہ پانسو آدمی اپنے ساتہہ لیجائین مگر گورنمنٹ ہند کی صلاح دہی کے موافق اونہون نے اس ارادہ کو بدل دیا اور تہوڑے سے لوگون کے ہمراہ لیجانے پر راضی ہوگئے غرضکہ ولایت جانے کی سب طیاری ہوگئی تہی۔ مگر اخیر مین مہاراجہ صاحب نے ارادہ ملتوی کر دیا اور پہر ارادہ نکرنے پائے تہے کہ اتنے ہی مین ۱۸۵۷ء کا غدر ہوگیا اور اونکو اس موقع پر اپنی ریاست ہی مین موجود رہنا ضرور ہوا۔

مہاراجہ صاحب کا مکرر ارادہ کرنا واسطے تشریف بری انگلستان کے۔

غدر کے بعد مہاراجہ نرالدر سنگہ صاحب نے انگلستان جانے کا پہر ارادہ کیا ۱۸۵۷ء مین ان سے ایسی خدمات نمایان ظہور مین آئین تہین اور گورنمنٹ کی طرف سے اون خدمات کا اعتراف ایسی گرم جوشی سے ہوا تہا کہ اوسکے سبب سے اونکو یقین کامل تہا کہ جب مین انگلستان جاونگا تو میری بہت ہی تعظیم و تکریم ہوگی۔ اسمین کچہہ شک نہین کہ مہاراجہ صاحب کی یہہ سب امیدین ضرور پوری ہوتین مگر افسوس کہ جب سب طیاری ہوچکی اور ایک افسر انگریزی ہی یعنی میجر ریچرڈ لارنس صاحب[۹۱] جو صاحب چیف کمشنر کے پلیٹکل سکرٹری تہے مہاراجہ صاحب کے ہمرکاب جانیکے واسطے منتخب ہوچکے تو اوسوقت چند خانگی اور پولیٹکل معاملات کے پیش آجانے کے سبب مہاراجہ صاحب کو ولایت جانیکا ارادہ فسخ کرنا پڑا۔

ابتدائے ۱۸۰۹ء سے دریاے ستلج کے ساتہہ بکمال عرق ریزی جس تجربہ طلب پالیسی کو گورنمنٹ برت رہی تہی اب ۱۸۵۷ء مین اوسکے امتحان کا وقت آگیا اور غدر نے

[۹۱] یہہ صاحب لارڈ لارنس صاحب بہادر سابق وائسرائے ہند کے چہوٹے بہائی تہے ۱۲ مترجم۔

اس بات کو بطور قطعی ثابت کردیا کہ سکہہ ویسا اس بات کو بخوبی جانتے ہوئے ہیں کہ گورنمنٹ
نے ہم سے کیسی چشم پوشی فیاضی اور نظر الطاف کے ساتھہ سلوک کیا ہے سنہ ۱۸۵۷ع کے مفسدہ مین
ہندوستان کے کسی رئیس سے گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور خدمات نمایان مہاراجہ صاحب
بہادر والی پٹیالہ سے بڑہ کر ظہور مین نہین آئین مہاراجہ صاحب کو تمام سکہہ اپنا سردار
مانتے تھے پس اگر گورنمنٹ کو امداد دینے مین اونکی طرف سے کچہہ تامل ہوتا یا کوئی بدخواہی کی
بات انسے ظہور پذیر ہوتی تو ہمارے لئے بڑا ہی طوفان برپا ہوتا اور چونکہ مہاراجہ صاحب ایک
عالیجاہ رئیس تھے اور لیاقت ذاتی اور اپنے چال چلن اور طور طریق کی روسے بہی مستثنی اشخاص تھے
اسلئے وہ گورنمنٹ کے لئے نہایت خوفناک مخالف ہوسکتے تہے مگر چونکہ مہاراجہ صاحب کی طبیعت مین
وفاداری اور احسان کو یاد رکہنے کے معزز اوصاف موجود تھے اس سبب سے اونہون نے بلاتامل و تذبذب
اپنی تمام فوج اور تمام وسائل و ذخایر امداد کو مع اپنے ذاتی رعب و اقتدار کے بالکل حکام
انگریزی کے حوالہ کردیا اور اس غدر کے زمانہ مین جو ایک نہایت تاریک اور دبدبہ کا زمانہ تہا مہاراجہ صاحب
کی ہواخواہی مین کبہی ایک لمحہ کے واسطے بہی لغزش نہین آئی بلکہ درحالیکہ گورنمنٹ کے اور
بے مروت دوست اوس سے کنارہ کشی کرنا ہی مصلحت وقت سمجہتے تہے مہاراجہ صاحب اسکو
امداد دینے مین بیش از بیش سعی فرماتے رہے —

ذکر مہاراجہ صاحب کے اون کامون کا جو گورنمنٹ کی طرفداری مین اونہون نے خود اختیار کیے

جس رات پٹیالہ مین یہہ خبر پہونچی کہ دہلی اور میرٹھہ مین مفسدہ برپا ہوگیا اور
انبالہ کی ہندوستانی فوج کا بہی کچہہ بہروسہ نہین ہے مہاراجہ صاحب فوراً بذات
خود اپنی تمام سپاہ کو جسقدر کہ اوسوقت موجود تہی اپنے ساتھہ لیکر انبالہ کے

قریب مقام لوہ سینبلی مین جا پہونچی اور معًا کسولی۔ ڈگسائی اور سباتہو سو سپاہ انگریزی کے لانیکو واسطی ہاتی اونٹ اور چھکڑی وغیرہ کالکاکی طرف روانہ کئی اور پہر لوہ سینبلی سے مہاراجہ صاحب تہانیسر کو تشریف لیگئی اور یہان تیرہ سو ۱۳۰۰ سپاہی معہ چار توپون کے ضلع کی حفاظت کیواسطی متعین کئی ۔

مہاراجہ صاحب کی نسبت صاحبکشنر انبالہ کی رائے

صاحب کشنر ممالک ماورٰی ستلج نے اپنی رپورٹ مین مہاراجہ صاحب کی نسبت یہہ عبارت تحریر فرمائی ہی قولہ دو یہہ راست بازی اور خیرخواہی کا برتاؤ اس زمانہ مین ہمارے حق مین بڑے سرے کا مفید تہا لوگون کے دل اس قسم کی بیشمار افواہون کو سنکر بیٹہی ہوئی تہی کہ چربی کے کارتوس جاری کرنے اور آٹے مین ملاؤ کرنے اور اور اور حکمتون سے انگریز لوگ ہمکو بیدین کیا چاہتے ہین مگر جب مہاراجہ صاحب جرات کرکے اور تہ دل سی ہماری طرف ہوگئی تب لوگون مین ان فتنہ انگیز باتون کا اعتبار کم ہونا شروع ہوگیا کیونکہ مہاراجہ صاحب ایک پکی ہندو تہی اور علاوہ برین اونکا منصب خداداد اور چلن اور طریق بہی قابل لحاظ اور تعظیم تہا لہذا ایسی نازک موقع پر مہاراجہ صاحب کی امداد ہمارے واسطی انگریزی سپاہ یعنی گورہ فوج کے ایک برگیڈ کے برابر تہی اور گورنمنٹ انگریزی کے سو عہدہ دار اگر سرکاری طور پر اون افواہون کی تردید کرتے تب بہی اون سے لوگون کے دلون مین اسقدر تسکین پیدا نہوتی جسقدر کہ محض مہاراجہ صاحب کی رفاقت نے کام دیا ۱۱ ۔

مہاراجہ صاحب کی خدمات انبالہ تہانیسر اور دہلی مین

تہانیسر کرنال اور چہاونی انبالہ مین مہاراجہ صاحب کی سپاہ انتظام کے واسطی متعین تہی اور کرنال سے پہلور تک سڑک اعظم کی حفاظت بہی اونہی کی

سپاہ کرنی تہی - مہاراجہ صاحب نے بکمال خلوص متواتر یہہ درخواست کی کہ وہ ہماری کمک کیواسطے اپنی سپاہ ہمراہ لیکر بذات خاص دہلی کو جائین مگر چونکہ اونکا علاقہ اینر وہی ستلج بیز بہی بنا بدرجہ غایت ضروری خیال کیا جاتا تہا اس سبب سے صاحب کانڈر انچیف بہادر اور حکام سول اونکو اس ارادہ سے باز رکہتے ہہی مہاراجہ صاحب نے پانسو سوار اور پیادون کی سپاہ بسر کردگی سردار پرتاب سنگہ دہلی کے مورچہ پر بہیجی اس سپاہ نے ایام محاصرہ مین اور نیز حملہ کے وقت بہی نہایت عمدہ خدمات کین - چنانچہ جنرل ولسن صاحب نے اپنو ڈسپاچ یعنی مراسلہ مورخہ بائیسوین ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء مین اس امداد کی نسبت جو ریاست پٹیالہ نے دی تہی بہت شکر گذاری ظاہر کی ہہ - مفسدہ کے آغاز مین شاہ دہلی کے پاس سے مہاراجہ صاحب کے نام ایک مراسلہ آیا تہا اسمین بڑی شدومد کے ساتہہ یہہ لکہا ہوا تہا کہ آپ ہماری اعانت کرین اور ہم آپکو بڑے بڑے انعام و اکرام دینگے - یہہ مراسلہ مہاراجہ صاحب نے بجنسہ حکام انگریزی کو دیدیا -

ذکر خدمات پٹیالہ بہ ضلع سرسہ و رہتک وحصار

علاوہ اس سپاہ کے جو دہلی - کرنال - تہانیسر اور انبالہ مین متعین تہی مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے ایک دستہ سپاہ کا جنرل وان کورٹ لینڈ صاحب کے ساتہہ مامور کیا - اور سرسہ رہتک اور حصار مین اس سپاہ کی مدد سے دوبارہ امن و امان ہونے مین بہت مدد ملی علے ہذا القیاس پٹیالہ کی سپاہ جو سہارنپور اور جگادہری مین متعین تہی اوسکا دو دفعہ باغیون سے مقابلہ ہوا اور جب فیروزپور مین نمبر دس لکیولری یعنی سوارون کے رسالے نے بغاوت کی اس موقع پر پٹیالہ کی سپاہ نے اونکا تعاقب کیا اور اس مٹہ بہیڑ مین سپاہ پٹیالہ کی کئی آدمی زخمی ہوکر

اور بکنی بار ہوگئی۔

مہاراجہ صاحب کی طرف سے باربرداری اور رسد کا بہم رسانی وغیرہ وغیرہ اور گورنمنٹ کو زر نقد قرض دینا۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے انگریزی افواج کے واسطے اپنے علاقہ مین رسد اور باربرداری ہرابر بہم پہنچائی۔ اور پنجاب سے دہلی کو جو سڑکین اونکے علاقہ مین ہوکر جاتی ہین اون سب پر بخوبی انتظام رکھا جسکی باعث سپاہ انگریزی ان سڑکون پر بیدہڑک آتی جاتی رہی اور سرسہ رہتک اور حصار سے جو انگریز لوگ بہاگ کر پناہ کے واسطے علاقہ پٹیالہ مین آئے اونکی بڑہی خاطرداریکی تواضع کیگئی اور جو چیز اونکو مطلوب ہوئی وہ مہیا کی گئی علاوہ برین مہاراجہ صاحب نے گورنمنٹ کو پانچ لاکہہ روپیہ قرض دیا اور یہہ بہی خواہش ظاہر کی کہ اگر زیادہ روپیہ درکار ہو تو دس لاکہہ تک حاضر کیا جائیگا مگر سرکار کو اون سے اور روپیہ مانگنے کی ضرورت نہین ہوئی۔

تعداد افواج پٹیالہ مامورہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء۔

۱۸۵۷ء مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی جانب سے سرکار انگریزی کی مدد کے واسطے آٹھ توپین دو ہزار ایکسو چھپن سوار اور دو ہزار آٹھ سو چالیس سپاہی اور ایک سو چھپن عہدہ دار مامور تھے اون میں سب سے معزز سردار پرتاب سنگھ اور سید محمد حسین یہہ دو شخص تھے جو سپاہ دہلی کے افسر تھے [۱۵] ۔ کنور دیپ سنگھ (یعنی کنور دیپ سنگھ صاحب بہادر برادر خورد مہاراجہ صاحب بہادر) تہانیسر مین اور سردار ہیرا سنگھ اور ہزارا سنگھ انبالہ مین سردار کرم سنگھ اور کاہن سنگھ حصار مین اور سردار دل سنگھ (یعنی سردار دل سنگھ جہتہ کا) اور فتح سنگھ (یعنی سردار فتح سنگھ باگڑیان والہ) ہانسی مین تہا۔ اور سردار جیون سنگھ (کا لیکا)

[۱۵] یعنی سردار پرتاب سنگھ جاہل برادر مولف مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر کا چچیرا بہائی اور خلیفہ سید محمد حسین خان بہادر مرحوم سابق وزیر ریاست پٹیالہ۔ مترجم

فیروزپور مین سپاہ کے افسر تھے۔

ذکر خدمات پٹیالہ متعلقہ واقعہ ۱۸۵۸ء ریاست دہولپور و گوالیار

۱۸۵۸ء مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے بہت سی خدمات ریاست دہولپور مین ظہور مین آئین۔ یہہ چہوٹی سی ریاست متعلقہ رزیڈنسی اجمیر (یعنی ممالک راجپوتانہ) آگرہ اور گوالیار کے بیچ مین واقع ہے یہان رئیس رانا بہگونت سنگہ کے ولیعہد کی شادی مہاراجہ نراندر سنگہ والی پٹیالہ کی دختر نیک اختر کے ساتہہ ہوئی تہی۔ اوایل ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء مین جب اندور اور گوالیار کی متفقہ باغی فوج ریاست دہولپور مین پہونچی اوسوقت رانا صاحب کی بہت سی سپاہ اور کتنے ہی اہلکار بہی ان باغیون سے مل گئے اور انہون نے بلا لحاظ و ادب حکومت رانا صاحب تمام علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا بلکہ رانا صاحب کو بہی ڈرا کر اور مار ڈالنے کی دہمکی دیکر اپنے بعض مطالب کو پورا کر لیا۔ آخرکار اس باغی فوج نے دہولپور کی توپین لیکر آگرہ کیطرف کوچ کیا یہان انکو آگرہ کی سپاہ موجودہ قلعہ نے اور جنرل گریٹ ہیڈ صاحب کے ماتحت جو جزوی سپاہ دہلی سے آئی تہی اوس نے دسوین اکتوبر کو شکست فاش دی مگر دہولپور مین بدعملی کا بازار بدستور گرم رہا اور رئیس سے انتظام نہو سکا۔ آخرکار حکام اضلاع شمالی و مغربی اور حکام پنجاب کی رضامندی سے مہاراجہ پٹیالہ نے دو ہزار سپاہی اور دو توپین اس ریاست کے انتظام کیواسطے بہیجین اور لالہ نہال چند اور دیوان جگدیش سنگہ اپنے دو معتمدون کو جو بڑے لایق اہلکار تہے اس سپاہ کا افسر بنا کر بہیجا۔ اب دہولپور کا انتظام تو ہوگیا مگر چونکہ اسکے قرب و جوار کی اور ریاستون مین ابہی مفسدہ بدستور جاری رہا تہا اس سبب سے سپاہ پٹیالہ کو یہین رہنے کا حکم ہوا۔

گوالیار جہان ابہی بہت سی کُشت وخون اور بغاوت ہوچکی تہی اوسپر باغیون نے پہر حملہ کیا اور براہی چندی ریاست پرقابض ہوگئی- مہاراجہ سیندہیہ دوسری[2] جون کو یہان سے بہاگ کر دہولپور آئی اور یہان سے پٹیالہ کی سپاہ نے بحفاظت تمام انکو آگرہ پہونچا دیا- اب افواج انگریزی نے باغیون سے مقابلہ کرنے کے واسطے گوالیار کی طرف کوچ کیا اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے بہی جسقدر رسد اور سپاہی بہم پہونچ سکتی تہی جمع کرکے اور کمک بہیج کر اپنی سپاہ متعینہ دہولپور کی قوت کو اور زیادہ کیا- چنانچہ پٹیالہ کی یہہ سپاہ دریا چنبل کے تمام گہاٹون کی حفاظت کرتی رہی اور افواج انگریزی کیواسطے رسد جمع کرتی رہی- اُنیسوین[19] جون کو مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے پانسو سپاہیون نے علی پور کی لڑائی مین جنرل نیپیر[58] صاحب کی ماتحت اچہی طرح سے کام دیا اس لڑائی مین اُن ہی باغیون کو مکرر حملہ کرکے شکست دی گئی تہی جو گوالیار مین قبل ازین شکست کہا چکی تہی- اسکی ایک مہینہ بعد حسب درخواست سر رابرٹ ہملٹن صاحب (ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہا وسط ہند مقیم اندور) ریاست پٹیالہ کے چہہ سو[600] سپاہی اور تین سو[300] سوار دہولپور سے گوالیار کو بہیجے گئی- یہان اس سپاہ نے بڑی عمدہ خدمات کین سرکش دیہات کو مطیع کیا اور پہرہ چوکی کا خوب کام دیا-

خدمات پٹیالہ علاقہ جہجر اور ملک اودہ مین-

ماہ فروری ۱۸۵۸ع مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی خواہش کے موافق چہہ سو[600] سپاہی اور دو سو[200] سوار اور بعد ازان اوسی قدر اور سپاہ جہجر کو روانہ کی یہان یہہ سپاہ سال بہر تک حکام سول کے زیر حکم اس علاقہ کے اندر انتظام

[58] یہہ وہی نامور جنرل ہے جسنے جہہ فتح کرنے مہم ملک حبش کے بعد ازین لارڈ نیپیر آف مگڈالا اور جی سی بی اور جی سی ایس آئی کے خطاب پایا ہے اور مدت تک ہندوستان کا کمانڈر انچیف رہا اور اب اپنے وطن مین ہے ۱۲ مترجم

قایم کرنے مین مصروف رہی پہر اسکو دو مہینے بعد اودہ کو چیف کمشنر صاحب بہادر نے اوس ملک کے انتظام کیواسطے مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ سے ایک پوری رجمنٹ سوارون کی جو ساز وسامان ضروری سے بہمہ جہت مکمل ہو درخواست کی۔ اگرچہ اسوقت مہاراجہ صاحب ممدوح کی تمام قواعددان سپاہ جہان تہان کام پر گئی ہوئی تہی مگر اونہون نے آٹہ سو بیس سپاہی اور دو سو تین سوار اور بہرتی کرکے فوراً اودہ کیطرف روانہ کیے اور یہان انکی خدمات نہایت مفید ہوئین۔ ان خدمات کے باعث مہاراجہ پٹیالہ کو گورنمنٹ کی خدمات کا بہت کچہہ صلہ دیا گیا۔

ان خدمات کے جو جو صلے گورنمنٹ سے مہاراجہ صاحب کو دیے گئے اونکا بیان -

اول پرگنہ نارنول جسکی آمدنی دو لاکہہ روپیہ سال کی تہی مہاراجہ صاحب بہادر کو اس شرط پر دیا گیا کہ وہ عام خوف وخطر کے موقع پر نیک چلن رہین اور جنگی اور (پولیٹیکل) معاملات مین سرکار کو مدد دیتے رہین یہہ پرگنہ جہجر کے علاقہ مین تہا یہان کے نواب نے ایام غدر مین بغاوت کی تہی۔ دوسرے جاگیرداران بہدوڑ کا تعلقہ جسکی بابت مدت سے تنازع چلا آتا تہا معہ حقوق ضبطی حصہ جات لاوارث مہاراجہ صاحب کے حوالہ کیا گیا اور بائیس ہزار دو سو پینسٹہ روپے سالانہ جو بابت آمدنی کمیوٹیشن یعنی عوض خدمت فوج ان جاگیردارون سے گورنمنٹ کو وصول ہوتا تہا اوسکو وصول کرنیکا بہی اختیار دیا گیا۔ تیسرے دس ہزار روپیہ کی قیمت کا ایک مکان مہاراجہ صاحب کو شہر دہلی مین دیا گیا۔ یہہ مکان زینت محل شاہ دہلی کی بیگم کا تہا اور غدر کے بعد سرکار نے اوسکو ضبط کر لیا تہا۔ اور علاوہ ان عطیات کے جو مہاراجہ صاحب کو دی گئین اونکا خطاب بہی زیادہ کیا گیا یعنی ۱۸۵۸ع مین مہاراجہ صاحب کا یہہ خطاب تہا (مہاراجہ دہراج راجیشر مہاراجہ راجگان نرندر سنگہ مہندر بہادر) اور ۱۸۵۸ع سے یہہ خطاب

ہوا فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نراندر سنگہ مہندر بہادر —

پٹیالہ کو جہجر کا علاقہ دئیے جانے کا سبب —

اول یہہ تجویز ہوئی تہی کہ مہاراجہ صاحب کو پچاس ہزار روپیہ سال کا علاقہ ملحق اور قریب اونکی ریاست کے دیا جاوے - مگر یہہ تجویز موقوف ہوئی کسواسطے کہ جو علاقہ بہت سے برسون تک سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہ چکا ہو اوسکا منتقل کرنا مناسب نہ تہا اور جہجر کا علاقہ حال ہی مین ضبط سرکار ہوا تہا اور یہہ پٹیالہ سے اسقدر فاصلہ پر بہی نہ تہا کہ مہاراجہ صاحب کو اسکے کامل انتظام کرنے مین کچہہ دقت ہوتی علاوہ اسکے مہاراجہ صاحب کو جہجر کی سلطنت ریاست مین علاقہ دینے سے ایک یہہ بہی فایدہ تہا کہ ایک سکہہ رئیس جسکی خیرخواہی کی آزمایش بخوبی ہو چکی تہی علاقہ جہجر کی تکلیف دہ اور ناراض مسلمان رعایا کے سر پر موجود رہیگا اور مابین عملداری گورنمنٹ انگریزی اور الور و جی پور کے با اختیار ریاستوں و رئیسوں شیخاواٹی اور کہیتڑی اونکے ذیلدارون کی جہان کی رعایا اور فوج سے ایام غدر مین حرکات خلاف دوستی ظہور مین آئی تہین ایک حد فاصل اور روک قایم ہو جاویگی - کیونکہ نارنول جو علاقہ جہجر کا ایک پرگنہ تہا ان ریاستون کی حد پر واقع ہے —

اس پرگنہ کا اوس قدر جمع کا نہونا جسقدر کہ پہلے خیال کیا گیا تہا اور مہاراجہ صاحب کی طرف سے کمی کے پورا کرنے کی درخواست پیش ہونا

یہہ پرگنہ باعتبار اوس تعداد جمع کے جو نواب جہجر کے وقت مین دو لاکہہ روپیہ سال سے بہی زیادہ مقرر تہی دو لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی کا اندازہ سمجہہ کر دیا گیا تہا مگر مہاراجہ صاحب کو اول ہی اول جرمانہ اور متفرقات آمدنیان ملا کر بہی ایک لاکہہ ستر ہزار روپیہ سے زیادہ آمدنی وصول نہین ہوئی چنانچہ اس بنا پر کہ اسکی

آمدنی دو لاکہہ روپیہ سال سے کم ہے مہاراجہ صاحب کیطرف سے یہہ درخواست گذری کہ دو لاکہہ روپیہ مین جو کمی رہتی ہے وہ سرکار پوری کردے۔

گورنمنٹ کا اس کمی کے پورا کرنیکو کفیل نہونا۔

مگر گورنمنٹ نے چونکہ یہہ اقرار نہین کیا تہا کہ اس علاقہ کی آمدنی ضرور دو لاکہہ روپیہ سال ہی کی ہوگی اور نوابون کے وقت کا حساب دیکہنے کے سوا اسکی آمدنی کا حال دریافت کرنے کے اور کچہہ وسایل نہ تہے اور اون حسابون کے رو سے دو لاکہہ روپیہ کے بہی زیادہ کی آمدنی ثابت ہوتی تہی اور گورنمنٹ بوجہ معقول باور کرتی تہی کہ اس علاقہ کے محاصل مین ایک دیسی ہی ہندوستانی رئیس کے قبضہ مین جانے سے کچہہ کمی نہین ہوگی پس ان وجوہ سے اس خسارہ کا پورا کرنا گورنمنٹ پر کچہہ فرض نہ تہا کس واسطے کہ مہاراجہ صاحب کو اگرچہ تعداد محاصل اس علاقہ سے بطور اندازہ کے مطلع کیا گیا تہا مگر مہاراجہ صاحب موصوف یہہ بات بخوبی جانتے تہے کہ اس علاقہ مین تخمینہ سے کسی قدر کم ہی آمدنی ہوگی اور وہ یہہ بہی بخوبی جانتے تہے کہ یہہ پرگنہ مہاراجہ صاحب کو آمدنی کی کوئی خاص تعداد بطور شرط مقرر کرکے نہین دیا گیا بلکہ جسقدر جمع اسکی سمجہی جاتی تہی اوسی جمع پر جیسو نکا تیون اونکو دیا گیا تہا۔

پرگنہ کانوڈ اور بدہوانہ کا ایک حصہ پٹیالہ کو دیا جانا۔

مگر باوجود مذکورہ بالا حالت کے بہی مہاراجہ صاحب کے اس دعوے پر بہت کچہہ غور وخوض کیا گیا اور ماہ ستمبر ۱۸۵۹ء مین صاحب کمشنر ممالک ہاے اندرونی ستلج نے اس باب مین مکرر اور کامل طور پر تحقیقات مزید کی۔ اگرچہ گورنمنٹ اس عطیہ کی کمی کے پورا کرنے کے دعوے کو کسی طرح سے تسلیم نہین کرسکتی تہی مگر بلحاظ اون عمدہ خدمات کے جو مہاراجہ صاحب سے ظہور مین آئین تہین گورنمنٹ ممدوح اونکی جلدو مین کسی قدر اور علاقہ کے عطا کرنے کو رضامند تہی

بندہ صاحب کمشنر ممالک ماجرا ئے رود ستلج نے یہہ تجویز پیش کی کہ منجملہ پرگنہ کانوڈ اور بدہوانہ واقع علاقہ جہجر کے اوسقدر علاقجات جنکی آمدنی قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کے ہو مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو او دیدئے جائین اور مہاراجہ موصوف سے اون پرگنات کی بیس برس کی آمدنی کے برابر نذرانہ لیلیا جاے یہہ پرگنات علاقہ جہجر کی جنوبی سرحد پر واقع ہے اور گورنمنٹ کو انپر قابض رہنے مین بڑی تکلیف ہوتی کسواسطے کہ دیوانی فوجداری اور صیغہ مال کے انتظام کی خاطر جداگانہ ضلع کے طور پر حکام اور عملہ مامور کرنا پڑتا برخلاف اسکے روساء پٹیالہ و جہیند و نابہہ اس علاقہ کے لینے کے اسوجہہ سے نہایت خواہشمند تہے کہ یہہ اونکے اون علاقجات سے بالکل ملا ہوا تہا جو ۱۸۵۸ء مین انکو عطا ہوچکے تہے علاوہ اسکے گورنمنٹ کو اس علاقہ کے دینے سے یہہ فایدہ تہا کہ ریاست پٹیالہ اور نابہہ سے جو قرضے ۱۸۴۵ء اور ۱۸۵۸ء مین لئے تہے وہ بیباق ہوتے تہے یہہ قرضے ۱۸۶۰ء تک اس تفصیل سے واجب الادا تہے۔

قرضہ ریاست پٹیالہ بابت ۱۸۴۵ء ۔

بشرح سود فیصدی پانچ روپیہ [۵۸]	سولہ لکہہ چھیانوے ہزار	۱۶۹۶۰۰۰
ایضاً قرضہ ۱۸۵۸ء بشرح سود فیصدی چھ روپیہ	دو لکہہ چھتیس ہزار	۲۳۶۰۰۰
میزان کل	انیس لکہہ بتیس ہزار	۱۹۳۲۰۰۰

قرضہ ریاست نابہہ بابت ۱۸۴۵ء

بشرح فیصدی پانچ روپیہ	مہ لاکہہ	۷۰۰۰۰

---

۵۸ ریاست پٹیالہ نے ۱۸۴۵ء مین تئیس لاکہہ اور ۱۸۵۸ء مین پانچ لاکہہ روپیہ قرض دیا تہا۔ مصنف

ایضاً بابت ۱۸۵۸ء بشرح فیصدی چہہ روپیہ ۔۔ لاکھہ ۔۔ ہزار ۲۵۰۰۰

میزان کل ۔۔ ہزار ۱۵۰۰۰

علاوہ اسکی ریاست پٹیالہ کو سود کی بابت جو ۱۸۵۸ء سے نہین دیا گیا تہا ایک رقم کثیر گورنمنٹ سے لینی تہی جسکی تصفیہ کی تجویز ایک عمدہ طور سے عمل مین لائی گئی۔ رئیس جیند سے اگرچہ سرکار انگریزی کا کبہی داد و ستد کا معاملہ نہین ہوا تہا مگر رئیس مذکور نے ایام غدر مین سرکار کی بڑی خدمات کی تہین اور اوسکی تمنا بہی یہی تہی کہ مجہکو بہی کچہہ اور علاقہ ملجائے اس سبب سے گورنمنٹ نے دونون رئیسون کے ساتہہ اوسکو بہی ان عطیات مین ایک حصہ دینا مناسب خیال فرمایا چنانچہ ریاست پٹیالہ کو دیہات پرگنہ کانوڈ اٹہانوے ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے معہ شہر اور قلعہ کانوڈ۔ اور نابہہ کو ۔۔ ۴۸ ہزار روپیہ سال کے اور جیند کو۔ ۔۔ ۲۱ ہزار روپیہ سال کے دیہات دیے گئے۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو جو یہہ دیہات دیے گئے چونکہ اونکی بیس برس کی آمدنی اصل قرضہ کی تعداد سے زیادہ ہوتی تہی اسلئے رقم بیشی منجملہ زر سود کے جو گورنمنٹ کے ذمہ ہنوز واجب الادا تہا وضع کی گئی۔ اور علی ہذا القیاس ریاست نابہہ سے بہی ایسا ہی عمل کیا گیا۔ اور رئیس جیند نے اس علاقہ کی بابت چار لاکہہ بتیس ہزار روپیہ نقد بطور نذرانہ ادا کیا اور اب ان عطیات کے بعد علاقہ جہجر کے جو دیہات باقی رہے وہ ضلع رہتک مین شامل ہو گئے۔

بعوض زر سود کے کہنا لون کے علاقہ کا دیدیا جانا	چونکہ اب بہی مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا تین لاکہہ دس ہزار چہہ سو چہیاسٹہہ روپیہ اوس قرضہ کی بقایا سود کی بابت جو پانچ روپیہ فیصدی کے حساب

سے لیا ہوا تہا گورنمنٹ کے ذمہ باقی رہتا تہا اسلئے علاقہ کہانوں جسکا ہم اوپر ذکر
کر آئے ہیں مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو دیدیا گیا اور مبلغ [illegible] روپیہ سالانہ جو
گورنمنٹ اس علاقہ سے بوجہ کمیوٹیشن لیا کرتی تہی معہ حق ضبطی جاگیرات لاوارث بہی
مہاراجہ صاحب موصوف کو ہی دیدیا اس علاقہ جاگیر کی کل جمع ۴۸ ہزار روپیہ سالانہ
سمجھی جاتی تہی اسلئے اس پر دس روپیہ سیکڑہ بابت استحقاق ضبطی جاگیرات فرض کرکے
اوسکا معاوضہ نقد لیا گیا اور چونکہ علاقہ کہانوں میں بیالیس دیہات اس قسم کے تہے جنمیں
بطور مشترکہ حکومت سرکار انگریزی کی تہی لہذا اونمیں سے جرٹی۔ بہرور۔ لکھن پور اور
امرگڈہ چار دیہات تو پٹیالہ کو دیدیئے گئے اور تین سرکار انگریزی میں لگئے غرضکہ جملہ
حقوق مذکورہ بالا کا معاوضہ بستالہ تعداد ایک لاکھ چہتر ہزار تین سو ساٹھ روپیہ قرار دیکر
اور اسقدر رقم اوس رقم میں مجرا لیکر یہہ علاقہ دیدیا گیا -

رقم قرضہ کا تصفیہ اخیر

بعد اس تصفیہ کے تیسویں جون ۱۸۶۰ء کو مبلغ [illegible] ہزار روپیہ ۱۱/۱۵ پائی
ریاست پٹیالہ کے قرضہ کی بابت گورنمنٹ کے ذمہ باقی نکلے تہے چنانچہ یہہ روپیہ نقد
ریاست مذکور کو ادا کردیا گیا اور حساب بیباق ہوگیا -

ذکر عطائے سندات علاقجات مذکورہ

ان رؤسا کو ان علاقجات کے عطا کی بابت سندیں بہی دیگئیں اور نواب گورنر جنرل بہادر نے بمضامین مہربانی آمیز
ان کے نام خریطے بہی ارسال فرمائے چنانچہ نقل سند مذکور اس جگہہ
بجنسہ درج کیجاتی ہے -

نقل اصل سند | نقل سند تملیک و انتقال دیہات پرگنہ کانوڑ و بدہوانہ و کہانون بمہاراجہ [illegible]

دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہیراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نرندر سنگہ
مہندر بہادر از طرف نواب مستطاب معلے القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ۔

زبدہ نوئینان عظیم الشان منتخب خاص حضور فیض گنجور حضرت
ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ انگلستان اشرف الامرا
آنریبل چارلیس جان لارڈ وائکونٹ کیننگ نائب السلطنت
و گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم تمامی محروسہ سرکار ملکہ ممدوحہ
فرمان فرمائے کشور ہند سنہ ۱۸۵۸ عیسوی
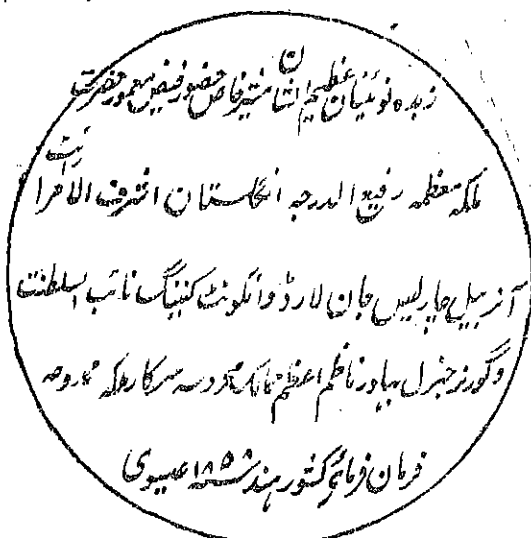
از انجا کہ از زمان تسلط سرکار ابد پایدار برین ملک ہند حسن عقیدت و نیکو ارادت
سری مہاراجہ صاحب مہندر بہادر و بزرگان مہاراجہ صاحب بہادر نسبت بسرکار دولتمدار منقوش
خاطر است لہذا امیر کبیر جناب نواب مستطاب معلے القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر کشور
ہند را بہر نوع رضای خاطر سری مہاراجہ صاحب مہندر بہادر ملحوظ مزاج بودہ چنانچہ
بمزید عنایت انتقال یکصد و دہ ۱۱۰ دیہات پرگنہ کانوڑ و بدہوانہ جمعی [illegible] ہزار بعوض
مبلغ [illegible] لکہہ [illegible] ہزار نذرانہ و نیز دیہات پرگنہ کہانون معہ زر کمیوٹیشن
وحق لاولدی و فوجداری وغیرہ من کل الوجوہ بعوض ایک لاکہہ چہتر ہزار نو سو ساٹہہ ۱۷۶۹۶۰
روپیہ نذرانہ بسری مہاراجہ صاحب موصوف بشرایط ذیل میگردد۔

دفعہ اول ۔ علاقہ متذکرہ صدر مہاراجہ صاحب مہندر بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب

بہادر را ابراہی و دوام نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ داده شد۔

دفعہ دویم۔ آنچہ کہ اختیار و حقوق مالی و ملکی و حکومت فوجداری وغیرہ نسبت ملک موروثی بموجب سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ء مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر را حاصل اند درین علاقہ ہم بعینہٖ حاصل خواہند ماند۔

دفعہ سوم۔ ہر آنچہ کہ شرایط بہ نسبت ملک موروثی بذمہ مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب بموجب سند پنجم مئی ۱۸۶۰ء قایم شدہ اند نسبت این علاقہ قایم خواہند ماند۔

فہرست دیہات پرگنہ کانوڑ و بدہواڑہ مشمولہ سند مورخہ چہارم جنوری ۱۸۶۱ء دستخطی بندگان نواب مستطاب معلے القاب ہز ایکسلنسی چارلس جان لارڈ ارل کیننگ ویسرا و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ۔

ما عنا الم

اعظم نگر۔ اکبر پور۔ اناداس۔ اگہار۔ اوڑہ۔ بڈرائی۔ نرسنگواس۔ بسئی۔ بلاڑ۔ بلانچہ۔ نوابہ افغان۔ بوڈین۔ بہوجیٹ۔ بی بی پور۔ ہیراواس۔ بہگرانہ۔ بوجاواس۔ بوچولی۔ بوجینی۔ بہاندوراونچی۔ بہاندونیچی۔ بیری۔ پاترہ۔ پاڑہی۔ پاگا۔ پٹاروس۔ پال۔ پالی۔ پلہ۔ تلوانہ۔ جانٹ۔ جہاجاواس۔ جاٹ واس۔ جاساواس۔ جانڈریاواس۔ جوتاواس۔ جہگرولی۔ جہوک۔ جوند ہیرا۔ جہلانک۔ ڈیوواس۔ دولانہ۔ دہٹوٹہ اہیر۔ دہولی۔ دیورالی۔ ڈالنواس۔ ڈہاڑ مور۔ ڈہانا۔ دہکروٹہ۔ دہرولی آہیر۔ دہرالی جٹ۔ رامپورہ۔ ریواس۔ رائی واس۔ راجاواس۔ زیرپور۔ ستنالی۔

سوہلیلہ - سیانہ - سرجی واس - سردہی نانگل - سماسمی - سیوٹ - سنگرا - سنگرہی
صوبتہی ٹلانہ - صورتہی جاکڑہ - صورتہی ماڈریانہ - عادل پور - شمال پور - فیروز پور - فیض آباد
قصبہ کانوڑ - کوٹہل خورد - کوٹہل کلان - کوکسی - کہانوڑ - کہالے واس - کہاٹرہ - کہرولی
کہیڑہ - کبجلہ - کواروتہ - کہالوڑرہ - کہیرکی - کہرکہرا - کیووانہ - کہیڑی - گاڈرواس -
گسٹہی - گبرانہہ - گوپال واس - کاکہنہ واس - کلاولہ - لہڑودہ - لاون - مالڑا - مانڈوا
ماجرہ - جہنگرواس - بہنی - نابادراس - نانگلواس - نانگل والا - ناتوانی - نوتانہ - نورنگ آباد
- بہٹ - بیڑا - بیہی - ہودنہہ -

فہرست دیہات پرگنہ کہانون مشمولہ سند مورخہ چہارم جنوری ۱۸۶۱ء دستخطی نواب مستطاب معلی القاب ہز اکسلنسی چارلس جان لارڈ ارل کیننگ ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہم -

امرالہ - بڑا اجتانہ - بڑی پاٹ - بڑی کہانون - بسی - باسپور - بہادری - چہانبان -
بہوٹا - مہلو ماجرہ - پوناچہ - ڈہیکری والہ - چہوٹا جٹانہ - چہوٹی پاٹ - دوکون - دہولہ
دناموں مزرعہ - رام کہیڑہ - رام گڈہ ثانی - رانون - راہی پور - ریان - سنگہول - شمسپور
فتح گڈہ عرف چوڈیالہ - کالے وال - کہانون خورد - کلی کہانون - کوٹلہ - کہیڑہ - کہیڑی
مندہیر - منصور پور - موہن مزرعہ - مہیش پور - ننگل - اکال گڈہ - اکولاہی - باموں مزرعہ -
بہٹال - بہوالہ - چہاڈریان - حیات پور - خانپور - راہی پور - رسول پور کہیڑی - سرہند
گڈہ عرف اکارہی - سلانہ - سریان - غوث گڈہ - کوٹالہ - کہیڑی - مالہڑہ - لوہاریان -

ماجری - ماچھی واڑہ خام - ہیڈون - لکھن پور - امرگڈہ - چڑہی - سہرہند - المرقوم
چہارم ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۱ء - فقط

سربرہ رؤسا خاندان پہولکیان کو بعض نہایت بیش بہا حقوق کا عطا کیا جانا -

واضح ہو کہ علاوہ مذکورہ بالا عطیات کے انہین ایام مین مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ اور رئیس نابہہ اور جھنید کو کئی اور بہی ایسے عمدہ اور بیش بہا بہی قابل قدر حقوق عطا کئے گئے کہ جن سے اون پولیٹیکل روابط مین جو مابین گورنمنٹ انگریزی اور ان ریاستون کے تہے دراصل ایک بڑا تغیر و تبدل پیدا ہو گیا -
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۶۰ء مین ان رؤسا نے متفق ہوکر چند درخواستین پیش کین جو صاحب سکرٹری اوف سٹیٹ (یعنی وزیر ہند) کی خدمت مین ولایت کو بہیجی گئین - چنانچہ ان درخواستون مین سے بعض تو فوراً منظور ہوگئین اور بعض ایسی تہین جو کچھہ عرصہ کے بعد منظور ہوئین - منجملہ انکے سب سے بڑی گرانقدر جنکو اختیار ملنے کی ایسی درخواست تہی جس سے ان ریاستون کی بقا و دوامی کی کفالت ہو گئی ہے -

اختیار سزاے قصاص -

اول درخواست یہہ تہی کہ سزاے قصاص کا حکم صادر کرنے کی اجازت دیجاے یہہ اختیار ان رؤسا سے سکھون کی پہلی لڑائی کے بعد چہین لیا گیا تہا - مگر جو اسناد اوسوقت انکو عطا ہوئی تہین - اونمین اسکا کچھہ تذکرہ درج نہین کیا گیا اور جو اسکی اوسوقت کے صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اپنی اوس چٹہی نمبری ۳۳۵۲ مورخہ پانچوین اکتوبر سنہ ۱۸۴۷ء کے فقرہ (۱۹) مین جسمین گورنمنٹ کے احکام بنام صاحب کمشنر ممالک اینہرو ستلج مندرج تہے جسطرح پر تحریر فرمائی تہی وہ یہہ ہے کہ آپکو مہاراجہ صاحب اور اوس

والیان ریاست ہای محفوظہ کے دلون پر جو آپکے ماتحت ہین یہہ بات خوب طرح
نقش کردینی چاہئے کہ اونکی علاقجات مین سزای قطع عضو ندی جایا کریگی۔ اور اونکو
بغیر منظوری صاحب ایجنٹ بہادر سزای قصاص کے دینیکا اختیار کسی حالت مین نہوگا
اور جو مقدمات سزای قصاص کے لایق خیال کیئے جائینگے اونکو حکام ریاست حکم ثبت کرنے
کے بعد صاحب ایجنٹ کی خدمت مین پیش کیا کرینگے۔ اس باب مین کوئی شرط سند
مین درج نہین کی گئی ہے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ رئیس جیند نے یہہ درخواست کی تھی
کہ اوسکا تذکرہ سند مین درج نکیا جاے مگر آپکو لازم ہے کہ راجہ صاحب جیند اور
مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ دونون سے اس امر کا صاف صاف اقرار کرا لین
کہ وہ گورنمنٹ کی ان ہدایات کو بمنزلہ شرایط مندرجہ سند خیال کرینگے۔
مہم ستلج کے بعد جتنے قاعدے اور دستور جاری ہوے اون سب کی نسبت رؤسا گورنمنٹ
کے اس حکم کو کہ کوئی رئیس قصاص کی سزا دینیکا مجاز نہین ہے اپنی آزادی اور اختیارات
کے حق مین زیادہ تر مضر خیال کیا۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو یہہ بات کبھی گوارا نہوئی کہ
کسی مجرم کو سزای قصاص دینیکے واسطے منظوری منگائی جائے۔ اور نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ اونکے
علاقہ مین مجرمون کو پھانسی ملنا ایک قلم موقوف ہوگیا۔ مگر ۱۸۴۷ع سے ۱۸۵۶ع
تک صرف تین درخواستین منظوری قصاص کے باب مین پیش ہوئی تھین دو درخواستین
والی جیند کی طرف سے اور ایک رئیس فریدکوٹ کی طرف سے لہذا ۱۸۵۸ع مین تینون رؤسا
پھولکیان نے گورنمنٹ سے یہہ استدعا کی کہ ہمکو سزای قصاص دینیکا اختیار پھر حاصل

ہوجاوی - اسمین شک نہین ہی کہ ان رؤسا کو ایام غدر مین پہانسی دینی کا اختیار
دیدیا گیا تہا کسواسطی کہ ایسی وقت مین بغیر اسکی وہ اپنی علاقجات کا انتظام نہین کرسکتے
تہی اور انکو یہہ اجازت اسوقت ایک خاص طور پر دی گئی تہی کہ صاحب کمشنر کی منظوری
۱۸۵۸
کی بغیر ہی جرایم کبیرہ کی مجرمون اور مفسدون کو سزای قصاص دیدیا کرین اسلیئی
مین گورنمنٹ نے ان رؤسا کو بموجب انکی درخواست کی سزای قصاص کا اختیار کامل و
مطلق دیدیا کیونکہ ابتک ان رؤسا سی یہہ امید تہی کہ جسقدر انگریزی حکام اس سزا کو عمل
مین لاتی ہین یہہ رئیس اوسقدر سزای قصاص نہین دینگی نیز یہہ خیال کیا گیا کہ انتظام مروجہ
کی رو سی صاحب کمشنر ان رؤسا کی کسی بیجا کارروائی اور احکام کو صرف فہمایش و نصیحت سی
ہی روک سکتی ہین بطور قطعی ممانعت و مزاحمت کرنی کی مجاز نہین ہین - پس اختیار
مذکورہ بالا کی دیدینی مین بہی فہمایش و نصیحت سی روک ٹوک کرتی رہنی کا منصب بحال
حاصل ہی اور اگر کوئی رئیس اس شایستہ طور کی روکنی یعنی فہمایش پر عمل نہین کریگا
تو اوسکی اختیارات معطل کئی جاسکتی ہین یا اوسطرح قطعاً چہین لئی جاینگی جیسی سنہ ۱۸۵۹ع
مین نواب صاحب ممدوٹ کی چہین لئی گئی تہی -

درخواست تقرر کونسل ریجنسی بوقت ضرورت -

دوسری درخواست ان رؤسا کی جسکو گورنمنٹ نے منظور کیا یہہ تہی کہ ہماری
تینون ریاستون مین سی جس ریاست مین رئیس نابالغ رہ جاوی اوسکی انتظام
کی واسطی کونسل اوف ریجنسی (یعنی کمیٹی کارکن ریاست) مقرر کیجاوی جسمین تین قدیمی
اور معتبر اہلکار اوس ریاست کی حسب صوابدید صاحب ایجنٹ و ہر دو رؤسا خاندان پہولکیان

مقرر کیجٔجائین - اور کوئی پردیسی اور رئیس خود و سال کا رشتہ دار اس کونسل کا رکن نہ بنایا جائے -

درخواست اختیار متبنے - اس واجب العرض کی تیسری اور چوتھی دفعات کا یہہ مضمون تھا کہ اگر کسی رئیس کی اولاد نرینہ نہو تو وہ خاندان پھولکیان مین سے کسی شخص کو متبنے کرنیکا مجاز ہو اور اگر کسی رئیس کے انتقال کے بعد اوسکی کوئی اولاد نرینہ بھی نہو اور اوسنے اپنی حیات مین کسی کو متبنے بھی نکیا ہو تو دو رئیس متفق الرائے ہوکر خاندان پھول مین سے کسی کو منتخب کر کے جانشین مقرر کردیا کرین -

ان رؤسا کے ہان از روے رسم ورواج فرزند متبنے کو کوئی استحقاق نہ تھا - یہہ رئیس بدل چاہتے تھے کہ ہمکو متبنے کرنیکا اختیار ملجائے کیونکہ ابتک رؤسا اینروے وآنروے ستلج کے ہان یہہ دستور تھا کہ اگرچہ متبنے حقیقی اولاد کی طرح تمام جایداد نج کا حقدار او روارث خیال کیا جاتا تھا مگر ریاست مین اوسکو مسند نشین ہونیکا حق نہین مانا جاتا تھا - چنانچہ ممالک اینروے ستلج مین مہاراجہ رنجیت سنگھ اور ستلج کے جنوب کی جانب گورنمنٹ برطانیہ دونون بالا دست سلطنت ہونیکے استحقاق کے روسے اسطرح عمل کرتے تھے کہ جب کوئی رئیس لاولد مرجاتا تھا اور اوسکا رشتہ دار قریب بھی کوئی نہین ہوتا تھا تو وہ ریاست ضبط کرلی جاتی تھی - اور فرزند متبنے کا کچھہ حق نہین سمجھا جاتا تھا - چنانچہ خاندان انبالہ - فیروزپور - بلاسپور - روپڑ - اور کئی اور خاندانون نے اس باب مین بڑی کوششین کین کہ اونکے متبنے لڑکون کو ریاست کا تھوڑا بہت حصہ ہی ملجائے مگر کچھہ نہین ملا تھا -

چہوری شاخون کے استحقاق کی نسبت گورنمنٹ کی پالیسی۔

اور سنہ ۱۸۳۷ مین گورنمنٹ انگریزی یہہ دستور قرار دی چکی تہی کہ پنجاب کی کسی ریاست مین عورت حقدار وراثت نہ گنی جایگی اور اگرچہ کسی رئیس متوفی کی چہوری شاخون کے لوگ حقدار ریاست مان لئے گئے تہے مگر اونکا حق صرف اوسقدر ریاست پر مانا گیا تہا جو شاخ معدوم شدہ اور شاخ موجودہ کے مورث اعلی کی پیدا کی ہوئی ہو۔

باسباب مذکورہ بالا ان رئیسون کو اپنی ریاستون کے کسی دن ضبط ہوجانے اور زوال خاندان کا اندیشہ ہونا۔

الغرض باسباب مذکورہ صدر رؤسا انیہروستلج کو ہمیشہ یہہ خوف لگا رہتا تہا کہ اگر ہم بے اولاد مرجاینگے تو ہماری علاقہ کا ایک حصہ تو ہماری ایسی بعید شاخ کے بہائی بند وتکو مل جایگا جنکی ساتہہ ہمیشہ سی ہماری جانی دشمنی چلی آتی ہی اور باقی تمام موروثی علاقہ ضبط گورنمنٹ ہوجایگا۔ رؤسا کا یہہ خوف بالکل بیجا بہی نہین تہا کسواسطی کہ جسوقت سی سرکار انگریزی کا قدم دہلی سے اسطرف کو ملک مین آیا اوسوقت سی ضبطیون کا بازار خوب گرم ہورہا تہا اور ریاست پر ریاست ضبط سرکار ہوئی چلی جاتی تہی۔ اگر بالفرض گورنمنٹ کی یہہ پالسی تہی کہ کسی طورسی یہہ ریاستین ضبط ہوتی رہین تو یہان خود ہی ان رئیسون کی بیحد عیاشی اور تیز وتند شرابون کے مہلک استعمال سے ایسے ایسے سامان موجود تہے جو خواہ نخواہ گورنمنٹ کی اس پالسی کے موید تہے اولاد کی تمنا مین یہہ سکہہ رؤسا شادیون پر شادیان کئے جاتے تہے مگر عبث اور بیفایدہ۔ کیونکہ شراب کی پیہکار سے جو ہمیشہ اونکے گلے کا ہار رہتی اونکو اس قابل ہی نرکہا تہا کہ اونکی ہان کوئی اولاد ہو۔ اور اونکی وسیع ریاستون کی وارث بنے یہی وجہہ تہی کہ ان تینون رؤسا نے متبنی کرنیکا استحقاق

حاصل ہونے کی بابت نہایت تمناسے درخواست کی تمام ہنود کی طرح یہہ بھی متبنی کو حقیقی لڑکے کے برابر عزیز اور ایسا ہی سمجھتے تھے کہ گویا وہ خود اونکے ہی صلب سے پیدا ہوا ہے اور کیا دہرم شاستر اور کیا رواج ان دونون کے روسے بھی یہہ بات درست تھی اور چونکہ صرف ایک مسند نشینی ریاست ہی کے باب مین حق پسر متبنی کے تسلیم کیے جانے سے منجانب گورنمنٹ انکار کیا جاتا تھا - اسلیے یہہ رؤسا آپسمین یہہ گفتگو مین کیا کرتے تھے کہ کیا ہمکو انگریزون کی حفاظت اور حمایت کا سود اسقدر بدلے مین نقصان نہین ہوا ہے - اور کیا ہمارے متبنی کیے ہوئے لڑکون کو وارث ریاست تسلیم نکرنیکی تدبیر سے ہمارے بزرگون کے فتح کیے ہوئے ملک کے اچھے اچھے حصے جو گورنمنٹ کے ہاتھہ مین چلے گئے ہین کیا یہہ تدبیر اوس عمدہ بغرضی کے موافق ہے جو گورنمنٹ بوقت عہدنامہ ۱۸۰۹ع اور ہمیشہ اسکے بعد سے باشتہار عام مشتہر کرتی رہی کہ ہمکو تمہاری ریاستون کی حفاظت سے کوئی اپنا فایدہ نکالنا ملحوظ خاطر نہین ہے -

سرکار انگریزی کی طرح رنجیت سنگہ بھی حق متبنی کو تسلیم نہین کرتا تہا -

واضح ہو کہ رنجیت سنگہ اگر ممالک سرہند و ستلج پر قابض ہو جاتا تو یہہ رؤسا کسی بہتر سلوک کے پانیکی توقع اوس سے بھی نہین کر سکتے تھے کیونکہ مہاراجہ موصوف ایسے حقوق سلطنت کے بارہ مین بہ نسبت گورنمنٹ انگریزی زیادہ تر حاسد اور بخیل تھا اور اوسکی عملداری مین متبنی تو کیا ایک جدی شاخ کے وارث کا حق بھی بابت مسند نشینی کسی ریاست کے مانا نہین جاتا تھا - مگر تاہم اتنا رہی ہے - اوسکی سلطنت مین یہہ فرق تھا کہ اوسکا ریاستون کو ضبط کرنا اور اوسکی فتوحات سکھون کی قوم کی لیے اور خالصہ جی کے نام سے سمجھی جاتی تہین اور باعث ترقی مذہب خالصہ متصور تہین جس کے سبب قرب زمانہ شروع اس مذہب کے

ابہی تک اسکو پہیروا نہین گئی تہی اور یہی سبب تہا کہ مہم ستلج کے موقع پر اکثر رؤسا ء ستلج کی یہہ رای تہی کہ اگر بصورت فتحیابی سکہون کے ہماری قسمت مین ریاستون کا ضبط ہونا ہی لکہا ہی تو وہ سلطنت انکو ضبط کرلے تو بہتر ہی جو لاہور مین ہمارے قریب ہی اور ایسی سلطنت کے ہاتہہ مین ہماری ریاستین نہ جائین جو اسقدر بعید فاصلہ پر کلکتہ مین بیٹہی حکومت کر رہی ہے۔ اور اگرچہ یہہ کلکتہ والی حکومت بے مروت اور نا انصاف نہین ہی اور یہہ بہی اوسمین وصف ہی کہ اوسنے اس ملک مین بدعملی اور ابتری کا ہر طرح انسداد کیا ہی اور ایک رئیس پر دوسرے کو ہاتہہ ڈالنے نہین دیتی کہ کسی کمزور کو مغلوب کرکے کوئی زبردست اپنی ریاست بڑہالے مگر باینہمہ ہمارے اور اوسکے باہم ہمدردی کا رابطہ نہین ہی۔

اس درخواست کا نہایت ہی اہم اور قابل غور ہونا۔

گورنمنٹ نے ان رؤسا کی اس درخواست کی نسبت فوراً خیال کیا کہ یہہ ایک نہایت اہم معاملہ ہی کیونکہ اسکی منظوری مستلزم اس امر کی تہی کہ گورنمنٹ کی ایک ایسی مصلحت ملکی جسپر ایک عرصہ دراز سے عمل درآمد ہو رہا تہا اور جو کہ ایک حد خاص تک فایدہ مندی کے ساتہہ کام دیچکی تہی بلٹنی پڑتی تہی۔ اور اس بات کا ثابت کرنا دشوار تہا کہ جو خوف و خطر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو عاید حال ہو گیا اوسکا سبب اصلی یہی تہا کہ رؤسا ہند اس ملک مین ہمارے عملداری کے قایم رہنے کو اپنے قایم رہنے کے حق مین مضر جانتے تہے اور بصورت عطا کر دینے اس اختیار کے گورنمنٹ کو اپنی ان تمام امیدون سے کہ بصورت لاوارثی یہہ ریاستین کسی دن ہمارے ہاتہہ آسکتی ہین بالکل ہاتہہ دہونے پڑتے تہے کیونکہ بالفرض اور مثلاً اگر یہہ تمام رئیس لاولد گذر جاتے اور صرف ایک شخص کل نسل پہول مین سے باقی رہجاتا تو صرف وہی کل ریاستون کا

قابض ہو سکتا تہا اور سرکار انگریزی سو تہہ دیکہتی رہی چنانچہ ۱۸۵۸ء میں پہول کی اولاد کے خاندان مین کل چونتیس ۳۴ [۱۵] آدمی تہے اور رفتہ رفتہ بمرور ایام اس خاندان کی اور بہی بڑہنے کی امید ہو سکتی تہی —

۱۸۵۸ء سے گورنمنٹ کی مصلحت ملکی مین تغیر شروع ہونا

جس طریق پر ۱۸۵۸ء تک تمام ہندوستان مین عمل درآمد ہوتا رہا تہا اب اوسپر کاربند ہونیکو گورنمنٹ کسی قدر خلاف مصلحت خیال کرنے لگی تہی کیونکہ ۱۸۵۷ء کی مفسدہ سے گورنمنٹ کو بعض باتون مین عقل آگئی تہی اور وہ کئی ایسی نئی باتون کے اجرا کیطرف بامراد تجربہ توجہہ کرنے لگی تہی جنکی نسبت پہلی اعتراض ہوا کرتے تہے کہ اس نئی بات کے کرنیکی کون ضرورت ہے چنانچہ رئیس پٹیالہ و مہاراجہ کپورتہلہ مہاراجہ کو الیار اور مہاراجہ جیپور کو انہین دنون مین دربار عام مین متبنی کرنیکا اختیار دیدیا گیا تہا - اس سبب سے اگرچہ روسا بہی ہو گیا ان کی بہی یہہ امید ہو چلی تہی کہ ہم بہی اس حق کے حاصل کرنے سے محروم نہین رہینگے - مگر ایک دفعہ ان رئیسون کو اس معاملہ مین بالکل ہی مایوس ہونا پڑا -

نواب گورنر جنرل کا اس درخواست کی قبولیت سے انکار کرنا اور حکام ولایت کا اوسکو منظور فرمانا

کس لئے کہ اس درخواست کی نسبت گورنر جنرل نے اپنی رائے مین یہہ تحریر کیا کہ متبنی کرنا اور متبنی نہو تو پہول کی اولاد مین سے ایک شخص کو منتخب کرنا اوس دستور کے خلاف ہے جو ہمیشہ سے روسا اینرو ستلج کے علاقجات مین جاری رہا ہے اس سبب سے یہہ درخواست منظور نہین ہو سکتی - مگر انگلستان کی گورنمنٹ نے روسا کی مفید مطلب فیصلہ کیا اور صاحب سکرٹری اوف سٹیٹ (یعنی وزیر ہندوستان) نے نواب گورنر

[۱۵] پہول کی اولاد مین راجے اور سردار امیر و غریب بفضل الہی صدہا شخص ہین پس ۱۸۵۸ء مین (۳۴) کی تعداد شاید زیادہ مقدور والے سردارون سے مراد ہے - ۱۲ مترجم -

جنرل کو یون ارقام فرمایا کہ ،، مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجگان جیند و نابہہ نے جو یہہ
درخواست کی ہی کہ ہمکو یہہ اجازت ہوجاوی کہ ہم اولاد نرینہ نہونے کی حالت مین اپنی
خاندان کے مورث اعلی پہول کی اولاد مین سے کسی شخص کو متبنی کرلیا کرین اور اگر ہم تینون روسا
مین سے کوئی رئیس متبنی کرنے سے پہلی ہی مرجاوی تو دو رئیس متفق الرای ہوکر اوس خاندان
مین سے جسکو چاہین جس شخص کو اوس ریاست کی مسند نشینی کیواسطی منتخب کرلیا کرین ،، مگر
آپکی (یعنی گورنر جنرل کی) گورنمنٹ نے اس درخواست کو منظور نہین کیا اسکی نسبت آپکو اسطرح
توجہہ دلائی جاتی ہی کہ چونکہ ان روسا سے بڑی بڑی خدمات ظہور مین آئی ہین اور مدت کا
دراز سے تاج انگلستان کی نسبت انکی ہواخواہی اور وفاداری کی بخوبی آزمائش ہوچکی ہے
اور اونکو اس درخواست کے منظور ہونے کی از بس تمنا ہی اس سبب سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہہ را
ہی کہ آپ ایک استثنا اور خصوصیت کے طور پر اونکو یہہ اختیار مرحمت کرسکتے ہین اور آپسے درخوا ست
کیجاتی ہی کہ آپ حتی الامکان بہت جلد اس درخواست کی منظوری سے ہر سہ روسا کو مطلع فرمائین
اور اون سے اس امر کی درخواست کرین کہ پہول کی اولاد مین سے جو اشخاص بالفعل موجود ہین اونکی
ناموں کی ایک صحیح فہرست مرتب کرکے آپکی خدمت مین بہیجدین اور آیندہ وقتاً فوقتاً اوسکی
تصحیح اور ترمیم کرکے بہیجتے رہا کرین مگر ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہہ بہی را ہی کہ اس درخوا ست
کی منظوری کے عوض مین بوقت متبنی کرنیکے یا جسطرح اوپر بیان ہوچکا ہی اسطرح پر جانشین کے
انتخاب کرنے کے موقع پر ایک سال کی آمدنی بطور نذرانہ لیجایا کرے لیکن اسکے ساتھہ یہہ بات
بہی ان روسا پر بخوبی ظاہر کردینی چاہیے کہ جس رئیس متوفی کا وارث صلبی موجود ہوگا اوسکی

ریاست سے کسی طرح کا نذرانہ طلب نہین کیا جائیگا —

اس درخواست کی منظوری کے عمل کے نتائج کا ذکر —

پس بعد صدور اس حکم کے جسوقت ان رئیسون کو اس درخواست کی منظوری سے مطلع کیا گیا تو اونہون نے اس عطیہ کو اون علاقجات سے بہی بڑہکر خیال کیا جو اونکو بجلدوی خیرخواہی عطا ہوے تہے اور بعد ازین متبنے کرنے کی اجازت پنجاب کے اور روسا خواہ سکہہ خواہ راجپوت خواہ مسلمان سبکو دیدی گئی - واضح ہو کہ سب روسا کو اب تک یہہ یقین تہا کہ گورنمنٹ انگریزی اگرچہ فریب یا زبردستی سے تو ہمارے علاقجات چہیننا نہین چاہتی مگر جس بدنصیب رئیس کے گہر اولاد نرینہ نہوگی اوسکی ریاست گورنمنٹ موقوف نہایت خوشی کے ساتہہ ضبط کرلیگی مگر اب اس اختیار کے دیدینے سے روسا کو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ گورنمنٹ جیسے کہ طاقتور ہے ویسی ہی فیاض بہی ہے اور وہ یہہ بہی جان گئے کہ ایک ایسی قوی گورنمنٹ (جیسی کہ سرکار انگلشیہ ہے اور جسکے ساتہہ مقابلہ سے پیش آنا محض ایک امر بے سود اور خود اپنی ہی تباہی کا باعث ہے) بہ نسبت اسکے کہ اپنے ماتحت رئیسون کو ضعیف اور برباد کرنا چاہے اونکی وفاداری اور محبت اور قابل اعتماد دوست بنے رہنے پر زیادہ بہروسہ کر سکتی ہے —

امور پولیٹیکل مین مستورات کا دخیل نکیا جانا —

پانچوین درخواست روسا پہولکیان کی یہہ تہی کہ ہمارے خاندان کی کوئی عورت کونسل اوف ریجینسی یا کاروبار ریاست مین بحالت نابالغ ہونے رئیس کے یا کسی اور وجہہ سے دخیل نہوا کرے - اور اس خاندان کی مستورات کی کسی قسم کی شکایت سرکار انگریزی سماعت نفرمایا کرے - گورنمنٹ نے اس بات کو منظور فرمایا کہ امور ریاست

مین عورات دخیل نہو اکرین کسواسطی کہ یہہ مطلقًا ناتربیت یافتہ اوران پڑہ ہوتی ہین اور ملک ہند کے رواج کے بموجب پردہ مین بیٹھی رہتی ہین پس انکی بااختیار ہونے سے برائی کے سوا اور کچھہ نتیجہ نہین نکل سکتا[سلہ] مگر گورنمنٹ نے ان رؤسا کے رشتہ دار عورتون کی شکایات کے مطلقًا سماعت نکرنیکا وعدہ دینے سے انکار کیا کیونکہ اگرچہ گورنمنٹ اس قسم کے خانگی معاملات مین دست اندازی کرنے کی عادی نہ تہی مگر جب کوئی عورت گورنمنٹ کی اعانت کسی خاص موقع پر چاہے تو وہ ایسی حالت مین آنکہون پر ٹہیکری رکہکر خاموش ہوجانا بہی گوارا نہین کرسکتی تہی چنانچہ حال ہین ہی ایک یہہ مقدمہ ہوا تہا کہ فریدکوٹ کی رئیس نے اپنی دو رشتہ دار عورتون (یعنی بہاوجون) کو قید کردیا تہا اور جب تک سرکار انگریزی نے رئیس مذکور کو مجبور نہ کیا تب تک اونکی رہائی عمل مین نہ آئی تہی۔

گورنمنٹ کی عدم مداخلت کی نسبت درخواست بمقدمات نالش توابع و متوسلان

علاوہ ان پانچ درخواستون کے ان روسا نے یہہ بہی درخواست کی تہی کہ سرکار اس بات کا معاہدہ کرلے کہ ہمارے رشتہ دار اقارب ـ توابع اور متوسلون کی نالشون کی سماعت کرکے مداخلت نکیا کریگی گورنمنٹ نے ایسا وعدہ دینے سے بہی انکار کیا کیونکہ گورنمنٹ نے ایسے معاملات مین اگرچہ اب تک کبہی زیادہ مداخلت نکی تہی اور نہ آیندہ ارادہ تہا مگر اسطرح کا وعدہ دینا مشکل تہا۔

[سلہ] ـ واضح ہو کہ سکہون کے ابتدائی عروج کے زمانہ مین عورتون کی پردہ نشینی کی رسم ریاست پٹیالہ مین نہ تہی اس رسم کو صرف مہاراجہ کرم سنگہ صاحب نے جاری کیا تہا اور جیسا کہ اس کتاب مین لکہا جاچکا ہے اس خاندان کی عورتون نے امور ریاست مین مثل مردون کے بلکہ مردون سے بہی زیادہ اپنی لیاقتون کو ثابت کردکہایا ہے ۱۲ مصنف۔

اس امر کی درخواست پیش ہونا کہ ایک سند بمہر و دستخط حضرت ملکہ معظمہ عطا ہو۔ اور کسی عدالت دیوانی مین ہم رئیسون کی رعایا پر نالش مسموع نہو اور ان باتون کی قبولیت سے گورنمنٹ کا انکار کرنا۔

ساتوین درخواست ان رؤسا کی یہہ تہی کہ ہمکو اپنے علاقجات موروثی پر ہمیشہ کیلئے قابض رہنے کے باب مین ایک سند دستخطی و مہری حضرت ملکہ معظمہ دام حشمتہا عطا ہوجاے ۔ رؤسا کی یہہ درخواست صاحب سکرٹری اوف سٹیٹ (یعنی وزیر ہند) کی خدمت مین بمراد غور بہیجی گئی۔ مگر آخرکار نواب گورنر جنرل نے چونکہ ولایت کو اپنی راے اسکے خلاف مین تحریر فرمائی تہی اسلئے یہہ درخواست نامنظور کی گئی کیونکہ اس قسم کی درخواست کا منظور کرنا گورنمنٹ کے نزدیک ایک امر غیر ضروری متصور ہوا کسواسطے کہ حضرت ملکہ معظمہ کے نائب السلطنت موجودہ ہندوستان یعنی نواب گورنر جنرل کو نائب السلطنتی کے اختیارات کامل اہی دئے جاچکے تہے اور اگر ایسی سندات خاص ولایت سے مرتب ہوکر عطا کیجاتین تو اونکی نسبت سندات عطیہ گورنمنٹ ہند کو کوئی زیادہ وقعت اور عظمت پیدا نہین ہوسکتی تہی معہذا اس طریقہ خلاف مصلحت پولٹیکل اور باعث تکلیف عبث کو اختیار کرنے سے یہہ نقص عظیم پیدا ہوتا تہا کہ ابتک جو سندین رؤساء ہند کو دی گئی ہین وہ سب از سرنو بدل کردینی پڑتین ورنہ اونکے اعتماد اور وقعت کی نسبت شکوک اور شبہات پیدا ہوتے اور صرف سندون ہی کو نہین بلکہ عہدناموں کو بہی بدلنا پڑتا حالانکہ اونپر دو فریق معاہد کے دستخط تہے اور منجملہ انکے بعض عہدنامجات ایسے تہے کہ جنپر بالفعل عمل ہورہا تہا اور اگر ایسے عہدنامون کی شرایط مین ضعف اور خامی سمجہی جاتی تو نہایت ہی خلاف مصلحت تہا۔ اخیر درخواست ان رؤسا کی یہہ تہی کہ ہماری رعایا کی نسبت نالشین سرکار انگریزی کی عدالتہاے دیوانی مین سماعت

نہکی جاوے کہ سنہ ۱۸۵۲ع سے پہلے یہہ دستور تہا کہ ریاستہاے غیر کی رعایا کی نسبت الیسی نالشین
اوسی علاقہ کے حکام کے پاس قابل رجوع متصور تہین جہان مدعا علیہ بطور مستقل بود و
باش رکہتا ہو۔ مگر سنہ مذکور مین یہہ قاعدہ مقرر ہو گیا تہا کہ اگر کسی مقدمہ مین بنا رمخاصمت
علاقہ انگریزی مین پیدا ہوئی ہو یا مدعا علیہ کی جایداد وہان موجود ہو تو اوسکی سماعت اور فیصلہ
معمولی طور پر ہماری عدالتون مین ہو سکیگا۔ اگر یہہ طریق کچہہ اچہا نہ تہا تو برا بہی نہ تہا۔
کس واسطے کہ ہندوستانی ریاستون کے باشندے انگریزی علاقہ کی رعایا پر عموماً سرکاری عدالتون
مین نالشین دایر کرتے تہے۔ پس سرکار انگریزی کی رعایا کو بہی ریاستون کی رعایا پر نالش کرنیکا
حق قایم رکہنے کے واسطے اس طریق کا جاری رکہنا مناسب تہا۔ یہہ درخواست جسپر رؤسا نے بہت شدو
مد کے ساتہہ واسطے منظوری کے زور دیا تہا نا منظور کی گئی۔

ذکر دربار لارڈ کیننگ صاحب بہادر بمقام انبالہ ۱۸ ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع

ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع مین لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند (جو سب سے
پہلے ویسراے تہے) رونق افروز پنجاب ہوے اور اٹہارہوین ماہ مذکور انبالہ مین
پرایوٹ یعنی خاص دربار راجگان اپنیر دریاے ستلج و رؤساے کوہستان شملہ کی ملاقات کیواسطے
منعقد فرمایا جسمین مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ۔ راجہ صاحب جیند۔ و نابہہ و رئیس کپورتہلہ
و کیتہل اور نواب مالیرکوٹلہ اور سردار صاحب کلسیہ رئیس بسی سے ملاقات کی گئی۔ دوسرے روز
دربار عام ہوا جسمین تمام راجگان موصوف و رؤسا و سرداران و اشخاص ذی عزت ممالک
اپنیر دریاے ستلج اور اضلاع قرب و جوار کے حاضر و شریک تہے اس دربار مین مہاراجہ صاحب بہادر
والی پٹیالہ کو خلعت عنایت فرمانے کے وقت حضور ویسراے و گورنر جنرل بہادر نے اون مطالب

ہو کر سند بجہہ ذیل تقریر فرمائی - "مہاراجہ صاحب پٹیالہ مین اس بات سے بہت خوش ہون کہ مجھکو
یہہ موقع ملا کہ بذات خاص اور علانیہ اون خدمات کا شکریہ ادا کرون جو آپسے بوجہہ خیرخواہی
ظہور مین آئین نہ صرف اس وجہہ سے کہ آپنے سرکار کی افواج کو خاطرخواہ مدد دی بلکہ زیادہ تر
اس سبب سے بھی کہ آپ فورًا بلادریغ اعانت کو مستعد ہوے اور آپکی خیرخواہی صادق اوس وقت
سے کہ ابتداے غدر کے ظہور مین آئی باقی رہا تا ملکہ معظمہ کے سکنہ ممالک مغربی کو شکست ہوئی اب
ضرورت اعادہ خدمات مذکور کی نہین ہے کیونکہ وہ فردًا فردًا جمیع حاضرین پر واضح ہین
اور حال مشرح اونکا اون کاغذات سرکاری مین مندرج ہے جنمین تمام کارروائی اور جانفشانی
افواج ملکہ معظمہ کی ہے جنھون نے اس قلمرو ہند مین حکومت انگلستان قایم رکھی ہر قوم سے یہہ
ممکن نہین کہ وہ خدمات کبھی فراموش ہو جائین اور حاضرین دربار کے روبرو مجھکو یہہ زیادہ تر
ظاہر کرنا منظور ہے کہ آپکی مقدرت اور اعزاز کے بڑہانے مین گورنمنٹ ملکہ معظمہ کو کمال خوشی ہے
اور ہر طرح سے گورنمنٹ موصوف کو امید ہے کہ یہہ مقدرت اور اعزاز آپکی اولاد کے عہد حکومت مین
قایم اور برقرار رہے اور وہ بھی ایسے ہی شجاع اور خیرخواہ ہون جیسے آپ ہین مینے یہہ تجویز کی
ہے کہ ایک سند طیار کیجاے جسکی رو سے آپکے تمام ملک اور اوسکی تمام حقوق و مرافق پر آپکا حق
مستقل سمجھا جاے اور حکم دیا ہے کہ یہہ بات بھی اسمین درج کیجاے کہ اگر خدانخواستہ آپکی کوئی
اولاد صلبی نہ رہے تو آپکو پھول کے خاندان مین جسکی ایک شاخ آپکا خاندان بھی ہے کسی شخص کو
اپنے جانشین ہونیکے واسطے متبنی کرنیکا اختیار ہوگا اور وہ متبنی تسلیم ہوکر اوسکی قدر و قرار واقعی
کیجاے گی -

سند پانچوین مئی ۱۸۶۲ء درباب عطاء حق متبنیٰ وحقوق دیگر۔	یہہ سند جسکا تقریر مندرجہ بالا مین حوالہ دیا گیا ہی اور جسکی رو سے مہاراجہ صاحب کا اپنی علاقجات آبائی اور پیدا کردہ ذات خاص پر حق مستقل قایم ہوا اور جسکے رو سے انکی اولاد نرینہ نہونیکی حالت مین متبنیٰ کرنے اور بموجب چند شرایط

پیش کردہ کے کسی شخص کو مسند نشینی ریاست کے واسطے انتخاب کرنیکا اختیار حاصل ہوا پانچوین مئی ۱۸۶۰ء کو نواب ویسرائے وگورنر جنرل بہادر نے مہاراجہ صاحب کو عنایت کی چنانچہ نقل سند مذکورہ صدر یہہ ہے —

سند تملیک ملک بنام فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نرندر سنگہ مہندر بہادر از طرف بندگان نواب مستطاب معلی القاب ویسرای وگورنر جنرل بہادر دام اقبالہم —

— ازانجاکہ از یوم طلوع نیر دولت واقبال سرکار ابد پایدار انگلشیہ برین ملک ہندوستان مراتب خیرسگالی ودولتخواہی از سرکار فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نرندر سنگہ مہندر بہادر وبزرگان اسلاف مہاراجہ صاحب موصوف بموقع حربہا وپیکار وغیرہ بخوبی بروز ظہور رسیدہ چنانچہ بجلدوی

همین حسن خدمت ها و اعانت و امداد از فوج و رسد رسانی وغیره از پیشگاه سرکار
دولا اقتدار انگریزی بعطای ملک و خطاب و ارتفاع مدارج عز و وقار پیوسته معزز و ممتاز شده اند
و خاصةً در سنه ۱۸۵۷ء در ایام مفسده و شورش شورپشتان مهاراجه صاحب بهادر چنان خدمات
شایسته و نمایان بمنصه ظهور و عیان در آورده اند که بر خدمات سابقه تفوق جسته اند لهذا
بازای چنین خدمت های پسندیده از سرکار با وقار انگریزی بار دیگر بعنایت و مکرمت خسروانه
قدردانی ملک و افزایش خطاب مهاراجه صاحب مهندر بهادر نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن مرحمت
شده و مهاراجه صاحب بهادر درخواست سند عهدنامه برای استقرار ملک موروثی و عطیه سابقه و حال
سرکار فلک اقتدار کردند نظر بران بندگان نواب مستطاب معلی القاب وایسرای و گورنر جنرل
بهادر را منظور گردید که سند هذا بطور عهدنامه بنام نامی مهاراجه صاحب بهادر باوقار عنایت گردد
دفعه اول - بموجب فهرست مشموله سند هذا در زمان حال و استقبال مهاراجه صاحب بهادر
و جانشینان مهاراجه صاحب بهادر با لیاقت ظاهر و نسلی تمام بر ملک مقبوضه و موروثی خود و عطیه
سرکار انگلشیه حسب دستور قدیم حکمران باشند و ملک عطیه سرکار که بجلدوی نیکو خدمت ها
بجمیع اختیارات و حقوق داخله و خارجه مثل ملک موروثی خود تصور سازند و جزو و کل اختیارات
و ابواب حکومت و فوجداری و پیداواری معامله وغیره بدستور در حیطه اختیار و اقتدار مهاراجه
صاحب مهندر بهادر و جانشینان مهاراجه صاحب نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن بحال و لا یزال
دائماً و خالداً برقرار و بالاستقلال باشد و برادران و ذیلداران و چهار میان و متوسلان و
جاگیرداران و توابعان بقاعده قدیمه مطیع امر و فرمان بردار مهاراجه صاحب بهادر

وجانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر باشند۔

دفعہ دویم - ازطرف سرکار ذوالاقتدار انگلشیہ در وجہہ نذرانہ و معاملہ ابواب حکومت و فوجداری و معاوضہ افواج وغیرہ بوجہے من الوجوہ چہ در حال وچہ در استقبال ہیچگونہ مطالبہ و مواخذہ از مہاراجہ صاحب مہندر بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر و تابعان و برادران و ذیلداران و جاگیرداران و چہارمیان باستثناء حالت مندرجہ دفعہ سویم نخواہد گردید۔

دفعہ سویم - بمزید مرحمت سلطانی و معائنہ حال دولتخواہی و جانفشانی مہاراجہ صاحب مہندر بہادر سرکار گردون وقار راچنان منظورست کہ این ملک ہمیشہ بہ تحت حکومت این خاندان باشد لہذا برائے دوام اختیار متبنی کردن بمہاراجہ صاحب موصوف و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر داده شده کہ در صورت نبودن اولاد صلبی بنا بر قیام و دوام سلسلہ ریاست حسب مرضی خود از اولاد پھولکیان متبنی سازند اینمعنی سرکار دولتمدار را بدل قبول و منظورست و نیز ازطرف سرکار دولتمدار اجازت اینمعنی حاصل ہست کہ اگر خدانخواستہ در حالت نبودن اولاد صلبی و متبنی مسندنشین را مرگ ناگہانی پیش آید راجہ صاحب جیند و راجہ صاحب نابہہ باتفاق صاحب کمشنر بہادر (ایجنٹ لفٹنٹ گورنر) از خاندان پھولکیان حدی را متبنی ساختہ مسندنشین سازند و درین حالت نذرانہ بقدر ثلث حصہ از آمدنی یکسالہ مال واجب ریاست ازطرف ریاست پٹیالہ بخزانہ عامرہ سرکار انگریزی داخل خواہد شد۔

دفعہ چہارم - در سنہ ۱۸۶۰ء اقرارنامہ دربارہ تجویز قصاص مجرم باطلاع صاحب کمشنر بہادر (ایجنٹ لفٹنٹ گورنر)

وانسداد ابواب صیہ کشتی وستی شدن و بردہ فروشی وغیرہ از مہاراجہ صاحب گرفتہ شدہ
بود حالا آنرا موقوف داشتہ برای دوام اختیار تام من کل الوجوہ نسبت بہ سزای قصاص وغیرہ
در قلمرو خود حسب سررشتہ قدیم بمہاراجہ صاحب وجانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر دادہ شد
وہمچنان بخصوص سزارسانی برعایای علاقہ سرکار باوقار انگریزی کہ در عملداری ریاست پٹیالہ
مرتکب جرم شدہ در ہمان عملداری گرفتار شوند حسب منشاء چٹھی نمبر ۳ مورخہ یکم جون ۱۸۶۳ء از
طرف صاحبان کورٹ اوف ڈائرکٹرس دار السلطنت لندن بمہاراجہ صاحب بہادر وجانشینان
مہاراجہ صاحب بہادر اختیار حاصل است مہاراجہ صاحب مہندر بہادر در آبادی رعایا ورفاہ
حال برایا کوشیدہ بدادرسی مظلومان وملہوفان از راہ واجبی دقیقہ از دقائق فروگذاشت
نسازند و بمقدمہ جسیہ کشتی وستی شدن و بردہ فروشی کہ خلاف مقتضای داددہی وانصاف
پژوہی نسبت برایا در قلمرو خود بموجب فحوای سند سابق ابواب آن مسدود دارند اگر
احیاناً احدی بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب موصوف مرتکب حرکات ممنوعہ ومرقومۃ الصدر
گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب دربارہ اش تجویز سزا نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد۔
دفعہ پنجم۔ مہاراجہ صاحب وجانشینان مہاراجہ صاحب از رہگذر عقیدت وارادت از متابعت
شاہنشاہ ملکہ معظمہ انگلستان وجانشینان حضرت ایشان ہرگز گاہے دریغ نخواہند کرد۔
دفعہ ششم۔ اگر وقتی از اوقات افواج غنیم از اطراف وجوانب بارادہ فاسد باین نواح رونماید
از روی مصادقت ودولت خواہی مہاراجہ صاحب بہادر معہ جمعیت موجودہ باتفاق صاحبان
عالیشان حسب سررشتہ ماضی بمدافعت آن سعی نمائید وسرانجام رسد اجناس وبار برداری وغیرہ

بقدر وسعت خود حسب الطلب صاحبان عالیشان می کرده باشند۔

دفعه هفتم۔ سماعت نالش از رعایا و معافی داران و جاگیرداران و تابعان و برادران و ملازمان وغیره به نسبت مهاراجه صاحب بکدامی عدالت در سرکار باوقار انگریزی نخواهد گردید۔

دفعه هشتم۔ درباره انتظام اندرونی و امور برادران و محلات و قرابتیان به نهجیکه مهاراجه صاحب مهندر بهادر قاعده و سررشته جاری سازند سرکار دولت اقتدار پیوسته لحاظ آن داشته مداخلت نخواهد فرمود۔

دفعه نهم۔ مهاراجه صاحب بهادر در علاقه خود بموقع تعمیر و ترمیم سڑکها حسب تحریر صاحب کمشنر بهادر ایجنٹ گورنر معرفت کارپردازان و ماموران گماشتجات بروفق دستور سابق هر نوع اسباب مطلوبه بقیمت از علاقجات خود می کنانیده باشند و هم بر وقت رسیدن سڑک ریل گاڑی و دیگر سڑک ها به نهجیکه در شاه سڑک مهاراجه صاحب بهادر اراضی بلا محصول زیر سڑک واگذاشته اند همچنان برای دیگر سڑک ها خواهند گذاشت۔

دفعه دهم۔ از طرف مهاراجه بهادر پیوسته مراتب اطاعت و خیرخواهی نسبت سرکار دولتمدار بعمل خواهد آمد و همچنان مدارج تعظیم و تکریم و قدر و عزت مهاراجه صاحب مهندر بهادر از طرف این سرکار باوقار به نهجیکه الحال مرعی است ملحوظ خواهد ماند۔

فهرست علاقجات [illegible] امیر الامرا مهاراجه و مهاراج راجیشر مهاراجه راجگان نرندر سنگه مهندر بهادر و عطیه سابق و حال سرکار دولتمدار مشموله سند عطیه بندگان نواب [illegible] ویسرای و گورنر جنرل بهادر دام اقباله۔

تفصیل جملہ پرگنات خالصہ ملک موروثی سری مہاراجہ صاحب مہندر بہادر

پٹیالہ خاص و سنور ـ تعلقہ مردانپور ـ تعلقہ گہنور ـ تعلقہ رائے پور رجہ ـ تعلقہ امرگڈہ ـ
تعلقہ چیارہ تہل ـ تعلقہ ستام ـ تعلقہ راجپورہ ـ تعلقہ اناحد گڈہ عرف برنالہ ـ تعلقہ شیرپور
تعلقہ بہیکہی ـ تعلقہ بنوڑ ـ تعلقہ بہوانیگڈہ عرف ڈہوداں ـ تعلقہ بوہا ـ تعلقہ سنرول گڈہ عرف
ڈہوڈال ـ تعلقہ اکال گڈہ عرف موناک ـ تعلقہ کرم گڈہ عرف کالبا نون ڈربہ ـ تعلقہ بانگر ردا
تعلقہ بیجور ـ تعلقہ گوبندگڈہ عرف بہٹنڈہ ـ تعلقہ رام گڈہ عرف گہوڑام ـ تعلقہ صاحبگڈہ
عرف پائل ـ تعلقہ فتحگڈہ عرف سرہند ـ تعلقہ عالم گڈہ عرف نند پور کلوڑ ـ

ملک عطیہ سرکار دولتمدار بجمیع اختیارات وحقوق مالکانہ مثل ملک موروثی

دیہات پرگنہ امرالہ بموجب سند مرقومہ سولہویں ۱۶ جون سنہ ۱۸۱۵ء بمہر و دستخط جارج برچ صاحب بہادر ـ	ملک بہگہاٹ معہ ٹہکرائی و پرگنات متعلقہ اش بموجب سند مرقومہ سوم ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء بمہر و دستخط خاص نواب مستطاب لارڈ ماہرا صاحب بہادر دام اقبالہ
ملک کیونٹہل معہ ٹہکرائی و پرگنات متعلقہ اش بموجب سند مورخہ انیسویں ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء بمہر و دستخط خاص نواب مستطاب لارڈ ماہرا صاحب بہادر ـ	دیہات پرگنہ چلکوپان اولاً بموجب سند بمہر و دستخط جنرل اختر لونی صاحب بہادر مورخہ چہودہویں جون سنہ ۱۸۱۶ء در جاگیر مہاراجہ صاحب بہادر بیکنٹھ باشی تا حین حیات ماندہ بعدش با دخال مبلغ سہ لکھہ روپیہ نذرانہ برا دوام عنایت شد بموجب چٹھی نمبر ۸۲۱ مورخہ انتیسویں ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۵۵ء محکمہ صاحب کمشنر بہادر ـ انبالہ

پرگنہ مفصلہ ذیل بموجب سند مورخہ
بائیسویں ستمبر ۱۸۴۷ء بجمع [illegible] ہزار
روپیہ سالیانہ بمہر و دستخط گورنر جنرل بہادر ہارڈنگ
صاحب بہادر دام حشمتہم ازانجملہ علاقہ [illegible] ہزار
روپیہ بموجب چٹھی سکرٹیری گورنمنٹ مورخہ
سترہویں نومبر ۱۸۴۷ء نمبری ۴۵۹
وعلاقہ [illegible] ہزار بموجب چٹھی سکرٹیری گورنمنٹ
مورخہ پنجم فروری ۱۸۴۷ء نمبری ۵۸
بنام میکسن صاحب بہادر۔
پرگنہ بسی ملک حمید۔ پرگنہ [illegible]۔ پرگنہ مالان

پرگنہ نارنول بموجب چٹھی سکرٹیری اعظم بہادر
گورنمنٹ بنام سکرٹیری چیف کمشنر بہادر پنجاب
مورخہ دویم جون ۱۸۵۸ء و ہم خریطہ حضور
پرنور نواب مستطاب لارڈ گورنر جنرل بہادر
لارڈ ارل کیننگ صاحب بہادر دام حشمتہم
مورخہ تاریخ و شہر صدر بنام مہاراجہ صاحب
بہادر۔

تفصیل ذیلداران و جاگیرداران وغیرہ بجمیع اختیارات حکومت فوجداری و زر کمیوٹیشن و حقوق لاوارثی وغیرہ
مراتبات کہ بسر مہاراجہ صاحب بہادر حاصل اند دایماً بجانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر حاصل خواہند ماند

چہارمی و جاگیرداران بموجب روبکار
اجلاسی ایڈمنسٹن صاحب بہادر مورخہ
بائیسویں اگست ۱۸۵۲ء

ذیلداران و جاگیرداران بموجب پروانہ
اجلاسی صاحب کمشنر بہادر انبالہ مورخہ ستائیسویں
اپریل ۱۸۶۰ء بحوالہ چٹھی سکرٹیری اعظم
گورنمنٹ مورخہ اٹھائیسویں نومبر ۱۸۵۹ء
نمبری ۴۶۰۰

سکہان لنڈہ - سکہان لوہاری	رام پوریہ - کوٹ دونہ
سکہان بہیڈکٹ - سکہان گورچکیہ	
سکہان راڑہ - سکہان کوٹلہ	
سکہان بلاڑہ بلاڑی - بڈالی بہائی بہیر سنگہ	
ذیلداران وجاگیرداران بہدوڑ بموجب چیٹہی سکرٹیری بہادر گورنمنٹ بکے مورخہ دو دیم جون ۱۸۵۸ء نمبر ۲۹ ۱۵ وچیٹہی دیگر مورخہ ہفتدہم جون ۱۸۵۹ء نمبر ۱۳ ۳۸ بنام سکرٹیری چیف کمشنر بہادر پنجاب -	جاگیرداران جہونداں بموجب روبکار اجلاسی صاحب کمشنر بہادر انبالہ مورخہ چہارم جولائی ۱۸۵۵ء
ذیلداران وجاگیرداران کہانون وغیرہ بالفعل ماتحت فوجداری مہاراجہ پٹیالہ و زر کمیوٹیشن بہ سرکار مے دہند	
سکہان کہانون - سکہان تلاکور	
سکہان دہنوڑی - سکہان لکہنور صاحب	

مہاراجہ صاحب کو تمغائے ستارہ ہند مرحمت ہونا اور انکا مقرر ہونا نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل میں -

بتاریخ یکم نومبر ۱۸۶۱ء مہاراجہ نرائن سنگہ صاحب کو بمقام الہ آباد طبقہ اعلاے ستارہ ہند کا تمغا عطا ہوا اور بہد ریں ایام مہاراجہ صاحب ممدوح نواب گورنر جنرل کی کونسل قانونی کے ممبر بہی مقرر ہوے اور چونکہ اجلاس کونسل عنقریب

ہونے والا تہا اوسمین شریک ہونے کیواسطی مہاراجہ صاحب ممدوح ہندرہوین جنوری
سنہ ۱۸۶۲ء کو تشریف فرما ہی کلکتہ ہوئی - اس موقع پر مہاراجہ صاحب کی درخواست سے صاحب
ایجنٹ ریاستہاے اپنر وہی ستلج کو یہہ حکم ہوا کہ مہاراجہ صاحب بہادر کے ایام غیبت مین انتظام
ریاست پٹیالہ کی عام نگرانی رکہین اور جو عہدہ دار واسطی کارروائی ریاست کے مامور کئی گئی ہین
صاحب موصوف اونہی صلاح ومشورہ سے اونکو مدد دیتی رہین اور اس بات مین ساعی رہین کہ مہاراجہ صاحب
کی مرضی کے موافق تمام کار بخوبی چلتا رہی جب تک کونسل قانونی کے اجلاس ہوتی رہی اوسوقت تک مہاراجہ
صاحب کلکتہ ہی مین رونق افروز رہی اور موسم گرما کے آغاز مین معاودت فرما کر اپنی دارالحکومت مین تشریف لے آئی
اور یہان آکر دیکہا کہ ہر امر کا انتظام قابل اطمینان طور پر ہوتا رہا تہا -

ذکر عطا ہونے سند متبنیٰ کا -

متبنیٰ کرنیکا اختیار جو مہاراجہ صاحب کو سنہ ۱۸۶۰ء مین دیا گیا تہا اوسکی بابت جو ایک
خاص سند پنجم ماہ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کو مکرر عطا ہوئی اوسکا ترجمہ یہہ ہے -

- چونکہ اعلیٰ حضرت ملکہ معظمہ کا منشاء دلی یہہ ہے کہ وہ راجگان و رؤسا ہند جو بالفعل اپنی اپنی علاقون پر
حکمران ہین اونکی حکومتین براے دوام مستقل کیجائین اور اونکی جانشینون کا وجود ہمیشہ کے لئے قایم رہے اس
سبب سے مین اس مذکورہ بالا منشا کے پورا کرنے کے لئے اوس معاہدہ کو جو مینے اپنی دستخطی سند مورخہ پانچوین
مئی سنہ ۱۸۶۰ء مین درج کیا تہا بذریعہ سند ہذا مکرر مؤکد کرتا ہون کہ جب کوئی حقیقی وارث نہو تو آپ اور آپکے
وہ جانشین جو آیندہ حکمران ہون پہولکیان کے قدیم خاندان مین سے (آپکا خاندان جسکی ایک شاخ ہے) کسی شخص کو
متبنیٰ کر لیا کرین اور یہہ متبنیٰ جایز او مسلم مانا جائیگا اور اگر کبہی کوئی رئیس پٹیالہ بغیر چہوڑنے اولاد نرینہ اور بغیر
متبنیٰ کرنے کے فوت ہوجائی تو رئیسان جیند و نابہہ کو باتفاق راے صاحب پولیٹکل ایجنٹ خاندان پہولکیان مین سے
کسی شخص کو مسند نشینی ریاست کے واسطے انتخاب کرنے کا اختیار ہوگا مگر اس صورت مین گورنمنٹ انگریزی کو ریاست
پٹیالہ کی کل آمدنی کے ایک ثلث کے برابر نذرانہ دینا پڑیگا - اور آپکو یقین دلایا جاتا ہے کہ جب تک آپکا خاندان سلطنت
انگریزی کا خیرخواہ اور شرایط مندرجہ عہدنامجات و اسناد عطیہ پر ایماندار رہکی ساتہہ کاربند رہیگا اوسوقت تک اس معاہدہ مین

جو آپ سے کیا جاتا ہے کسی طرح خلل نہین آئیگا۔

مہاراجہ نرائندر سنگہ صاحب کی وفات۔

ریاست پٹیالہ کے لئے یہہ حادثہ بڑے ستم کا واقع ہوا کہ اوسکو ایسے روشنضمیر فرمانروا کا جیسا کہ اس ریاست مین ابتک کوئی نہین ہوا تہا پیمانہ حیات اسقدر جلد لبریز ہوگیا یعنی آغاز نومبر ۱۸۶۲ء مین مہاراجہ صاحب بعارضہ تپ بیمار ہوے۔ اور اگرچہ اونکی مرض کی ابتدا ایسی نہ تہی کہ جس سے وہ مرض الموت خیال کیا جاتا مگر مہاراجہ صاحب بیمار ہوکر پہر سنہلی ہی نہین اور تیرہوین ۱۳ نومبر کو قریب ۷ ابرس حکومت و ریاست کرنیکے بعد صرف انتالیس برس کی عمر مین اس جہان فانی سے رحلت کرگئے۔

مہاراجہ صاحب ممدوح کے خصایل و عادات

مہاراجہ نرائندر سنگہ کی خصلت حالات مندرجہ بالا سے واضح ہوسکتی ہے گورنمنٹ انگریزی سے رشک رکہنا اور اون تمام معاملات و مقدمات مین جنمین گورنمنٹ انگریزی کو بمجبوری کوئی کارروائی اور تحقیقات کرنی ہوتی تہی غلط دعوون اور اپنے رتبہ اور اپنے حقوق کو جتانا اور ان باتون کو ایسا بڑہے جنبہ اور جہگڑالوپن کے طریقہ سے پیش کرنا یہہ سب باتین مہاراجہ صاحب ممدوح کو اپنے باپ دادا سے ورثہ مین پہنچی تہہ آئی تہین اور باوجودیکہ گورنمنٹ ایسی تحقیقات اور کارروائیون مین ریاست پٹیالہ کا خیال اور لحاظ بڑے صبر کا رکہتی تہی مگر مہاراجہ صاحب کے مذکورہ بالا طریق سے ہر ایک ایسے موقع پر خواہ مخواہ ایک جہگڑا سا پیدا ہوجایا کرتا تہا لیکن ۱۸۵۷ و ۵۸ء کے واقعات نے مہاراجہ صاحب کے اس مزاج کو بالکل بدل دیا تہا چونکہ وہ ایک دانا شخص تہے اسسبب سے اس بات کو بخوبی سمجہہ گئے تہے کہ اس مفسدہ کا آل کار کیا ہوگا اور چونکہ وصف شجاعت اونکی ذات مین تہا اسلئے وہ ایک بہادر سپاہی کی طرح اون تہوڑے سے

انگریزون کی ہمدردی پر کمر باندہ لی جو ہندوستان مین ایک جم غفیر کے مقابلہ مین داد مردانگی دیرہی تہی۔ غدر کے بعد جو گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب کو دریا دلی کے ساتہہ عطیات دئی اور ملنیز کرنیکا حق مرحمت کیا اور اوسکی ساتہہ یہہ قرار بہی کیا کہ سرکار انگریزی رؤسا اپنیر دوہی ستلج کو بگاڑنا نہین چاہتی - بلکہ اونکا ہمیشہ بہبودی کی حالت مین رہنا چاہتی ہی - ان سب باتون سی وہ بے اعتباری جو اونکی دلین گورنمنٹ کی طرف سے رہا کرتی تہی بالکلیہ زائل اور محو ہوگئی تہی اور اگر مہاراجہ نرانذر سنگہ زندہ رہتی تو وہ شمالی ہندوستان مین گورنمنٹ کی نہایت قابل قدر دوستون مین سے ہوتے۔

مہاراجہ صاحب کی وفات کا افسوس سرکاری گزٹ مین مشتہر ہونا۔

پنجاب گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب کے وفات کی خبر سنکر ایک ایکسٹرا آرڈینری گزٹ (یعنی پرچہ غیر معمولی) جاری فرمایا اسکی مضمون سے معلوم ہوسکتا ہی کہ سرکار کی نظر مین مہاراجہ صاحب کی کیسی قدر و منزلت تہی کہ آنریبل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو مہاراجہ صاحب بہادر کی تیرہوین ماہ حال کو وفات پانے کی خبر سنکر نہایت افسوس ہوا ہی نواب ممدوح اس خبر وحشت اثر کے مشتہر کرنے مین نہایت افسوس سے ظاہر فرماتے ہین کہ ایک ایسا دلیر رئیس جسنے ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی کی نہایت نمایان خدمات کی تہین اور جسنے اپنی قلمرو کا انتظام ایسی دانائی اور استحکام اور فیاضی کیساتہہ کیا تہا جو ضرب المثل ہو گئی تہی بیمار ہوا اور فائدہ مندی کے وقت رہگرای عالم بقا ہوا۔

کنور دیپ سنگہ مہاراجہ صاحب کے بہائی کی وفات کا ذکر

مہاراجہ نرانذر سنگہ کے ایک سوتیلی بہائی کنور دیپ سنگہ تہے انکا انتقال مہاراجہ صاحب کے انتقال سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے ۱۸۶۲ء ہی مین ہوگیا تہا کنور صاحب کی

عمر اونکی لاولدانہ انتقال کے وقت پینتیس ۳۵ برس کی تہی - یہہ کچہہ نامور شخص نہ تہے
انکو اپنی حین حیات علاقہ کرمالی کی آمدنی جو قریب پچیس ۲۵ ہزار روپیہ سال کی تہی ملتی رہی
مگر کنور صاحب اکثر پٹیالہ مین رہا کرتے تہے - غدر کے زمانہ مین انکی ہواخواہی کی نسبت
کچہہ شک پیدا ہوا تہا - مگر اسبات کے یقین کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہی کہ یہہ لغزش اون سے
سرزد ہوئی ہو -

مہاراجہ صاحب کے کنبے کا بیان

مہاراجہ نراندر سنگہ نے سات شادیان کین اون سے ایک فرزند اور تین دختر
پیدا ہوئین مہاراجہ صاحب کی اولاد مین سب سے بڑی بی بی بسنت کنور
ہین یہہ ۱۸۴۵ء مین پیدا ہوئین اور رانا دہولپور کے ولیعہد کے ساتہہ کتخدا ہوئین ان
بی بی صاحبہ سے جو چہوٹی لڑکی تہی اوسکا انتقال ہوگیا اسکی شادی سردار دیوا سنگہ
رئیس سیالبا کے لڑکے سردار نرائن سنگہ کے ساتہہ ہوئی تہی ۱۸۵۸ تیسری بی بی بشن کنور
۱۸۴۹ء مین پیدا ہوئین اور اونکی شادی مہاراجہ جسونت سنگہ والی بہرت پور کے
ساتہہ ۱۸۵۹ء مین ہوئی تہی اس اخیر رشتہ داری کے ہونے سے نہایت عمدہ پولیٹکل
نتائج کی امید تہی مگر افسوس ہے کہ پوری نہین ہوئی اگرچہ اس شادی مین فقیر فقرا اور
بدمعاشون اور حرامخورون کے اوس گروہ عظیم کو بارہ نہین ملا جو اسی امید سے جمع ہوئے تہے
کس لئے کہ بہرت پور والون کو اس سے داد و دہش کرنے سے فہمایش مناسب باز رکہا گیا تہا
مگر اور سب طرح سے یہہ شادی سے جانب طرفین بڑی دہوم دہام سے ہوئی تہی اس شادی کے
موقع پر رئیس جنید و نابہہ راجہ جواہر سنگہ برادر عمزاد مہاراجہ جمون سارنبیر سنگہ

رئیس منی فرید سردار جیون سنگہ رئیس بوڑیہ نواب صاحب بہادر مالیر کوٹلہ اور سردار صاحب رئیس کلسیہ اور نواب صاحبان لوہارو و کرنال یہہ سب رؤسا شریک جلسہ تہے جہیز میں باسٹہہ ہزار چہہ سو آٹہہ روپیہ نقد تیرہ عدد زیورات مرصع چار سو چار تیور زنانے یعنی کپڑوں کے جوڑے ۹۴ گہوڑے جنمیں اٹہارہ باساز طلائی تہے دو ہاتی اور دو کشمیری دوشالے یہہ سب چیزیں دی گئیں[۵۱] اس موقع پر مہاراجہ کشمیر نے اکیس ہزار روپیہ نقد اور راجہ صاحب کپورتہلہ نے گیارہ ہزار روپیہ اور گورنمنٹ نے اکیس تیور معہ دو راس اسپ اور مہاراجہ جودہپور نے پانسو روپیہ (۱۱ ہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتی اور ۲ ...) اور آنریبل ... نے پانچہزار روپیہ بطور نیوتہ کے دئیے[۵۲] -

مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب بہادر	مہاراجہ نراندر سنگہ کے اکلوتے بیٹے مہندر سنگہ صاحب سولہویں ستمبر ۱۸۵۲ کو پیدا ہوئی تہے مگر چودہویں جنوری ۱۸۵۳ تک اونکے متولد ہونے کی اطلاع گورنمنٹ

کو نہیں کی گئی تہی اس حساب سے مہاراجہ مہندر سنگہ کی عمر اپنے والد ماجد کے انتقال کے وقت صرف دس برس کی تہی اسلئے کاروبار ریاست اجرا کیواسطے کچہہ انتظام جلد ہونا ضرور تہا

[۵۱] یہہ تفصیل غلط ہے کیونکہ اس سے بہت زیادہ خرچ ہوا تہا - محشی

[۵۲] گورنمنٹ کبہی کبہی بطور عنایت خاص کسی کسی رئیس کو نیوتہ دیا کرتی ہے مگر اسکا دینا کچہہ ضروری اور معمولی بات نہیں ہے جن خاص خاص موقعوں پر گورنمنٹ کی جانب سے نیوتہ دیا گیا ہے اونکا حال متن اس کتاب میں درج ہے یعنی خود مہاراجہ صاحب کی شادی میں پانچہزار روپیہ اور ۱۲ فروری ۱۸۴۶ کو ٹیکہ رندہیر سنگہ ولیعہد ریاست آہلووالیہ کی شادی میں گیارہ سو روپیہ اور ۲۰ فروری ۱۸۵۱ کو اونکے بہائی کنور بکرما سنگہ کی شادی میں بہی اسیقدر اور اخیر میں پانچویں فروری ۱۸۶۸ کو اونکے بہائی سوچیت سنگہ کی شادی میں بہی گیارہ سو روپیہ دیگئے بعوض اسکو انکے والد راجہ نہال سنگہ نے بمقدار قیمت کے زیورات گورنمنٹ کو پیشکش میں دئے تہے - مصنف

ذکر اس امر کا کہ ایک کونسل ریجنسی کے تقرر کی بابت ۱۸۵۸ء میں ایک قرار داد ہوئی تھی

ناظرین اس کتاب کو یہہ بات یاد ہوگی کہ ماہ جون ۱۸۵۸ء مین رؤسا ء پہلکیان نے ایک واجب العرض گورنمنٹ کی خدمت مین منظوری کیلئے واسطے پیشکش کی تھی جسکا ایک فقرہ کا یہہ مضمون تہا کہ اگر تینون ریاستون مین کسی رئیس کے انتقال کے وقت اوسکا جانشین نابالغ ہو تو ایک کونسل اوف ریجنسی قایم کیجاے اور اسکے واسطے ریاست کے تین قدیم اور معتبر اور نہایت لایق اہلکار صاحب ایجنٹ بہادر ہر دو رؤسا کی صلاح سے انتخاب کرین اور بغیر ان دو رؤسا[۱] کی مرضی کے کوئی علاقہ غیر کا باشندہ ممبر کونسل مقرر نکیا جاے اور اگر کسی ممبر کونسل سے کوئی نامناسب حرکت ظہور مین آے تو اوسکی جگہہ اسی طریق سے کوئی اور شخص منتخب کرکے مقرر کیا جاے مگر رئیس نابالغ کا کوئی رشتہ دار کسی حالت مین شریک کونسل نکیا جاے چنانچہ اس درخواست کو گورنمنٹ ہند نے منظور فرمالیا تہا۔

مہاراجہ نرانذر سنگہ کی اخیر وقت کی ہدایات۔

مہاراجہ نرانذر سنگہ صاحب نے اپنی نزع کے وقت ارکان ریاست کو طلب فرماکر اون سے یہہ اخیر ارشاد فرمایا کہ جسطرح مین گورنمنٹ برطانیہ کا ہوا خواہ رہا ہون اوسیطرح آیندہ بہی اوسکی اطاعت اور وفاداری مین ثابت قدم رہنا اور میرے جانشین کو میرے نمونہ کی پیروی کرنیکی تعلیم کرنا اور ریاست کا انتظام جسطرح ہمنے مقرر کیا ہوا ہے اوسیطرح ہوتا رہے ان باتون سے یہہ پایا جاتا ہے کہ مہاراجہ صاحب کی

---

[۱] اصل کتاب کا سیاق عبارت غالباً بسبب غلطی ترجمہ اوس واجب العرض کے اس قسم کا ہے کہ اگر دونون رئیسون کی مرضی ہو جاے تو کوئی غیر ملکی شخص بہی اس کونسل مین مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر واضح ہو کہ اصل واجب العرض کا مطلب یہہ ہے کہ گورنمنٹ ایسا نہ کرے کہ کسی غیر ملکی شخص کو کونسل مین مقرر کردیوے اور ہر دو رؤسا کی راے کا لحاظ نکرے ۱۲ - مترجم

مراد ان الفاظ سے وہ معاہدہ تہا جو کونسل اوف ریجنسی کے انتظام کی نسبت گورنمنٹ اور
رؤسا کے باہم ہوچکا تہا - مگر اہلکاران ریاست نے مابعد کا لکہا ہوا ایک ایسا کاغذ پیش
کیا جسکو وہ واجب العرض ہو یا وہ قابل التعمیل قرار دیتے تہے جسکا نام دستور العمل تہا - یہہ
دستور العمل تیرہوین اکتوبر ۱۸۶۰ء کا لکہا ہوا تہا اور اسمین چند ہدایات اس باب مین
مرقوم تہین کہ جب کبہی کونسل کا رکن ریاست مقرر ہو تو اہلکارون کو کسطرح عملدرآمد
رکہنا چاہئے یہہ کاغذ کسیطرح سے اوس معاہدہ پر فوق نہین رکہتا تہا جسکو گورنمنٹ ۱۸۵۸ء
مین منظور کرچکی تہی اسمین بہت سی باتین نہایت شرح و بسط کے ساتہہ لکہی ہوئی تہین
مگر کونسل اوف ریجنسی کے ممبرون کی تعداد اور اونکے انتخاب مین صاحب ایجنٹ اور رؤسا کے چنبند
ونابہہ سے امداد لینے کا کچہہ کہین تذکرہ نہین تہا اہلکاران ریاست پٹیالہ یہہ بات ثابت کیا
چاہتے تہے کہ یہہ کاغذ ۱۸۵۸ء کے معاہدہ کا ناسخ ہے اور انکا بیان یہہ تہا کہ مہاراجہ صاحب
نے جو یہہ وصیت فرمائی تہی کہ جو انتظام پہلے کیا ہوا ہے اسی پر عملدرآمد ہوتا رہے اس سے اونکی
یہہ بہی مراد تہی کہ جو اہلکار اسوقت با اختیار ہین وہ اپنے اپنے محکمات کا کام کرتے رہین اور
کوئی کونسل اوف ریجنسی جسمین تین ممبر شریک ہون مقرر نہ ہو -

وجوہ اعتراض اہلکاران ریاست پٹیالہ در باب تقرر کونسل اوف ریجنسی

اور یہہ اہلکار یہہ بہی کہتے تہے کہ ایسی کونسل کا مقرر ہونا ریاست پٹیالہ کے لئے
مضر ہوگا - کیونکہ جو ممبر اس کونسل مین مقرر ہونگے وہ اپنے اختیارات کو
بڑہانا چاہینگے اور اس سبب سے آپسمین حسد اور نااتفاقی پیدا ہوجائیگی -
معہذا اس نئی کونسل کے تقرر سے خزانہ ریاست پر ایک بیفائدہ بوجہہ عاید ہوگا اور کم درجہ

کے عہدہ دارون کو اونکی جگہہ مامور کرنا پڑیگا اور علاوہ برین پٹیالہ کے تمام معزز عہدہ دارون کی یہی خواہش ہے کہ کلونت رای دیوان عبدالنبی خان میرمنشی بساوہ سنگہ بخشی اور سید محمد حسن حاکم عدالت بدستور انتظام ریاست کرتے رہین اور شاید یہی مناسب تہا کہ انمین پانچوان شخص وہ شامل کیا جاتا جو مہاراجہ صاحب کا اور نابالغ کا اتالیق مقرر ہوا یہہ عہدہ اسوقت خالی تہا۔

راجہ صاحبان جنید اور نابہہ کی رائے۔

بعد ساعت تجاویز مذکورہ بالا اہلکاران پٹیالہ صاحب ایجنٹ ریاستہاے اینروی ستلج نے رئیس جنید و نابہہ کو اندرین باب مراسلات تحریر کیے اور اونکی رائین طلب کین اور یہہ بہی استفسار کیا کہ مذکورہ بالا دستور العمل کے منشا سے گورنمنٹ کو کسواسطے اطلاع نہین دی گئی تہی۔ ان رؤسا نے ریاست پٹیالہ کے اونہین اہلکارون کو جو اسوقت موجود تہے بدستور قائم رہنا پسند کیا اور ملائمیت کے ساتہہ یہہ جتایا کہ لارڈ کیننگ صاحب نے جو سندین عطا کی ہین اونکی رو سے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو یہہ امر کچہہ ضرور نہ تہا کہ اپنے اس ارادہ سے صاحب ایجنٹ کو مطلع کرتے کسواسطے کہ سند کی رو سے اونکو اختیارات کامل اور مطلق حاصل تہے اور ان اختیارات کی وجہہ سے اونکو اسبات کا منصب حاصل تہا کہ اپنی ریاست کے انتظام کے لئے جیسا مناسب سمجہین ویسا تجویز کرین۔

معنی الفاظ سند کی تفسیر اور تاویل۔

اب یہہ امر جو سیدہا سادہ بہی ہے اور اہم بہی تنقیح طلب پیدا ہوا کہ سند مورخہ پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ء کے الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ ان سندون کی دفعہ اول مین جو ان تینون رئیسون کو دی گئی تہین یہہ الفاظ ہین کہ مہاراجہ صاحب اور

اونکو ورثتاً علی الدوام اپنے موروثی اور جدید علاقجات پر فل ساورنٹی (یعنی اختیارات حکومت تامہ) عمل مین لاتے رہینگے - اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ یہہ سند اون رئیسون کو اوس واجب العرض کی منظوری کے بعد عطا ہوئی تہی جسمین کونسل اوف ریجنسی کے مقرر کرنیکی بابت بہی ایک انتظام مندرج تہا مگر تصفیہ طلب باتین یہہ ہین کہ کیا اس سند سے مہاراجہ صاحب کو ایسے اختیارات حاصل ہوگئے تہے کہ سنجیدگی کے ساتھہ منعقد کیا ہوا ایک عہدنامہ جسکو گورنمنٹ نے خود ان ہی رؤسا کی درخواست سے منظور کیا تہا بالائے طاق رکہدیا جاوے اور نیز یہہ کہ یہہ فل ساورنٹی (یعنی اختیارات کاملہ و حکومت تامہ) جو مہاراجہ صاحب کو اس سند مین دی گئی تہی کس قسم کی ہے اصل سند مین تو یہہ فارسی الفاظ مندرج تہے کہ حسب دستور قدیم حکمران باشند - جن سے یہہ معنی نکلتے ہین کہ حسب فل ساورنٹی کے موافق وہ قدیم سے حکومت کرتے رہے ہین اوسیطرح کرتے رہین -

سند کو دفعہ اول سے صرف اونہین اختیارات کا بحال کرنا مقصود تہا جو ان رئیسون سے چہین لئے گئے ہے -

بلاشک و شبہہ یہہ بات درست ہے کہ سند مین ان الفاظ کو لکہنے سے ضرور یہہ مراد رکہی گئی تہی کہ گورنمنٹ کا یہہ مدعا تہا کہ جس قسم کی آزاد حکومت ان روسا کے لئے ۱۸۰۹ء اور ۱۸۱۱ء مین جایز رکہی گئی تہی اوسکو تسلیم کیا جاوے - اور ۱۸۴۷ء مین جو اختیارات سزاے قصاص دینے کے چہین لئے گئے تہے وہ بدستور سابق بحال کردئے جاتے ہین مگر یہہ مراد ان الفاظ کے اندراج سے کسی طرح نہین تہی کہ جو معاملات اہم اور غیر معمولی طرز کے ہون وہ بہی گورنمنٹ کے حیطہ دست اندازی سے خارج رہینگے -

سند کی دفعہ ہشتم امور غیر معمولی مین گورنمنٹ کے اختیار دست اندازی کو نہین روکتی۔

سند کی آٹہوین دفعہ کے روسے گورنمنٹ کا یہہ اقرار کرنا کہ مہاراجہ صاحب کے ہوم ہولڈ اور فیملی آرینج منٹس (یعنی انتظامات اندرونی و خانگی) کا گورنمنٹ موصوف لحاظ رکہیگی اور اوسمین کسی طرح کی مداخلت نہین کریگی اس امر کو لازم نہین کردانتا کہ ایک ایسے اہم طور کے پولیٹکل اور ریاستی معاملہ مین بہی مداخلت نہ کیجاویگی جیساکہ یہہ ریجنسی کے مقرر کرنیکا ضروری معاملہ تہا اور جسکو مقرر کرنے کے طریقہ کو گورنمنٹ نے خود اہین رئیسون کی باضابطہ درخواست کے موافق منظور کیا تہا۔

لفظ فل سادرنٹی کے معنون کی تشریح۔

لفظ فل سادرنٹی جو اون اصل الفاظ کا ایک غیر مقید اور آزاد ترجمہ تہا جنکے معنی یہہ روساصاف یہہ سمجہتے تہے کہ ستلج کی لڑائی کے بعد جو اختیارات جانے رہے تہے وہ بحال ہوگئے کسی عہدنامہ کے کسی لفظ کی تفسیر اور معنی کرنا درحالیکہ ہردو فریق معاہد کا مدعا اور مراد پہلے سے معلوم ہو اور نیز عہدنامجات سابقہ بہی ایسے موجود ہون جن کے معنی صاف ظاہر ہوتے ہون تو یہہ کچہہ مشکل بات نہین ہے اور جبتک کہ ایک سند مین خاص طور سے کوئی ناسخ عبارت درج نہو اوسوقت تک دوسری سند منسوخ نہین ہوسکتی اور علے ہذالقیاس جو وثیقہ (دستورالعمل متذکرہ بالا سے ہی) ہنوز گورنمنٹ سے منظور بہی نہوا ہو اوسکے حوالہ سے کسی رئیس کو خود بخود ایسے معاہدہ کے منسوخ کردینے کا جو اوسنے گورنمنٹ کے ساتہہ بخوبی سمجہہ بوجہہ کر منعقد کیا ہو کچہہ اختیار نہین ہے اور اگر لفظ فل سادرنٹی کے ایسے ہی (وسیع) معنی لئے جاوین تو گورنمنٹ انگریزی کے وہ سب حقوق جو اوسکو بحیثیت بالادست سلطنت ہونے کے حاصل ہین معدوم ہوجاوینگے لفظ فل سادرنٹی تو جہانتک کہ اسکو ان اسناد سے

علاقہ ہے اس جگہہ ایک ایسا معمولی لفظ ہے جسکو عہدنامجات وسندات سابق سے تعلق ہے اور یہان اسکے معنی محض اسقدر آزادی کے ہین جو گورنمنٹ کے حقوق عامہ کے خلاف نہو۔ رؤسا پر بطور کلی عام نگرانی اور روک ٹوک رکہنا اور اونکی طرف سے بموقعات ضرورت اظہار بہواخواہی کا ہونا اور اون تمام معاہدون کا جنمین بطور صریح کسیطرح کی ترمیم یا تنسیخ نکردی گئی ہو پاس ولحاظ رکہنا یہہ سب باتین گورنمنٹ کے حقوق مین داخل ہا اعتقاد کیا جاتا

اسکا کوئی ثبوت نہ تہا کہ مہاراجہ نراندر سنگہ صاحب سنہ ۱۸۶۰ع کے معاہدہ سے کنارہ کشی کرنے کی کوئی خواہش رکہتے ہون۔

اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہین ہے کہ مہاراجہ نراندر سنگہ نے جو دستور العمل بنایا تہا اوس سے اونکی یہہ غرض ہو کہ سنہ ۱۸۶۰ع مین جو معاہدہ ریجنسی کے باب مین ہوچکا تہا اوسکے خلاف کوئی قاعدہ جاری کرین بلکہ مہاراجہ صاحب کو اس بات کا کبہی خیال بہی نہ گذرا ہوگا کیونکہ اس دستور العمل کے دیکہنے سے صاف ظاہر ہوتا تہا کہ یہہ اوس واجب العرض کی تائید کیواسطے بنایا گیا تہا جسمین تقرر کونسل ریجنسی وغیرہ کی شرائط مندرج ہین اگرچہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے برابر شمالی ہندوستان مین شاید ہی کوئی رئیس اپنے منصب اور حقوق ریاست کے محافظت کا اسقدر خیال رکہتا ہو مگر باوجود اسکے وہ گورنمنٹ کو اپنا بڑا قابل اعتماد دوست سمجہتے تہے چنانچہ جب مہاراجہ صاحب ممدوح کونسل قانونی کے ممبر مقرر ہوکر کلکتہ کو تشریف لیگئے اس موقع پر اونکی ایک خاص طور کی درخواست سے صاحب کمشنر انبالہ و ایجنٹ لفٹنٹ گورنر کو ہدایت ہدایت کی گئی تہی کہ مہاراجہ صاحب کی غیبت مین ریاست پٹیالہ کے کاروبار کی عام نگرانی رکہا کرین۔

آخرکار کونسل ریجنسی کا مقرر ہونا۔

پس بوجوہات مذکورہ بالا آخرکار گورنمنٹ نے یہہ تجویز کی کہ سنہ ۱۸۶۰ع کا

معاہدہ بالضرور نافذ اور واجب التعمیل تصور کیا جا ہی اور یہہ حکم دیا کہ ایک کونسل اوف ریجنسی مقرر کیجاے جسمین تین اہلکار شریک ہوکر کام کرین - غرضکہ یہہ کونسل مقرر ہوئی اور سردار جگدیپ سنگہ بخشی رحیم بخش اور سردار اودہی سنگہ یہہ تین شخص منتخب ہوکر روساء جیند و نابہہ کی صلاح کے ممبر مقرر ہو گئی -

کونسل ریجنسی کے عہد حکومت کے حالات کا تحریر کرنا کچہہ مناسب نہین معلوم ہوا -

کونسل اوف ریجنسی کے مقرر ہونیکے بعد جسطرح جسطرح امور ریاست پٹیالہ کی کارروائی ہوتی رہی اسکا حال چند وجوہ کے سبب جو خود ہی ظاہر ہین بیان کرنا مناسب نہین ہے چونکہ ریاست پٹیالہ بڑی مثل اور ریاستون کے ایک ہندوستانی ریاست تہی اور یہان کا رئیس نابالغ تہا اور گورنمنٹ کی مداخلت اپنے معاہدون کے رو سے جنکو وہ توڑنا نہین چاہتی تہی بہت محدود اور کم تہی اسسبب سے اس ریاست کی ہوا کئی سال تک بگڑی رہی یہان اسوقت اپنے آقا اور ملک کے فایدہ پر نظر کرنیوالے شخص بہت کم تہے مگر البتہ ایسے بہت سے تہے جو اپنی نالیاقتی اور بد دیانتی کے چہپانے کی خاطر ریاست کے انتظام مین خلل انداز تہے بیان انکی مخصوص دونون کا حال آئندہ کوئی اور شخص اوسوقت لکہیگا جبکہ اس ریاست کی نسبت جو برے خیالات بالفعل موجود ہین وہ کم ہوجاینگے یا لوگ اونکو بالکل بہول جاینگے -

کونسل مذکورہ بالا کے ممبرون مین تغیر تبدل -

سردار اودہی سنگہ نے چہبیسوین نومبر سنہ ۱۸۶۳ع کو وفات پائی اسکی دو ہر سال جنوری کے مہینہ مین رئیسان نابہہ و جیند کی پسند یدگی سے لبہا سنگہ انکی جگہہ مقرر ہوئی لبہا سنگہ اس عہدہ پر بہت دنون نہین رہے کسو سطے کہ سنہ ۱۸۶۶ع مین

انکا بہی انتقال ہوگیا اور اسیطرح بخشی رحیم بخش نے بہی رحلت کی۔

نئے ممبرونکا تقرر

جب ۱۸۶۶ء کے موسم گرما کے اخیر مین مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب شملہ تشریف لیگئے اس موقع پر گورنر جنرل بہادر نے مولوی محمد حسن[۱۵] اور سردار فتح سنگہ کا اہلکاران متوفی کی جگہہ ممبر کونسل ہونا منظور کیا۔ مولوی محمد حسن حاکم صدر عدالت تہے اور سردار فتح سنگہ نارنول کے ناظم۔

دیوان کالونت رائے اور بخشی ہیر سنگہ کی جلاوطنی کا ذکر۔ اور حکیم عبد النبی خان کا اس سے کچہہ عرصہ بعد زاید ممبر کونسل مقرر ہونا

ماہ دسمبر ۱۸۶۷ء مین دیوان کالونت رائے اعلے عہدہ دار صیغہ مال اور بخشی ہیر سنگہ اعلے افسر صیغہ فوج معہ اپنے بعض متوسلین کے ریاست پٹیالہ سے خارج کئے گئے اب ممبران کونسل مین جو تہوڑے عرصہ تک متفق رہے تہے باہم نفاق پیدا ہوکر دو فریق ہوگئے اور ماہ جون ۱۸۶۸ء مین صاحب ایجنٹ لفٹنٹ گورنر نے حکیم عبد النبی خان میر منشی کو کونسل کا زائد ممبر مقرر کیا مگر ریاست پٹیالہ کے انتظام مین پہلے کی نسبت کچہہ صفائی اور ترقی نہین ہوئی۔

مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب بہادر کو حکمرانی ریاست کے اختیارات کامل کا ملجانا اور اونکی چال ڈہال

آخرکار ماہ فبروری ۱۸۷۰ء مین مہاراجہ صاحب کو اختیارات کامل حاصل ہوگئے اور کونسل موقوف ہوگئی۔ اب مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب کی اٹہارہ برس کی عمر ہے انکو ماسٹر رامچندر بہت ہوشیاری اور تندہی کے ساتہہ تعلیم دیتے رہے ہین۔ ماسٹر موصوف ایک مشہور ریاضی دان اور دہلی کے باشندہ ہین اور انہون نے اس تمام مدت مین اپنے نازک اور مشکل کام کو

---

[۱۵] یعنی خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر حال وزیر اعظم ریاست۔ مترجم

ایک عجیب استقلال اور دیانت داری کے ساتھہ اس ریاست مین انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ انکی محنت رایگان بہی نہین گئی کسواسطی کہ نوجوان مہاراجہ صاحب اپنے ہم عنس ہندوستانی رئیسون مین اچھے تربیت یافتہ رئیس ہین اور انگریزی فارسی اور گورمکہی مین دستگاہ رکہتے ہین چونکہ مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب قدرتی ذکی الطبع اور ایک ضابطہ شخص ہین اس سبب سے ظن غالب ہی کہ وہ اپنی قلمرو پر خود حکومت کرینگے اور نالایق عہدہ دارون کے ہاتہہ مین سلطنت کی باگ نہین چہوڑ دینگے - ریاستی کے زمانہ کی مشکلات نے اونکو بہت سی نصیحتین سکہا دی ہین اور امید ہی کہ وہ اونکو جلدی ہی نہین بہول جائینگے - مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب کے دلمین اونکے والد ماجد کیطرح اپنی اوائل حکومت مین گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے کوئی شکوک پیدا نہین ہونگے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہین کہ گورنمنٹ اونکو بہبودی اور رضامندی کی حالت مین دیکہنا چاہتی ہے اور تعلیم و تربیت نے اونکو یہہ بات بہی سکہادی ہے کہ کوئی رئیس جو اپنی حکومت رعایا کو فایدہ نہ پہونچاوے وہ اعزاز و افتخار حاصل نہین کرسکتا -

نواب لفٹنٹ گورنر کا پٹیالہ مین تشریف لانا واقع ۱۸۶۷ء

ریاست پٹیالہ کی تاریخ مین یہہ چند باتین اور بہی قابل ذکر ہین چنانچہ منجملہ اونکے اول بات یہہ ہی کہ ماہ جنوری ۱۸۶۷ء مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب رونق افروز پٹیالہ ہوئے تہے [۵۱]

---

[۵۱] اس موقع پر رسوم ملاقات جو جانبین سے ادا ہوئی تہین منقولہ ذیل پروگرام (یعنی دستور العمل ملاقات) سے ظاہر ہین اور اسکی نقل اسجگہ اس خیال سے کیجاتی ہے کہ ناظرین کتاب کو اسکے ملاحظہ سے ہندوستانی رئیسون کی ملاقات کے دستورات معینہ کا ایک نقشہ نظر آسکتا ہے اور واضح ہو کہ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور کی ملاقات کے لئے بہی یہہ ہی دستور العمل تصور کرنا چاہئے کیونکہ اونکا درجۂ اعزاز بہی مثل پٹیالہ کے ہی ہے - ۱۲ المصنف

— ترجمہ پروگرام (یعنی دستور العمل) ملاقات نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب و مہاراجہ صاحب بہادر والی پٹیالہ

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب یعنی سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب سات بجے صبح کے اپنے کیمپ سے روانہ ہونگے ریاست پٹیالہ کے اول درجہ کے دو اہلکار شہر سے دو میل کے فاصلہ پر نواب ممدوح کا استقبال کرینگے موضع جورہ مین مہاراجہ صاحب بہادر بہمراہی اہلکاران جلوس کے ساتھہ ملاقات کرینگے یہان لفٹنٹ گورنر صاحب مہاراجہ صاحب کے ہاتی پر داہنی طرف بیٹھہ کر قیام گاہ کو تشریف لیجائینگے مہاراجہ صاحب کی طرف سے شہر پٹیالہ کے قریب ایک گارڈ آف آنر (تعظیمی گارڈ) صف بستہ استادہ ہوگا اور جسوقت لفٹنٹ گورنر صاحب تشریف لائینگے اوسوقت وہ سلامی اوتاریگا شہر کی فصیل پر سے داخلہ کے وقت اور نیز جبکہ لفٹنٹ گورنر صاحب اپنے خیمہ گاہ پر پہونچینگے اوسوقت اونیس توپ سلامی کی سر ہونگی مہاراجہ صاحب لفٹنٹ گورنر صاحب کے ساتھہ خیمہ گاہ تک تشریف لیجائینگے اور وہان سے رخصت ہوکر واپس چلے آئینگے بعدہ ریاست پٹیالہ کے اول درجہ کے دو اہلکار مہاراجہ صاحب کی جانب سے لفٹنٹ گورنر صاحب کی مزاج پرسی کیواسطے جائینگے —

مہاراجہ صاحب بہادر کا ملاقات کو لئے تشریف لانا

شام کے ساڑہے چار بجے مہاراجہ صاحب لفٹنٹ گورنر سے ملاقات کیواسطے تشریف لیجائینگے صاحب ڈپٹی کمشنر کے موجود نہونے کے سبب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس انبالہ بسواری فیل مہاراجہ صاحب کے دولتخانہ پر پہونچکر وہان سے مہاراجہ صاحب کو سوار کراکر لائینگے صاحب ملیٹری سکرٹری گورنمنٹ و پرایویٹ سکرٹیری نواب لفٹنٹ گورنر صاحب ایڈیکانگ (یعنی مصاحب) نواب ممدوح ہاتہیون پر سوار ہوکر مہاراجہ صاحب کی پیشوائی کیواسطے آدہی دور تک جائینگے اور جب مہاراجہ صاحب اپنے ہاتی پر سے اُترینگے تو صاحب ایجنٹ اور صاحب سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب اونکا استقبال کرکے لیجائینگے اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر لب فرش سے دو تین قدم آگے بڑہ کر مہاراجہ صاحب کی پیشوائی کرینگے صاحب ایجنٹ مہاراجہ صاحب کی داہنی طرف اور اہلکاران ریاست صاحب موصوف کی داہنی طرف بیٹھینگے لفٹنٹ گورنر صاحب کی بائین طرف صاحب سکرٹیری گورنمنٹ اور صاحبان مشافت بیٹھینگے بعدہ اہلکاران ریاست معمولی نذرین پیش کرینگے بعد ازان مہاراجہ صاحب اور اونکے اہلکارون کے واسطے خلعت لاکر رکھے جائینگے اور بعد تقسیم عطر و پان کے دربار برخاست ہوگا — مہاراجہ صاحب کی مشایعت بہی اوسی تکلف کے ساتہہ ہوگی جسطرح پیشوائی کیجائیگی اور مہاراجہ صاحب کی تشریف آوری اور تشریف بری کے وقت سترہ سترہ توپین سلامی کی سر ہونگی اور لفٹنٹ گورنر کے کیمپ کی سپاہ سلامی اوتاریگی —

بازدید کی ملاقات

دوسرے روز ساڑہے چار بجے شام کے اول درجہ کے چار اہلکار لفٹنٹ گورنر صاحب کو لینے کے واسطے آئینگے اور مہاراجہ صاحب خود آدہی دور تک پیشوائی کے واسطے تشریف لائینگے لفٹنٹ گورنر مہاراجہ صاحب سے ملاقات کرکے اونکو اپنے ہاتی پر بٹہالینگے اور قلعہ کے دروازہ پر مہاراجہ صاحب کی سپاہ سلامی اوتاریگی دربار مین لفٹنٹ گورنر صاحب مہاراجہ صاحب کے داہنی طرف رونق افروز ہونگے اور نواب ممدوح کی جانب راست صاحب سکرٹیری گورنمنٹ اور اور صاحبان ہمراہی نواب ممدوح بیٹھینگے اور صاحب ایجنٹ مہاراجہ صاحب کی بائین طرف رونق افروز ہونگے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور مہاراجہ صاحب اور صاحب ایجنٹ اور صاحب سکرٹیری گورنمنٹ کے واسطے مکلف کرسیان بچہائی جائینگی باقی تمام حضار دربار کے واسطے سادی کرسیان — پہر اہلکاران ریاست پٹیالہ معمولی نذرین پیش کرینگے بعدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے لئے پیشکش لاکر

رو برو رکہا جائیگا بعدازان مہاراجہ صاحب خود دست مبارک سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اور صاحب ایجنٹ اور صاحب سکرٹیری گورنمنٹ کو اور اہالی کونسل دیگر افسران انگریزی کو عطر و پان تقسیم کرینگے اور نواب لفٹنٹ گورنر مہاراجہ صاحب سے رخصت ہوکر خیمہ گاہ کو واپس تشریف لیجائینگے نواب ممدوح کے تشریف لیجانے کے وقت بہی وہی رسوم ادا ہونگی جو اونکی رونق افزائی کے وقت ہوئی تہین اور اونیس توپ کی سلامی نواب ممدوح کی تشریف آوری اور تشریف بری کے وقت سر ہوگی چہبیسوین ماہ حال کی صبح کو لفٹنٹ گورنر صاحب پٹیالہ سے بازیدپور کو تشریف لیجائینگے اونکی روانگی کے وقت اونیس توپ سلامی کی سر ہونگی ضیافت وغیرہ کی رسوم مہاراجہ صاحب کی طرف سے صاحب ایجنٹ کی صلاح کے موافق ادا ہونگی۔ مصنف فقط۔

اور ماہ مارچ سنہ ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ مہندر سنگہ صاحب بہادر انبالہ کے اوس دربار مین شریک ہوئے تہے جو امیر شیر علی خان والی کابل کی ملاقات کے واسطے احتراماً منعقد ہوا تہا اور فبروری سنہ ۱۸۷۰ء مین مہاراجہ صاحب ممدوح شہزادہ عالی تبار ہز رائل ہائی نس ڈیوک اوف اڈنبرا کی ملاقات کیواسطے لاہور تشریف لیگئے اس موقع پر مہاراجہ صاحب اور ڈیوک ممدوح الشان کے باہم معمولی تکلف کے ساتہہ ملاقاتین ہوئی تہین۔

ذکر تعمیر نہر از دریاے ستلج موسوم بہ نہر سرہند کینال۔

سال حال یعنی سنہ ۱۸۷۰ء مین تعمیر نہر سرہند کا معاملہ جو علاقہ پٹیالہ کے حق مین نہایت مفید ہے اور جسکی باب مین کئی سال سے مباحثہ ہو رہا تہا قطعی طے ہوگیا ہے یہہ نہر علاقہ پٹیالہ اور اضلاع انبالہ کی آب پاشی کے واسطے روپڑ کے قریب ستلج سے کاٹی جائیگی

اس نہر کی تعمیر کی خواہش پہلے مہاراجہ نرندر سنگہ صاحب نے سنہ ۱۸۶۱ء مین کی تہی۔

فبروری سنہ ۱۸۶۱ء مین مہاراجہ نرندر سنگہ صاحب نے بمقام پنجور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر (یعنی سر رابرٹ منٹگمری) سے ملاقات کے موقع پر یہہ خواہش ظاہر کی تہی کہ مین اپنے صرف سے اپنے علاقہ مین نہر تعمیر کرانی چاہتا ہون پہلے بہی یہہ ارادہ کیا گیا تہا مگر اوس زمانہ مین (مسٹر جارج کارنک بارنس) جو اوسوقت ستلج کے کمشنر تہے اونکی رای مین اس کام کا چلنا ناممکن تہا اس سبب سے مہاراجہ صاحب اس ارادہ [illegible]

دنون تک ہاتھ دہو بیٹھے تھے مگر ۱۸۶۱ء مین اونہون نے پہر تعمیر نہر کا بیڑا اوٹھایا اور
گورنمنٹ سے زمین کی پیمایش کیواسطے ایک انجنیر کی ماموری کی درخواست کی اور چونکہ اس
تجربہ کار افسر انگریزی نے اپنی رپورٹ مین تحریر کیا کہ اس ملک مین آب پاشی کی
نہایت ضرورت ہے اور یہان کی زمین اسکے موزون ہے اسلئے گورنمنٹ نے اس مفید کام مین
حتی الامکان تائید کرنے کا ارادہ ظاہر کیا —

سبب توقف تعمیر نہر

مہاراجہ صاحب نراندر سنگہ کے دفعتًا وفات پانیکے سبب یہہ منصوبہ پورا ہونے سے رہگیا تہا - مگر جولائی ۱۸۶۷ء مین گورنمنٹ کی تحریک سے اس منصوبہ مین پہر جان پڑی چنانچہ سردار جگدیپ سنگہ ممبر کونسل اور عبدالنبی خان میر منشی اس معاملہ کے شرط و شروط کو مباحثہ کے لئے شملہ بہیجے گئے لیکن چونکہ اہلکاران کونسل مین بڑا اختلاف تہا اس سبب تعمیر نہر کے باب مین ریاست پٹیالہ کی طرف سے شرائط عہد و پیمان کے طی ہونے مین بڑی ڈہیل ہوئی مگر دسمبر ۱۸۶۹ء مین ریاست پٹیالہ نے گورنمنٹ کی تمام شرائط کو منظور کیا -

۱۸۷۰ء مین شرائط تعمیر نہر کا آخیر تصفیہ ہوجانا —

اور ماہ مارچ ۱۸۷۰ء مین اس معاملہ کا قطعی فیصلہ ہوگیا اور یہہ بات قرار پاگئی کہ نہر کی طیاری اور نگرانی کا کام گورنمنٹ کے ہاتہ رہے اور افسران انگریزی خاص بڑی نہر مین پانی پہونچانے کا نظم و انتظام رکہین اور چہوٹی شاخین جن سے پانی تقسیم ہوگا عہدہ داران ریاست پٹیالہ کے ہاتہ مین رہینگی اور جسقدر پانی گورنمنٹ انگریزی اور ریاست پٹیالہ کے علاقہ مین دیا جائے اوسکی مناسبت سے بطور حصہ رسدی مصارف ادا کیا جاے اور چونکہ یہہ دریا عملداری انگریزی مین ہے اسوجہہ سے منجانب ریاست کچہہ روپیہ بوجہہ حق

مالکانہ بابت استعمال مین لانے اوسکی پانی کے گورنمنٹ کو دینا قرار پایا تعمیر نہر کا کام روپڑ مین شروع ہوگیا ہے اور اسکی طیاری سے ریاست پٹیالہ کو بڑا فایدہ پہونچیگا اور آمدنی ریاست کو بہت کچہہ ترقی ہوگی -

پنجاب یونیورسٹی کالج کو مہاراجہ صاحب کی طرف سے ایک عطیہ کا دیا جانا

مئی ۱۸۷۰ء مین مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر نے لاہور کی یونیورسٹی کالج کو ستر ہزار روپیہ بطور امداد عطا فرمایا منجملہ اسکے تیس ہزار روپیہ شہزادہ عالیجناب ڈیوک آف ایڈنبرا کی رونق افروزی پنجاب کی یادگار قایم رکہنے کی غرض سے ایک وظیفہ مقرر کرنیکے واسطے دیا گیا تہا -

ذکر وفات ولیعہد ریاست بہرت پور بمقام پٹیالہ -

رانی بسنت کنور[51] مہاراجہ صاحب کی ہمشیرہ رئیس بہرت پور کے ساتہہ کتخدا ہوئی تہین اوایل ۱۸۶۹ء مین رانی صاحبہ موصوف کو بہت خط و کتابت کے بعد اپنے گہر یعنی پٹیالہ آنے کی اجازت ہوئی اونکے ساتہہ ولیعہد ریاست بہرت پور بہی آئے تہے اور صاحبزادہ کی عمر اسوقت بہت چہوٹی سی تہی رانی صاحبہ ہنوز پٹیالہ ہی مین تہین کہ یہہ بچہ بیمار ہوا اور چوتہی دسمبر کو ذات الریہ کی مرض مین انتقال کرگیا -

ذکر وفات رانی صاحبہ موصوف واقع ۱۸۷۰ء

اسکے تہوڑے ہی عرصہ بعد خود رانی صاحبہ بہی بخار کے عارضہ مین مبتلا ہوئین اور تین مہینہ تک بیمار رہکر سترہوین فروری ۱۸۷۰ء کو ملک بقا کو سدہارین اس موقع پر اونکے بہائی مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر عالیجناب شاہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا سے ملاقات کیواسطے لاہور گئے ہوئے تہے -

---

[51] بی بی بسنت کنور صاحبہ اون بی بی صاحبہ کا نام ہے جو دہولپور بیاہی گئی تہین - انکا نام بی بی بخنا ور کنور صاحبہ تہا - مترجم

مہاراجہ صاحب کے دولتخانہ مین ایک فرزند کا پیدا ہونا

مہاراجہ مہندر سنگھ صاحب نے تین شادیان کی ہین انکی اخیر شادی راجہ صاحب فرید کوٹ کے ایک قرابتی میان مہتاب سنگھ دہالیوال ساکن موضع دہنا کی لڑکی سے ہوئی ان رانی صاحبہ کے بطن سے سترہوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ع کو ایک فرزند پیدا ہوا۔

مہاراجہ صاحب کو تمغا ستارہ ہند کا عطا ہونا۔

مئی سنہ ۱۸۷۰ع مین مہاراجہ مہندر سنگھ صاحب کو گورنمنٹ سے بکمیس اعظم طبقہ اعلا ستارہ ہند کا خطاب عطا ہوا۔

ریاست پٹیالہ کی مردم شماری اور تعداد رقبہ اور تعداد محاصل وفوج وغیرہ وغیرہ۔

ریاست پٹیالہ کا رقبہ [illegible] ہزار میل مربع ہے اور اسمین آبادی جسکا شمار بہت معلوم نہین ہے قریب سولہ لاکھ پچاس ہزار کے ہے اور آمدنی تخمیناً اٹھائیس لاکھ روپیہ سال کی ہے۔

اس ریاست مین آٹھ ہزار آدمی کی سپاہ ہے اور مہاراجہ صاحب کی طرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین سو سوار متعین رہتے ہین اور مہاراجہ صاحب کی سلامی سترہ توپ کی مقرر ہے اور وہ دربار گورنری مین مہاراجہ جموں و کشمیر سے دوسرے درجہ پر سب رؤسائے پنجاب سے اوپر بیٹھتے ہین مہاراجہ صاحب نے مہربانی فرماکر سنہ ۱۸۶۸ و ۶۹ع کی آمدنی کا مندرجہ ذیل حساب عنایت فرمایا ہے۔

تعداد کل جمیع آمدنی ریاست پٹیالہ بابت سنہ ۱۹۲۵ مطابق سنہ ۱۸۶۸ و ۶۹ع

[illegible] لاکھ [illegible] ہزار [illegible] پائی

تعداد جمیع محاصل سرکاری	تعداد جمیع جاگیرات جو سرکاری جمعبندی سے خارج ہین
[illegible] لاکھ [illegible] ہزار [illegible] پائی	[illegible] لاکھ [illegible] ہزار [illegible]

نمبر ۱ - یہہ لاکھہ روپیہ کی رقم تخمیناً لکھی ہوئی ہے مگر چونکہ تمام حسابات بہت
صحت کے ساتھہ لکھا ہوا ہے اس سبب سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ بھی صحیح ہے
منجملہ اسکے وہ اراضیات معافی جو زمینداروں کو ملتی ہیں اون قطعات اراضی سے مراد
ہیں جو عموماً بقدر دو یا چار ہل کے زمین ہوتی ہے - اور جمعبندی ریاست سے خارج رہتی
ہیں اور بسوہ داروں کو بقاء عزت خاندان اور گذارہ کی خاطر ملی ہوئی ہیں - اور
لفظ معافیات متفرقہ مندرجہ رکانہ مذکورہ بالا سے وہ اراضیات معافی مراد ہیں جو
مذہبی بخششون یا انعام خدمات کے بابت دی گئی ہیں -

نمبر ۲ - بسوہ داروں کو اونکی امتیاز اور گذارہ کی خاطر گانون کی کل جمعبندی میں
سے کچھہ فیصدی دیا جاتا ہے اسکو انعام پیچاپان کہتے ہیں اس انعام کا حق بسوہ دار (۱)
کی اولاد کو بھی پشت بہ پشت پہونچتا ہے اور جس شخص کو یہہ انعام ملتا ہے وہ بلا حجت
بسوہ دار مانا جاتا ہے اور اس انعام کے دینے کا یہہ دستور ہے کہ دس گیارہ روپیہ
فیصدی سے لیکر لعہ سے ۱۲ر اور اس سے بھی کمتر تک دیا جاتا ہے -

نمبر ۳ - ادہکاری کے معنی نصف کے ہیں یہہ معمول برہمنوں سیدوں اور
فقیروں کو بشرطیکہ وہ خود کاشتکار ہوں خواہ ہندو ہوں خواہ مسلمان اسطرح سے دیا جاتا
ہے کہ یہہ لوگ اور کاشتکاروں کی نسبت سرکار کو نصف جمع دیتے ہیں چنانچہ اس
سال میں مبلغ [illegible] ہزار اس قسم کی معافی تھی مگر یہہ تعداد معینہ نہیں ہے
کسواسطے کہ یہہ ادہکاری پانیوالے لوگ اگر اپنی مقبوضہ اراضی کو منتقل کر دیتے ہیں

یا چھوڑ دیتے ہین تو اسکی تعداد کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔

نمبر ۴ - انعام پنچائی معمولی ایک رقم معین ہے یہہ فیصدی کے حساب سے مقرر نہین کیجاتی بلکہ بعض خاص خاندانون کو اونکی عزت اور گذارہ کے واسطے دیجاتی ہے اور مثل انعام پنچائی عموماً ہر ایک بسوہ دار کو نہین ملتی۔

نمبر ۵ - بعض اشخاص جو کسی وقت مین جزو یا کل دیہات کے جاگیر دار یا معافیدار ہو چکے ہین مگر در اصل اب اپنی جاگیر یا معافی پر قابض نہین ہین اس قسم کے دیہات اور جزو دیہات سے ریاست پٹیالہ مالگذاری وصول کرتی ہے اور یہہ مالگذاری آمدنی ریاست کا ایک حصہ خیال کیجاتی ہے لیکن اوس معافیدار یا جاگیر دار کو ایک سالانہ پنشن کے طور پر بقدر اوسکی جاگیر یا معافی کے دیجاتی ہے۔

نمبر ۶ - یہہ پنچائی نہ کسی خاندان کے بقاے عزت کے واسطے دیجاتی ہے اور نہ دوامی رقم ہے محض افسران بندوبست کے زمانہ مین نمبرداروں کو اونکی خدمات کے عوض مین جو انعام اپنے اختیار سے دیا کرتے ہین اوسکا یہہ نام ہے۔
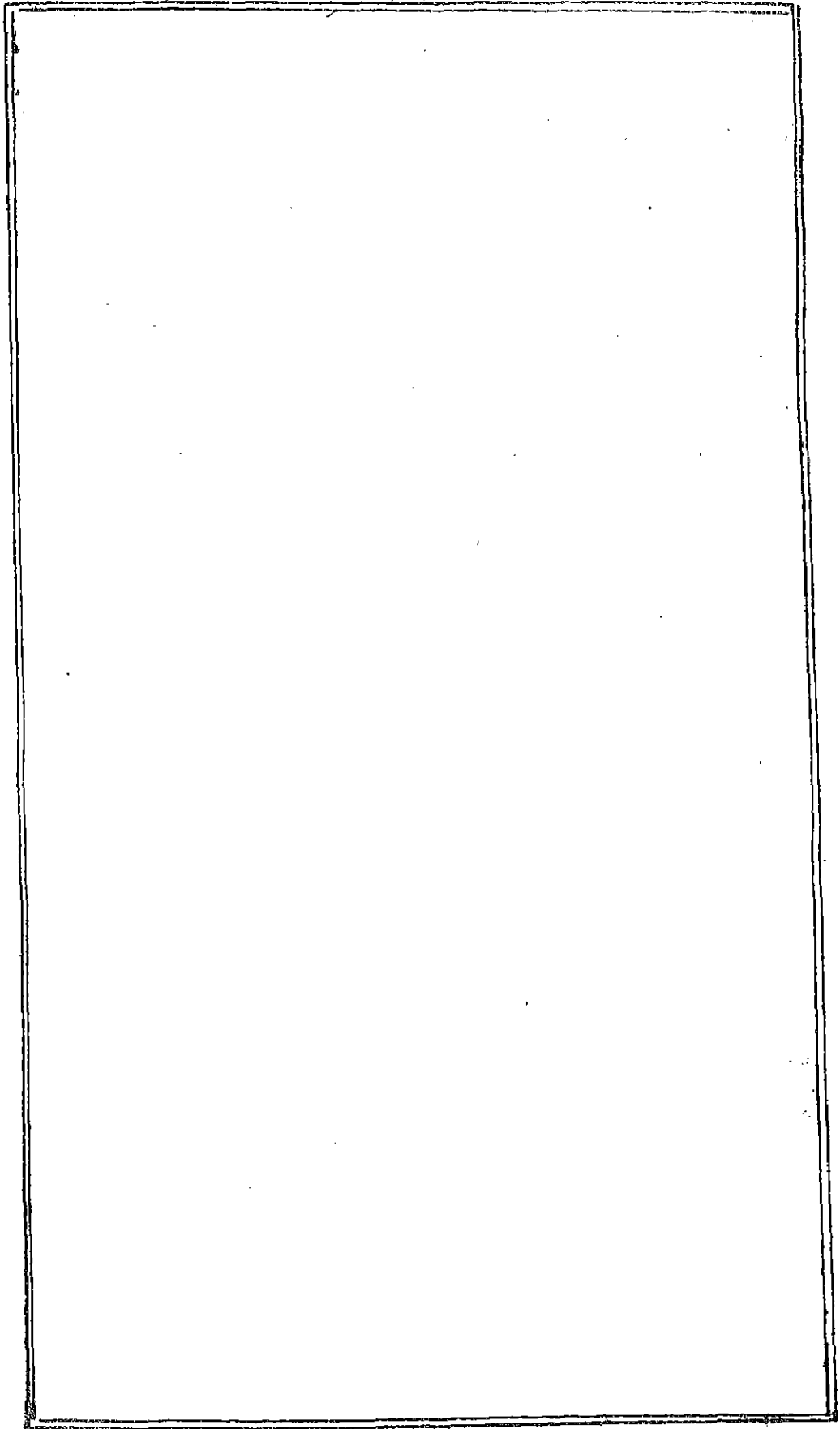
تاریخ بہدوڑ

سرداران بہدوڑ

سرداران بہدوڑ مہاراجہ پٹیالہ کے اب بالکل ماتحت ہین لیکن چونکہ یہہ ماتحتی جدید ہی اسلئے یہہ نہایت ضرور ہی کہ اونکا ایک مختصر تاریخی حال سنہ ۱۸۵۸ء تک جبکہ ریاست پٹیالہ کی برتری اور حکومت کو سرکار انگریزی نے بطور ایک امر رواجی کے نہ بطور کسی استحقاق کے تسلیم کیا تھا لکھا جائے۔ خاندان بہدوڑ کا شجرہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔
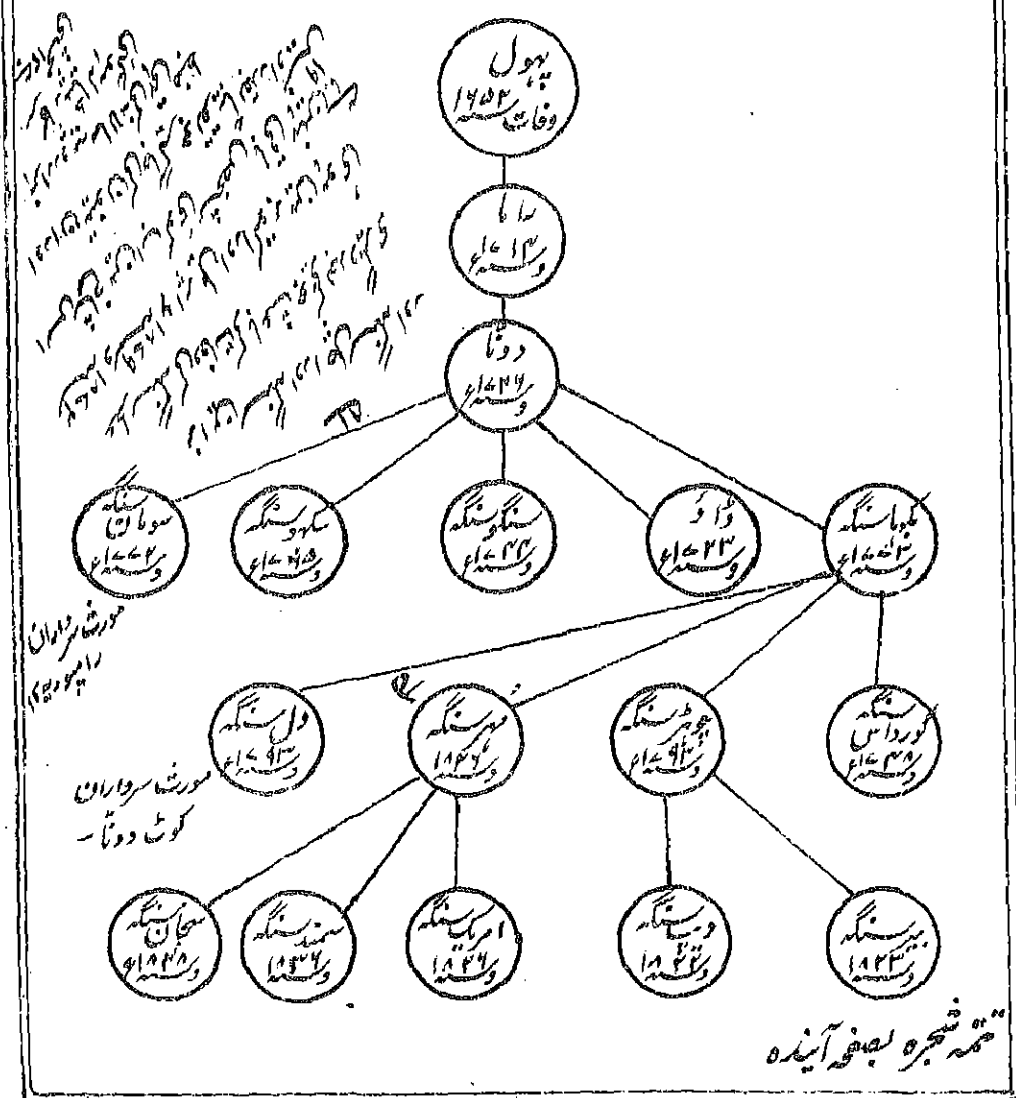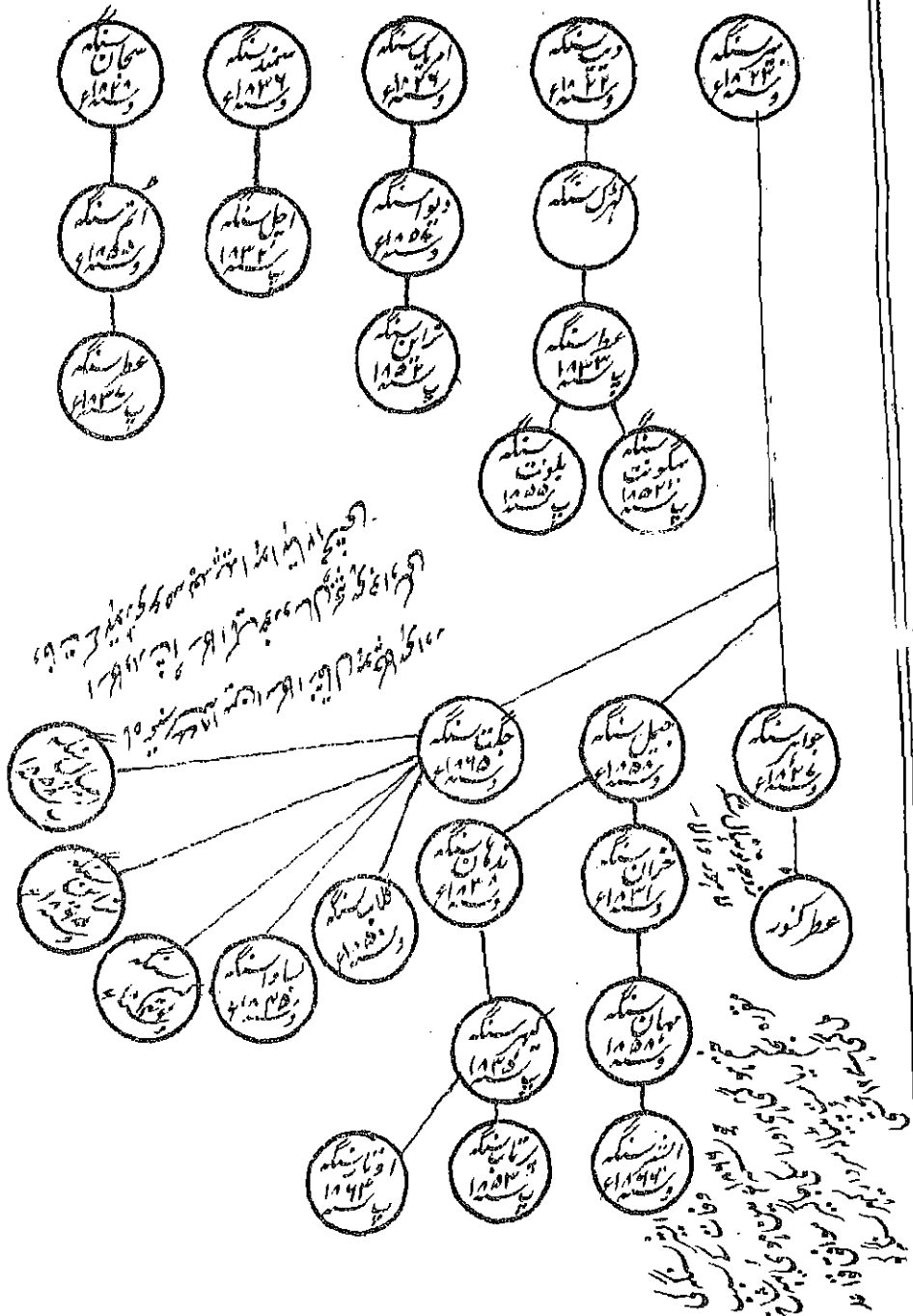
تتمہ شجرہ بصفحہ آئندہ

حاشیہ۔ سندہاے شاہی علیہ اورنگ زیب و تیمور شاہ جو صفحات آیندہ مین درج ہین اونکی تاریخین اوس زمانہ سے مطابق نہین ہوتی ہین جو چودہری راما کی موت کا لکھا گیا ہے۔

چودہری دوناّ بانی خاندان۔

دوناّ جو اس خاندان کا بانی تہا اپنے بہائی آلا سنگہ کے ساتہہ بہدوڑ مین رہا کیا یہانتک کہ سنہ ۱۷۸۱ع مین آلا سنگہ نبالہ کو چلا گیا او سوقت بہدوڑ دوناّ کے قبضہ مین بلا شرکت غیرے آ گئی۔ یہہ شخص صُلح دوست تہا اور چونکہ سکہہ نہین تہا اسلئے سلطنت اسلام کے ساتہہ بغاوت کرنے مین اپنے بہائی بندونکا شریک نہین ہوا۔ کیونکہ سلطنت مذکورہ ہی سے اوسکو سنگرور بہدوڑ اور دیگر اضلاع کی چودہرایت حاصل ہوئی تہی جو اوسکو باپ کو مشکوک الاعتبار سندون کے ذریعہ سے ملی تہی[1]۔

---

[1] اول سند اورنگ زیب کے پند رہوین سنہ جلوسی مطابق سنہ ۱۶۷۴ع کی لکہی ہوئی ہے اور چودہری دوناّ کے نام ہے۔
[2] دوسری سند سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۹ع کی لکہی ہوئی ہے اور اوسکے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہنشاہ اورنگ زیب کی عطا کی ہوئی ہے۔ اگرچہ اوس بادشاہ نے سنہ ۱۱۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۷ع مین وفات پائی تہی یعنی بارہ برس قبل اوس تاریخ کے جو تحریر سند کی بیان کی گئی ہے۔
[3] تیسری سند مورخہ سنہ ۱۱۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۸ع تیمور شاہ کی طرف سے سردار چوہڑ سنگہ کے نام ہے۔

اگر سند اول کو ایک معتبر دستاویز تسلیم کیا جاوے تو سند مذکور کے اجرا کے زمانہ مین یعنی سنہ ۱۶۷۴ع مین راما زندہ ہوگا کیونکہ سند مذکور اوسکے بیٹے کے نام ہے جو اپنے پدر متوفی کی جگہہ چودہری مقرر کیا گیا ہے۔ اس صورت مین راما کی وفات کی تاریخ یعنی سنہ ۱۶۸۴ع جو اس مقام پر درج کی گئی ہے غلط ہوگی۔ لیکن اکثر کاغذات کے معاینہ کرنے اور مطابق کرنے سے وہ تاریخ جو اس مقام پر لکہی گئی ہے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بہرصورت اوس تاریخ کے صحیح ہونے کی تائید مین جو شہادت ہے وہ اوس شہادت کے مقابلہ مین زیادہ قوی اور زیادہ مرجح ہے جو اون سندون کے اعتبار کی تائید مین ہے۔

سند دوم مین اوس عجیب و غریب غلطی سے جو تاریخون کی نسبت واقع ہوئی ہے اوسکا اعتبار اور بہی زیادہ مشکوک ہوگیا ہے۔

تیسری سند کے اعتبار مین اندرونی شہادت کی وجہہ سے باقی دو سندون کی مانند کوئی گرفت نہین ہو سکتی مگر ان تینون سندون کو بالاشتراک تسلیم یا رد کرنا ضرور ہے۔ ان سندون کو سرداران بہدوڑ نے ایک خاص مدعا کے حاصل کرنیکو داسطے پیش کیا تہا۔ اسلئے اوس اعتبار کو لحاظ سے درج کیجاتی ہین جسکے وہ مستحق ہین۔ ۱۲ مصنف

[4] نقل ترجمہ اوس فرمان کی جو شاہنشاہ اورنگ زیب کی طرف سے چودہری دوناّ کو نام مورخہ سنہ ۱۰۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۷۳ع بیان کیا جاتا ہے ذیل مین درج کیجاتی ہے وہ ہرگاہ کہ ہمکو یہہ معلوم ہوا ہے کہ حسب الحکم شاہنشاہ سابق تعلقہ بہول وغیرہ بنام چودہری راما وغیرہ بطور معافی کے عطا کیا گیا تہا بدین قید کہ مبلغ پچاسی ہزار روپیہ سالانہ سرکار مین داخل کیا کرین۔ اور یہ چودہری دوناّ وغیرہ اور اوسکو (یعنی راما کے) ورثا بقید حیات ہین اور تعلقہ مذکورہ پر قابض ہین اور چونکہ وہ درخواست اجرای فرمان کی کرتے ہین لہذا حکم صادر ہوتا ہے کہ تعلقہ بہول و بہدوڑ دوناّ وغیرہ اور سنہ ۱۲

خطرات عہدہ چودہرات ان دنون مین چودہرایت کا عہدہ کچہہ قابل پسند نہ تہا کیونکہ اوسمین محاصل شاہی کا جمع کرنا ہوتا تہا جسکو لوگ بہت کم ادا کرنا چاہتے تہے اور اگر وقت معینہ پر روپیہ بہیجا جاتا تہا تو کوئی عذر مسموع نہوتا تہا۔

مشکلات جن میں وہ مبتلا ہوا۔ سنہ ۱۷۲۵ع مین مسلمان حاکم لاہور نے معمولی محاصل طلب کیا اور دونا لاہور کو روانہ ہوا اوسکی بہائیون نے وعدہ کیا تہا کہ ہم اپنے اپنے حصہ کا روپیہ پیچہے سے بہیجدینگے جب اس وعدہ کا ایفا ظہور مین نہ آیا تو دونا اور اوسکا بیٹا ڈاڈو قیدخانہ مین مقید کیے گیے اور ڈاڈو نے وہان ہی وفات پائی دونا نے اپنے ایک دوست یعنی شیخ الیاس خواص پوری سفارش سے رہائی پائی مگر قید کے ایام مین جو اوسپر تشدد واقع ہوا تہا اوس سے اوسکی

اوسکی وفات سنہ ۱۷۲۶ع تندرستی خراب ہوگئی تہی اور بہدوڑ مین آکر سنہ ۱۷۲۶ع مین اوسنے وفات پائی اوسنے چار بیٹے چہوڑے جن مین سے بکہا سنگہ اوسکا جانشین ہوا اوسکا چہوٹا بیٹا سوبہا سنگہ سرداران رامپوریہ کا مورث ہے ۔

سے ۱ وہان کی چودہرایت چودہری دونا و دیگر ورثا کے نام قایم رہے مبلغ پچاسی ہزار روپیہ جو بعد وفات اپنے باپ کے چودہری دونا سرکار مین داخل کیا کرتا تہا وہ اپنے بہائیون سے اونکے حصہ جات وصول کرے۔ بالفعل مبلغ پچاسی ہزار روپیہ اوسکو معاف کیے گیے او اوسکو لازم ہے کہ اس عطیہ اور مہربانی کی قدر کرے اور دعاے دولت مین مصروف رہے - و تمام حکام و عمال و جاگیرداران و کارداران حال و استقبال کو لازم ہے کہ اس حکم کو دوامی سمجہین اور تعلقہ مذکورہ کو عطیہ دار مذکور کے قبضہ مین رہنے دین یہہ عطیہ ناقابل تبدیل ہوگا اور کوئی نئی سند طلب نہین کیجاے گی ۔۔

سے ۲ نقل ترجمہ اوس فرمان کی جو شاہنشاہ اورنگزیب کی طرف سے چودہری دونا کے نام محررہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۹ع بیان کیا جاتا ہے ۔۔ در ینوقت یہہ فرمان صادر کیا جاتا ہے کہ چودہری دونا بہدوڑ والا جو راما پہول والہ کا بیٹا ہے ہمیشہ احکامات شاہی کا فرمان پذیر رہا ہے اور کسی فریق کی بہبودی کا کبہی مخالف نہین ہوا ہے لہذا عہدہ چودہرائی تعلقہ جات سنگرور و منولہ و بہدوڑ و ہنڈیایہ وغیرہ مع مضافات پرگنہ تہاڑا اوسکو عطا کیا جاتا ہے - اوسکو لازم ہے کہ اس رعایت و عنایت کی قدر کرے اور ہر سال مبلغ پچاسی ہزار روپیہ سکہ مروجہ کو حضور مین داخل کرتا رہے اور رعایا کی بہبودی و خوشحالی مین کوشش کرتا رہے اور دعاے دولت مین مصروف رہے ۔۔

تحریر تاریخ ۱۹ محرم سنہ ۱۱۳۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۷۱۹ع)

چودہری بکہا سنگہ

بکہا سنگہ کی بابت ایسا حال بہت کم بیان کیا گیا ہی جو قابل تحریر ہو۔ وہ بہی اپنی باپ کی طرح محاصل کی بابت مصیبتون مین مبتلا ہوگیا اور جبکہ افسران شاہی اوسکو گرفتار کرنیکو واسطی آئی تو اوسنی عالی ظرفی سی یہہ تجویز قرار دی کہ اپنی بڑی بیٹی گوردا سنگہ کو بجای اپنی بہیجدی۔ مگر اس تجویز پر اوس لڑکے کی مان راضی نہوئی اور اوسکو اپنی باپکے گہر لیگئی اور بکہا سنگہ اوسوقت تک قیدخانہ مین رہا جبتک اوسنی کل زر بقایا مالگذاری ادا کرنیکا بندوبست نکیا۔ اس عرصہ مین گوردا سنگہ نی وفات پائی اور اوسکی مان نی رنج والم کی تاب نہ لاکر زہر سی اپنی آپکو ہلاک کیا۔ ان غمگین واقعات کا بکہا سنگہ پر اسقدر اثر ہوا کہ اوسنی عہدہ چودہراہٹ کی چہوڑ دی اور گوشہ نشینی اختیار کرنیکا عزم بالجزم کرلیا مگر پہول کے سردارون نی اوسکو اس ارادہ کے فسخ کرنیکی ترغیب دی اور اوسنی ایک دوسری عورت سی شادی کی جس سے دو بیٹی چوہڑ سنگہ اور مہر سنگہ پیدا ہوئی۔ اوسکی تیسری بیوی اوسکی بہائی سکہو سنگہ کی بیوہ تہی۔ اس بیوی سے دل سنگہ پیدا ہوا جسکی اولاد مین سرداران کوٹ دُنّا جو ایک گانون چودہری دُنّا سنگہ کا بسایا ہوا ہے ہین۔

جانشینی چوہڑ سنگہ ۱۷۴۲ء اور اوسکی قوت و شہرت

بکہا سنگہ کا جانشین اوسکا بڑا بیٹا چوہڑ سنگہ ۱۷۴۲ء مین ہوا یہہ سردار خاندان بہدوڑ مین سب سے زیادہ مشہور رہا اور اوسکی قوت اور دانائی سے اوسکی خاندانی ریاست مین بہت کچہہ ترقی ہوگئی اور راجا چوہڑ سنگہ کی بارہا یعنی براڑون سے اوسکی فتوحات اور ہمسایون کے ساتہہ اوسکی فیاضی کی شہرت گانوون کے لوگون کے اکثر گیتون مین ابتک گائی جاتی ہی۔ وہ جملہ تنازعات مین سرپنچ قرار دیا جاتا تہا اور لوگ اوسکی

سامنے واد خواہی کرتے تھے اور مجرم لوگ سخت سزا پاتے تھے - باوجود ان سب باتون کے چوہڑ سنگھ
سرحد پر ایک نہایت مشہور ڈاکو تھا مویشی کا سرقہ اون جرایم کے مجموعہ مین جنکی وہ سزا دیا کرتا
تھا گویا درج ہی تھا اور آجتک اوسکے قدیمی دشمن یعنی براڑ لوگ جب کبھی کوئی بیل یا بھینس آوارہ
ہو جاتا ہے تو جنگل مین "اوچوہڑ لیا" "اوچوہڑ لیا" کہکر پکارتے پھرتے ہین -

سنہ ۱۷۷۹ء مین چوہڑ سنگھ کو اضلاع تھاڑا اور بھدوڑ کا چودہری تیمور شاہ نے مقرر کیا
جسنے اوسی سال مین ہندوستان پر اس نیت سے حملہ کیا تھا کہ اپنے باپ احمد شاہ کی حکومت کو از سر نو
حاصل کرے [1]

اوسکی فتوحات

بعد وفات راجہ امر سنگھ والی پٹیالہ اور بعد جانشینی صاحب سنگھ کے جسکی عقل
سلیم نہ تھی سردار بھدوڑ نے ریاست پٹیالہ کے بعض مقبوضات پر متصرف ہوکر اپنی ریاست کو وسعت دینی

[1] ترجمہ سند عطیہ تیمور شاہ بنام چوہڑ سنگھ بھول مورخہ گیارہوین رجب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مطابق ۱۷۷۸ء
" دربیولا فرمان عالیشان بنظر مزید عنایت سلطانی صادر کیا جاتا ہے -
" پرگنہ تھاڑا کا قدیمی تعلقہ بشمول علاقہ بھدوڑ جو تمہارے قبضہ مین ہے حسب سابق تمکو عطا کیا جاتا ہے - تمکو چاہیے کہ جو روپیہ بھول کے لوگ جمع کرتے ہین اوسکو وصول کرو جیسا کہ اب تک تمہارے مورث لوگ کرتے چلے آئے ہین - تمکو لازم ہے کہ راجہ پٹیالہ کے مطیع رہو اور جو عرضداشت کہ تمکو حضور مین بھیجنی ہو وہ راجہ پٹیالہ کی معرفت روانہ کیا کرو -
" یہہ بھی سنا گیا ہے کہ ہری سنگھ نے اپنے ملک مین فساد برپا کیا ہے - تمکو چاہیے کہ باتفاق دیگر راجاؤن کے اوسکو خلق خدا کو ایذا پہونچانے سے باز رکھو اور محمد حسن خان کو بہت جلد اس غرض سے بھیجا جائیگا کہ باستعانت راجہ پٹیالہ کے ہری سنگھ کے ملک پر قبضہ کرلے اور اوسکو مقبوضات شاہی مین شامل کرلے -
" چونکہ ہری سنگھ دراصل ملتان سے آیا تھا جہاں کا وہ باشندہ ہے اسواسطے اوسکو وہان واپس جانا چاہیے -
" تمام معاملات جو تم سے علاقہ رکھتے ہین محمد حسن خان کو سمجھا دیئے گئے ہین اور اوسکا فیصلہ اور عملدرآمد بوساطت راجہ پٹیالہ کے ہوگا -
" تمکو لازم ہے کہ حضور مین حاضر ہو ورنہ تمہارا ملک سرکاری قبضہ مین آجائیگا -
" ہری سنگھ تعلقہ نالی کیطرف روانہ ہوا تھا - راجہ پٹیالہ نے اوسکو وہان سے نکالدیا - اگر ہری سنگھ اب جنگل کی طرف جاوے تو اوسکو وہان داخل ہونے دینا -
" تمکو لازم ہے کہ حسب دستور قدیم راجہ پٹیالہ کے مطیع رہو اور مراحم سلطانی کے متوقع رہو " مصنف

شروع کی۔ بہدوڑ کے قرب وجوار مین سردار مذکور نے نوے دیہات پر قبضہ کرلیا جنمین سے
اکثر بعد کو اوسکے ہاتہہ سے جاتے رہے اور افغانان مالیرکوٹلہ پر حملہ کیا جنکے دیہات کو ریاست پٹیالہ نے
بمعاوضہ جیند و دیگر دیہات کے خلاص کردیا اور بلکہ کچہہ عرصہ تک ضلع برنالہ پر بہی قابض رہا۔
لیکن اپنی کامیابی کے زمانہ مین اوسکے دشمنون نے ازراہ دغابازی اوسکو ہلاک کیا۔ یہہ قصہ
اسطرح ہے کہ جب برنالہ سے وہ وطن کی طرف واپس آرہا تہا تو موضع گہنیا مین اوسنے قیام کیا
اور ایک شخص از قوم براڑ مسمی سجان نے اوسکو رات کو ایک چہوٹے برج مین استراحت کرنیکے واسطے بلایا

سردار چوہڑ سنگہ اور اوسکے بہائی کا قتل ۱۷۹۳ء

چوہڑ سنگہ نے جسکے ساتہہ اوسکا بہائی دل سنگہ بہی تہا کوئی بدگمانی نکی
مگر اون دغاباز میزبان نے اونکو نشہ پلاکر اور غفلت مین پاکر اوس برج کو
مسلح آدمیون کے ساتہہ آکر گہیر لیا اور اوسکی دیوارون اور دروازونپر لکڑیان چنکر آگ لگادی
آگ کی گرمی اور لوگون کے شور وغل سے چونک کر اور رستون کو مسدود پاکر یہہ دونون بہائی
برج کی چہت پر چڑہ گئے اور اپنے دشمنون پر تیر مارنے شروع کئے یہانتک کہ چہت گر پڑی اور
یہہ دونون بہائی لقمہ آتش ہوگئے۔ یہہ واقعہ ۱۷۹۳ء کا ہے۔

اوسکے بیٹون کا انتقام۔

چوہڑ سنگہ کے قتل کی خبر جب اوسکے دو بیٹون دیپا سنگہ اور بیر سنگہ کو
پہونچی اوسیوقت اونہون نے اوسکے انتقام لینے کا عزم مصمم کیا۔ وہ سجان کی
تلاش مین روانہ ہوئے اور اوسکو بازکا شکار کہیلتے ہوئے سردار مقتول کے گہوڑے پر سوار پایا۔
اونہون نے اوسکو قتل کیا اور موضع گہنیا پر معہ دس دیگر مواضعات قرب وجوار کے جو علاقہ ملوہ کا
پر مشتمل ہین قبضہ کرلیا۔ اس مہم مین فوج پٹیالہ بہی بسرکردگی الیل سنگہ اور بخشی سیدا کے

شریک ہوئی تہی۔

تقسیم مساوی ریاست بہدوڑ مابین بیرسنگہ و دیپ سنگہ

بیر سنگہ جو چوہڑ سنگہ کا بڑا بیٹا تہا اوسکا جانشین ہوا لیکن ۱۸۱۳ع مین بعد اسکے کہ اضلاع اینروہی دریاے ستلج زیر حفاظت سرکار انگریزی آگئے تہے ان دونون بہائیون نے ریاست کو بحصہ مساوی باہم تقسیم کرلیا۔

۱۸۰۹ع مین بوقت تعیین سرحد مہاراجہ رنجیت سنگہ نے دو مواضعات بہدوڑ یعنی سیدو اور بہگتہ اپنے پاس رہنے دئے۔ سرکار انگریزی نے اون مواضعات کی واپسی پر اصرار نکیا بلکہ ریاست بہدوڑ کو دو ہزار روپیہ سالانہ بطور معاوضہ کے ادا کئے۔ یہہ روپیہ بیر سنگہ اور دیپ سنگہ کی اولاد کو ۱۸۱۳ع سے ۱۸۴۰ع تک سیدہا گورنمنٹ سے ملتا رہا مگر بعد ازان ریاست پٹیالہ نے اپنے ناروا دعوی حکومت بہدوڑ کی تائید کی نیت سے اپنے وکیلون کی معرفت رقم مذکورہ کے وصول کرنیکا بندوبست کرلیا۔

وفات بیرسنگہ و دیپ سنگہ ۱۸۲۲ع مین

دیپ سنگہ ۱۸۰۵ع مین راجہ بہاگ سنگہ والی جہیند کے ہمراہ لاہور کو گیا اور دوسرے سال اوسکے ساتہہ واپس آیا جبکہ رنجیت سنگہ نے پٹیالہ پر حملہ کیا تہا مگر خاندان پہول کے سرگروہ کے مقابلہ مین شریک ہونے سے انکار کرکے وہ رنجیت سنگہ کے لشکر سے بمقام جگراون علیحدہ ہوگیا۔ یہہ سردار ۱۸۲۲ع مین مرگیا اور اوسکے بہائی نے دوسرے برس وفات پائی۔ اضلاع اینروہی دریاے ستلج کے انگریزی حفاظت مین آنیکے بعد سے بہدوڑ کی تاریخ پٹیالہ کی تاریخ مین شامل ہوگئی ہے اور گو اوسکے سردارون نے اپنی مطلق العنانی کا استحکام ساتہہ اظہار کیا مگر پٹیالہ کو اپنا سردار تسلیم کرتے رہے۔ اور کوئی جداگانہ طریقہ اختیار نہین کیا۔

اسواسطے اب بہت کم حالات قابل تحریر ہین ـ

کہڑک سنگہ

کہڑک سنگہ پسر دیپ سنگہ اپنے باپ کے ترکہ کے حصہ کا وارث ہوا اور گو وہ ایک بڑا لایق و فایق شخص تہا مگر بمقابلہ کاروبار ریاست مذہب کی طرف زیادہ متوجہہ تہا اور اکثر مندرون اور دیگر کارہاے خیر کے واسطے جایدادین وقف کین اور اونکی تعمیر کی ـ

سنہ ۱۸۴۵ء مین اوسکی خدمات

جنگ ستلج کے زمانہ مین اوسنے سرکار انگریزی کی امداد کے واسطے ایک کنٹنجنٹ بہیجا اور فوج کو رسد پہونچائی ـ

سنہ ۱۸۵۰ء مین بالادستی بہدوڑ کی نسبت تنازعہ عظیم ـ

بعد اس جنگ کے جبکہ سرکار انگریزی اور ریاستونکے تعلقات اور ریاستون کے باہمی تعلقات کا کلی مسئلہ معرض بحث مین آیا اور اوسکا تصفیہ قرار پایا اوسوقت پٹیالہ اور بہدوڑ کے تعلقات پر بہی نظر ڈالی گئی اور چونکہ اس امر پر ایک خاص گرمجوشی اور سنجیدگی کے ساتہہ بحث ہوئی تہی اسواسطے ضرور ہی کہ اس معاملہ کی کیفیت کسی قدر تفصیل کے ساتہہ بیان کیجاے ـ

عام احکامات گورنمنٹ دربارہ مواضعات مشترکہ ـ

بورڈ آف ایڈمنسٹریشن پنجاب کی اون تجاویز کو جو اون مواضعات مشترکہ کی بابت تہین جو پٹیالہ اور دیگر سرداران کے قبضہ مین تہے گورنمنٹ نے باضابطہ منظور کر لیا تہا اور حسب ہدایت بورڈ آف ایڈمنسٹریشن مواضعات مذکورہ کی تقسیم اور اونکی متعلق تنازعات کا تصفیہ عمل مین آیا تہا ـ

تعداد مواضعات بہدوڑ

لیکن بعد تحریر رپورٹ کرنل میکیسن صاحب کے جو سنہ ۱۸۵۵ء مین لکہی گئی تہی علاقہ بہدوڑ کی بابت جو اٹہاون ۵۸ مواضعات پر مشتمل تہا اور ضلع فیروزپور کی جنوبی حد پر واقع تہا کوئی حکم نہین صادر ہوا تہا اور ان مواضعات پر مہاراجہ صاحب پٹیالہ اختیار حاکمانہ عمل مین لانے

تہی اور ستترہ گانو پٹیالہ اور سرداران بہدوڑ کے قبضہ مشترکہ مین تہی - علاوہ اسکے سرداران
مذکور کو دو ہزار روپیہ سالانہ بمعاوضہ اون دو مواضعات مذکورہ سابق کے ملا کرتا تہا جو سنہ ۱۸۱۳ء
مین سر ڈیوڈ اکٹرلونی نے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی پاس منتقل کردی تہی اور یہہ سالانہ اونکو جاگیر
تہا اور اکثر مندرون اور دکہان ملتا رہا لدہیانہ مین بہی آٹہہ گانو تہی جو لاڈوا کے باغی رئیس سے سرداران

سنہ ۱۸۴۵ء مین اوسکی خدمات

جنگ ستلج کے مین رہی اور بعد اختتام اول مہم سکہان جبکہ رئیس لاڈوا کا نصف حق
کنفسکیٹ ہوا اور فوج کو [illegible] بہدوڑ کا حصہ قائم تہا -

سنہ ۱۸۵۷ء مین بالادستی بہدوڑ کی نسبت تنازعہ عظیم

بعد اس جنگ کے [illegible] نے بہدوڑ کی ماتحتی اور تمام جایز ترکہ لاوارث کے مالک ہونیکا استحقاق
معرض بحث مین [illegible] ریاست علی کے دعوی کیا - مہاراجہ نے اپنے دعوی کی تائید مین بیان
کے تعلقات پر بہی نظر ڈالی [illegible] پٹیالہ کا مطیع اور ماتحت رہا ہے - آلا سنگہ بانی خاندان پٹیالہ نے دونا
بخشا ہوئی تہی اسواسطے [illegible] کو موضع سمجہا اپنی ماتحتی مین رہنے کیواسطے دیا تہا اور پٹیالہ کی برتری

عام احکامات گورنمنٹ دربارہ مواضعات مشترکہ

اور [illegible] سرداران بہدوڑ ہمیشہ تسلیم کرتے چلے آئے ہین یہانتک کہ ریاست نابہہ اور
کی بابت [illegible] منظوری پٹیالہ کے کبہی کوئی نسبت یا قرابت نہین کی[۵۸] - خاندان بہدوڑ کو
باضابطہ منظور کر لیا تہا [illegible] نی حاصل نہین ہوئی - اور نہ اونہون نے ریاست بذریعہ فتح کے حاصل کی
اور اونکی متعلق [illegible] دادا پدر آلا سنگہ دونا نے آباد کیا تہا اور اوسوقت یہہ قصبہ علاقہ مشترکہ
کا [illegible] تہا - آلا سنگہ نے بعد وفات دونا کے بہدوڑ اوسکے وارثون کو دیدیا اور اپنے

۵۸ لفظ نسبت یا قرابت کی جگہہ مصنف صاحب اگر لفظ راہ ورسم لکہتے تو خوب ہوتا - کیونکہ ہندو مذہب کے رو سے بہدوڑ والون کو جنید یا نابہہ کے ساتہہ جو ایک ہی خاندان مین سے ہین ناطہ نسبت کرنا جایز نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ بجای لفظ تعلق ورشتہ پولیٹیکل وغیرہ کے جو کسی فارسی یا اردو کاغذ مین ہوگا لفظ رشتہ قرابت سمجہہ لیا گیا جو ایک بڑا سہو یا غلطی ہے — ۱۲ محشی

واسطے ایک نئی دار الریاست بمقام برنالہ قایم کی۔ اس سے ثابت ہی کہ یہہ علاقہ پٹیالہ کی طرف سے عطا ہوا تہا نہ کہ دُنّا نے اوسکو فتح کیا تہا اور دُنا کی وفات کے بعد اوسکے خاندان کے قبضہ مین آیا تہا۔ علاوہ اسکے خود سرداران بہادوڑ نے اپنی ماتحتی کو متواتر تسلیم کیا ہی اور آب بہی خاندان پٹیالہ کی ماتحتی مین ہین کہ جسکو وہ اپنا واقعی رئیس تصور کرتے ہین اور جسکے ساتہہ وہ ہر قسم کا رابطہ اور اتحاد رکہتے ہین نہایت آرزومند ہین۔ پٹیالہ نے بہی اونکی طرف احمد شاہ درانی اور مرہٹون اور رنجیت سنگہ کو معاملہ ادا کیا ہی اور اوسکے استحقاق بالادستی کو گورنمنٹ انگریزی کے ایجنٹون نے بہی یکے بعد دیگرے تسلیم کیا ہی اور سب سے زیادہ مسٹر جی آرکلرک نے تسلیم کیا ہی جنہون نے مہاراجہ کو اس بات کی اجازت دی تہی کہ سرداران بہادوڑ کو بر سر اطاعت لانیکے واسطے اپنی فوجی طاقت کو عمل مین لاوے اور اپنی چٹہی مین یہہ بیان کیا تہا کہ سابق مین بہی ہمیشہ گورنمنٹ انگریزی کی ایما کے بموجب پٹیالہ نے بہادوڑ مین انتظام قایم رکہا ہی۔

۴ اگست ۱۸۵۲ع تک خود سرداران بہادوڑ نے مہتمم بندوبست کو جسنے اونکو لدہیانہ مین طلب کیا تہا اس مضمون کی عرضی دی تہی کہ ہم پٹیالہ کے ذیلدار ہین اور ہمیشہ ذیلدار رہے ہین اور ہمکو اون تعلقات سے انکار کرنیکی یا اونکو تبدیل کرنے کی جن سے ہمکو ہمیشہ فایدہ حاصل ہوا ہی ہرگز خواہش نہین ہی۔

دلیل مخالف — اس قسم کی دلایل پٹیالہ نے اپنی بالادستی ثابت کرنیکو واسطے پیش کی تہین مگر اگر اس سوال کی دوسری طرف نظر کیجاوے تو نہایت استحکام کے ساتہہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ خاندان پہول کا یہہ قاعدہ نہ تہا کہ کسی ایک منتخب سردار کی ماتحتی مین اتفاق کرین بلکہ یہہ

دستور تہا کہ ہر شخص جو جرات اور قابلیت رکہتا تہا اپنے واسطے جسقدر علاقہ ممکن ہو سکتا تہا فتح کر لیتا تہا اور اوسکو اپنے ورثا کے خود مختارانہ قبضہ مین چہوڑ جاتا تہا - اسیطرح ریاست ہاے پٹیالہ و نابہہ و جیند و ملود قایم ہوئی تہین اور اسیطرح سے گمان ہوتا ہی کہ ریاست بہدوڑ بہی وجود مین آئی تہی - یہہ صحیح ہی کہ پٹیالہ اقتدار کے حاصل کرنے مین اپنے ہمچشمون پر بہت سبقت لیگیا تہا مگر اوسکو اپنی دولت اور وسعت علاقہ کی وجہہ سے اور سردارون پر ترجیح کا استحقاق کبہی حاصل نہین ہوا تہا - دونّا بانی بہدوڑ ہرگز ایک جنگ آور سپاہی نہ تہا با اینہمہ اوسکے پاس متعدد دیہات آگئے تہے مگر اوسکا پوتا چوہڑ سنگہ اپنے زمانہ کے مشہور سردارون مین سے تہا - گو دونّا کی جایداد بہی آلا سنگہ کی مدد سے حاصل ہوئی تہی تاہم وہ اپنے بہائی کا ماتحت نہ تہا بلکہ اوسکو برابر شمار کیا جاتا تہا -

سرداران بہدوڑ کا سنہ ۱۸۵۲ء مین پٹیالہ کی ماتحتی مین آنے کی خواہش کرنا -

یہہ بالکل ٹہیک تہا کہ سنہ ۱۸۵۲ء مین سرداران بہدوڑ پٹیالہ کی حمایت مین رہنے کے خواہان تہے مگر اونکی اس خواہش کی وجوہات صریح نہین اور ایسی نہین کہ گورنمنٹ انگریزی اسبات کی اجازت دیتی -

پٹیالہ کی بالادستی کا ہمیشہ سے انکار کرنا -

دفتر ایجنٹی مین بہت سی پرانی کاغذات ایسے تہے جنسے ظاہر ہوتا تہا کہ سرداران بہدوڑ نے برابر اپنی مطلق العنانی پر اصرار کیا ہی اور پٹیالہ کے دعوون کو تسلیم نہین کیا ہی اور یہہ بات بہی ثابت کی گئی تہی کہ ان ریاستون کے باہم ہمیشہ نااتفاقی رہی ہی پٹیالہ بہدوڑ کی اطاعت سے منحرف ہونیکا شاکی رہا ہی اور سرداران بہدوڑ اپنی طاقتور ہمسایہ کے ناواجب دعوون پر معترض رہے ہین -

اونکی خود مختاری کی تبدیلی کی صریح وجہہ —

سرداران بہدوڑ کی طبیعت مین دفعتاً اس تبدیلی کے واقع ہونیکی وجہہ اوپر تبدیلی سے معلوم ہوجاتی ہے جو بعد اختتام جنگ سکہان اون تعلقات مین پیدا ہوئی تہی جو گورنمنٹ انگریزی کو اضلاع اینہر وہ دریاے ستلج کے ساتہہ حاصل تہے - قبل جنگ مذکور ہر ریاست کو اختیارات غیر محدود حاصل تہے اور سردارون کو معلوم تہا کہ اگر ہم پٹیالہ کے غیر ماتحت قرار دیے جاوینگے تو ہمکو اپنی رعایا پر زمین کی بہت حاصل ہوگی اور عملی طور سے ہمپر کچہہ روک ٹوک نہوگی - اسی بنا پر انہون نے پٹیالہ کی حکومت اور اوسکی سیادت کی تہی - لیکن جنگ مذکور کا نتیجہ یہہ ہوا کہ باستثنا ریاست ہاے کلانکے اونکا پایہ ہوئے تکی مطلق العنانی جاتی رہی سرداران بہدوڑ اگر پٹیالہ سے علیحدہ ہوجاتے تو عام جاگیرداروں کے برابر اونکا رتبہ رہ جاتا اونکو کوئی اختیارات دیوانی اور فوجداری کے حاصل نہوتے اور اونکو محاصل کی تعداد بہی حسب رائے گورنمنٹ کے محدود ہوتی - پٹیالہ کی ماتحتی مین اونکے اختیارات زیادہ تر وسیع ہوتے اور چونکہ ریاست مذکور اونکو اپنی ماتحتی مین رکہنے کی خواہان تہی وہ اونکو ایسے حقوق اور رعائتین عطا کرنیکو واسطے مائل تہی جو انگریزی طرز انتظام اونکو عطا نکرتا یا نکرسکتا - انہین باتون نے ان سردارون کو پٹیالہ کی ماتحتی مین رہنے کے واسطے اسقدر آمادہ کیا تہا جسقدر کہ وہ پہلے اوسکے مخالف تہے -

مطلق العنانی بہدوڑ کے ثبوت —

یہہ امر کہ بہدوڑ بالاصل خود مختار تہا اس امر سے اور بہی زیادہ ثابت ہوا تہا کہ دیہات پر شرکت راجہ لاڈوا قبضہ مشترکہ تہا جس سے ظاہر تہا کہ وہ باتفاق کسی دوسرے سردار کے بطور خود علاقہ کو بڑہا سکتے تہے - ایک بڑا گانو موسوم بہ بہائی روپا جس مین ہر ایک پہول کے خاندان کا سردار حصہ دار تہا ایک دوسرا ثبوت تہا کیونکہ اگر بہدوڑ صرف پٹیالہ کا

ماتحت ہوتا تو وہ جایداد مذکورہ مین برابر حصہ نہ پا سکتا تہا - علاوہ اسکے علاقہ بہدوڑ کے
اٹہاون دیہات کی حقیت سے جنمین سے صرف سترہ گانون پٹیالہ کی شرکت مین تہے کسی قدر یہہ
ثابت ہوتا تہا کہ ان سترہ دیہات کو آلا سنگہ اور دونا نے بشرکت حاصل کیا تہا اور باقی
مواضعات جنمین پٹیالہ کا کوئی حصہ نہ تہا بلا شرکت غیرے دونا کو حاصل کئے ہوئے تہے -

دعوی پٹیالہ کو گورنمنٹ کا نامنظور کرنا -

گورنمنٹ انگریزی پٹیالہ کو ایک ایسا رتبہ دینا جو کبہی تسلیم نہین کیا گیا تہا اور ایک
ایسی فوقیت بخشنی جو صرف گورنمنٹ اعظم ہی سے تعلق رکہتی ہو ناپسند
کرتی تہی اور اس امر کو روا نرکہتی تہی کہ رعایا اوس عمدہ تر انتظام اور ملکی جمعبندی کے فوائد سے
جو اس علاقہ کے بلا واسطہ گورنمنٹ انگریزی کی ماتحتی مین آنیکا نتیجہ ہوتا محروم رہے اور بہدوڑ
کی مطلق العنانی کو کافی طور سے ثابت خیال کرکے یہہ ہدایت کی گئی کہ حکومت انگریزی صرف اون
اکتالیس دیہات سے متعلق ہوگی جو بہدوڑ کے قبضہ خالص مین ہین اور وہ سترہ دیہات جو
پٹیالہ اور بہدوڑ کے قبضہ مشترکہ مین ہین اون اصولون کے بموجب تقسیم کئے جائینگے جنکے بموجب دیگر
مشترکہ علاقے تقسیم ہوئے ہین -

مہاراجہ کی استدعا نسبت نظر ثانی فیصلہ -

مہاراجہ پٹیالہ اس فیصلہ سے جو اونکی مخالف منشا ہوا تہا راضی نہوئے اور صاحب
چیف کمشنر پنجاب کے نام ایک تحریر متضمن اعتراضات اس فیصلہ کے روانہ کی اور
اون دلایل مین جو بہدوڑ کی مطلق العنانی ثابت کرنیکے واسطے پیش کی گئین تہین اونکے نزدیک
جو نقص تہے اونکو بتایا - اونہون نے یہہ حجت کی کہ گورنمنٹ کا حکم اوس عہدنامہ کے برخلاف تہا
جسمین مندرج تہا کہ جملہ ذیلداران و جاگیرداران پٹیالہ سے کسی قسم کی مزاحمت و تعرض نکیا

جائیگا اور صاحب چیف کمشنر نے ہدایت کی کہ تحقیقات مزید عمل مین آئے اور اگر ممکن ہو تو مہاراجہ کے اعتراضات کا جواب شافی دیا جائے۔

پٹیالہ کی طرف سے بیہودہ دعوی کا پیش ہونا۔

بہدوڑ مین لاوارث ترکون کے وارث ہونیکا استحقاق کو بہی پٹیالہ نے پیش کیا مگر اس دعوی کو گورنمنٹ انگریزی تسلیم نہین کرسکتی تہی کیونکہ جبسے گورنمنٹ کا تعلق اضلاع اسپار دریاے ستلج کے ساتہہ شروع ہوا ہے وہ بحیثیت گورنمنٹ بالادست کے اس قسم کی وراثت کی دعویدار رہی ہے - ان ریاستون کو گورنمنٹ نے اپنی حفاظت مین لیا تہا اور اونکی خودمختاری اور درحقیقت اونکے وجود کو قایم رکہا - اون سے نہ تو خراج اور نہ فوج امدادی طلب کی اور اس تعلق سے جو دقتین اور دشواریان پیش آئین وہ بے انتہا تہین - کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ محض بطور فیاضی اور بنا نہادہی کے ایسی بہاری ذمہ داری قبول کی گئی تہی۔

حقوق سلطنت بالادست

گورنمنٹ انگریزی نے یہہ کبہی دعوی نہین کیا کہ ہماری کارروائیان محض بے غرضانہ ہین محافظت اور حمایت کے معاوضہ مین گورنمنٹ نے اون حقوق پر اصرار کیا جسکی ہر سلطنت بالادست دعویدار ہوتی ہے جنمین سے سب سے بڑا اور پرمنفعت استحقاق اون علاقون کے حصون کی وراثت کا حق تہا جنکے وارث یا صرف قرابتداران بعید ہوتے تہے۔

ایک تعداد کثیر مواضعات کی جنمین سے بعضے علاقے اضلاع اس رود دریاے ستلج مین عمدہ ترین علاقجات مین تہے اسیطور پر قبضہ سرکار انگریزی مین آئی تہی اور بلکہ منجملہ اونکے بعض علاقجات ایسے تہے جو گورنمنٹ نے ضبط کرکے خود پٹیالہ ہی کی ماتحتی مین دیدئے ہے جسطرح ۱۸۱۲ء

مین علاقہ چنگوئیان اور ۱۸۳۵ء مین سرا ہی لشکری خان۔ اس اخیر فیصلہ کو ہوم گورنمنٹ نے منظور کیا تہا۔

خود پٹیالہ کو بہی کبہی استحقاق وراثت ترکہ لاوارثی کا حاصل نہوا تہا اور یہہ نظیر پیش کردہ مہاراجہ سردول سنگہ اپنے چچازاد بہائی جودہ سنگہ کے ترکہ کا وارث ہوا تہا اس موقع پر صادق نہین آتی کیونکہ وہ وراثت محض اس وجہہ سے عمل مین آئی تہی کہ سردول سنگہ نے اپنے برادر عم زاد کی بیوہ سے شادی کر لی تہی اور اگر جایداد مذکورہ پٹیالہ کو بطور ایک ترکہ لاوارثی کے پہونچی ہوتی تو سردول سنگہ کو وراثت ہرگز نہ پہونچتی کیونکہ وہ کبہی پٹیالہ کا راجا نہین ہوا تہا بلکہ اپنے باپ آلا سنگہ کے ایام حیات مین مر گیا تہا۔

فرمان تیمور شاہ منجملہ اون فرمانون کے جو شاہزادہ تیمور شاہ نے چوہڑ سنگہ کو عطا کئے تہے ایک فرمان کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بہدوڑ کے ذیلدارانہ قبضہ اور اوسکی ماتحتی ریاست پٹیالہ کو ثابت کرتا ہے۔ مگر یہہ معنی عام طور سے اوسکے نہین ہوسکتے گو اس بات کو بہی تسلیم کیا جاے کہ بجائے انتہا درجہ کے مشکوک ہونیکے جیسا کہ کسی حاشیہ مین پہلے ثابت ہوچکا ہے وہ قابل اعتبار ہے۔ بلکہ اوس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ وہ ابتدا ہی سے مطلق العنان رئیس تہے بلا شبہ راجہ پٹیالہ کی نسبت ایک تذکرہ اس مضمون کا کیا گیا ہے جس سے اوسکا واجب الاطاعت ہونا اور اوسی کی وساطت سے ضروری عرضداشتونکا بہیجا پایا جاتا ہے مگر اس سے اوس خود مختاری کے خیال مین کوئی خلل مطلق نہین واقع ہوتا ہے جو بذریعہ ایک شاہی فرمان کے جو بنام ریاست بہدوڑ صادر ہوا تہا پیدا ہوئی ہے اور جس مین ہری سنگہ کے جبر و تعدی کی شکایت

کیواسطی دیگر راجاؤن سی اتفاق کرنیکی ہدایت کی گئی ہی علاوہ اسکی تیمور شاہ کیواسطی یہہ ایک طبعی امر تہا کہ راجہ پٹیالہ کی طرف بحیثیت سربرآوردہ ہونیکے اون سکہون مین جو اس پار دریای ستلج کے رہتی ہین حوالہ کرتا کیونکہ اوسکی سربرآوردہ ہونے مین بدون کسی عملی ثبوت بالادستی کے کوئی شک نہ تہا۔ کسواسطی کہ راجہ آلا سنگہ و راجہ امر سنگہ دونون کو احمد شاہ پدر تیمور شاہ نے خطاب وغیرہ عطا کیا تہا اور گو احسانمندی کی صفت سکہون مین اکثر مفقود تہی تاہم رئیس پٹیالہ سی یہہ توقع ہوسکتی تہی کہ وہ احسانمندی کا اظہار کریگا اور اگر اوسکی مطالب سراسر منافی خیرخواہی نہون تو وہ تیمور شاہ کا خیرخواہ رہیگا۔

طریقہ حصول بہادوڑ واضح تہا۔

یہہ اوپر بیان ہوچکا ہی کہ دونّا مورث سرداران بہادوڑ ایک صلح جو شخص تہا اور عہدہ چودہرایت پر جو اوسکو دربار دہلی سے ملا تہا قانع تہا اور اپنی بہائی آلا سنگہ کی سی طمع اوسکو نہ تہی۔ مگر پٹیالہ کے اس بیان کا کوئی ثبوت نہین ہی کہ دونّا کسی طرح پر اپنی بہائی کا ماتحت تہا۔ ہمارے راجہ نے یہہ بیان کیا ہی کہ بہادوڑ کوئی ریاست مفتوحہ نہین ہی بلکہ اوسکو راما نے آباد کیا تہا۔ اور ودونّا کی وفات کے بعد تک وہ ہی دارالرّیاست خیال کیجاتی تہی یہانتک کہ آلا سنگہ نے اوسکو اپنے بہتیجون کو جنہونے اوسی کی ظل حمایت مین تربیت پائی تہی بطور ایک رعایت خاص کے اور اون خدمات صلہ کے جو اونکی باپ نے آلا سنگہ کے واسطی کی تہین عطا کیا۔ یہہ صحیح ہی کہ بہادوڑ ریاست مفتوحہ نہتی اور بعد وفات راما کے جو اوسکا بانی تہا وہ کچہہ عرصہ تک دارالرّیاست مشترکہ رہی تہی مگر وہ دونّا کے قبضہ مین بطور ایک خانگی اور دوستانہ معاملہ کے جو بہائیون کے باہم عمل مین آیا تہا نہ بطور ایک عطیہ کے جو ایک بالادست کیطرف سے

ایک ماتحت کو دیا گیا ہو آئی تہی بوقت انتقال بہدوڑ دونا سربرآوردہ خاندان تہا اور
آلا سنگہ نے اوسوقت تک دولت وثروت نہین حاصل کی تہی - اب یہہ بات قرین قیاس ہے
کہ اوسنے موروثی گانون کو سربرآوردہ خاندان کے پاس چہوڑ دیا ہوگا اور اپنے واسطے کسی
دوسری جگہہ بزور شمشیر ریاست حاصل کرنیکا بندوبست کیا ہوگا -

مطلق العنانی دونا بہی واضح تہی -

دونا کا سرگروہ خاندان تسلیم ہونا شہنشاہ اورنگ زیب کے دو فرمانون سے
ظاہر ہے جنکی روسے اوسکو اجازت دی گئی تہی کہ اپنے بہائیون سے جنمین آلا سنگہ
بہی شامل ہے مبلغ پچاسی ہزار روپیہ شاہی مالیہ کا وصول کرے اور بحیثیت بزرگ خاندان ہونے
کے بہی وہ لاہور کو گیا تہا جہان کہ وہ مقید ہوا تہا اور اوسکی بیٹے داؤ نے وفات پائی تہی -

فہرست مرتبہ راجہ صاحب سنگہ کا خلاف منشا ریاست پٹیالہ کے ثبوت قوی ہونا

۱۸۲۵ء مین مہاراجہ صاحب سنگہ نے کپتان مری صاحب پولیٹکل ایجنٹ کو ایک
فہرست اون مواضعات کی دی تہی جنپر اونکو اختیار حکومت حاصل تہا اور
اوسوقت اونہون نے دربارہ علاقہ بہدوڑ کے اسطرحپر درج کیا تہا کہ ترپن ۵۳ مواضعات
متعلقہ بہدوڑیان اور ایک حصہ موضع بہائی روپا مین منجملہ اون سترہ ۱۷ مواضعات کے جو خود
اونہون نے (یعنی مہاراجہ صاحب سنگہ نے) چوہڑ سنگہ بہدوڑیہ کو بصلہ اوس خدمت اور
بہادری کے جو اونکی امداد مین ظہور مین آئی تہی عطا کئے تہے - یہانپر اون ترپن مواضعات
مین جو بہدوڑ ونے بطور خود حاصل کئے تہے اور اون سترہ ۱۷ مواضعات مین جو پٹیالہ کی طرف سے
عطا ہوئے تہے جو تفریق کی گئی ہے وہ صریح ہے - یہہ سترہ ۱۷ مواضعات کا عطیہ بنام چوہڑ سنگہ بہی
اس قسم کا نہ تہا جو کسی قسم کی بالادستی پر دلالت کرتا ہو کیونکہ بعض ان دیہات مین سے

ایسی تہی جو صاحب سنگہ سے اونکی اولوالعزم رشتہ دار نے قریب قریب زبردستی سے چہین لئے تہے باقی مواضعات کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ بہ معاوضہ اون مواضعات کے دئے گئے تہے جو جوہر سنگہ نے افغانان مالیر کوٹلہ سے چہین لئے تہے اور جنکو اوسنے پہر واپس کر دیا تہا۔

مسٹر کلارک کی رائے اس مقدمہ مین۔

اون دلائل پر جو بہدوڑ و پٹیالہ نے پیش کئے ہین قدم بہ قدم نظر ڈالنے سے اور ہر ایک دلیل مین مقدار صحت کا اندازہ کرنے سے کوئی فایدہ نہوگا۔ اسمین کوئی شک نہین ہو سکتا کہ مسٹر کلارک پولٹیکل ایجنٹ نے جنہون نے ایک موقع پر ریاست پٹیالہ کو بہدوڑ کے لوگوں کو دبانے کی اجازت دی تہی جس اجازت کا موقوف رکہنا بہتر تہا بعد اس واقعہ کے ایک نہایت ٹہیک اندازہ تعلقات باہمی ریاست مذکورہ کا کیا ہے۔ آٹہوین جون ۱۸۳۵ع کو ایک چٹہی مین جو بنام مہاراجہ صاحب اونہون نے لکہی تہی وہ سطر ذیل بیان کرتے ہین۔ وہ فی الحقیقت تعلقات باہمی پٹیالہ و بہدوڑ از قسم ذیل ہین۔ سرداران بہدوڑ تاریخ حفاظت سے ٹہیک ٹہیک اوسی حیثیت سے رہے ہین جسطرح سے کہ اور سرداران اپنے دریاے ستلج رہے ہین۔ مہاراجہ مرحوم بہدوڑیون کو اپنا چچا کہا کرتے تہے مگر آپ اونکو مطیع اور زیلدار بتاتے ہین آپکا وکیل مقدمات تصفیہ طلب مین سرداران بہدوڑ کی عرضداشتون کے پیش کرنیکا معمولی ذریعہ رہا ہے اور اسواسطے بہدوڑ کے تنازعات بالعموم آپکی طرف محول کئے گئے ہین مینے اور مسٹر راس بیل نے ہمیشہ آپکو صلاح دی ہے کہ پٹیالہ بطور ایک بڑے بہائی کے ہے اور بہدوڑ کے لوگ چہوٹے بہائی ہین۔ بڑے بہائی کو اپنے چہوٹے بہائیون کی تادیب کا اختیار ہوتا ہے اور اسی نظر سے معاملات بہدوڑ بطور معمولی آپکو سپرد کئے گئے ہین ۔۔

ہمیشہ پٹیالہ بزرگ خاندان تسلیم ہوا ہے

یہہ امر کہ سرداران بہدوڑ نے پٹیالہ کو بطور ایک سربرآوردہ خاندان پہول کے تسلیم کیا ہی - واضح ہی - نابہہ اور جیند بہی ایسی ہی کرتے چلے آئے ہین مگر پٹیالہ نے کبہی اونپر کسی قسم کی بالادستی کا دعوی نہین کیا - اس بات کی ثبوت مین کوئی شہادت نہین ہی کہ ریاست بہدوڑ یا اوسکا کوئی جزو اعظم پٹیالہ کا عطیہ ہے برخلاف اسکی اس امر کا ثبوت وافی ہی کہ وہ بطور خود حاصل کی ہوئی ایک ریاست ہے گورنمنٹ انگریزی نے جو اپنے حقوق کی طرف سے اکثر بے پرواہ ہی اور جسکو ایسی لازم تہی جو اوسکے حقوق کی نگہداشت مین کافی توجہہ نہین رکہتی تہی بلاشبہ پٹیالہ کو بہدوڑ کے معاملہ مین ایک ایسی طریقہ مین عملدرآمد کرنے کی اجازت دی تہی جسنے دعوی بالادستی کو کسیقدر جلا دیہودی تہی - اور اوس عرصہ مین جو جیسنگہ کی وفات موقوعہ ۱۸۲۳ء اور تاریخ توسیع حفاظت انگریزی کے مابین جو ۱۸۴۷ء مین عمل مین آئی تہی واقع ہوا تہا پٹیالہ کی قوت اور شوکت برابر بڑہتی رہی اور بہدوڑ کی جانب سے مدافعت اور مقابلہ کی قابلیت اوسی حساب سے گہٹتی رہی کیونکہ جبکہ قاعدہ جانشینی اکبر اولاد نے ریاست پٹیالہ کی قوت کو بلاتقسیم قایم رکہا تہا طریقہ انقسام جایداد مابین ورثا نے ریاست بہدوڑ کو بہت سی چہوٹی چہوٹی ریاستون پر بانٹ دیا تہا - جنکو باہم نہ کوئی اتفاق تہا اور نہ مجتمعانہ مقابلہ کی طاقت تہی

سردارون کے بیان مین بہت سی تبدیلیان

۱۸۴۷ء مین ان سردارون کی خواہشین بہی بدل گئین تہین اور اونہون نے اوس اجازت کو جسکو دینے کا پٹیالہ نے بشرط قایم رہنے اپنی بالادستی کے اون سے وعدہ کیا تہا اوسنے صلحانہ اور مجبورانہ میانہ روی کے طریقہ بسر اوقات پر ترجیح دی تہی *

زیر حکومت گورنمنٹ انگریزی ایک معمولی جاگیردار ہونیکی حیثیت سے اونکو اختیار کرنی پڑی
مگر زمانہ حال مین جبکہ اونکی رتبہ کا اندازہ معین اور بالادستی پٹیالہ مسلم ہوچکی ہی بہدوڑ والون
نے پہر اپنے طرز بیان کو بدل دیا ہے گو اپنی خواہش کو نہ بدلا ہو اور اپنی پہلی خودسری کا ویسے
ہی استحکام کے ساتہہ جسطرح کہ وہ چالیس برس پیشتر کیا کرتے تہے اور ویسے ہی اصرار کے ساتہہ
جسطرح کہ اونہون نے ۱۸۴۷ء اور ۱۸۵۴ء مین اوس سے انکار کیا تہا پہر ذکر کرتے ہین۔

پٹیالہ کے دعوی بالادستی ۱۸۵۵ء مین نامنظور ہوئے۔

۱۸۵۵ء مین گورنمنٹ انگریزی نے بالادستی پٹیالہ کو نامنظور کیا اور اپنا قطعی
ارادہ فیصلہ سابق مورخہ ستر ہوین مارچ ۱۸۵۴ء کی قایم رکہنے کا جسکے ذریعہ سے حکومت
انگریزی مواضعات مقبوضہ بہدوڑ سے متعلق کی گئی تہی اور مواضعات مشترکہ پٹیالہ و بہدوڑ
اوس اصول کے بموجب تقسیم ہونیوالے تہے جو دیہات چہار میان سے علاقہ رکہتا ہے ظاہر کیا۔
علاوہ اسکے بعد ازین ایک یہہ بہی حکم دیا گیا کہ سرداران بہدوڑ بابت ایسے افعال ناجایز کے
جو ستائیسوین اپریل ۱۸۵۵ء کے قبل یعنی پیش از تاریخ فیصلہ اخیر گورنمنٹ اون سے سرزد
ہوئے ہون معمولی جوڈیشل عدالتون کی اختیار سماعت نالشات سے مستثنیٰ رہینگے یعنی بابت
ایسے کسی جرم کی بحالت ضرورت کسی خاص افسر کے سامنے نالش خاص طور پر ہوسکیگی۔

بہدوڑ کے دیہات مشترکہ کی تقسیم

قرارداد مذکورہ صدر کے موافق عملدرآمد کرنے مین بہی کسی قدر وقت پیش
آئی لیکن آخرکار پٹیالہ اپنے مشترکہ حصہ کے معاوضہ مین جسکی جمع سات ہزار چہہ سو (۷۶۷۶)
چہتر روپیہ ٹہرائی گئی تہی مواضعات چہوٹا بازید کے و بڑا بازید کے و دوراہہ و بلاس پور لنڈہ
وگدڑہی و منڈیان و جہانگیر جنکی آمدنی بتعداد سات ہزار سات سو چہیاسی (۷۷۸۶) روپیہ سالانہ

تہی لینی پر راضی ہوگیا -

بعض مواضعات پٹیالہ کو دئی گئے -

منجملہ اون گیارہ مواضعات کے جنکی نسبت پٹیالہ نے بعد انفصال قطعی مقدمہ بہادوڑ کے خاص طور کر دعوی کئے تہے ایک موضع کی نسبت مہاراجہ کا حق جایز قرار دیا گیا اور چہہ مواضعات کی نسبت نامنظور ہوا - مگر باقی چار مواضعات یعنی کوٹ دُنّا و بوگر - و کوٹرہ کوڑان کا و رام پور کی نسبت حکام ماتحت نے یہہ سفارش کی کہ بلحاظ حالات خاص اون مواضعات مذکورہ بطور ایک مہربانی اور عنایت کی مہاراجہ کے حوالہ کئی جائین اگرچہ یہہ امر صاف صاف ثابت ہوچکا ہے کہ اونکی حکومت متعلق بہ گورنمنٹ انگریزی رہنی چاہئی - بعد ازین موضع مان کی نسبت بہی جو پٹیالہ اور کوٹ دونّا تالع[51] خاندان بہادوڑ کے قبضہ مین بطور مشترکہ بحصہ مساوی تہا اور جو دیہات پٹیالہ کے وسط مین واقع تہا اسی قسم کی سفارش کی گئی تہی - لہذا یہہ پانچون مواضعات پٹیالہ کو حوالہ کئی گئی -

بہادوڑ پر بالادستی بصلہ خدمات ۱۸۵۷ء بخشی گئی -

وہ بالادستی جسکو واسطی مہاراجہ اسقدر ضد اور اصرار کے ساتہہ کوشش کی تہی مگر اوسکو بطور ایک استحقاق کی ثابت نکر سکی تہے اب بطور ایک عنایت اور مہربانی کے اور بصلہ اون خدمات و خیر خواہی کے جو گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ ۱۸۵۷ء مین عمل مین آئی تہی عطا کی گئی اور جملہ حقوق جو گورنمنٹ اعلی کو بہادوڑ پر حاصل تہے یعنی اختیارات حکومت فوجداری و دیوانی و استحقاق ضبطی و بحالی حصہ جاگیرہای لاوارث و اختیار وصول زر کمیوٹیشن یعنی معاوضہ خدمت حاضری سپاہیان بتعداد پانچہزار دو سو پینسٹہہ روپیہ سالانہ ۵۲۶۵

[51] یہہ موضع اینو اوس ہمنام موضع سے جدا اگانہ ہے جسکی بابت پٹیالہ و نابہہ مین تنازعہ تہا اور جو ۱۸۵۷ء مین نابہہ کو دیا گیا تہا -

پٹیالہ کو دیجو گئی [۵]

اس معاملہ کی نسبت اس کتاب مین طوالت کے ساتھ بحث کرنیکی وجہ

جبکہ بہدوڑ پر پٹیالہ کی بالادستی اسطرح سے مقرر ہو چکی ہے تو اوس تنازعہ کی بابت جو اس بارہ مین واقع ہوا تھا اسقدر طوالت کے ساتھ بحث کرنا بظاہر غیر ضروری معلوم ہوتا ہے مگر مینے اس فایدہ کی غرض سے اس بحث کو بتفصیل لکھدیا ہے کہ اوس سے طریقہ وجود مین آنے ریاست ہاے اینرو ہے دریاے ستلج اور اونکی باہمی تعلقات کی حقیقت اور ان رؤسا کی وہ اغراض جنکے باعث سے اونہون نے اپنے طور پر مفید مطلب اپنے دعوون کی نسبت بطرز ہاے مختلفہ بیانات کئے ہین ظاہر ہو جاتے ہین - اون مقدمات مین جو اون ریاستون سے متعلق ہین بڑی دقت قاعدہ وراثت وجانشینی کے غیر مصرح اور غیر متعین ہونے سے واقع ہوئی ہے اور یہہ دقت بھی اس سبب سے اور بھی بڑہ گئی کہ سردارون نے اپنے بیانات مین راستگوئی کی طرف تا وقتیکہ وہ راستگوئی اونکے مفید مطلب نہو محض بے توجہی اختیار کی - ان ریاستون کی تاریخ مین جسقدر زیادہ غور کے ساتھ تلاش کیجاتی ہے اوسیقدر زیادہ تحقیق یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بیان کو تا وقتیکہ وہ بیان کسی ایسے شخص کا نہو جو معاملہ تصفیہ طلب سے کسی قسم کا تعلق و غرض نہ رکھتا ہو بدون سخت چھان بین کے باور و تسلیم نہین کرنا چاہئے - یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کسی سکہہ رئیس کے دلمین کبھی یہہ

[۵] چٹہی گورنمنٹ پنجاب بنام گورنمنٹ ہند نمبر ۳۴ مورخہ ۱۳ - اپریل ۱۸۵۸ء چٹہی گورنمنٹ ہند بنام گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۵۴۹ مورخہ دوسری جون ۱۸۵۸ء خریطہ گورنر جنرل بنام مہاراجہ پٹیالہ مورخہ تاریخ مذکورہ اس سند عطیہ کے الفاظ کی نسبت مہاراجہ صاحب کو کچہہ شک ہوا اور گورنمنٹ ہند نے بعد کو یہہ بیان کیا کہ علاقہ بہدوڑ مہاراجہ صاحب اور اونکی اولاد ذکور کے قبضہ مین نسلاً بعد نسل ہمیشہ تک رہیگا چٹہی کمشنر اضلاع اینرو ہے دریاے ستلج بنام گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۴ مورخہ بیسوین مئی ۱۸۵۹ء چٹہی گورنمنٹ پنجاب بنام گورنمنٹ ہند نمبر ۲۰۶ مورخہ یکم جون و چٹہی گورنمنٹ ہند بنام گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۲۷۷ مورخہ سترہوین جون ۱۸۵۹ء مصنف -

خیال گذرا ہو کہ راست گوئی کو اپنی ذاتی اغراض پر ترجیح دیتی ہو۔

سردار عطر سنگہ جو اپنے باپ کہڑک سنگہ کا سنہ ۱۸۵۵ء مین جانشین ہوا تہا بالفعل خاندان بہدوڑ کا سرگروہ ہی اور سنہ ۱۸۳۳ء مین پیدا ہوا تہا۔ اوسنے بنارس مین تعلیم پائی تہی اور وہان ہی اوسکو علم کا شوق پیدا ہوا تہا جو سکہون مین بہت کم پایا جاتا ہی۔ اوسنے بہدوڑ مین ایک اچہا کتب خانہ جسمین قابل قدر قلمی کتابین سنسکرت گورمکہی اور فارسی زبان کی ہین جمع کیا ہی اور اوسنے ایک مدرسہ بہی قایم کیا ہی جس مین یہہ زبانین پڑہائی جاتی ہین اور طلبا کو کچہہ خرچ کرنا نہین پڑتا ہی بلکہ مفلس طالبعلمون کو کہانا بہی ملتا ہی۔ علاوہ شوق اشاعت علم کے عطر سنگہ خود بہی ایک مستعد طالبعلم ہے اور اوسکی بعض تحریرون کا طرز بیان اچہا ہوتا ہی سنہ ۱۸۷۰ء مین پنجاب یونیورسٹی کالج کے سنیٹ کا وہ ممبر مقرر ہوا سردار عطر سنگہ نے سنہ ۱۸۵۷ء مین جبکہ وہ گورنمنٹ انگریزی کا جاگیردار تہا پچاس سوارون کے ساتہہ بمقام لدہیانہ اور فیروزپور اچہی خدمات کی تہین جسکو گورنمنٹ نے تسلیم کر کے چہہ مہینے کا زر کمیوٹیشن یعنی معاوضہ خدمت فوجی اوسکو معاف فرمایا تہا۔

کمتر درجہ کے خاندان پہولکیان

ملود - بڈروکہان - جیوندان - لوڈہ گہرئے - دیالپورئے - رامپورئے - وکوٹ دونا

کمتر درجہ کے پہول کے خاندانون مین خاندان بہدوڑ سب سے بڑہ کر ہی مگر چند اور بہی خاندان ہین جنکا ایک مختصر بیان اسجگہ ضرور ہی تاکہ اس قبیلہ کے حالات کی تکمیل ہوجاوے -

خاندان ملود - ان خاندانون مین سب سے بڑا خاندان ملود ہی جو بجتا یا بختمل کی اولاد مین ہی جو چودہری راما کا چوتہا بیٹا اور دونا اور آلا سنگہ بانیان خاندان ہای بہدوڑ و پٹیالہ کا بہائی تہا -

- پہول
  - راما ۱۷۱۴
    - بجتا ۱۷۵۰
      - مان سنگہ ۱۷۶۸
        - بالہہ سنگہ ۱۸۲۰
          - حقیقت سنگہ ۱۸۱۹
          - رنجیت سنگہ ۱۸۵۴
        - دلیل سنگہ ۱۸۳۲
          - مت سنگہ ۱۸۱۲
            - سندر سنگہ ۱۸۴۳
            - بدن سنگہ ۱۸۴۰
              - دو خورد سال بچے
          - سجان سنگہ ۱۸۱۲
          - فتح سنگہ ۱۸۴۴
            - اتم سنگہ ۱۸۴۰
            - حضورا سنگہ ۱۸۵۴
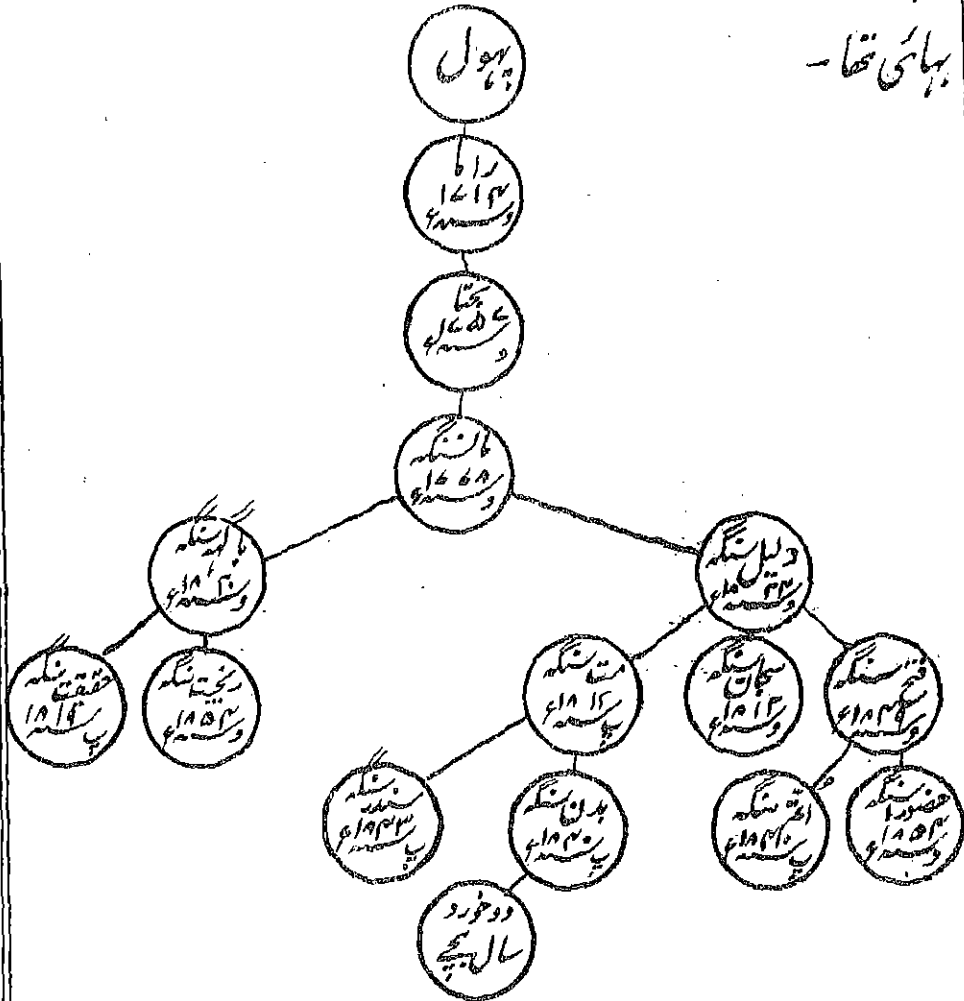
بجتا نے اپنے بہائی آلا سنگہ کیطرح اپنے موروثی گانون بہدوڑ کو چہوڑ دیا اور جانب مشرق اُٹہہ

میل کے فاصلہ پر ایک گانون اپنے ہی نام پر آباد کیا اوسکا کچھہ اور تذکرہ نہین کیا گیا ہو مگر اوسکا بیٹا مان سنگہ ایک مشہور سردار ہوا - اوسکی مان جاٹون کی قوم مان مین سے تہی اور پنجاب[51] مین ایک مشہور روایت ہے کہ کل قوم مان بہادر اور راست گو ہوتی ہے - ۱۷۵۴ء[52] مین اوسنے ضلع ملود کو افغانان مالیر کوٹلہ سے فتح کیا اور ۱۷۷۸ء مین وفات پاکر دو بیٹے چہوڑے جنمین سے بڑے بیٹے دلیل سنگہ نے اپنے چہوٹے بہائی باگہہ سنگہ کو خارج کرکے کل ریاست پر قبضہ کرلیا باگہہ سنگہ نے راجہ صاحب سنگہ والی پٹیالہ سے دادخواہی کی اور اپنے معاملہ مین استمداد چاہی - چنانچہ سردار چوہڑ سنگہ بہدوڑیہ سے اس مقدمہ کا تصفیہ کردینے کی خواہش کی گئی - اور اوسکی پنچایت سے بڑے بہائی کو دو ثلث اور چہوٹے کو ایک ثلث دیا گیا -

سردار دلیل سنگہ ملود والہ - سردار دلیل سنگہ ایک بیراگی[52] تہا اسنے سوسطہی[53] فقیرون اور مہنتون کو کارپردازان ریاست بنایا - وہ کسی کو اپنے علاقہ مین شکار کی اجازت نہین دیتا تہا اور جو شخص اس امر کا مرتکب ہوتا تہا اوس پر جرمانہ کرتا تہا - ۱۸۰۶ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے جو اوس ملک مین کوچ کر رہا تہا اوسکو طلب کیا مگر اوسنے کہلا بہیجا کہ بوجہہ شغل پاٹ پوجا کے مین حاضر ہونے سے معذور ہون - رنجیت سنگہ نے جو دینی امور کے مقابلہ مین دنیوی باتون کا زیادہ خیال رکہتا تہا سردار مذکور کے بڑے بیٹے کو دفعتاً گرفتار کرلیا اور ایک بڑے فاصلہ تک اوسکو ایک بہاری بوجہہ اوٹہا کر لیجانے

[51] سردار آتم سنگہ رام گڈہ والہ ۱۸۵۹ء بیان کرتا ہے - مصنف
[52] بیراگی بیراگ سے نکلا ہے جسکے معنی ریاضت کے ہین اسواسطے بیراگی فقیر کو کہتے ہین - مگر اس اصطلاح کا استعمال مذہبادان ہندو پر محدود ہے - مصنف
[53] ... فقرا اور مذہبی عبادتگاہون کے متولی - مصنف

پر مجبور کیا اور جب تک کہ اوسکے باپ نے بائیس ۲۲ ہزار روپیہ جرمانہ کا ادا نکیا اوسکو رہائی نہ بخشی - دلیل سنگھ کی وفات پر اوسکے دونوں بیٹوں نے جایداد کو برطبق اوس دستور کے جو چوہڑ سنگھ بہدوڑیہ نے قائم کردیا تہا اپنے باہم تقسیم کرلیا یعنی بڑے بہائی نے دو ثلث لئے اور چہوٹے نے ایک ثلث - تیسرا بیٹا سُجان سنگھ اپنے باپ کی حیات ہی مین فوت ہوگیا تہا - یہی قاعدہ تقسیم باگہہ سنگھ کی وفات پر اختیار کیا گیا تہا -

سردار اُتم سنگھ رام گڈہ والہ -

سردار اُتم سنگھ رام گڈہ والہ بالفعل خاندان ملودہ کا سرگروہ ہے - وہ سردار فتح سنگھ کا دوسرا بیٹا ہے اور اپنے بڑے بہائی حضور سنگھ کے لاولد فوت ہونے پر اوسکو اپنے باپ کا کُل ترکہ ملگیا - اوسکی عمر تیس ۳۰ برس کی ہے اور نہایت ہوشیار آدمی ہے - ۱۸۶۶ء مین وہ اپنے علاقہ کے اندر جسکی آمدنی مبلغ چونتیس ہزار چہہ سو پچپن ۳۴۶۵۵ روپیہ سالانہ ہے جاگیردار مجسٹریٹ مقرر ہوا تہا -

سردار مست سنگھ ملودہ والہ -

سردار مست سنگھ ملودہ والہ اس خاندان مین سرے درجہ کا آدمی ہے اوسنے معہ اپنے بہائی فتح سنگھ کے ۱۸۴۵ و ۱۸۴۶ء کی لڑائی کے ایام مین اچہی خدمت انجام دی تہی پچاس سوار مہیا کئے اور خود بمقام مُدکی و فیروز شہر جنگ مین شریک ہوا ۱۸۵۷ء مین اوسنے اعلی درجہ کی خیرخواہی ثابت کی ہمیشہ فوج اور روپیہ کے ساتہہ مستعد رہا اور اوسکے صلہ مین ایکسال کے زر کمیوٹیشن یعنی معاوضہ خدمت جنگی کی معافی حاصل کی اور سولہواں حصہ کل رقم مذکورہ کا ہمیشہ کیواسطے معاف کیا گیا - سب لوگ جو اوسکی چال وچلن اور خدمات سے واقف ہین اوسکا نہایت بڑا اعزاز کرتے ہین -

چہوٹی شاخ خاندان ملوود کی صرف ایک ہی سربرآوردہ شخص رکہتی ہے یعنی سردار
حقیقت سنگہ بہیروالہ - اپنی بہائی رنجیت سنگہ کی وفات پر وہ ریاست بہیر کا مالک ہوا
اور اس سے پہلے صرف ریاست چہیا اوسکی قبضہ مین تہی - وہ ایک آنریری مجسٹریٹ ہے اور سنہ ۱۸۵۷ع
مین اوسنے بہی اچہی خدمتین کی تہین -

خاندان بڈرکہان

پہولکی سردارون مین بعد بہادور اور ملوود کے خاندان بڈرکہان درجہ پاتا ہے
اصل حصہ اس خاندان کی تاریخ کا جہیند کی تاریخ مین ہے جسکی کہ وہ ایک شاخ ہے شامل ہے کیونکہ
سردار بہوپ سنگہ جو اس خاندان کا بانی تہا راجہ گجپت سنگہ کا بیٹا اور راجہ بہاگ سنگہ والی جہیند
کا بہائی تہا - اوسکو اپنا جدا علاقہ سنہ ۱۷۸۹ع مین ملا تہا اوسوقت سے وہ ہمیشہ جہیند کا غیر ماتحت
خیال کیا جاتا تہا مگر سنہ ۱۸۳۴ع مین راجہ سنگت سنگہ کی وفات پر سلسلہ جہیند کے منقطع ہوجانیکی
وجہہ سے سروپ سنگہ نبیرہ سردار بہوپ سنگہ کو گورنمنٹ انگریزی نے جانشین ہونیکی اجازت دی اور
اوسکا بیٹا آجکل جہیند کا راجہ ہے - بساوا سنگہ عم راجہ سروپ سنگہ بڈرکہان کا سب سے پہلا
سردار ہوا تہا اوسکی باپ بہوپ سنگہ کے پاس یہہ علاقہ اور نیز علاقہ بازید پور تہا اور پہولکی
سردارون نے بڈرکہان اور اوس سے بہی زیادہ پر منفعت علاقہ پہلے ہی چہوٹی بیٹی یعنی بساوا سنگہ
کو عطا کردیا تہا کیونکہ وہ اپنی باپ کا مطیع اور فرمان بردار رہا تہا اور کرم سنگہ بڑے بیٹے
اپنی باپ سے علانیہ بغاوت کی تہی بساوا سنگہ نے سنہ ۱۸۳۰ع مین وفات پائی اور اوسکی بڑے
بیٹے سکہا سنگہ نے سنگت سنگہ کی مرنے پر ریاست جہیند کا اس بنا پر دعوی کیا کہ خاندان جہیند
کا دستور یہہ ہے کہ ریاست دوسرے بیٹے کو ملا کرتی ہے اور یہہ بہی دلیل پیش کی کہ بساوا سنگہ کا

بہائی کرم سنگہ بوجہہ نافرمانی کے محروم الارث قرار پاچکا ہے مگر یہہ دعوے گورنمنٹ انگریزی مین مقبول نہوئے۔

سکھا سنگہ کی وفات پر اوسکا علاقہ اوسکو دونون بیٹون کو باہم بحصہ مساوی تقسیم ہوا لیکن سنہ ۱۸۵۶ مین ہرنام سنگہ کے فوت ہونے پر ہیرا سنگہ چھوٹا بیٹا کل جایداد کا مالک ہوا - دیوان سنگہ اس خاندان کی چھوٹی شاخ کا سردار ہے موضع بڈرکہان کی حکومت سنہ ۱۸۶۱ء مین ریاست جیند کو منتقل ہوگئی ہے۔

وہ پہول کے سردار جو دربار ویسرائے مین کرسی پانیکے مستحق ہین

خاندان پہول کے وہ اراکین جو آجکل عزت و رتبہ رکہتے ہین حسب شرح صدر اونکا بیان آچکا اور اولاد پہول مین سے گیارہ شخص جناب ویسرائے بہادر کے دربار مین شریک ہونیکو مجاز ہین یعنی۔

۱ مہاراجہ مہندر سنگہ - پٹیالہ - ۲ راجہ رگہبیر سنگہ جیند - ۳ راجہ بہگوان سنگہ - نابہہ -

سردار عطر سنگہ بہدوڑیہ - سردار کیہر سنگہ بہدوڑیہ - سردار اچل سنگہ بہدوڑیہ - سردار اُتم سنگہ راگڈیہ - ملودیہ - سردار مت سنگہ ملودیہ - سردار حقیقت سنگہ بہیروالہ - ملودیہ - سردار دیوان سنگہ - بڈرکہان والہ - سردار ہیرا سنگہ - بڈرکہان والہ -

سرداران بہدوڑ و بڈرکہان دربار مین بحیثیت ذیلداران پٹیالہ اور جہند کی بیٹہتی ہین اور سرداران ملود کو بحیثیت جاگیرداران سرکار انگلشیہ کے جگہہ ملتی ہے -

زمیندار خاندان پہولکی - پہول کی نسب کے چند اور خاندان بہی ہین جو کوئی پولٹیکل یا تاریخی وقعت نہین رکہتے ہین جنمین کوئی سردار بہی نہین ہے اور نہ وہ کسی دربار مین شریک ہونیکے مجاز ہین - لیکن اونمین اور بڑے سردارون مین صرف دولت و ثروت ہی کا فرق ہے - یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ کل پہولکی خاندان باعتبار برادری کے برابر ہین اور اونکی لڑکیان پٹیالہ جہیند اور نابہہ کے خاندانون مین بیاہی جاتی ہین [۵۲] -

یہہ بڑے خاندانون کے غریب رشتہ دار پانچ خاندانون پر منقسم ہین - دو کا سلسلہ پہول تک جو سورث اعلے ہے بخط مستقیم پہونچتا ہے - ایک خاندان جہیند کی شاخ ہے اور باقی دو خاندان بہدوڑ کی شاخین ہین -

سکہان جیوندان - اول قسم کے لوگ جیوندان اور بہگراول کے سکہہ ہین جنکی تعداد تینتیس [۳۳] ہے اور اونکی پاس دو ہزار اونا سی روپیہ سالانہ آمدنی کی زمین ہے - وہ رگہو کی اولاد ہین

---

[۵۱] سنہ ۱۸۶۴ء عیسوی کے دربار و بیسرائی مین ایشر سنگہ نے جو بڑی شاخ کا سرگروہ تہا کیہر سنگہ کی جگہہ حاصل کی تہی مگر دو برس بعد اوسکا انتقال ہوگیا اور وہ سلسلہ اب منقطع ہوگیا ہے - مصنف

[۵۲] یہہ ایک بڑی اور ایسی ہی غلطی ہے جو ہر ایک غیر ملکی مورخ کر سکتا ہے کیونکہ از روے مذہب ہنود کسی ایک خاندان کی لڑکیان اوسی خاندان مین نہین بیاہی جا سکتین ۱۲ محشی

ہین جو چودہری پہول کا تیسرا بیٹا اوسکی پہلی بیوی بالی کے بطن سے تہا - اوسکی شادی
موضع جیوندان مین مسمی ملکہہ جاٹ قوم ہہلر کی بیٹی سے ہوئی تہی اور معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا
رہنر تی سے زیادہ کوئی معزز پیشہ نتہا جب اوسکی بینائی مین استقدر فرق آگیا کہ اس پیشہ کو
عمل مین لانے سے معذور ہوگیا تو اوسنے اپنی سسرال موضع جیوندان مین سکونت ا
کی اور سنہ ۱۷۸۱ مین اوسنے وہان ہی وفات
جبکہ پٹیالہ نے بعض مواضعات بہڈور کی ...
بہڈور کے خاص دعوے پیش کئے تہے اور ...
شروع ہوئی تہی - پٹیالہ کا یہہ دعوی ا
معہ اپنے بچون کے اپنے باپ کے گانون

باوا سنگھ وفات سنہ ۱۸۳۰
بہگوان سنگھ وفات سنہ ۱۸۵۰
جیت سنگھ وفات سنہ ۱۸۶۱ء
شیر سنگھ پیدائش سنہ ۱۸۴۴
دیوان سنگھ پیدائش سنہ ۱۸۴۲ء
ہیرا سنگھ پیدائش سنہ ۱۸۴۳ء
بچہ خورد سال
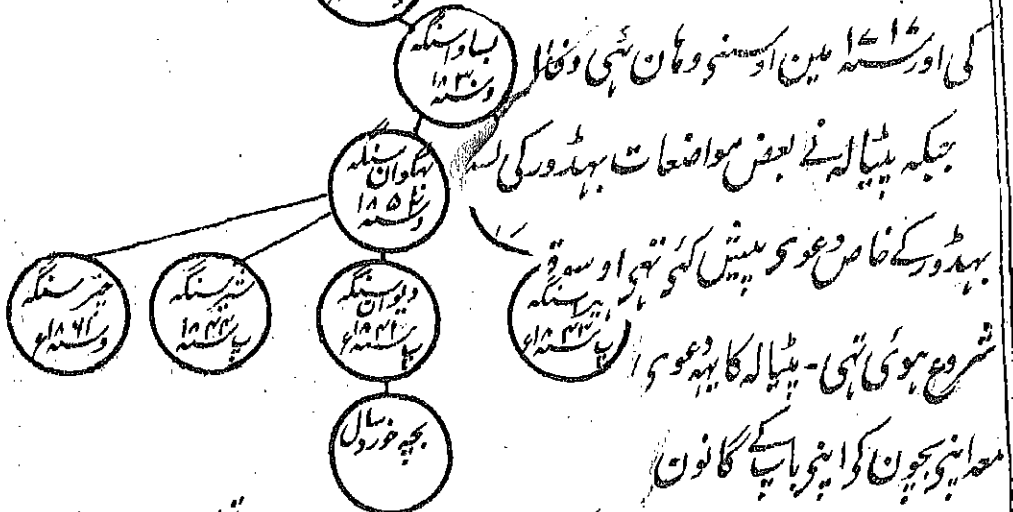
خبرگیری کی اور اوسکے بچوں ... سکا علاقہ اوسکے دونون بیٹون کو باہم بحصہ مساوی تقسیم ہوا لیکن سنہ ۱۸۵۶
تا بہہ بہی موضع مذکور کے فوت ہونے پر ہیرا سنگھ چہوٹا بیٹا کل جایداد کا مالک ہوا - دیوان سنگھ اس خاندان
اس بنا پر اوسکی حکومت مین رہنا چاہدر کہان کی حکومت سنہ ۱۸۶۱ء مین ریاست جیند کو منتقل
مشرق واقع تہا اور تین جانب تا بہہ مواد
علاقہ سے محدود تہا - اوس موضع کی حکومت صریح طور کل عزت و رتبہ رکہتی ہین حسب شرح صدر اونکا
کیونکہ اگرچہ ریاست پٹیالہ کے وجود مین آنے سے پہلے ہو گذرا انہا بعض جناب ویسرای بہادر کے دربار مین
تہا مگر اس بات کی کوئی وجہہ نہین ہے کہ جملہ پہولکی خاندانون مین اوسکی اولاد بالتخصیص پٹیالہ
کے ماتحت اور ذیلدار خیال کیجاوے - اس بنا پر یہہ دعوی نامنظور ہوا مگر پٹیالہ کو اجازت دیگئی -

گئی تہی کہ موضع جیوندان کو بمعاوضہ موضع رمانہ کے لیلی جو ریاست مذکور کو اس بنا پر دیدیا گیا تہا کہ موضع مذکور مسمی رام وت رمانہ ایک خسر راجہ امر سنگہ کو ریاست پٹیالہ کا بخشا ہوا تہا۔ رگہو کی چار بیٹیوں میں سے صرف مسمی ہرداس سنگہ نے جو آجکل کے جیوندان والی سکہون کا مورث تہا اولاد چہوڑی ہے۔

سکہان گٹی یا لوڈہ گہریہ۔

دوسری نمبر پر گٹی کے سکہون کا نام ہی جو بنام لوڈہ گہریہ مشہور ہیں جسکے معنی چہوٹے گہرانے کے ہیں۔ یہہ لوگ پہول کی اولاد ہیں اوسکی دوسری بیوی رجی کے بطن سے ہیں جس سے تین بیٹے پیدا ہوئے تہے۔ جیتو و چہنڈ و تختمل۔ چہنڈ لاولد مر گیا جیتو کے دو بیٹے مسمی کیلاس و مسور تہے اور اوسکے بہائی تختمل کے پانچ بیٹے تہے یعنی ہیرو و لکہمیر و بہومیان و لوہ و نجا۔ ان لوگون نے موضع گٹی کو جو پہول کے شمال میں دس میل کے فاصلہ پر اور دیال پورہ و بہائی روپا کے رستہ پر وسط میں واقع ہے آباد کیا اور اوسکو سات حصون میں جنمین سے ایک ایک حصہ ہر ایک کی اولاد کے قبضہ میں ہے تقسیم کیا۔ چونکہ گٹی والے سکہہ کمزور تہے اسواسطے جس شخص کو اونہون نے اپنی حفاظت کی بخوبی قابل پایا اوسی کی طرف ہو گئے۔ سردار چوہڑ سنگہ بہدوڑیہ نے بمقابلہ مہاراجگی سکہون کے اونکی مدد کی تہی اور اخیر میں وہ راجہ جسونت سنگہ والی ریاست نابہہ کی جسکو وہ ابتک چودہ[۱۴] سوارون کی نوکری دیتے ہیں ظل حمایت میں آ گئے ۱۸۶۸ء میں گٹی کے سکہہ تعداد میں ۵۸ متنفس تہے اور اونکی اراضی مقبوضہ مالیتی دو ہزار پانچسو روپیہ ۲۵۰۰ سالانہ کے ہے۔

سکہان دیالپورہ یا مرزا کا دیالپورہ

پہول کی خاندانون میں جو صرف زمیندار خاندان ہیں اونمیں تیسری نمبر پر

خاندان دیال پورہ یا مرزا کا دیال پورہ ہے - اس شاخ کا بانی بلاقی سنگہ تہا جو سکہہ چین کا تیسرا بیٹا اور رنجیت سنگہ والی جہیند کا چہوٹا بہائی تہا - اوسکی اول شادی بمقام کوٹ کپورہ خاندان نہری سندہوان کی ایک لڑکی مسماۃ تاران کیساتہہ ہوئی تہی جس سے ایک بیٹا مسمی مرزا پیدا ہوا تہا - اوسکی دوسری بیوی مسماۃ مالان اوسکے بڑے بہائی عالم سنگہ کی بیوہ تہی اس عورت کے بطن سے جیتو پیدا ہوا - بلاقی سنگہ نے قریب ۱۸۲۵ء کے وفات پائی - موضع دیال پورہ کو مرزا نے آباد کیا تہا مگر دونون بہائی وہین رہا کرتے تہے اور اونکی اولاد جس کی تعداد اکاون ہے اب اوسپر قابض ہے - اس گانوکی آمدنی چار ہزار روپیہ سالانہ ہے -

سکہان رامپورہ چوتہے نمبر پر خاندان رامپورہ ہے - اس خاندان مین ستر شخص ہین جو سوما سنگہ کی اولاد مین ہین جو چودہری دُنّا بہدوڑ والے کا پانچوان بیٹا تہا - سوما کی تین بیویان تہین جن سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے تہے یعنی جبّا سنگہ و مسّا سنگہ و ٹہیک سنگہ و چہڑت سنگہ و بدہ سنگہ بڑا بیٹا جبّا سنگہ لاولد فوت ہوا اور باقی چارون کی اولاد مین موضع رامپورہ اور موضع کوٹڑہ کوڑان کے سکہہ ہین - رامپورہ کو چودہری راما نے آباد کیا تہا اور کوڑان کے کوٹرہ کو اوسکے بیٹے نجتا نے - یہہ مواضعات جمعی چہہ ہزار پانچسو روپیہ سالانہ اون لوگون کے قبضہ مالکانہ مین ہین -

سکہان کوٹ دُنّا زمینداران خاندان پہول مین اخیر نمبر پر کوٹ دُنّا کے سکہہ ہین - یہہ ایک چہوٹی شاخ ہے اور صرف چہہ شخصون پر مشتمل ہے - یہہ لوگ دل سنگہ کے اولاد مین ہین جو سردار چوہڑ سنگہ بہدوڑ والے کا سب سے چہوٹا بہائی تہا -
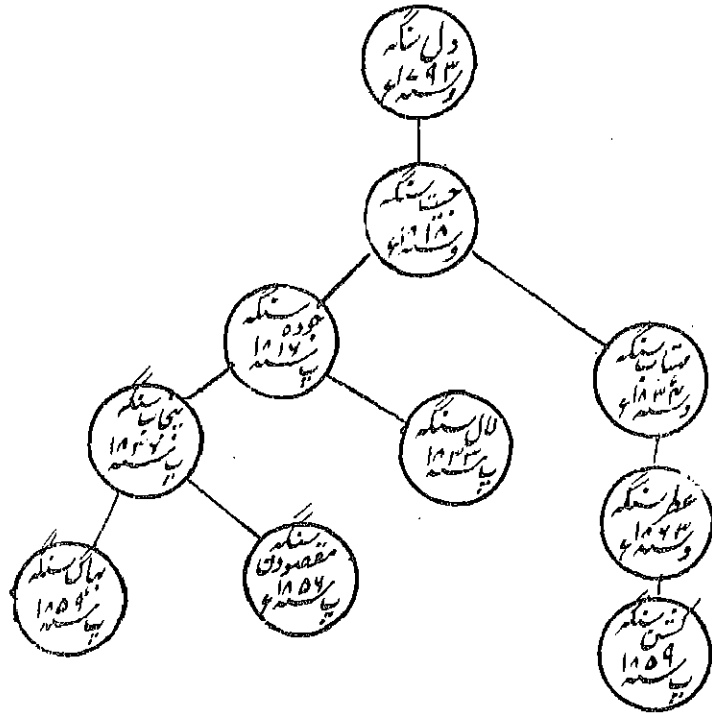
دل سنگہ کے پاس تین گانون تہی کوٹ دونّا و بوگرو مٹاہران کا مان - دل سنگہ اپنی سوتیلی بہائی چوہر سنگہ بہدوڑ یہ کے ساتہہ سنہ ۱۷۹۳ء مین مار اگیا جبکہ اونکی دشمن سجان گہنیا والہ نے اوس مکان کو آگ لگادی تہی جسمین وہ سوریہی تہی - اوسکا بیٹا جیت سنگہ سنہ ۱۸۱۸ء مین بوجہہ دایم الخمری کے مرگیا اور جایداد اوسکی بیٹون کے باہم تقسیم ہوگئی - بڑی شاخ مین صرف کشن سنگہ جسکی عمر گیارہ برس کی ہی زندہ ہی اوسکے دادا نے بتیس ۳۲ برس کی عمر مین اور باپ نے اکتیس ۳۱ برس کی عمر مین وفات پائی تہی اور اس بے وقت موت کے باعث اونکی بیحد شراب خواریان ہوئین تہین - جودہ سنگہ کے پاس نصف حصہ جایداد کا ہی جسکی آمدنی سالانہ پانچہزار آٹہہ سو چہبیس ۵۸۲۶ روپیہ ہی - موضع کوٹ دونّا علاقہ پٹیالہ مین قریباً گیارہ میل کے دہنولہ کے جنوب مین واقع ہے -
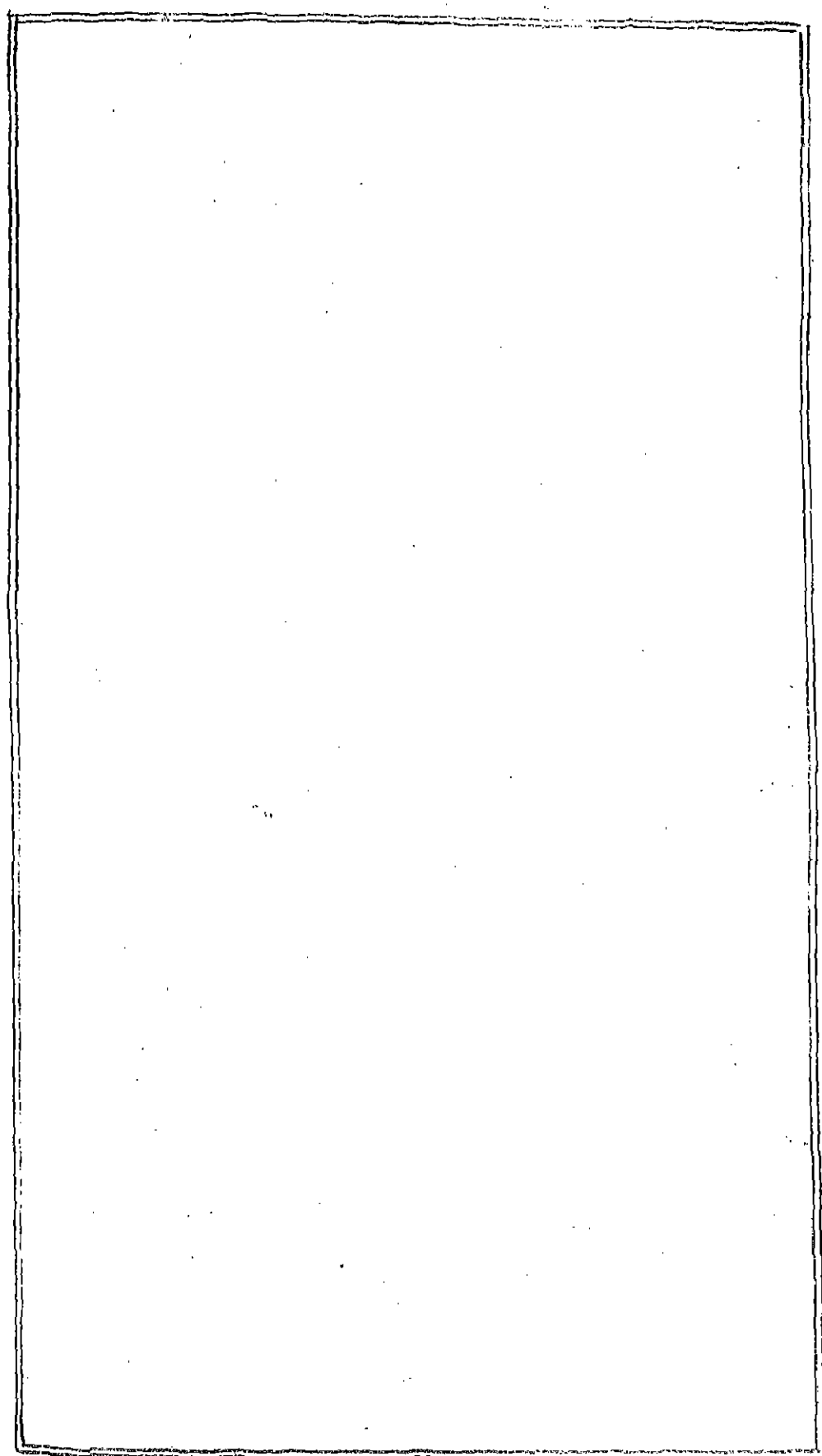
تاریخ ریاست جیند

ابتداء خاندان جیند

چودھری پھول کے زمانہ سے پہلے تک پٹیالہ اور جیند کے خاندانون کی تاریخ ایک ہی ہے اور اوسکی بابت جو کچھہ اوپر تحریر ہو چکا ہے اوسکا اعادہ کرنے کی یہان کوئی ضرورت نہین ہے۔

تلوکا کے جو پھول کا بڑا بیٹا تہا دو لڑکے تہے مسمے گوردتا۔ و سکہہ چین۔ انہین سے بڑا بہائی خاندان نابہہ کا مورث ہے اور چہوٹے بہائی کی اولاد مین رئیسان جیند و سرداران بڈرکہان و بازید پور ہین۔ تلوکا کو اوسکے باپ کے بعد چودہراہٹ ملی لیکن گو وہ اسطرح سے سرگروہ خاندان ہو گیا مگر وہ بالیاقت آدمی نہ تہا اور اپنی ریاست کی توسیع مین اوسنے کچھہ کوشش نہ کی۔ سکہہ چین دوسرا بیٹا تلوکا کا محض ایک زمیندار تہا۔ اوسکا کوئی قابل تحریر احوال معلوم نہین ہے بجز اس امر کے کہ اوسنے مسماۃ آگان دختر چوہٹر سنگہ کے ساتھہ جو ایک بہلر قوم کا جاٹ ساکن منڈہی تہا شادی کی تہی اور اوس سے تین بیٹے عالم سنگہ گجپت سنگہ و بلاقی سنگہ پیدا ہوئے تہے اوسنے چند نئے دیہات آباد کئے جنمین سے ایک گانون جو اوسنے اپنے نام پر موسوم کیا تہا اپنے چہوٹے بیٹے بلاقی سنگہ کو دیا۔ اور ایک دوسرا گانون موسوم بہ بالان والی عالم سنگہ کو دیا۔ بعد اس تقسیم جایداد کے سکہہ چین اپنے دوسرے بیٹے گجپت سنگہ کے ساتہہ اپنے موروثی گانو پھول مین رہا کیا یہانتک کہ ۱۷۵۸ء مین پچہتر برس کی عمر مین راہی ملک بقا ہوا۔

شجرہ | شجرۂ النسب راجگان خاندان جیند کا ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

- پھول
  - تلوکا
    - گوردتا — مورث خاندان نابھہ
    - سکھ چین ر ۱۷۵۸ء و ۱۷۵۸ء
      - عالم سنگھ و ۱۷۶۴ء
      - راجہ گجپت سنگھ و ۱۷۸۹ء
        - مہر سنگھ و ۱۷۷۴ء
          - ہری سنگھ و ۱۷۹۱ء
            - بی بی جند کور — زوجہ سردار فتح سنگھ تھانیسر والہ
        - بی بی راجکور — زوجہ سردار مہان سنگھ و مادر مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور
        - راجہ بھاگ سنگھ و ۱۸۱۹ء
          - راجہ فتح سنگھ و ۱۸۲۲ء
            - راجہ سنگت سنگھ و ۱۸۳۴ء
          - پرتاب سنگھ و ۱۸۱۶ء
          - مہتاب سنگھ و ۱۸۱۶ء
        - بی بی بیگماں
        - بھوپ سنگھ و ۱۸۱۵ء
          - کرم سنگھ ر ۱۸۱۸ء
            - راجہ سروپ سنگھ و ۱۸۶۴ء
              - رندھیر سنگھ و ۱۸۶۵ء
              - راجہ رگھبیر سنگھ پیدائش ۱۸۳۲ء
                - دختر
                - بلبیر سنگھ پیدائش ۱۸۵۶ء
          - باسوا سنگھ و ۱۸۳۰ء
            - سکھا سنگھ و ۱۸۵۲ء
              - سرجان سنگھ و ۱۸۵۶ء
              - سمیر سنگھ پیدائش ۱۸۳۰ء
            - بھگوان سنگھ و ۱۸۵۲ء
              - دیوان سنگھ پیدائش ۱۸۴۱ء
              - شیر سنگھ پیدائش ۱۸۴۴ء
              - چتر سنگھ و ۱۸۶۱ء
      - بلاقی سنگھ — مورث سرداران دیالپوریہ
  - راما — مورث خاندان پٹیالہ و بہدوڑ
  - رگھو — مورث خاندان جیوندان
  - چنو
  - جھنڈو
  - تخت مل

(چنو، جھنڈو، تخت مل) مورثان خاندان ہائے لودہ گھریہ

جیند کی تاریخ بالتخصیص گجپت سنگھ سے علاقہ رکھتی ہے۔ سکھ چین کے اور بیٹوں کا صرف ایک مختصر حال لکھنے کی ضرورت ہے۔

عالم سنگھ پسر کلان سکھ چین

عالم سنگھ بڑا بیٹا ایک بہادر سپاہی تھا اور اکثر لڑائیوں میں شاہی فوج سے مقابلہ کر کے شہرت حاصل کی تھی بعد تسخیر سرہند ۱۷۶۳ء میں اوسنے ایک بڑے

علاقہ پر قبضہ کر لیا مگر اسکو دوسرے ہی سال گھوڑے پر سے گر کر مر گیا۔ گو اوسنے تین مرتبہ شادی کی مگر کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اوسکی پہلی بیوی موضع گھولیا چوبارہ کے خاندان گل مین سے تھی زوجہ ثانی زمینداران کوٹ مان باشندہ موضع سابوکیان کے منوڑکی دختر تھی۔ اور تیسری بیوی مسماۃ مالان تھی جسکو وہ اوسکے باپ کے گھر سے جو ایک دہالیوال زمیندار تہا بھگا لایا تہا۔

بلاقی سنگھ۔ بلاقی سنگھ پسر اصغر سکھہ چین۔ سرداران دیالپوریہ کا مورث تہا جنکا تذکرہ اس فصل مین کسی قدر کیا گیا ہے جسمین کم مشہور پھولکے خاندانون کا ذکر ہے۔ اسنے سنہ ۱۷۸۵ع مین وفات پائی۔

گجپت سنگھ۔ گجپت سنگھ جو دوسرا بیٹا تہا سنہ ۱۷۳۸ع کے قریب پیدا ہوا تہا اور ایک نہایت خوبصورت جوان تھا اور تمام فنون جنگی مین ماہر تہا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھہ اوسکی وفات تک بمقام پھول رہا کیا اور اپنے چچا گُردتا کے مقابلہ مین اپنے باپ کو مدد دیتا رہا۔ اسی زمانہ سے جیند اور نابھہ کے خاندانون مین وہ عداوت شروع ہوئی جو ابتک بھی بخوبی رفع نہین ہوئی۔ سب سے بڑا امر مابہ النزاع موروثی گانو پھول کا قبضہ تہا جسکو لینے کی ہر شاخ خاندان بالطبع خواہش رکھتی تھی اور جسکی نسبت چودھری گوردتا کا دعوی خاندان پھول کی کے سردار ہونیکی حیثیت سے شاید زیادہ قوی تہا۔ یہہ گُردتا ہی کا اشارہ سے ہوا تہا کہ سنہ ۱۷۴۳ع مین جبکہ گجپت سنگھ پانچ برس کا تہا اوسکو اور اوسکی مان آگان دونونکو بادشاہی فوج نے گرفتار کر لیا اور بطور اول کے دہلی کو لیگئے کیونکہ سکھہ چین زر معاملہ شاہی بابت حصہ خود

بہیجنے سے قاصر رہا تہا اور بادشاہی فوجکو جو اوسکی گرفتاری کیواسطے بہیجی گئی تہی تہہ نہ آیا تہا۔ آگان کی ایک کنیزک کی نمک حلالی اور جرات کی وجہہ سے ماں اور بیٹے نے قید سے جلد مخلصی حاصل کی۔ اس کنیزک نے نہایت ہوشیاری سے اپنی بی بی کی پوشاک زیب تن کرکے قیدخانہ مین اوسکی جگہہ رہنا قبول کیا تہا۔

خاندان گجپت سنگہ

گجپت سنگہ نے ۱۷۵۴ء مین اپنے بہائی عالم سنگہ کی ایک بیوہ سے شادی کی اور ریاست بالانوالی کا وارث ہوا۔ اس عورت سے اوسکی ایک بیٹی مسماۃ بیگم پیدا ہوئی۔ اس سے پہلے اوس نے کشن سنگہ مانساہیہ کی بیٹی سے شادی کی تہی جس سے چار بچے پیدا ہوئے تہے مہر سنگہ و بہاگ سنگہ و بہوپ سنگہ اور ایک دختر مسماۃ راج کنور جسکی شادی سردار مہان سنگہ سوکرچکیا سے ہوئی تہی اور اوس سے مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور پیدا ہوا تہا۔

اوسکی فتوحات و مصائب

۱۷۶۳ء مین گجپت سنگہ افواج سکہان کا شریک ہوا تہا جبکہ زین خان حاکم سرہند نے شکست پائی تہی اور مقتول ہوا تہا۔ اس موقع پر گجپت سنگہ نے ایک بڑے قطعہ ملک پر جسمین اضلاع جیند اور سفیدون شامل تہے قبضہ کرلیا اور پانی پت و کرنال کو تاخت تاراج کیا مگر اوسکو اسقدر قوت نہ تہی کہ اونپر قابض رہ سکتا۔ مگر باوجود اس بغاوت کے اوس نے بادشاہ دہلی کی حکومت سے یک لخت انحراف نکیا۔ اور حسب دستور دہلی کا مالگذار رہا اور سلاطین دہلی کو زر مالیہ پہنچاتا رہا اور جب ۱۷۶۷ء مین اوسپر ڈیڑہ لاکہہ روپیہ مالگذاری کا چڑہ گیا تو اوسکو نجیب خان قید کرکے دہلی کو لیگیا جہان وہ تین برس تک مقید رہا اور صرف اسطرح سے اوسکو رہائی حاصل ہوئی کہ اپنے بیٹے مہر سنگہ کو زر باقیات اداکرنیکی کفالت

مین بطور اول کے چہوڑ گیا۔

> ۱۷۶۸ء مین خطاب راجگی حاصل کرنا۔

تب وہ جنید کو واپس گیا جہان بڑی دقّت اور درنگ کے بعد اوسنی تین لاکہہ روپیہ جمع کیا اور اس روپیہ کو دہلی لیجاکر صرف اپنے بیٹے ہی کو رہا نکرایا بلکہ خطاب راجگی کا از روے ایک فرمان[51] شاہی کے حاصل کیا۔ اسوقت سے گجپت سنگہ نے ایک خودمختار رئیس کا ڈہنگ اختیار کیا اور اپنا سکّہ جاری کیا۔[52]

---

51 یہہ فرمان مورخہ پچیسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری (مطابق ۱۷۷۲ء) شاہ عالم بادشاہ کا مُہری ہو مصنف۔

52 سکہ جاری کرنیکا استحقاق ایک ایسا استحقاق ہوتا ہے جو صرف خودمختار رؤسا ہی کو حاصل ہوتا ہے مگر اس لفظ ‘‘خودمختار’’ کے ایک خاص معنی (انڈین پالیٹکس) یعنی ہندستانی اصطلاح مملکتداری مین ہین۔

اطلاع مندرجہ ذیل کو جو ہر سہ ریاست ہاے پہولکیان یعنی پٹیالہ و نابہہ و جنید کی ٹکسالون کے متعلق ہے میجر جنرل آر جی ٹیلر سی بی۔ سی ایس آئی ایجنٹ لفٹنٹ گورنر اضلاع اپنہروے دریاے ستلج نے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹیری کی درخواست پر جمع کیا تہا علاوہ انکے تمام پنجاب مین صرف دو ریاستین اور ہین جو سکہ لگانے کی مجاز ہین یعنی مالیر کوٹلہ و کشمیر۔

دارالضرب پٹیالہ

۱۔ پولیٹکل حالت۔ کسی ایسی خط و کتابت کا جو سکہ کے بارہ مین اس محکمہ سے ہوئی ہو پتا نہین چلتا ہے کارپردازان پٹیالہ کا بیان ہے کہ جب لارڈ ڈلہوزی صاحب نے ۱۸۵۱ء مین بمقام پنجور دربار منعقد فرمایا تہا اوس وقت سرکار پٹیالہ کی طرف سے عبارت مندرجہ سکہ ریاست پٹیالہ کی از سر نو مرتب کرنیکی اجازت کے واسطے درخواست کی گئی تہی۔ اسکا بقول اونکو کوئی جواب صاف نہین دیا گیا تہا اور اونکا بیان ہے کہ وہ درخواست اس دفتر مین ہوگی مگر مینے اوسکو بہت تلاش کرایا کہین پتا نہ چلا۔ پٹیالہ کے سکّہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ احمد شاہ درانی کے حکم سے قایم ہوا تہا جبکہ مہاراجہ امر سنگہ پٹیالہ کا حکمران تہا۔ اس بات کو قریب سو برس کے عرصہ منقضی ہوا بلا شبہہ پٹیالہ کی ریورٹون مین ایک اور مقام پر سمت ۱۸۲۰ (مطابق ۱۷۶۳ء) سال ضرب سکہ مذکور ہوا ہے۔

۲۔ سکّے کی حقیقت اور نام اور سجع۔ پٹیالہ کا روپیہ راجہ شاہی روپیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اوسکا محیط بقدر تین چوتھائی ایک انچ کے ہے وزن سوا گیارہ ماشہ ہے اور چاندی خالص ہے۔ یہہ سکہ انگریزی روپیے سے وزن مین پانچ رتی کم ہے مگر خالص چاندی کا وزن دونون سکون مین مساوی ہے اسیواسطے پٹیالہ کا روپیہ پورے سولہ آنہ مین چلتا ہے مگر کبہی کبہی انگریزی عملداری مین صراف لوگ بطور خود اوسپر بٹا لے لیتے ہین اور اوسکی قیمت چاندی کے نرخ بازار کے ساتہہ کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور اسطرح کبہی سولہ آنہ سے زیادہ بہی اوسکی قیمت ہو جاتی ہے۔

پٹیالہ کی اشرفی وزن مین پونے گیارہ ماشہ ہوتی ہے اور سونا خالص ہوتا ہے۔

تانبے کا کوئی سکہ پٹیالہ مین نہین لگایا جاتا ہے۔

روپیہ اور اشرفی دونون پر ایک ہی سجع ہے جسکی عبارت یہہ ہے۔

عقد راجکنور سردار مہان سنگہ کے ساتھہ۔

۱۸۴۳ء میں سردار مہان سنگہ سوکرچکیا کی شادی راج کنور دختر راجہ گجپت سنگہ کے ساتھہ بمقام بڈرکہان جو اوس زمانہ میں جیند کا دارالحکومت تہا منعقد ہوئی اس تقریب میں گجرانوالہ کا یہ سردار بڑی تزک و احتشام کے ساتھہ آیا اور تمام پنجاب کے رئیس اور سردار اس موقع پر جمع ہوئی۔

باہمی تنازعہ

ایک خفیف معاملہ جو اس شادی کے ایام میں واقع ہوا تہا اور جیند کے باہم ایک سخت تنازعہ کا باعث ہوا۔

۴ حکم شد از قادر بیچون به احمد بادشاہ
سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ
سنہ[۱] جلوس میمنت مانوس ضرب سرہند

عبارت سکہ میں کبہی کوئی ترمیم نہیں کی گئی ہے مگر البتہ ہر رئیس کے عہد حکومت کے امتیاز کے واسطے علامتوں میں بعض ترمیمیں عمل میں آتی رہی ہیں۔ مثلاً مہاراجہ امر سنگہ کے روپیہ پر ایک کلغی کی پہچان ہے۔ مہاراجہ صاحب سنگہ کے روپیہ پر سیف ہے۔ مہاراجہ کرم سنگہ کے سکہ پر شمشیر کی علامت ہے۔ مہاراجہ نرایندر سنگہ کے سکہ پر کٹہ کی پہچان ہے۔

حال کے مہاراجہ کے روپیہ پر کٹار کی شکل بنی ہے۔

چونکہ عبارت زیادہ ہے اور سکہ چہوٹا ہے اسلئے ہر سکہ پر پورا پورا سجع نہیں آتا صرف ایک جزو اوسکا آتا ہے۔

۳۔ اس ٹکسال کی سالانہ نکاسی اور مسکوکات کی قیمت بمقابلہ انگریزی مسکوکات کے

مسکوکات نہ و نقرہ کی مقدار سالانہ درحقیقت غیر معین ہے اور یہہ سکہ یا تو خاص خاص موقعوں پر بدون کسی خاص قاعدے کے لگایا جاتا ہے یا اوس وقت جبکہ واقعی ضرورت ہوتی ہے۔

کارپردازان ریاست بیان کرتے ہیں کہ بوقت ضرورت ٹکسال پٹیالہ میں دو ہزار سکے روزانہ طیار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کل کے واسطے چاندی سونا بقدر کافی موجود ہو۔

قیمت اس سکہ کی بمقابلہ سکہ انگریزی کے بجواب سوال نمبر ۲ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

۴۔ سکہ لگانے کا قاعدہ اور کاریگروں وغیرہ کی کیفیت اس ٹکسال کے متعلق ایک مہتمم ایک محرر دو پرکہنے والے (صاحب عیار) ایک تولنے والا وزن کش دس لوہار دو سکے چار چاندی سونے کے صاف کرنے والے (نیاریے) اور ایک مُہر کن ہے۔

چاندی سونا کماحقہ صاف کیا جاتا ہے اور اوس درجہ پر پہونچایا جاتا ہے جو بطور نمونہ کے ٹکسال میں رہا کرتا ہے۔ اسکے بعد چاندی سونا جانچا اور پرکہا جاتا ہے اور تب سکہ لگایا جاتا ہے۔

۵ اصل اوزار جو اس کام میں مستعمل ہیں سندان و ہتوڑہ و تراز و (کانٹا) و سٹرآسی و شکنجہ و ٹہپہ (یعنی بالا و پائین)

[۱] لفظ سنہ اصل کتاب میں نہیں ہے ۱۲ محشی

ہمیر سنگھ رئیس نابھہ کا ایک عمدہ بیڑ بدڑ گھاں کے قریب وجوار میں واقع تھا جس میں
سے براتیوں کو اپنے گھوڑوں کیواسطے گھاس کاٹنے کی اجازت دی گئی تھی - لیکن جب ہمی کے آدمیوں
نے گھاس کاٹنی شروع کی یعقوب خان کارندہ ہمیر سنگھ نے لوازم مہمان نوازی کو ترک کر کے

وغیرہ ہوتے ہیں -

۵ - سونے چاندی کو بہم پہونچانے کا انتظام اور سکہ ڈھلوائی کے مصارف - اوس سونے چاندی کو عوام الناس لاتے ہیں باخذ محصول حسب شرح ذیل سکہ بنایا جاتا ہے -

چاندی - سو سکونپر ایک روپیہ ایک آنہ جسمیں سے ساڑھے دس آنہ حق ریاست ہوا در باقی ساڑھے چھ آنہ کارخانہ میں صرف ہوتے ہیں۔

سونا - سو سکونپر چونتیس روپیہ حسب تفصیل ذیل -

حق ریاست —— ۳۰
صرف کارخانہ —— ۳
متفرق اخراجات ——

۶ - ان سکون کا چلن بالخصوص ریاست کے علاقہ میں ہی محدود ہے مگر پھر بھی اکثر پٹیالہ کے روپیہ اضلاع قرب وجوار میں رائج ہیں لیکن غالباً قسمت انبالہ کی حدود سے باہر نہیں ہیں -

جیند

۱ - پولیٹکل حالات وغیرہ - جیند کی ٹکسال بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوسی زمانہ میں قایم ہوئی تھی جبکہ پٹیالہ کی ٹکسال قایم ہوئی تھی کیونکہ عبارت سکہ بالکل ایک سی ہے -

اس ایجنسی یا گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ اوس سکہ جاری رہنے یا شرائط کی بابت کوئی خط وکتابت نہیں پائی جاتی۔

۲ - سکہ کی حقیقت و نام وسجع - یہہ روپیہ جیندی کہلاتا ہے اور وزن میں سوا گیارہ ماشہ ہوتا ہے -

عبارت سجع سکہ کی وہی ہے جو پٹیالہ کے راجہ شاہی روپیہ پر ہے یعنی

حکم شد از قادر بیچون به احمد بادشاہ
سکہ زن بر سیم وزر از اوج ماہی تا بماہ

تیسرا فقرہ جو ضرب پٹیالہ پر پایا جاتا ہے سکہ جیند میں نہیں ہے -

۳ - نکاسی بالکل غیر معین ہے شادی وغیرہ کی تقریبوں میں بہت زیادہ سکے ڈھالے گئے ہیں لیکن اور زمانہ میں صرف بقدر ضرورت روپیہ اشرفی بنتا ہے - قیمت اس سکہ کی ۱۲ آنہ بیان کیجاتی ہے مگر ہمکو کوئی اوسکا نمونہ انبالہ میں دستیاب نہوا اور ہمارے ہاں کے صراف اس سکہ سے بہت کم واقف ہیں -

۴ - سکہ کے بنانیکا قاعدہ وغیرہ - صرف اس قدر حال معلوم ہوا ہے کہ ٹھیکہ خزانچی ریاست کی تحویل میں رہتا ہے اسکے بنانے کے قاعدے اور کارخانوں کے انتظامات وغیرہ کا حال معلوم نہیں ہوا -

۵ - چاندی سونا بہم پہونچانیکے انتظامات - جیند کی ٹکسال میں سکہ بنانے کیواسطے رعایا کی طرف سے چاندی سونا کبھی نہیں دیا جاتا ہے لیکن کوئی شرح محصول سکہ بنانے کی مقرر نہیں ہوئی ہے -

ازراہ حسد اوپر حملہ کیا اور جنگ و جدال واقع ہوئی اگرچہ دولہہ کے رخصت ہونے تک اس معاملہ کا کچھہ خیال نہ جتلایا گیا۔ مگر بعد اسکے راجہ گجپت سنگھ نے اس توہین کے بدلا لینے کا ارادہ کیا اور مرض الموت کا بہانہ کرکے رئیس نابھہ کو طلب کیا کہ مرنے سے پہلے آکر ملجائے۔ سردار ہمیر سنگھ جسکو کسی قسم کی بدگمانی نتہی یعقوب خان کو ساتہہ لیکر بہ عجلت تمام روانہ ہوا اور اپنے وہم و گمان کے خلاف جاتے ہی گرفتار و مقید ہوگیا اور اوسکا ہمراہی یعقوب خان قتل ہوا۔ اسکے بعد

۶ - کہان کہان ٹکے چلتے ہین ہے - صرف ریاست کے اندر۔

نابھہ

۱ - پولٹیکل حالات وغیرہ - معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ٹکسال سکھون کی عملداری مین قایم ہوئی ہے - اس معاملہ مین گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ کوئی خط و کتابت نہین ہوئی ہے -

۲ - حقیقت و نام اور سیخ - یہہ روپیہ نابھہ کا روپیہ کہلاتا ہے اور اوسکا کامل وزن سوا گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے جسمین دس ماشہ و سوا چار رتی خالص چاندی ہوتی ہے - اس حساب سے وہ انگریزی روپیہ سے وزن مین پانچ رتی اور خالص چاندی مین ڈھائی رتی کم ہوتا ہے -

بعض اوقات اشرفیونکا سکہ بھی ریاست نابھہ اپنے استعمال کے واسطے بناتی ہے وزن اشرفی کا پونے دس ماشہ ہوتا ہے اور سونا خالص ہوتا ہے - دونون سکون پر ایک ہی عبارت منقش ہوتی ہے یعنی

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گورو گوبند سنگھ
جلوس میمنت مانوس سرکار نابھہ سمت ۱۹۱۱

۳ - نکاسی قیمت وغیرہ - کارپردازان نابھہ نے نکاسی کا کچھہ ذکر نہین کیا ہے مگر مین خیال کرتا ہون کہ موافق دستور دیگر ریاستون کے صرف بڑی بڑی تقریبون مین جب کبھی اسکی ضرورت خیال کیجاتی ہے سکہ بنایا جاتا ہے پس کوئی قاعدہ متعین نہین ہوسکتا -

قیمت اس روپیہ کی ٹھیک پندرہ آنہ ہے -

۴ - ٹکسال کے کارخانہ مین ایک مہتمم ایک پرکہنے والا ایک چاندی سونے کا گلانے والا ایک سنار اور ایک لوہار ہوتا ہے - چاندی مہتمم کی موجودگی مین خوب صاف کیجاتی ہے جو سناتن کی نگرانی رکہتا ہے کہ چاندی ٹھیک درجہ پر آگئی یا نہین -

۵ - چاندی باہر سے بہی سکہ کے واسطے اکثر آتی ہے - سونا کبھی نہین آتا ہے -

ٹکسال کا حق سکہ بنانے کا سو روپیہ مین چودہ آنہ ہوتا ہے جسکی تفصیل ذیل مین مندرج ہے -

سنار - فیصدی ۳/
گلانے والا - " ۲/

راجہ نے املوہ و بہادسون پر جو نابہہ کے علاقہ مین مستحکم مقامات ہین فوجکشی کی اور سنگرور پر حملہ کیا جسکو سردارنی بیبو ہمیر سنگہ کی رانی نے چار مہینہ تک بچایا آخرکار اپنے آپ مین عہدہ برائی کی قوت نہ دیکھکر راجہ پٹیالہ سے دست اندازی کرنیکی استدعا کی راجہ پٹیالہ جسنے اولاً خود ہی اس حملہ آوری کی ترغیب اس مطلب سے دی تھی کہ جیند و نابہہ آپسمین لڑکر دونون کمزور ہوجائین اور اس طرح پٹیالہ کی قوت بڑہجاے جیند کا زیادہ قوی ہونا بھی نہین چاہتا تھا اسلئے اوسنے بصلاح دیگر سرداران سکہہ کے راجہ گجپت سنگہ کو املوہ اور بہادسون کی واپسی اور ہمیر سنگہ کی رہائی پر مجبور کیا۔ مگر اسوقت سنگرور جو جیند کے قبضہ مین چلا گیا تہا ابتک اوسیکے قبضہ مین چلا آتا ہے۔

جیند پر صوبہ دار دہلی کا حملہ۔

دوسرے سال رحیم داد خان حاکم ہانسی کو نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان صوبہ دار دہلی نے جیند کے مقابلہ کیواسطے بہیجا اور راجہ گجپت سنگہ نے پہولکی سرداروں سے استمداد کی۔ راجہ امر سنگہ والی پٹیالہ جسنے ایک فوج بسرداری دیوان نانون مل کے روانہ کی اور سردار ہمیر سنگہ والی نابہہ مع بہائیان کیتہل کے جیند کی امداد کیواسطے جمع ہوے اور رحیم داد خان کو محاصرہ ترک کرنے اور میدان کی لڑائی لڑنے پر مجبور کیا جسمین کہ اوسنے شکست پائی اور مارا گیا۔ اس فتح کی علامات یادگار جیند مین ابتک موجود ہین اور رحیم داد خان

ابرہا —	فیصدی	۔۔
...والا —	"	ار
... —	"	...
... —	"	... ۱۴

۱؎ — کہاٹن ... ہے — یہہ روپیہ قریب جوار کے بازار دن مین بھی پہونچتا ہے مگر کثرت سے ... جاتا ہے —

کی قبر دروازہ خاص کے اندر نظر آتی ہے۔

فتوحات جانب جنوب۔

بعد اسکے گجپت سنگہ نے بمعیت فوج پٹیالہ لال پور واقع ضلع رہتک پر حملہ کیا اور ملک مفتوحہ مین اپنے حصہ مین ضلع گوہانہ حاصل کیا مگر ضابطہ خان پسر منجیب الدولہ روہیلہ نے بشمول غلام قادر خان کے سرداران سکہہ کے مقابلہ مین اسقدر جمعیت کثیر کے ساتہہ کوچ کیا کہ انہون نے مقابلہ کرنا بے سود سمجہا اور جیند مین ایک ملاقات کے وقت راجہ کو ایک حصہ گوہانہ کے چہوڑنے پر مجبور کیا گو بعض مواضعات مشہور بہ پنجگرائون اوسکے قبضہ مین باقی رہے اور پٹیالہ کو بہی اضلاع حصار روہتک و کرنال مین ایک بڑا حصہ اپنی فتوحات کا چہوڑنا پڑا۔

پٹیالہ کے ساتہہ راجہ کے تعلقات

راجہ گجپت سنگہ رئیس پٹیالہ کا پکا رفیق تہا اور اوسکی اکثر مہمات مین شریک حال رہا۔ وہ اوس حملہ مین شریک ہوا جو سردار ہری سنگہ والی سیالبہ پر کیا گیا تہا۔ ہمت سنگہ کے مطیع کرنے مین جسنے اپنے بہائی راجہ امر سنگہ سے بغاوت اختیار کی تہی مدد دی اور ۱۷۸۸ء مین پٹیالہ اور جیند کی فوجون کے ساتہہ میرٹہہ کی طرف کوچ کیا جہان سکہون نے مرزا شفیع بیگ کے ہاتہہ سے شکست پائی اور گجپت سنگہ قید ہو گیا اور مبلغ کثیر دیکر رہائی پائی۔

جب صاحب سنگہ پٹیالہ مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اوسوقت راجہ گجپت سنگہ نے انتظام کے قائم رکہنے مین بہت کوشش کی اور سردار مہان سنگہ کی بغاوت کے فرو کرنے مین جسنے بہائی گڈہ مین خود سری کا دم بہرا تہا دیوان نانون مل کو مدد دی۔ اوسنے آلا سنگہ تلونڈی والہ کے

مقابلہ مین بہی جسنے پٹیالہ کی اطاعت سے انحراف کیا تہا بذات خود غیرمیت کی سنہ ۱۷۸۶ء
مین جب کہ انبالہ کو قرب وجوار مین بعض متمرد و مواضعات کے مقابلہ مین ایک مہم مین مشغول
دیوان نانون مل و بی بی راجندر خواہر راجہ پٹیالہ مصروف تہا وہ ارضہ بخار مین مبتلا ہوا اور
سفیدون مین آکر اکیاون برس کی عمر مین وفات پائی۔

راجہ گجپت سنگہ اور اوسکے بڑے بیٹے مہر سنگہ کی وفات اور اس شاخ خاندان کا انقطاع

اوسکا بڑا بیٹا مہر سنگہ سنہ ۱۷۸۰ء مین فوت ہوا اور ایک بیٹا اسکے ہری سنگہ چہوڑ گیا
جسکو راجہ گجپت سنگہ نے سفیدون کا علاقہ دیدیا تہا۔ مگر وہ آوارہ طبیعت کا آدمی
تہا اور نشہ کی حالت مین اپنے مکان کی چہت سے گر کر مر گیا۔ یہہ سنہ ۱۷۹۱ء کا واقعہ
جبکہ اوسکی عمر صرف اٹہارہ برس کی تہی۔ ہری سنگہ نے ایک بیٹی مسماۃ چند کنور چہوڑی
جسکی شادی فتح سنگہ کے ساتہ جو بہنگا سنگہ سردار تہانیسر کا بیٹا تہا ہوئی تہی بعد وفات شوہر
کے یہہ عورت معہ اپنی ساس مسماۃ مائی جیان اور ایک اور بیوہ مسماۃ رتن کنور کے ریاست
کی مالک ہوئی جو سنہ ۱۸۱۴ء مین بالکل اوسکے قبضہ مین آگئی اور اپنی وفات تک جو سنہ ۱۸۵۶ء مین
واقع ہوئی برابر خودمختارانہ قابض رہی۔ اوسکی وفات پر ریاست مذکورہ بطور ترکہ
لاوارث گورنمنٹ انگریزی کی حکومت مین آگئی۔ ہری سنگہ کی بیوہ مسماۃ دیا کنور کے
پاس اوسکی حین حیات علاقہ کہنا جو ہری سنگہ کے خسر نے اوسکو دیا تہا رہا بعد اسکی وفات کے
وہ بہی بطور جایداد لاوارث کے گورنمنٹ انگریزی کی قبضہ مین آگیا۔

تعمیر قلعہ جیند

شہر جیند کو راجہ گجپت سنگہ نے تعمیرات سے بہت کچہہ وسعت دی تہی اور ایک
بڑا پکا قلعہ اوسکے شمال کیجانب بنا گیا تہا مگر وہ زیادہ مستحکم نہ تہا۔

راجہ بہاگ سنگہ

گجپت سنگہ کی ریاست اوسکے بیٹون بہاگ سنگہ اور بہوپ سنگہ کے باہم تقسیم ہوگئی بہوپ سنگہ کو علاقہ بڈرکہان اور بڑے بیٹے کو جیند و سفیدون معہ خطاب راجگی کے ملا

اوسکی مہمات اور لڑائیان۔

بہاگ سنگہ بوقت حصول راج اکیس [۲۱] برس کا تہا۔ اوسکے اکثر حالات تاریخ پٹیالہ مین مذکور ہوئے ہین جسکے ساتہہ وہ بالعموم تعلق رکہتا تہا۔ ۱۷۸۶ء مین اضلاع کوہانہ و کہرکہودا شاہ عالم بادشاہ نے بطور جاگیر کے اوسکو عطا فرمائے اور ۱۷۹۴ء مین وہ فوج پٹیالہ کا جو رانی صاحب کنور کی سرداری مین بہیجی گئی تہی اننا راو اور (یا انبا راو) و لچہمن راو سرداران مرہٹہ پر بمقام راجگڈہ جو انبالہ کے متصل ہے حملہ کرنے مین شریک ہوا تہا جبکہ غنیم کی فوج پر شب خون مارا گیا تہا اور بڑی کامیابی حاصل ہوئی تہی۔ اگلے سال مین کرنال راجہ کے ہاتھ سے نکل گیا جسکو مرہٹون نے فتح کرکے جارج ٹامس کے حوالہ کردیا جسنے سکہون کو پیچہے ہٹانے مین جو جمنا کو فوج کثیر کے ساتہہ عبور کرکے عازم سہارنپور ہوئے تہے عمدہ کام دیا تہا۔

جارج ٹامس صاحب کی جنگ اور فتوحات کا حال تاریخ پٹیالہ مین مذکور ہوچکا ہے اور اون مہمات کا حال بہی بیان ہوچکا ہے جو ۱۷۹۸ء اور ۱۷۹۹ء مین جیند اور سفیدون کے مقابلہ مین اوسنے کی تہین راجہ بہاگ سنگہ اپنے عزیزون اور ہمسایون کی مدد سے غنیم کو شکست دینے مین کامیاب ہوا اور ۱۸۰۲ء مین دہلی کو بمعیت دیگر سرداروں کے بدین غرض گیا کہ جنرل پیرن سے جو شمالی حصہ فوج مرہٹہ کا افسر تہا ٹامس صاحب کے مقابلہ کیواسطے استمداد کرے کیونکہ ریاست جیند کی جنوبی سرحد پر ہانسی مین صاحب موصوف کا قیام گرد و نواح کے تمام سرداران سکہہ کیواسطے اندیشہ و تردد کا موجب تہا

پنجاب سے ٹامس صاحب کا اخراج۔

ٹامس صاحب پر چڑہائی جسمین راجہ بہاگ سنگہ بذات خود شریک ہوا تہا

کامیابی کے ساتھہ انجام کو پہونچی اور صاحب موصوف ہانسی سے پسپا ہوکر علاقہ انگریزی مین پناہ گیر ہوا۔

راجہ بہاگ سنگہ کا انگریزون سے رابطہ اتحاد پیدا کرنا اور سنہ ۱۸۰۳ع مین جنرل لیک سے آملنا۔

ستلج کے اس پار کے بڑے سردارون مین راجہ بہاگ سنگہ نے سب سے پہلے گورنمنٹ انگریزی سے رابطہ پیدا کیا۔ فتح دہلی کے بعد جو گیارہوین ستمبر سنہ ۱۸۰۳ع کو واقع ہوئی تہی راجہ بہاگ سنگہ نے انگریزی جنرل سے راہ و رسم و خط و کتابت شروع کی اور بعد حاصل ہونے اطمینان کے انگریزی کیمپ مین آکر شامل ہوا اور جنرل لیک صاحب نے جنہون نے بہاگ سنگہ کو دوست اور مددگار کے نام سے ذکر کیا ہے علاقہ گوہانہ و کہرکہودا کی نسبت جو دہلی کے قرب و جوار مین واقع ہے اوسکے استحقاق کو قایم رکہا[۱]۔

بہائی لال سنگہ والی کیتہل نے جسکو راجہ جیند کے ساتہہ بڑا رسوخ حاصل تھا راجہ مذکور کو اسقدر جلد انگریزون کی ہواخواہی کی ترغیب دی تہی۔ وہ ایک نہایت ہوشیار اور ذی فہم آدمی تہا اور اوسنے صاف صاف دیکہہ لیا تہا کہ کون سا فریق انجام کار غالب آئیگا اور اوسکی جانبداری کرنیگا اوسنے ارادہ کر لیا تہا اور اپنے دوست کو بہی یہی نیک صلاح دی تہی بعد اظہار اطاعت وہ دونون اپنے اپنے علاقون کو واپس گئے مگر جنوری سنہ ۱۸۰۵ع مین جبکہ سکہان مخالف نے کرنل برن صاحب کے ہاتہہ سے شکست پائی تو ان دونون نے خیال کیا کہ عملی خدمت اونکی اغراض کو زیادہ مفید ہوگی اور اس نظر سے ایک بڑی دستہ فوج کے ساتہہ انگریزی لشکر سے آملے۔

[۱] ایک سند از طرف لارڈ لیک صاحب مورخہ چہبیسوین ستمبر سنہ ۱۸۰۳ع جسکی رو سے حکام صوبہ شاہجہان آباد کو اطلاع دی گئی ہے کہ پرگنہ کہرکہودا راجہ بہاگ سنگہ پر بحال کیا گیا۔ ایک سند از طرف لارڈ لیک صاحب مورخہ ساتوین مارچ سنہ ۱۸۰۹ع جسکے رو سے حکام صوبہ شاہجہان آباد کو اطلاع دی گئی ہے کہ پرگنات گوہانہ و فریدپور و برشٹ بہائی لال سنگہ و راجہ بہاگ سنگہ پر بحال رکہی گئی ہین۔ مصنف

چند مہینے تک راجہ مذکور جنرل لیک صاحب کے ساتھہ رہا۔ اوسنے کوئی بڑی خدمت نہیں کی مگر اوسکے رعب وداب ورسوخ سے ایک عمدہ نتیجہ مترتب ہوا اور ایک موقع پر جبکہ کرنل الکزانڈر صاحب مرہٹون کے تعاقب مین تہے وہ اور بہائی لال سنگہ ہمارے پور کو تہامے رہے۔ آخرکار سرداران سکہہ جنگ سے عاجز آگئے اور بوعدہ امن و امان عام کے صلح کو قبول کیا اور اسطرحسے شمال و مغربی سرحد پر امن قایم ہوگیا۔

سنہ ۱۸۰۵ء مین ہلکر کے معاملہ مین دربار لاہور کے ساتھہ پیام و سلام مین مدد دینا۔

جب سنہ ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک صاحب جسونت راو ہلکر کے تعاقب مین تہے تو راجہ بہاگ سنگہ صاحب موصوف کے ساتھ اور دریای بیاس تک اونکے ساتھہ گیا۔ اس مقام سے وہ اپنے بہانجے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس لاہور کو بدین غرض بہیجا گیا تہا کہ اوسکو انگریزی جنرل کے آنے سے آگاہ کرے اور ہلکر کی امداد کرنے سے جسمین اب کچہہ باقی نہیں رہا تہا اور صرف حرکت مذبوحی کر رہا تہا فہمایش کرے۔ بہائی لال سنگہ کا ایک معتمد بہی اوسکے ہمراہ گیا تہا اور سفارت کا نتیجہ حسب دلخواہ عمل مین آیا۔ یہہ ظن غالب ہے کہ بہاگ سنگہ اوس بڑے رسوخ کو جو اوسکو اپنے بہانجے کے ساتہہ حاصل تہا انگریزون کی جانب داری مین کام مین لایا۔ بہرحال جو پیغام و سلام مابین لکر و رنجیت سنگہ کے شروع ہوے تہے وہ انجام کو نہ پہونچے اور ہلکر پنجاب سے فرار ہونے پر مجبور ہوا۔ راجہ بہاگ سنگہ لارڈ لیک صاحب کے ساتہہ دہلی کو واپس آیا اور ان خدمات کے صلہ مین پرگنہ بوانہ جو پانی پت جنوب و مغرب مین واقع ہے اوسکو عطا ہوا۔

خدمات کے صلہ مین جاگیر کا عطا ہونا۔

یہہ ایک حین حیاتی عطیہ کنور پرتاب سنگہ کے نام تہا اولا اوسکو ہانسی عطا ہوئی تہی۔ مگر اوسی کی درخواست پر یہہ علاقہ بلوانہ کے ساتہہ بدل دیا گیا تہا۔ موضعات جمریز

ونہانہ کلان بہی اوسکو بطور جاگیر کے عطا ہوئے تہے[۵]

پٹیالہ مین تنازعات اور دربار پٹیالہ مین راجہ اور رانی کے ہواخواہون کی ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنیکی کوششین جنکا تصفیہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وساطت سے عمل مین آیا تہا تاریخ پٹیالہ مین بیان ہو چکی ہین۔ اس موقع پر راجہ بہاگ سنگہ کو اپنے بہانجے کی ملاقات سے علاقہ ہاتہہ آیا اور پہر سنہ ۱۸۰۶ع کی مہم مین اوسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ سے علاقجات متذکرہ ذیل حاصل ہوئے یعنی علاقہ لدہیانہ جسمین چوبیس مواضعات جہمی پندرہ ہزار تین سو اسی روپیہ سالانہ شامل تہے اور چوبیس مواضعات جگرانوان کے اور دو مواضعات کوٹ کے اور دو چگرانو کے ۱۵۳۸۰ پندرہ ہزار تین سو اسی روپیہ سالانہ شامل تہے اور چوبیس مواضعات جنکو بالک (اوسی خاندان سے تہی چار ہزار تین سو تہتر روپیہ ۴۳۷۳ اور دو مواضعات کوٹ کے اور دو جگرانو کے جنکی سالانہ جمع دو ہزار روپیہ تہی۔ یہہ سب مواضعات رانی الیاس کی رانی سے جو رائکوٹ کے مسلمان راجپوتون کے خاندان سے تہا چہین لئے تہے اور میان غوث کی بیوہ سے ضلع بسیان کے دو موضعے حاصل ہوئے تہے۔ دوسرے سال کی مہم مین مہاراجہ مذکور نے اوسکو تین دیہات واقع گہونگرانہ جو گوجر سنگہ رائے پور والہ سے لئے گئے تہے اور ستائیس دیہات سورندہ واقع قریب سرہند کے جو دہرم سنگہ کے بیٹے سے فتح کر کے لئے گئے تہے اور ان سب کی جمع سالانہ اونیس ہزار دو سو پچپن روپیہ تہی عطا کئے۔ ۱۹۲۵۵

---

[۵] ایک سند از طرف لارڈ لیک صاحب مورخہ پندرہوین مارچ سنہ ۱۸۰۶ع جسکی رو سے پرگنہ بوانہ کنور پرتاب سنگہ پسر راجہ بہاگ سنگہ کے نام بقید حین حیاتی بحال رکہا گیا ہے۔ ایک سند از طرف لارڈ لیک صاحب مورخہ بیسوین مارچ سنہ ۱۸۰۶ع جسکی رو سے کارپردازان کہرکہودا کو اطلاع دی گئی ہے کہ موضع نہانہ کلان جو سابق مین راجہ بہاگ سنگہ کے تصرف مین بارہ سو روپیہ کے نذرانہ پر تہا راجہ موصوف کی جاگیر مین بقید حین حیاتی عطا کیا گیا ہے۔ مصنف

پیمایش ریاست جیند

اپریل سنہ ۱۸۲۶ء مین راجہ بہاگ سنگہ نے لفٹنٹ ایف وایٹ صاحب کے اہتمام سے اپنے ملک کی پیمایش کو نہایت آمادگی سے منظور کیا اور اس کام کے سرانجام مین ہر طرح کے مدد دی
سکاہون کے ملک مین اوس زمانہ مین پیمایش کا ہونا ایک ایسا سہل کام نہ تہا جیسا کہ اب ہے کیونکہ لوگ جاہل اور بدگمان تہے اور بالعموم خیال کرتے تہے کہ پیمایش اونکے ملک کی ضبطی کے لئے صرف ایک تمہید ہے۔ چنانچہ دو برس بعد پٹیالہ کے علاقہ مین لفٹنٹ ایف وایٹ صاحب کی جماعت پر حملہ ہوا اور قریباً تباہ ہوگئی لیکن راجہ بہاگ سنگہ اپنے ہموطنون کے تعصبات سے پوری پوری عہدہ برائی کے قابل نہ تہا۔ وہ انگریزونکا خیرخواہ اور وفادار دوست تہا مگر اوسکو ان اپنے سکہ دوستون پر پورا پورا اعتماد نہ تہا اور اوسی کی صلاح کے بموجب مہاراجہ رنجیت سنگہ کو انگریزی عملداری مین آنے پر اطمینان نہوا۔ سنہ ۱۸۲۸ء کے موسم بہار مین مہاراجہ نے ہردوار کے متبرک میلہ مین جو دریا گنگ کے کنارے پر ہوتا ہے جانیکی بڑی تمنا ظاہر کی۔ اسی غرض سے اوسنے سردار دہر سنگہ لمبا اور سردار بسن سنگہ کو بمقام دہلی صاحب رزیڈنٹ کی اجازت حاصل کرنیکو واسطے بہیجا اور ہردوار مین ہر قسم کا انتظام مہاراجہ کے استقبال کیواسطے کیا گیا اور تین ہزار آدمی اوسکی اردلی کے واسطے مقرر کئے گئے تہے۔

بہاگ سنگہ کا رنجیت سنگہ کو صلاح دینا۔

مگر عین اخیر وقت مین راجہ بہاگ سنگہ نے اوسکو اس ارادہ سے باز رکہا اور اوسنے یہہ بیان کیا کہ مہاراجہ کے وکیل دہر سنگہ و بسن سنگہ اوسکو دہوکا دے رہے ہین اور اپنے تمام روپیہ کو دہلی مین بغرض روانگی بنارس ہنڈیون اور انگریزی نوٹون کے ساتہہ بدلوا رہے ہین اور اونکے یہہ بیانات کہ مہاراجہ کے سفر کرنے مین کسی قسم کا اندیشہ نہین ہے قابل اعتبار نہین ہین۔

اوسنے مہاراجہ کو یہہ بھی صلاح دی کہ تا وقتیکہ کل فوج اوسکی ساتھہ نجاوے اوسکا سفر کرنا اندیشہ سے خالی نہین ہے چنانچہ ہردوار کے سیر کا ارادہ ترک کیا گیا - یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ کس بنا پر بھاگ سنگہ نے مہاراجہ کے ملازمون کو غیر معتبر خیال کیا گر غالبا اوسکی اس خیال کی کوئی وجہہ ہوگی کیونکہ سردار مصر سنگہ ایک یا دو برس بعد حقیقت مین اپنے آقا کی مرضی اور حکم کے خلاف پنجاب کو چھوڑکر بنارس چلا گیا -

میلہ ہردوار

راجہ بھاگ سنگہ خود ہردوار کے میلہ کو گیا اور بعد میلہ کے[1] لاہور کو روانہ ہوا جہان وہ

[1] چٹھی مسٹر منکاف بنام رزیڈنٹ دہلی مورخہ دسوین اپریل ۱۸۰۸ء اس چٹھی کا خلاصہ اس مقام پر درج کرنا لطف سے خالی نہوگا کیونکہ یہہ ہردوار کا پہلا میلہ تہا جو انگریزی اہتمام سے ہوا تہا اور یہہ بیان اوس بڑے میلہ کی کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے جو ساٹھہ برس بعد مارچ ۱۸۶۷ء مین واقع ہوا تہا چنانچہ خلاصہ چٹھی مذکور یہہ ہے - وہ راجہ راجگان صاحب سنگہ والی پٹیالہ و راجہ بھاگ سنگہ و سردار بہائی لال سنگہ و سردار گوردت سنگہ مشہور سرداران سکہہ تھے جو اس میلہ مین آئے تہے اور گو ان لوگون کی بابت کسی خاص خدمت کا مجکو حکم نہ تہا تاہم بحیثیت اپنے عہدہ کے مجکو لازم ہے کہ ہر قسم کی خاطرداری ان لوگون کی اور بالتخصیص راجہ راجگان صاحب سنگہ کے رتبہ کے مناسب کیجاوے - تمام سکہون نے جو اس میلہ مین بکثرت تہے کمال درجہ کی آدمیت کا برتاؤ کیا اور سردارون نے بھی اوس عام امتناع کی کہ کوئی شخص میلہ مین ہتہیار باندہ کر نہ جاوے اپنے ہمراہیون سے متعلق ہونیکی نسبت کچہہ بحث نکی تہی وہ - اس مجمع کثیر مین جو ہردوار مین جمع ہوا تہا ذرا سا بھی فساد واقع ہوا اور کامل انتظام کے قائم رہنے سے لوگون پر ایک عجب اثر پیدا ہوا - اس مضمون پر بحث کرنا میرا کام نہین ہے مگر مین اسبات کے کہنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اوس اژدہام کثیر کا چال ڈہال جو اطراف و جوانب سے آئے تہے انگریزون کے واسطے ایک بڑی طمانیت اور خوشی کا موجب تہا - وہ سب لوگ گورنمنٹ انگریزی کی ترقی و اقبال کی نہایت گرمجوشی سے دعا مانگتے تہے اور جب کبھی کسی انگریز کو دیکھتے تہے تو اس قدر اوسکا ادب و اعزاز کرتے تہے جسکی نظیر دیکھنے مین نہین آئی - کل میلہ کے انتظام کی نسبت وہ بے انتہا محظوظ معلوم ہوتے تہے اور اونکے آرام کے واسطے جو تدبیرین کی گئی تہین اونکے تہہ دل سے مشکور معلوم ہوتے تہے - ایک ایسے مقام کی کیفیت بیان کرنیکی کوشش کرتے ہوئے جو سب پر روشن نہی مین اسوجہہ سے ڈرتا ہون کہ مبادا میری نسبت یہہ گمان کیا جاوے کہ اوس سرور اور طمانیت کے جوش مین جو عام لوگون کی خوشی اور رضامندی سے پیدا ہوتے تہے مین کسی قسم کے مبالغہ کا مرتکب ہو رہا ہون - مگر مجکو اس بات سے اطمینان ہے کہ اوس صاف باطن مجمع کی بڑی بڑی شکر گذاریان اور لمبی چوڑی تعریفین بغیر کسی تصنع کے اونکی دلی سچائی سے علاقہ رکھتی ہین اور مجکو اعتماد کلی ہے کہ جو حالات اور کیفیتین اس میلہ کی وہ اپنے وطنون دور دراز مین جاکر بیان کرینگے اون سے گورنمنٹ انگریزی کی شہرت و نام وری بہت زیادہ ہوگی - انتہی

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس ٹہرا رہا اور ۱۸۰۶ع کی مہم مین جو مہاراجہ نے ستلج کے اس پار کی
تہی وہ مہاراجہ کی ہمراہ تہا اور مسٹر مٹکاف سفیر انگریزی بہی لشکر سکہہ کے ہمراہ تہے -
۱۸۰۷ع کے شروع مین راجہ بہاگ سنگہ نے بہائی لال سنگہ اور راجہ نابہہ اور ایک دستہ
فوج پٹیالہ کی معیت سے گہونگرانہ کے مستحکم قلعہ پر جو گوجر سنگہ پسر تارا سنگہ متوفی کی ملکیت مین تہا
حملہ کیا - کچہہ عرصہ تک یہہ محاصرہ جاری رہا مگر جبکہ رنجیت سنگہ نے محاصرین کو محاصرہ سے باز رہنے
کا حکم دیا وہ فی الفور چہوڑ دیا گیا - مہاراجہ نے یہہ کام کچہہ مالک قلعہ کی بہتری کے واسطے نہین کیا تہا
بلکہ خود اپنی فوج قلعہ پر بہیج کر بغیر جنگ وجدال کے اوسکو لے لیا اور ایک شخص مسمی کرم سنگہ نگاہوالہ
کو جسپر مہاراجہ کی نظر التفات تہی عطا کیا - راجہ بہاگ سنگہ کے پاس پہر بہی بعض دیہات جن پر
اوسنے اوسکے قرب وجوار مین تصرف کر لیا تہا باقی رہے اور اگرچہ کرم سنگہ نے مہاراجہ سے بیان کیا
کہ اوسکی جاگیر کی تکمیل کے واسطے مواضعات مذکور ضروری ہین مگر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنے
ماموں کو مواضعات مذکور کی واپسی پر مجبور کرنا پسند نکیا کیونکہ اوسنے خیال کیا کہ جبکہ سب ہی
لٹیرے اور قزاق ہین تو کسی ایک کے استحقاق کو ترجیح نہین ہو سکتی - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
راجہ بہاگ سنگہ اور سردار کرم سنگہ مین سخت تکرار واقع ہوئی - اور گہونگرانہ کے گرد و نواح
مین ہمیشہ جنگ وجدال اور قتل و خونریزی ہونے لگی - سفیر انگریزی یعنی مسٹر مٹکاف صاحب
کو بذات خود ایک موقع پر ان حالات کی کیفیت پر آگاہی حاصل ہوئی کہ اس ارادہ سے نزدیک تہا اور
وہ قلعہ مذکور کے متصل شام کو ہوا کہانیکے واسطے گہ[illegible] اوسکے [illegible] کیونکہ جبکہ ایک مرتبہ
[illegible] گہوڑی پر سوار جاتے تہے تو بہاگ سنگہ کے ایک
گانو مین سے لوگون نے اونکو ہمراہیون [illegible] کو غنیم سمجہکر گولیان چلائین -

راجہ بہاگ سنگہ بہی منجملہ اون سرداروں کی تہا جنہوں نے ریاست مالیرکوٹلہ کی جس سے اکتوبر سنہ ۱۸۰۸ع مین رنجیت سنگہ نے ایک لاکہہ روپیہ نذرانہ طلب کیا تہا ضمانت کی تہی صرف ستائیس ۲۷ ہزار روپیہ یکمشت وصول ہوا تہا اور باقی کے واسطی پٹیالہ ونابہہ وجنید وکیتہل ضامن ہوئے تہے اور اوسکی کفالت مین تہوڑے مالیرکوٹلہ سے جمال پورہ اور دیگر علاقجات لئے تہے - عہدنامہ لاہور کی روسے رنجیت سنگہ کی وہ فتوحات جو ستلج کے جنوب کی جانب اخیر مہم مین اوسکو حاصل ہوئی تہین برقرار رہنا قرار پائی تہین اور جنید و دیگر سرداران اضلاع مالیرکوٹلہ کے چہوڑنے پر مجبور ہوئے تہے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے کسیقدر بات چیت اور خط وکتابت کے بعد اونکو رقم ضمانت کے ادا کرنے کی ضرورت سے بری کردیا تہا -

راجہ بہاگ سنگہ کے خیالات سرداران لاہور کی نسبت اور اوسکی سازشین - راجہ بہاگ سنگہ کو اپنے بہانجے کے اعتدال اور نصفت پسندی کی نسبت مالیرکوٹلہ پر بیجا حملہ کرنے سے بڑا شک پیدا ہوگیا اور اوسکو معلوم ہوگیا کہ اوسکا علاقہ بہی اوسی وقت تک محفوظ ہی جبتک کہ اوسکی خوفناک رشتہ دار کو اوسپر طمع نہو - اس خیال سے وہ اب اپنے انگریز دوستوں کی طرف متوجہ ہوا جنکی ساتہہ اوسنے اپنے مشیر بہائی لال سنگہ کی ترغیب وتحریک سے نہایت دوستانہ تعلقات قایم کئے تہے - اکیسوین نومبر کو صاحب رزیڈنٹ دہلی نے ایک خط راجہ کو اس مضمون کا لکہا کہ گورنمنٹ انگریزی علانیہ طور سے دست اندازی کرنے کے واسطی آمادہ نہین ہی مگر گورنر جنرل صاحب بہادر نے مہاراجہ رنجیت سنگہ سے بذریعہ ایک خریطہ کی یہہ امید ظاہر کی ہی کہ سرداران اپنی وی دریای ستلج کے ساتہہ مہاراجہ موصوف کچہہ مداخلت نہ کرینگے - اسکی جواب مین راجہ بہاگ سنگہ نے گورنمنٹ انگریزی

کے ساتھ اپنی پکّی دوستی اور اس اعتماد کا اظہار کیا کہ گورنمنٹ کے سایہ حمایت مین اونکی عظمت و حرمت قایم و محفوظ رہیگی۔ صاحب رزیڈنٹ دہلی نے اسکو جواب پھر ایک عام طور کے الفاظ مین (کیونکہ ریاست ہاے پہرو ہی دریاے ستلج کی محافظت کا خیال ہنوز مرتب ہوا تھا) یہ تحریر کیا کہ گورنمنٹ کو بجز اسکے کہ سرداران سکھ کی حکومت ہمیشہ قایم رہے اور کوئی خواہش نہین ہے اور سرداران موصوف کی نیک اندیشی اور ہواخواہی کے اظہارات پر کامل اعتماد ہے۔

راجہ بھاگ سنگھ رزیڈنٹ دہلی سے برابر خط و کتابت کرتا رہا اور اپنے حق مین عنایت و مہربانی کا مستدعی رہا۔ راجہ موصوف کے خط کے ایک حصہ کا ترجمہ بدین غرض درج کیا جاتا ہے کہ اوس سے وہ بے اعتباری ظاہر ہو جاویگی جو سرداروں کے دل مین رنجیت سنگھ کی نسبت پیدا ہونی شروع ہوئی تھی۔

اوسکا خط بنام رزیڈنٹ دہلی

" عالیجناب میرے پاس آپکے دو مراسلے متضمن اظہار لطف و عنایت پہنچے۔ خاطر کو اطمینان ہوا۔ ان مراسلون کے پڑھنے سے طبیعت کو طمانیت حاصل ہوئی اور آپکی عنایت کا مشکور رہا خدا آپکو خیر ہی خیر دے۔ " یہان کے حالات اسطور پر ہین کہ قبل وصول آپکے خطوط کے راجہ صاحب سنگھ نے اپنے بچاؤ کی نظر سے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ملاقات کا بندوبست کیا تھا اور اسی طرح منزل بمنزل وہ مہاراجہ کے خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور ملاقات ہوگئی۔ اوس رسم کے بموجب جو سرداران سکھ مین جاری ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ اور راجہ صاحب سنگھ نے اپنی اپنی پگڑیان بدل لین اور بظاہر سب امور طے ہوگئے مگر درحقیقت ہم چارون[۵۱] رئیس ایسے ہی ہین جیسے کہ پہلے تھے اور گورنمنٹ انگریزی کی طرف اونہین خیالات پر ثابت قدم ہین جو آغاز تعلق سے

۵۱ راجہ صاحب سنگھ و بھائی لعل سنگھ و سردار جسونت سنگھ اور خود۔ مصنف

ہمارے دلمین تہے اور جنکا اعادہ ہم سب لوگ بوقت ملاقات آپ سے کر چکے ہین اور اپنی حالت کی کیفیت بیان کر چکے ہین جو بلاشبہ آپکو یاد ہوگی - بہرحال ہمکو توقع ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا ارادہ ہم چارون رئیسون کی حفاظت وحمایت کرنے کا ہے چونکہ سردار رنجیت سنگہ اب ستلج کے عبور کرنے کی تیاری کر رہا ہے یہہ ظن غالب ہے کہ وہ عنقریب اوس دریا کے پار اتر جائیگا - راجہ صاحب سنگہ لکہنور سے رخصت ہوکر پٹیالہ کو واپس جاینگے اور بہائی لال سنگہ اور مین رنجیت سنگہ کو ستلج کے اوس پار پہونچاکر پٹیالہ کو واپس آئینگے اور ہر امر کی بابت باہم مشورہ کرکے آپکو کل نتیجہ سے مفصل اطلاع دینگے - "

بہاگ سنگہ کا مسٹر سٹیٹن رزیڈنٹ دہلی سے ملاقات کرنا -

اگلے مہینہ مین مہاراجہ رنجیت سنگہ جب لاہور کو واپس چلا گیا اوسوقت راجہ بہاگ سنگہ بغرض ملاقات مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ عازم دہلی ہوا - کرنال مین پہونچکر اوسنے اپنے آنے کی اطلاع کی اور آگے بڑہنے کی اجازت چاہی - لیکن اسوقت جنرل آکٹرلونی صاحب ایک جرار فوج کے ساتہہ ستلج کی جانب اس نیت سے بڑہ رہے تہے کہ اپنے قرب سے مسٹر مٹکاف سفیر انگریزی متعینہ لاہور کی دلایل کو جنکی طول طویل پیغام وسلام سے اوسوقت تک کوئی خاطرخواہ نتیجہ مترتب نہوا تہا قوت واستحکام بخشین اور رزیڈنٹ صاحب نے اس نظر سے کہ راجہ بہاگ سنگہ کا انگریزی فوج کے ساتہہ موجود ہونا ایک عمدہ اثر پیدا کریگا اوسکو فوج انگریزی مین شامل ہوجانیکی صلاح دی جسکو اوسنے بلاتامل قبول کرلیا اور اپنی فوج کے ساتہہ مقام بوڑیہ مین جنرل آکٹرلونی صاحب سے جا ملا -

مہاراجہ کی ملاقات سے بچنے کی خواہش

راجہ بہاگ سنگہ کی اس کاروائی کی طرف مایل ہونیکی وجہہ یہہ تہی کہ اوسنے

سُناتہا کہ مہاراجہ لاہور کا ایک وکیل اوسکو اور راجہ جسونت سنگہ والی نابہہ اور چین سنگہ معتمد سرکار پٹیالہ کو
لاہور مین طلب کرنیکی غرض سے پٹیالہ کو آرہا ہے لاہور جانیکی نسبت بہاگ سنگہ کو اسوقت ایک قوی
اور واقعی اعتراض تہا وہ ایک خودمختار رئیس تہا اور اس بات کا اختیار رکہتا تہا کہ جس سے
چاہے اتحاد پیدا کرے مگر اوسکا دل اسبات کی شہادت دیتا تہا کہ وہ طریقہ جو اوسنے رنجیت سنگہ
کی طرف جو ہمیشہ اوسکی بڑی خاطرداری اور اعلی درجہ کا احترام کیا کرتا تہا اور جسنے اوسکے علاقہ
کو بہت وسیع کردیا تہا اختیار کیا تہا کسی قدر قابل گرفت تہا اسواسطے وہ بالفعل اوس سے
ملنا نہین چاہتا تہا - اسلئے وکیل لاہور نے پٹیالہ پہونچکر بہاگ سنگہ کو غیرحاضر پایا اور مہاراجہ
صاحب سنگہ کو اپنے معتمد کو نہ بہیجنے کے واسطے یہہ ایک عمدہ حیلہ ملگیا جس سے فایدہ حاصل کرنیکے واسطے
وہ آمادہ تہا -

جنرل آکٹرلونی سے اوسکا ملنا

راجہ بہاگ سنگہ سے جنرل آکٹرلونی صاحب نہایت تپاک سے ملے اور جو اطلاع کہ اوسنے
مختلف سرداران سکہہ کی طبایع کی بابت جنرل صاحب کو دی - وہ بہت بیش
بہا تہی - راجہ کے بیان کے موافق یہہ سب سردار انگریزون سے راضی تہے اور اونکی حفاظت مین
آنا بخوشی چاہتے تہے گو ایک یا دو یا اونمین سے مثل سردار جودہ سنگہ کالسیہ رنجیت سنگہ کے
اسقدر بہاری احسانات تہے کہ یکبارگی اور علانیہ طور سے اوسکی مخالفت کا اظہار نہین کر سکتے
تہے - راجہ بہاگ سنگہ سے یہہ صاف صاف کہا گیا کہ اخیر مہم کی فتوحات کی واپسی گورنمنٹ انگریزی
کے دوستون کی طرف سے بہی انصافاً اوسیطرح عمل مین آنی چاہیے جسطرح کہ مہاراجہ کی طرف
عمل مین آئی گی - اسبات پر راجہ بالکل رضامند ہوگیا اور اس آمادگی کی وجہہ ایک یہہ بہی تہا

تہی کہ اس منصفانہ کام کے باعث اوسکو چار ہزار روپیہ سالانہ کی مالیت کا علاقہ سے جو رانی
دیا کنور سے لیکر اوسکو دیا گیا تہا زیادہ نقصان نہ تہا۔

اور اونکو ساتہہ لدہیانہ تک جانا اور پیام و سلام مین اوسکا مدد دینا

راجہ بہاگ سنگہ جنرل آکٹرلونی کے ساتہہ لدہیانہ تک آئے جہان فوج کو ٹہرجانے
کا حکم تہا اور راجہ موصوف نے اون پیام و سلامون مین جو جنرل آکٹرلونی صاحب
اور وکیل لاہور کے باہم ضروری تہی بطور دوست جانبین کام دیا دسوین فروری کو بمقام گہونگرانہ
جنرل صاحب نے راجہ بہاگ سنگہ کو بطور رازداری اس امر سے آگاہ کیا کہ کل ہم لودہیانہ پہونچنا چاہتے
ہین جسکو کہ فوج لاہور نے باوجود مہاراجہ کے وعدون کے اوسوقت تک خالی نہین کیا تہا اور چونکہ
راجہ بہاگ سنگہ فریقین کا دوست تہا اسواسطے اوس سے استدعا کی گئی کہ ایسی تدبیرین
اختیار کرے جو اوسکی راے مین جنگ و جدال کے روکنے کے واسطے مناسب ہون کیونکہ اگر سکہہ لوگ
بلا توقف دریا کے پار نہ چلے جاوینگے تو بجز جنگ کے اور کچہہ چارہ نہوگا۔ راجہ نے جنرل صاحب کو گہونگرانہ
ہی مین ٹہرے رہنے کی صلاح دی مگر اونہون نے اس بات کو منظور نہ کیا کیونکہ اونکو آگے بڑہنے کی
نسبت قطعی احکام پہونچ چکے تہے اور اپنا یہہ بہی خیال ظاہر کیا کہ امید ہے کہ سردار گنڈا سنگہ افسر فوج لاہور
مقیم لودہیانہ ہمارے پہونچنے پر مہاراجہ کے وعدہ کے بموجب قلعہ کو خالی کر دیگا۔ وکلاء لاہور نے جو فوج کے ساتہہ
تہے اپنے آقا کے اس قسم کے وعدہ کرنے سے محض انکار کیا اور اونکو اس بیان نے کہ وہ مہاراجہ کا جنرل موصوف
کے آگے بڑہنے مین توقف ہونے کی نیت سے کیا گیا تہا جنرل صاحب کے استفسار پر ہنس مین ڈالا کہ وہ بجا
لدہیانہ کے ساہنیوال کی طرف کوچ کرنے اور وہان جنرل سینٹ لیجر کے جدید احکام کا جنکی
زیرکان انکی فوج تہی انتظار کرنے پر راضی ہوگئے جنرل آکٹرلونی صاحب کی اس کارروائی

پر گورنمنٹ نے سخت اعتراض کیا کہ گورنمنٹ کے احکام صریح سے انحراف کر کے وکلا لاہور کے بیانات پر کیون التفات کیا مگر اوس اطلاع مین جو راجہ بہاگ سنگہ نے دی تہی کسی قسم کی دغا بازی نہین تہی بلکہ صرف ایک ضعیف خواہش اس امر کی تہی کہ حتی الامکان دونون فریق سے دوستی قایم رکہے

سنہ ۱۸۰۹ء مین لدہیانہ مین پہونچنا

آخر کار اونیسوین فروری کو فوج انگریزی لدہیانہ مین پہونچگئی - یہہ شہر جو دریای ستلج کے کنارے ایک عمدہ مقام پر واقع ہے جہان سے پنجاب کے سب کلان شاہراہ پر بخوبی تسلط ہوسکتا ہے صرف دو برس سے راجہ بہاگ سنگہ کے قبضہ مین تہا اور منجملہ اون فایدون کے تہا جو رنجیت سنگہ کی تعلق سے اوسکو حاصل ہوئی تہی - مگر وہ اوسکو انگریزون کو دیدینے سے ناراض نہ تہا جو وہان ایک مستقل چہاونی ڈالنی چاہتے تہے -

راجہ بہاگ سنگہ کا لدہیانہ کو کرنال سے بدلنے پر راضی ہونا -

اوسکو یہہ توقع تہی کہ پرگنہ کرنال جو ایک مرتبہ اوسکے خاندان مین تہا اوسکو معاوضہ مین ملجائیگا - اوسنے گورنمنٹ کو اس مضمون کی تحریر بہیجی کہ قلعہ کو ہاتہہ سے نکل جانے سے اوسکو اون اکتالیس دیہات کا محاصل وصول کرنے مین جو لدہیانہ کے گرد و نواح مین واقع ہین بڑی دقت ہوگی اور یہہ درخواست کی کہ ان مواضعات کو گورنمنٹ لے لے اور انکے معاوضہ مین پرگنہ کرنال معہ حق تحصیل زکات سایر اور اگر یہہ ممکن نہو تو پرگنہ پانی پت عطا کرے اور یہہ بہی درخواست کی کہ اگر محاصل پرگنہ پانی پت کا پرگنہ لدہیانہ جسکا محاصل ستر ہزار آٹہہ سو روپیہ تہا سے متجاوز ہو تو بالعوض اس بیشی کے مین پرگنہ کہنڈیالہ گورنمنٹ کو دیدونگا -

جنرل آکٹرلونی کا اوسکی درخواست کی تائید کرنا

جنرل آکٹرلونی صاحب جو صرف بیچارہ راجہ موصوف سے نہایت دوستی رکہتے تہے اوسکی

درخواست کی بڑی استحکام کے ساتھہ تائید کی اور مضمون مندرجہ ذیل تحریر کیا۔

"یہہ میری طرف سے ایک بڑی ناانصافی کی بات ہوگی اگر مین اس موقع پر اوس کی خواہش کے اظہار سے باز رہون جو مین راجہ کی خواہشون کے پورا ہونیکی نسبت رکہتا ہون نہ صرف اس یقین سے کہ قلعہ کے نکلجانے سے تعلقہ لدہیانہ کے محاصل مین اگر بالکل نقصان نہوگا تو ایک بڑی کمی واقع ہوگی بلکہ اس وجہہ سے کہ اوسنے اس موقع پر بہی مثل دیگر موقعون کے ایسی جوانمردی اور صاف باطنی کے ساتہہ جو اوسکی واسطے موجب افتخار ہے عملدرآمد کیا ہے اور اون احسانات کا جو گورنمنٹ انگریزی نے اوسپر کئے ہین اپنے آپکو ممنون ظاہر کیا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ اپنے بہائی راجہ رنجیت سنگہ کی حالت کے ساتہہ ایک قوی تعلق اور ایسی علانیہ ہمدردی رکہتا ہے جسکو چہپانے مین اوسنے کوئی کوشش نہین کی۔ راجہ بہاگ سنگہ نے ہر قسم کے حکم کی تعمیل کرنے پر جس سے کسی قسم کا ہمارا کام نکلتا ہو اسقدر آمادگی ظاہر کی ہے جو میری امیدون سے بہی زیادہ تہی کیونکہ جب کہ مین نے اوسکو اس امر سے مطلع کیا تہا کہ عالیجناب کمانڈر انچیف بہادر کی ہدایت ہے کہ قلعہ کے اندر کی عمارتین بلا تامل مسمار کر دی جائین تو مجکو بلا شبہہ یہہ گمان تہا کہ اگر کچھہ توقف کرنیکی درخواست کی جائیگی تو کچھہ نہ کچھہ تامل تو ضرور ہی ہوگا مگر مجکو اس بات کے دیکہنے سے نہایت اطمینان ہوا کہ بدون ذکر کرنے اوس درخواست کے جو راجہ موصوف نے بذات خود مجھسے کی تہی اوسنے بلا توقف کشادہ پیشانی کے ساتہہ اس امر کو منظور کرلیا اور صرف اسقدر کہا کہ مجکو انگریزون کی فیاضی کا جو تجربہ حاصل ہوچکا ہے اوس سے توقع ہے کہ انجام کار اوسکو کوئی نقصان نہوویگا "

وجوہات موید دلیر مع پہلوی مخالف وجوہات مندرجہ	
	پرگنہ کرنال جو ایک فتنہ و فساد کی حالت مین تہا اور جسکی باشندون کی تنبیہہ و اصلاح

سکے واسطے سخت تدبیرون کی ضرورت تہی محمد خان کو جو منڈل[سلہ] قوم کا پٹہان تہا عطا ہو چکا تہا ۔ گورنمنٹ نے بہاگ سنگہ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا اور ضلع لدہیانہ کو گورنمنٹ خاندان راے الیاس پر انصافاً بحال کرنا پسند کرتی مگر اس خیال سے کہ کوئی اس قسم کی ذمہ واری اونکی بابت گورنمنٹ پر عاید نہ تہی جس سے خاندان مذکور کو دیگر اغراض پولٹیکل کو نظر انداز کر کے قایم کرنا ضروری ہوتا ۔ صرف یہہ بات لازمی تہی کہ لدہیانہ مین انگریزی فوج کی چہاونی سے جسقدر واقعی نقصان راجہ بہاگ سنگہ کا ہوتا اوسکا معاوضہ دیا جاتا کیونکہ گو اوسکا چال چلن قابل تعریف تہا مگر وہ کسی ایسے فایدہ سے دست بردار نہوا تہا جسکا اوسکو مساوی معاوضہ ملتا علاوہ اسکے شمول دیگر سرداران سکہہ اوسنے انگریزی حفاظت کا فایدہ درخواست کر کے حاصل کیا تہا ۔

گورنمنٹ کا اس تجویز کو نامنظور کرنا

لدہیانہ کو اوسکے پہلے مسلمان مالکون کے قبضہ مین واپس دینا بڑے خطرہ اور نادانی کا کام تہا اسلیے نواب گورنر جنرل بہادر نے یہہ لکہا کہ " مجرد انصاف اور نیک نیتی کے اصول کو اون ناانصافیون کا علاج کرنے کے لیے جو ہماری حکومت و اختیارات کے مسلم حدود سے باہر واقع ہوئی ہون بلا تمیز عمل مین لانا ایک ایسا طریقہ کارروائی اختیار کرنا ہوگا جسکی پولٹیکل دقت اور دشواری کا نعم البدل اوس ناموری سے نہو گا جو اوس سے منتج ہوگی ۔ "

سلہ منڈل پٹہان نہین ہین بلکہ ایک اور قوم ہین جو اپنے کو نوشیروان شہنشاہ عجم سے منسوب کرتے ہین مگر پٹہانون اور مسلمان راجپوتون کی طرح لفظ خان بہو ما انکے نام کا بہی جزو ہوتا ہے ۔ شاید یہی وجہ ہے سے اصل انگریزی ریکارڈون وغیرہ مین ماخذ اس مضمون کی ہین غلطی سے انکو پٹہان لکہا ہوگا جہانتک ہمکو واقفیت ہے یہہ قوم کرنال اور سہارنپور سے آگے کسی اور جگہہ پائی نہین گئی ہے محشی

اور کرنال والی تجویز کو نامنظور کیا مگر راجہ بہاگ سنگہ کو کاعتہ معاوضہ دیدیا اور یہہ کہا گیا تہا
کہ اس امر کی بہی کچھہ ضرورت نہی کیونکہ لدہیانہ کے جنگی مورچہ کا قبضہ صرف عارضی نیت سے
کیا گیا تہا اور اسواسطے قلعہ اور زمین جہاں بالفعل انگریزی چہاؤنی تہی انجام کار رئیس مذکور کو
واپس دیا جائیگا مگر لدہیانہ کی چہاؤنی اوس روز سے آجتک قایم ہے ۔ [۵۸]

---

۵۸ لدہیانہ ایک چہوٹا قصبہ ہے اور فوجی چہاؤنی کی حیثیت سے کچھہ زیادہ وقعت نہیں رکہتا ہے ۱۸۹۸ء میں صرف تین سو ہندوستانی فوج وہاں مقیم تہی اور ساٹھہ آدمی متعلق توپخانہ انگریزی قلعہ پہلور میں تہے جو ستلج کے دوسرے کنارہ پر واقع ہے جبکہ لدہیانہ پر انگریزوں نے اول قبضہ کیا تہا تو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گورنمنٹ سے پہلے اسبات کو سمجہ لیا تہا کہ یہہ قبضہ عارضی نہوگا اپنے جنرل دیوان محکم چند کو ہدایت کی کہ دریا کے مقابل کے کنارہ پر اوس مقام پر جہاں کہ ایک شاہی سرای واقع تہی قلعہ پہلور بنا کر لے ۔
یہہ امر کہ ابتدا لدہیانہ کی چہاؤنی کے قایم رکہنے کا ارادہ نہ تہا مراسلات مجولہ صدر سے واضح ہے اور نیز مراسلات ملحقہ مورخہ تہیں مارچ ۱۸۱۰ء سے جو منجانب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بنام کرنل آکٹرلونی صاحب و لفٹنٹ جنرل ہیوہیٹ صاحب کمانڈر انچیف تہے واضح ہے ۔ مگر بوقت ضرورت ستلج کی جانب بڑہنے کے اتفاق سے دست برداری نہیں ہو سکتی تہی اور یہہ بہی منجملہ اون وجوہات کے ایک وجہ تہی کہ رنجیت سنگہ پر اون مقبوضات کے چہوڑنے کے واسطے جو ۱۸۰۶ء و ۱۸۰۸ء میں ستلج کے اس پار اوسکو حاصل ہوئی تہیں دباؤ نہیں ڈالا گیا تہا ۔
لدہیانہ میں اول جنگ سکہان کے اختتام تک ایک پولیٹکل ایجنسی قایم رہی ہے جس میں بالعموم ایک اسسٹنٹ ایجنٹ رہا کرتا تہا ۔ مگر سر ڈیوڈ آکٹرلونی اور سر کسی ویڈ یہہ ہی دو افسر ایسے تہے جنکو ایجنٹوں کو یہہ ہی پورے اختیارات حاصل تہے

۱۸۱۰ء سے ۱۸۱۵ء تک سر ڈیوڈ آکٹرلونی
۱۸۱۵ء سے ۱۸۱۶ء تک کپتان برون
۱۸۱۶ء سے ۱۸۲۳ء تک کپتان ڈبلیو مرے
۱۸۲۳ء سے ۱۸۳۸ء تک سر کسی ویڈ
۱۸۳۸ء سے ۱۸۳۹ء تک کپتان ای جے آسمن
۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۰ء تک لفٹنٹ جے ڈی کننگہم
۱۸۴۰ء سے ۱۸۴۱ء تک مسٹر ایچ ... برینڈرتھ
۱۸۴۱ء سے ۱۸۴۲ء تک مسٹر لی طول
۱۸۴۲ء میں ——— کپتان سی ملس
۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۴ء تک مسٹر ایچ گریٹ ہیڈ
۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۴ء تک کپتان سی ملس
۱۸۴۴ء میں کپتان ایس ایبٹ
۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۵ء تک کپتان سی ملس
۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء تک کپتان ای لیک ۱۲ مصنف

کرنال کے حصول کے واسطے راجہ کا مکرر کوشش کرنا

راجہ بہاگ سنگھ کرنال کے معاملہ مین گورنمنٹ کے انکار سے خوش نہوا کیونکہ وہ بوجہ اپنے باپ کی قدیمی جایداد ہونے کے اوسکے لینے کا بہت زیادہ خواہان تہا اور اگلے سال اوسنے اوسکو حاصل کرنیکی پہر کوشش کی۔

علاقہ دہرم پور

بہار سنگھ جاگیردار دہرم پور واقع کرنال جو بارہ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ دار تہا آغاز سنہ ۱۸۱۱ء مین فوت ہوا اور راجہ بہاگ سنگھ نے بلا تامل جایداد کو واپس لینے کا دعوے کیا۔ اوسنے یہہ حجت کی کہ وہ کل پرگنہ اوسکے باپ گجپت سنگھ کی ملکیت سے تہا اور جایداد مذکورہ اوس خاندان مین برابر چلی آتی ہے گو بظاہر بہار سنگھ کے نام پر تہی جو اس خاندان کے متوسلین و توابع مین تہا۔ اس دعوے کی تائید مین اوسنے ایک عرضی پیش کی جو بہار سنگھ کی طرف سے بنام لارڈ لیک صاحب تہی بدین مضمون کہ سائل فرمانروایان دہلی کی خدمت کے واسطے پچاس سوار بہت عرصہ سے بہم پہونچاتا رہا ہے جسکے صلہ مین اوسکو موضع سُورانہ اور چار مواضعات دیگر واقع کرنال جایداد مین ملے ہوئے ہین اور علاوہ اسکے ایک روزینہ بہی ایک سو نواسی روپیہ ماہواری کا ملا کرتا تہا جسکی بحالی کے واسطے اوسنے ایک سند کی درخواست کی تہی۔ اس عرضی کی پشت پر لارڈ صاحب موصوف نے حکم ذیل ثبت فرمایا۔

حکم لارڈ لیک۔

وہ بلحاظ خدمت و خیرخواہی وہ انتظام جو پیشتر ان صاحب کے زمانہ مین تہا بذریعہ اسکے بحال رکہا جاتا

اوسکی یعنی حکم گورنمنٹ کی تاویلات جو درخواست راجہ بہاگ سنگھ

یہہ بات ظاہر ہے کہ لارڈ لیک صاحب اپنے علم سے زیادہ کسی چیز کی ذمہ واری نہین کر سکتے تہے اور اس حکم ظاہری سے صرف درخواست مندرجہ عرضی کا منظور کرنا خیال کیا جا سکتا ہے یعنی جایداد مذکورہ کا قبضہ بہار سنگھ کے

نام اوس عرصہ تک بحال رکھا جب تک کہ وہ پچاس سوار مہیا کیا کرے اور در حقیقت
کسی عطیہ سے جسکو بلفظ جاداد کہا جاتا ہو کوئی اور مراد نہیں ہو سکتی - ماسوا اسکے راجہ بھاگ سنگھ
نے اقرارات و بیانات مابعد سے اپنے مقدمہ کو خود غارت کیا ہوا تھا گو یہہ بات بالکل صحیح ہو
کہ دھرم پور اوسکے قبضہ مین بعد جاتے رہنے باقی مواضعات کرنال کے رہا تھا مگر اوسنے کا یہہ بھی
بیان کیا ہوا تھا کہ مرہٹون نے اوسکو دو مرتبہ اوس سے چھین لیا تھا اور دوسری قبضہ کے
جارج طامس صاحب کو ۱۱ جاداد مین کرنال ملا تھا اوسوقت جارج طامس نے مواضعات مذکورہ
پھر واپس دلائی تھی اب یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ طامس صاحب کو کرنال ۱۷۹۵ء مین اوس
کامیابی مقابلہ کے صلہ مین جو بمقام سہارنپور سکھون سے اوسنے کیا تھا بدین غرض عطا ہوا تھا
کہ ایک فوج سکھون کے مقابلہ اور مرہٹون کی خاص جنگی کمک کے واسطے قایم رکھے پس یہہ بلا شبہ
قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے راجہ بھاگ سنگھ کا قبضہ مواضعات مذکور پر تا وقتیکہ وہ مرہٹون کا
دوست تھا رہنے دیا ہوگا حالانکہ برخلاف اس بات کے وہ مرہٹون کا مخالف تھا - اب اگر یہہ
بھی تسلیم کر لیا جاے کہ یہہ مواضعات مرہٹون کے پاس واپس گئے تھے تاہم بھاگ سنگھ نے خود اس
امر کو تسلیم کر لیا تھا کہ مرہٹون کو مواضعات مذکورہ کے دینے اور نہ دینے کا اختیار حاصل تھا کیونکہ اوسنے
اوس عطیہ سے انکار نہین کیا جسکی روسے بھارا سنگھ اون پر قابض تھا بلکہ برخلاف اسکے راجہ کا یہہ
بیان تھا کہ یہہ جاگیر بھارا سنگھ کو از روے سند عطیہ خود جو باعتبار تاریخ و سنہ تحریر و مضمون الفیہ
مطابق سند عطیہ سیندھیہ مورخہ تیئیسوین اپریل ۱۸۰۲ء کی تھی عطا کیا تھا اور یہہ سنہ جسمین راجہ نے
بھارا سنگھ کو اپنی طرف سے عطا کرنا ان دیہات کا بیان کیا تھا قریب اوس زمانہ کے تھا جبکہ جارج طامس

نے سنہ ۱۷۹۹ء مین جہنید کا محاصرہ کیا تہا علاوہ اسکے سوارون کا مہیا کرنا جیسا کہ سند مذکور مین مندرج تہا بہاگ سنگہ کی خدمت کے واسطے نہ تہا بلکہ مرہٹونکے واسطے تہا اور روزینہ بہی وہی پایا کرتے تہے -

راجہ کے دعوونکا مسترد ہونا -

ان وجوہات سے گورنمنٹ کو اسبات کی طمانیت ہوگئی کہ جایداد مذکورہ کی نسبت راجہ کا کوئی استحقاق نہین ہے اور راجہ موصوف کو اوسکی حوالہ کرنی کی نسبت کوئی وجہہ نہ پاکر اوسکی ضبطی کی ہدایت کی -

راجہ پٹیالہ کی حالت

اون تمام مشکلات کے ایام مین جو خاندان پٹیالہ کو مہاراجہ صاحب سنگہ کی ضعف عقل اور ریجنسی کے قایم ہونے یعنی رانی آسکنور کو مختار ریاست بنانے اور نوجوان شاہزادون یعنی مہاراجہ کرم سنگہ و کنور اجیت سنگہ کی باہمی مقدمات اور جوڑ توڑ سے پیش آئے مین راجہ بہاگ سنگہ نے خاندان مذکور کا بڑا دوست اپنے آپکو ثابت کیا - مگر اوسمین اسقدر قابلیت اور اسحد درجہ تک اوسکا رعب و داب نہ تہا کہ ریاست مذکور کو بدعملی اور بدانتظامی کی بدترین خرابیون سے محفوظ رکہکر انتظام قایم کرسکتا مگر جو کچہہ وہ کرسکا وہ اوسنے کیا اور صرف یہہ ہی ایک ایسا بے غرض مشیر تہا جس سے پٹیالہ صلاح لے سکتا تہا

بواسطہ شراب خوری اپنی اور اوسکے نتایج -

مگر اس زمانہ مین اوسکی تندرستی جلد جلد زایل ہوتی جاتی تہی - اور اکثر سرداران سکہہ کی طرح وہ ایک عیاش اور بہت شراب خوار آدمی تہا - ان بد اعتدالیون سے اپنی جان کو معرض خطر مین دیکہکر اوسکو کچہہ عرصہ کے لئے اگرچہ شراب سے پرہیز کرنیکا خیال آیا مگر اوسکی عادت اسقدر دیرینہ ہوگئی تہی کہ ترک نہوسکی اور اوسکی طرف پہر رجوع کرنیکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء مین اوسکو فالج نے مار لیا جس سے اوسکی طاقت گفتار بالکل اور قوت حرکت قریباً زایل ہوگئی - اس بیماری سے اوسکی زیست کی امید بالکل منقطع ہوگئی تہی اور اوسکا جانشین مقرر کرنے کی ضرورت تہی

ایک سال پیشتر جبکہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ پٹیالہ مین تہے راجہ موصوف نے اونکو ایک وصیت نامہ کا مسودہ دیا تہا جسمین وہ سب انتظامات جنکا عملدرآمد اپنے مرنے کے بعد وہ چاہتا تہا مندرج تہے۔

مسودہ وصیت نامہ جسکے روسے بڑا بیٹا محروم کیا گیا تہا۔

اس وصیت نامہ مین اوسنے اپنے چہوٹے بیٹے پرتاب سنگہ کو قلعہ وضلع جیند دیکر اپنا جانشین قرار دیا تہا اور اپنے بڑے بیٹے فتح سنگہ کو صرف اضلاع سنگرور وبسیان عطا کئے تہے اور گورنمنٹ انگریزی سے یہہ خواست کی تہی کہ جو جاگیرین گورنمنٹ سے مجکو بشرط حیات ملی ہوئی ہین وہ فتح سنگہ کے نام بحال وبرقرار رہین۔ یہہ وصیت نامہ راجہ نے بحالت صحت نفس وثبات عقل تحریر کیا تہا اور اپنے سچے ارادہ اور خواہشون کو ظاہر کیا تہا۔ اوسکو کنور فتح سنگہ کی نسبت کوئی خاص وجہہ شکایت کی نہ تہی مگر وہ اپنے چہوٹے بیٹے کو جو ایک ایسی عورت کے بطن سے تہا جس سے وہ بہت مانوس تہا اور جسکو مرے ہوئے عرصہ گذرا تہا بہت عزیز رکہتا تہا۔

اوسکے عملدرآمد سے جو جو خرابیان نتیجہ ہوتین۔

صاحب ایجنٹ نے راجہ کو اس ارادہ کے تبدیل کرنیکی ترغیب دی۔ اوسنے سمجہایا کہ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کچہہ نہوگا کہ بہائیونکی باہم رنجش اور فساد ہو اور ریاست کو نقصان پہونچے اور علاوہ اسکے گورنمنٹ انگریزی بہی قاعدہ جانشینی اکبر اولاد کی استحکام کے ساتہہ موید ہے۔ مگر راجہ اس انتظام پر مصر تہا۔

راجہ کی دلایل اوسکی تائید مین

اوسنے یہہ دلیل پیش کی کہ باپ کو اپنے جانشین کے نامزد کرنے اور اپنی جایداد کو اپنی مرضی کے موافق ہبہ کرنیکا اختیار ہے۔ اوسنے یہہ بہی بیان کیا کہ مین خود دوسرا بیٹا تہا اور میرے باپ نے مجکو ترجیح دی تہی اور جو انتظام کہ مین نے کیا ہے وہ خاندان جیند کے دستور کے برخلاف نہین ہے۔ مضمون وصیت نامہ کو جو سر ڈیوڈ آکٹرلونی کے حوالہ کیا گیا تہا راجہ نے

پوشیدہ رکھا جاتا تھا۔ اسی سبب سے صرف اس حملہ فالج کے بعد ہی ایجنٹ صاحب نے اوسکو رزیڈنٹ دہلی کے پاس بدین غرض ارسال کیا تھا کہ گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجا جاے۔ مگر یہہ راز اب فاش ہو گیا تھا اور کنور فتح سنگہ اور خود جیشی رام اور شادی رام ہی جو خاص اوسکی ترتیب و تحریر کے مشیر اور رازدار تھے اب اوسکی عدم تعمیل کے لئے چالیں چل رہے تھے کیونکہ پرتاب سنگہ سے کوئی شخص راضی نہ تھا اور بہت کم آدمی بجز اوسکے ذاتی نوکروں اور مصاحبوں کے اوسکی جانشینی کو طمانیت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

انتظام مجوزہ کی منظوری سے گورنمنٹ کا انکار کرنا۔

نواب گورنر جنرل صاحب بہادر اس وصیت نامہ کے منظور کرنے پر بدین خیال کہ خاندان جیند میں اس امر کا کوئی مسلّم قاعدہ نہیں ہے کہ چھوٹا بیٹا بڑے بیٹے کی جانشینی میں ترجیح رکھتا ہو راضی نہوئے ۔

مراسلہ گورنر جنرل

نواب ممدوح نے تحریر فرمایا کہ خواہ اس بات کا خیال کریں کہ عمدہ وجوہات بھی ہوں کہ راجہ بھاگ سنگہ کا یہہ وصیت نامہ اوسکی قوم اور خاندان کے رسم و رواج اور دستور کے مطابق ہے یا نہیں اور گورنر جنرل کو خواہ کیسا ہی شبہ ہو کہ اوسکے عدالت و انصاف کے ساتھہ تخالف ہو سکتا ہے یا نہیں مگر بہرحال عالیجناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اوس مخالف یقین کے ساتھہ جو اونکو ذہن نشین ہے ایک ایسے انتظام کے بارہ میں جو جناب کے خوشی کی راے میں باعتبار اصول کے اوسی قدر غیر منصفانہ ہے جسقدر کہ وہ باعتبار نتائج کے مضرت آمیز معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ انگریزی کی تائید و حمایت سے انکار کرنے میں کچھہ تامل نہیں کر سکتے۔ اسواسطے آپکو اجازت دیجاتی ہے کہ بعد وفات بھاگ سنگہ کے اون فریقوں کو جو اس معاملہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس خاندان کے دوستوں اور خیر طلبوں کو اس

مطلع کردین کہ کنور پرتاب سنگہ کی جانشینی کو گورنمنٹ تسلیم نہین کر سکتی - اور آپکو یہہ بہی اختیار ہے کہ راج کی نسبت اور بالعموم بہاگ سنگہ کی اور قسم کی کُل جایداد کی بابت یا کم از کم منجملہ اوسکے ایک کلان تر حصہ کی نسبت جو حسب شرائط وصیت نامہ مشمول راج چہوٹے بیٹے کو ہبہ کیا گیا ہے - بڑے بیٹے کے دعوون کی تائید مین گورنمنٹ کے نام اور حکومت کے رُعب وداب کو کام مین لائین مگر اسکے ساتھہ ہی اسبات کا اظہار بہی کردین کہ پرتاب سنگہ کے مصارف اور اخراجات کے واسطے ایک معقول انتظام عمل مین لایا جائیگا اور اس بات کی بہی نگرانی رکہین کہ جو چیزین منجملہ جایداد چہوٹے بیٹے کو دی جانی قرار پاوین وہ حقیقتاً اوسکو مل بہی جائین اور اس امر کی بابت کہ بڑے بیٹے کے حقوق کی حمایت کرنے مین گورنمنٹ کے رعب وداب کو کسطور پر زیادہ سے زیادہ اثر بخشنا چاہیے آپ اپنی دانائی اور واقفیت حالات سے کام لین اور گورنمنٹ کی حکمانہ دست اندازی کی ضرورت کو جس سے کہ جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل پرہیز کرنا پسند کرینگے اور جسکو بدون منظوری صریح گورنمنٹ کے ہرگز کام مین لانا نہین چاہیے پیش نہ آنے دین - اور یہہ بات تو بلا شبہ آپ بہی سمجہتے ہونگے کہ بہائی لال سنگہ و دیگر خیر اندیشان خاندان کی امداد و شرکت اس مدعا کے حصول کے واسطے مفید ہوگی - یہہ توقع کیجا سکتی ہے کہ اونکی عقل و دانائی اون بے شمار فواید کو سوچ لیگی جو جانشینی کے ایک معین اور مصرح قاعدہ سے مترتب ہوتے ہین اور اگر اونکی طبیعت پر کسی خاص اپنی ذاتی غرض کا اثر نہو تو بجائے اسکے کہ ایک ایسے وصیت نامہ کے نفاذ مین مدد دین جو موصی کی محض تلون مزاجی یا ناانصافی سے لکہا ہوا معلوم ہوتا ہے بہائی لال سنگہ کے بڑے بیٹے کے دعوون کی تائید کرنیکی طرف غالباً مایل ہونگے - اسبات کے لکہنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے کہ جب بہائی لال سنگہ وغیرہ سے اس بارہ مین خط وکتابت کیجائے

تو ایسے امور سے باحتیاط تمام پرہیز کرنا مناسب ہوگا جنسے خاندان جیند کی جانشینی یا معاملات ملکی مین اونکی دست اندازی کے استحقاق کا تسلیم کرنا پایا جاے - سادہ اور قرین انصاف بندوبست یہہ ہوگا کہ یا تو اون انتظامات مندرجہ وصیت نامہ کو جو بڑے اور چھوٹے بیٹے کے حق مین باہم متبدل کر دیا جاے - یا چھوٹے بیٹے کو کوئی اور جایداد جو ازروے مالیت اوس جایداد کے مساوی ہو جو وصیت نامہ مین بڑے بیٹے کو دی گئی ہے عطا کی جاے "

جایداد عطیہ گورنمنٹ انگریزی - اون جاگیرون کے بارہ مین جو گورنمنٹ انگریزی نے راجہ کو عطا کی تہین اور جنکی بابت اوسکی یہہ درخواست تہی کہ میری جنیجی میرے بڑے بیٹے کے نام بحال رہنے کا حکم ہو جاے عالیجناب گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپنی راے کا ظاہر کرنا ملتوی رکہا -

یہہ عطیات تعداد مین چار تہے - اول گوہانہ و فرید پور جو بروانہ کی جانب جنوب و مغرب واقع ہے اور ۱۸۰۴ء مین راجہ بہاگ سنگہ اور بہائی لال سنگہ کو بالاشتراک اون خدمات کے صلہ مین جو مرہٹون کے مقابلہ مین کی تہین عطا ہوا تہا -

بروانہ ۱۸۰۶ء مین بہاگ سنگہ کو اوسکی بیٹی پرتاپ سنگہ کے نام پر عطا ہوا تہا - کہر کہودا اور مہر نیلور پرگنہ ہانسی مین مارچ ۱۸۰۶ء مین بطور جاگیر اوسکو عطا ہوے تہے جو اوس وقت سے پہلے اوسکی قبضہ مین بطور استمرار دار رکے تہے -

یہہ جاگیرین جو علاقہ انگریزی کے وسط مین واقع تہین ۱۸۰۸ء مین ایک زبردست پولیس کی نگرانی مین رکہی گئی تہین کیونکہ پرگنہ کرنال کے باشندے اوس زمانہ مین شورش و فساد مین بدنام تہے -

اونکی بابت گورنمنٹ کا فیصلہ

آخرکار گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا کہ یہہ جاگیرات صرف حین حیاتی ہین اور بعد وفات بہاگ سنگہ کے ضبط ہوجاوینگی - ماسوا اسکے وہ بندوبست جو پرتاب سنگہ کے واسطے کیا گیا ہے اسقدر کافی ہے کہ اوسکو کسی نئی جاگیر یا معاوضہ زر نقد کا بالعوض جاگیرات منضبطہ کے استحقاق نہین ہے -

جایداد مشترکہ بہائی لال سنگہ -

اوس جایداد کی نسبت جو بہائی لال سنگہ کی شرکت مین تہی یہہ صاف ظاہر تہا کہ اوسکے اونکی حین حیات کے واسطے عطا ہونا اور ایک کی وفات کے بعد حصہ باقی ماندہ کا بہی دوسرے کو پہونچنا مقصود نہ تہا اور نہ خود ان سردارونکا یہہ خیال معلوم ہوتا تہا - اسواسطے راجہ کا حصہ بعد اوسکی وفات کے ضبط کیا گیا -

راجہ بہاگ سنگہ کی بے بس حالت -

راجہ بہاگ سنگہ کئی مہینہ تک اوس حالت مفلوجی مین زندہ رہا - اگرچہ اوسکی فہم مین کچھہ بہت فرق نہین معلوم ہوتا تہا مگر وہ عملی طور سے کاروبار ریاست کے ناقابل تہا اسلئے انتظام ریاست کے لئے کچھہ بندوبست کا کرنا لازمی ہوا -

مدار المہامی کے امیدوار

اسوقت راجہ کا خاندان تین بیٹون اور دو بیویون پر مشتمل تہا - فتح سنگہ پسر کلان سے باپ نفرت کرتا تہا اور اوسکو علیحدہ کردیا تہا - اسوجہہ سے راجہ کی علالت کے ایام مین اوسکا مدار المہام مقرر ہونا قریب قریب غیر ممکن تہا - دوسرے بیٹے پرتاب سنگہ کو جسکو راجہ نے اپنا جانشین کرنا چاہا تہا گورنمنٹ انگریزی نے غیر قابل جانشینی قرار دیا تہا اسلئے اوسکو عارضی اختیارات کا سونپنا بہی صریح خلاف مصلحت تہا - تیسرا بیٹا مہتاب سنگہ ہنوز بہت کم عمر تہا اور جو اعتراض کہ بڑے بیٹے کی مدار المہامی کی نسبت تہا وہ بہی اعتراض اوسکی مان کی مدار المہامی کی نسبت عاید ہوتا تہا کیونکہ اوس سے بہی راجہ نفرت کرتا تہا اور وہ علیحدہ رہتی تہی اور ایک علاقہ جاگیر پر جو اوسکو دیا گیا تہا بسر اوقات کرتی تہی پرتاب سنگہ کی مان مدت سے مرچکی تہی اسلئے رانی سبہرائی مادر مہتاب سنگہ ہی ایک ایسی شخص معلوم ہوئی جسکی

مدار المہامی کی نسبت بہت کم اعتراضات ہوسکتی تہے۔ راجہ بھی اس انتظام کے مخالف نہ تہا اور وزرا کی بہی خواہش تہی۔

مدار المہامی رانی سبہرائی ۱۸۱۴ء

اسلئے یہہ رانی بمنظوری گورنمنٹ مدار المہام مقرر ہوئی۔ اوسنے وعدہ کیا کہ دربارہ جانشینی کے گورنمنٹ انگریزی کی خواہشون کی توقیر و تائید کرونگی اور ٹرہی بیگم یا اوسکی مان کے ساتہہ کسی قسم کی دست اندازی نہین کرونگی۔ اور ان دونون کو اجازت دی گئی تہی کہ راجہ بہاگ سنگہ کر باقی ماندہ ایام حکومت تک اپنی اپنی جاگیرات مین بلا مزاحمت رہین۔ سر ڈیوڈ اکٹرلونی کو جہیند مین پہونچنے اور اس نئے انتظام کے عملدرآمد کا خود معائنہ کرنیکی ہدایت ہوئی۔ رانی کی تقرری راجہ کے روبرو اور بہائی لال سنگہ اور تمام معتمد ملازمان ریاست کی موجودگی مین عمل مین آئی اور راجہ نے صریح او غیر مشتبہہ اشارون سے اس تجویز کی نسبت اپنی کامل رضامندی ظاہر کی۔

نارضامندی کنور پرتاب سنگہ

مگر یہہ انتظام کنور پرتاب سنگہ کو مطلق پسند نہ آیا۔ اوسکو بہت دنون سے یہہ یقین تہا کہ والد کی وفات پر وہ والی ریاست ہوگا اور موجودہ انتظامات سے اوسکو یقین ہوگیا کہ اوسکو خارج کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے۔ اوسنے مدار المہام کی مخالفت پر سازشین کرنی شروع کین اور خفیہ فوج بہرتی کرنی شروع کی اور جون ۱۸۱۴ء مین رانی نے لکہا کہ اب اسمین کچہہ شک نہین رہا کہ کنور پرتاب سنگہ بغاوت اور فساد پر آمادہ ہے اور اوسکی (یعنی رانی کی) جان کا اندیشہ ہے۔ لہذا کنور پرتاب سنگہ کو آگاہ کیا گیا کہ بغاوت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جو انتظام کہ اوسکو واسطے ہونے والا ہے وہ اوس سے بہی محروم رہیگا اور اوسکو اون تجویزون کی کامیابی کے ساتہہ

مخالفت کرنے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے جنکی نسبت گورنمنٹ نے مستحکم ارادہ کر لیا ہے۔

اوسکا باغی ہونا جیند پر قبضہ کرنا اور بدانتظام کا قتل

مگر اس فہمایش سے وہ متنبہ نہوا اور تیئیسویں ۲۳ اگست کو قلعہ جیند پر بذریعہ ایک ناگہانی حملہ کے قبضہ کر کے رانی اور اوسکے مشیر خاص منشی جیتی رام و قلعدار و دیگر بہت سے اشخاص کو مار ڈالا۔

کارروائی حکام انگریزی

صاحب ایجنٹ نے فی الفور صاحب کلان افسر فوج چہاونی کرنال کو لکھہ بھیجا کہ بفور پہونچنے حکم رزیڈنٹ دہلی کے جیند کی طرف کوچ کرنیکو واسطے مستعد و آمادہ رہے اور ہانسی کی فوج کو بھی بشرط مقابلہ ہے آمادہ ہو کر بہ پرتاب سنگھ کے جیند کی طرف حرکت کرنیکی ہدایت ہوئی۔ چنانچہ مسٹر چارلس مٹکاف صاحب رزیڈنٹ نے جیند میں حکومت سرکار کے از سر نو قایم ہونیکو واسطے بلاتوقف ایک یادداشت متضمن ہدایات مندرجہ ذیل جاری کی۔

جیند میں حکومت سرکار کے از سر نو قایم کرنیکے واسطے ہدایتیں

"بوجہ بیعمری راجہ بہاگ سنگھ کے حال میں ہی ایک عارضی انتظام جیند میں حسب الحکم جنابعالی گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل قایم کیا گیا تھا" اور رانی سمبہرائی سربراہ کار مقرر ہوئی تہی کہ کاروبار ریاست حسب دستور راجہ کے نام سے کیا جاتا تہا۔ وہ اور یہہ انتظام اوسوقت کسی وجہہ سے نہایت مناسب خیال کیا گیا تہا۔ "راجہ کا بڑا بیٹا اور حقدار جانشین اسوجہہ سے سربراہ کار مقرر نہوا تہا کہ راجہ اوس سے ناراض معلوم ہوتا تہا۔ اسی قسم کی وجہہ اوس رانی کی تقرری کی بہی مخالف تہی جو بڑے بیٹے کی والدہ تہی۔

"اور راجہ کا دوسرا بیٹا اسواسطے مقرر نہوا تہا کہ یہہ بات مشہور تہی کہ راجہ دوسرے بیٹے کو بجائے پسر کلان جانشین بنانا چاہتا تہا۔ اگر اس دوسرے بیٹے کی والدہ زندہ ہوتی تو اوسکو تقرری کا بہی

یہہ بہی خیال مانع آتا - وو اسلئیے رانی سبہرائی والدہ پسر سوئم جو اب زندہ نہین ہی بدالمہام مقرر کی گئی تہی کیونکہ اوسکی دعوون سے کسی قسم کا اندیشہ ہوگا اور اس انتظام سے بڑی بیٹی کی جانشینی بہی ایک کافی درجہ تک محفوظ رہیگی - علاوہ اسکی یہہ انتظام بہتر تہا بہ نسبت کسی دوسرے انتظام کے راجہ کو بہی زیادہ پسند تہا - وو اب کنور پرتاب سنگہ پسر ثانی نے رانی مذکورہ اور اوسکی وزیر اعظم و قلعدار جیند وغیرہ کو قتل کر ڈالا ہی اور قلعہ جیند پر قبضہ کرکے کاروبار ریاست کو چہین لیا ہی - وَ اور ان خونریز واقعات مین راجہ بہاگ سنگہ مجبورانہ یا برضامندی کنور پرتاب سنگہ کے اختیار مین ہے وَ بنابرین کنور پرتاب سنگہ کی غاصبانہ حکومت کو خارج کرنا اور گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ایک جایز انتظام از سر نو قایم کرنا اب ایک امر لازمی ہی - وَ لہذا انتظامات مفصلہ ذیل عمل مین آنے چاہئین -

وو اولاً - کنور فتح سنگہ پسر اعظم راجہ بہاگ سنگہ بلاشرکت غیری سربراہ کار ریاست مقرر کیا جاے مگر کاروبار اوسکو باپ راجہ کے نام سے ہوا کرے -

وو ثانیاً - راجہ کی توقیر اور آسایش کے واسطی مناسب بندوبست کیا جاے اور اوسکی ساتہہ ہر امر مین باستثنا ر نفاذ اختیارات جنکا عطا کرنا مناسب نہین ہی ویسا ہی سلوک عملدرآمد کرنا چاہئے جیسا کہ ابتک ہوتا آیا -

وو ثالثاً - کنور پرتاب سنگہ اور وہ سرآوردہ لوگ جو حال کی خونریزی مین شریک تہی گرفتار کئے جائین اور نظربند کرکے بانتظار صدور احکامات نواب گورنر جنرل بہادر دہلی کو بہیجدئے جائین - وَ اور نہایت بہتر ہو کہ یہہ کارروایات بلامزاحمت عمل مین آئین لیکن اگر مزاحمت و مقابلہ کا اقدام کیا جاے تو اوسے نہایت مستعدانہ قطعی و مستحکم تدابیر سے غالب آنا چاہئے - وَ راجہ بہاگ سنگہ اور اوسکی بڑی بیٹی کنور فتح سنگہ اور دوسرے بیٹے کنور پرتاب سنگہ کو فہمایش کیجاے کہ فرداً فرداً کرنل آرنلڈ اور مسٹر فریزر کے پاس

حاضر ہوجائین - اور تمام افسران ملکی ومالی ریاست جنید کو بہی حکم دیا جاچکا ہی کہ کرنل آرنلڈ اور مسٹر فرنیر کی احکامات کے تابع رہین - اگر ان سب ہدایتون کی تعمیل ہوگئی تو انتظامات مجوزہ غالباً بدون مقابلہ کے کامل طور سے عمل مین آجائینگی -

وو - کنور فتح سنگہ اپنی علاقہ مین جنید سے کسی قدر فاصلہ پر سکونت رکہتا ہی اور اسی وجہہ سے غالباً وہ اس مفسدہ مین قتل ہونے سے بچ رہا ہی اسلئی اسمین شک نہین ہی کہ وہ حسب الطلب حاضر ہوگا اور اوسکو بہی اپنی آدمیون کے جمع کرنیکی ہدایت کی جانی چاہی -

وو - راجہ کا چال چلن غالباً پرتاب سنگہ کی مرضی پر موقوف ہے اور اس وجہہ سے پرتاب سنگہ کی طرح مشتبہ خیال کیا جانا چاہی - لیکن اگر راجہ کے پاس کوئی شخص اون مشیرون مین سے موجود ہو جنکی مشورہ سے اوس زمانہ سے جبسے کہ اوسکا تعلق گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ شروع ہوا ابتک کام کیا ہی تو امید ہے کہ وہ ان ہدایتونکی تعمیل کریگا اور انتظامات مجوزہ کو بغیر چون وچرا کرنے کے منظور کرلیگا -

ممکن ہی کہ پرتاب سنگہ بہی ایسا ہی کرے گو اسبات کا ظن غالب ہی کہ وہ یا تو مقابلہ پر آمادہ ہوگا یا بہاگ جانے کی کوشش کریگا -

وو اول صورت مین اوسکو مقابلہ پر نہایت قطعی تدابیر کے ساتہہ جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے غالب آنا چاہئی خواہ اس امر کی راجہ تائید کرے یا نکرے - دوسری صورت مین انتظامات مجوزہ کی بلامزاحمت انجام دہی مین آسانی ہوجائیگی لیکن بہرحال اوسکو اور اوسکے رفیقون کے گرفتار کرنے کے لئی کوشش ہر طرح پر کی جاے -

وو یہہ بیان ہوچکا ہے کہ کنور فتح سنگہ سے راجہ نفرت کرتا ہی - اسواسطے

اندیشہ ہے کہ فتح سنگہ کی مدار المہامی پر راجہ ہرگز راضی نہوگا - سب سے مناسب انتظام
یہہ ہے کہ راجہ کو جیند میں رہنا چاہیے اور اپنے بڑے بیٹے سے رضامند ہوجانا چاہیے اور فتح سنگہ کو
چاہیے کہ راجہ کے ساتہہ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے - اگر اس سے یہہ کہ راجہ کو اپنے بڑے بیٹے سے
انتہا درجہ کی نفرت ہے یہہ انتظام ناقابل عملدرآمد ہو تو اس صورت میں راجہ کو کسی دوسرے مقام
سکونت کے پسند کرنیکی اجازت دیجاوے اور اوسکی باقی زندگی کے آرام و آسایش سے بسر ہونیکے
واسطے ضروری انتظامات بعد کو کیے جاسکتے ہیں - وہ فتح سنگہ سے اس امر کی سفارش کرنا
قرین مصلحت ہوگا کہ کاروبار ریاست کی انجام دہی میں اپنے خاندان کے اون قدیمی اور نمک
حلال ملازموں اور اون تجربہ کار لوگوں کو مقرر کرے جنکی نسبت کوئی اعتراض اس مفسدہ کی
شرکت کی بنا پر عاید ہو - وہ انتظامات تجویزہ کے عملدرآمد میں اعلی درجہ کی مستعدی کرنی چاہیے
ایک دستہ فوج حتی الامکان بہت جلد جیند کی طرف پہونچنا چاہیے - خط و کتابت اور پیغام
و سلام میں وقت ہمیں ضایع کرنا چاہیے - اگر ذرہ سی بہی مقابلہ کی صورت معلوم ہو تو فی الفور
ہماری طرف سے نہایت قطعی تدبیرین عمل میں آنی چاہییں جو سوالے جنگی کے اصول کے مطابق
ہوں جنکا کل اختیار کرنل [illegible] کو حاصل ہوگا - وہ البتہ ان سب انتظامات تجویزہ کی نسبت
یہہ سمجہہ لینا چاہیے کہ عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر کی نظر ثانی و اصلاح کے بیشک تابع ہونگے - ماہ
[illegible] صاحب سنگہ نے اس ریاست کے [illegible] میں بہت کوشش کی کہ منشی [illegible] رام
اور [illegible] کا قتل [illegible] کی بابت ایک ایسی نا جائز تعلق کے پاداش میں جو باعث
رسوائی خاندان تہا عمل میں آیا ہو مگر [illegible] ثابت نہ تہا اور اسقدر اشخاص دیگر کے

[illegible] سنگہ کا / [illegible] قتل [illegible] / [illegible] شرکت [illegible]

قتل ہونے سے جو رائی کی ملاالہامی کر واری ہمشہر کے طرفدار تھے اصل وجوہات جرم کو کافی طور سے بیان کر دیا تہا۔

پرتاب سنگھ کا جیند سے بالان والی کو فرار کرنا۔

کنور فتح سنگہ اب کار و بار ریاست پر مامور ہوا اور پرتاب سنگہ یہہ سمجھکر کہ انگریزی فوج طرف سے اوسکی مقابلہ کے لئے آرہی ہے جیند کو چہوڑکر قلعہ بالانوالی کو جو قریب بھٹنڈہ کے جنگل میں واقع تہا چلا گیا۔ زمینداران بالانوالی فتنہ و فساد میں مشہور تھے اور پرتاب سنگہ کو اون لوگونکو اپنی طرفداری کی ترغیب دینے میں کچہہ دقت پیش نہ آئی۔ مگر اوسکی تعاقب میں انگریزی لشکر کی کچہہ تہوڑی سی سوارونکی فوج پہونچگئی جنکو ہدایت تہی کہ بالانوالی کا محاصرہ کرکے پرتاب سنگہ کو بہاگنے نہ دیں تا وقتیکہ ایک فوج جسمین پانچ کمپنیان پیادون کی اور تین توپین تہین اور لدہیانہ سے تیسوین ستمبر کو روانہ ہوئی تہی پہونچ جائے۔

وہان سے ستلج کو عبور کرنا اور پہولا سنگہ اکالی سے جا ملنا۔

پرتاب سنگہ نے یہہ دیکہکر کہ بالانوالی میں ٹہہرنا اوسکی حق میں مضر ہوگا اور وہ یقیناً گرفتار ہو جائیگا صرف ایک ہی روز قلعہ میں قیام کرکے دوسرے روز اوسکو چہوڑ دیا اور سیندرہ بیس ہزار روپیہ مع اور قیمتی مال و اسباب کے جو وہان رکہا تہا اپنے ساتہہ لیگیا اور ایک طول طویل کوچ کے بعد چالیس ہمراہیونکے ساتہہ ستلج کو بمقام ماکہووال عبور کرکے پہولا سنگہ اکالی سے جو مقابل کے کنارے پر ایک جمعیت کے ساتہہ موجود تہا جا ملا۔

پہولا سنگہ کے ساتہہ ستلج کی جانب جنوب ایک مہم اختیار کرنا

اس مشہور لوٹیرے[۵] نے نند پور ماکہووال میں سکونت اختیار کی ہوئی تہی اور رنجیت سنگہ کی اتنی بڑی قوت اوسکو وہان سے نکال نہ سکی تہی۔ اوسکی پاس قریباً سات سو سوار

[۵] پہولا سنگہ اون اکالیان مندر امرتسر کا سرگروہ تہا جنہوں نے ۱۸۰۹ع میں مسٹر مٹکاف صاحب کی ہمراہیون پر اور نیز لفٹنٹ وایٹ صاحب پر جبکہ وہ پیمایش کر رہے تہے حملہ کیا تہا اور حسب طلب گورنمنٹ انگریزی ان بیشمار جرایم کی وجہہ سے رنجیت سنگہ نے اوسکو باغی قرار دیا تہا۔ مصنف

اور وہ تو نہین پہنچا ۔ اسی عرصہ مین پاس پرتاپ سنگہ رئیس جیند کا تہا اور سبب اوسکو مسابقت کی
ترغیب دی کہ ستلج کو عبور کرکے بالانوالی مین جہان راجہ جیند کی علانیہ بغاوت پہیل رہی تہی اوسکو مستعد کیا
کے ساتہہ بادو کے جب پہولا سنگہ کا ستلج کے پار اوترآنا معلوم ہوا تو صاحب ایجنٹ لدہیانہ نے
فی الفور راجہ جسونت سنگہ والی نابہہ اور خوانین مالیر کوٹلہ کو ہدایت کی کہ اپنی اپنی فوجونکو مجتمع کرکے
اوسپر حملہ کرین مگر سکہہ لوگ پہولا سنگہ کی اسقدر عزت وحرمت کرتے تہے کہ اسبات مین شبہہ ہوا کہ آیا فوج نابہہ
اوسکے مقابلہ مین وفادار رہیگی ساتہہ کام دیگی اور مالیر کوٹلہ اسقدر قوی نہ تہا کہ تنہا کوئی کام کرسکے ۔ اسوقت[۵۱]
فوج پٹیالہ نے بالانوالی کا محاصرہ کیا ہوا تہا اور قریب تہا کہ محصورین اپنے آپکو حوالہ کردین مگر جونہین
اونکو پہولا سنگہ کے آنیکی خبر پہونچی ۔ اونہون نے اوسیوقت صلح کی بات چیت کو موقوف کردیا
اور پرتاپ سنگہ جیند اونکے ساتہہ آگے بڑہکر قلعہ مین داخل ہوگیا ۔

پرتاپ سنگہ کا بالانوالی پہونچنا اور پہولا سنگہ کا مجبوری سے بہاگنا

مگر فوج پٹیالہ کے سات سو سپاہی پہولا سنگہ کے راہ روکنے کے واسطے روانہ ہوگئے
اور اس وجہہ سے وہ محصورین کی امداد نکرسکا اور ستلج کی طرف واپس
جاکر ایک گانون مین پناہ لی جو سرداران دیپ سنگہ وبہیر سنگہ کی ملکیت مین تہا جنہون نے اوسکو ایک بیچارہ
فقیر اور اپنے گورو کو ایذا پہونچانے کی کوشش پر لعنت ملامت کی ۔ کمان افسر فوج پٹیالہ اس معاملہ مین
بے بس ہوگیا اور پولٹیکل ایجنٹ کو اطلاع دی جسنے سرداران مذکور کو ایک باغی کے پناہ دینے سے
جسکو تمام سرداران اپنے اپنے دریای ستلج اپنی اپنی حدود سے نکالنیکا حکم دے چکے تہے فہمائش کی ۔

۵۱۔ پہولا سنگہ نے ہمیشہ اکالی ہونیکی وجہ سے سکہون کے ہان ایک درویشانہ فرقہ ہے اپنے ہموطنون مین ہمیشہ بڑا اقتدار حاصل کیا تہا ۔ مہاراجہ نے برسون اوسکے تئین ولی کے ساتہہ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اور انگریزی فوج اوسکو ایک مقام سے دوسری مقام تک پہنچاتی پہری مگر کبہی ہاتہہ نہ آیا ۔ اسوقت بہی جبکہ پرتاپ سنگہ بمقام ناہو وال اوس سے جاملا تہا

رئیسان نابہہ اور کیتہل کو بھی ہدایت کی گئی کہ اپنی اپنی فوجیں بالانوالی کو فوج پٹیالہ کے ساتہہ شریک ہونیکے واسطے روانہ کریں کیونکہ پٹیالہ والوں کو اس بات کا اندیشہ تہا کہ کنور پرتاب سنگہ تنہا حملہ کرنے سے شاید کبھی کوئی بدنامی اونکے ذمہ عاید ہو۔

قلعہ بالانوالی کا محاصرہ کیا جانا اور پرتاب سنگہ کا مقید ہونا۔

حکام پٹیالہ بالانوالی کو ایک انگریزی فوج کا بہیجا جانا چاہتے تہے مگر اسکی ضرورت نہ تہی کیونکہ محصورین کا حال تباہ ہوگیا تہا اور اٹہائیسویں جنوری کو قلعہ والوں نے اپنے آپکو حوالہ کردیا۔ کنور پرتاب سنگہ مقید ہوگیا مگر صرف برائے نام قید تہی اور اوسنے اپنا ارادہ دہلی کو جانے اور اپنے معاملہ کو گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کرنیکا بیان کیا۔

بہولا سنگہ کا بہاگ جانا اور فوج پہلور کو شکست دینا۔

مگر اوسکا رفیق بہولا سنگہ زیادہ خوش قسمت تہا وہ سیدہا مکتسر کو روانہ ہوا جو ضلع فیروزپور میں واقع ہے اور وہان کے لوگون نے نذر بہینٹ وغیرہ وصول کرکے سردار تہال سنگہ اٹاری والہ کی امداد سے فوج پہلور کا مقابلہ کیا جسکو اوسنے شکست دیکر تین سو آدمی مقتول و مجروح کئے اور اکالیکے پچاس سے زیادہ آدمی ضایع نہوئے۔ اس بات سے مہاراجہ کو بہت رنج ہوا اور بدین خیال کہ بہولا سنگہ کو کسی طرح اپنی ملازمت میں لیکر فایدہ حاصل کرے اوسکو لاہور کو بلایا مگر اوسنے جانے سے انکار کیا اور یہہ درخواست کی کہ مکتسر جو سکہوں کا ایک

[۱] مہاراجہ نے قطعی احکامات فوج پہلور کو بہیجے کہ اوسکو اوسکی عملداری سے نکال دے۔ بنابرین یہہ فوج اوسکے مقابلہ کو روانہ ہوئی لیکن جبکہ اوسکے قریب پہونچی تو بہولا سنگہ نے ان لوگون سے کہلا بہیجا کہ کیا تم اپنے گرو کو مارڈالنا چاہتے ہو۔ سکہہ لوگ اوسکو ضرر پہونچانے پر راضی نہوئے۔ اور کل فوجکو وہ پیشتر سے اوسکی غارتگری کے اندیشہ سے اوسکے دائرہ سے باہر رہنا پڑا اور جس جگہ یہہ وہ جاتا تہا اوسکے ساتہہ ساتہہ اسطرح پہرے جاتے تہے کہ گویا اوسکی جلو مین جا رہے ہیں۔ اسی قسم کے اور بہی بہت سے قصے بہولا سنگہ کی نسبت جو ایک عجیب و غریب آدمی تہا بیان کئے گئے ہیں۔ وہ ایک بیرحم لٹیرا اور باغی تہا مگر باایں ہمہ وہ ایک عمدہ سپاہی اور ایک بہادر اور مستعد آدمی تہا اخیر زمانہ میں اوسنے رنجیت سنگہ سے دوستی پیدا کرلی اور اوسیکی خاطر سے نوشہرہ کی مشہور لڑائی ۱۸۲۳ع مین کامیابی کے ساتہہ لڑکر اوسی میں کام آیا۔ مصنف

متبرک مقام اور زیارتگاہ خاص و عام ہے اوسکی سکونت کے واسطے عطا کیا جاوے۔

پرتاب سنگہ کا لاہور مین بھاگ جانا پناہ جو ہونا اور ۱۸۱۶ء مین بمقام دہلی وفات پانا۔

پرتاب سنگہ لاہور کو بھاگ گیا مگر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے قاتل کو پناہ دینے سے انکار کیا اور اوسکو حکام انگریزی کے حوالہ کر دیا جنہوں نے دہلی مین اوسکو نظربند کیا جہان جون ۱۸۱۶ء مین اوس نے وفات پائی اور علاقہ پروانہ جو اوسکے نام پر عطا ہوا تہا گورنمنٹ کے پاس آگیا۔ پرتاب سنگہ کی دو بیویان تہین ایک بہاگ بہری دختر کرپال سنگہ شیام گڈہ والہ اور دوسری دختر سدا سنگہ کاڑ ہیہلو والہ کی مگر کسی بیوی سے اولاد نہوئی۔

وفات کنور مہتاب سنگہ

اوسکا چہوٹا بہائی مہتاب سنگہ اوس سے چند مہینہ پہلے اپنی عمر کے سولہوین سال مین مرچکا تہا۔

کنور فتح سنگہ کی مدار المہامی

ریاست جیند کا کاروبار متوسط درجہ اطمینان کے ساتہہ جاری رہا کنور فتح سنگہ مدار المہامی کا کام کرتا رہا اور راجہ بہاگ سنگہ نے جسکو کوئی اور بیٹا نہ تہا ایک ایسے انتظام سے جو اوسکو پسند خاطر نہ تہا مخالفت نہ کی۔

تنازعہ دربارہ مواضعات واڈہری ودنولی۔

۱۸۱۷ء مین مواضعات واڈہری و دنولی کی بابت ایک مقدمہ واقع ہوا جسپر ایک بڑی بہاری خط وکتابت ہوئی مگر یہان پر صرف ایک مختصر حال بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ دہلی مین گورنمنٹ انگریزی کو قایم ہوے بارہ برس گذرے تہے اور عبد الصمد خان سے حصار لئے ہوے کچہہ عرصہ گذرا تہا جبکہ مسٹر فریزر حاکم مال کو معلوم ہوا کہ دو موضع جو واڈہری اور دنولی کہلاتے تہے پرگنہ مہم کے قدیمی کاغذات مین مندرج تہے۔ اوسنے دیہات مذکورہ کو پرگنہ مذکورہ کے دیگر مواضعات سے دس میل کے فاصلہ پر علاقہ جیند سے گہرا ہوا پایا اور باختیار خود

اونکو قرق کر لیا - راجہ نے اون گانوون پر اپنی ملکیت کا دعوی کیا اور بیان کیا کہ وہ اوسکے باپ بہگپت سنگہ کی فتوحات کا ایک جزو ہین جنکو انگریزون اور مرہٹون دونون نے اوسپر بحال رکہا ہے - اوس ہی کے زمینداروں نے ان مواضعات کی زمینونکو جوتا ہے اور اراضیات بنجر کو اپنے مویشی کی چراگاہ کے واسطے ہمیشہ استعمال کیا ہے -

مواضعات مذکورہ کا راجہ جیند کے حوالہ کیا جانا - اسبات مین بہت کم شبہ تہا کہ راجہ کا دعوی صحیح تہا اور وہ دعوی جو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے ایک نازیبا از اعتدال خیرخواہ افسر نے پیش کیا تہا ترک کیا گیا -

راجہ بہاگ سنگہ کی وفات سنہ ۱۸۱۹ء مین - راجہ بہاگ سنگہ نے سنہ ۱۸۱۹ء مین وفات پائی اور اوسکا بیٹا فتح سنگہ اوسکا جانشین ہوا -

اوسکا خاندان - متوفی راجہ کی تین رانیان تہین - اول دیا کنور دختر بخشو سنگہ زمیندار موضع بڑہی بانسا جو فتح سنگہ کی مان تہی دوسری سدا کنور دختر پاکہر سنگہ زمیندار موضع جودہپور سنبیا کی جس سے پرتاب سنگہ پیدا ہوا تہا اور تیسری سبہرائی کالیکے کے ایک زمیندار کی بیٹی جو مہتاب سنگہ کی والدہ تہی اور جسکو کنور پرتاب سنگہ نے قتل کیا تہا -

راجہ فتح سنگہ کا خالی از واقعات عہد حکومت - راجہ فتح سنگہ کا عہد حکومت بہت قلیل تہا اور اوسمین بہت کم واقعات گذرے -

اوسکی وفات سنہ ۱۸۲۲ء مین - اوسنے تیسری فبروری سنہ ۱۸۲۲ء کو بمقام سنگرور تیتیس برس کی عمر مین وفات پائی اور ایک بیٹا مسمے سنگت سنگہ جسکی عمر گیارہ برس کی تہی چہوڑا - یہہ لڑکا اوسکی دوسری رانی مسماۃ صاحب کنور دختر خوشحال سنگہ ساکن موضع بہمنہ کی بطن سے پیدا ہوا تہا اوسکی پہلی زوجہ بہیم کنور دختر سردار دیدار سنگہ سے کوئی اولاد نہین ہوئی تہی - گورنمنٹ انگریزی نے کاروبار ریاست کی نسبت کوئی خاص انتظامات نہین کئے بلکہ کارپردازان ریاست کو بدایت

کی گئی کہ معمولی طور سے ریاست کا کام انجام دیں۔

راجہ سنگت سنگھ کی گدی نشینی

خورد سال راجہ کی گدی نشینی کی تقریب تیسویں جولائی ۱۸۲۲ء کو بمقام جیند جملہ رؤسا و سرداران پھول و کپتان راس صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں جس نے معمولی خلعت گورنمنٹ کی طرف سے پیش کی اور یہاں منعقد ہوئی[۵۱]

اوسکی شادی۔

اپریل ۱۸۲۴ء میں سن کم عمر میں شادی سبھا کنور دختر سردار رنجیت سنگھ رئیس شاہ آباد کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو خود اس تقریب میں شریک نہو سکا تھا سردار بیسا کھا سنگھ وغیرہ کو اپنی طرف سے بھیجا تھا اور کپتان مرے صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔

ابتری انتظام جیند

وہ معمولی نتائج جو ہندوستانی ریاستوں کی نابالغی کے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں جیند میں بہت جلد ظاہر ہونے لگے۔ کاروبار ریاست میں انتہا درجہ کی ابتری واقع ہوئی انتظام کی خرابی اور رعایا کی ناراضگی بڑھتی گئی اور حکام انگریزی کی فہمایشوں سے جو اون خرابیوں کے بارہ میں جنکی چارہ جوئی کے واسطے راجہ سے کہا گیا تھا کچھ توجہ نہ کی گئی۔ بالآخر نوبت یہانتک پہونچی کہ پولٹیکل ایجنٹ نے اس امر کی تحریک کی کہ ماہواری اور سہ ماہی قسطیں جو راجہ کو دہلی و لدھیانہ کی بابت اور وہاں کی سایر جاگیرداری کی بابت دیجاتی ہیں اسوقت تک معطل کیجائیں جب تک کہ راجہ اون تمام جائز دعووں کی سماعت و تسکین نکرے جو اوسکی ریاست اور رعایا پر دائر ہیں۔

[۵۱] راجہ فتح سنگھ و سنگت سنگھ کو وقت گدی نشینی جو خلعت عطا ہوا تھا اوس میں یہ چیزیں تھیں - ایک مالا موتیوں کی ایک جیغہ ایک سرپیچ ایک دوشالہ - ایک شالی رومال ایک عدد تھان کمخواب - ایک تھان گلبدن ایک دستار دو تھان [illegible] ایک ہاتھی ایک گھوڑا ایک عدد زین مع دمچی مرصع کے اور زیربند اور ہاتھی کا ساز - مصنف

راجہ کا امرتسر ولاہور جانا۔

سنہ ۱۸۲۶ء مین راجہ سنگت سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ملاقات کو گیا۔ امرتسر مین بعض سرداران دربار لاہور بطور استقبال کے اوس سے ملاقی ہوئے اور عزت و احترام کے ساتہہ اوسکو لاہور لیگئے جہان کہ مہاراجہ نے بڑی مہربانی کے ساتہہ اوس سے ملاقات کی اور ہولی کی تقریب مین اپنے ملازمون سے اوسکو نذرین دلوائین۔ رنجیت سنگہ نے اپنے ساتہہ جوالامکہی جانیکی راجہ سے استدعا کی جو کوہستان کانگڑہ مین ایک تیرتہہ کی جگہہ ہے۔ راجہ نے آدینہ نگر معروف دینا نگر تک جانا قبول کیا۔ اور وہان مہاراجہ کی واپسی کے انتظار مین ٹہیرا رہا اور مہاراجہ نے بعد واپسی کے اوسکو جالندہر دوآبہ مین ایک جاگیر عطا کی۔

سنہ ۱۸۲۷ء مین بار دوم لاہور جانا۔

سنہ ۱۸۲۷ء مین وہ پہر لاہور کو گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کو اوسکے ساتہہ بڑی الفت معلوم ہوتی تہی اور اوسکو مہاراجہ نے اکثر عطیات دیے تہے منجملہ اونکے ایک ایسا تہا جسنے گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ اوسکو کسیقدر دقت مین ڈالدیا۔

موضع انٹیانہ کا سنگت سنگہ کو مہاراجہ کی طرف سے عطا ہونا

یعنی موضع انٹیانہ جو سردار رام سنگہ کے قبضہ مین ستلج کے جنوب مین واقع تہا اوسکی نسبت رنجیت سنگہ لاہور سے متعلق ہونیکا دعوی رکہتا تہا مگر یہہ دعوی تسلیم نہین ہوا تہا۔ اس موضع پر راجہ سنگت سنگہ نے دفعتاً حملہ کیا اور حقدار مالک سے چہین لیا جسنے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سے فریاد کی۔ راجہ سے اسکا جواب طلب کیا گیا اور اوسنے ایک سند رنجیت سنگہ کی متضمن عطیہ موضع مذکورہ معہ دو دیگر مواضعات موسومہ بہ رجنانہ و جوگہال بالعوض ایک نذرانہ تعدادی تیس ۳۰ ہزار روپیہ اور ایک زنجیر فیل ۱ و دو یکراس اسپ پیشکش کی رنجیت سنگہ کی بیپروائی کہ ایک ایسے موضع کو جو اوسکی ملکیت مین نہ تہا اوس نے عطا کیا تہا چنداں

قابل نظر نہ تہی مگر سنگت سنگہ کا جو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین تہا اُسکا ریاست غیر سے مواضعات کا لے لینا یا خرید کر لینا نہایت قابل الزام تہا۔

مگر گورنمنٹ انگریزی کا اوسکی واپسی پر اصرار کرنا۔

نظر برین اوسکو مواضعات مذکورہ کے فی الفور واپس کرنیکی ہدایت کی گئی اور بدون اجازت گورنمنٹ انگریزی دربار لاہور سے اسکے اس قسم کا معاملہ کرنے پر اوسکو سخت چشم نمائی کی گئی۔ راجہ کو بجز تسلیم و رضا کے کچھ چارہ نہ تہا اور اوسنے موضع انٹیانہ رام سنگہ کو واپس دیدیا اسصورت مین اوسکو باقی دو مواضعات کے رہنے دینے کی اجازت ہوگئی۔

جاگیرات عطیہ مہاراجہ سنہ ۱۸۳۶ء و سنہ ۱۸۴۲ء مین۔

جاگیرات واقع آنرودہ دریاے ستلج کے معاملہ مین بہی جو سنگت سنگہ کو سنہ ۱۸۳۶ و سنہ ۱۸۴۲ء کے لاہور جانے مین حاصل ہوئی تہین مباحثہ ہوا۔ ان جاگیرونکا سالانہ محاصل تخمیناً ساڑہے پچیس ۲۵۵۰۰ ہزار روپیہ تہا۔ بعض جاگیرون کے مالکون کو اس نئے مالک نے بیدخل کردیا تہا اور بعض جاگیرین مہاراجہ کے ملازمون کے قبضہ مین فوجی خدمت پر آچکی تہین۔

اول جاگیر مشہورہ ایلین مزرعہ بارہ ۱۲ مواضعات پر مشتمل تھی جسکی مالیت تیرہ ۱۳ ہزار روپیہ کی تہی اور سنگت سنگہ کو سنہ ۱۸۳۶ء مین بمقام دینا نگر عطا ہوئی تہی۔ حمرم پور جسمین چہہ مواضع تہے چہہ ہزار روپیہ کی مالیت رکہتی تہی۔ موسے پور جسمین صرف ایک گانو تہا ساڑہے چار ہزار روپیہ کی تہی یہہ سب جاگیرین معہ ایک اور عطیہ تعدادی دو سو ۲۰۰ روپیہ سالانہ کے جو ایک جاگیر واقع آنرودہ دریاے ستلج مقبوضہ سردار دیوا سنگہ سے دیا جاتا تہا سنگت سنگہ کو سنہ ۱۸۴۲ء مین اثناے قیام لاہور مین عطا ہوئی تہین۔

اصول مجوزہ گورنمنٹ دربارہ عطیات ریاست غیر۔

اس موقع پر گورنمنٹ نے ان جاگیرون کے چہوڑانے پر اصرار کرنا ضروری نہین خیال کیا مگر یہہ بڑا اصول قایم کردیا کہ رؤسا و سرداران ملک محفوظہ کا گورنمنٹ سے تعلق اسبات کا

مقتضی ہے کہ رؤسا و سرداران مذکور کسی غیر بادشاہ یا سلطنت کے ساتھہ کسی قسم کا رابطہ یا تعلق باستثناء ایسے رابطہ کے جو محض رسمی طور کا ہو بدون علم و منظوری حکام انگریزی کے پیدا نکرین اون جاگیرون کی والپسی کی جو عطا ہو چکی تہین بدین وجہہ ہدایت نہین کی گئی تہی کہ یہہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ یہہ دستور کبہی اوس درجہ تک عمل مین آیا تہا یا عمل مین آنیکا احتمال تہا جس سے کوئی عملی دشواری پیش آتی لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو فی الفور اس اصول کو عملدرآمد پر مجبور کرنیکا بندوبست کیا جاتا۔

راجہ کا لاہور سے پہر خط و کتابت کرنا

بفور طے ہونے اس معاملہ کے راجہ سنگت سنگہ نے دربار لاہور کے ساتھہ بلا منظوری گورنمنٹ کے ریاستی معاملات مین پہر خط و کتابت شروع کی پہلا یہ معاملہ ایسے چہہ مواضعات کی بابت تہا جو ستلج کے جنوب مین مہاراجہ رنجیت سنگہ اور سنگت سنگہ کی ملکیت مشترکہ مین تہے اور جنکو سنگت سنگہ مہاراجہ کے حصہ کا اجارہ لیکر بالکل اپنے قبضہ مین لانا چاہتا تہا۔ اگرچہ اس تجویز مین فی نفسہ کوئی اعتراض نہ تہا۔ اور وہ خرابیان جو حکومت مشترکہ سے منتج ہوتی ہین مخفی نہ تہین مگر یہہ اور بہی قابل اعتراض اور بڑی خرابی کی بات ہوتی اگر راجہ سنگت سنگہ مہاراجہ کے حصہ کا بہی اجارہ لیتا اور رنجیت سنگہ کے پاس دیوانی اور فوجداری کے اختیارات باقی رہتے کیونکہ ان اختیارات سے دست بردار ہونا اوسنے بالکل نامنظور کیا تہا پس ایسی صورت مین سنگت سنگہ کو حصہ مقبوضہ لاہور کے اجارہ لینے کے خیال کے ترک کرنے پر مجبور کیا گیا۔

تمام سرداران کے نزدیک ستلج کا لاہور مین وکیل رکہنا۔

رؤسا و اینہر وے دریای ستلج کو دربار لاہور کے ساتھہ خود مختارانہ معاملات اور خط و کتابت کرنے سے روکنا جبکہ تقریباً اون سبکے معتمد اور وکیل دربار مذکور مین

موجود تھے قریب ناممکن کے تھا - راجگان نابھہ اور جیند کے وکلا تو بالعموم ہی حاضر رہا کرتے تھے اور مہاراجہ پٹیالہ کا بھی ایک مسلمہ معتمد لاہور مین رہا کرتا تھا پس اگرچہ نہایت غور اور سنجیدگی سے یہہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ان سب رئوسا سے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے براہ راست خط وکتابت اور معاملات کرنے کے عادی تھے اپنے وکلا کو یک لخت واپس بلا لینے کے واسطے کہا جاوے مگر اس تجویز پر عملدرآمد کبھی نہین ہوا -

جیند کی بدانتظامی کا مترقی ہونا اور راجہ کا دارالریاست چھوڑنا

جیند کی بے انتظامی برابر بڑھتی رہی اور سرحدی واقع ریاستون مین جیند باعتبار بدانتظامی کے سب سے سبقت لیگیا - راجہ نے اپنی دارالریاست کی سکونت بالکل چھوڑ دی اور ایک قصبہ مین جو قریب اسی میل کے فاصلہ پر تھا رہنے لگ گیا - مگر یہان سے اوسکو کپتان مرے صاحب کی اس کارروائی کی ہی وجہ سے کہ ایک ہندوستانی عہدہ دار کو ریاست جیند کی انتظام کے واسطے بھیجدیا تھا واپس آنا پڑا - لیکن جب ہی یہہ عہدہ دار واپس گیا سنگت سنگھ نے فی الفور اپنی دارالریاست کو پھر چھوڑ دیا اور برسون تک اوسکو نہ دیکھا - راجہ کو متواتر فہمایش کرنے سے کوئی فایدہ مترتب نہوا اور اوسکے مشیر خاص دیوان سنگھ نے اوسکو یہہ پٹی پڑہا دی تھی وہ کیا مشکل ہے ایسا بندوبست ہو سکتا ہے کہ بلا دقت حکام انگریزی کو راضی کردیا جاسکتا ہے مگر انگریزی رعایا پر جو ظلم اور زیادتیان ہوئی تھین اونکی کچھہ شنوائی نہوئی اور ریاست کی ابتری انتہا درجہ کو پہونچ گئی - یہان تک کہ حکام انگریزی کی بھی جانین محفوظ نہ تھین چنانچہ مارچ سنہ ۱۸۴۳ع مین لفٹننٹ لیٹ صاحب متعلق آٹھوین رجمنٹ پیادگان ہندوستانی پر علاقہ جیند کے اندر لوٹیرون نے حملہ کیا اور علاوہ مالی نقصان کے اونکو جسمانی اذیت بھی برداشت کرنی پڑی - مالی نقصان کا معاوضہ تو بلاشک دیا گیا مگر کارپردازان

ریاست جیسا کہ واجب تہا مجرمونکو سزا نہ دے سکے۔

انگریزی رعایا کو بدون کسی جائز وجہہ کے مقید کر رکہنے کی رپورٹ صاحب ایجنٹ نے سنہ ۱۸۳۴ء مین حکام جیند کی نسبت گورنمنٹ کو کی تہی اور خاص خاص فریادون کی دادرسی بہی کی گئی تہی مگر ریاست کی عام ناقابلیت اور جور و بیداد ویسا ہی رہا۔

راجہ سنگت سنگہ کا سنہ ۱۸۳۴ء مین لاہور جانا۔

کچہہ عرصہ بعد راجہ نے بہ تقریب دسہرہ جسمین شریک ہونے کے واسطے اوسکو رنجیت سنگہ نے بالتخصیص بلایا تہا سفر لاہور اختیار کیا۔ بظاہر یہہ معلوم ہوتا تہا کہ راجہ موصوف رنجیت سنگہ کے ساتہہ دوستی قایم رکہنے کا بمقابلہ گورنمنٹ انگریزی کی دوستی کے زیادہ خواہان تہا اسی وجہہ سے اس ملاقات پر گورنمنٹ انگریزی کا ناراض ہونا بیجا نہ تہا بالخصوص جبکہ اوس الزام کو جو راجہ پر دربار لاہور کے ساتہہ ناجائز خط و کتابت کرنیکی وجہہ سے لگایا گیا تہا کچہہ عرصہ نہ گذرا تہا۔

راجہ سنگت سنگہ کا ۱۸۳۴ء مین دفعتًا مرجانا۔

مگر راجہ سنگت سنگہ کی فضول خرچی اور بد انتظامی اسطرح جلد ختم ہو گئی جسکی مطلق توقع نہ تہی۔ یعنی دوسری نومبر کو وہ بیابان مین اچہا خاصہ تہا گو حسب معمول شام سے پہلے شراب پی تہی۔ دوسرے روز اوسنے ملالت کی شکایت کی اور جب لمحہ بہ لمحہ اوسکا حال ابتر ہوتا گیا تو اوسکے ہمراہیون نے سنگرور کو واپس جانے کی اوسکو صلاح دی۔ چنانچہ وہ فی الفور بہ سواری پالکی روانہ ہوا مگر بیابان کے دروازہ نکلنے سے پہلے ہی اوسکا کام تمام ہو گیا۔

ہندوستانی ریاستون مین رئیس کی صغر سنی کے خراب نتائج۔

سنگت سنگہ کی عمر بوقت وفات صرف تیئیس ۲۳ برس کی تہی۔ چونکہ ایام صغر سنی ہی مین اوسکے باپ نے اوسکو ایک بڑی ریاست کا وارث چہوڑ کر قضا کی تہی اوسکا ایسے لوگون کے اختیار مین آجانا جنہون نے اوسکے اخلاق کا خراب کرنا اور اوسکو ذلیل خواہشون اور خراب ترین فضولیون

کی طرف رغبت دلانا اپنے مفید مطلب سمجہا ہو کوئی تعجب کی بات نہ تہی۔ ہندوستانی ریاستون
مین رئیس کی صغر سنی کے زمانہ دراز مین ہمیشہ یہہ ہی خرابیان ہوتی ہین۔ اہلکاران ریاست
جنکو سپرد انتظام کیا جاتا ہی صرف اپنے ہی ذاتی فایدہ اور ترقی کے متلاشی ہوتے ہین ایمانداری نمک
حلالی و وفاداری اور راست گوئی کی صفتین مفقود [illegible] رئیس کو جسکو ایک روز مطلق
العنانی حاصل ہونے کی توقع ہوتی ہی جسکے عدل و انصاف کی توقع پر کل رعایا منتظر رہتی ہی
کسبیون مطربون نقالون اور دیگر اسباب نشاط کے ساتھہ چھوڑ دیا جاتا ہی یہانتک کہ اٹھارہ برس
کی عمر مین جبکہ اوسکی تندرستی بے اعتدالیون کی وجہہ سے خراب ہوجاتی ہی صاحب اولاد ہونے کی قابلیت
معدوم ہوجاتی ہی عقل و دماغ کی تربیت کا نام و نشان نہین ہوتا ہی اور اخلاق مین نہایت قابل
شرم برائیان سرایت کرجاتی ہین اور وہ کسی دنیوی کام کا نہین رہتا ہی بجز اسکی کہ اپنے لالچی
خوشامدیون اور چہوٹے دوستون کے جیب و دامان کو روپیہ سے بہردے اور اوس دولت کو جو اوسکی مورثون نے اپنی جرات
و قابلیت و جفاکشی سے جمع کی ہی بے دردی سے لُٹا دے اور اوس نام پر جو کبہی باعث افتخار تہا بدنامی اور
رسوائی کا دہبا لگادے۔

سنگت سنگہ کا چال چلن۔

سنگت سنگہ کی طبیعت کے قدرتی عیبون کو اوسکے اہلکارون نے اپنی ذاتی اغراض
کے واسطے بڑہا دیا تہا۔ اوسکا باپ فتح سنگہ ایک بڑا خزانہ چہوڑ گیا تہا جو صاحب
کنور کی ایام مدار المہامی مین اور بہی زیادہ بڑہ گیا تہا مگر اوسے [illegible] نے بجائے
فضول خرچیون مین اوڑا دیا خاص کر اپنے لاہور کے سفرون کے سامانون مین اور اپنی موت سے کچہہ عرصہ
پہلے سے وہ روپیہ جو اوسکو درکار ہوتا تہا اور جسکے واسطے اوسکے ملک کا جایز محاصل کافی نہین ہوتا

تہا اپنی ہر فرقہ رعایا سی بذریعہ استحصال بالجبر کے حاصل کرتا تہا - فرائض ملکداری سی بالکل قطع نظر کی گئی تہی جان و مال محفوظ نہ تہا حتی کہ وہ ملازمین ریاست جنکی نمک حلالی اور وفاداری مین کچہہ شبہہ نہ تہا راجہ اور اوسکی اہلکار دیوان سنگہ کی ظلم و تعدی سی محفوظ رہنی کے واسطی انگریزی عملداری مین پناہ گیر ہوئی تہی -

انقطاع سلسلہ مستقیم روساء جیند -

سنگت سنگہ کے کچہہ اولاد نہ تہی - اوسکی تین شادیان ہوئی تہین - اول سبہا کنور دختر سردار رنجیت سنگہ رئیس شاہ آباد کی ساتہہ دوسری سکہان کی ساتہہ جو سردار جیون سنگہ دہالیوال کی بیٹی تہی اور تیسری نند کنور کی ساتہہ جو سردار دُلا سنگہ ٹہہ والہ کی بیٹی تہی -

قرابت داران سلسلہ غیر مستقیم و قانون ترکہ لاوارث -

راجہ متوفی کے سب سے قریب رشتہ دار تین شخص تہی جو اوسکی دادا کے بہائی کے پوتی تہی یعنی سروپ سنگہ و سکہا سنگہ و بہگوان سنگہ سرداران بڈرکہان و بازید پور جو بہت عرصہ سے اس خاندان کی شاخ جیند سی علیحدہ ہوگئی تہی - سکہون کے دستور کے موافق یہہ ریاست انصافاً ترکہ لاوارث متصور ہوسکتی تہی اور سلطنت انگریزی مین ملحق کی جاسکتی تہی کیونکہ ریاست ہای سکہہ مین رشتہ داران سلسلۂ غیر مستقیم کا استحقاق جانشینی مسلّم نہ تہا - مگر کچہہ عرصہ تک نہ تو گورنمنٹ نی اور نہ رئیس متوفی کی رشتہ داران سلسلہ غیر مستقیم نے اس بارہ مین کوئی کارروائی کی اور مائی صاحب کنور والدہ سنگت سنگہ جس نے اوسکی صغر سنی مین مدار المہامی کا کام کیا تہا کاروبار ریاست انجام دینی لگی -

سرداران اِسپر دعوی دریای ستلج کا بالعوض حق ترکہ لاوارثی اداے خراج سی انکار کرنا -

راجہ کی وفات سی چار برس پہلی پولٹیکل ایجنٹ کو گورنمنٹ نے ہدایت کی تہی کہ بڑی بڑی رئیسون سے امتحاناً یہہ دریافت کرے کہ آیا وہ خراج دینی پر راضی ہین یا نہین

اور اونکو یہہ بہی سمجہا دیا جاوی کہ اگر وہ ایسا نہین کرینگی تو گورنمنٹ تمام ترکہ ہای لاوارث سی فایدہ حاصل کرکے صرف اونہین کو اپنی اون مصارف کی تلافی کا ذریعہ خیال کریگی جو ریاست ہای مابین ستلج و جمنا کی محافظت مین پیش آئی ہین۔ نظر برآن پولیٹیکل ایجنٹ نے معتمدان پٹیالہ و نابہہ و جنید و کیتہل کے ساتہہ گفتگو کی اور اونکو سمجہایا کہ گو آپکو اس تجویز کے منظور یا نامنظور کرنیکا اختیار کامل حاصل ہی مگر اون نتایج سی جو خراج کی ادا نہ کرنے سی پیدا ہونگی ایسی ریاستونکی قیام و استقلال کی نسبت جنکی مستقیم ورثا نہ ہین کچہہ نہ کچہہ تردد جایز طور سی واقع ہو سکتا ہی۔ جنید اور کیتہل کی نظیرین اوسوقت ان رئیسون کی پیش نظر تہین جو اس معاملہ مین بحث کرنیکی واسطی موضع ڈہوڈان مین جمع ہوی تہی جو اونکی مشترکہ سرحدون پر (بہ علاقہ پٹیالہ) واقع ہی۔ مگر اس معاملہ مین کوئی تصفیہ قرار نہ پایا۔ دو رئیسون نے تو گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ اپنی تعلقات کی ترمیم مناسب خیال کی مگر اور رئیسون نے جنہون نے ٹہیٹ سکہون کی سی بے پرواہی اور ناعاقبت اندیشی کی ساتہہ موجودہ حالت کو آیندہ کے دایمی اطمینان پر جسمین دست کسی قدر نقصان ہوتا تہا ترجیح دی تہی اونکو دبا لیا۔ مگر تہوڑی ہی زمانہ کی بعد وہ وقت آگیا جبکہ اونکی طاقت کو ریاست کیتہل اور ایک حصہ ریاست جنید کی گورنمنٹ کے پاس بطور ترکہ لاوارث کی چلے جانے سی معتد بہ نقصان پہونچا اور اوسوقت اونہون نے ان تجاویز کے نہ قبول کرنے پر سخت افسوس کیا۔

معاملہ جنید کی فیصلہ کا التوا۔

ابتداءً گورنمنٹ انگریزی کا ارادہ بلاشبہ کل ریاست جنید کی ضبط کر لینی کا تہا۔ جنوری سنہ ۱۸۳۵ء مین عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر نے ہدایت کی کہ چونکہ ہمیر سنگہ (خاندان نابہہ) اور بہوپ سنگہ (خاندان بازید پور و بڈرکہان) کی اولاد کو علیحدہ علیحدہ علاقے ملے ہوئی تہی اسلئے اونکو ریاست کی نسبت کوئی استحقاق نہ تہا اور یہہ امر کہ آیا راجہ متوفی کی رانیان حین حیاتی فایدہ کی مستحق ہین

یا نہین آیندہ غور و تجویز پر موقوف رکھا گیا تہا۔ اس اثنا مین یہہ بات قرار پائی کہ رانی صاحب کنور
مدار المہامی کا کام بدستور کرتی رہی اور درصورت نامنظور ہونے اون دعوون کے جو راجہ متوفی کی رانیون سے
پیش کئی ہوی تہی کل ریاست لیلی جائیگی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کو ہدایت ہوی کہ اون جاگیرات
کی نسبت جو اوسنے راجہ بہاگ سنگہ کو عطا کی تہین اگر اوسکو کسی قسم کا دعوی ہو تو پیش کرے۔

دعویہای بیوگان

راجہ متوفی کی رانیون کے دعوے متضاد اور بیشمار تہے۔ سکہون کے معمولی قانون کے
بموجب رئیس متوفی کی بیوائین اوسکی جاگیرات کی مالک ہوسکتی ہین مگر جیند کی معاملہ مین بہت سی
وجوہات ایسی تہین جنکے باعث ایسی جانشینی نہایت قابل اعتراض تہی۔ رئیس متوفی کی تینون رانیان
یعنی سبہا کنور و نند کنور و سکہان بہت کم عمر تہین نند کنور جو سب سے بڑی تہی اوسکی عمر صرف تیئیس ۲۳
برس کی تہی۔ اس رانی نے بربناء کلانی کل ریاست کی وراثت کا دعوی کیا اور باقی دونو تقسیم مساوی
کی مستدعی ہوئین۔

اونکو دعوون کے منظور کرنیکو وقت اور عورتون کی حکومت کی خرابیان

مگر وہ خرابیان جو عورتون کی عملداری سے پیدا ہوتی ہین اسقدر بڑہی اور مشہور
تہین کہ یہہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسا کیا جائیگا تو کل نظام ریاست ابتر اور الٹ
پلٹ ہو جائیگا۔ چہوٹی ریاستون مین اُن عورتون نے جو اپنے شوہرون کی وفات پر جانشین ہوئین
کاروبار ریاست کو ناموری اور لیاقت کے ساتھہ انجام دیا مگر جیند جیسی بڑی ریاست کا مختلف حال
تہا۔ ایسی بڑی ریاست کا تین کم عمر عورتون کے ہاتہہ مین دیدینا جو بچون سے کچہہ ہی بہتر تہین اور
جو بلاشبہ متفقی اور سازشی لوگون کے اختیار مین بالکل آجاتین جو رانیونکے اختیارات کو اپنے ذاتی نفع
اور غرض کیواسطے کام مین لاتے اندیشہ سے خالی نہ تہا اور علاوہ اسکے ایسی رانیون سے جنکی خواہشین اور

اُنگوں پرکسی قسم کی عملی روک نہ ہوتی خاندانی عزت و آبرو کی طرف سے بھی طمانیت نہیں ہوسکتی تھی

بیگمان راجہ فتح سنگھ

رئیس متوفی کی رانیوں کے سوا اوسکے باپ کی دو بیواؤں نے بھی جانشینی کی نسبت اپنے دعوی پیش کئے۔ انمیں سے بڑی رانی مسماۃ صاحب کنور والدہ راجہ سنگت سنگھ تھی جسکی صغر سنی میں اوسنے بڑی لیاقت اور ہوشیاری سے کاروبار ریاست کو انجام دیا تھا۔ چھوٹی رانی کا نام کھیم کنور تھا جس نے صاحب کنور کے برابر حصہ کا دعوی کیا اور صاحب کنور نے کل ریاست کا مگر انمیں سے کسی رانی کو کوئی جائز استحقاق حاصل نہ تھا۔

دعوی رانی بہاگ بھری بیوہ سردار کنور پرتاب سنگھ۔

رانی بہاگ بھری کنور پرتاپ سنگھ کی رانی تھی جس نے اس بنا پر دعوی کیا کہ اوسکے شوہر کو راجہ بہاگ سنگھ بہت عزیز رکھتا تھا فیصفہ فرمازروی ایک وصیت نامہ تحریری کے اوسکو راج بھی عطا کیا تھا۔ مگر اس عورت کا دعوی بالکل ضعیف تھا کیونکہ جنہوں نے پرتاپ سنگھ اپنے باپ کا کبھی جانشین نہیں ہوا تھا لہذا اوسکی بیوہ کو اوسکے ذریعہ سے کوئی استحقاق جا ان پرسے کیسے ہو سکتا تھا۔

دعوی راجہ نابھہ

راجہ نابھہ نے اس بنا پر دعوی کیا کہ وہ اور خاندان جیند ایک ہی مورث علی کی اولاد میں ہیں مگر یہہ دعوی معاً نامنظور ہوا کیونکہ اوسکو خاندان کی شاخ جیند کی شاخ سے قبل اسکے کہ راجہ گجپت سنگھ نے اس ریاست کو قایم کیا علیحدہ ہو چکی تھی۔

دلایل بتائید دعوے راجہ نابھہ۔

راجہ نے اپنے دعوے کی تائید میں گورنمنٹ کے اوس فیصلہ کا حوالہ دیا جو علاقہ کنگر الہ کی نسبت عمل میں آیا تھا جو بہ ترجیح دیگر فروع خاندان بہیان کے بھائی صاحب کیتھل کو ترکہ لاوارث کا مستحق قرار دیا گیا تھا۔ اوسنے یہہ دلیل بھی پیش کی کہ جیند جیسی بڑی ریاست کا انتظام ایک ایسی بات کے سپرد کر دینا جسکو اسیوقت علاقہ کے انتظام اور نظم و نسق کی قابلیت حاصل ہے اور ضروری سامان موجود

ہین بمقابلہ اس امر کی بدرجہا مناسب ہی کہ ایک کم وقعت والی شخص کو اوسکا حاکم بنایا جاوی - اوسنی اس امر کی نسبت بہی اپنی آمادگی ظاہر کی کہ درصورت تسلیم ہونی استحقاق ورا ثت کے وہ چار لاکہہ روپیہ کا نذرانہ داخل کریگا - مگر راجہ نابہہ کا یہہ دعوی اسقدر ضعیف تہا کہ نذرانہ کے وعدہ سے بہی اونکو قوت نہین پہونچ سکتی تہی -

باقی دعویداران یعنی سرداران بازید پور و بڈرکہان -

اب صرف سرداران بازید پور و بڈرکہان یعنی سردار سروپ سنگہ و سکہا سنگہ کی دعویداری باقی رہی اور اونکو درجہ قرابت کی تشریح کی واسطی یہہ ضرور ہی کہ خاندان جہیند کی اس شاخکی تاریخ پر کچہہ اوپر سی نظر ڈالی جاوی -

سردار بہوپ سنگہ بانی خاندان بڈرکہان -

سردار بہوپ سنگہ راجہ گجپت سنگہ والی جہیند کا تیسرا بیٹا تہا - وہ ایک بہادر آدمی تہا مگر کوئی خاص لیاقت اوسمین نہی اور اوسنی اپنی کم عقلی سی ریاست ضایع زیادہ کی بہ نسبت اسکی کہ اپنی بہادری سی اوسنی ریاست کو بڑہایا ہو - راجہ بہاگ سنگہ کو اپنی باپ کی وراثت مین ریاست جہیند ملی اور علاقجات بڈرکہان و بازید پور بہوپ سنگہ کو ملی - بہوپ سنگہ کے دو بیٹی تہی کرم سنگہ اوسکی پہلی بیوی کی بطن سی جو البیل سنگہ کالیکی کی بیٹی تہی اور بسا وا سنگہ اوسکی دوسری بیوی دختر گجو سنگہ زمیندار رلّہ کے بطن سی -

اوسکی بیٹی کرم سنگہ کی بغاوت -

کرم سنگہ کی عادات و اطوار اچہی نہ تہی - اوسنی اپنی باپ سی نزاع کیا اور اوس سی مقابلہ کرکے موضع بڈرکہان بزور چہین لیا - سردار بہوپ سنگہ نی اپنی بعض نامی رشتہ دارون کی مدد سی موضع مذکور کو پہر لے لیا مگر اوسنی اپنی بیٹی کو بالکل محروم الارث کرنیکی سزا ندی بلکہ موضع محمد پور اوسکی بسر اوقات کے واسطی دیدیا - مگر کرم سنگہ نے اسپر قناعت نہ کی اور بازید پور

زبردستی سے قبضہ کر لیا لیکن یہہ قبضہ اوسکا قایم نرہ سکا اور ستلج پار جاکر لاہور مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ملازمت اختیار کی۔

تقسیم جایداد موروثی بوساطت رؤساء خاندان پہول

بہوپ سنگہ کی وفات پر اوسکی ریاست کو اوسکے بیٹون کے باہم پہولکی راجاؤن نے تقسیم کر دیا جنہون نے چہوٹے بیٹے بساوا سنگہ کو بڑا اور عمدہ علاقہ بڈرکہان کا اور بڑے بیٹے کو بازیدپور جو بمقابلہ بڈرکہان کے بہت کم حیثیت کا تہا اوسکی نافرمانی اور بغاوت کی سزا کے طور پر عطا کیا۔ سردار بہوپ سنگہ کو ۱۷۸۹ء مین اپنا حصہ ملا تہا۔ اوسوقت سے وہ ایک خود مختار سردار خاندان جیند سے بالکل علیحدہ خیال کیا جاتا تہا اور گورنمنٹ انگریزی نے بہی اوسکو ہمیشہ ایسا ہی تصور کیا تہا۔ اوسکی وفات کے بعد اوسکے بیٹے کرم سنگہ اور بساوا سنگہ بہی ایسے ہی خود مختار خیال کئے جاتے تہے۔

کرم سنگہ اپنے باپ کی وفات کے بعد بازیدپور کو واپس آیا جہان وہ ۱۸۱۸ء مین فوت ہوا اور ایک بیٹا مسمی سروپ سنگہ چہوڑ گیا جو ریاست جیند کی جانشینی کا دعویدار رہا۔

سروپ سنگہ کا بظاہر قوی ترین دعوی۔

اگر رشتہ داران سلسلہ غیر مستقیم کی جانشینی کے استحقاق کو گورنمنٹ تسلیم کر لیتی تو سروپ سنگہ کا دعوی صحیح معلوم ہوتا تہا۔ وہ کرم سنگہ کا بیٹا تہا جو بہوپ سنگہ کی بیٹون مین سب سے بڑا تہا اور اسوجہہ وہ سکہا سنگہ پر جو چہوٹے بہائی کی اولاد مین تہا باعتبار استحقاق کے ترجیح رکہتا تہا کیونکہ قاعدہ جانشینی اکبر اولاد کا جیند مین مروج ہونا گورنمنٹ بیان کر چکی تہی۔[1]

[1] قرابت داران سلسلہ غیر مستقیم کی استحقاق جانشینی کی مسئلہ پر بالتخصیص جیند کی معاملہ کی نسبتاً ایک رسالہ موسوم "دو قانون وراثت سرداران سکہہ" مین جسکو مولف تاریخ ہذا نے مرتب کیا ہے بحث کی گئی ہے۔ مصنف

دعوی سردار سکہا سنگہ رئیس بڈرکہان و اعتراضات نسبت جانشینی سردار سروپ سنگہ

سردار سکہا سنگہ نے اپنے دعوی کو صرف اس بیانی امر پر مبنی کیا کہ کرم سنگہ کو اوسکے باپنے عاق اور محروم الارث کر دیا تہا اور اسی وجہہ سے وہ ناقابل جانشینی تہا اور خاندان جنید کو اس بیانی دستور پر بہی استدلال کیا کہ ریاست معمولی طور سے دوسرے بیٹے کو ملتی ہے - یہہ اخیر حجت کچہہ وقعت نہین رکہتی تہی - یہہ یاد ہوگا کہ راجہ بہاگ سنگہ نے بہی جبکہ وہ اوس وصیت نامہ کی نسبت جو اوسنے اپنے دوسرے بیٹے کے حق مین کیا تہا گورنمنٹ کی منظوری چاہتا تہا اسی دستور پر استدلال کیا تہا مگر گورنمنٹ نے اوسکا تسلیم کرنا نامنظور کیا اور نہ اوس دستور کا کوئی اصلی وجود تہا - علاوہ اسکے سکہا سنگہ کے معاملہ مین یہہ دلیل بالتخصیص غیر مقبول تہی کیونکہ اوسکا ایک چہوٹا بہائی مسمی بہگوان سنگہ بہی تہا جسکا استحقاق اوسیکے استدلال کے بموجب اوس سے زیادہ مرجح ہوسکتا تہا -

کرم سنگہ کا محروم الارث ہونا -

کرم سنگہ کو محروم الارث ہونیکی بابت جس سے اوسکے بیٹے سروپ سنگہ نے انکار کیا اس امر مین کچہہ شبہہ نہین ہوسکتا کہ سردار بہوپ سنگہ نے اپنے بیٹے کے نا خلفانہ اور متمردانہ چال چلن کو نہایت ناخوشی کی نظر سے دیکہا تہا اور اپنی عمر کے اخیر زمانہ مین اوس سے کبہی نہین ملاقات کی - اوسکے خاندان کے دیگر اراکین کا بہی اوسکی نسبت ایسا ہی خیال تہا کیونکہ کرم سنگہ کی وفات پر جو بمقام بازید پور اوسکے پنجاب سے واپس آنیکی بعد واقع ہوئی تہی کسی بہولکی رئیس نے معمولی رسم تعزیت کی جو اس برادری مین کبہی ترک نہوئی تہی ادا نہ کی تہی اور چند سال بعد اوسکے بہائی سردار بسا وا سنگہ کی وفات پر اون سب نے سردار متوفی کے خاندان کے ساتہہ علامراسم تعزیت ادا کی تہی بہوپ سنگہ کی وفات کے بعد بہی خیال ہنگام تقسیم جایداد اور بہی زیادہ صراحت کے ساتہہ ظاہر کیا گیا تہا جبکہ راجاؤ

نے یہہ معلوم کر کے کہ گورنمنٹ انگریزی دونون بیٹون کی باہم جایداد کی تقسیم مساوی کی خواہان ہی بظاہر تقسیم کو ایسا ہی معلوم ہونے دینے کی کوشش کی مگر فی الواقع اونہون نے چھوٹے بیٹے کو بڑے کی نسبت کہان کا بہت زیادہ بیش بہا حصہ دیا جسکے حاصل کرنیکی کرم سنگہ بعد کو ہمیشہ کوشش کرتا رہا مگر کچہہ فایدہ نہوا۔ اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ رسوم کریا کرم جو ہندوون اور سکہون مین یکسان واجب التعمیل خیال کیجاتی ہین سردار بساوا سنگہ نے تنہا ادا کی تہین اور اس امر پر سکہا سنگہ نے بہت زیادہ زور دیا۔ یہہ صحیح ہی کہ کرم سنگہ اپنے باپ کی کریا کرم کی وقت آیا تہا مگر کسی رسم مین شریک نہین کیا گیا تہا۔ راجہ سنگت سنگہ والی جنید کی وفات پر بہی سردار سکہا سنگہ نے معمولی رسمین ادا کی تہین مگر ایک ایسی خلاف توقع موت کی صورت مین جو راجہ کو نصیب ہوئی تہی اور ایک ایسے ملک مین جہان کریا کرم مرنے کے بعد نہایت ہی جلد عمل مین آنا ضرور ہی اسکا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہی۔ سردار سروپ سنگہ بوجہہ دور ہونیکے حاضر نہو سکا اور قطع نظر استحقاق سے کریا کرم مین بذات خود شریک ہونے سے کسی قسم کا استحقاق وراثت نہین حاصل ہو سکتا۔ نظر برین سروپ سنگہ کا دعوی بمقابلہ سکہا سنگہ کے مرجح خیال کیا گیا تہا اور اوسکا محروم الارث ہونا کالا نہین متصور ہوا کیونکہ یہہ نہیج ہو لیکے راجاؤن کے تصفیہ سے اوسکو اپنے باپ کی جایداد کا ایک بڑا حصہ ملا تہا۔

اصول جسکے بموجب ریاست جنید کی تجویز عمل مین آئی۔

جب سردار سروپ سنگہ والی بازید پور کی استحقاق کو گورنمنٹ انگریزی نے تسلیم کر لیا تو یہہ سوال پیش آیا کہ کون سے اصول کے مطابق متعدد حصص ریاست کی تقسیم عمل مین آنی چاہئے۔ یہہ ریاست تین جداگانہ حصون پر مشتمل تہی اول وہ حصہ جو راجہ گجپت سنگہ بانی خاندان کے قبضہ مین تہا جسکی طرف سے سروپ سنگہ نے دعوی کیا تہا اور اس حصہ مین اضلاع جنید و سفیدون

جو عمدہ ترین جز و ریاست تہے شامل تہے - دوسرا وہ جاگیرات جو مہاراجہ رنجیت سنگہ والی
لاہور نے رئیس جنید کو قبل عہد نامہ ۱۸۰۹ء کی عطا کی تہین اور اونمین لدہیانہ و بسیان و مورنڈہ
وغیرہ شامل تہے - تیسرا وہ جاگیرات جو بعد عہد نامہ مذکورہ کی مہاراجہ موصوف نے عطا کی
تہین -

سروپ سنگہ کا کل ریاست کی نسبت دعوی کرنا -

سروپ سنگہ نے یہہ دلیل پیش کی کہ درصورت تسلیم ہونے اوسکی استحقاق کے
وہ کل ریاست کی وراثت کا جسمین قدیم و جدید مقبوضات و جاگیرات شامل ہین
مستحق ہے - اوسکا یہہ استدلال کسی قدر اس امر پر مبنی تہا کہ بوجہہ جانشینی سلسلہ غیر مستقیم
کے خاندان پہول کی حالت اور خاندانون سے مختلف تہی اور یہہ امر بلاشبہہ صحیح تہا گو اوس طریقہ
مین صحیح نہ تہا جو سروپ سنگہ کو مقصود تہا -

کیفیت قبضہ سرداران خاندان پہول بزمانہ سلطنت دہلی -

راجگان پٹیالہ و نابہہ و جنید و بہائیان کیتہل سب سلاطین دہلی کے مالگذار تہے
ون حملون مین جو مقبوضات سلطنت دہلی کی غارتگری کے لئے کئے گئے تہے وہ
بہی اور سکہون کے شریک ہوئے تہے اور ملک پر جسکی بچانے کی مسلمان حاکم طاقت نہین رکہتے تہے
زبردستی سے قابض ہوگئے تہے مگر باینہمہ اونہون نے اپنے آپ کو برائے نام اور بہ نظر ادائے خراج کی عملی
طور سے سلاطین دہلی کی رعایا ظاہر کیا اور جبکہ یہہ خراج نہ پہونچتا تہا تو اون سے بزور شمشیر اوسی طرح
پر وصول کیا جاتا تہا جسطرح کہ اور متمرد زمینداروں سے وصول کیا جاتا تہا وہ خودمختار نہ تہے اور نہ کبہی
ہوئے تہے اور گورنمنٹ انگریزی جسنے اونکے ساتہہ ٹہیک ویسا ہی برتاؤ کیا تہا جو سلطنت دہلی کیا کرتی
تہی اپنی حفاظت اور حمایت کی عوض مین اور اون سے خراج نہ طلب کرنیکی معاوضہ مین تمام ترکہ نا ہی لاوارثی

کے لے لینے کا استحقاق رکہتی تہی۔

ہندوؤن کے قانون کا وراثت سکھہ پر اطلاق۔

سروپ سنگھ نے ہندوؤن کے مذہبی قانون پر استدلال کیا اور اپنے دعوے کی تائید مین شاستر کا حوالہ دیا مگر یہہ قانون صرف ذاتی اور خانگی ترکہ سے متعلق ہے۔ ماسوا اسکے سکہون نے مذہب ہند چہوڑ دیا تہا اور اوسکے ساتہہ وہ قانون بہی متروک ہوگیا تہا جو اوس مذہب کی بنیاد ہے اور اوس سے علیحدہ نہین ہوسکتا۔ ڈیڑہ سو برس تک اونکے ہان باعتبار گدی نشینی کے محض ایک اور قانون کا عملدرآمد ہوتا تہا اور اونکا منو اور شاستر کے حوالہ پر استدلال کرنا بعینہ ایسا تہا جسطرح کہ وہ مسلمان جنہون نے مذہب سکھہ اختیار کیا تہا شرع کی طرف رجوع کرتے۔ قطع نظر اس سے سرداران پہولکی جیند ہی سال قبل وفات راجہ سنگت سنگھہ والی جیند کے گورنمنٹ کی اس تجویز کو کہ استحقاق ترکہ لاوارث کے عوض مین ایک معین خراج مقرر کیا جائے نا منظور کرچکے تہے۔

ریاست جیند کا گورنمنٹ حوالہ ہو نہیں سکتا۔

اونہون نے موجودہ فایدہ کو آئندہ کے فایدہ پر ترجیح دی تہی اور اگر گورنمنٹ تمام ریاست جیند کو ساتہہ بطور ایک ترکہ لاوارث کے عملدرآمد کرنا قرار دیتی تو اونکو کوئی جایز وجہہ شکایت کی نہین ہوسکتی تہی اور علی ہذا القیاس اونکو بلا شبہ کوئی جایز وجہہ شکایت کی اوس فیصلہ کی نسبت بہی نہ تہی جسکے روسے سردار سروپ سنگھہ کو ریاست اور خطاب راجگی مع علاقہ مملوکہ و مقبوضہ اوس مورث اعلے کی جسکے تسلسل نسبی کے ذریعہ سے اوس نے دعوی کیا تہا عطا کی گئی۔ جس مین اول تو وہ جزو کل علاقہ کا ہے جو نہایت بیش بہا ہے اور دوسری وہ کل جاگیرات ہین جو بعد کو حاصل ہوئی تہین۔ باستثناے اون جاگیرون کے جو ریاست لاہور کی طرف سے بعد عہدنامہ سنہ ۱۸۰۹ع کے حاصل ہوئی تہین بطور اصل معطی کے پاس الپس چلی گئین راجہ بہاگ سنگھہ نے کوئی علاقہ فتح نہین کیا تہا

اُدہو جہیز کہ علاوہ متروکہ اوسکی والدکی اُسکو حاصل ہوئی تہی مہاراجہ بہادر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا عطیہ سمجہتی تہی -

جاگیرات عطیہ سرکار لاہور

جاگیرات عطیہ لاہور کا حال یہہ ہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نی اپنا استحقاق اون تمام جاگیرات کی نسبت جو عہدنامہ مذکورہ کی ماقبل خواہ مابعد اوسنی جہیند کو عطا کی تہین ظاہر کیا مگر اوسکی استحقاق کو گورنمنٹ انگریزی نے عطیہ ماقبل عہدنامہ کی نسبت منظور نہ کیا - اوسنے بہی سروپ سنگہ کی طرح ہندوون کے قانون وراثت کی طرف رجوع کیا تہا جسکو کہ وہ کبہی مانتا نہین تہا اور اگر بالفرض قانون مذکور معمول بہہ بہی ہوتا تب بہی اوسکو امر متنازعہ فیہ سے کچہہ تعلق نہ تہا - یہہ صحیح ہی کہ سرداران سکہہ جو انگریزی محافظت مین آچکی تہی حاکم لاہور کے ساتہہ ہر قسم کی تعلق وماتحتی سے بطور لازمی بری نہ تہے - چنانچہ جو لوگ کہ اوسوقت اپنی اراضیات مقبوضہ کی کسی جزو کی اعتبار سے رنجیت سنگہ سے صاف صاف تعلق رکہتی تہی تو اونکا یہہ تعلق خواہ مخواہ عہدنامہ مذکور سے تبدیل نہین ہو گیا تہا کیونکہ عہدنامہ مین صرف یہہ شرط تہی کہ مہاراجہ اون سردارون کے حقوق ملکیت پر جنکو دریای ستلج کے بائین کنارہ پر اوسنے اپنی عملداری کے متصل علاقہ عطا کئی ہین کسی قسم کی دست اندازی نکریگا اور نہونی دیگا مگر وہ جاگیرین جو بلا کسی شرط کی عطا ہوئی ہین اونکا قبضہ مختلف قسم کا تہا - مہاراجہ رنجیت سنگہ بحیثیت بالاتر مالک ہونی کے ستلج کی جنوب کے جملہ متروکہ ہای لاوارث کی دعوی کرنیکا مجاز نہ تہا اور نہ ہندوون اور نہ سکہون کے قانون کی رو سے کسی معطی کو معطی لہ کے لاولد مرنے پر عطیہ کی واپسی کا اختیار ہے -

رای گورنر جنرل دربارہ جاگیرات عطیہ لاہور

عالیجناب گورنر جنرل بہادر نے پندرہوین ۱۵ جون کو مراسلہ مین جو بنام مہاراجہ بہیجا تہا یہہ تحریر فرمایا کہ وہ اون جاگیرون پر جو راجہ متوفی کی خاندان کے قبضہ مین قبل تحریر

اوس عہدنامہ اتحاد کی جو آپکی اور گورنمنٹ انگریزی کے مابین میری وساطت سے عمل مین آیا
ہی نہین حسب اوسکی آپکی برطبق معانی عہدنامہ مذکور کی غور کیا جاسکتا ہی مگر دربارہ اون جاگیرون کے
جو بعد عہدنامہ مذکور کو عطا ہوئی ہین مین آپ سے متفق الرای ہون کہ آپکو اونکو واپس لینے کا استحقاق
ہے - ۱۱

ابہام تحریر

[illegible] اسماء ان [illegible] سو برس تک اوسکے وہ جاگیرین مقصود نہین
جو ایک بالاد [illegible] عملدرآمد ہوتا تہا اور اونکا منشاء اوسکا عطا ہون اور اوسکو غیر مشروط
جاگیرات سے کچہ علاقہ نہین [illegible] مسلمات جنہون نے [illegible] کیا اور چونکہ مہاراجہ نے اوسکو بلاتعین ہر قسم
کی جاگیرات کو معنی مین سمجہا تہا یا سمجہنے کا بہانہ کیا [illegible] جنرل بہادر اس امر مین
تکرار کرنا ناپسند کیا -

جاگیرات عطیہ قبل عہدنامہ سنہ ۱۸۰۳ع

اول خط وکتابت جو مہاراجہ نے گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ کی تہی اوس مین اوسنے
صرف اون جاگیرات کا دعوی کیا تہا جو قبل عہدنامہ سنہ ۱۸۰۹ع کے راجہ جیند کو عطا کی
تہین اور یہہ امر بعد کو واقع ہوا تہا کہ اوسنے اون سب جاگیرونکا دعوی کیا جو عہدنامہ مذکورہ کے
ماقبل اور مابعد عطا ہوئی تہین اور ریاست کا بہی اشارہ کیا کہ وہ بذریعہ قانون وراثت کی کل علاقہ
مقبوضہ راجہ متوفی کا مستحق ہے - اس اخیر دعوی کی نسبت ایجنٹ گورنر جنرل نے اپنے مراسلہ موسومہ
مہاراجہ مورخہ یکم فبروری سنہ ۱۸۳۶ع مین اسطرح جواب دیا کہ وو آپکو اس بات کے یاد دلانے کی کوئی ضرورت
نہین ہی کہ گو آپ رئیس متوفی سے قرابت بعیدہ رکہتے ہون مگر ریاستونکی جانشینی کا معاملہ خواہ ازروے
دہرم شاستر خواہ ازروے رواج ملک ایسا نہین ہی جو تابع اون عام قواعد وراثت کا ہو جو عوام الناس کے ترکہ

اور جایداد ون سی متعلق ہین -

عطیات مابعد عہدنامہ مذکورہ کا سرکار لاہور کو واپس جانا -

جیند کی جانشینی کی بابت بہت عرصہ تک خط و کتابت جاری ہی اور آخر کار یہہ اصول قرار پایا کہ مہاراجہ لاہور اون تمام جاگیرات کو واپس لیلی جو بعد عہدنامہ ۱۸۰۹ء کی اوسنی عطا کی تہین اور نیز راجہ کو صرف راجہ گجپت سنگہ کی مقبوضات ملنی چاہیین اور باقی علاقہ بشمول لدہیانہ گورنمنٹ انگریزی کے پاس واپس جانا چاہئی - یہہ فیصلہ جو راجہ سروپ سنگہ اور مہاراجہ لاہور کے حق مین نہایت ہی فیاضانہ تہا عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر کی حکم منقولہ ذیل مورخہ دسوین جنوری ۱۸۳۷ء کو ذریعہ سی مشتہر کیا گیا تہا -

فیصلہ اخیر گورنمنٹ ہند

۹۹۳ - عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بافسوس دیکہتی ہین کہ ریاستہای سکہہ مین تہلیع وراثت جایداد کے واسطی کسی عام قواعد جانشینی کا منضبط کرنا قریب ناممکن کے ہی - جو اطلاع کہ ابتک حاصل ہوئی ہی وہ بجای اسکی کہ اس بارہ مین معلومات کو ترقی دی مضمون مندرجہ رسالہ مرتبہ کپتان مرے صاحب کی جو سکہون کے قواعد و رسومات بیان مین ہی تائید کرتا ہی جسکا مطلب یہہ ہی کہ ریاستہای سکہہ مین جایداد زمینی کی وراثت کی قواعد اختیاری ہین اور مختلف خاندانون کی رسم و رواج اور اغراض و مطالب کے مطابق اونکین مختلف ترمیمین ہوجاتی ہین اور نہ اس غیر معین قاعدہ کو ایک معین اور اعلی اصول کی صورت مین لانا آسان ہی - ۱۱

۹۹۴ - مجکو اس بات کی بیان کرنیکی ہدایت ہوئی ہی کہ عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل صاحب ایجنٹ دہلی کی اوس رای سی اتفاق نہین کرسکتی جو اونسی اپنی چٹہی مورخہ ۹ ماہ گذشتہ کی گیارہوین فقرہ مین ظاہر کی ہی کہ وراثت جیند کی معاملہ مین راجہ متوفی کی ...

کے دعوون کی تائید مضمون نظایر محولہ سے پائی جائیگی - یہہ صحیح ہی کہ منجملہ اون صورتون کی جنکہ
بعض رؤسا متوفی کے بھائیونکو وراثت ملی تہی تو صورتون مین اونہون نے مالکان متوفی کی بیواؤن
سے شادی کرلی تہی مگر یہہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا کہ وراثت بذریعہ اوس ازدواج کی تہی - یا کہ درصورت
عدم وقوع ازدواج کی وہ وراثت عمل مین نہ آتی اور بیواؤن کو درصورت عدم وقوع ازدواج کے بہ ترجیح
ورثاء ذکور کے وراثت مل سکتی -

۹۹ ۵ - جبکہ اوس قطعہ ملک مین نظایر اسقدر متضاد اور رسم و رواج اسقدر غیر متعین معلوم ہوتا
ہے - اسصورت مین عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی یہہ راے ہی کہ جب کبہی ممکن ہو گورنمنٹ
انگریزی کی طرف سے کسی عام اصول کا قایم ہونا مناسب اور قرین مصلحت ہی اور بلحاظ رسم و رواج اور انصاف
و مصلحت ملکی کے اسباب کی ضرورت معلوم ہوتی ہی کہ پٹیالہ و جیند و کپتہل و نابہہ کی ریاستون کے
بارہ مین قاعدہ یہہ ہونا چاہی کہ ہندؤن کے قانون کے بموجب کل ریاست اقرب ورثاء ذکور کو ملنا چاہیے
اور عورتون کو نہین ملنا چاہیے - اور دیگر ریاستہاے سکہہ کے بارہ مین ہر موقع پر رسم خاندان
کو عمدہ ترین شہادت سے دریافت کرنا چاہیے -

۹۹ ۶ - اصول مندرجہ بالا کو مقدمہ کے ساتہہ متعلق کرنے سے سروپ سنگہہ کا استحقاق بلاشبہہ سب سے
زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی مگر اوسکو اوس علاقہ سے زیادہ کا استحقاق نہین ہوسکتا جو اوسکے پڑدادا
گجپت سنگہہ کے قبضہ مین تہا جسکے ذریعہ سے اوسکا استحقاق قایم ہوا ہی - ۱۱

راجہ جیند کا اس حکم کی نظر ثانی کرانے کے لئے کوشش کرنا -

اس فیصلہ سے نیا راجہ راضی نہوا اور دیگر رؤسا پہولکی نے بہی اس امر کی کوشش
کرنے مین کہ اس باب مین مکرر غور کیا جائے اور کل علاقہ مقبوضہ راجہ بہاگ سنگہ

اوسکی حوالہ کیا جاسی اوسکو ساتہہ اتفاق کیا - مگر گورنمنٹ نے اس مقدمہ کو پہر چہیڑنا منظور نہ کیا اور راجہ کو اطلاع دی کہ جو کچہہ اوسکا حق متصور ہو سکتا تہا وہ پا چکا ہی - علاقہ کی تقسیم یعنی جو علاقہ کہ لاہور کو دیا گیا اور جو راجہ سروپ سنگہ کو ملا اور جو علاقہ گورنمنٹ انگریزی نے ضبط کر لیا فہرست[۵۱] مفصلہ ذیل سی معلوم ہوگی مگر اس فہرست مین بعد کو دو ایک امور مین ترمیم بہی ہوئی ہے -

فہرست علاقہ جنید

جو سروپ سنگہ کو دینا قرار پایا

نام پرگنات	تعداد مواضعات	محاصل تخمینی	کیفیت
جنید خاص	۱۴۰	روپیہ ۱۳۰۰۰۰	محاصل کا یہہ تخمینہ مسٹر کلارک کی رپورٹ مورخہ دسوین نومبر ۱۸۳۵ع سی لیا گیا ہی -
سفیدون	۲۵	۴۳۰۰۰	اوسکی تفصیل رپورٹ مورخہ ۲۹ انتیسوین دسمبر ۱۸۳۴ع مین مندرج نہین ہی اور رقم مندرجہ فہرست ہذا سے حقیقی محاصل بہت کم ہے -
اسندہ	۲۶		
سانوٹن	۸		
بالانوالی	۱۰۸	۲۰۰۰۰	مسٹر کلارک کی رپورٹ مورخہ ۱۹ اونیسوین دسمبر ۱۸۳۴ع مین یہہ تخمینہ صرف تیرہ ۱۳ مواضعات کا بیان کیا گیا ہے -
سنگرور	۱۱	۵۰۰۰۰	
بیچے وال	۱	۴۰۰۰	محاصل کا یہہ تخمینہ رپورٹ مورخہ اونیسوین دسمبر ۱۸۳۴ع سی لیا گیا ہے -
بہونگی	۱		
سموشٹ	۱		
ماہلان	۱		
میزان	۳۲۲	۲۳۶۰۰۰	

جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کو واپس دینا قرار پایا

نام پرگنات	تعداد مواضعات	محاصل تخمینی	کیفیت
بلوارہ	۱	روپیہ ۹۰۰۰	سندون کے ترجمہ کے روسی جو صاحب ایجنٹ کی چٹہی مورخہ تیسوین جنوری ۱۸۳۷ع کے ساتہہ بہیجا تہا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ ان مواضعات کا ایک ربع مہاراجہ رنجیت سنگہ نے عطا کیا تہا -
تلونڈی	۱		
نصف مدکی	½		
نصف غیاث پورہ	½		
میزان		۹۰۰۰	

حاشیہ ۵۱ یہہ فہرست جو کامل طور سی صحیح نہین ہی مسٹر ٹشبی صاحب کے دفتر مین فروری ۱۸۳۷ع مین لکہی گئی تہی ۱۲ مصنف

تتمہ فہرست علاقہ جیند

جو گورنمنٹ انگریزی کی پاس رہا

نام	تعداد	روپیہ	کیفیت
بسیان	۱۶	۱۶۰۰۰	اگر کوئی مقام مندرجہ فہرست ہذا ستلج کے اوس پار واقع ہوگا تو اوسکو بے شک گورنمنٹ نہین لے گی۔
لدہیانہ	۷۷	۸۵۰۰۰	
سورنڈہ	۳۶	۴۴۰۰۰	
نصف مدکی	۸	۱۰۰۰۰	
جنڈیالہ	۹	۱۱۰۰۰	یہہ جاگیر رنجیت سنگہ نے سنہ ۱۸۰۶ء عیسوی مین عطا کی تہی۔ مسٹر کلارک کی رپورٹ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۳۵ء مین یہہ جاگیر شامل نہین ہے۔
میزان	۱۴۶	۱۶۶۰۰۰	
چہال	۰	۲۰۰۰	یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ علاقے کس طرحپر اور کس شخص نے حاصل کئے تہے۔ لہذا یہہ امر مشتبہ ہو کہ آیا یہہ علاقے گورنمنٹ کے پاس رہندی جاینگے یا واپس کئے جاینگے۔
دیالپورہ	۰	۳۰۰۰	
متفرق دیہات	۰	۱۱۰۰۰ ×	یہہ مواضعات مسٹر کلارک کی رپورٹ مورخہ دسوین نومبر سنہ ۱۸۴۵ء مین شامل نہین ہین مگر اوس خلاصہ مین مندرج ہین جو ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۴۳ء کو پیش کیا گیا تہا۔
میزان		[illegible]	

حاشیہ — یہہ مواضعات کو غربی حصہ علاقہ دہلی مین ملا لینے کا حکم ہوا ہی یعنی بہوری وسندلانہ و کیرا و کہرکی و بیتہا رہی ... سیدو و ٹرانہ کہیڑہ و کہرکہودا اور چونکہ یہہ مواضعات علاقہ انگریزی کا ایک جزو ہین اسواسطے انمین سے کوئی موضع راجہ سروپ سنگہ کو نہین دیا جاے گا۔

دستخط جی ای کلارک سکرٹری۔

تجویز کورٹ آف دائرکٹرز۔	نومبر سنہ ۱۸۴۷ء مین صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرز نے جنکی پاس اخیر انتظام

وراثت جیند کا بغرض منظوری بہیجا گیا تہا یہہ حکم دیا کہ وہ کل علاقجات جو نہ رنجیت سنگہ کی طرف سے اور نہ گورنمنٹ انگریزی اور اوسکے قایم مقامان سبق کی طرف سے بطور جاگیر کے عطا ہوئی تہی بلکہ گجپت سنگہ کو زمانہ سے اور طرحپر حاصل ہوئی تہی۔ انصافاً انہو راجہ کی ملکیت متصور ہو سکتی ہین۔ کورٹ مذکورہ اپنے مراسلہ مین یہہ تحریر فرمایا ہاں اگر کوئی حصہ کسی اور طرحپر مثلاً بذریعہ فتح کے حاصل ہوا تہا تو ہم نہین خیال کر سکتے کہ کس بنا پر گورنمنٹ اوسکی حقدار ہو سکتی ہی۔ اس قسم کی مقبوضات ہماری راے مین وارث اقرب یعنی سروپ سنگہ کو پہونچنے

چاہئین جسطرح کہ اور خانگی جایداد ایسی صورتون مین پہونچتی اور یہہ امر کہ ملک و علاقہ بہی اسیطرح پہونچ سکتا ہی اون بیشمار نظیرون سے ثابت ہوتا ہی (جنکو چارون بہولکی رئیسون کے وکلا نے پیش کیا ہی) جنکی روسے ایسے علاقجات جو مورث اعلی سے نہین پہونچے تہے بلکہ اوسکی وفات کے بعد حاصل ہوئے تہے ورثا سلسلہ غیر مستقیم کو ملتے رہنے ثابت نہین" اس حکم نے اوس فیصلہ پر کچہہ اثر نہین بخشا جسکی روسے سروپ سنگہ خاندان جیند کی شاخ منقطع کو کل علاقجات پر متصرف ہوا تہا باستثنا ہے اون حصونکے جو اور گورنمنٹون کی طرف سے عطا ہوئے تہے۔

ہوا اونکا سردار سروپ سنگہ کے دعوون کی ترجیح پر ناراض ہونا۔

رئیس متوفی کی والدہ اور رانیون کو یہہ امر بالطبع موجب ناخوشی تہا کہ ایک آدمی جسکو وہ ایک بیجا دخیل اور اپنے آپ سے کم رتبہ کا خیال کرتی تہین ریاست کا وارث ہو اسواسطے اونہون نے اپنے دعوون کو بڑی ضد اور اصرار کے ساتہہ پیش کیا مگر کچہہ کامیابی حاصل نہوئی بالخصوص رانی سبہا کنور اور رانی صاحب کنور نے اپنی اور دیگر رانیون کی شکایتون کو بہت سی عرضیون مین درج کیا۔ اونہون نے شکایت کی کہ ہمارے ساتہہ بہت بڑی سختی اور بے حرمتی کی گئی ہی زنانہ مکان مین دست اندازی کی گئی ہی اور خاندان کے قدیمی اور نمک حلال ملازم نکال دئے گئے اور اونکا مال ضبط کیا گیا۔ وہ ملتجی ہوئین کہ ہمارے دعوون کی جلد جدید تحقیقات عمل مین آئے اور اس تحقیقات سے گورنمنٹ کو راجاؤن کی سازشین اور وہ ناانصافی جو ایسی لاچار عورتون کے ساتہہ کی گئی ہے جو اپنی حفاظت کرنیکی قابلیت نہین رکہتی ہین ظاہر ہوجایگی

رانیونکی شکایتین کم بنیاد رکہتی تہین اور اونکا اصل مدعا اپنے دعویہای ریاست کو جو غیر مقبول ہوچکے تہے از سر نو چہیڑنا تہا اسواسطے راجہ کو ہدایت کی گئی کہ عالیجناب نواب گورنر جنرل

بہادر رانیون کی شکایتون کو بے بنیاد ہونیکی وجوہات کو بخوشی مسموع فرمائینگے

علاقہ جو گورنمنٹ کو بطور ترکہ لاوارث کے ملا۔

منجملہ اوس علاقہ کے جو گورنمنٹ انگریزی کو جیند سے حاصل ہوا تہا علاقہ لدہیانہ سب سے عمدہ تہا جس سے قریبا پچاسی ہزار روپیہ کے محاصل وصول ہوتا تہا اور باقی کل علاقجات متحصلہ گورنمنٹ کا مجموعی محاصل بہی اسیکے قریب تہا۔

راجہ سروپ سنگہ کی گدی نشینی سنہ ۱۸۳۷ء مین

اپریل سنہ ۱۸۳۷ء مین راجہ سروپ سنگہ تمام رؤسا پہولکی اور انگریزی ایجنٹ کی موجودگی مین باضابطہ گدی پر بٹہایا گیا۔ گدی نشینی کا ارادہ مین اسقدر طول و طویل بحث و مباحثہ کا ہونا جیند کی زیادہ مفسد اور فتنہ انگیز رعایا پر ایسے خراب نتایج کے پیدا کرنے سے خالی نرہا تہا چنانچہ شروع سنہ ۱۸۳۶ء مین علاقہ بالانوالی مین آتش بغاوت مشتعل ہوئی تہی۔ اس مقام کے باشندے جو بٹہنڈہ کے متصل انبالہ سے قریب سو میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے اپنی مطلق العنانی اور وحشیانہ چال چلن کے واسطے ہمیشہ مشہور رہے ہین اور انہی لوگون نے سنہ ۱۸۱۵ء مین جبکہ کنور پرتاب سنگہ نالنی سے بہاگ آیا تہا اوسکی امداد کی جسکے سبب سے حکومت جیند سے بغاوت کی تہی اور صرف اوسوقت مطیع ہوئے تہے جبکہ سرڈیوڈ آکٹرلونی ایک فوج جرار کو ساتہہ اونکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے تہے۔ جیند کی حکومت مین جیسا وہ چاہتے تہے کیا کرتے تہے اور کچہہ محاصل نہین ادا کرتے تہے۔ مگر راجہ سنگت سنگہ کی وفات کے بعد بالانوالی کا نظم و نسق گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہہ مین آیا اور وہان کی رعایا سے محاصل طلب کیا گیا۔ اونہون نے اوس تغیر کو جسکو وہ اپنا ایک واجبی حق سمجہتے تہے ایک ملکی جمعبندی پر ترجیح دی تہی اور اس مقدمہ کو جملہ حالات پر غور کرکے اون سے صرف ایک معتدل رقم کا طلب کرنا قرین مصلحت خیال کیا گیا تہا۔ مگر اسپر بہی وہ رضامند نہوے۔ اور اونہون نے مسٹر ایجورتہہ صاحب پر جبکہ وہ اونکے علاقہ مین

گذر رہی تہی شاید اون کالیونکی اشارہ سی حملہ کیا تہا جنہون نے گرد و سر جا کر جو اوس نواح مین سکہون
کا ایک مشہور مقام اور زمیر تہہ کی جگہہ ہی بغاوت اختیار کی تہی بظاہر اس خیال سی کہ اونکا
ویران اور بنجر ملک اونکو انگریزی فوج کی حملہ سی جسکو حکام لوگ شروع موسم گرما مین بہیجنا
پسند نہ کرینگے محفوظ رہیگا۔

سرغنہ بغاوت اس فساد کا بانی مبانی ایک شخص مسمی گلاب سنگہ گل ساکن بالانوالی تہا جو سابق مین
فوج جنید مین ایک سالدار تہا اور جنید کی بہت سی سپاہی بہی باغیون سے جا ملی تہی۔ ان سپاہیون
کو پہلی ہی تنخواہ دیکر موقوف کرنا لازم تہا اور راجہ صاحب کنور کو بزمانہ اوسکی مدار المہامی کے
ستمبر ۱۸۳۵ء مین اس امر کی صلاح دی گئی تہی مگر اونسے اس معاملہ مین کارروائی کرنے سے
انکار کیا تہا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ملک کے بہو اور ناراض آدمیون سے جنکی کوئی وجہہ معیشت بجز دست درازی اور
غارتگری کے نہ تہی بہر گیا۔ اس مفسدہ کی تحریک کنور پرتاب سنگہ کی بیوہ نے بہی کی تہی جسکا بہائی
دل سنگہ سرغنون مین سے تہا اور مواضعات چک بہائی کا کے باشندون نے بہی اوسمین مدد دی
تہی مفسدون نے مہراجکی سکہون کو بہی جو باشندگان بالانوالی کی طرح شورہ پشت اور مطلق العنان
تہے اپنا شریک کرنیکی لئے بڑی بڑی کوششین کین مگر اونہون نے ایک ایسی مہم مین جسکو وہ
بے سود سمجہتے تہے شریک ہونا دانائی سے بعید سمجہا۔

اوسکا فرو ہونا مگر یہہ بغاوت تہوڑے ہی عرصہ مین فرو ہوگئی تہی کیونکہ باغیون کے قبضہ مین
کوئی مستحکم مقام نہ تہا۔ قلعہ بالانوالی جو صرف پکی اینٹ اور گارہ سے بنا ہوا تہا بہت زیادہ
مستحکم نہ تہا اور اسوقت سے جبکہ ۱۸۱۵ء مین متمرد زمیندار اوس سے نکالدئے گئے تہے اوسکی مرمت

بہی نہو سکی تہی - پانچوین ستترہوین مارچ کی شب کو باغیون نی اوسیہر اور تہانہ پر یکبارگی
چہاپہ مار کر قبضہ کر لیا تہا - مگر ایک فوج اونکو مقابلہ کو واسطی بہیجی گئی اور اونکو شکست فاش دی
جس مین دل سنگہ و لکہا سنگہ اور پرتاب سنگہ کی بیوہ تو مقید ہو گئی اور گلاب سنگہ مارا گیا
اور ویسو سنگہ نی جو دوسرا سرغنہ تہا جبکہ قریب گرفتار ہونیکی تہا اپنی آپ کو پستول سی خود
ہلاک کیا - اور باقی بہت سی لوگ قید کر کی تحقیقات کیواسطی انبالہ کو بہیجی گئی اور ایک دستہ فوج
کا بالانوالی مین متعین ہوا اور کامل امن و امان کی قایم ہونی تک وہان ہی ٹہیرا رہا -

کیتہل کا لاوارث ہو جانا اور راجہ جنید کی کارروائی

راجہ سروپ سنگہ نی اون تمام مقبوضات کی حاصل کرنیکی امید کو منقطع نکیا تہا جو
راجگان سابق کی پاس تہی اور متعدد مرتبہ گورنمنٹ کو اس بارہ مین لکہا مگر
کچہہ فایدہ نہوا - مارچ سنہ ۱۸۴۳ء مین کیتہل کو لاوارث ہو جانی نی اوسکو واسطی ایک دلیل مہیا
کی کیونکہ گو اس علاقہ کی تبلیغ وراثت اوسی اصول پر عمل مین آئی تہی جس پر کہ جنید کی تبلیغ
وراثت مبنی کی گئی تہی یعنی اولاد سلسلہ غیر مستقیم کو صرف استقدر ترکہ پہونچنا چاہئی تہا
جو اوس مورث اعلی کے قبضہ مین تہا جسکی ذریعہ سی وہ دعویدار تہی مگر سابق مین علاقہ کگرالہ جو
کیتہل کا ایک حصہ تہا سلسلہ غیر مستقیم مین بلا لحاظ ان امور کو جانی دیا گیا تہا نظر برین راجہ
سروپ سنگہ اور مہاراجہ کرم سنگہ والی پٹیالہ دونون نی بہائی متوفی کیتہل کے دادا کی بہائی کی پوتی
کی جانشینی کی پوری استحقاق کو تسلیم کرانیکی لیی حسب مقدور بہت کوشش کی اس خیال سی کہ اگر اسبات
کی اجازت ہو گئی تو سروپ سنگہ کا استحقاق بہی کل علاقہ جنید کی نسبت اسیطرح مسلم ہو جائیگا
مگر اس امید مین اونکو مایوسی حاصل ہوئی - گورنمنٹ نی وراثت جنید کے معاملہ مین استقدر رعایتین کی تہین

جسقدر کہ جایز خیال کی گئی تہین اور اوسی اصول کے بموجب کیتہل کی ضبطی عمل مین آئی تہی - لیکن تینون پہولکی راجاونے اس فیصلہ کی مخالفت پر جب تک کہ امکان ہوا سازش کی اور اونکی ہمدردی اور خفیہ صلاح سے کیتہل مین ایک بغاوت پیدا ہوئی جو کسی قدر خونریزی کے بعد فرو ہوئی - مگر جبکہ بغاوت علانیہ ظاہر ہوئی تب اونہونے اوسکو فرو کرنے مین ہر طرحکی مدد دی اور اونکی فوجونے باغیونکی بعض بعض جتہونکو گرفتار اور منتشر کردیا -

جیند کو ایک جزو علاقہ کیتہل کا بذریعہ معاوضہ کو ملنا -

علاقہ مضبوطہ کیتہل مین سے ایک پرگنہ موسوم بہ مالان گہا بدان راجہ جیند کو بمعاوضہ ایک حصہ علاقہ سفیدون کے دیا گیا مالان گہا بدان مین تئیس ۲۳ مواضعات جمعی تیس ۳۰ ہزار و بیالیس ۴۲ روپیہ سالانہ کے تہے اور حصہ سفیدون مین اڑتیس ۳۸ مواضعات جمعی تینتیس ۳۳ ہزار تین سو نوے ۳۹۰ روپیہ سالانہ کے تہے فرق جمع کا ازراہ اضافات معافی کے انجام کار ضبط ہونے اور زمین کی نوعیت اور پانی کی دوری کے خیال سے سمجہہ لیا گیا تہا کیونکہ ان امور مین مالان گہا بدان بمقابلہ سفیدون کے زیادہ خوش نصیب تہا - مگر خاص موضع سفیدون اس انتقال سے خارج کیا گیا تہا کیونکہ وہ ایک متبرک مقام اور راجہ جیند کا ایک پسندیدہ شکارگاہ تہا اور باسوا اسکے اوسمین اس خاندان کے مرے ہوے لوگونکی سمادہین تہین -

موضع ببنیس کا معاملہ -

منجملہ اون مواضعات کے جو گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ مین علاقہ جیند کے ساتہہ آئی تہی ایک گانون موسوم بہ ببنیس تہا جسکو راجہ بہاگ سنگہ نے جمعدار خوشحال سنگہ کو جو لاہور کے بڑے سردارون مین سے تہا عطا کیا تہا - راجہ فتح سنگہ نے بہی اس موضع کو جمعدار مذکور کے پاس رہنے دیا تہا اور راجہ سنگت سنگہ نے بہی بحال رکہا تہا - جولائی سنہ ۱۸۴۴ء مین جمعدار نے وفات

پائی اور موضع مذکورہ واپس لیا گیا - پھر ایک خاص عطیہ جمعدار کے واسطے تھا اور گورنمنٹ انگریزی کا
پر بعد اسکی وفات کے موضع مذکور کا بحال کرنا واجب تھا اور خوشحال سنگھ سے راجہ ہیرا سنگھ وزیر
اعظم لاہور اسقدر عداوت رکھتا تھا کہ اوسکی وفات کے بعد اوسکی جاگیر کا ایک بڑا حصہ ضبط
کر لیا تھا - مگر باوجود ان سب باتون کے موضع مذکورہ کی ضبطی کو سرکار لاہور نے ایک امر خلاف
دوستی متصور کیا -

قوم سکھ کی متوحش حالت

اس زمانہ مین سکھ لوگ بہت متوحش اور بدگمان تھے اور ابھی
جایداد مین ذرا سی بھی دست اندازی ناپسند کرتی تھے - موضع موڑان واقع علاقہ نابھہ کا
حال بھی جو لاہور سے واپس لیا گیا تھا اسی قسم کا تھا اور ان دونون صورتون مین سرکار لاہور نے
انگریزون کی کارروائی کو مخالفانہ ارادون پر مبنی خیال کیا اور یہہ سمجھا کہ کسی مناسب موقع پر ہمارے زیادہ
علاقہ کو لے لینا چاہتے ہین -

کارروائی راجہ جیند بایام جنگ ۴۶-۱۸۴۵ء

سنہ ۱۸۴۵ء کی لڑائی سے ذرا پہلے ستلج کے اس پار کے بڑے بڑے سردارون کی کیفیت
تاریخ پٹیالہ مین درج ہو چکی ہے - راجہ جیند اسوقت پٹیالہ کا طرفدار اور
راجہ دیوا اندر سنگھ والی نابھہ کا سخت دشمن تھا جو اوسکو نہایت حقارت سے دیکھا کرتا تھا اور اوسکو
خاندان کی اوسکے شاخ مین خیال کر کے کسی قسم کا باتوقیر خطاب اوسکے واسطے پسند نکرتا تھا - راجہ جیند
چال چلین اس آزردگی کو اور بھی زیادہ قوی کر دیا تھا کیونکہ اوسنے دیوا اندر سنگھ کی حمایت
اپنی ہمعویداری ریاست جیند کی نسبت ضلع سنگرور وغیرہ کے وعدہ پر حاصل کی تھی مگر جبکہ اوسکے
استحقاق کو گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تو اوسنے اوس وعدہ کے ایفا سے انکار کر دیا تھا - اس صورت مین صرف

بہی توقع ہوسکتی تہی کہ درصورت شروع ہونے لڑائی کے پٹیالہ اور جنید ایک طرف ہونگے اور نابہہ دوسری طرف۔

گورنمنٹ انگریزی کی نسبت خیالات

اس مین کچہہ شک نہین ہے کہ راجہ جنید گورنمنٹ انگریزی کا ہوا خواہ تہا جسنے اوسکے ساتہہ نہایت فیاضانہ سلوک کیا تہا اور اوسکے ایک ایسے دعوے کو تسلیم کیا تہا جسکا کوئی جایز وجود نہین کہا جا سکتا تہا۔ مگر وہ بالکلیہ راضی تہا۔ اوسکو اسقدر حصہ ملگیا تہا کہ اوسنے کل کے لینے کا اپنے آپکو مستحق خیال کیا اور ابتک اوسکے کبہی امید منقطع نکی کہ شاید کبہی نہ کبہی اوسکو کل مقبوضات راجگان سابق حاصل ہوجائین۔ انگریزونکی طرف سے عام بدگمانی اور نفرت جسکو سرکار لاہور نے بڑی احتیاط کے ساتہہ ترقی دی تہی اور کابل کی مہم اول کا ناخاطر خواہ انجام جسنے ہندوستانیونکے دلون مین انگریزونکی دولت واقبال کے اعتماد کو متزلزل کر دیا تہا سروپ سنگہہ پر بہی خالی از اثر نہوا اور ۱۸۴۵ء مین اوسکے چال چلین نے نواب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی کو جبکہ علاقہ جنید مین سفر کر رہے تہے بہت ناخوش کیا تہا اور اوسنے مسٹر مٹکاف صاحب کی بہی سخت اہانت کی تہی کہ اونکو اس بارہ مین ایجنٹ گورنر جنرل سے ایک خاص خط وکتابت کرنی پڑی تہی۔

جنگ ۴۶-۱۸۴۵ء کی خدمات۔

آغاز نومبر ۱۸۴۵ء مین سروپ سنگہہ سے ایک سو پچاس اونٹ فوج سرہند[۵۱] کے استعمال کے واسطے طلب کئے گئے لیکن باوجود وعدون اور مکرر حکمون کے اوسنے اوسکی تعمیل مین غفلت کی اور یہہ نتیجہ ہوا کہ فوج کو بوقت کوچ بڑی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ اسلئے میجر براڈفٹ صاحب ایجنٹ نے اوسپر دس ہزار روپیہ جرمانہ کئے جو اگلے سال مین وصول کئے گئے تہے۔ بعد اسکے فیما بین کے راجہ کا

۵۱ گورنمنٹ انگریزی کی سرکاری کاغذات مین چہاونی انبالہ کی فوجکو فوج سرہند ڈویژن لکہا جاتا ہے ۱۲ محشی

چال چلن بالکل قابل طمانیت رہا۔ رسد اور سامان باربرداری کی مہیا کرنے مین اوسکی آدمیون
نی بڑی مستعدی ظاہر کی اور اوسکی فوج نے انگریزی فوجکی ساتھہ کام دیا اور اوسکی ایک دستہ کی مستعدی
اور خوش انتظامی کی تعریف جو فوج پٹیالہ کو ساتھہ کپتان ہے صاحب کی ماتحتی مین کہو نگر اتہ کو
گیا تہا افسر مذکور نی بڑی شد و مد سی کی تہی۔ کچھہ عرصہ بعد ایک دستہ فوج کا کشمیر کی مہم مین بھی شریک
ہوا تہا جہان کی حاکم امام الدین خان نی مہاراجہ گلاب سنگھہ سے بغاوت اختیار کی تہی۔

ان خدمات کی صلہ مین عالی جناب گورنر جنرل بہادر نے دس ہزار روپیہ کا جرمانہ معاف کیا اور باظہار
خوشنودی گورنمنٹ ایک جاگیر کا عطا ہونا جسکی مالیت تین ہزار روپیہ سال سی زیادہ نہ تہی منظور فرمایا
اور اوس فوجکو جس نے فوج کشمیر کے ساتہہ کام دیا تہا دو چند تنخواہین عطا کی گئین۔

سند بنام راجہ بعد اختتام جنگ

بعد اختتام جنگ مال تجارت کی آمد و رفت کا محصول یعنی محصول سایر و زکات محصول ریاست
جیند سی موقوف کیا گیا اور گورنمنٹ انگریزی نے وعدہ کیا کہ راجہ اور اوسکی قایم مقامون
سی کسی قسم کا خراج و معاملہ و زر معاوضہ خدمت فوجی وغیرہ کبھی نہین طلب کیا جائیگا اور راجہ نے گورنمنٹ
کو لڑائی کی ایام مین اپنی تمام فوج سی مدد دینی اور جنگی رستون کی مرمت رکہنی اور اپنے علاقہ مین
رسوم ستی و غلامی و دختر کشی کو انسداد کرنیکی ذمہ داری کی اور محصول تجارت مال کی موقوفی کے
بدلے مین ایک اور عطیہ جمعی ایکہزار روپیہ سالانہ کا لاہور کی جدید فتوحات مین سے راجہ کو عطا کیا گیا [۵۱]

۵۱ شقہ عالیجناب گورنر جنرل بہادر بنام راجہ جیند مورخہ ستائیسوین فروری ۱۸۴۷ع و چٹھی ایجنٹ گورنر جنرل مورخہ سولہوین فروری جسکی ذریعہ سی راجہ کو اطلاع دی گئی تہی کہ اوسنے محصول زکات کو موقوف کرنے سے ایک نہایت عمدہ نظیر قایم کی ہی اور گورنمنٹ گزٹ مین اوسکا اعلان کیا جائیگا ۔ ۱۲ مصنف

اور منشل اور بہولکر سرداروں کی راجہ جنید کو بہی بعد اختتام جنگ ایک سند عطا کی گئی[۹۱] جس میں اوسکی موروثی ریاست اوسپر بحال رکہی گئی - اور یہہ وعدہ کیا گیا کہ جب تک

[۹۱] ترجمہ سند موسومہ راجہ جنید مؤرخہ بائیسوین ستمبر ۱۸۴۷ء حسب ذیل ہے ۔ مصنف

"ہرگاہ کہ عالی جناب گورنر جنرل بہادر نے راجہ جنید کو بصلہ اوس خیرخواہی اور خدمت کے جو لاہور کی پچہلی لڑائی میں گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ اوسنے کی ہے بعض اراضیات کے عطا کرنیکا ارادہ کیا ہے اور راجہ جنید نے اسکے ساتہہ یہہ بہی درخواست کی ہے کہ اوسکی مقبوضات قدیمی میں اوسکی حقوق کی حفاظت وکفالت کا وعدہ مجدداً کیا جاوے نواب گورنر جنرل بہادر اس وعدہ کا بکشادہ پیشانی بشکل سند منقولہ ذیل کے اظہار فرماتے ہیں تاکہ راجہ موصوف اور اوسکے قایم مقام لوگ اطمینان کامل کے ساتہہ اپنے مقبوضات میں اون حقوق واختیارات کو حسب دستور عمل میں لاتے رہیں -

راجہ کے قدیمی وموروثی علاقو مندرجہ فہرست منسلکہ مع تمام حقوق حکمرانی متعلقہ اختیارات فوجداری ووصول محاصل حسب دستور ہمیشہ اونکے اور اونکے قایم مقاموں کے قبضہ میں رہینگے - جملہ جاگیرداران وماتحتان ومتوسلان ووابستگان راجہ حسب معمول راجہ کی رفاقت وخدمت گذاری میں وابستہ رہینگے - راجہ صاحب خود عدل وانصاف کے حامی اور اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی ترقی میں ساعی ہونگے اور اونکی رعایا پر واجب ہوگا کہ اونکو اپنا واقعی اور حقیقی حاکم سمجہکر اون کی اور اونکے قایم مقاموں کی اطاعت دل سے کریں اور محاصل کو بطور واجب ادا کریں اور زراعت کی ترقی میں ہمیشہ سرگرم اور اپنی خیرخواہی واطاعت کو ثابت کرتے رہیں - راجہ صاحب اپنی ذات سے اور اپنے قایم مقاموں کی طرف سے محصول آمدورفت مال تجارت یعنی زکات کے وصول کرنے کے استحقاق سے جو ریاست جنید میں موقوف ہوگیا ہے ہمیشہ کو واسطے دست بردار ہوئے ہیں - راجہ صاحب نے اپنی ریاست کے اندر اپنے اور اپنے جانشینوں کی طرف سے رسوم ستی ودخترکشی وغلامی کے انسداد کی بہی ذمہ داری کی ہے اگر حکام ریاست کی بیخبری میں کوئی شخص ان افعال کا مرتکب ہوگا تو ریاست کی طرف سے بحالت ثبوت جرم ایسی سخت سزا دیجاویگی کہ اوروں کو عبرت ہو - گورنمنٹ انگریزی راجہ صاحب اور اونکے قایم مقاموں سے اور اونکے متعلقان مذکورہ بالا سے کبہی کوئی چیز بطریق خراج یا محاصل یا معاوضہ خدمت فوج وغیرہ کے نہیں طلب کریگی بدینوجہہ کہ راجہ صاحب موصوف حسب معمول گورنمنٹ انگریزی کی خدمت ومطالب کی ہوا خواہی میں دل وجان سے مصروف رہینگے - حکام انگریزی راجہ کی رعایا یا متعلقین کی شکایتوں کی سماعت نکرینگے اور نہ راجہ صاحب کے اختیارات میں دست اندازی کرینگے - اگر احیاناً کوئی غنیم کسی سمت سے بارادہ تسخیر اس ملک کے بیاس یا ستلج کے اسطرف پہونچے تو راجہ صاحب بذات خود اپنی فوج کے ساتہہ انگریزی فوج کے شامل ہوکر غنیم کے اخراج میں دل وجان سے مدد دینگے اور حسب ضوابط معینہ انتظام لشکر انگریزی کی اطاعت اور پابندی کرینگے اور لڑائی کے زمانہ میں اپنے ملک کے سامانوں کو گورنمنٹ انگریزی کے اختیار میں دیدینگے - راجہ صاحب اس امر کی ذمہ داری کرتے ہیں کہ اپنے علاقہ کی جنگی سڑکوں کو انگریزی فوج کے انبالہ ودیگر مقامات سے فیروزپور جانیکے واسطے اپنے ہی ملازمین کے ذریعہ سے بنوادینگے اور مرمت کرایا کرینگے اور ان سڑکوں کے عرض وارتفاع کی تعیین گورنمنٹ کا وہ انجنیر افسر کریگا جسکے متعلق سڑکوں کا بنوانا ہوگا - راجہ صاحب مختار نہ ہونگے کہ منزلوں میں جہان جابجا انگریزی فوج فرود گاہوں کے واسطے بہی زمینیں مقرر کردینگے تاکہ نقصانات زراعت کی نسبت بعد کو کوئی دعوی نہ کیا جاوے" ۔ مصنف

کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کا خیر خواہ رہیگا اوسوقت تک اوسکی حفاظت وحمایت کی جائیگی۔

جنگ دوم سکہان واقعہ ۱۸۴۹ء

جبکہ دوسری لڑائی سکہون کی شروع ہوئی اوسوقت راجہ سروپ سنگہ گورنمنٹ کی نسبت اپنی خیرخواہی ثابت کرنیکا خواہان ہوا اور بذات خود لاہور کو فوج لیجانے اور فوج انگریزی مین شامل ہونیکی استدعا کی۔ گورنمنٹ نے اوسکی ان خدمات کو قبول نکیا کیونکہ اونکی ضرورت نتہی مگر اوسکی اس مستعدی اور خیرخواہی کا دلی شکریہ کیا گیا۔

کیفیت جیند بعد ضبطی پنجاب

بعد ضبطی پنجاب راجہ جیند بزمرہ اون رؤسا کے تہا جنکو خودمختارانہ اختیارات باستثنار اختیار سزاے موت دیئے گئے تہے اور یہہ اختیار اوسکو بعد غدر ۱۸۵۷ء کے عطا کیا گیا تہا۔ اوسنے اپنے آپکو ان حقوق کا جو اوسکو عطا کیئے گئے تہے مستحق ثابت کیا اور اپنے انتظام ریاست کو انگریزی نمونہ پر لانے اور وصول محاصل اور پولیس کی نسبت انگریزی قاعدہ کے اختیار کرنے کی کوشش کی۔ اور جیسا کہ اکثر اصلاحون کا نتیجہ ہوا کرتا ہے یہہ اصلاحین بہی عام طور سے لوگونکو پسند نہ آئین بالخصوص سرحد کی وحشی قومونکو چنانچہ موضع لجوانہ کے کاشتکارون نے جو رہتک کی سرحد پر واقع ہے بغاوت اختیار کی اور ایک تحصیلدار کو جو مواضعات کے رقبہ مزروعہ کی پیمایش کیواسطے بدین نظر بہیجا گیا تہا کہ اراضیات بنجر کو علیحدہ علیحدہ حصون مین تقسیم کر کے بندوبست کردے مار ڈالا۔ اسکے بعد اونہون نے گرد نواح کے گانوون کے آدمیونکو جو اوسی قوم کے تہے جمع کیا اور خندق وغیرہ کہود کر اور ہتہیار اور رسد جمع کر کے اپنے محاصرہ کا بندوبست کر لیا۔

راجہ کی بہادرانہ کارروائی۔

راجہ نے کل موجودہ فوج کو لیکر باغیونکی طرف عزیمت کی مگر قبل حملہ کرنیکے گورنمنٹ انگریزی کی صلاح سے اوسنے ایک اشتہار بدین مضمون جاری کیا کہ تمام لوگون کا قصور جو اس

بغاوت مین شرکت رکھتے ہین باستثنای سرغنہ لوگون کی معاف ہوجائیگا بشرطیکہ وہ
خاموشی کی ساتھ اپنے اپنے گھرونکو واپس چلے جائین۔ اس اشتہار نے اور ایک جرار فوجکی موجودگی
نے خاطرخواہ اثر دکھایا باغیون کی ایک جماعت کثیر منتشر ہوگئی اور اونکے سرغنہ لوگ اپنے
آپکو تنہا پاکر فرار ہوگئے اور بدون نقصان ایک متنفس کے بھی بغاوت فرو ہوگئی۔[۵۸]

غدر ۱۸۵۷ء

جب مئی ۱۸۵۷ء مین غدر شروع ہوا راجہ سروپ سنگھ بھی مہاراجہ پٹیالہ سے عملی
خیرخواہی مین کم نرہا۔ جب دہلی کی بغاوت کی خبر اوسکو سنگرور مین پہونچی اوسنے فی الفور
اپنی کل فوج کو جمع کیا اور بطور یلغار اٹھارہوین تاریخ کرنال مین پہونچ گیا اور شہر اور چھاونی
کرنال کی حفاظت اوسنے اپنے ذمہ لی۔ جو فوج کہ اوسکے ہمراہ تھی اوسکی تعداد آٹھہ سو آدمیون سے بھی
زیادہ نہتھی مگر وہ با انتظام اور قواعد دان تھی اور کرنال مین اوسکی موجودگی سے طمانیت
ہوگئی اور وہ مقام لوٹ سے محفوظ رہا۔ کرنال سے راجہ نے ایک دستہ فوج کا باغپت کے پل کی حفاظت
کے واسطے بھیجا جو کشتیون کا بنا ہوا تھا اور دہلی سے بیس میل کے فاصلہ پر جانب شمال تھا اس
تدبیر سے فوج چھاونی میرٹھہ جمنا کو عبور کرنے اور سرہنری برنارڈ صاحب کی فوج سے جا ملنے پر قادر
ہوئی۔ شہر پانی پت مین جو آمادہ فساد تھا انتظام قایم ہوگیا۔ اور فوج جنید نے انگریزی
فوج کے آگے آگے روانہ ہوکر جو ایک عزت کا منصب تھا سنبھالکا اور رائی کو چھین لیا۔ سڑک
پر قبضہ کرلیا اور فوجکے واسطے رسد جمع کی —

---

[۵۸] اصل حقیقت یہہ ہی کہ نہ اس اشتہار سے یہہ بغاوت فرو ہوئی تھی اور نہ جنید کی مختصر اور کمزور
فوج سے بلکہ ریاست پٹیالہ کی امداد سے جسکی دو باقاعدہ پلٹنین اور دو ہزار سوار اور چار بھاری قلعہ شکن
توپین وہان گئی تھین اور اسکی سپاہی معہ کمیدان گلاب خان زخمی اور سترہ مارے گئے تھے ۱۲ محشی

میدان جنگ مین راجہ سروپ سنگہ کی خدمات -

ساتوین جون کو راجہ سروپ سنگہ فوج انگریزی سے علی پور مین آملا اور دوسرے روز جنگ سرای بادلی مین فوج جیند نے خوب کام دیا اور صاحب کمانڈر انچیف نے میدان جنگ مین اونکی تعریف کی اور منجملہ اون توپون کے جو ہاتہہ آئی تہین ایک توپ راجہ کو عطا کی - اونیسوین جون کو فوج جیند نے نصیر آباد کی باغی فوج کی پسپا کرنے مین جس نے انگریزی لشکر گاہ پر حملہ کیا تہا مدد دی اور اکیسوین کو باغپت کو بہیجی گئی تہی تاکہ کشتیونکے پل کو جو توڑ دیا گیا تہا از سر نو درست کرے - تین دن مین یہہ پل تیار ہوگیا مگر اوسکو پہر توڑ دینا پڑا کیونکہ باغیون نے راجہ پر جمعیت کثیر کے ساتہہ حملہ کیا اور اوسکو مجبوری کی ہٹنا پڑا - اب راجہ کو اپنے علاقہ مین واپس جانا پڑا جہان کہ اضلاع ہانسی و حصار و رہتک کے باغیون نے جیند کو دیہات کو بغاوت کی ترغیب دی تہی - یہہ فساد سروپ سنگہ کی مستعدی و ہوشیاری سے فرو ہوگیا اور اب اونہون نے اوس انگریزی فوج کے واسطے جس نے دہلی پر چہڑہائی کی کی تہی فوج کی بہرتی کرنے اور گہوڑون کے خرید کرنے مین اپنی ہمت کو مصروف کیا اور نوین ستمبر کو انگریزی فوج سے پہر آملا -

حملہ دہلی -

فوج جیند نے جو کمانڈنٹ کانہہ سنگہ کی زیر کمان تہی شہر دہلی کے حملہ مین رہا کا نمایان کیونکہ فوج انگریزی کے ساتہہ ہی ساتہہ شہر پناہ پر چڑہہ گئی اور اوسکے چند آدمی مقتول و مجروح ہوئے -

راجہ سروپ سنگہ ہی صرف ایسا رئیس تہا جو فوج محاصرہ دہلی مین بذات خود موجود تہا - اس لحاظ سے وہ مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ کپورتہلہ سے زیادہ خوش نصیب تہا گو زیادہ خیر خواہ یا زیادہ بہادر نہ تہا کیونکہ ان دونون راجاون نے فوج محاصرہ مین شامل ہونا چاہا تہا مگر اونکی موجودگی اور جگہہ زیادہ کارآمد

خیال کی گئی تھی۔

رہتک کا عارضی طور پر راجہ کے حوالہ ہونا۔

ضلع رہتک کا انتظام اس فساد عظیم کے زمانہ مین راجہ جیند کے سپرد کیا گیا تھا اور وہہات کے مقدمون اور زمینداروںکو ہدایت کی گئی تھی کہ اپنا اپنا محاصل اوسکو ادا کرین۔ راوس ہی کی رسید وصول محاصل کی نسبت کافی خیال کیجاویگی۔

خدمات بعد فتح دہلی

دہلی کی فتح کے بعد سروپ سنگھ سفیدونکو واپس گیا۔ اوسنے تحصیل رسولی مین پچیس ۲۵ آدمی کام کے واسطے چھوڑدیئے اور اسی قدر آدمی دہلی مین چھوڑدیئے اور دوسو ۲۰۰ آدمیون کی ایک جماعت بمعیت جنرل وان کورٹلینٹ کے ہانسی کو بھیجی اور ایک سو دس ۱۱۰ آدمی زیر کمان کمانڈنٹ کاہن سنگھ کے کرنل جیرڈ لارنس کے ہمراہ جھجر کو روانہ کئے۔ علاوہ انکے دوسو پچاس آدمی فوج جیند کے رہتک مین مقیم رہے اور پچاس آدمی گوہانہ مین جو قریب بیس میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔

ان خدمات کی اعلے قدر۔

راجہ سروپ سنگھ کی خدمتین اسطرح پر نہایت بیش بہا تھین کمیسری جنرل کرنل تامسن سی بی نے یہہ بیان کیا کہ اگر عین موقع پر راجہ کی رسد نہ پہونچ جاتی تو مقدار رسد کی اول اول فوج کے واسطے کافی نہوتی۔ جنرل ولسن نے اپنے مراسلہ مورخہ بائیسوین ۲۲ ستمبر مین دہلی کی فتح کی کیفیت مین تھا اوس عمدہ خدمت کا علانیہ اظہار کیا ہے جو راجہ جیند اور اوسکی فوج سے ظہور مین آئی تھی جنہونے صرف قافلہ ہائے رسد کے بار بار پہونچانے کے دقت آمیز کام ہی کو انجام نہ دیا تھا بلکہ جنرل صاحب کو متعدد مرتبہ میدان جنگ مین بھی مدد دی اور انجام کار دہلی کے حملہ اور تسخیر مین شریک ہوئے تھا۔ عالیجناب گورنر جنرل بہادر نے اپنے اشتہار

مورخہ پانچوین نومبر ۱۸۵۷ء مین یہہ تحریر فرمایا کہ راجہ جیند کی مستعدانہ امداد گورنمنٹ کے دلی شکریہ کی مستوجب ہی۔

صلہ خدمات۔ مگر راجہ سروپ سنگہ کو صرف زبانی شکریہ ہی نہین دیا گیا بلکہ واقعی صلہ بہی ملا اولاً۔ یہہ تجویز کی گئی تہی کہ ایک علاقہ قریب پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی مالیت کا اوسکی ریاست کے قریب اوسکو دیا جاوی لیکن بعد ازین اونہی وجوہات سے جو پٹیالہ کو علاقہ عطا کرنے کے معاملہ مین موثر ہوئی تہین اوسکو علاقہ منضبطہ جہجر کا ایک حصہ عطا کرنا مناسب خیال کیا گیا۔

دادری کو ضبط شدہ علاقہ کا عطا ہونا۔ مگر یہہ علاقہ جیند سے بہت فاصلہ پر تہا اور راجہ کو جسکی سامان محدود تہی اوسکی انتظام مین دقت پیش آتی بنابران آخرکار علاقہ دادری جسکا رقبہ پانسو پچہتر ۵۷۵ میل مربع تہا اور جو بوجہہ بغاوت نواب دادری کی ضبط کیا گیا تہا اوسکو عطا ہوا۔ یہہ علاقہ جو جیند کی جنوب مین قریب بیس میل کے فاصلہ کی ریاست ہائی جہجر و لوہارو کے وسط مین واقع تہا قریب ایک لاکہہ تین ہزار روپیہ ۱۰۳۰۰۰ سالانہ کی جمع کا تہا گو اوسوقت بہی بہت زیادہ ترقی کی اوسمین گنجایش تہی اور آجکل تو اوسکا محاصل بہت ہی بڑہ گیا ہی۔ ضلع کلاران کی تیرہ گانو بہی جو سنگرور کی قرب مین تہی اور تیرہ ہزار آٹہہ سو تیرہ روپیہ ۱۳۸۱۳ سالانہ کی جمع رکہتی تہی راجہ کو بطور دوام کی دی گئی ان مواضعات کی نام یہہ ہین۔ بہیا پورہ۔ عالم پور۔ بلم گڈہ۔ کلاران۔ رووڑہ۔ روٹلی۔ رنگلوئی۔ دہرم گڈہ۔ بزرگ۔ سیپورہ۔ موئی۔ ککرالہ۔ شاہ پور۔ علاوہ برین اون خدمات کی یادگار مین جو خاص شہر دلی مین اوس سی ظہور مین آئی تہین باغی شہزادہ مرزا ابو بکر کا ضبط شدہ مکان جو اوسی شہر مین واقع تہا اور چہہ ہزار روپیہ کی

مالیت کا تہا راجہ کو عطا ہوا۔

تعداد توپ سلامی و خطاب اعزازی کا اضافہ۔

اور اوسکی سلامی کی تعداد گیارہ توپون تک بڑہا دی گئی اور خلعت کی کشتیونکی تعداد جو ویسراے بہادر کے دربارون مین اوسکو عطا کی جاتی تہین گیارہ سے پندرہ کردی گئی اور خطاب اعزازی وو فرزند دلبند راسخ الاعتقاد راجہ سروپ سنگہ بہادر والی جیند ،، اوسکو مرحمت ہوا۔

مواضعات ڈدرکہان پہم وڈی۔

دو مواضعات موسوم بہ ڈدرکہان و پہم وڈی جو ایک قطعہ زمین کا عین متصل سنگرور کے اور محض برائے نام ضلع تہانیسر مین واقع ہے مگر واقعی تہانیسر سے اسی میل کے فاصلہ پر اور بالکل علیحدہ ہے راجہ کے رشتہ دارون کے قبضہ مین تہے۔ راجہ کو ان مواضعات کے حاصل کرنیکی جو بڑی اور بیشتر بہا تہے یعنی اونکی سالانہ جمع پانچہزار ایکسو اکہتر روپیہ (۵۱۷۱) تہی بڑی خواہش تہی - یہہ آمدنی جاگیردارون یعنی سرداران ڈدرکہان کو جو جیند کی ماتحتی مین آنیکے واسطے راضی تہے وصول ہوا کرتی تہی مگر ان مواضعات کے منتقل ہونے کی نسبت کسی قدر اعتراض تہا کیونکہ راجہ کافی انعام پاچکا تہا - مگر سرداران ڈدرکہان کو اپنے گانوون مین اختیارات پولیس مشروط بشرط دست اندازی گورنمنٹ کے عطا کئے گئے۔

راجہ کو حق حقوق سرکاری کے خریدنے کی اجازت ملنی۔

دو سال بعد راجہ سروپ سنگہ نے ان مواضعات مین گورنمنٹ کا حق حقوق [illegible] کرنے کی تجویز کی - یہہ حق حقوق صرف ایک کموٹیشن یعنی محصول مبادلہ خدمت فوجی تعدادی چھہ سو تینتالیس روپیہ چودہ آنہ پر مشتمل تہا جسکو راجہ بیس [illegible] کا محاصل ادا کرکے خریدنا چاہتا تہا - چنانچہ گورنمنٹ نے بیس برس کا محاصل یعنی بارہ

ہزار آٹھ سو ستتر روپیہ آٹھ آنہ یکمشت راجہ سے وصول کرکے بطور ایک امر خاص کے
اس انتقال کی اجازت دیدی اور علاقہ جمیر سرداران بڈرکہاں سنہ ۱۸۶۱ء سے جیند کو دیا اور ماتحت
ہو گئے۔

متفرق مواضعات دادری واقع علاقہ انگریزی کا عطا ہونا

چودہ دیہات یعنی جھنگ۔ سنہا تہل۔ بملہ۔ نورنگ آباد۔ بہنڈ۔ رنکولی۔ آدن۔ باس۔ رنیلہ۔ سیفل۔ کہمبیاری۔ جاوہ۔ بجنا۔ جھگرور۔ علاقہ
دادری سے متعلق تھے مگر اضلاع رہتک و جھجر میں متفرق طور سے واقع تھے انہیں سے اول نو گانو
مختلف زمانوں سے افسر ضلع رہتک کے زیر انتظام باعتبار وصول محاصل و نفاذ اختیارات فوجداری
تھے علی ہذا القیاس ایک گانو سنہ ۱۸۵۸ء سے تھا اور تین گانو سنہ ۱۸۵۳ء سے تھے اور موضع سیفل کا فوجداری
اختیار سنہ ۱۸۴۵ء سے ڈپٹی کمشنر رہتک کو حاصل تھا گو نواب دادری جمع وصول کیا کرتا تھا اور اخیر
چار گانو باعتبار انتظام مالی و فوجداری نواب کے ماتحت تھے۔

ریاست جیند اور گورنمنٹ دونوں کی آسانی اور ایک قابل اطمینان سرحد قایم ہونے کی نظر سے
ان دیہات کا انتقال گورنمنٹ انگریزی کے پاس بمعاوضہ دیگر ہم قیمت دیہات کے جو پرگنہ جاسنت
بدھوانہ و کانوڈ ضلع جھجر میں واقع تھے تجویز کیا گیا تھا۔ مواضعات دادری کے محاصل کی تعداد
دس ہزار چھ سو اکتالیس روپیہ سالانہ تھی اور جو مواضعات کہ راجہ کے پاس منتقل کئے گئے تھے
یعنی چہرکلی۔ نندا۔ توالی۔ سسوالہ۔ پچوپہ کلان۔ پچوپہ خورد۔ توڈہی کی سالانہ
جمع دس ہزار آٹھ سو پچاس روپیہ تھی راجہ اس انتقال سے بہت خوش ہوا جو بعد منظوری
گورنمنٹ عمل میں آیا۔

مبادلہ اراضیات گورنمنٹ بعوض اراضیات جیند

سنہ ۱۸۶۱ء مین بعض مواضعات جیند کا گورنمنٹ کے ہم قیمت مواضعات سے مبادلہ کیا گیا تہا۔ ایک علاقہ از آن راجہ اراضیات حصار سے گہرا ہوا تہا جسمین بارہ مواضعات یعنی بہوری۔ بڈہا کہیڑہ۔ بیانہ کہیڑا۔ بینہاری۔ ڈہاڈ۔ سرسانہ۔ سوہنہ جنڈلانہ۔ کہرک پونیان۔ گیان پور۔ کہیرون۔ کہرکوری شامل تہے۔ ان مواضعات کے انتظام کرنے مین دشواری تہی اسواسطے اونکا مبادلہ اُن مواضعات کے ساتہہ جو قصبہ سنگرور کے قریب مین واقع تہے راجہ سروپ سنگہ کو بدل منظور تہا اور اس مبادلہ سے سرحد بہی بخوبی متعین ہو جاتی تہی ان دیہات کے معاوضہ مین جنکی جمعبندی آٹہہ ہزار تین سو چہیاسٹہہ روپیہ تہی گورنمنٹ نے پرگنہ کلاران کے بارہ گانو دینے منظور کئے اور ایک حصہ اس پرگنہ کا راجہ جیند کو بعد غدر کے پہلے ہی مل چکا تہا پس وہ مواضعات جو جیند کو سنہ ۱۸۶۱ء کے فصل خریف سے دئے گئے یہہ تہے۔ نگری۔ جہبلی۔ منڈاولہ لوہکی۔ دہنیٹا۔ عثمان پور۔ سپہر ہیڑی۔ مروڑی۔ مردان ہیڑی۔ ڈرلان والہ۔ بنہیرا۔ ان مواضعات کی سالانہ جمع آٹہہ ہزار تین سو پینتالیس روپیہ تہی۔ ۸۳۴۵

واجب العرض

راجہ جیند نے بشمول مہاراجہ پٹیالہ و راجہ نابہہ گورنمنٹ کو ایک واجب العرض بدرخواست تعیین قاعدہ جانشینی ان ریاستون کے بہیجی اور بعض رعایتونکی درخواست کی جسکا تفصیلی حال معہ حکم گورنمنٹ کے جو اوسپر صادر ہوا تہا تاریخ پٹیالہ مین بیان ہو چکا ہے۔

سند مئی سنہ ۱۸۶۰ء

اوسکو ایک جدید سند[91] بہی عطا ہوئی جسکی رو سے اوسکو کل اختیارات حاکمانہ

---

[91] ترجمہ سند مورخہ پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ء مقام شملہ جو عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر نے راجہ کو عطا کی تہی۔
جب سے کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری قایم ہوئی ہے راجگان جیند اطاعت مین ہمیشہ مستعد رہے ہین۔ اس وفاداری و خیرخواہی کے صلہ مین اونکے اعزاز و اکرام اور علاقہ کا اضافہ بارہا کیا گیا ہے۔ تہوڑا

اوسکی جاگیر اور حاصل کی ہوئی۔ علاقون مین بخشی گئی اور اوسمین وہ حقوق زاید بھی درج
کیے گئے جو اوسکو عطا ہوئے تھے اور وہ انتظامات بھی مندرج ہوئے جو کسی رئیس کی صغر سنی یا
بلا فرزند جانشین فوت ہونیکی صورت مین اجرای کار ریاست کے واسطے کیے گئے تھے اور اس سند کے

ہی عرصہ گذرا ہے کہ راجہ حال جیند اوس استقلال اور بہادری کے لحاظ سے جو سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے ایام مین اوسنے ظاہر کی تھی
اپنے خاندان کی پہلی کارگذاریون پر سبقت لے گیا ہے۔ اس سچی اور اعلے درجہ کی خیرخواہی کے یادگار رہنے کو جناب عالی
نواب گورنر جنرل و ویسرای بہادر نے بنظر مزید اعزاز اور علاقہ راجہ کو اوسکی ذات کے واسطے اور اوسکے ورثا کے واسطے
علے الدوام عطا فرمایا ہے اور راجہ صاحب کی اس خواہش کو کہ ایک سند بمہر و دستخط جناب ویسرای بہادر عطا
کی جاوے جس مین راجہ موصوف کے قدیمی علاقون اور نیز اون اقطاع اراضی کے بلا مزاحمت قبضہ کی کفالت کی جاے
جو راجہ موصوف اور اوسکے جانشینان ماسبق کو گورنمنٹ انگریزی سے وقتاً فوقتاً مرحمت ہوئے ہین براہ عنایت
منظور فرمایا ہے۔

دفعہ ۱ - راجہ اور اوسکے ورثا اپنے قدیم اور جدید علاقون پر جو فہرست منسلکہ مین مندرج ہین ہمیشہ اختیارات
حاکمانہ عمل مین لاوینگے۔ جملہ حقوق و رعایات خاص جو راجہ کو اپنے موروثی علاقہ مین حاصل ہین وہ علاقہ نکسولیا
مین بھی بجنسہ حاصل ہونگے۔ ہر درجہ کے ماتحتون اور وابستہ لوگون پر واجب ہوگا کہ اوسکے علاقہ کے اندر اوسکے
مطیع و فرمان پذیر رہین۔

دفعہ ۲ - باستثناء شرایط مندرجہ دفعہ ۳ گورنمنٹ انگریزی راجہ اور اوسکے قایم مقامون یا اوسکے کسی فرزند یا
یا قرابت دار یا متوسل سے کسی قسم کا خراج بر بنا محاصل خدمت یا کسی اور وجہ سے کبھی نہین طلب کرے گی۔

دفعہ ۳ - گورنمنٹ انگریزی کی دلی خواہش ہے کہ جیند کے ذی رتبہ خاندان کو استقلال ہو اور اس نیت سے
راجہ اور اوسکے ورثا کو ہمیشہ کے واسطے یہہ استحقاق عطا فرماتی ہے کہ جب کبھی سلسلہ ذکور منقطع ہو جاے تو خاندان
پہول کی اولاد مین سے کسی شخص کو متبنی کر لین۔ لیکن اگر ایسا کسی وقت کوئی راجہ جیند بدون چھوڑنے کسی اولاد
ذکور کے وفات پاے اور کسی کو متبنی بھی نہ کیا ہو۔ تو اس صورت مین مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ نابھہ کو اختیار ہوگا کہ
باصلاح صاحب کمشنر یعنی پولیٹیکل ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی کے خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے منتخب
کرین مگر اس صورت مین ایک نذرانہ جو ریاست جیند کے کل سالانہ محاصل کے ایک ثلث کے مساوی ہو گورنمنٹ
انگریزی کو دیا جاے گا۔

دفعہ ۴ - سنہ ۱۸۴۷ء مین گورنمنٹ انگریزی نے راجہ کو سزاے موت عمل مین لانیکا بقید منظوری صاحب کمشنر اختیار دیا تھا
اب وہ اس قید منظوری کو دور کرتی ہے اور راجہ کو اپنی رعایاے خاص پر کل اختیار موت و زندگی کا بخشتی ہے۔
اور در بارہ مجرمان رعایاے انگریزی جو راجہ کے علاقہ مین گرفتار ہون راجہ اون قواعد کے بموجب کاربند ہوگا جو
آنریبل کورٹ آف ڈایرکٹرز کے مراسلہ بنام گورنمنٹ مندرجہ نمبر ۳ مورخہ یکم جون سنہ ۱۸۳۶ء مین مندرج ہین۔
راجہ عدل و انصاف کے عمل مین لانے اور اپنی رعایا کی بہبودی و خوشحالی کی ترقی دینے مین بذات خود ساعی
رہیگا۔ راجہ مذکور اپنے علاقہ کے اندر رسوم ستی و بردہ فروشی و دختر کشی کے انسداد کی اور اون لوگون کو جو ان
جرایم کے مرتکب ہون نہایت سخت سزا دہی کی ذمہ داری کرتا ہے۔

ساتہہ ایک فہرست بہی اوس علاقہ کی جو راجہ کی ملکیت سے تہا بطور ضمیمہ کے منسلک کیگئی

سند انتبا تبنیت | علاوہ اسکو ایک خاص سند بہی عطا کی گئی جسکی رو سے قریب قریب اونہین الفاظ مین جو نابہہ اور پٹیالہ کی سندون مین مندرج ہوے ہین استحقاق تبنیت درصورت عدم موجودگی ورثا د

دفعہ ۵ - راجہ فرمانروای سلطنت برطانیہ کی خیرخواہی اور اطاعت مین کبہی کوتاہی نہین کریگا -

دفعہ ۶ - اگر کوئی فوج مخالف گورنمنٹ انگریزی اس نواح مین نمودار ہو تو راجہ گورنمنٹ انگریزی کو ساتہہ اتفاق کرے گا اور غنیم کا مقابلہ کریگا - اور بہ تعمیل اون احکامات کے جو اوسکو پہونچین وہ انگریزی فوجکو رسد اور باربرداری مہیا کرنے مین اپنی حتی المقدور کوشش کرے گا -

دفعہ ۷ - گورنمنٹ انگریزی راجہ کی کسی رعایا کی خواہ معافیدار جاگیردار قرابتدار متوسلین ملازمین یا دیگر اشخاص ہون کسی قسم کی شکایت کی سماعت نہین کریگی -

دفعہ ۸ - راجہ کے خانگی اور خانہ داری کے انتظامات کو گورنمنٹ انگریزی بہ نظر حرمت دیکہیگی اور اونمین کسی طرحکی دست اندازی نہین کریگی -

دفعہ ۹ - آہنی سڑکون ریلوے اسٹیشنون اور شاہی سڑکون اور نہرون کی تعمیر کے واسطے ضروری سامانون کو راجہ حسب معمول مروجہ نرخ پر اپنے ہی افسرون کی معرفت مہیا کردیگا - وہ اوس اراضی کو بہی بلا قیمت دیگا جو آہنی سڑکون اور سرکاری شارع عامون کی تعمیر کے واسطے مطلوب ہون -

دفعہ ۱۰ - راجہ اور اوسکو جانشین وغیرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور جان نثاری مین ہمیشہ ثابت قدم رہینگے - اور گورنمنٹ بہی راجہ اور اوسکو خاندان کے اعزاز و احترام کے قایم رکہنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہیگی -

فہرست علاقجات متعلقہ راجہ جنید

علاقجات موروثی

۱ - پرگنہ جنید و مواضعات موسوم بہ علاقہ پنجگرانو

۲ - پرگنہ سفیدون

۳ - پرگنہ لجوانہ

۴ - پرگنہ بالانوالی

۵ - پرگنہ سنگرور مع مواضعات ماہلان وگہابدان

۶ - پرگنہ بازیدپور مع موضع للوڈہا

۷ - حصہ موضع بہانی روپا

علاقجات مکسوبہ

موضع دوہلم والہ (جو بالفعل پرگنہ جنید مین شامل ہے)

مذکورہ کے مرحمت کیا گیا ۔ ۴۹

جس طور پر کہ راجہ سروپ سنگہ کو ایک حصہ ضلع جہجر کا عطا کیا گیا تہا وہ تاریخ پٹیالہ مین بیان ہو چکا ہی ۔ اونیس ۱۹ دیہات جو اوسکی نئی علاقہ دادری کے متصل تہے ایک نذرانہ ۵۰ تعدادی چار لاکہہ بیس ہزار روپیہ کے ادا کرنے پر اوسکو عطا کئے گئے اور انکے واسطے ایک جداگانہ سند مرحمت ہوئی تہی	ایک حصہ علاقہ جہجر کا جیند کے پاس منتقل ہونا ۔

موضع براوہ ❳ فی الحال پرگنہ سفید ون بہی شامل ہین اور از روی سند مورخہ بائیسوین ۲۲ ستمبر ۱۸۴۶ء دستخطی
موضع بہینی ❳ وایکونٹ ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل عطا ہوی ہین ۔
موضع کہشاہ ❳

[illegible] زن اقعہ

پرگنہ دادری ❳ [illegible] گورنمنٹ انگریزی بمنٹ ہند مورخہ دوسری ۲ جون ۱۸۵۸ء نمبر ۱۵۴۹
۱۴ مواضعات پرگنہ کلا ❳

اور ان علاقون پر جو فہرست [illegible] ہیں [illegible] بہیر سکو اپنے
سکہان دیا گیا گذہ

۵۱ بنام فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ راجہ سروپ سنگہ بہادر والی جیند مورخہ پانچوین ۵ مئی ۱۸۶۲ء

"ہر گاہ کہ جناب ملکہ معظمہ کی یہہ خواہش ہی کہ ہندوستان کی رؤسا اور سردارون کی جو اپنی اپنی ریاستون مین بالفعل حکمران ہین حکومتین علی الدوام قایم رہین اور اونکی خاندانون کی عظمت و اقتدار باقی رہی لہذا مین اسکی تعمیل مین آپ سے اوس وعدہ کا اعادہ کرتا ہون جس سی آپکو میری دستخطی ایک سند مورخہ پانچوین ۵ مئی ۱۸۶۰ء کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی تہی کہ در صورت عدم موجودگی ورثا حقیقی کے آپکا یا کسی جانشین کو خاندان پہول مین سے بہ نظر قیام ریاست متبنے کرنا سلطنت بالادست کی مرضی کے مطابق ہوگا اور بخوشی قبول و منظور کیا جاے گا اور اگر اتفاقاً کوئی راجہ جیند کبہی بلا چہوڑنے اولاد ذکور کے اور بدون کرنے متبنے کے وفات پائے تو اس صورت مین مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ نابہہ کو اختیار ہوگا کہ بصلاح صاحب کمشنر یعنی پولیٹکل ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی کے خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے منتخب کرین مگر اس صورت مین ایک نذرانہ جو ریاست جیند کے کل سالانہ محاصل کے ایک ثلث کے مساوی ہو گورنمنٹ انگریزی کو دیا جائیگا ۔

"اس بات کا اطمینان رکہو کہ جب تک کہ آپکا خاندان سلطنت انگریزی کا خیر خواہ اور عہدنامون و سندون یا معاہدون کی اون شرائط پر ثابت قدم رہیگا جنمین گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ بعض ذمہ داریان معرض تحریر مین آئی ہین اس وعدہ مین جو آپکے ساتہہ کیا گیا ہی کسی قسم کا فرق نہ آئیگا"

۵۲ ترجمہ سند متعلق حصہ پرگنہ بدہوانہ ضلع جہجر جو عالیجناب ارل کیننگ صاحب بہادر جی سی ایس وایسراے و گورنر جنرل ہندوستان نے راجہ جیند کو عطا کی تہی ۔

تمہید ۔ ہر گاہ کہ راجہ جیند اور اوسکے مورثون کی خیر خواہی و وفاداری جبکہ ہندوستان مین سلطنت انگریزی کو غلبہ حاصل ہوا ہی ہمیشہ مشہور و معروف رہی ہی لہذا عالیجناب وایسراے و گورنر جنرل بہادر نے ان اوصاف کی

مبادلہ مواضعات بعوض مواضعات حصار۔

جبکہ ضلع دادری راجہ جیند کو دیا گیا تہا اوسوقت وہ مواضعات جو ہنگام ضبطی نواب کے قبضہ خالص مین نتہے نظر انداز ہوگئے تہے۔ چونکہ نواب اونکا انتظام نہین کرسکتا تہا اور اونمین سے اکثر مواضعات رہتک مین ملگئے تہے اسلئے اونکا بندوبست وانتظام مالی وفوجداری حکام انگریزی کے ہاتہہ مین تہا اور محاصل نواب کو دیا جاتا تہا۔ راجہ نے درخواست کی کہ یہہ گانو یا اونکے ہم قیمت گانو کسی اور جگہہ اوسکو دیدئے جائین۔ اس معاملہ مین گورنمنٹ نے یہہ رای ظاہر کی کہ گو راجہ کو پورا پورا موجب اوس جمع تخمینی کے علاقہ مل چکا ہے جتنا کہ عطا کرنیکا ارادہ تہا مگر چونکہ یہہ بہی منشا گورنمنٹ تہا کہ علاقہ دادری بدون ٹہیک تعینین مالیت کے اوسکو جسقدر ہو مسلم عطا کیا جائے۔ پس اس نظر سے مواضعات مذکورہ بہی اس عطیہ مین شامل ہین۔ مگر انتظام ضلع کی آسانی کے خیال سے

قدردانی کے اظہار کی نیت سے راجہ موصوف کو پرگنہ بدہوانہ ضلع جہجر کا ایک حصہ جو اونیس[19] موضعون پر برطبق فہرست منسلکہ مشتمل ہے اور جسکی سالانہ جمعبندی مبلغ اٹہارہ ہزار پانسو بیس روپیہ ہے عطا کرنا اور راجہ سے ایک نذرانہ نقد ادی تین لاکہہ ستر ہزار دو چار روپیہ کا قبول کرنا پسند فرمایا ہے۔ بنا برین احکامات مفصلہ ذیل صادر ہوئے ہین۔

دفعہ ۱۔ علاقہ متذکرہ بالا راجہ جیند اور اوسکے ورثا کو ہمیشہ کے واسطے عطا کیا جاتا ہے

دفعہ ۲ ۔ اس جدید علاقہ مین راجہ اور اوسکے قایم مقامون کو وہی اختیارات اور رعایات خاص وحقوق حاصل ہونگے جو بالفعل اوسکو اپنے موروثی علاقہ مین برطبق شرایط سند مورخہ پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ء دستخطی عالیجناب ارل کیننگ ویسرای وگورنر جنرل ہندوستان حاصل ہین۔

دفعہ ۳ ۔ راجہ اور اوسکے قایم مقام گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ ویسے ہی خیر خواہانہ تعلقات قایم رکہینگے اور دربارہ اس جدید علاقہ کے اون ہی ذمہ داریون کو ادا کرتے رہینگے جو ازروی شرایط سند مورخہ پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ء کے جو راجہ کے علاقجات موروثی سے متعلق ہین اوسکے ذمہ واجب قرار دی گئی تہین۔ مصنف

خریطہ ویسرای بنام راجہ مورخہ پانچوین جنوری سنہ ۱۸۶۱ء۔ مصنف

کو حاصل تہی - اور اس رای کی نظیر راجہ فرید کوٹ کی مقدمہ مین موجود تہی جسکو ضلع فیروزپور مین جسوقت قدیمی علاقہ لاہور مین سے کچہہ حصہ دیا گیا تہا تو تمام معافیداروں کے حقوق یعنی صرف بڑی بڑی جاگیرداروں ہی کے حقوق نہین بلکہ تہوڑی تہوڑی اراضی کے مالکوں کے حقوق بہی محفوظ رکہی گئی تہی - اور ان سب کے حقوق کی نسبت تحقیقات عمل مین آئی تہی اور سب گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین لیگئی تہی -

دلیل بتائید اختیار کامل راجگان نسبت ضبطی -

اس مسئلہ کی خلاف مین راجگان پیرو بہی دریای ستلج کی وہ کامل الاختیار رہی تہی جو اونکو اپنی موروثی علاقون مین حاصل تہی اور در باب ضبطی اراضیات معافی کے بہ علاقہجات خود وہ بلاشبہ اختیار رکہتی تہی اور بوقت عطیہ علاقہ جدید کے اسبات کا کوئی اشارہ نہین کیا گیا تہا کہ اونکی اختیارات اس جدید علاقہ مین بمقابلہ قدیم علاقہ کی زیادہ محدود ہونگی اور یہہ خیال نہین کیا گیا تہا کہ ان ریسان سکہہ کو صرف وہ ہی حقوق پہونچے تہی جو سابق مین مسلمان نوابون کو جنکو معافیونکی ضبطی کا اختیار نہ تہا حاصل تہی بلکہ انکی سندون مین جو بدون قید یا انحطاط کے اختیارات کا ملنا درج ہی اوس سے یہہ تصور کیا گیا تہا کہ اونکو معافیونکی ضبطی کا جب کبہی وہ ایسا کرنا چاہین اختیار کامل حاصل ہی - علاوہ ان دلایل کے جو طرز اور مفہوم عطیات موسومہ ان راجگان سے مترتب ہوتے ہین اس قسم کی دست اندازی کرنی ازبس خلاف مصلحت بہی تہی کیونکہ اگر یہہ تمام معافیان حفاظت گورنمنٹ انگریزی مین لی جاتین یا یہہ کہ ہر ایک چہوٹے چہوٹے جاگیردار کا استغاثہ حکام انگریزی کے روبرو پیش ہوا کرتا تو یہہ امر راجاؤن کو اسقدر موجب ناراضگی کا ہوتا (اور یہہ ناراضگی بجا بہی تہی) جو اون تمام خیالات شکرگذاری و خیرخواہی کو جو ان عطیون نے پیدا کئی

نہی باطل کردینا۔ ماسوا اسکے دست اندازی کی کوئی وجہہ بہی نہ تہی کیونکہ ہندوستانی گورنمنٹین معافیون کے معاملہ مین بمقابلہ گورنمنٹ انگریزی کے ہمیشہ بہت زیادہ فیاض رہی ہین اور اسباب کے یقین کرنیکی کوئی وجہہ نہ تہی کہ ان معافیداروں کو اونکی اختیار مین چہوڑ دینے سے کچہہ نقصان ہوگا۔

گورنمنٹ کا اس اختیار کو جائز تسلیم کرنا۔

اس نظر سے گورنمنٹ ہند نے ان رؤسا کے کامل اختیارات کو اونکے جدید علاقون مین جایز رکہا اور حکام انگریزی کو ہدایت کی کہ کسی قسم کی دست اندازی بجز ضرورت شدید کے نکرین اور اس صورت مین بہی صرف تحریک اور صلاح دہی سے کام لین۔

سکرٹیری آف اسٹیٹ کا حقوق معافیداران کی نسبت قبضہ دوامی کو قایم رکہنا۔

مگر ہوم گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند سے اس راے مین کسی قدر اختلاف کیا اور یہہ خیال کیا کہ نوابون کی ابتدائی سندون مین ایک خاص شرط مندرج تہی جسکی ذریعہ سے مالکان اراضیات و مواضعات معافی اونکی خود مختارانہ دست اندازی سے محفوظ رکہی گئی تہی اسلئے اوس علاقہ کو ضبط ہونے اور رئیسان سکہہ کو عطا ہونے سے معافیدارون کی حیثیت مین کچہہ فرق نہین آیا جنکو وہی استحقاق اپنی معافیات کو خود مختارانہ ضبطی سے محفوظ کرانے کا حاصل ہے جو ۱۸۰۳ء و ۱۸۰۵ء مین ہنگام عطیہ جاگیرات نوابان جہجر تسلیم کیا گیا تہا رؤسا سکہہ کے پاس اس علاقہ کے منتقل ہونے سے صرف اتنا فرق ہوگیا ہے کہ بحالت ضبطی ناجایز کسی ایسی معافی کے انکی نسبت معمولی عدالتون مین استغاثہ نہوگا بلکہ ایسی مکفولہ معافیات کے قابضون کے بیدخل کرنے سے پہلے خود انکو لازم ہوگا کہ اپنی کارروائی کی وجوہات سے پولیٹیکل افسر کو مطمئن کردین۔

رؤسا کی نارضگی اس فیصلہ سے۔

اس فیصلہ پر بہی رؤسا پہول بہت ناخوش ہوئے اور مہاراجہ پٹیالہ اور راجگان جیند و نابہہ نے اس تجویز کی بابت بالاشتراک ازسرنو غور کرنے کی درخواست کی۔

جسکو وہ اپنی سندوں کی شرائط کے مخالف خیال کرتے ہین۔

چودہوین ستمبر ۱۸۵۹ء کی حکم کے صادر ہونے کے بعد اس معاملہ کی حالت مین بہت کچہہ تغیر و تبدل ہوگیا تہا۔ یہہ رئیس لوگ پولیٹیکل افسر کی دست اندازی پر گو وہ دست اندازی صلاح دہی اور تحریک پر بہی محدود تہی اعتراض کرتے تہے اور لارڈ کیننگ صاحب نے پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ء کی سندون مین اس اعتراض کو تسلیم کیا ہوا تہا چنانچہ ایک فقرہ اس مضمون کا سند مین درج ہے کہ گورنمنٹ انگریزی مہاراجہ (یا راجہ) کی کسی رعایا کی خواہ وہ معافیدار یا جاگیردار قرابتدار متوسلین ملازمین یا دیگر اشخاص ہون کسی قسم کی شکایتون کی سماعت نہین کریگی۔ "

علاوہ اسکے چوتہی جنوری سنہ ۱۸۶۱ء کی سندوان مین جنکے ذریعہ سے نیا علاقہ جہجر کا عطا ہوا تہا یہہ بالتصریح درج کیا گیا تہا کہ ان رئیسون اور انکے قایم مقامون کو اس جدید علاقہ مین وہ ہی حقوق و اختیارات و رعایات خاص حاصل ہونگے جو انکو اپنے موروثی علاقہ مین بذریعہ سند مورخہ پنجم مئی سنہ ۱۸۶۰ء حاصل ہین۔

اس طور پر ان رئیسونکو جبکہ اونکی سندون مین ایک نئی قید درج ہوئی تجویز ہوئی تہی بالطبع اضطراب پیدا ہوا۔ وہ صرف ایک ہی حاکم یعنی ویسرا کو جانتے تہے جنہون نے جناب ملکہ معظمہ کے نام سے یہہ سندین عطا کی تہین اور اونہون نے خیال کیا کہ اگر ایک شرط باطل ہوسکتی ہے تو کسی نہ کسی وقت کل سند کے منسوخ ہوجانیکا بہی امکان ہے۔ پنجم مئی سنہ ۱۸۶۰ء کی سند کو جو

اونکے حقوق و فرایض ورعایات خاص کا وثیقہ تہا یہہ پالیسی غیر ممکن النسخ خیال کرتے تہے اور جب کوئی حاکم گورنمنٹ اوسمین دست اندازی کرتا ہوا معلوم ہوتا تہا تو بالطبع متردد ہوتے تہے۔

گورنمنٹ کی کفالت معافیداروں کی نسبت۔

اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ ایک طرح سے گورنمنٹ انگریزی ان چہوٹے چہوٹے جاگیرداروں کی کفیل بن گئی تہی۔ یعنی سنہ ۱۸۰۳ء مین جو کفالت کی گئی تہی اگرچہ وہ ایک عام طور کی تہی مگر سنہ ۱۸۵۸ء تک اوسپر عملدرامد ہوتا رہا تہا پس اسبات کی کوئی وجہہ نہ تہی کہ اونکی حالت سکہہ راجاؤن کی حکومت مین مسلمان نوابون کی حکومت سے مختلف ہو جاتی۔ کیونکہ صرف اتنا ہی فرق تہا کہ ایک صورت مین ایک مصرح شرط کے ساتہہ اونکی کفالت ہو چکی تہی اور دوسری صورت کا یہہ حال تہا کہ کوئی شرط ہی نہین تحریر ہوئی تہی۔ ہر ایک صورت مین معافیدارون کو سنہ ۱۸۰۳ء مین جہجر اور دادری کے نوابون سے محفوظ رکہنے کیواسطے جنکو صرف نیا عروج حاصل ہوا تہا اور جو مرہٹون کی لڑائی کے زمانہ مین لارڈ لیک صاحب سے آملے تہے۔ اور اونکی خدمات کے صلہ مین اونکو جاگیرین دی گئی تہین عمدہ وجہہ تہی۔ مگر سنہ ۱۸۶۰ء مین ان لوگون کو راجگان پہروہ و دریاے ستلج سے محفوظ رکہنے کیواسطے کوئی وجہہ مطلق نہ تہی یا بہت کم تہی کیونکہ انکا رتبہ اور اعزاز بہت بڑا تہا اور انکا طریقہ نظم و نسق گورنمنٹ انگریزی کے طریقہ سے بہت مشابہ ہوگیا تہا اور انکو ہی معافیدارون کی محافظت سپرد کرنا ایک معقول امر ہونا چاہئے تہا۔

چونکہ سندیں بدون کسی قید کے عطا ہوئی تہین لہذا مرحوم گورنمنٹ نے اپنی رائے پر اصرار کیا

پس سکرٹیری آف اسٹیٹ نے اس معاملہ پر بکر غور کرنے کے بعد جناب ویسراے بہادر کی سندون کے کامل و برقرار رکہنے کی بڑی ضرورت کو

تسلیم کرکے پندرہوین نومبر سنہ ۱۸۶۱ع کے حکم کو فی الحقیقت منسوخ کردیا اور سنہ ۱۸۶۰ع کی سندون
کی شرطین مکمل و مسلّم قایم رہین گو یہہ بات قابل افسوس خیال کی گئی کہ ان راجاؤنکی سندون
مین ملک کے موجودہ حقوق کے قایم رکہنے کی نسبت کوئی تجویز کیون نہین کی گئی تہی۔ [۵۱]

تقدیم و تاخیر درجہ جیند و نابہہ۔

جب سنہ ۱۸۶۰ع مین لارڈ کیننگ صاحب رونق افروز پنجاب ہوئے اوسوقت
یہہ معاملہ کہ آیا دربارہای گورنر جنرل مین باعتبار درجہ نابہہ و جیند مین کسکو
ترجیح ہونا چاہئے جو بہت عرصہ سے معرض بحث مین تہا تصفیہ طلب ہوا۔ اوس دربار مین جو لارڈ
ڈلہوزی صاحب نے بمقام پنجور سنہ ۱۸۵۱ع مین منعقد فرمایا تہا اوسوقت رئیسون کے درجات ترجیح کو
مسٹر ایڈمنسٹن صاحب کمشنر ریاست ہای اینروی دریای ستلج نے متعین کیا تہا یعنی
پٹیالہ کو اول نابہہ کو دوسرے جیند کو تیسرے نمبر پر رکہا تہا اور یہہ فیصلہ راجہ جیند کو موجب ناخوشی
ہوا تہا اور اوسکی تائید مین کوئی نظیر بہی نہ تہی [۵۲]

---

[۵۱] مراسلہ سکرٹیری آف اسٹیٹ نمبر ۹ مورخہ نوین فبروری سنہ ۱۸۶۳ع۔ مصنف
"قاسم علی خان کا دعوی مسموع ہوا۔ اوسکے ساتہہ واقعی کچہہ زیادتی نہین کی گئی تہی۔ اوسنے اپنی جاگیر کے
کاشتکارون سے نامعقول مطالبے کئے تہے جنہون نے راجہ سے جاکر فریاد کی اور نقد محصول کے مقرر کرنیکی درخواست
کی جو اوسنے ایک منصفانہ اور قابل اطمینان طریقہ مین مقرر کردیا۔ حکیم مذکور کی خیرخواہی کا جسکا وہ اسقدر اظہار کرتا
تہا یہہ حال تہا کہ وہ باغی نواب جہجر کے خاص مشیرون مین تہا اور اخیر وقت تک اوسکے ساتہہ رہا تہا یعنی اوسوقت
تک جبکہ بعد فتح دہلی نواب مذکور کو بجرم بغاوت پہانسی دی گئی۔ مصنف۔

[۵۲] سب سے ابتدائی دربار دوسرا ہی تہا اور جسکی کیفیت معلوم ہے سنہ ۱۸۲۸ع کا دربار ہے اوس سال مین رئیسان
اینروی دریای ستلج نے عالیجناب گورنر جنرل بہادر سے بمقام منی مزرعہ ملاقات کی تہی۔ اول مہاراجہ پٹیالہ سے ملاقات
کی اور اوسکے بعد تینون رئیسون سے آن واحد مین ملاقات کی جنکے نام بہ ترتیب ذیل لکہے گئے تہے۔

۱ - بہائی اودی سنگہ والی کیتہل۔
۲ - راجہ سنگت سنگہ والی جیند۔
۳ - راجہ جسونت سنگہ والی نابہہ۔

سنہ ۱۸۳۹ع مین ان رئیسون سے جناب گورنر جنرل صاحب بہادر نے مختلف مقامات مین ملاقات کی اول راجہ جیند

دونون رئیسون کے امتیازی دعوے

ان رئیسونکو درجہ کے اعتبار سے یہہ فیصلہ ہرگز آسان نہ تہا - دونون ایک ہی مورث اعلی کی اولاد مین تہے ایک ہی خطاب سے ملقب تہے ایک ہی خلعت و سلامی کے مستحق تہے اور ایک ہی تعداد کی نذرین بہی پیش کیا کرتے تہے -

نابہہ فرع اکبر کا قایم مقام تہا اور عہدہ چودہرایت بہی اسی شاخ خاندان مین موروثی چلا آتا تہا - سنہ ۱۸۶۰ع مین جنید کی آمدنی تین لاکہہ پچیس ہزار روپیہ سالانہ تہی اور نابہہ کی آمدنی تین لاکہہ پچہتر ہزار ۳۲۵۰۰۰ اور اول جنگ سکہان سے پہلے نابہہ کو غالباً زیادہ استحقاق مسابقت کا تہا لیکن سنہ ۱۸۴۶-۴۵ع مین راجہ جنید نے گورنمنٹ کو رسد بہونچائی اور جبر خواہی ظاہر کی اور اسکے صلہ مین ایک جاگیر جمعی چار پانچہزار روپیہ سالانہ کی اوسکو عطا ہوئی - راجہ نابہہ کا چال چلن اچہا نہ تہا اسواسطے وہ گدی سے اوتارا گیا تہا اور ایک ربع اوسکی ریاست کا ضبط کیا گیا تہا -

سنہ ۱۸۵۷ع مین دونون رئیس خیرخواہ رہے تہے لیکن راجہ جنید کو امتیاز حاصل کرنے کا زیادہ موقع ملا

بمقام دہلی مہاراجہ پٹیالہ سے بمقام برنالہ اور راجہ نابہہ سے بمقام ومنولہ جو اونکے علاقون مین واقع ہین سنہ ۱۸۴۳ع مین بمقام سنام جو علاقہ پٹیالہ مین واقع ہے سب سے پہلے مہاراجہ پٹیالہ سے ملاقات کی گئی تہی پہر راجہ جنید سے اور اخیر مین راجہ نابہہ سے جو کسی قدر دیر کر آیا تہا -

سنہ ۱۸۴۶ع مین سبہراؤن کی لڑائی کے بعد صرف رئیسان پٹیالہ و جنید سے ملاقات کی گئی تہی اور راجہ نابہہ اوسوقت زیر عتاب گورنمنٹ تہا - اخیر مین سنہ ۱۸۵۰ع مین بمقام پنجور دربار ہوا جسکہ راجہ جنید سے راجہ نابہہ کے بعد ملاقات کی گئی تہی گو اس درجہ مسابقت کی جو قرار دیا گیا تہا کوئی وجوہات نہین بیان کی گئی ہین - اسکی وجہ سے نظایر باعتبار وقعت کے مشتبہ معلوم ہوتی ہین اور اون سے کسی رئیس کے دعوی کی تائید اسقدر استحکام کے ساتہہ نہین ہوتی ہے کہ اونکی بنا پر کوئی تصفیہ آسانی کے ساتہہ کیا جا سکے -

تقدیم و تاخیر درجہ اور نمبر کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکو ہندوستانی رئیس ایک بہت بڑی بات خیال کرتے ہین - مگر بعض امور مین رئیسون کے درجات اضافی کے بارہ مین ابتک تشبہ ہو رہا ہے مگر اس امر سے کہ یہہ سب لوگ کبہی ایک دربار مین شریک نہین ہوئے ہین اور بارہا ایسی تجویزین جو ایک دوسرے کے مخالف نہین کی گئی ہین - اس مقام پر رئیسان پنجاب کے درجات کی ایک فہرست جو صحیح خیال کیجاتی ہے نقل کرنی خالی از لطف نہوگی جس سے اونکی ریاستون کی آبادی اور آمدنی اور تعداد اتواب سلامی جو ہر ایک کے واسطے مقرر ہے معلوم ہوگی -

اور بذات خود محاصرہ دہلی مین کام دیا ستلج کی اس پار کے رئیسون مین جیند اول رئیس

	نام	محاصل	آبادی	توپ سلامی
۱	مہاراجہ کشمیر	۶۴۰۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰	۱۹
۲	مہاراجہ پٹیالہ	۴۰۰۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰	۱۷
۳	نواب بہاولپور	۱۴۴۳۱۶۴	۳۶۴۵۸۲	۱۷
۴	راجہ جیند	۷۰۰۰۰۰	۳۱۱۰۰۰	۱۱
۵	راجہ نابھہ	۷۰۰۰۰۰	۲۷۶۰۰۰	۱۱
۶	راجہ کپورتھلہ	۵۷۷۰۰۰	۲۱۲۷۲۱	۱۱
۷	راجہ منڈی	۳۰۰۰۰۰	۱۳۹۲۵۹	۱۱
۸	راجہ سرمور (ناہن)	۱۰۰۰۰۰	۷۵۵۹۵	۱۱
۹	راجہ بلاسپور (کہلور)	۷۰۰۰۰	۶۶۸۴۸	۱۱
۱۰	راجہ بسہر	۷۰۰۰۰	۴۵۰۲۵	
۱۱	راجہ ہنڈور (نالاگڈہ)	۶۰۰۰۰	۴۹۶۷۸	
۱۲	راجہ کیونتھل	۳۰۰۰۰	۶۶۸۴۸	
۱۳	نواب مالیرکوٹلہ	۲۰۰۰۰۰	۴۶۲۰۰	۹
۱۴	راجہ فریدکوٹ	۷۵۰۰۰	۵۱۰۰۰	۱۱
۱۵	راجہ چمبا	۱۶۴۰۰۰	۱۲۰۰۰۰	۱۱
۱۶	راجہ سکیت	۸۰۰۰۰	۴۴۵۵۲	
۱۷	سردار کلسیہ	۱۳۰۰۰۰	۶۲۰۰۰	
۱۸	نواب پاٹودی	۹۲۰۰۰	۶۶۰۰	
۱۹	نواب لوہارو	۶۰۰۰۰	۱۸۰۰۰	
۲۰	نواب دوجانہ	۱۰۰۰۰	۶۳۹۰	
۲۱	رانا سے باگہل	۳۵۰۰۰	۲۲۳۵۰	
۲۲	رانا سے جبل	۱۸۰۰۰	۱۷۲۶۲	
۲۳	رانہ کہار سین	۷۰۰۰	۷۸۲۹	
۲۴	رانا سے بہجی	۱۵۰۰۰	۹۰۰۱	
۲۵	رانا سے مہلوگ	۸۰۰۰	۷۳۵۸	
۲۶	رانا ہو پاسن	۶۰۰۰	۴۸۹۲	
۲۷	رانا کے دہامی	۴۰۰۰	۲۸۵۳	
۲۸	رانا کوٹ کہار	۵۰۰۰	۳۹۹۰	
۲۹	رانا کنہیار	۳۰۰۰	۱۹۰۶	
۳۰	رانا منگل	۱۰۰۰	۹۱۷	

تھا جو سنہ ۱۸۰۴ء مین لارڈ لیک صاحب سے آملا تھا اور جب سے برابر خیرخواہی مین ثابت قدم رہا ہے

	نام	محاصل	آبادی	اتواپ سلامی
۳۱ -	ٹھاکر بہجّی	۲۰۰۰۰	۹۸۱	
۳۲ -	رانا سے بہگاٹ	۲۰۰۰	۴	
۳۳	راجہ درکوٹی	۵۰۰	۶۱۳	
۳۴ -	ٹھاکر تروچ	۲۵۰۰	۳۰۸۴	

یہہ فہرست باعتبار درجہ اضافی رئیسان نمبر آٹھ و بیتل و نمبر اکیس و چونتیس[۳۴] قطعی نہین خیال کیجا سکتی - نمبر آخرالذکر مین شملہ کے چھوٹے چھوٹے پہاڑی رئیس شامل ہین اور رئیسان نمبر اول الذکر سے برسر دربار کبہی ملاقی نہین ہوے ہین - اگر اون کے ملنے کا اتفاق ہو تو بعید نہین ہے کہ باگہل اور جنیل کو ایک درجہ اوپر جا کر پٹیالہ اور بہاولپور کا درجہ تقدیم و تاخیر وہ ہے جو سنہ ۱۸۶۰ء مین ہنگام رونق افروزی ڈیوک آف ایڈنبرا انبالہ مین آیا تہا اور یہہ ہی صرف ایسا موقع تہا جبکہ یہہ دونو رئیس کسی سرکاری تقریب مین ملے تہے - مگر جو ترتیب مسابقت کی اوسوقت قرار پائی تہی اوسکا لازمی طور سے قطعی ہونا مقصود نہ تہا - نواب بہاولپور کی عمر صرف دس برس کی تہی اور اوسکو درجہ کے معاملہ پر بعد کو غور کیا جائیگا - اوسکی ریاست کا محاصل اور آبادی پٹیالہ کے محاصل اور آبادی سے بہت کم ہے مگر اوسکی ریاست کا رقبہ پٹیالہ کے رقبہ سے چہارچند ہے اور اوسکی مطلق العنانی بہی زیادہ رہی ہے۔

اسکے بعد جس ریاست کی نسبت کچھ شبہہ ہے وہ ریاست منڈی ہے - چوتہی مئی سنہ ۱۸۴۶ء کو بعض پہاڑی روسا کے واسطے ایک دربار بمقام شملہ منعقد کیا گیا تہا جسمین وہ اس ترتیب سے بیٹہا ئے گئے تہے یعنی اول ناہن دوسرا منڈی تیسرا بسہر چوتہا بلاسپور پانچوان منڈی چہٹا سکیت -

اس انتظام مین بعد کو لارڈ ایلگن صاحب کے دربار مین جو تیسوین[۳۰] مئی سنہ ۱۸۶۳ء کو منعقد ہوا تہا کسی قدر ترمیم کی گئی تہی یعنی اول چار رئیس اس ترتیب سے بیٹہائے گئے تہے اول ناہن دوسرا بلاسپور تیسرا بسہر چوتہا منڈی - اس دربار مین راجہ منڈی موجود نہ تہا مگر اوسکو درجہ پر غالبا پہر غور کیا جائیگا اول دربار کے وقت منڈی کو انگریزی حفاظت مین آئے ہوے بہت قلیل عرصہ گذرا تہا کیونکہ یہہ ریاست منجملہ اون ریاستہاے متعلق لاہور کے تہی جو دوآبہ جالندہر کے ساتہہ سنہ ۱۸۴۶ء مین آئی تہین اور منڈی کی سند چوبیسوین[۲۴] اکتوبر سنہ ۱۸۴۶ء کی لکہی ہوی ہے - اس ریاست کی آمدنی اور آبادی اوسوقت ٹہیک ٹہیک معلوم نہ تہی اور بعد کو جو تغیرات واقع ہوے ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۴۶ء کے دربار کے حکم کا قطعی ہونا مد نظر نہ تہا آبادی محاصل اور تعداد اتواپ سلامی کے لحاظ سے منڈی ساتوین نمبر کی مستحق معلوم ہوتی ہے مگر درجہ مسابقت صرف انہی امور کے اعتبار پر متعین نہین ہوتا ہے اسواسطے اگر راجہ منڈی کو رئیسان کوہ شملہ سے کبہی دربار مین ملنے کا اتفاق ہو تو نمبر ریاست منڈی مندرجہ فہرست ہذا کو مشکوک سمجہنا چاہئے -

درجہ مسابقت ریاستہاے کوہ شملہ جو فہرست بالا مین درج ہوا ہے وہ ہے جو مئی سنہ ۱۸۶۹ء مین لارڈ کیننگ صاحب کے دربار مین قائم کیا گیا تہا باستثناء ریاست بگہاٹ کے جسکے رانا کا کسی دربار مین شریک ہونا نہین سنا گیا ہے - اصل بات یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۱ء مین وقت دربار لارڈ لہوزی صاحب کے اور سنہ ۱۸۶۰ء مین ہنگام دربار لارڈ کیننگ صاحب کے اس ریاست کا کوئی رئیس نہ تہا کیونکہ سنہ ۱۸۴۹ء میں یہہ علاقہ گورنمنٹ کے پاس بطور متروکہ لاوارث کے چلا آیا تہا اور صرف سنہ ۱۸۶۱ء مین ہی واپس دیا گیا تہا سنہ ۱۸۶۳ء مین ہنگام دربار لارڈ ایلگن صاحب رانا کی عمر صرف چار برس کی تہی اور یہہ ہی وجہہ اوسکی غیرحاضری کی ہوئی تہی ۱۲ مصنف

اور رئیس نابھہ نے اس واقعہ کے بعد انگریزون سے راہ ورسم شروع کی تھی۔

فیصلہ بحق جیند۔ پس گورنمنٹ نے ازروئے انصاف ان عمدہ خدمات پر لحاظ کیا اور ۱۸۶۰ء کے دربار مین راجہ جیند کو باعتبار درجہ کے ترجیح دیدی۔ مگر یہہ صاف صاف بیان کر دیا کہ یہہ ترجیح صرف اسی وجہہ سے دی گئی ہے کہ آخر ان دونون رئیسون مین کسی نہ کسی کو ترجیح باعتبار درجہ نشست کے ضرور ہونی چاہئے گو اعزاز مین دونون راجہ بالکل برابر خیال کئے جاتے ہین اور گورنمنٹ بھی یکسان نظر سے دونونکو دیکھتی ہے۔

راجہ نابھہ کی واویلا اس فیصلے سے راجہ نابھہ بہت رنجیدہ ہوا اور بہت واویلا کی۔ مگر گورنمنٹ نے اوس امر کے بدلنے کے واسطے جو طے ہو چکا تھا کوئی وجہہ نہ دیکھی۔ تب راجہ نے ایک عرضداشت سکریٹری آف اسٹیٹ کی خدمت مین اس معاملہ پر نظر ثانی کی درخواست مین بھیجنی چاہی لیکن جب اسکا بندوبست ہی ہو رہا تھا راجہ نے وفات پائی اور اوسکے جانشین نے اس مقدمہ کی پیروی کرنی چاہی مگر پھر کچھہ کیا نہین۔

وفات راجہ سروپ سنگھ ۱۸۶۴ء مین۔ چھبیسوین جنوری ۱۸۶۴ء کو راجہ سروپ سنگھ نے بعارضہ ایک سخت قسم کے اسہال اور پیچش کے جس مین وہ کئی مہینہ سے مبتلا تھا وفات پائی۔ وہ اسوقت بازیدپور مین جو پٹیالہ کے متصل اوسکا ایک باغ اور مکان بطور تفرج اور تبدیل آب وہوا رہنے کے لئے قیام رکھتا تھا اور کبھی کبھی ڈاکٹر انگریزی سے بھی علاج کراتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے راجہ کو خانہ بدوش فقیرون کے معالجہ کے اثر پر اعتقاد تھا اور یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک فقیر نے اوسکو تانبے کا جوش کیا ہوا پانی پلا دیا تھا جس نے اوسکو اوسیوقت قریب بہ ہلاکت پہونچا دیا اور اس مین کچھہ شک نہین ہے کہ وہ ہی اوسکے جلد مرنے کا باعث ہوا۔

اوسکا چال چلن — سروپ سنگھ بوقت وفات اکاون برس کا تہا اور یہہ ایک نہایت عجیب غریب اور قابل افسوس بات تہی کہ تین بڑی بڑی ریاستین پٹیالہ و نابہہ جیند کی قریب قریب ایکہی وقت مین خالی ہوگئین اور تینون شخص جنہون نے گورنمنٹ انگریزی کی ایسی بڑی بڑی خدمتین کی تہین اور جنکی درازی عمر سے پنجاب کو بہت بڑا فایدہ پہونچتا ساتہہ ہی ساتہہ دنیا سے چل بسے مگر ان تینون مین راجہ جیند شاید سب سے زیادہ ممتاز تہا۔ اوسکی وضع اور قطع پرستان ریاست بر ستی تہی اور قوم سکہہ مین جو بالعموم قوی ہیکل ہوتی ہی اس قد و قامت اور جثہ و جسامت کا آدمی شاید ہی مل سکے جس وقت وہ زرہ بکتر کو جسکا وہ بہت شایق تہا زیب تن کر کے اپنی فوج کے آگے آگے جاتا تہا تو کوئی رئیس ہندوستان مین ایسا نہین نظر آتا تہا جسکی شان اسقدر بہادرانہ اور وضع اسقدر سپاہیانہ معلوم ہوتی ہو[ف۱] از رو طبیعت کے وہ با دیانت اور منصف مزاج تہا اور گو اوسکی تمکنت اور ناقرار پسند طبیعت اوسکی ہمسایونکے ساتہہ اوسکا تکرار کرا دیتی تہی مگر گورنمنٹ انگریز کو کوئی دوست سروپ سنگھ سے زیادہ خالص اور نہ زیادہ وفادار جو نہ کسی قسم کے خوف سے بلکہ محض دوستی کے خدمتین انجام دیتا تہا کبہی نہین ملا ہی۔ گورنمنٹ کے اوس فیصلہ سے جس نے اوسکو ریاست جیند کے صرف ایک حصہ کی وراثت کا مجاز کیا تہا وہ بالطبع مایوس ہوا تہا مگر اوس نے کبہی اس فیصلہ سے اپنی طبیعت کو منغص ہونے نہین دیا اور نہ اپنی وفاداری و خیر خواہی پر اثر بخشنے دیا۔

اوسکا خطاب ستارہ ہند کے واسطے نامزد ہونا — ستمبر سنہ ۱۸۶۳ع مین راجہ سروپ سنگھ کے واسطے جی سی ایس آی کا خطاب تجویز ہوا مگر وہ بوجہ علالت کے انبالہ جا کر اس خطاب کا اعزاز حاصل نکر سکا اور قبل حصول اس اعزاز کے جو اوسکو واسطے نامزد کیا گیا تہا اوسنے وفات پائی۔

[ف۱] صاحب مصنف نے صاحب کمشنر انبالہ کی جس رپورٹ سے یہہ مضمون لیا ہی غالبًا کسی وجہہ سے اوس مین غلطی ہی کیونکہ راجہ صاحب ممدوح کو بہ سبب جسامت کے سوای سواری ترنجام اور بگہی یعنی انگریزی گاڑی کے گہوڑے پر سوار ہونا بہی سخت دشوار تہا ۔۔ ۱۲ مترجم

راجہ رگہبیر سنگہ کا جانشین مقرر ہونا۔ رگہبیر سنگہ پسر جانشین راجہ سروپ سنگہ ہر طرح سے لایق فرزند اپنے باپ کا تہا۔ اسوقت اوسکی عمر قریب تینتیس برس کے تہی اور معاملات متعلق بعدالت و انتظام سے بخوبی واقف تہا جنہین راجہ متوفی ایک عمدہ اتالیق تہا کیونکہ اوسنے اپنی ریاست کو عمدہ حالت انتظام پر پہونچایا ہوا تہا اور اپنی رعایا کے ساتہہ اعلے درجہ کا عدل و انصاف عمل مین لاتا تہا۔

گدی نشینی۔ اس نئے رئیس کی گدی نشینی کی تقریب اکتیسوین مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کو سر ہربرٹ ایڈورڈس صاحب ایجنٹ لفٹنٹ گورنر و مہاراجہ پٹیالہ و راجہ نابہہ و نواب مالیر کوٹلہ اور بہت سے اور سردارونکی موجودگی مین وقوع مین آئی۔

بغاوت دادری اس نئے راجہ کی گدی نشینی کو تہوڑے ہی دن گذرے تہے کہ اوسکے جدید علاقہ دادری مین ایک بغاوت واقع ہوئی جسمین اوسکو اپنے عزم و استقلال کو کام مین لانا پڑا۔

انتظام نواب سابق دادری کا نواب دادری حکومت کی مطلق قابلیت نہین رکہتا تہا اور بالکل اپنے ملازمون کے اختیار مین تہا اوسکا قاعدہ تہا کہ تحصیل محاصل کا اجارہ گانونکے مقدمونکو کبہی اسی ہزار روپیہ پر اور کبہی ایک لاکہہ روپیہ پر یا کچہہ زیادہ پر دیدیا کرتا تہا اور یہہ لوگ جبر و تعدی کے ساتہہ اس سے دو چند جمع وصول کیا کرتے تہے۔

انتظام راجہ جیند جب راجہ جیند کا قبضہ ہوا تو اس قاعدہ مین ایک کامل تبدیلی عمل مین آئی اور انگریزی طریقہ پر باقاعدہ بندوبست کرکے جمعبندی دو لاکہہ روپیہ سے بہی زیادہ ہو گئی۔ راجہ سروپ سنگہ روپیہ کا لالچی مشہور تہا اور یہہ جدید جمعبندی گو ہلکی نہ تہی مگر بہت بہاری بہی نہ تہی۔ گورنمنٹ انگریزی نے ہلکی جمعبندی کے طریقہ کو جو ایک عاقلانہ طریقہ ہے نہ صرف اوس درجہ تک پہونچا دیا ہے جہان کہ آمدنی صرف خیالی باتونکا فدیہ ہو جاتی ہے اختیار کیا ہے مگر یہہ توقع نہین ہو سکتی کہ ہندوستانی ریاستین بہی اس نظیر کا اتباع کرینگی۔ ہندوستان مین ایک بہی ریاست ایسی نہین ہے جہانکا حاکم ایک بہت بڑا حصہ پیداوار کا بمقابلہ گورنمنٹ انگریزی کے نہین

لیتا ہی اور یہہ ایک امر لازمی ہی کہ ہندوستانی ریاستون کو وہ دیہات جو ہماری سرحد پر واقع ہوتے ہین باعتبار
ترقی و خوشحالی کے انگریزی عملداری کے دیہات سے کچہہ مناسبت نہین رکہتے ہین - لیکن سروپ سنگہ طماع تہا مگر
ایک دانشمند حاکم تہا اور باستثنا نواح قصبہ جیند جہان کے باشندے اوسکو پسند نہین کرتے تہی اوسکو سب لوگ
عزیز رکہتے تہی - باشندگان جیند کو وہ اپنی رعایا مین سب سے خراب سمجہتا تہا اور جسقدر ممکن ہوتا تہا اون سے
دور رہتا تہا اور اکثر یہہ کہا کرتا تہا کہ اگر سنہ ۱۸۵۷ء مین ان لوگون کو موقع ملتا تو اوس سے بغاوت کے واسطے آمادہ
تہی - دادری کی جمعبندی گو اوس اندازہ سے زیادہ تہی جو حکام انگریزی تشخیص کرتے لیکن جابرانہ نہ تہی اور نہ وہ
باعتبار تعداد کے اوسقدر تہی جو نوابون کے زمانہ مین رعایا کو واقعی دینی پڑتی تہی گو بظاہر زیادہ بہاری تہی -

بانیان بغاوت

دادری کے فساد کی اصل بانی دیہات کے مقدم لوگ تہے جنہون نے اپنی تمام منفعت کو بند اور اپنے آپکو
محض نمبردارون کی حالت پر پایا تہا علاوہ انکے حکیم قاسم علی خان نے بہی جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہی کہ اپنی جاگیر
کی نقد جمعبندی ہونیکی وجہہ راجہ سے ناراض تہا اس بغاوت کی پہیلانے مین کوشش کی تہی - ریاست لوہارو نے
باغیونکی کسی قسم کی طرفداری نہین کی اور راجپوتونکی سرحد سے بہی مدد دینیکا وعدہ کیا گیا -

راجہ سروپ سنگہ کے ایام حیات مین ان مواضعات کے آدمیون نے ہاتہہ پاؤن ہلانے کی جرات نہین کی تہی مگر
اوسکے مرتے ہی قریب پچاس گانوون کے علانیہ باغی ہوگئے تہانہ باڈہرہ پر قبضہ کرلیا اور تہانہ دار کو قید کرلیا اور
بعض دیہات کے گرد بے ترتیبی کے ساتہہ خندق بہی کہود لی قرب جوار کے علاقون سے مثل شیخاواٹی و لوہارو
و کہیتڑی کے اسلحہ و سامان جنگ پہونچ گیا اور شیخاواٹی کے مشہور لٹیرونکو لوٹ مار اور تنخواہ کے وعدہ پر طلب کیا -

نئے راجہ کی مستعدی

دادری کے آدمیون نے اسبات کے خیال کرنے مین کہ نیا راجہ بہی باپکی طرح کم مستعدی اور اولو العزمی
رکہتا ہے بڑی غلطی کی تہی - بغاوت کی خبر سنتے ہی وہ جیند سے دو رجمنٹ پیادگان تعداد مین بارہ سو اور سوا

تین سو پچاس ۳۵۰ سوار اور چار توپین لیکر دادری کو روانہ ہوا جہان وہ آٹھوین ۸ مئی کو پہونچگیا - اوسنے پٹیالہ اور نابہہ سے مدد نہین چاہی گو یہہ ریاستین مدد دینے پر آمادہ تہین اور اوسنے اپنی فوج مین افسر انگریزی کی موجودگی سے بہی خوش اخلاقی کیساتہہ انکار کیا اور خیال کیا کہ ایسا کرنے سے یہہ گمان ہوگا کہ وہ اس اول دقت و دشواری کا جو بعد گدی نشینی کے اوسکو پیش آئی ہے مقابلہ کرنے اور اوسپر غالب آنیکی قابلیت نہین رکھتا ہے -

باغیون پر حملہ کرنا اور اونکے دیہات کو غارت کرنا

چودہوین ۱۴ مئی کو راجہ نے علی الصباح موضع چرخی پر جو دادری سے جنوب و مغرب کی جانب قریبا چار میل کے فاصلہ پر واقع تہا اور جہان دو ڈیڑہ ہزار باغی جاٹون نے جمع ہوکر اپنی محافظت کے واسطے خندق کہود لی تہی حملہ کیا - اونکو مکرر سمجہایا گیا اور اونکو چار گہنٹے اور اطاعت قبول کرنیکو واسطے چند روز کی مہلت دی گئی مگر اونہون نے اخیر دم تک راجہ کا مقابلہ کرنیکا عزم مصمم پایا گیا - لیکن جب حملہ واقعی شروع ہوگیا اور توپین گانو پر چلائی گئین اوسوقت باغی منتشر ہوگئے اور بہاگنے مین اکثر لوگ مارے گئے - پہر گانون کو آگ لگا کر راجہ نے اوسیدن دوسرے گانو موسومہ بہ مانکاواس کیطرف جو چہہ میل کے فاصلہ پر واقع تہا عزیمت کی اور اوسکو بہی فتح کرکے تباہ کر دیا - موضع جہنجو اخیر مقام تہا جہان باغیون نے پانون جمائے مگر سولہوین ۱۶ مئی کو یہہ گانو بہی دہاوہ کرکے لیلیا گیا اور دونون طرف سے چند آدمی کام آئے - اور اسکا بہی وہی حال ہوا جو اور دونون گانون کا ہوا تہا اور باغی لوگ اپنے معاملہ کو بیجان پاکر علاقہ راجپوتانہ کی طرف بہاگ گئے اور بغاوت ختم ہوگئی - بعد اس کامیابی کے راجہ نے ایسی ہی رحم دلی ظاہر کی جیسے کہ جراءت و مستعدی اوسنے اس کام مین ظاہر کی تہی -

انتظام کا از سر نو قایم کرنا -

اوسنے صرف اس بغاوت کے سرغنہ لوگون کو سزا دی اور باقی زمینداروں کو اجازت دیدی کہ علاقہ دادری کو واپس آجائین اور اپنے مواضعات کو از سر نو آباد کرین -

ریاست جیند کے اس عرصہ مین اوسوقت سے برابر انتظام قایم رہا ہے۔

راجہ رگھبیر سنگھ کا کنبہ۔

راجہ رگھبیر سنگھ کی شادی سب سے اول دختر جواہر سنگھ چودہری داودی سے ہوئی تھی اوس سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹا جسکا نام بلبیر سنگھ ہے اب چودہ ۱۴ برس کی عمر کا ہے اور لڑکی کی شادی سردار بشن سنگھ کالسیہ کے ساتھ اپریل ۱۸۶۵ء مین ہوئی تھی اور گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بھی تین ہزار روپیہ کا نیوتہ دیا گیا تھا [۹]

اوسکا چال چلن

راجہ کی دوسری شادی دہیان سنگھ گل راجو فرعہ والے کے ہان ہوئی تھی مگر اس بیوی سے کچھ اولاد نہین ہوئی راجہ رگھبیر سنگھ کی اصل سکونت سنگرور مین ہے مگر اپنی ریاست کے اقطاع دور و دراز کی نگرانی و انتظام سے بھی غافل نہین ہے۔ وہ ایک نہایت سمجھدار اور نہایت متدین آدمی ہے اور پٹیالہ اور نابہہ کو رئیسون کو ایام صغر سنی مین اونہے ہمیشہ نیک صلاح دی ہے گو اونکے خورد سال رشتہ دارون نے اوسکی صلاح کے بالالتزام ماننے کی پروا نہین کی۔ یہہ راجہ ایک ماہر شکاری اور ایک بہادر سپاہی ہے اور اوسکی چھوٹی سی فوج ڈیڑہ ہزار آدمیون کی نہایت عمدہ حالت مین ہے۔

آمدنی و رقبہ و آبادی ریاست جیند

ریاست جیند کا رقبہ ایک ہزار دو سو چھتیس ۱۲۳۶ میل مربع ہے جسمین قریب ساڑہے تین لاکھ کے آبادی ہے۔ چند سال سے آمدنی بہت بڑہ گئی ہے اور اب چہ ست لاکھ روپیہ سال وصول ہوتے ہین۔

[۹] نیوتا کا دینا ایک اختیاری امر ہے اوسکو دینے کی تائید مین بہت کم نظیرین ہین اور صرف گورنمنٹ کی عنایت خاص کے اظہار کے واسطے دیا جاتا ہے۔
چٹھی ایجنٹ لفٹننٹ گورنر نمبر (۱۱۹) مورخہ چودہوین اپریل ۱۸۶۵ء بنام گورنمنٹ پنجاب۔ چٹھی گورنمنٹ پنجاب بنام ایجنٹ نمبر (۲۳۵) مورخہ دوسری مئی ۱۸۶۵ء۔ مصنف

ریاست نابہہ کی تاریخ

روسائے نابہہ اس وجہہ سے کہ وہ خاندان پہول کی بڑی شاخ کی اولاد مین سے ہین پہولکیونکے اور خاندانون سے فایق اور برتر گنے جانے کا دعویٰ کرتے ہین پٹیالہ اور جیند کی تاریخون مین ان خاندانون کے مورث اعلےٰ یعنی پہول اور گوردتا اور سکہہ چین کا جو اوسکے پوتے تہے مفصل حال درج ہوچکا ہے ان دونون بہائیون مین سے بڑے بہائی کی اولاد خاندان نابہہ اور چہوٹے کی خاندان جیند ہے۔
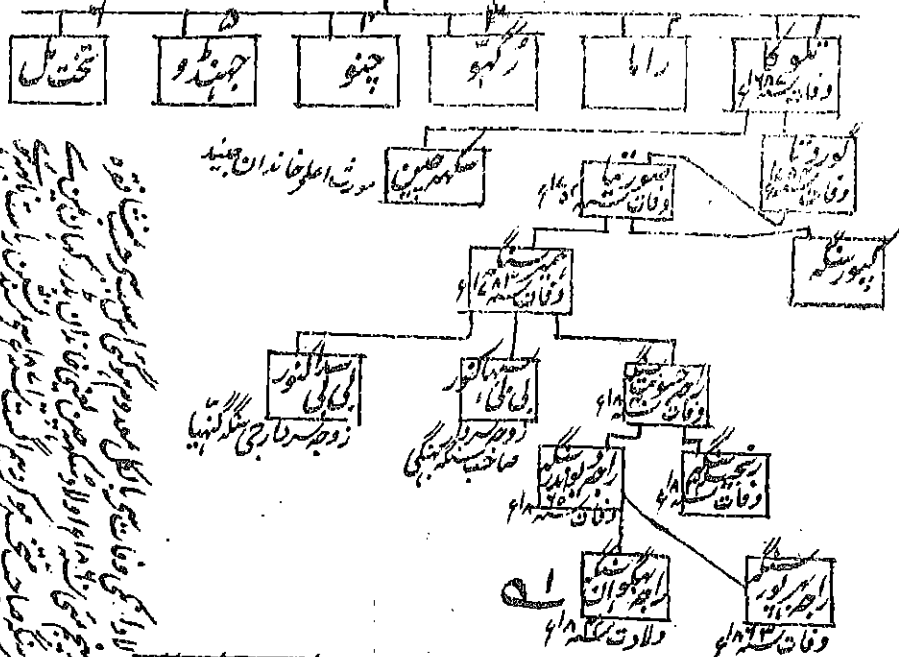
نابہہ کا شجرہ نسب یہہ ہے

ا راجہ بہگوان سنگہ صاحب نے ہی مئی سنہ ۱۸۷۱ء مین لاولد وفات پائی اور چونکہ چودہری گوردتا کی

چودہری تلوکا کی جایداد کا تقسیم ہونا۔

سنہ ۱۶۹۷ع مین چودہری تلوکا کے انتقال کے بعد اسکی جایداد اسکے بیٹون کے باہم منقسم ہوگئی اسکے بیٹے گوردتا کی شادی سردول سنگہ مان موڑان والہ کی لڑکی کے ساتہہ ہوئی جس سے اسکے ایک بیٹا سورتیا نامی پیدا ہوا اسنے اوس زمین مین جو باپ کے ترکہ جایداد مین سے اسکے حصہ مین آئی تہی موضع ڈہولہ کی بنیاد ڈالی بعد ازان قصبہ سنگرور آباد کیا جو مدت تک نابہہ کا دارالریاست رہا اور آخرکار رئیس جیند نے دغابازی سے لے لیا۔ گوردتا نے قرب وجوار کے اور بہی بہت سے مقامات اپنے ہمسایون سے چہین لئے مگر اسکی اپنے چہوٹے بہائی سکہہ چین سے ان بن رہتی تہی چنانچہ انکے باہمی تنازعہ کے سبب کئی بار کشت وخون تک نوبت پہونچی۔

چودہری گوردتا کا انتقال اور چودہری ہمیر سنگہ کا اوس کا جانشین ہونا

سنہ ۱۷۵۴ع مین گوردتا کا انتقال ہوا اور اسکا پوتا ہمیر سنگہ اس کا جانشین ہوا۔ اسکا اکلوتا بیٹا سورتیا اس سے دو سال پہلے ہمیر سنگہ اور کپور سنگہ دو بیٹے چہوڑکر گذر گیا تہا کپور سنگہ کی شادی سوجان سنگہ مان ہیر کی لڑکی مسمات راجکنور کے ساتہہ ہوئی تہی مگر یہہ لاولد مرا اور اسکا بہائی ہمیر سنگہ سکہون کی رسم کے بموجب اسکی بیوہ کے ساتہہ کریوہ کرکے جسکو چادر ڈال لینا بہی کہتے ہین اسکے علاقون کپور گڈہ اور سنگرور پرمعہ بکہو اور ٹڈیالہ کے جو یہہ دونون دیہات بہی اوسنے اپنی ریاست مین اور شامل کرلئے تہے قابض ہوگیا ہمیر سنگہ کے ازواج مین سے فقط راجکنور کے ہی بطن سے سنہ ۱۷۷۵ع مین ایک بیٹا پیدا ہوا

جسکا نام جسونت سنگہ تہا - ہمیر سنگہ نے علاوہ راجکنور کے ایک شادی تو ننتہا سنگہ
بنگریہ کی لڑکی کے ساتہہ اور دوسری مکھن سنگہ روڑی والہ کی لڑکی مسمات
دلیپو کے ساتہہ کی جسکے بطن سے سبہا کنور اور سدا کنور یہہ دو لڑکیان پیدا ہوئین -
سبہا کنور تو سردار صاحب سنگہ کے ساتہہ جو بڑا طاقتور سردار خاندان بہنگی کا تہا کتخدا[1]
ہوئی اور سدا کنور سردار جی سنگہ پٹیالہ والہ کو بیاہی گئی - ہمیر سنگہ کی چوتھی بیوی راج کنور سے
جو دہنا سنگہ ٹہرانہ والہ کی لڑکی تہی کوئی اولاد نہین ہوئی چودہری ہمیر سنگہ بڑا شجاع
اور مستعد شخص تہا اسنے اپنے علاقہ کو بہت بڑہایا -

شہر نابھہ کی آبادی واقع سنہ ۱۷۵۵ء

سنہ ۱۷۵۵ء مین شہر نابھہ کی بنیاد ڈالی اور اسکے چار برس بعد موضع
بہادر سوا(؟) پر قابض ہوا اور سنہ ۱۷۶۳ء مین سرہند کی اوس مشہور
معروف لڑائی کے موقع پر جسمین وہان کا مسلمان صوبہ دار زین خان مقتول ہوا
تہا ہمیر سنگہ نے راجہ آلا سنگہ اور اور سکہہ سردارون کے ساتہہ شامل ہوکر پرگنہ
املوہ پر بطور حصہ اس فتح کے قبضہ پایا اور پہر اسنے روڑی کو سنہ ۱۷۷۶ء مین
رحیم داد خان سے فتح کیا اسی کے زمانہ مین ریاست نابھہ مین ٹکسال جاری ہوئی اور
ٹکسال کا جاری ہونا اسکے کامل طور پر خود مختار ہونے کی ایک علامت سمجہی جاسکتی ہے

[1] یہہ بات اہلکاران نابھہ کے جوابات مرقومہ اٹھارہوین جنوری سنہ ۱۸۴۴ء سے جو اونہون نے موضع
موڑان کے مقدمہ کی نسبت تحریر کئے تہے اور نیز بہنگیون کی تاریخ سے ثابت ہوتی ہے مگر
تعجب ہے کہ نابھہ اور پٹیالہ دونون خاندانون کی تاریخ کے رو سے سبہا کنور کا سردار
گوجر سنگہ بہنگی کے ساتہہ منسوب ہونا پایا جاتا ہے اور یہہ امر بالکل غلط ہے فقط
مصنف -

اس زمانہ مین ریاست نابہہ کو بہت سی کامیابیان ایک مسلمان دیوان کی بدولت جسکا لقب کوباشہور تہا حاصل ہوئین۔[1]

راجہ جیند کا سنگرور کا چہین لینا۔

اب ہمیر سنگہ کے اقبال نے لوٹنی کہائی اور راجہ گجپت سنگہ والی جیند اسپر غالب ہوگیا چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ۱۷۷۴ء مین اس رئیس جیند نے ایک بہت ضعیف سا حیلہ آگے رکہہ کر نابہہ پر حملہ کیا اور ہمیر سنگہ کو دغابازی سے گرفتار کرکے سنگرور کے مستحکم مقام پر قبضہ کرلیا اور اوسوقت سے آجتک یہہ مقام ریاست جیند کے ہی قبضہ مین ہے۔

۱۷۸۳ء مین چودہری ہمیر سنگہ کا انتقال ہونا اور بیٹا یا لغی راجہ جسونت سنگہ اوسکے بیٹے کہ رانی دلیپو کا کارکن ریاست مقرر ہونا۔

جب ۱۷۸۳ء مین ہمیر سنگہ کا انتقال ہوا اسوقت اسکے لڑکی جسونت سنگہ کی آٹہہ برس کی عمر تہی اس سبب سے یہہ بات ضرور ہوئی کہ انتظام ریاست کے لئے کوئی کارکن مقرر کیا جاوے۔ چونکہ رانی دلیپو کاروبار کی لیاقت رکہتی تہی اسلئے جسونت سنگہ کی ماں بیٹھی رہی اور وہ کارکن ریاست مقرر ہوئی۔ رانی دلیپو اپنے خاوند کی قید کے زمانہ مین اپنی بہادری سے ریاست جیند کے مقابلہ مین خوب طرح سے لڑکر اپنی ریاست کو بچاتی رہی تہی اور اپنے داماد سردار صاحب سنگہ بہنگی رئیس گجرات کی سپاہ کی مدد سے بہت سا اوس علاقہ مین سے جو گجپت سنگہ نے چہین لیا تہا واپس لے لیا تہا۔

---

[1] اس قابل شخص کا نام یعقوب خان تہا جسکو اوس زمانہ کے ان پڑہ لوگ کوبے خان یا کوبا کہتے تہے۔ مترجم۔

مائی دیسو کا انتقال ۱۷۹۰ء

اس مانگی ہوئی سپاہ کی مدد سے رانی دیسو ۱۷۹۰ء تک اپنے بیٹے جسونت سنگھ کی طرف سے حکمرانی کرتی رہی مگر اس سال مین دفعتاً اسکا انتقال ہوگیا اور اس سے پہلے سال مین اسکے مقابلہ کرنیوالے دشمن راجہ گجپت سنگھ کا بمقام جیند انتقال ہو چکا تھا۔

جارج طامس کے مقابلہ مین جیند اور نابھہ کا باہم متفق ہونا۔

بعدہ نابھہ اور جیند کے باہم ایک دوستانہ ارتباط پیدا ہو گیا اور جارج طامس جو قلعہ ہانسی کا مالک وقابض تھا یہہ دونون پاستین اوسکی طاقت کے منہدم کرنے مین جو عام خطرہ کا باعث تھی متفق ہوئین طامس کی لڑائیون اور فتوحات کا حال جسقدر کہ روسا اینرری ستلج سے متعلق تھا پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مرہٹون کے امداد کے نذرانہ کی تفصیل۔

جو صلاح مشورے اور قرارداد جنرل پیرون صاحب شمالی افواج مرہٹہ کے سپہ سالار کے ساتھہ طامس صاحب کے ہانسی سے نکالدینے کے باب مین بمقام دہلی ہوئی تھی ان مین ریاست نابھہ کا شریک ہونا نہین پایا جاتا بلکہ اس معاملہ مین صرف مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجہ بھاگ سنگھ والی جیند اور بھائی لال سنگھ والی کیتھل کے معتمدون نے ہی کل شرائط عہد وپیمان کو طے کیا تھا مگر اخیر مین جو شرائط قرار پائی ہین اونمین ریاست نابھہ کو بھی انہون نے شامل کرلیا تھا اور جارج طامس جو ان سب کا دشمن عام تھا اوسکی شکست سے شرائط مذکورہ کی رو سے اوسیقدر فایدہ اس ریاست کو بھی پہونچ سکتا تھا جس قدر اور

راجہ جسونت سنگہ کا انگریزون سے دوستی پیدا کرنا۔

راجہ جسونت سنگہ رئیس نابھہ انگریزون سے دوستی پیدا کرنے کے واسطے اسقدر آمادہ نہ تہا جسقدر جیند اور کیتہل کے رئیس تہے مگر جنرل لارڈ لیک صاحب سے جو روساء اینڈ دی ستلج کی ملاقات بمقام تہک لوڈہانہ[1] ہوئی تہی اسموقع پر اس رئیس نے بہی اپنے معتمد بہیجا اور جنرل موصوف نے نسبت گورنمنٹ انگریزی اون دوستانہ خیالات کا جنکے ظاہر کرنے کیواسطے یہہ معتمد بہیجے گئے تہے شکریہ ادا کیا اسکے دوسرے سال جب مہاراجہ ہلکر لاہور جاتے ہوئے نابھہ مین ٹہہرا تب راجہ جسونت سنگہ نے اوس سے صاف کہدیا کہ ہمارا انگریزون سے معاہدہ ہوچکا ہے اس سبب سے ہم آپکو کسی طرح کی مدد نہین دے سکتے لارڈ لیک صاحب نے راجہ جسونت سنگہ کو اس امر کا یقین دلایا کہ جبتک تم گورنمنٹ انگریزی کے اسی طرح خیرخواہ رہوگے اوسوقت تک تمہارے علاقجات مین کچھہ کمی نہین کیجائیگی اور نہ کسی طرحکا خراج تمسے طلب کیا جائیگا۔

---

[a] کتاب تاریخ پٹیالہ مین مشروحاً لکھی ہے پس مذکورہ بالا دونون رقمون کے ملانے اور مرہٹون کے خراج لینے کے اوس قاعدہ پر خیال کرنے سے جسکو اونکی اصطلاح مین راچوہتہ وا کہتے تہے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر ان ریاستون کی آمدنی حسب تفصیل ذیل تہی۔ پٹیالہ چہہ لاکہہ [illegible] ہزار کیتہل دو لاکہہ [illegible] ہزار۔ جیند ایک لاکہہ [illegible] ہزار۔ نابھہ ایک لاکہہ [illegible] ہزار۔ رائے کوٹ تین لاکہہ [illegible] ہزار۔ رائے پور وگوجروال [illegible] ہزار۔ کوٹلہ مالیر [illegible] ہزار۔ مگر قرائن احوال سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ اس حساب مین اون دیہات اور علاقجات کی جمع شامل نہین تہی جو اکثر بطور مدد خرچ اور بعوض تنخواہ نقدی کے اوس زمانہ مین عموماً بنام نہاد جاگیرات وجاگیر لوگون کو دیے ہوئے ہوتے تہے بلکہ وہ خالص آمدنی مراد تہی جو خزانہ مین نقد قابل داخلہ سمجھی جاتی تہی۔ ۱۲ محشی

[1] شہر پٹیالہ سے مشرق کی طرف تہاتہانیسر کے راستہ پر ایک چھوٹا سا گانون ہے۔ مترجم

راجہ نابھہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے تعلقات اور کارروائیان واقع سنہ ۱۸۰۶ع

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے رؤسا اینمروی ستلج کے ساتھہ اول ہی اول تعلق پیدا ہونے اور اوسکی فتوحات اور چال بازیون کا حال پٹیالہ کی تاریخ مین نہایت شرح اور بسط کے ساتھہ بیان ہوچکا ہے اس سبب سے یہان ان باتون کا ایک مختصر طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے رانی آسکنور راجہ صاحب سنگھ پٹیالہ کے ضعیف العقل راجہ کی رانی کچھہ عرصہ تک راجگان نابھہ اور جیند کے ساتھہ سرگرم پیکار رہی تھی اور رؤسا رتھانیسر اور کیتھل کی مدد سے انپر غالب ہوچلی تھی اسوجہہ سے اس موقع پر رئیس جیند نے اپنے رشتہ دار مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اپنی مدد کیواسطے بلا بھیجا چنانچہ وہ فوراً ایک بڑی سپاہ ساتھہ لیکر آن پہونچا اور گو کہ اوس نے ان تنازعات کا جو پٹیالہ اور قرب وجوار کی ریاستون کے باہم برپا تھے چندان تدارک نکیا لیکن جسقدر ملک[1] اسنے اس موقع پر فتح کیا اوسمین سے اپنے رفیقون اور ہواخواہون کو جاگیرین اور انعام دئے چنانچہ پرگنہ جات رائیکوٹ بسیان تلونڈی اور جگرانون مین سے اکتیس ۳۱ گانون جمعی چھبیس ہزار چھہ سو ساٹھہ روپیہ اور سات گانون گھونگرانہ کے علاقہ مین سے جمعی تین ہزار تین سو پچاس روپیہ راجہ جسونت سنگھ کے حصہ مین آئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چڑھائی واقع سنہ ۱۸۰۷ع کا ذکر

رنجیت سنگھ نے جو مہمات سنہ ۱۸۰۷ع مین علاقہ اینمروی ستلج مین کی تہین

[1] مہاراجہ موصوف نے جو فتوحات سنہ ۱۸۰۶ع سے سنہ ۱۸۰۹ع تک حاصل کی تہین اون کی تفصیل اس کتاب کے ضمیمہ نمبر ۱ مین درج ہے۔ مصنف

ان مین رئیس نابہہ ریاست پٹیالہ کی ضعیف حالت اور اسکی خانگی پہوٹ سے
فایدہ اوٹہانے کی امید پر اوسکا مضبوط دوست بنا رہا - چنانچہ سنہ ۱۸۰۸ع مین اس
رئیس کو علاقہ گہونگرانہ مین سے جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گوجر سنگہ سے فتح کیا
تہا چار گانون عنایت ہوئے - اور پہر اسکے دوسرے سال علاقہ کہنا جو رانی راج کور
اور رن سنگہ سے چہینا گیا تہا اور جسمین اٹہارہ دیہات تہے رئیس موصوف کو دیا گیا

مگر اخیر مین جسونت سنگہ بہی اور رؤساء اینروے ستلج کی طرح یہہ بات سمجہنے لگ گیا کہ رنجیت سنگہ کی دوستی بہی اوسکی دشمنی سے کچہہ کم خوفناک نہین ہے اور وہ اس تمام ملک پر جو جمنا کے شمال مین واقع ہے اقتدار مطلق حاصل کئے بدون اوکسی بات سے خوش نہین ہوسکتا چونکہ یہہ بات راجہ جسونت سنگہ نے بخوبی سمجہی ہوئی تہی اسلئے ممالک اینروے ستلج کے ملک محفوظ گورنمنٹ انگریزی بننے کے موقع پر رئیس موصوف سرکار انگلشیہ کیطرف جسکی جانب وہ ہمیشہ سے دوستانہ

(حاشیہ:) راجہ جسونت سنگہ کا کرنل اختر لونی صاحب سے بکمال خلوص ملاقات کرنا اور مثل دیگر رؤساء اینروے ستلج از روے اشتہار مجریہ سیوم مئی سنہ ۱۸۰۹ع گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین آجانا -

خیالات رکہتا تہا رجوع لانے کو بدل خواہان تہا چنانچہ اس موقع پر جب کرنل اختر لونی
صاحب نابہہ تشریف لیگئے تو وہ انسے نہایت تپاک کے ساتہہ پیش آیا اور اسی سال
مین بجادہئی دیگر رؤساء مالوہ[1] و سرہند کے ساتہہ گورنمنٹ انگریزی کے زیر حمایت ہوگیا -

---

[1] اس ملک کے لوگ پرگنات بہٹنڈہ وغیرہ مغربی حصہ ریاست پٹیالہ اور اوسکے ملحقہ پرگنات کو مالوہ کہتے ہین اور یہہ لقب […] گورو گوبند صاحب سکہون کے دسوین گورو نے جبکہ وہ شاہان دہلی کے خوف سے ویران اور بے آب و علف جانگر جنید و بطور پناہ وہان ٹہرے تہے دیا تہا یہہ طور اوس کو بخشا تہا - مترجم

اسوقت ریاست نابہہ کا نسبت اور ریاستون کے کیا درجہ تہا۔

اسوقت راجہ جسونت سنگہ کا رؤساء ابہروی ستلج مین تیسرا درجہ تہا اول
نمبر تو مہاراجہ صاحب پٹیالہ[۵۱] کا تہا جنکی چہہ لاکہہ روپیہ سے زیادہ آمدنی تہی
اور دوسرا نمبر بہائی صاحب کیتہل کا جنکی آمدنی سوا دو لاکہہ روپیہ سال
کی تہی تیسرا نمبر رئیس نابہہ تہا جسکی آمدنی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ تہی اور
گو کہ رؤساء کلسیہ اور لاڈوہ کی آمدنی بہی اسیقدر تہی اور سپاہ اس سے بہی زیادہ
تہی مگر تیسرا درجہ رئیس نابہہ ہی کا مانا جاتا تہا اور سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب کی راے
اس رئیس کی لیاقت کی نسبت نہایت عمدہ تہی چنانچہ اونہون نے گورنمنٹ کو اپنی
رپورٹ مین یہہ الفاظ تحریر کیئے تہے "راجہ جسونت سنگہ اون بڑے سردارون مین سے
ہے جو ہماری زیر حمایت ہین اسکے اوضاع واطوار اور انتظام اور سمجہہ ان رئیسون کی
نسبت جن سے مین ابتک ملاقی ہوا ہون بدرجہا افضل و بہتر ہین مینے اس رئیس کا
بہت سا علاقہ دیکہا ہے اسکے علاقہ مین زراعت خوب ہوتی ہے اور اس علاقہ کی
حالت ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رئیس اپنی رعایا کی نسبت سختی کرنے والا
نہین ہے اور اون پر ملائمت سے حکومت کرتا ہے اور یہہ وہ اوصاف ہین جو اور
رئیسون مین شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہین اور اس رئیس کی عمدگی حکومت کی زیادہ تر
تمیز ہونے کا سبب یہہ ہے کہ اسکے علاقہ کے دیہات راجہ صاحب پٹیالہ کے دیہات
سے جنکی حالت بالکل انکے برعکس ہے ملے جلے ہوئے ہین الخ" ـ اگرچہ اس اشتہار کے
رو سے جو تیسری مئی سنہ ۱۸۰۹ع کو جاری ہوا تہا وہ رؤسا جنکو سرکار انگریزی نے

[۵۱] دیکہو حاشیہ صفحہ چہہ و شصت ۔ ۱۲ محشی

اپنی حفاظت مین لیلیا تہا خراج دینے سے بری تہے اور اپنے حقوق اور حکومت قدیمی پر قایم رہنے کا وعدہ پا چکے تہے مگر باوجود اسکے جسونت سنگہ نے ان امور کی نسبت نواب گورنر جنرل سے ایک خاص درخواست کر کے زیادہ تر شرح اور ذاتی اقرار حاصل کئے اور اس سے کچہہ عرصہ بعد نواب گورنر جنرل بہادر کی دستخطی اور مُہری سند بہی اس مضمون کی عطا ہوئی کہ تم اپنے علاقجات پر بدستور قایم رہو گے -

راجہ جسونت سنگہ کا طور و طریق پٹیالہ کے ساتہہ اس طرز کا ہونا کہ جسطرح سے پٹیالہ کے اقتدار مین خلل آئے -

سنہ ۱۸۱۰ع مین راجہ جسونت سنگہ کو شاہ دہلی کیطرف سے جسکے پاس بطور پیشکش اسنے دو توپین اور چار کمانین بہیجی تہین از روے مراسلہ صاحب رزیڈنٹ شاہجہان آباد مورخہ ستائیسوین[۲۷] ستمبر سنہ ۱۸۱۰ع معہ فرمان محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی مورخہ چہبیسوین[۲۶] ستمبر سنہ ۱۸۱۰ع موسومہ راجہ صاحب موصوف برادر بنس سرمور مالوندر بہادر کا خطاب عنایت ہوا -

چونکہ راجہ صاحب سنگہ والی پٹیالہ بالکل بہولے بہالے تہے اور انکی زوجہ رانی آسکنور کو انتظام ریاست اس شرط سے حوالہ کیا گیا تہا کہ بعض معاملات خاص مین صاحب ایجنٹ اور روساء جیند و کیتہل و نابہہ سے صلاح لیلیا کرین اسلئے راجہ جسونت سنگہ جو خاندان پٹیالہ کا قریب رشتہ دار تہا راجہ [illegible] سنگہ والی جیند اور بہائی لال سنگہ والی کیتہل کے ساتہہ ریاست پٹیالہ کے انتظام مین ایک مشیر تہا مگر یہہ رئیس ہمیشہ اس ریاست کی تخریب چاہتا تہا چنانچہ راجہ صاحب سنگہ کے انتقال سے چند سال پہلے اور پہر انکے فرزند کی نابالغی کے زمانہ مین برابر اسکا مقصد خاص یہی

رہا کہ پٹیالہ کے اندرونی فسادون کو ترقی ہوا اور اسکی بدنظمی کی شہرت اسقدر پہیلے کہ
جس سے کامل طور پر بیرونی مداخلتون کی ضرورت پڑے یا یہہ ریاست بالکل ہی ٹوٹ
جائے کیونکہ اس ریاست کے ٹوٹنے سے اوسکو یہہ امید تھی کہ میرے ہاتھہ بہی نہ کچھہ
حصہ آئیگا اور اسطرح پر میرا علاقہ ریاست زیادہ ہو جاوے گا۔

راجہ جسونت سنگہ کے خصائل۔

سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب نے جو ستائیش آمیز کلمات جسونت سنگہ کے
خصائل کے باب مین لکہے تہے وہ صرف اسکی لیاقت انتظامی کی
نسبت تہے قرب وجوار کی ریاستون کے ساتھہ برتاؤ رکہنے کی نسبت نہ تہے کیونکہ ان
ریاستون کے حق مین تو وہ بہی ایسا ہی ہیڈ ہرک چہینا جہپٹی کرنیوالا تہا جیسے اور رئیس تہے
اور کچھہ جسونت سنگہ ہی زیادہ پرانا نہ تہا بلکہ اسوقت علاقہ اینروے ستلج مین ایسا کوئی
بہی رئیس معلوم نہین ہوتا تہا جو اپنے ذاتی فایدہ سے قطع نظر کرکے دوسرونکے
حقوق کا بہی کچھہ خیال کرتا ہو اور ان مین سے کسی کو بہی کچھہ پاس ولحاظ اس امر کا نہ تہا
کہ آیا میرا مطلب ذاتی ظلم وزبردستی سے حاصل ہوسکتا ہے یا فریب سے اور پٹیالہ
کے ساتھہ تو نابهه کو ہمیشہ سے رشک اور حسد چلا آتا تہا اور اسی سبب سے ہمیشہ لڑائی
جھگڑے رہتے تہے۔

پٹیالہ سے نابهه کو کیون رنج تہا۔

روسا رنابهه کو اس خیال سے کہ نسباً اور نیز منصب چودہرات کی
روسے خاندان پہول کے بڑے ہم ہین اس گہرانے کی چہوٹی شاخ یعنی
پٹیالہ کا اپنے سے زیادہ تر متمول اور طاقتور ہونا نہایت خار گذرتا تہا اور اس رشک

حسد کا اثر لاہور کی پہلی لڑائی کے زمانہ تک ان دونون ریاستون کے تمام باہمی معاملات مین اکثر پایا جاتا ہے۔

موضع دولدی

موضع دولدی جسکی ملکیت کا دونون ریاستین دعوی کیا کرتی تہین نابہہ کے اسقدر متصل واقع ہے کہ شہر پناہ سے اوسکی زمین ملی ہوئی ہے اس سبب سے یہہ تنازعہ بہی انکے باہمی فساد کا ایک بڑا سبب تہا اور جن تنازعات کے تصفیہ کیواسطے ۱۸۳۰ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہ بلائے گئے تہے اون مین سے ایک مقدمہ یہہ بہی تہا مگر باوجود اسکے یہہ تنازعہ رفع نہین ہوا۔ بلکہ بیس اکیس برس مابعد تک بہی اس مقدمہ کی بدولت شاخشانے پر شاخشانے نکلتے رہے۔

ذکر تنازعات موضع علیکے

ان دونون ریاستون مین سرحدون کی بابت یون تو بہت سے تنازعات پیدا ہوتے رہے مگر جنوری ۱۸۱۹ء مین موضع علیکے پر جسکو مہاراجہ پٹیالہ اپنی ملکیت بتاتے تہے ایسا فساد بڑہا کہ مہاراجہ صاحب موصوف نے اوسپر قابض ہونے کیواسطے اپنی سپاہ بہیجدی اور سپاہ کو واپس بلانے اور انفصال مقدمہ کیواسطے پنچ مقرر کرنے پر صرف اوسوقت رضامند ہوئے جبکہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ نے اس معاملہ مین بہت سا زور دیا۔

ذکر تنازعہ سرحد موضع کوس ہیڑی

اسکے دوسرے سال پٹیالہ کی طرف سے نابہہ کی نسبت دخل بیجا کی شکایات پیش ہوئین اول شکایت موضع کوس ہیڑی علاقہ پٹیالہ و بہولاشیری علاقہ نابہہ کی بابت تہی اس سے پہلے سال جب راجہ جسونت سنگہ نے کوس ہیڑی کے

زمینداروں کی پہولاشیری کے زمینداروں پر تصرف کرنیکی بابت شکایت کی تہی تب پنچ مقرر ہوگئے تہے اور انہوں نے راجہ صاحب نابھہ کے حسب دلخواہ فیصلہ کیا تہا مگر اسکے بعد مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے کونسل ہیری مین اس بہانہ سے ایک سپاہ بہیجدی کہ یہہ اوس گانون کو دیہات ملحق الحدود کے باشندون سے جو زیادہ طاقتور اور بہر پرخاش ہین محافظت کریگی حالانکہ اس سپاہ کا بہیجنا محض غیر ضروری تہا کسواسطے کہ باشندگان پہولاشیری کو جو کچھہ وہ چاہتے تہے ل چکا تہا اور وہ اب اپنی طرف سے فساد قایم رکہنا نہین چاہتے تہے مگر مہاراجہ صاحب کو اپنے دعوے سے دست بردار ہونا مرکوز خاطر نہ تہا پس نتیجہ یہہ ہوا کہ اس فساد نے بہت طول پکڑا اور خونریزی واقع ہوئی۔

دیگر تنازعات کا ذکر۔

دوسرا تنازع قصبہ بہڈور اور موضع کانگڑ کی سرحد کا تہا بہڈور سردار دیپ سنگھ اور ہیر سنگھ کے قبضے مین تہا جو رئیس پٹیالہ کے رشتہ دار تہے اور کانگڑ نابھہ کے علاقہ مین تہا اس مقدمہ مین بہی رئیس نابھہ کا دعوی صحیح تہا تیسرا تنازعہ علاقہ ہریانہ کے اون زمینون کی بابت تہا جو گہگر ندی کے جنوب کیطرف واقع تہین جا اوس موقع پر جبکہ علاقہ ہریانہ اور علاقہ انگریزی کی سرحدات قایم کی گئی تہین ان دونون ریاستون کے باہم تقسیم ہوچکی تہین۔

ریاست نابھہ کا خانگی فساد اور کنور رنجیت سنگھ کا باغی ہونا

راجہ جسونت سنگھ کی مشکلات فقط پٹیالہ کے تنازعات سرحدی پر ہی محدود نہ تہین بلکہ انکا بڑا لڑکا کنور رنجیت سنگھ جو ۱۸۰۸ء مین بعض برے

مشورے دینے والون خصوصاً سردار لدھڑان کی اغوا سے علانیہ باغی ہو گیا تھا اوسنے بھی انکو برادق کیا اور اوسنے صرف اوسوقت راجہ صاحب کی اطاعت قبول کی اور اپنے اون رفقا کو جو راجہ صاحب کے خلاف مزاج تھے اپنے پاس سے دور کیا جبکہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ اپنے رعب وداب ذاتی کو کام مین لائے اگرچہ دونون باتون کے قبول کر لینے کے بعد اوسکی جاگیر جو ضبط ہو گئی تھی بحال کر دی گئی تھی مگر باپ بیٹے کا یہہ ملاپ کچھہ بہت دنون قایم نہین رہا چنانچہ ۱۸۴۲ء مین جسونت سنگہ کو پہر یہہ ظن پیدا ہوا کہ رنجیت سنگہ میرے برخلاف سازشین کر رہا ہے اور اس سبب سے جو دیہات اسکے گذارہ کے واسطے مقرر کئے گئے تہے وہ سب ضبط کر لئے۔

راجہ جسونت سنگہ کو اس امر کا گمان ہونا کہ کنور رنجیت سنگہ میرے قتل کے درپے ہے اور اس الزام کا اوسپر ثابت نہ ہونا۔

اور ۱۸۴۳ء مین راجہ جسونت سنگہ نے علانیہ یہہ ادعا کیا کہ یہہ میرا لڑکا ایک ایسی سازش کر رہا ہے جو میرے قتل کیواسطے ہے اور اب اس خیال سے جسونت سنگہ نے یہہ تجویز کی کہ رنجیت سنگہ اور اسکی اولاد کو وراثت ریاست سے بالکل محروم کر کے چھوٹے لڑکے کو اپنا وارث قرار دون اور راجا سنگہ سردار لدھڑان کی جاگیر جو رنجیت سنگہ کے مزاج مین ازبس دخیل تہا ضبط کر کے اپنے علاقہ مین شامل کر لون مگر راجہ جسونت سنگہ نے جو دلایل وثبوت اپنے خوف وخطر کی بابت پیش کئے وہ محض خیالی باتین تہین اور رنجیت سنگہ اس الزام سے جو اوسپر لگایا گیا تہا صاف منکر تہا لیکن بہرحال راجہ صاحب نے اسکے مظنونہ شرکاء مشورہ کو سنگین طور پر پابجولان کر کے مقید کر دیا

مگر یہہ جب مقدمہ نواب گورنر جنرل کی خدمت مین صدور حکم کیواسطے بہیجا گیا اونکی
راے مین یہہ الزام ثابت نہ ہوا اور اسلئی یہہ حکم صادر ہوا کہ کنور رنجیت سنگہ پر کسی قسم
کی نظر بندی وغیرہ سے روک ٹوک نہ کیجائے اور سردار آجا سنگہ فوراً قید سے رہا
کردیا جائے راجہ جسونت سنگہ نے اس فیصلہ سے ناراض ہوکر بہت سے کاغذات
جنکو وہ اپنے بیانات کی وجہہ ثبوت جانتے تہے گورنمنٹ کی خدمت مین پیش
کئے مگر گورنر جنرل بہادر نے پہر بہی سر چارلس مٹکاف صاحب رزیڈنٹ دہلی
کی بہی اس راے سے کہ یہہ الزام کسی طرح قایم نہین ہوسکتا مگر موافقت کی اور
حکم مصدورہ سابق بحال رکہا - یہہ بات بدلائل و براہین بیشک ثابت ہے کہ
کنور رنجیت سنگہ ایک وحشی مزاج اور فضول خرچ شخص تہا اور راجہ جسونت سنگہ کا
اس سے ناراض ہونا بہی کسیقدر بجا تہا چنانچہ یہہ بات بہت سے اقرارنامون
سے جو رنجیت سنگہ نے مختلف اوقات مین تحریر کئے تہے اور جنکی تصدیق سر ڈیوڈ
اختر لونی صاحب نے کی تہی ثابت ہوتی ہے - مگر اونہین دستاویزون سے
یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو سخت الزام رنجیت سنگہ کے ذمہ لگایا گیا تہا وہ محض بے بنیاد
تھا -

کنور رنجیت سنگہ کا طور وطریق صحیح یا نہ تہا گو وہ بدچلن تہا -

کپتان راس اور کپتان مری صاحبان کے بہت سے حکمون سے
جو سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب کے احکام کے بعد صادر ہوتے
رہے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ رنجیت سنگہ کا چال چلن بے شک

اوباشانہ اور سرکشانہ تہا مگر اونسے راجہ جسونت سنگہ کے قتل کی خواہش یا اقدام کی نسبت کوئی بہی علانیہ یا ضمنی ثبوت نہین پایا جاتا اور ایک دستاویز جسکے روسے اس الزام کی تائید ہوتی تہی صرف راجا سنگہ لدہران والہ کا اظہار تہا لیکن اسپر کسی طرحکا اعتبار نہین کیا جاسکتا تہا کیونکہ جب راجا سنگہ نے یہہ اظہار دیا تہا اوسوقت وہ نابہہ مین قید تہا اور ہر طرح سے جسونت سنگہ کے ایسے قابو مین تہا کہ وہ اس سے جو کچہہ چاہے اقرار کرا سکتا تہا۔ اسکے علاوہ راجا سنگہ اس قدر بدنام شخص تہا کہ اگر وہ قیدی بہی نہ ہوتا تو بہی اسکی بات پر کچہہ اعتبار نہین کیا جاسکتا تہا چنانچہ رنجیت سنگہ کو اوباشی اور فضول خرچی کی تحریک کرنیوالا بہی شخص مانا جاتا تہا۔ پس اس قسم کے ثبوت اور شہادت پر باپ کے قتل کے اقدام کا جرم جو ایک نہایت ہی گناہ کبیرہ ہے کسی شخص پر نہین لگایا جاسکتا تہا بنابران رنجیت سنگہ بری کیا گیا تہا۔

وفات کنور رنجیت سنگہ واقعہ سنہ ۱۸۳۲ء

لیکن اس مقدمہ سے بری ہوکر رنجیت سنگہ بہت دن زندہ نہین رہا سترہوین جون سنہ ۱۸۳۲ء کو پتریڑی مین جہان سردار گلاب سنگہ شہید جسکی سالی کے ساتہہ تہوڑے ہی دن پہلے اسکی شادی ہوئی تہی رہا کرتا تہا جان بحق تسلیم ہوا۔

رنجیت سنگہ کی وفات کی نسبت زہرخورانی وغیرہ کا ادعا۔

سکہون کی ریاستون مین ایک بڑے آدمی کا دفعتاً مرجانا معمولاً قضای الٰہی سے مرنا بہت کم خیال کیا جاتا تہا خصوصاً ایسی حالت

مین جیسی رنجیت سنگہ کی تہی کہ سالہا سال سے اسکا باپ ہاتہہ دہوکر پیچہے پڑا ہوا تہا
غرضکہ رنجیت سنگہ کی انہون نے فوراً راجہ جسونت سنگہ کی نسبت اپنے شوہر کے قتل کا
الزام لگایا اور واقعی اسکے جسم مردہ پر ایسے نشان محسوس ہوتے تہے جس سے قتل کا
گمان گذر سکتا تہا اس سے صرف دو ہی سال پہلے رنجیت سنگہ کا اکلوتا بیٹا سنتوکہہ سنگہ
بہی اسی طرح دفعتاً مرگیا تہا اور اوسوقت ہمو گا لوگ یہہ یقین کرتے تہے کہ اسکے دادا نے
اسکو زہر دلوایا ہے مگر ان الزامون کا کچہہ ثبوت نہ تہا اور چونکہ تہوڑے عرصہ بعد رنجیت سنگہ
کی ماں نے جو جسونت سنگہ پر قتل کا الزام لگانے مین اپنی بہوؤن کے شریک ہوگئی تہی
سر جارج کلارک صاحب کو یہہ لکہہ بہیجا کہ مجہکو ہرگز یقین نہین ہے کہ راجہ جسونت سنگہ
نے اپنے لڑکے کو مروایا ہو اس سبب سے یہہ مقدمہ رفع دفع ہوگیا — اگرچہ
کنور رنجیت سنگہ ایک اوباش صفت اور فضول خرچ آدمی تہا مگر بڑا ہونہار معلوم ہوتا
تہا اور رؤسا اینزدی ستلج وآنروی ستلج سب اس سے نہایت انس رکہتے تہے کنور
رنجیت سنگہ نے تین شادیان کی تہین ایک سردار جودہ سنگہ کالیکا ساکن موضع بھمبہ
کی لڑکی کے ساتہہ دوسری جیا سنگہ شاہ پوریہ کی لڑکی کے ساتہہ تیسری
دیا سنگہ کی لڑکی کے ساتہہ۔ اسکے لڑکے سنتوکہہ سنگہ کی شادی سردار شیر سنگہ
شاہ آبادیہ کی لڑکی مسماۃ بہاگ بہری کے ساتہہ بڑی دہوم دہام سے ہوئی تہی —
اس شادی کے جلسہ مین تمام رؤسائے اینزدی ستلج اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہی
شریک ہوئے تہے۔

ذکر مقدمہ سکہان لدہڑان و سونٹی بابت تکرار انکے ذیلدار نابھہ ہونے یا نہو نیکے۔

اب ہم اوس بڑے مقدمہ سکہان لدہڑان اور سونٹی کا ذکر کرتے ہین جس سے اصل حقیقت اون پولٹیکل تعلقات کی معلوم ہوتی ہے جو ریاست نابھہ اور اسکے ان کمزور ہمسایون کے باہم بتدریج بڑہتی بڑہتے انجام کار یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ یہہ لوگ جو ابتدا مین خودمختار تھے آخر ذیلدار بنگئے۔

ذکر عروج پانے سکہون کی اوس مثل کا جو نشانون والی کے نام سے معروف تہی۔

واضح ہو کہ یہہ لدہڑان اور سونٹی کے سکہہ دراصل نشانان والی طاقتور مثل کے متعلق تہے اس مثل کے لوگ سرہند کی لڑائی کے بعد سنہ ۱۷۶۳ء مین بسرکردگی سردار سنگت سنگھ و سونڈا سنگھ جی سنگھ اور موہر سنگھ کے مقام انبالہ اور سراہ لشکری خان اور شاہ آباد اور دوراہہ اور لدہران اور آملوہ اور سونٹی پر قابض ہوئے تہے۔

لدہڑان اور سونٹی والون کا صاحب ایجنٹ گورنر جنرل دہلی کے پاس ریاست نابھہ کا شاکی ہونا۔

سنہ ۱۸۲۷ء مین لدہڑان اور سونٹی کے سردارون نے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل دہلی سے رئیس نابھہ کے ظلم کی بڑی شکایت کی اور بیان کیا کہ رئیس موصوف ہم سے اپنے ذیلدارون کی طرح پیش آتا ہے اور لدہڑان سے پچاس اور سونٹی سے ستر سوار ہمیشہ حاضر خدمت رہنے کیواسطے طلب کرتا ہے اور ایسے بیشمار مطالبات کرتا ہے جنکی تعمیل کرنا ہمکو نہایت ہی شاق ہے اور چونکہ ہم اس رئیس کے کچھہ ذیلدار نہین ہین اس سبب سے اوسکا ہم پر اس قسم کے مطالبے کرنے کا

کچہہ حق نہین ہے صاحب پولٹیکل ایجنٹ انبالہ نے جن سے اس مقدمہ مین استصواب کیا گیا تہا یہہ رائے دی کہ اگرچہ یہہ بات مناسب ہی کہ یہہ سکہہ سردار راجہ صاحب نابہہ کو خدمت کیواسطے سوار بدستور دیتے رہین لیکن اگر راجہ صاحب انپر کسی قسم کی سختی کرین تو ایسے ظلم سے بہی انکو محفوظ کرنا چاہیئے اور جب ایسی کوئی صورت پیش آوے تو انکے تنازعات کی سماعت اور انفصال صاحب ایجنٹ انبالہ کیا کرین مگر صاحب ریذیڈنٹ دہلی نے اس رائے کو ناقابل عملدرآمد خیال فرماکر یہہ تجویز فرمائی کہ لدہران اور سونٹی کے سکہہ ریاست نابہہ کے تابعین مین سے سمجہے جائین اور گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے اس بارہ مین مداخلت ہونی چاہیئے کیونکہ اس سے راجہ صاحب کے رتبہ مین ضعف آتا ہے اب گوکہ یہہ سکہہ سردار ریاست نابہہ کا اپنے اوپر کچہہ حق نہین مانتے تہے اور انکی لکہی ہوئی جن دستاویزون کی رو سے یہہ حق ثابت سمجہا گیا تہا اونکو وہ جعلی بتاتے تہے مگر باوجود ان سب باتون کے انکا ریاست نابہہ کا تابع ہونا صحیح خیال کیا گیا۔

> اس مقدمہ مین سر جارج کلارک کی تحقیقات کا نتیجہ۔

مگر ۱۸۳۶ء مین جو سر جارج کلارک نے اس مقدمہ کی نہایت غور سے چہان بین کی تو تحقیقات کامل کے بعد یہہ نتیجہ پیدا کیا کہ لدہران کے سکہون کی نسبت تو صاحب موصوف نے یہہ رائے تحریر کی کہ راجہ صاحب نابہہ چونکہ ایک ذی اقتدار شخص تہے اور لدہران والے کمزور بایں وجہہ ریاست کے ساتہہ یہہ لوگ ایک طرح کا محض متوسلانہ تعلق رکہتے تہے مگر بعد مین صرف جنگ

انگریزی کی مدد سے راجہ صاحب موصوف نے رفتہ رفتہ اونکو دباو باکر زبردستی حق ذیلداری انپر قایم کرلیا ہے اور سونٹی کے سکہون کے باب مین یہہ رائے لکہی کہ انکی حالت بہی اگرچہ اصل مین مشابہ لدہران والون کے ہی تہی مگر راجہ صاحب نابہہ نے ایسے وقت مین کہ جب سکہہ لوگون کے باہم حقوق شرکت چہار میانہ ہنوز بخوبی معین اور ممیّز طور پر قایم ہنوئے تہے اپنی فضیلت اور برتری کو کامیابی کے ساتہہ قایم کرلیا تہا۔

سکہہ لوگون کے باہم ابتدا مین برادرانہ مساوات تہی حاکمی محکومی نہ تہی۔

یہہ فیصلہ اس تجربہ مشتہہ بنیاد پر کیا گیا تہا کہ اول ہی اول سکہون کے فرقہ مین محکومانہ ذیلداری اور حاکمانہ سرداری کا کچہہ نام ونشان نہ تہا اس فرقہ کا اصول یہہ تہا کہ سب برابر کے بہائی ہین اور سکہون کو اس بات پر بڑا فخر تہا کہ ہم سب لوگ خود مختار سپاہی ہین اور چونکہ خالصہ کے اس ابتدائی اور جوش مذہبی کے زمانہ مین کسی خاص رئیس کی طاقت بہت زیادہ نہ تہی اسلئے اسوقت یہہ آزادی اور خود مختاری کا خیال کچہہ غلط بہی نہ تہا لیکن جسقدر بڑی بڑی ریاستون کی طاقت رفتہ رفتہ بڑہتی گئی اسیقدر انکے کمزور ہمسایون کو خواہ تو اور حملہ آورون سے محفوظ رکہنے کی غرض سے خواہ اپنی ریاستون کو بالکلیہ ضبط ہوجانے سے بچانے کی خاطر مجبوراً کسی ایسے رئیس کی جو انکی حفاظت کرسکتا تہا حمایت ڈہونڈنی پڑی تہی اور اس کے بدلے مین لڑائی کے وقت خدمت دینا انہون نے قبول کرلیا تہا۔

لدھران اور سونٹی والے ریاست نابھہ کے زیر محکوم بہی نہ تہے بلکہ نابھہ والون سے لڑائیان لڑتے رہتے تہے

لدھران اور سونٹی کی سکھہ فتح سرہند کی موقع پر نشانان والی مثل کی آزاد اور خود مختار شریک تہے اور جب سردار جی سنگہ نے لدھران اور راور ستائیس دیہات پر جو اس سے ملحق تہے قبضہ کیا اوس وقت تک وہ ایک خود مختار رئیس تہا اور جب پہولکیون نے سنہ ۱۷۱۸ ع مین انبالہ پر جو نشانان والون کے قبضہ مین تہا حملہ کیا تب لدھران اور سونٹی دونون مقامات کے سکہہ محصورین کی مدد کو آئے تہے اور نابھہ کی سپاہ سے مقابلہ کیا تہا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت تک وہ کسی طرح رئیس نابھہ کے ذیل نہین تہے۔ اسکے بعد لدھران کے سکہون کا نابھہ کی سپاہ سے کبہی کوئی میدان نہین ہوا کیونکہ پہر رئیس نابھہ اور ان سردارون کے باہم الائینس یعنے پولٹیکل اتفاق ہوگیا تہا۔ اور سردار جی سنگہ کی لڑکی کی شادی راجہ جسونت سنگہ کے ساتھہ ہونے سے اس اتفاق اور دوستی کو استحکام ہوگیا تہا۔ مگر سونٹی کے سکہون کی کئی موقعون پر اسکے بعد بہی سپاہ نابھہ سے لڑائیان ہوئین اور سنہ ۱۸۱۶ع اور سنہ ۱۸۱۷ع مین جو زیادہ دیر کی بات نہین ہے جب انکی کہنا اور کہرڑ کے سردارون سے لڑائی ہو رہی تہی اوسوقت ریاست نابھہ نے انکو کچھہ مدد نہ دی تہی جس سے ظاہر ہے کہ اگر سونٹی کے سکہہ رئیس نابھہ کے ذیلدار ہوتے تو وہ ضرور مدد دیتا۔

نابھہ والون کو علاقہ سونٹی پر قبضہ کرلینا اور سرپنچایت سے اسکا مقابلہ کرنا۔

تسخیر سرہند کے تہوڑے عرصہ بعد سونٹی کو سکہہ املوہ اور چھتیس ۳۶ دیہات پر جو اسکے قریب واقع تہے قابض ہوگئے تہے مگر جب

احمد شاہ دُرّانی شمال کی طرف سے پنجاب پر حملہ آور ہوا سکھان سونٹی بھی مثل دیگر سکھان منجھیل اوس سے مقابلہ کرنے کو ستلج کے پار چلے گئے رئیس نابھہ نے اس فرصت کو غنیمت جانکر آملوہ اور اسکے علاقہ کے نصف دیہات پر قبضہ کرلیا اور جب اس علاقہ کے اصل مالک یعنی سونٹی والے واپس آئے تب مقام سونٹی کو اپنا دارالقرار بناکر رئیس نابھہ سے اسطرح لڑتے رہے کہ کبھی غالب ہوجاتے تھے اور کبھی مغلوب آخر کار سردار جسا سنگہ آملوہ والہ اور سردار ہمت سنگہ شاہ آبادیہ نے ثالث بنکر یہہ فیصلہ کردیا کہ آملوہ تو رئیس نابھہ کے پاس رہے اور پینتیس ۳۵ دیہات پر سونٹی اور ریاست نابھہ دونون کا حق مشترکہ قرار دیدیا یہہ فیصلہ سونٹی کے سکھون کو مجبوراً قبول کرنا پڑا۔ لیکن ریاست نابھہ سے انکی ان بن ہی رہی اور ہر طرح سے اس ریاست کی مخالفت کرتی رہی۔

لدہڑان اور سونٹی والے حقیقتاً ۱۸۳۶ء سے کچھہ عرصہ پہلے ریاست نابھہ کے ساتھہ ایکحالت ماتحتی مین تھے۔

اسمین شک نہین کہ رئیس نابھہ کے پاس سرداران سونٹی کی ایسی دستاویزین موجود تھین کہ اگر وہ دراصل صحیح نہین تو انکی روسے یہہ بات ثابت تھی کہ یہہ سردار رئیس نابھہ کے ذیلدار تھے اور اسکو خدمت کیواسطے سپاہ دینے کو قبول کرچکے تھے لیکن وہ ان دستاویزون کو جعلی بتاتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ سر جارج کلارک انکے اس بیان کو بظن غالب صحیح سمجھتے تھے مگر بہر حال ان دستاویزون کے بنانے مین اگر کچھہ فریب ہوا ہو تو اب اسکا ثابت ہونا مشکل تھا اور بیشک سکھان

سونٹی خواہ جبراً خواہ خوشی سے کسی طرح ہی لیکن بہر صورت کئی سال ہی رئیس نابہہ کو خدمت کیواسطے سوار دیتے تہے اور گو کہ ایک دفعہ ۱۸۳۴ مین گورنمنٹ نے لدہران کے ایک وراثت کے مقدمہ مین راجہ صاحب نابہہ کے فیصلہ کو منسوخ کردیا تہا مگر اور کئی موقعون پر اس بات کو کہ سکہان سونٹی پر ریاست نابہہ کا ذیلدار رہ اور خدمت گذار رہنا فرض ہی قایم رکہا تہا ۔

گورنمنٹ نے اس مقدمہ مین یہہ فیصلہ فرمایا کہ یہہ لوگ ریاست نابہہ کے ماتحت تو سمجہے جائین لیکن راجہ صاحب اگر ان پر جا و بیجا حکومت کرین تو اون کو روکا جائے ۔

بوادیان حالات اس مقدمہ کے گورنمنٹ ہند نے اگرچہ یہہ بات تو مناسب نہ سمجہی کہ سکہان سونٹی اور لدہران کو ریاست نابہہ کی متابعت سے بالکل آزاد کردے مگر انکی ان شکایات پر بہی کہ رئیس نابہہ ہمکو دق کرتا ہے اور دائمی خدمت طلب کرتا ہے لحاظ کیا گیا چنانچہ راجہ صاحب نابہہ کو یہہ ہدایت کی گئی کہ جب آپ کے ہان لڑکا پیدا ہو یا کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی ہو یا رئیس حکمران کا انتقال ہوجائے یا کوئی حقیقتاً لڑائی پیش آجائے اوسوقت ان سردارون سے خدمت لیجایا کرے اور ہمیشہ نہ لیجائے غرضکہ گورنمنٹ کے اس فیصلہ سے ریاست نابہہ کی شان اور مرتبہ مین بہی فرق نہ آیا اور لدہران اور سونٹی کے سکہون نے بہی اس جبر و تشدد سے جسکے وہ اسقدر شاکی تہے نجات پائی ۔

مہم کابل کے وقت راجہ صاحب کا ادائے خدمات گورنمنٹ کے لئے اپنی مستعدی ظاہر کرنا ۔

راجہ صاحب نابہہ نے مہم کابل کے آغاز مین اپنی خدمات گورنمنٹ کو پیش کی تہین اگرچہ وہ اس وجہہ سے کہ اس قسم کی امداد کی کچہہ

ضرورت نہ تہی قبول نہین کی گئی تہی - لیکن نواب گورنر جنرل بہادر نے راجہ صاحب کے اس خلوص باطنی کا جسکے تقاضے سے اونہون نے یہہ خدمات پیش کی تہین شکریہ ادا کیا -

راجہ جسونت سنگہ صاحب کا انتقال واقع سنہ ۱۸۴۰ء

بائیسوین مئی سنہ ۱۸۴۰ء کو راجہ جسونت سنگہ کا جو کچہہ عرصہ سے مریض رہتے تہے چہیاسٹہہ برس کی عمر مین انتقال ہوا اور انکی جگہہ انکے فرزند دیوندر سنگہ جنکی اوسوقت اٹہارہ ۱۸ برس کی عمر تہی مسند نشین ہوئی راجہ جسونت سنگہ کے خصایل اوپر بیان ہو چکے ہین یہہ رئیس اپنے ہمسایون اور ہمسرون کے ساتہہ خواہ کیسی ہی چہپا جہپٹی اور ناواجب طریقون سے پیش آتا ہو مگر اپنے کاروبار ریاست کا انتظام خوش اسلوبی اور دادگستری کے ساتہہ کرتا تہا اس نے پولیس کا انتظام نہایت عمدہ کیا ہوا تہا اور چونکہ رعایا اس سے رضامند تہی اس سبب سے اسکا اسکے انتقال سے متاسف ہونا واجب تہا -

راجہ جسونت سنگہ کی رانیان -

راجہ جسونت سنگہ کی پانچ رانیان تہین اول سردار جی سنگہ لدہڑان والہ کی لڑکی دیا کنور - دوسری رام سنگہ ڈہلون کی بیٹی رانی چند کنور جنکا بہت مسن ہوکر حال مین ہی انتقال ہوا ہے - تیسری بہاگ سنگہ رنون کی لڑکی رام کنور - چوتہی ہری سنگہ جودہ پوریہ کی لڑکی ہر کنور - اور سب سے پچہلی رانی سردار سوجان سنگہ گہومن والہ کی لڑکی مسماۃ دہرم کنور تہی - ان رانیون مین رانی دیا کنور کے بطن سے تو کنور رنجیت سنگہ اور رانی ہر کنور کے بطن سے راجہ

دیوندر سنگہ پیدا ہوئے تہے۔ رئیس متوفی سرکار انگریزی کا ایک وفادار دوست تہا۔ سنہ ۱۸۰۴ع مین اسنے ہلکر کو انگریزون کے مقابلہ مین مدد دینے سے صاف جواب دیدیا تہا اور سنہ ۱۸۱۴ع مین گورکہون کی لڑائی کے موقع پر اور سنہ ۱۸۱۸ع مین بیکانیر والہ ہنگامہ کیوقت سرکار انگریزی کو رسد اور بار برداری سے مدد دی تہی اور جب سنہ ۱۸۳۸ع مین افواج انگریزی شمال کی طرف یعنی کابل کو جاتی تہین تب اسنے سرکار کو چہہ لاکہہ روپیہ کا قرضہ دیا تہا۔

راجہ دیوندر سنگہ کی مسند نشینی سنہ ۱۸۴۰ع۔

دیوندر سنگہ پانچوین اکتوبر سنہ ۱۸۴۰ع کو مسند نشین ریاست ہوئے اس جلسہ مین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ بہی شریک تہے جب سے ریاستہاے اینہ وری ستلج کے ساتہہ سرکار انگریزی کو تعلق پیدا ہوا اوسوقت سے اس ریاست مین مسند نشینی کا اول ہی موقع یہہ ہوا تہا اور راجہ دیوندر سنگہ کو ویسا ہی خلعت سرکار کی طرف سے عنایت ہوا جیسا سنہ ۱۸۲۲ع مین راجہ فتح سنگہ والی جیند کو دیا گیا تہا یعنے ایک زنجیر فیل معہ جہول اور اسپ بازین نقرہ سات پارچہ کا خلعت اور تین رقم جواہر اور ایک تلوار اور سپہر۔

راجہ دیوندر سنگہ نے کس قسم کی تربیت ابتدا سے پائی تہی اور اونکا چال چلن کیسا تہا۔

ان نئے راجہ صاحب نے جیسی جیسی تربیت پائی تہی اور جن حالتون مین وہ مسند نشین ہوئے تہے اور جیسے کچہہ خصایل اونکے تہے ان سب باتون سے ایک عمدہ اور عاقلانہ انتظام ریاست کی توقع اونکی ذات سے نہین ہوسکتی تہی۔ راجہ جسونت سنگہ نے کنور رنجیت سنگہ سے نزاع

بر پا ہونے کے بعد وہ شادی کی تہی جس سے راجہ دیوندر سنگہ پیدا ہوئے تہے اور جون جون یہہ بڑے ہوتے گئے اوسی قدر راجہ جسونت سنگہ کا دل رنجیت سنگہ کی طرف سے متنفر ہوتا گیا اور اوسکا یہہ ارادہ کہ بڑے لڑکے کو ورثہ سے محروم کرکے چھوٹے اور چاہیتے لڑکے کو ریاست کا مالک بنائے استحکام پکڑتا گیا تہا راجہ جسونت سنگہ کے اس ناواجب ارادہ کو ایک عالم جانتا تہا اور باپ بیٹے کے اس باہمی تنازع مین قرب وجوار کے رئیس بہی شامل تہے کوئی اسطرف تہا کوئی اوس طرف رنجیت سنگہ کے انتقال کے وقت دیوندر سنگہ کی عمر دس برس کی تہی اور اسی وقت سے ولیعہد ریاست مانا جاتا تہا غرضکہ اسکو اوائل عمر سے ہی مکارون اور خوشامدیون کی صحبت ملی تہی جو راجہ جسونت سنگہ کو خوش کیا چاہتے تہے اور رنجیت سنگہ کو وراثت سے خارج کرنے کی غرض سے جہان اور بہت سے حیلے بہانے اور منصوبے تہے وہان ایک یہہ بہی بات تہی کہ دیوندر سنگہ کے بڑہانے لکہانے مین بڑی کوشش کیجاتی تہی جب دیوندر سنگہ کو چہوٹی ہی سی عمر مین ریاست ملگئی تو جو برہمن لڑکپن مین اسکے اوستاد تہے جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے وہی راجائی کے زمانہ مین اسکے مزاج مین دخیل رہے ادہر تو ان لوگون نے راجہ صاحب کے تیج اور سکت اور پرتاپ کی استتیان اور مبالغہ آمیز تعریفین کرکرکے انکے مزاج مین جو طبعًا بسبب ضعف عقل اور سادہ لوحی کے اور کسی صفت کے ساتہہ متصف ہونے کے قابل نہ تہا ایک عجب طرح کی ہٹ ضد خود پسندی اور لغویت

پیدا کر دی تہی اور او دہر ہہ دین اثنا ر ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ خاندان پٹیالہ اور جیند کے ساتہہ جو رئیسان نابہہ کے موروثی بغض و حسد چلے آتے تہے وہ از سر نو نہایت زور شور کے ساتہہ تازہ ہو گئے۔

ذکر اوس باہمی کدورت کا جو مابین ریاستہای پٹیالہ و نابہہ و جیند ہمیشہ سے موجود چلی آتی تہی۔

یہہ بات پہلے بیان ہو چکی ہو کہ خاندان پہولکیان کی سب سے بڑی شاخ مین سے رئیس نابہہ تہا اور اس خاندان مین چودہری کا موروثی خطاب جسکے حقیقی معنی صرف اوسی زمانہ تک پائے جاتے تہے جبکہ یہہ روسا شاہان دہلی کے محض معمولی زمیندار اور رعایا تہے اب تک چلا آتا تہا رئیس پٹیالہ کو جب سے مہاراجگی کا خطاب ملا تہا تب سے نابہہ والے اس امر کا ہمیشہ بڑا رشک و حسد رکہتے تہے اور اونکی یہہ بڑی آرزو تہی کہ ہمکو بہی ویسا ہی خطاب حاصل ہو جائے۔ رئیسان نابہہ کے ریاست پٹیالہ سے ہمیشہ جہگڑے قضئے ہوتے رہتے تہے اور چونکہ راجہ صاحبان جیند اکثر پٹیالہ کے جانبدار بنجاتے تہے اس سبب سے رئیسان نابہہ کی نظر مین وہ بہی پٹیالہ سے کچہہ کم نامرغوب نہ تہے۔

جیند کے ساتہہ نابہہ کو ایک خاص اور نئی وجہہ تنازع کا پیدا ہونا۔

لیکن اب ان پورانے قضیون کے سوا ان روسا کے مابین رنجش کا ایک اور نیا سبب پیدا ہوا چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جب راجہ سنگت سنگہ والی جیند کا لاولد انتقال ہو گیا تو سردار سروپ سنگہ بازیدپوریہ اور انکے چچیرے بہائی سردار سکہا سنگہ بدرکہا نوالہ

جو یہہ دونون سردار رور کی شاخون مین راجہ سنگت سنگہ کے ہجدی رشتہ دار تہے
ریاست جیند کے دعویدار ہوئے چونکہ اس زمانہ تک ایسے یکجدی رشتہ دارونکا
کسی ریاست کے مسند نشین ہونے کے باب مین کچھہ حق نہین مانا جاتا تہا اسسبب
سے گورنمنٹ انگریزی الفاقاً ریاست جیند کو ضبط کر سکتی تہی مگر بہرحال گورنمنٹ
ممدوح نے یہہ تجویز کی کہ ان دونون دعویدارون مین سے کسی ایک کو یہہ ریاست
دیجائے ان دونون سردارون کے ترجیح حق کی نسبت ایک مدت تک بحث
رہی اور چونکہ نابہہ اور پٹیالہ ہمیشہ سے باہم مخالف تہے اسلئی دونون دعویدارون
مین سے جو شخص کسی ایک رئیس کی زیادہ تر متابعت کرنے کو آمادہ تہا وہ اوسی
کے ممد و معاون بنتے تہے ریاست پٹیالہ کی خواہش تو اتنی ہی تہی کہ جو شخص
جیند کا نیا راجہ بنے وہ ہماری تابعداری زیادہ تر کیا کرے اور ریاست نابہہ علاقہ
سنگرور کو جو راجہ گجپت سنگہ نے ۱۷۶۳ء مین براہ دغابازی ان سے لے لیا تہا
واپس طلب کرتے تہے کہتے ہین کہ سروپ سنگہ نے اس شرط پر کہ میرا حق تسلیم
کیا جائے اس علاقہ کے دیدینے کی بابت ایک سند لکھدی تہی لیکن جب گورنمنٹ
نے اسکے حق کو تسلیم کرلیا تب وہ اپنے وعدے سے پہر گیا اگرچہ طرفین مین سے کسینے
اس مقدمہ کو حکام انگریزی کے خدمت مین پیش نہین کیا لیکن اس باب مین
ایسی ایک تحریری دستاویز کا ہونا کچھہ پوشیدہ امر نہ تہا بلکہ لوگ یہہ یقین کرتے
ہین کہ جب یہہ دستاویز بمقام نابہہ راجہ سروپ سنگہ کے ہاتہہ مین پڑنے کیواسطے

دی گئی اوسوقت انہون نے اوسکو باطل کرڈالا -

ان راجہ صاحب نے اپنے ہان ادب وآداب دربار کی جو سمین ایجاد کی تہین اور ریاستان جیند اور پٹیالہ کو جو خطاب اونہون نے مرحمت کر رکہے تہے اونکا ذکر -

اس بد معاملگی کا بدلہ راجہ دلیو نار سنگہ اور تو کچہہ لے نہ سکتے تہے مگر ان یہہ کیا کہ راجہ صاحب جیند کیواسطے لفظ راجہ وغیرہ عزت کا کوئی خطاب اپنے ہان مستعمل ہونے نہین دیتے تہے اور انکو ایک شخص چہوٹے خاندان کا اور صرف راجگان جیند کا ایک دور و دراز کا رشتہ دار اور فقط سروپ سنگہ اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو محض راجہ کہتے تہے اور انہون نے بجائے آداب وتسلیمات وغیرہ کے یہہ خیال کرکے کہ یہہ رسمین دراصل مسلمانون کی تہین اپنے دربار مین ایک سخت اور تکلیف دہ طریقہ (ڈنڈوت کا) جاری کیا یہہ شخص بڑا متعصب سکہہ تہا اور برہمن لوگ ہروقت اسکو گہیرے رہتے تہے اور جیسا کہ اکثر ان لوگون کا قاعدہ ہے اپنے فایدے کے خاطر اس ضعیف العقل راجہ کو خوشامد اور تملق کی باتین کرکے پہسلائے رکہتے تہے چنانچہ ہر روز شام کیوقت سنسکرت کے اشلوک اسکے سامنے پڑہے جاتے تہے جنکا مضمون یہہ ہوتا تہا کہ آپ بڑے عالیجاہ راجہ ہین اور آپکے ہمسایہ رئیسون کی آپکے سامنے کچہہ اصل نہین ہے اور انگریزی سلطنت صرف چراغ سحری ہے اور وہ دن قریب آگیا ہے کہ جب یہہ لوگ شمالی ہندوستان سے چلے جائینگے اور نابھہ کی ریاست جیسا کہ اسکا حق ہے سب سے اعلے درجہ کی ریاست ہوجائیگی -

راجہ دیوندر سنگہ کی حالت اوسکی مسند نشینی کے وقت ایسی نہ تہی بلکہ اچہی امیدین نہین

مگر راجہ دیوندر سنگہ کی یہہ حرکات جو علانیہ گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اوسکی نارضامندی کو ثابت کرتی ہین اوسکی مسند نشینی کے وقت ظاہر نہین ہوئی تہین بلکہ اوسنے مہاراجگی کا خطاب حاصل کرنیکا شوق نہین کیا تہا کچہہ زرمالگذاری معاف کراکے گورنمنٹ انگلشیہ سے رسوخ پیدا کیا چاہتے تہے اور یہہ دیکہہ کر کہ صاحب ایجنٹ ہندوستانیونکی تعلیم کی باب مین بڑی توجہہ اور شوق رکہتے ہین یہہ تجویز پیش کی تہی کہ ایک کالج بنایا جائیگا جسمین انگریزی اور سنسکرت اور ہندی ان تینون زبانون کی تعلیم دیجایا کریگی لیکن انکے اس قابل تعریف ارادہ کا کچہہ ظہور نہین ہوا تہا —

سنہ ۱۸۴۲ء مین تقریباً کل رؤسای اینڑوی ستلج کے خیالات کا گورنمنٹ انگریزی کی نسبت مخالفانہ ہونا —

سنہ ۱۸۴۲ء مین جب کابل کے مصائب ظہور مین آئے اسکا اثر جو کچہہ رؤسای اینڑوی ستلج کے دلون پر ہوا اسکا حال ہم پیچہے بیان کرچکے ہین انگریزون پر اس آفت کے نازل ہونے سے ان ناواقف حالات (از) دنیا اور خود غرض رؤسا کی طبیعتون نے ایک عجیب رنگ بدلا۔ احسانمندی تو ایک ایسی صفت تہی جس سے یہہ لوگ بالکل ہی ناآشنا تہے اور گورنمنٹ برطانیہ جسنے بلا طلب عوض انپر بیشمار عنایتین مبذول کی تہین یہہ رؤسا ابتک اوس کی خیرخواہی کا دم محض اسوجہہ سے بہرتے رہتے تہے کہ انکو یہہ یقین تہا کہ ہم اس دولت قاہرہ پر غالب نہین آسکتے اگرچہ تمام راجگان اور رؤسای ہندمین سے گورنمنٹ کے ساتہہ بہ وفاداری پیش آنا رؤسای اینڑوی ستلج کے برابر کسی پر واجب ولازم نہ تہا کیونکہ جسقدر خالص فوائد ان رؤسا کو گورنمنٹ سے تعلق پیدا ہونے کی بدولت

پہونچے تہے اسقدر اور کسی ضلع کے رئیسون کو نہین پہونچے تہے لیکن جب یہہ
بات ان لوگون کے ذہن نشین ہوئی کہ کابل کی پہلی مہم کے نتائج سے سلطنت برطانیہ
کی طاقت کو ایسا صدمہ پہونچا ہی جس سی اسکی جڑ ہل گئی ہی تب کیا رئیس اور نئے اور
کیا رئیس اعلے غرض قریبًا سب کے اعتقاد مین لغزش آگئی اور انہون نے انگریزی
ایجنٹون کے احکام کا لحاظ کرنا چہوڑ دیا اور اوس انقلاب سی جسکو وہ سمجہے تہے کہ
عنقریب ہونیوالا ہے فایدہ اوٹہانے پر مستعد ہو گئے - مگر چہ ریاستین کابل کی دوسری
مہم کی کامیابیون کے ظہور کو بہت جلد سمجہہ گئی تہین انمین سی ایک ریاست نابہہ تہی
اور یہہ امر اوسوقت راجہ دیوندر سنگہ کی ہوشیاری پر دلالت کرتا تہا جسنے سرکار
انگریزی کے ساتہہ پہلا ہی دوستانہ طریق پہر اختیار کر لیا تہا

ریاست کیتہل کی ضبطی اور اوسکا اثر - لیکن یہہ صورت چند روزہ ہی تہی کیونکہ ریاست کیتہل جو خاندان
بہائیکیان کے قبضہ مین تہی جو پہولکیان کے لواحق تہے اوسکی ایک
بڑے حصہ کے ضبط ہو جانے سے ان روسا مین ایک بڑی ناراضمندی پیدا ہوئی
اور رئیس نابہہ اور روساے پٹیالہ و جیند نے گورنمنٹ کو اس ارادہ سی روکنے اور
کسی رشتہ دار قریب کو تمام ریاست کا مالک بنانے کے باب مین بیحد و غایت
کوششین کین مگر جب انہون نے دیکہا کہ گورنمنٹ اپنے حقوق کی تائید بزور کیا چاہتی
ہے اور کیتہل کے انتظام کیواسطے جسمین ان روسا کے اقتدار نے کچہہ خلل ڈالدیا
تہا انگریزی سپاہ روانہ ہو چکی ہے تو جسقدر پہلے مخالف تہے اوسیقدر اب معاونت کا دم بہرنے

لگے لیکن انکی یہہ محبت کہ ریاست کیتہل ضبط نہ کیجائے اخیر تک جاری رہی اس محبت کی وجہہ یہہ تہی کہ ان روسا کو یہہ خیال تہا کہ اگر یہہ ریاست ضبط ہو گئی تو غالب ہے کہ ایک روز ہماری علاقجات کا بہی یہی حال ہوگا کیونکہ سکہہ روسا اسقدر عیاش تہے کہ انکے اولاد نہ ہونی ایک معمولی اور عام بات تہی اور جب تک کہ انکو متبنے کرنے کا حق نہ حاصل ہوتا یا ایک جدیون کے حقوق نہ تسلیم کئے جاتے اوسوقت تک انکی ریاستون کا اوپر سوپر ضبط ہوجانا اغلب الوقوع تہا۔

راجہ صاحب نابہہ کا برخلاف گورنمنٹ انگریزی لاہور کے ساتہہ موافقت کرنے کے لئے میلان۔

پس ان باتون پر نظر کرکے راجہ صاحب نابہہ نے بجائے گورنمنٹ انگریزی سلطنت لاہور سے دوستی کرنے کا ارادہ کرلیا اس سلطنت مین جب تک کہ دانا اور لایق آدمی مشیر تدبیر رہے اوسوقت تک تو اونہون نے اسکی انگریزون کے ساتہہ لڑائی کی منشہ ہہیر جو بڑی خطرے کی بات تہی نہ ہونے دی مگر اب چونکہ شرابیون اور بدکار عورتون کی راون اور مرضی پر مدار امور سلطنت آرہا تہا اس سبب سے اس سلطنت کے گرداب جنگ مین مبتلا ہوجانے کے سامان پیدا ہوگئے تہے۔ رئیس نابہہ بہی اس ملک کے بہت سے اور رئیسون کی طرح حکومت انگریزی کی یکسانیت اور سلامت روی کی چال سے اکتا گیا تہا چنانچہ یہہ روسا نواب گورنر جنرل بہادر کو اپنی تحریرات مین یہہ فقرہ تحریر کیا کرتے تہے کہ دنا گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت عہد مین شیر بکری ایک گہاٹ پانی پیتے ہین مگر ظاہر ہے کہ یہہ صورت تو کبہی کا ہی [illegible]

ایسی حالت کو شیر مزاج لوگ کسطرح پسند کر سکتے تہے کیونکہ شیر تو لڑائی بہڑائی ہی چاہتا ہے اور قاعدہ کلیہ ہے کہ لڑائی مین زبردست مظفر و منصور اور کمزور ہمیشہ مغلوب ہوا کرتا ہے اسلئے راجہ صاحب نابہہ کو یہہ خیال تہا کہ سلطنت لاہور کے ساتہہ دوستی ہوجانے سے میرا یہہ دلی مقصد کہ زور و ظلم سے اپنے کمزور ہمسایون پر غلبہ پیدا کرون بہت جلد حاصل ہو جائیگا بہ نسبت اسکے کہ سرکار انگریزی کا دوست رہون۔

ذکر تنازعہ مقدمہ موضع مُوڑان مابین ریاست نابہہ و لاہور۔

مگر اسی اثناء مین ایک مقدمہ پیدا ہوا جسکا تذکرہ کرنا اس سبب سے ضرور ہے کہ اس سے غالبًا سلطنت لاہور اور ریاست نابہہ کے باہم ایک بکہیڑا برپا ہونے کی شکل نظر آتی تہی سلطنت لاہور اس مقدمہ کو [illegible]

ریاست کیتہل کی ضبطی [illegible] اثر۔

[illegible] گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ایک پرخاش سمجہتی تہی جسکے باعث سے [illegible] ان سلطنتون کے ارتباط کو جو بے تحقیق اور خطرناک ہوتی جاتی تہی ایک [illegible] پہونچتی تہی اس مقدمہ کی اصل حقیقت بیان کرنے کیواسطے یہہ بات [illegible] کہ نابہہ کی تاریخ کا کچہہ پچہلا ذکر پہر کیا جائے۔

سردار دینا سنگہ ملوئی کا ذکر۔

واضح ہو کہ دینا سنگہ موضع موڑان علاقہ نابہہ کا ایک [illegible] جو سنہ ۱۷۹۳ع کے قریب اپنے گانون سے جاکر سردار [illegible] گجرات والہ کا جسکو راجہ جسونت سنگہ کی بہن سہاکنور بیاہی گئی تہی [illegible] اسکے بعد سردار فتح سنگہ کا این [illegible] کی خدمت مین رہا اور [illegible]

رنجیت سنگه والی لاہور کا ملازم ہوا - چونکہ بڑا دلاور اور خوش رو سپاہی تھا اس
سبب سے بہت جلد مہاراجہ کی نظر عنایت سے ایک معزز سردار بن گیا ۱۸۱۵ء مین
اسنے اپنے آقائے نامدار سے یہہ درخواست کی کہ موضع موڑان جو میرے بزرگون کا
گانو ہے مجھکو بطور معافی دلا دیجیے مہاراجہ رنجیت سنگه نے اسکی درخواست کو راجہ
جسونت سنگه کے پاس بھیجدیا مگر اونہون نے اس بات کو منظور نہین کیا اس بات پر مہاراجہ
رنجیت سنگه نے یہہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اس گانو کو نہ دوگے تو مین ستہا کنور کی جاگیر
کو جو اندرہی ستلج واقع ہے ضبط کرلونگا ستہا کنور سردار صاحب سنگه بہنگی کو جسکا
انتقال اس بات سے تھوڑے عرصہ پہلے ہوچکا تھا بیاہی ہوئی تھی رنجیت سنگه کی
اس حجت نے آخر کار اثر کیا اور کچھہ لیت ولعل کے بعد جسونت سنگه موضع موڑان
کے دیدینے پر راضی ہوگیا - یہہ بات ۱۸۱۹ء مین وقوع مین آئی اور جنرل اختر
لونی صاحب کو جو اوسوقت ایجنٹ تھے اس معاملہ کا کچھہ حال معلوم نہ تھا مگر
اہلکاران نابهه نے بعد ازین یہہ بیان کیا تہا کہ صاحب موصوف فقط اس گانو
کی معافی کے حال سے ہی واقف نہ تھے بلکہ اس بات پر مصر ہوئے تھے کہ یہہ معافی
اس شرط پر دیجائے کہ ریاست نابهه کو جسکے دہنا سنگه اور اسکا باپ مل سنگه رعایا
تھے - دہنا سنگه کی طرف سے خدمت کیواسطے کچھہ سوار دئے جایا کرین لیکن حقیقت
یہہ ہے کہ یہہ بات ہرگز واقع نہین ہوئی تھی اور دہنا سنگه نے کبھی اس قسم کی خدمت
گذاری نہین کی تھی البتہ وہ ۱۸۳۰ء تک کبھی کبھی راجہ صاحب نابهه کی خدمت

مین کچھہ تحفے تحایف بھیجا کرتا تہا مگر اس سال اوسنے ریاست نابھہ سے بالکل قطع تعلق کرکے موڑان مین ایک قلعہ تعمیر کرنا شروع کیا اور ایک خود مختار رئیس کی طرح کام کرنے لگا۔ جسونت سنگہ اس بات پر نہایت غضبناک ہوا اور موڑان کو ضبط کرنا چاہا اور گو کہ رئیس نابھہ کے وکیل نے حکام انگریزی کے سامنے یہہ بیان کیا تہا کہ راجہ صاحب نے ۱۸۳۷ع مین کنور نونہال سنگہ کی شادی کے موقع پر مہاراجہ رنجیت سنگہ سے موضع موڑان کی ضبطی کی بابت اجازت طلب کی تہی اور مہاراجہ نے یہہ جواب دیا تہا کہ دہنا سنگہ نہایت مُسن اور چراغ سحری ہے اسکے مرنے تک انتظار کرو مگر ہے یون کہ رنجیت سنگہ کے جیتے جی جسونت سنگہ [illegible] جرات کرہی نہین سکتا تہا [illegible] بات کیا جاتا ہے کہ موضع [illegible] موڑان کو نہ صرف مہاراجہ رنجیت سنگہ کو دیا اور نہ اونہون نے دہنا سنگہ ملوئی کو دیا بلکہ اس گانون کا صرف چند روز کیواسطے موضع منوکا سے جو ہیری کا ہن رانی سبہا کنور کو دیا گیا تہا مبادلہ ہوگیا تہا اور جب کہ اوسکی وفات کے بعد یہہ گانون ضبط ہوچکا ہے تو موضع موڑان کا ضبط کرلینا ہمارا حق ہے۔ ناظرین کتاب کو واضح ہو کہ رانی سبہا کنور نے ۱۸۳۹ع مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے انتقال سے دو مہینے پہلے وفات پائی تہی اور اونکے جانشین مہاراجہ کہڑک سنگہ نے اسکے گانو کو ضبط کرلیا تہا۔

سردار دہنا سنگہ کا انتقال اور نابھہ کی طرف سے اس گانوکی واپسی کا مطالبہ۔

جب سردار دہنا سنگہ ملوئی کا ماہ مئی ۱۸۴۳ع مین انتقال ہوگیا تو اوسکی آنکہہ بند ہوتے ہی راجہ دیوندر سنگہ نے اسکے بیٹے حاکم سنگہ کو

کہلا بہیجا کہ اس گانو پرسے اپنا قبضہ اوٹہالو۔ موضع موڑان کی معافی کا حال سر جارج کلارک صاحب کو ذرہ بہی معلوم نہین تھا
نابہہ والے کہتے ہیںکہ صاحب موصوف نے ۱۸۳۹ء مین اس خیال سے کہ یہہ گانو صرف اوس گانو کے معاوضہ مین تہا جو رانی سبہا کنور کے قبضہ مین تہا اسکی ضبطی کو منظور کر لیا تہا۔ علاوہ اسکے راجہ دیوندر سنگہ نے اپنے دعوی کی تائید مین ایک خط مورخہ چہٹی دسمبر ۱۸۳۹ء جسکو وہ از طرف مہاراجہ کہڑک سنگہ لکہا ہوا بتاتے تہے پیش کیا تہا جسکا مضمون حسب مندرجہ ذیل تہا۔

مہاراجہ کہڑک سنگہ کے خط کا مضمون

"موضع موڑان کے واگذار کئے جانے کی بابت جسکے مبادلہ مین اول موضع ظہورہ اور بعدہ موضع کہیا مائی سبہا کنور کو دیا گیا تہا اور جسکو اب ہمنے ضبط کر لیا ہے گنڈا[1] سنگہ کی زبانی مفصل حال معلوم ہوا چنانچہ اوس سے کہدیا گیا تہا کہ اگر منو کہا کو کسی نے ضبط کر لیا ہے تو وہ بحال کر دیا جائیگا لیکن چونکہ اوسنے موڑان کے ہی واگذاری پر زیادہ اصرار کیا اور ہم تم آپس مین دوست ہین اس سبب سے ہر نوع اطمینان رکہئے اور موضع مذکور پر اپنا قبضہ کر لیجئے۔ کیونکہ اصل حقیقت اس عطیہ کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ صاحب نے موضع موڑان سردار دہنا سنگہ کو دیکر اوسکے مبادلہ مین مائی سبہا کنور

[1] یہہ گنڈا سنگہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی رانی مائی چند کنور کا ایک رشتہ دار تہا اور راجہ صاحب نابہہ کی طرف سے جسکی خدمت مین یہہ ملازم تہا موڑان کے مقدمہ کی بابت لاہور بہیجا گیا تہا فقط مصنف۔

کو اول ظہورہ اور بعد ازان منوکہا دیدیا تہا اور اب اوسکی وفات کے بعد چونکہ میرے کارندون نے منوکہا پر قبضہ کرلیا ہے پس اب آپکے کارندے بہی موڑان پر قابض ہوسکتے ہین اور اگر سردار دہنا سنگہ شاکی ہوگا تو اوسکو کوئی اور گانو دیدیا جائیگا ۔

راجہ نابھہ کا موڑان پر حملہ کرکے قابض ہوجانا اور لوٹ لینا ۔

جب سردار حکم سنگہ نے اس گانو کے چہوڑنے سے انکار کیا تب راجہ دیوندر سنگہ نے حکم سنگہ یا سلطنت لاہور سے کچہہ نہ پوچہا اور ماہ اگست ۱۸۴۳ع مین موڑان کی طرف ایک سپاہ روانہ کردی جسنے جاتے ہی اس مقام پر آگ برسانی شروع کردی اور دہاوا کرکے قلعہ لے لیا اور بہت سی قیمتی اشیاء جنکو سردار حکم سنگہ دولاکہہ سے زیادہ کا مال بتاتا تہا لوٹ لین ۔ لیکن راجہ صاحب نابھہ کا بیان اس حملہ کی نسبت اس سے مختلف تہا وہ یہہ کہتے تہے کہ اہل دیہہ نے ہماری سپاہ پر چونکہ آتشبازی شروع کردی تہی اسوجہہ سے اس زیادتی کے عوض مین گو قلعہ لے لیا گیا ہے مگر کسی قسم کا قیمتی اسباب نہ تو وہان موجود ہی تہا اور نہ کوئی وہان سے کوئی چیز لایا ہے ۔

راجہ دیوندر سنگہ کی اس کارروائی سے دربار لاہور کا ناراض ہونا ۔

مہاراجہ شیر سنگہ جو اب لاہور کے پُر فتنہ و فساد تخت پر جلوس فرماتہا اس بات سے کہ میرے ایک متوسل پر ایسا ظلم کیا گیا ہے یا تو صرف ظاہر ہی مین یا حقیقتاً دل سے نہایت غضبناک ہوا اور گورنمنٹ انگریزی کو اوسکی داد رسی کے لئے تحریر کیا لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہنوز کچہہ

جواب نہین دیا گیا تہا کہ شیر سنگہ مارا گیا اور اوسکے بعد کئی مہینے ایک سید علی کا بازار گرم رہا۔ اس سبب سے موڑان کا بہی کسیکو کچہہ خیال نہ آیا۔ مگر جولائی سنہ ۱۸۴۴ع مین یہہ جہگڑا پہر چہڑا اور اس معاملہ مین جو کچہہ سلطنت لاہور چاہتی تہی اوسکا حال مہاراجہ دلیپ سنگہ کے مراسلہ کے خلاصہ سے جو درج ذیل ہے بخوبی واضح ہوتا ہے وہو ہذا۔

مہاراجہ دلیپ سنگہ کے مراسلہ کا خلاصہ۔

«موضع موڑان کے متعلق تمام حالات حکام انگریزی پر بخوبی روشن ہین اور جانتے ہین کہ یہہ گانو سرکار خالصہ جی کا ہے اور آپ اوس زیادتی اور دہوکہہ دہی کا بہی جو حکام نابہہ سے ظہور مین آئی ہے کامل طور پر تحقیقات کر چکے ہین۔ رای کشن چند (وکیل) نے مجہکو یہہ اطلاع دی ہے کہ مقدمہ عنقریب حسب دلخواہ فیصل ہو جائیگا۔ اگرچہ مجہکو اس بات کے سننے سے خوشی حاصل ہوئی مگر چونکہ اس بات کو بہت عرصہ گذر چکا ہے اس سبب سے مین آپکو اس امر کی یاددہانی مناسب سمجہتا ہون کہ موضع موڑان پر سرکار لاہور کا حق ثابت ہو چکا ہے اور ریاست نابہہ کے حکام کی طرف سے جو زیادتی اور دہوکہہ دہی ظہور مین آئی اوسکی بخوبی تحقیقات ہو چکی ہے یقین کہ بخیال اوس رابطہ اتحاد کے جو گورنمنٹ انگریزی اور سلطنت لاہور کے مابین ہے موضع موڑان کا مقدمہ حسب دلخواہ فیصل ہوگا۔ اور مال مفروقہ واپس دلایا جائیگا اور جن اشخاص کی طرف سے زیادتی اور دہوکہہ دہی ظہور مین آئی ہے اونکو معقول سزا دی جائیگی »۔

لاہور والے اس مقدمہ کو ایک بڑا اہم مقدمہ سمجہتے تہے

چونکہ موڑان کا مقدمہ سکہون کے اس جوش وخروش

کے زمانہ مین ایک بڑا پولیٹیکل معاملہ ہوگیا تھا اسلئے اس کی کامل تحقیقات کی گئی اور اس مقدمہ مین جو امور تنقیح طلب قرار دے گئے وہ یہہ تھے اول مہاراجہ کھڑک سنگہ کے خط کا جایز ہونا دوسرے یہہ کہ دراصل دیہہ متنازعہ کسطور پر معاف ہوا تھا۔ تیسرے یہہ کہ کس شخص کو دیا گیا تھا۔ دربار لاہور نے مہاراجہ کھڑک سنگہ کے اوس خط کو جس مین اونکی طرف سے موضع موڑان کی ضبطی کی اجازت دیجانیکا ادعا کیا گیا تھا بالکل جھوٹا اور جعلی بتایا بیشک اصل خط ریاست نابھہ کیطرف سے پیش نہوا اور اوسکے پیش نہ کئے جانے کی بابت راجہ صاحب نابھہ نے یہہ عذر تحریر کیا کہ جب میرے اہلکار منشی صاحب سنگہ کے کاغذات پکڑے گئے۔ تھے تب کسی جگہہ وہ گم ہوگیا لیکن ظاہر ہے کہ نابھہ کا یہہ عذر اہلکاران لاہور کے اس بیان کے مقابلہ مین کہ اس قسم کا خط کبھی تحریر ہی نہین ہوا پذیرا نہین ہوسکتا تھا۔

مہاراجہ کھڑک سنگہ کے اس خط کی اصل حقیقت کیا تھی۔

غالباً حقیقت امر یہہ تھی کہ گنڈا سنگہ نے جو ۱۸۳۹ع مین ریاست نابھہ کی طرف سے بطور معتمد لاہور کو بھیجا گیا تھا اپنی رشتہ دار رانی چند کنور کو یہہ پٹی پڑہائی کہ اپنے ضعیف العقل شوہر مہاراجہ کھڑک سنگہ سے اس مضمون کا ایک خط تحریر کرادو چونکہ مہاراجہ صاحب موصوف کچھہ مستقل مزاج شخص نہ تھے اونہون نے اس قسم کا خط جیسا کہ پیش کیا گیا تھا لکھدیا مگر راجہ دہیان سنگہ نے جو مدارالمہام ریاست تہا موضع موڑان کی علیحدگی کو منظور نہین کیا اس سبب سے یہہ خط روانہ نہین ہوا۔ بعدہ راجہ جسونت سنگہ نے اوسی مسودہ کی ایک نقل حاصل

کرلی اور حالانکہ اصل خط باضابطہ طور پر جاری نہین ہوا تہا مگر نابہہ والون نے اس نقل کو ہی چونکہ اصل اور جایز دستاویز کی طرح پر پیش کیا تہا اس وجہہ سے یہہ خط بہرحال بجز اسکے کہ ایک کاغذ جعلی سمجہا جائے کچہہ اور قرار نہین دیا جا سکتا تہا -

نابہہ والون کا گورنمنٹ انگریزی کو اس مقدمہ کی اصلیت کی نسبت بالکل فریب دینا اور دہوکہہ مین رکہنا -

جب اس باب مین اصل سند مورخہ ماہ مئی ۱۸۱۹ء جو متضمن معافی اس دیہہ کے خاص بنام مہاراجہ رنجیت سنگہ تہی برآمد ہوئی تب راجہ صاحب نابہہ کو مجبوراً قایل ہوکر اپنے طرز دعوے کو کسی قدر بدلنا پڑا چنانچہ اُنہون نے اس بات کو تواب تسلیم کیا کہ یہہ معافی حسب مندرجہ اس سند کے حقیقت مین خاص بنام مہاراجہ رنجیت سنگہ ہوئی تہی اور اگرچہ نابہہ والے اب یہہ بہی بیان کرتے تہے کہ صاحب ایجنٹ بہادر انگریزی کو اوسیوقت اس امر کی اطلاع دی گئی تہی لیکن انکی اس بات کا کچہہ ثبوت نہ تہا بلکہ ازروے تحقیقات یہہ بات صاف ثابت تہی کہ موضع مذکور کی اس نقل وانتقال کا حکام انگریزی کو کچہہ بہی علم نہ تہا مسٹر کلارک صاحب نے راجہ صاحب نابہہ کو ۱۸۳۹ء مین جب موڑان کے ضبط کرنے کی اجازت دی تہی تو اونکو اس بات کا سان گمان بہی نہ تہا کہ اس موضع پر سلطنت لاہور کا بہی کچہہ جایز حق موجود ہے اور کرنیل رچمنڈ صاحب بہی چونکہ اصل حقیقت سے واقف نہ تہے وہ بہی اسی ڈگر چلے تہے اور باتباع اون

احکام سابقہ کے جو کرنیل اختر لونی صاحب نے ۱۸۱۴ء مین اور مسٹر کلارک صاحب نے ۱۸۳۹ء مین اندرین مقدمہ نافذ فرمائے تہے صاحب موصوف نے راجہ صاحب کو اوس موقع پر جبکہ وہ موڑان پر فوج روانہ کیا چاہتے تہے یہہ لکہدیا تہا کہ یہہ گانو ریاست نابہہ کا ہی معلوم ہوتا ہے اور اگر آپ اس کو ضبط کرنا چاہتے ہین تو آپکو اختیار ہے اگرچہ اس سند معافی پر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے نام تہی راجہ صاحب نابہہ کے دستخط نہ تہے مگر یہہ عذر جو اسکے ناجایز قرار دئے جانے کی نسبت پیش کیا گیا تہا کچہہ وقعت نہین رکہتا تہا کیونکہ سکہہ روساء ہمیشہ اس قسم کی دستاویزون پر دستخط نہین کیا کرتے تہے اور بہرحال اس معافی کے وجود سے انکار کرنا بجز ایک صریح بیوقوفی اور بددیانتی کے اور کچہہ نہ تہا کیواسطے کہ جس حالت مین کہ راجہ صاحب نابہہ نے سلطنت لاہور سے اس گانو کے ضبط کر لینے کے لئے اجازت ملنے کی درخواست کی تو ظاہر ہے کہ اس نے سلطنت مذکور کا حق خود تسلیم کر لیا تہا اور سند معافی پر دستخط نکرنے کی بیشک یہہ وجہہ ہوگی کہ راجہ صاحب نے معافی کرنے کے وقت خواہ تو اپنے ذاتی فایدہ کی غرض سے پہلے ہی سے یہہ ارادہ کر لیا ہوگا کہ کسی نہ کسی روز صاف انکار کر دینگے خواہ اسمین یہہ مدنظر رکہی ہوگی کہ اس ناجایز نقل وانتقال کی بابت اگر پس و پیش گورنمنٹ انگریزی اعتراض کریگی تو اوسکے سامنے یہی عذر پیش کرکے سچے ہوآئینگے۔

اس امر کا تنقیح طلب ہونا کہ اگرچہ یہہ نقل و انتقال دراصل ناجایز تہا مگر اب یہہ گانو سرکار لاہور کو واپس دیا جانا چاہیئے یا نہین۔

اب یہہ امر تنقیح طلب باقی تہا کہ آیا موضع موڑان سلطنت لاہور کو جو اسپر راجہ جسونت سنگہ کی ناجایز معافی کے رو سے چوبیس ۲۴ برس تک قابض رہی تہی دیا جائے یا نہین۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو گورنمنٹ انگریزی اپنے حقوق سے پہلو تہی کر جاتی اور گو کہ دراصل ریاست لاہور کا اس گانو پر قابض ہونا محض بقاعدہ تہا لیکن تاہم چونکہ وہ مدت تک اوس ریاست کے قبضہ مین رہ چکا تہا اسلئے اوسکو قابض رہنے دیتی مگر ریاست لاہور نے چونکہ اس زمانہ مین ایسی چہل اور خودسری اور عداوت پر کمر باندہ رکہی تہی کہ اگر رعایت کیجاتی تو اسکے معنے کچہہ اور ہی سمجہے جاتے اسلئے اسکا واپس دیا جانا مناسب نہ سمجہا گیا۔

اس مقدمہ مین گورنمنٹ کے استحقاق کا ظاہر و باہر ہونا اور لاہور کو اس گانو کا واپس نہ دیا جانا۔

اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ یہہ معافی محض ناجایز تہی کیونکہ سلطنت بالادست یعنے گورنمنٹ انگریزی کی موجودگی مین اوسکا کوئی ماتحت رئیس اس بات کا مجاز نہ تہا کہ بغیر اوسکی منظوری کے کسی خودمختار غیر سلطنت کو اپنے علاقہ کا کچہہ حصہ منتقل کر کے دیسکتا۔ اگرچہ سنہ ۱۸۳۸ء تک جبکہ راجہ سنگت سنگہ والی جیند کے باب مین حکم دیا گیا تہا اس بارہ مین کوئی خاص حکم جاری نہین ہوا تہا مگر باوجود اسکے کچہہ شک نہین ہے کہ تمام روسای مذکور ستلج اس امر کو بخوبی سمجہے ہوئے تہے چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کو خود اسی موضع موڑان کے دئے جانے کی خفیہ کارروائی سے یہہ بات ثابت ہے

غرض کہ اس وجہہ سے گورنمنٹ نے موڑان کو ضبط کرلیا اور رئیس نابھہ کو
ایک سخت جھڑکی دی گئی اور یہہ ہدایت کی گئی کہ جو مال ومتاع قلعہ مین سے لوٹا
گیا ہے اوسکی قیمت سردار حکم سنگھ کو ادا کردے۔

دربار لاہور مین اس فیصلہ سے ایک بڑی نارضامندی پیدا ہونا۔

گورنمنٹ انگریزی کے اس فیصلہ سے لاہور مین خیالات نارضامندی
کو بڑی تحریک ہوئی اسمین کوئی شک نہین ہے کہ انٹرنیشنل لاء
یعنے ایسے دستورون کے روسے جو سلطنت ہا سے اقوام مختلفہ کے
باہم ایسے امور کے تصفیہ کے لئے معمول بہ ہین یہہ فیصلہ ہرطرح درست تہا مگر
سکھہ اس دستور اور قانون کو نہین سمجھتے تھے پس انہون نے اس مقدمہ
پر جن پہلوون سے نظر کی وہ صرف یہہ تہے کہ راجہ صاحب نابھہ نے حمایت سرکار
انگلشیہ کی آڑ مین سلطنت لاہور کے برخلاف ایک بڑی بدعت اور حملہ کیا
اور لاہور کے ایک ممتاز جنرل کا مال ومتاع لوٹ لیا اور کئی اشخاص کو جو سلطنت
لاہور کے رعایا تھے اپنے اس شریرانہ حملہ مین قتل کرڈالا۔ یہہ سکھہ لوگ اون
حقوق کو جو گورنمنٹ انگریزی کو اپنے ذیلدار روساء پر حاصل تھے سمجھنے کی کچھہ
پرواہ نہین کرتے تھے وہ تو صرف اس بات کو جانتے تھے کہ موضع موڑان جو ۲۴
برس تک ریاست لاہور کے قبضہ مین رہا وہ مہاراجہ شیر سنگھ سے زبردستی
چھین لیا گیا اور گورنمنٹ انگریزی ہمیشہ سرکار خالصہ سے پرلے سرے کی
دوستی رکہنے کا اقرار کرتی رہی تہی اوس نے موڑان کے واپس دلانے ہی

مین پہلو تھی نہین کی بلکہ موقع کو غنیمت سمجھکر اوسکو خود ضبط کرلیا - دربار لاہور
کے ان خیالات ناراضی کو ایک اور مقدمہ کے پیدا ہونے سے جو انہین دنون
مین وقوع مین آیا تہا اور جسکا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہین اور بہی استحکام ہوگیا یہہ
مقدمہ موضع بہینس کا تہا جو راجہ صاحب جیند نے جمعدار خوشحال سنگہ کو عنایت
کیا ہوا تہا خواہ یہہ بات سچ ہی ہو کہ سکہان لاہور کے وہ شبہات جو اونکے
دلونمین گورنمنٹ انگریزی کی نسبت جاگزین تہے بالکل بے بنیاد اور بیہودہ وقوفانہ
اور گویا طفلانہ تہے مگر اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اسوقت سرکار انگریزی کی
ان غیر ہمدردانہ اور روکھی پہیکی طور کی کارروائیون نے اہالیان سلطنت لاہور کو
نہایت ہی چڑا دیا تہا اور اسکے تہوڑے ہی عرصہ بعد جو لڑائی ہوئی منجملہ دیگر سببون
کے اوسکا سبب ایک یہہ کارروائیان بہی تہین - اس موڑان کے مقدمہ مین اگرچہ
ایسے اصول کے قایم رکہنے پر جسکے صحیح ہونے مین کسیطرحکا شک نہ تہا مصر ہونا اور
ضرورت اور مصلحت وقت کی خاطر اوسکے ترک سے انکار کرنا شاید فی نفسہ ایک
اچھی بات ہو لیکن ظاہر ہے کہ جو منتظمان سلطنت یا اور اشخاص بلالحاظ اور پہلوون
کے محض اصول اصول پکارا کرتے ہین وہ بعض اوقات ایسے افعال کے مرتکب
ہوجاتے ہین جو یا تو داخل تحمل اور خلاف فیاضی ہوتے ہین یا ایک حرکت بیوقوفانہ
کیونکہ لوگون کی جہالت اور تعصبات کا پاس ولحاظ کرکے کسی امر واجب سے
تجاہل اور درگذر کرجانا بہی اوسی قدر دانائی اور تدبیر کی مین داخل ہے جسقدر کہ

اون ناقابل شکست اصولون کی تائید کرنا مگر گورنمنٹ انگریزی نے یہہ غلطی کہ اگر ہم براہ فیاضی کسی حق واجب کو اپنے ہاتہہ سے چھوڑ دینگے تو لوگ اس امر کو ہماری کمزوری اور ضعف پر محمول کرینگے کچہہ آج ہی نہین کی حالانکہ یہہ ایک ایسا عذر ہے جو ایک سلطنت قوی کے لئے معقول متصور نہین ہو سکتا ـ

سنہ ۱۸۴۵ء کی لڑائی اور راجہ نابہہ کا چال چلن

سنہ ۱۸۴۵ء کے موسم سرما سے پہلے ہی گورنمنٹ انگریزی اور سرکار لاہور کے باہم لڑائی کی طیاریان شروع ہو گئین اور یہہ بات بہی بہت جلد قریب بہ تحقیق معلوم ہو گئی کہ راجہ صاحب نابہہ کسطرف ہونگے اس رئیس کے مزاج مین تکبر اور سرکشی اسقدر بڑہ گئی تہی کہ لڑائی کے اختتام کے بعد جو اوسکی برائت کے لئے بے عقل مطلق ہونے کا عذر پیش کیا گیا تہا وہ کچہہ داخل مبالغہ اور بیجا نہ تہا اسکے دربار کے رسوم اور قیود ادب و آداب روز بروز نہایت سخت اور شدید ہوتے جاتے تہے راجہ اپنے ارکان و ملازمان ریاست سے ڈنڈوت یعنے سلام زمین بوس کراتا تہا اور بول چال اور نشست و برخاست کیا بات بات مین اونسے نہایت ہی غلامانہ تعظیم طلب کرتا تہا اسکا یہہ بہی منشا تہا کہ تمام حکام انگریزی بلکہ صاحب ایجنٹ تک کو بہی جو القاب تعظیمی لکہے جاتے ہین وہ نہ لکہے جایا کرین اور یہہ راجہ بغروری کے باعث سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کے ساتہہ ملاقات کرنے کے واسطے اپنے علاقہ سے باہر نہین گیا اور اس زمانہ مین ریاست نابہہ کی رعایا کا بہی طرح طرح کی کرین لگائے جانے سے

ناک مین دم آنا شروع ہوگیا تہا راجہ جسونت سنگہ نے اپنے انتقال کیوقت راجہ دیواندر سنگہ کو یہہ حکم دیا تہا کہ جو محاصل رعایا سے لئے جاتے ہین انکا چوتہائی حصہ ہمیشہ کیواسطے معاف کردیا جائے - واضح ہو کہ یہہ محاصل اون محصولات سے جو علاقہ انگریزی مین لئے جاتے ہین بہہ بہی بہت گران تہے حالانکہ جسونت سنگہ اپنی رعایا کے لئے ایک سخت گیر فرمانروا نہ تہا - اگرچہ دیواندر سنگہ نے باپ کے اس حکم کی ظاہر مین تعمیل کی مگر اصل مین کچہہ بہی تعمیل نہین کی کسواسطہ کہ جرمانون اور نذرانون اور محاصل کی تعداد بقدر اوس کے بڑہا دی کہ معمولی طور پر محصولات کم کردینے سے جوکسر پڑتی تہی اوس سے بہت زیادہ آمدنی بڑہالی -

راجہ دیواندر سنگہ کی سازش لاہور کے ساتہہ -

گوکہ راجہ دیواندر سنگہ کی ریاست لاہور کے ساتہہ بغاوت آمیز خط وکتابت رکہنے کا کوئی علانیہ اور قابل اطمینان ثبوت دستیاب نہین ہوا تاہم ہرطرح سے یہہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ستلج کی لڑائی سے پہلے کسیقدر عرصہ تک ریاست لاہور کے ساتہہ سازش کرنے مین مصروف رہا اس ثبوت کے دستیاب نہ ہونے کی یہہ وجہہ تہی کہ جب میجر براڈفٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بمقام فیروزشہر (پہیرو) مارے گئے تب انکے پاس کے کاغذات جو بہت سے تہے گم ہوگئے تہے دوسرے اس قسم کی تحریکین معمولی طور پر تحریری کاہے نہین ہوتی تہین -

جنرل رام سنگہ کا نابہہ مین آنا اور ایام جنگ مین راجہ صاحب کی مخالفانہ کارروائی

جن دنون مین لڑائی کی تجویزین ہورہی تہین اور نہین

دونون مین افواج لاہور کا ایک جنرل مسمے رام سنگہ جو انگریزون کا مشہور و معروف دشمن تہا نابہہ گیا تہا اور ظن غالب ہے کہ راجہ کی جنرل مذکور کے ساتہہ کئی تخلیہ کی ملاقاتین ہوئی نہین چنانچہ اس معاملہ مین میجر براڈفٹ صاحب کی راے ایک پروانہ مورخہ پندرہوین دسمبر سے جو صاحب موصوف نے بنام وکیل نابہہ بطور (کانفیڈنیشل) یعنے اسراری کاغذ کے لکہا تہا اور جسکا خلاصہ آگے لکہا جائیگا واضح ہوتی ہے —

ریاست نابہہ کے ایک جزو کا ضبط ہونا —

پوشیدہ نرہے کہ جب راجہ کے اوس چال چلن اور طور و طریق کی نسبت غور کیا جاسے جو نازک ترین زمان جنگ مین اوسکی طرف سے سلوک و معمول بہ تہا تو پہر اوسکی کسی مخالفانہ خط و کتابت کا تلاش کرنا فضول معلوم ہوتا ہے کیونکہ جسقدر ہدایتین راجہ اور اہلکاران نابہہ کو بہم رسانی رسد اور باربرداری اور گذارش اخبار قابل اطلاع کے بارہ مین تحریر ہوتی رہین سب موجود ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی ایجنٹون کے احکام اور حاجات کو ابتداہی سے بالائی طاق رکہدیا گیا تہا پہر جب تیسری اور آٹہوین اور دسوین دسمبر ۱۸۴۵ع کو وکلاے نابہہ کے نام تاکیدی احکام بدین مضمون جاری کئے گئے کہ کالکا سے کہنّا تک راستہ مین رسد موجود رکہین اور لتالہ سے لسّیان تک سڑک بنوادین تو ان ہدایتون پر بہی مطلقاً توجہ نہ ہوئی اور فوج انگریزی کو سخت تکلیف اوٹہانی پڑی - پس اس تغافل کے پاداش مین علاقجات ڈہرڈو اور ملوہ

تیرہوین دسمبر ۱۸۴۵ء کو معرض ضبطی مین آئے اور دو روز بعد میجر براڈفٹ صاحب
نے پروانہ مذکورہ صدر وکیل نابہہ کے نام تحریر فرمایا جسکا خلاصہ یہہ ہے قولہ چونکہ راجہ
صاحب کے پاس جنرل رام سنگہ کی وساطت سے جواہر سنگہ وزیر لاہور کی بھیجی ہوئی
خبرین پہونچتی رہین اس سبب سے اور نیز اس قسم کی اور بہت سی کارروائیون کی وجہہ
سے جو ایک فرمان روا کی شان سے بعید ہے تمکو پہلے راجہ صاحب کے سمجہانے اور
باز رکہنے کے بارہ مین تحریک ہو چکی ہے راجہ صاحب کے اوس تغافل سے جو ایسی
ضرورت کے وقت رسد رسانی کے بارہ مین واقع ہوئی ہے بڑی دقت اور تکلیف
پیش آئی اور سامان رسد بہم حاصل کرنا پڑا اس لئے مین اب اوس مضمون کا تحریراً
اعادہ کرتا ہون جو جو تمسے زبانی کہا گیا تہا یعنے یہہ کہ اگر راجہ صاحب آج یا کل تمام
تک لشکر انگریزی مین حاضر نہ ہو جاوینگے تو وہ سرکار انگریزی کے دشمن اور بدخواہ
متصور ہونگے ماسوا اسکے کاہنا مل معتمد راجہ صاحب جو پیشتر سے رسد کے
جمع کرنے کے واسطے بہیجا گیا تہا اور اندرین باب قاصر رہا حاضر کیا جائے اور محکمہ
رسد رسانی کی سپردگی مین زیر نظر رہے اور وہ تہانہ دار جو مسٹر کسٹ صاحب
اسسٹنٹ ایجنٹ کے ساتھ بے روئی سے پیش آیا تہا اور سزای سخت کا مستوجب
ہے مقید کیا جائے اور مولوی ظہور الحق راجہ صاحب کا دوسرا معتمد حاضر خدمت
رہے اور بدستور سابق اوسکا اعزاز اور احترام کیا جائے اور اس قصور مین
کل علاقہ لتالا ضبط کیا جائے اور بنا برین

رائی کوٹلہ[1] اور رحمت علی خان کو حکم دیا گیا ہے کہ علاقہ مذکورہ پر قبضہ کر لین جسکے محاصل مین سے وہانکے انتظام کا خرچ دیا جائیگا - انتہی کلامہ -

میجر براڈفٹ صاحب کے ان احکام کی نسبت بہی راجہ کی بیپرواہی -

ان تاکیدی احکام کا غیر ضروری نہونا خود اسی بات سے ثابت ہے کہ راجہ صاحب نے اون پر بہی کچھہ التفات نکیا یعنے لشکر انگریزی مین حاضر نہوئے بلکہ نابہہ مین ہی رسد جمع کرنے کے بہانہ سے ٹہرے رہے اور جب چند روز بعد مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ نے قضا کی تو اونکو پٹیالہ جانے کا ایک اور بہانہ ہاتہہ آگیا اور میجر براڈفٹ صاحب کی وفات کے بعد بہی راجہ صاحب کے انگریزی لشکر مین نہ آنیکا دہیان کچھہ کم نہ ہوا میجر ایف میکسن صاحب کمشنر علاقجات اپیر وسے ستلج نے پانچوین جنوری کو حسب ہدایت سکرٹری گورنمنٹ بذریعہ ایک خط کے راجہ صاحب کو میجر براڈفٹ کی تحریر مورخہ پندرہوین[15] نومبر کی یاد دہانی کی اور اونسے استدعا کی کہ بمقام فیروزپور حاضر ہوکر اپنے اول طلبی پر نہ آنے کے وجوہات کو بیان کرین اس خط کا بہی کچھہ جواب نہ آیا -

نواب گورنر جنرل بہادر سے معذرت کرنا -

مگر بارہوین جنوری کو دو خط سکرٹری گورنمنٹ اور گورنر جنرل بہادر کے پاس پہونچے جنکا انتیسوین[29] دسمبر کو لکھا جانا ظاہر کیا گیا تہا خط مقدم الذکر ایک معنے کر میجر براڈفٹ صاحب کی تحریر کا جواب تہا اس خط

[1] کوٹلہ مین کوئی رائی نہ تہا اسلیئے رائی کوٹ والون اور رحمت علیخان کوٹلہ والہ کو حکم دیا گیا ہو گا - ہیپ ۱۲ محشی

مین راجہ صاحب کی خیر خواہی اور ریاست نابھہ کی خدمات کا اظہار تہا اور جنرل رام سنگہ کے ساتہہ جو تعلق تہا اوسکا جواب دینے کی کوشش کی گئی تہی اون ایام مین جبکہ جنرل سر اسمتہہ صاحب کی فوج ستلج کے جنوب مین کام کر رہی تہی راجہ صاحب نے ایک مرتبہ اپنے اہلکارون کو میجر میکسن صاحب کے پاس مہمل ورلے یعنی پیغامات دیکر بہیجا تہا مگر تیرہوین فروری سے پیشتر یعنے جب تک کہ جنگ سبرانو کو تین روز نہ گذر لئے راجہ صاحب نے میجر میکسن صاحب کی ایک خاص طور کی استدعا کی تعمیل مین بہی بعزم روانگی لودہیانہ نابھہ کو نہین چہوڑا تہا ۔

فتح یابی فوج انگریزی تک رسد کا نہ پہونچنا۔

باربرداری اور رسد کی بہمرسانی کے باب مین اہلکاران نابھہ کی کارروائی انتہا درجہ کی سہل انگاری اور مشتبہ تہی اشد ضرورت کے وقت مین کوئی چیز نہین مہیا کی گئی گو مدکی اور فیروز شہر کی لڑائیون کے بعد رسد بافراط بہیجی گئی اور سبرانو کی کامل فتح کے بعد ریاست نابھہ کے کل سامان گورنمنٹ انگریزی کے اختیار مین دیدئے گئے قبل جنگ فیروز شہر و مدکی کے خزانہ مسمی اونت اور چہہ سو اکاسی ۶۸۱ من غلہ پہونچا تہا اور ان لڑائیون کے بعد اکیس ہزار آٹہہ سو سات من غلہ اور آٹہہ سو چونسٹہہ اونٹ مہیا کیئے گئے تہے حالانکہ بلحاظ حالت ریاست سر ہنری لارنس صاحب کی رائے مین وہ شروع جنوری ہی مین اسقدر بقدر رسد کی بہم پہونچا سکتے تہے جو انجام کار بہیجی گئی اور دونون پہلی لڑائیون سے قبل کم سے کم اسکی نصف بہیج سکتے تہے ۔

راجہ نابہہ کا دربار سے خارج ہونا۔

بعد اختتام جنگ راجہ نابہہ کو دربار گورنری مین جو بمقام لدہیانہ منعقد ہوا تہا مثل دیگر روساء ملک محفوظہ شریک ہونے کی اجازت نہ ہوئی اور اوسکے چال چلن کی تحقیقات کی ہدایت کی گئی اور ہنگام تحقیقات بیان مندرجہ اس کتاب کی ہر طرح پر تصدیق ہوگئی راجہ کی جانب سے ایک طول طویل تحریری جوابدہی پیش کی گئی جسکے بعض امور مختصراً بیان کئے جاتے ہین —

جوابدہی راجہ نابہہ۔

راجہ نے اولاً اس بات کے ثابت کرنیکی کوشش کی کہ میجر براڈ فٹ صاحب کا حکم اوسکی طلبی کی نسبت ناجائز تہا کیونکہ راجہ ہر ایجنٹ گورنر جنرل کی ملاقات اپنی قلمرو سے باہر جاکر کرنا از روے کا دستور واجب نہ تہا مگر ظاہر ہے کہ جنگ کے زمانہ مین اس قسم کی تکلفات سے قطع نظر کیجاتی ہے اور جو لوگ کہ دوستون کیسی سرگرمی کے ساتھہ کام نہین کرتے ہین وہ دشمن خیال کئے جاتے ہین ماسواے اسکے بعد جنگ سبراؤن راجہ نے میجر میکسن صاحب کی ہدایت کے بموجب لدہیانہ جانے مین کچھہ عذر نہین کیا —

خدمات جو راجہ نے بیان کین۔

بعد اسکے اون خدمات کا اظہار کیا گیا تہا جو ریاست نابہہ سے زمین ماضیہ مین ظہور مین آئی تہین اور یہہ بہی ادعا کیا گیا تہا کہ ہنگام جنگ ستلج سردار گنڈا سنگہ جو اہلکاران نابہہ مین سے ایک سردار تہا میجر براڈ فٹ صاحب کے پاس متعین کیا گیا تہا اور میجر صاحب کو اوس سے بہت بیش بہا خبرین بہم پہونچین علاوہ اسکے اوسکا بیٹا لال سنگہ اسی کام پر لاہور بہیجا گیا تہا لیکن سر ہنری لارنس صاحب

کو جو بعد وفات میجر براڈفٹ صاحب بمقام فیروز شہر ایجنٹ مقرر ہوئے
تہے اس قسم کی خبرون کے پہونچنے کا کوئی ثبوت نہین ملا اور نہ گنڈا سنگہ یا لال سنگہ
نے خود اونکو کوئی ایک ہی ایسی خبر بہیجی جو کسی قابل ہو حالانکہ لال سنگہ نے فوج
سکہہ مقیمہ سبرائون مین سے صرف ایک ہی ہفتہ قبل از جنگ گذر گیا تہا جنرل
رام سنگہ کے نابہہ آنے کی وجہہ یہہ بیان کی گئی کہ وہ صرف اپنے وطن کے دیکہنے کو
آیا تہا کیونکہ ریاست لاہور کی ملازمت سے دل برداشتہ ہو کر وہ اپنے وطن ہی
مین مستقل سکونت اختیار کرنا چاہتا تہا اور راجہ سے اوسنے صرف ایک رسمی
ملاقات کی تہی اور نذر پیش کر کے فی الفور لاہور کو واپس چلا گیا تہا[1]

[1] جنرل رام سنگہ جلہہ والہ کی کیفیت حکام انگریزی کو بخوبی معلوم تہی اسوقت دربار لاہور
مین وہ منجملہ اون لوگون کے تہا جو بہت عزیز سمجہے جاتے تہے اور نابہہ مین اوسکے آنے کی کو کوئی
وجہہ ہوگی اسمین شک نہین ہے کہ وہ ستلج کے پار اس نیت سے آیا تہا کہ جو ریاستین سرکار
انگریزی کی زیر حفاظت مین اونکے دلون کی حالت دریافت کرے اور تحقیق کرے کہ سرکار
لاہور اون کی امداد کی کہان تک توقع رکہہ سکتی ہے وہ خبر جسکی بنا پر میجر براڈفٹ صاحب کو
راجہ نابہہ کی طلبی کا حکم جاری کرنے کی تحریک ہوئی تہی ایک ذی رتبہ ہندوستانی کی ذریعہ
سے بہم پہونچی تہی جسکو اصل حقیقت پر مطلع ہونے کا ایک بڑا موقع حاصل تہا اور خبر مذکور
خواہ صحیح تہی خواہ غلط مگر معتد بہ تفصیل کے ساتہہ بیان کی گئی تہی چنانچہ اوسنے یہہ بیان کیا
تہا کہ وہاں سردار چاہر سنگہ نے لاہور سے جنرل رام سنگہ کو راجہ دیوندر سنگہ کے پاس بہیجا تہا اور
چند گہنٹہ تک یہہ دونون تخلیہ مین رہے تہے بعد اسکے منشی صاحب سنگہ بلایا گیا اور تجویز مفصلہ
ذیل قرار پائی یعنی اونہون نے اندازہ کیا کہ نابہہ لاڈوہ اور فلان فلان سرداران ریاست ہائے
اینروی ستلج جو انگریزون سے ناراض ہین ساٹہہ ہزار آدمی جمع کر سکتے ہین اور جسوقت فوج سکہہ اور انگریزون
سے لڑائی شروع ہو جائے یہہ لوگ انگریزون کے خط و کتابت کے روکنے اور رسد وغیرہ کے لوٹنے
مین مصروف ہون۔ جب یہہ سب امور طے ہوئے جنرل رام سنگہ لاہور کو واپس ہو گیا۔ واس کہانی
کے صحیح ہونے کا بہت کچہہ امکان ہے مگر جو فیصلہ کہ راجہ کی نسبت عمل مین آیا تہا اوسپر اسکا کچہہ اثر
نہین پہونچا بلکہ وہ اوسکے ذاتی اعمال اور حرکات کی بنا پر کیا گیا تہا۔ مصنف

رسد کا حاضر کرنا

رسد کی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ جسقدر جلد ممکن ہوا جمع کی گئی اور نابہہ کی فوج بالکل سرکار کی خدمت مین حاضر رہی یہان تک کہ راجہ صاحب کو اپنی ریاست کی حفاظت کیواسطے نئی فوج بہرتی کرنی پڑی۔ یہہ بیشک صحیح ہے کہ فوج نابہہ کا ایک کنٹنجنٹ مدکی اور فیروزشہر کی لڑائیون مین موجود تہا مگران لڑائیون مین اور بعد کے معرکون مین اوس فوج کا ایک آدمی بہی سرکار انگریزی کی طرف سے نہین لڑا۔

فوج انگریزی مین شریک نہونے کا عذر۔

میجر براڈفٹ صاحب کی ہدایت کی عدم تعمیل کی نسبت یہہ عذر پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب بعزم شمولیت لشکر انگریزی مالیر کوٹلہ تک پہونچ گئے تہے کہ اونکو میجر براڈفٹ صاحب کے انتقال کی خبر پہونچی اور وہ اوسوقت نابہہ کو واپس ہوگئے اور چونکہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے بہی اونہین ایام مین وفات پائی تہی لہذا خاندان پہول مین سربرآوردہ ہونے کی وجہہ سے اونکو رسومات کریا کرم مین شریک ہونے کے واسطے پٹیالہ جانا پڑا علاوہ برین راجہ صاحب نے یہہ بہی بیان کیا کہ سفر کے واسطے راستے بہی پرامن نہ تہے۔

اس معاملہ کی اصل حقیقت۔

لیکن اصل بات یہہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ راستہ جو انگریزی لشکر گاہ کی جانب تہا راجہ صاحب کیواسطہ پرخطر ضرور تہا مگر یہہ خوف محض خیالی تہا کیونکہ اوس سڑک پر باربرداری کے جانور وغیرہ اور بہیر کے غیر مسلح لوگ برابر چلتے تہے علاوہ برین راجہ صاحب کی معیت مین کیا اسقدر آدمی نہ ہوتے جو درصورت موجودگی کسی خطرہ کے اونکی حفاظت کیواسطے کافی ہوتے نصرف تاریخون کے مقابلہ

سے ہی یہہ بات بخوبی ثابت ہوجائیگی کہ راجہ صاحب کو انگریزی لشکر گاہ مین آنا ہی منظور نہ تہا میجر براڈفٹ صاحب کا حکم پندرہوین [۱۵] دسمبر کو صادر ہوا تہا اور اڑتالیس [۴۸] گہنٹہ کے اندر اوسکی تعمیل باسانی ہوسکتی تہی مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے تیئسوین [۲۳] دسمبر کو وفات پائی تہی اور سکہون کی رسمیات کے موافق صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ تاریخ وفات سے سترہ [۱۷] روز کے اندر جب چاہتے رسم تعزیت کی ادا کرنیکے لئے راجہ صاحب پٹیالہ تشریف لیجاتے اور یہہ بہی صرف ایک رسمی بات تہی اور گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ اپنی خیرخواہی اور حُسن عقیدت ثابت کرنے کی ضرورت کے مقابلہ مین کچہہ حقیقت نہین رکہتی تہی علاوہ برین صرف نعش کے جلانے کے وقت پٹیالہ مین راجہ صاحب کی موجودگی کی ضرورت تہی اور چونکہ مابین پٹیالہ و نابہہ صرف اٹہارہ میل کی مسافت ہی راجہ صاحب کے اس موقع پر وہان جانے کے واسطے ایک دن کافی تہا مگر راجہ صاحب تین مرتبہ پٹیالہ گئے اور سترہ [۱۷] روز تک وہان قیام کیا یعنی چوبیسوین [۲۴] سے ستائیسوین [۲۷] دسمبر تک چوتہی [۴] جنوری سے ساتوین [ا] جنوری تک اور سولہوین [۱۶] سے چوبیسوین [۲۴] جنوری تک اس سے صاف ثابت ہے کہ راجہ صاحب کا صرف یہہ مطلب تہا کہ انگریزی لشکر گاہ مین نہ جانے کے واسطے کوئی حیلہ بہم پہونچائین اور لطف یہہ ہے کہ اسکے بعد بہی راجہ صاحب انگریزی لشکر مین حاضر نہ ہوئے - جو جو شہادتین کہ راجہ کے خلاف مین تہین اور جو جوابدہی اپنی برأت کیواسطے راجہ نے کی تہی اوسپر غور کرنے

[ا] اصل کتاب مین ۷ جنوری بجای ۸ جنوری کے چہپ گیا ہی جو حساب کی رو سے غلط ہی اسلئے ۸ جنوری صحیح ہی ۱۲ محشی -

کے بعد اس امر مین کوئی معقول شبہہ نہین ہو سکتا کہ قبل از جنگ اونہون نے دربار لاہور کے ساتھہ سازش کی ہوئی تہی اور اگرچہ راجہ لاڈوہ کی طرح کھلم کھلا غنیم سے جا ملنے کی بزدلی سے جسارت نہین کی تہی مگر سرکار انگریزی کے بدخواہ تہے فوج کے واسطے باربرداری اور رسد کے بہم پہونچانے مین مطلقاً کچھہ کوشش نہ کی اور فوج انگریزی مین بذات خود حاضر ہونے کی صریح احکام کی تعمیل سے قاصر رہے اور بعد معرکہ ہای فیروز شہر و مدکی و علی وال اخیر وقت تک اس توقع پر رہے کہ ستلج کی اخیر لڑائی مین انگریزون کو شکست ہوگی اور بالفرض اگر ایسا ہوتا تو اس صورت مین وہ بلا تامل سرکار انگریزی کی علانیہ مخالفت اختیار کرتے —

راجہ دیوندر سنگہ ریاست سے معزول ہوئے — اور چہارم حصہ ریاست نابھہ کا ضبط کیا گیا —

راجہ نابھہ کے چال چلن کی نسبت گورنمنٹ ہند کی یہہ رای قرار پائی جو اوس افسر کی رائے تہی جس نے اس مقدمہ کی تحقیقات کی تہی لہذا یہہ حکم صادر ہوا کہ راجہ دیوندر سنگہ گدی سے اوتارے جائین اور اونکا بڑا بیٹا جسکی عمر اوسوقت سات برس کی تہی بولایت اپنی سوتیلی دادی رانی چند کنور کے گدی نشین کیا جائے اور ریاست نابھہ کے تین معزز اہلکار رانی صاحبہ کے مددگار ہون اور یہہ چارون شخص خوردسال راجہ کی تعلیم و پرداخت اور حفاظت کی ذمہ وار قرار پائے —

اور تمام محصولات زکات راہداری

اور تمام محصولات زکات راہداری تخمینی بارہ ہزار دوسو روپیہ سالانہ کالیا جانا باستثناء آمدنی محصول زکات خاص شہر نابھہ بتعدادی ساڑہے چار ہزار روپیہ سالانہ موقوف کرایا گیا اور ریاست نابھہ کا ایک ربع لیجے

اضلاع پکہووال و ڈہڑ ڈو رروڑہی باستثنا سے ایک جزو جمعی بارہ ہزار دو سو روپیہ
کی ضبط کئے گئے اور ایک علاقہ جمعی اٹہائیس ہزار سات سو چہیاسٹھہ روپیہ سالانہ
بعوض حاضر باشی ایک فوج کنٹنجنٹ تعدادی سو سوار اور ایک سو تیتیس پیدل کے
گورنمنٹ انگریزی کے پاس رہنا قرار پایا باقی علاقہ جمعی اکہتر ہزار دو سو چوبیس
روپیہ کا مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ فریدکوٹ کو بصلہ اون خدمات کے جو اونسے
ایام جنگ مین ظہور مین آئی تہین بحصہ مساوی تقسیم کیا گیا اور راجہ دیوندر سنگھ
کو ایک حین حیاتی پنشن پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی ریاست نابہہ مین سے بدین
شرط عطا ہوئی کہ انگریزی عملداری مین دہلی خواہ میرٹھہ سے جنوب کیطرف کسی مقام
پر بغیر کسی شر و فساد کے خاموشی اور سکوت کے ساتھہ سکونت اختیار کرین –

راجہ صاحب معزول کا متہرا کو جانا۔

معزول راجہ نے متہرا کو اپنی سکونت کیواسطے پسند کیا اور سنہ ۱۸۵۸
تک وہان مقیم رہے اور درصورتیکہ اس بات کو بہی تسلیم کر لیا جائے
کہ اونکے دماغ مین کسی قسم کے تجربہ سے مستفید ہونے کی قابلیت تہی لیکن تاہم ان
مصیبتون سے بہی اونکو کچہہ تنبیہہ نہ ہوئی اونہون نے حتی الامکان صرف حکام انگریزی
ہی کو تنگ نکیا بلکہ نابہہ مین خود اپنے خاندان والون کو بہی جس سے اونکو بیجا بغض و
عداوت ہوگئی تہی ہر طرح سے تکلیف دی اور باوجود اسکے کہ اونکو نہایت بہاری پنشن
ملی تہی اونہون نے اپنے اوپر بے انتہا قرض کر لیا معلوم ہوتا تہا کہ وہ اس امید پر
تمسک لکہہ دیتے تہے کہ ریاست نابہہ کو یہہ قرضہ چار و ناچار ادا کرنا پڑیگا اور متہرا

مین اکثر ایسے ناعاقبت اندیش اور غیر محتاط لوگ موجود تہے جنہون نے مذکورہ بالا
کفالت کے خیال سے ایک بہت بہاری سود پر روپیہ دیکر راجہ صاحب کو اس ناعاقبت
اندیشانہ طریقہ کی طرف ترغیب دی تہی۔

اونکا چال چلن اور اونکا لاہور کو منتقل ہونا۔

راجہ صاحب کا چال چلن آخر کار اسقدر ناقابل برداشت ہوگیا کہ حکام ممالک
مغربی وشمالی کو یہہ خیال ہوا کہ یا تو اونکی حرکات کی روک ٹوک ہوتی
رہنی چاہئے یا کسی اور ایسے مقام پر بہیجدینا چاہئے جہان اونکی زیادہ تر نگرانی ہو سکے
چنانچہ جنوری ۱۸۵۵ء مین سپریم گورنمنٹ نے اونکے کسی ایسے مقام پر منتقل کئے جانے
کو منظور کر لیا جو نابہہ کے قرب وجوار مین نہ ہو اور جہان کہ صاحب مجسٹریٹ ضلع اونکی
فضول خرچیون کو کسیقدر روک سکے بنابران راجہ دیوندر سنگہ کی سکونت کیواسطے اول
تہانیسر تجویز ہوا مگر گورنمنٹ نے اس مقام کو مناسب نہ خیال کیا کیونکہ وہ نابہہ سے
صرف ساٹہہ میل کے فاصلہ پر تہا اور یہہ اندیشہ ہوا کہ مبادا راجہ صاحب معزول وہان
چلے جائین اور اونکی جانے سے فتنہ وفساد برپا ہو اور اگر بالفرض فتنہ وفساد برپا
نکرسکین مگر غالبًا اس بات پر قادر ہو سکین گے کہ نابہہ مین ایک فریق بندی قایم کرین
اور ایسی سازش کرین جو نظم ونسق ریاست کے حق مین مضر ہو اسکے بعد جالندہر اور
ہوشیارپور تجویز ہوئے لیکن انجام کار یہہ امر قرار پایا کہ اونکو لاہور بہیجا جائے جہان کہ
وہ آٹہوین دسمبر ۱۸۵۵ء کو پہونچ گئے اور مہاراجہ کہڑک سنگہ کی حویلی مین مقیم کئے گئے۔

وفات راجہ دیوندر سنگہ سنہ ۱۸۶۵ء مین

راجہ دیوندر سنگہ نے نومبر ۱۸۶۵ء مین بمقام لاہور انتقال کیا انکی چار

شادیان ہوئی تہین اول دختر راجہ رام سنگہ والی بلبگڈہ کے ساتہہ اسکے بعد رانی مان کنور دختر سردار وزیر سنگہ ساکن رنگہڑ ننگل واقع ضلع امرتسر کے ساتہہ تیسری مرتبہ دختر سردار گلاب سنگہ بانسا بیہ کے ساتہہ اور چوتہی مرتبہ دختر سردار کہڑک سنگہ ڈہلون کے ساتہہ۔ رانی مانکنور کے بطن سے دو بیٹے بہرپور سنگہ اور بہگوان سنگہ پیدا ہوئے جو یکے بعد دیگرے ریاست نابہہ کے راجہ ہوئے انمین سے بڑا بیٹا سنہ ۱۸۴۰ع مین متولد ہوا تہا اور دوسرا بیٹا دو برس بعد۔

انتظام واسطہ اجرای کاروبار ریاست نابہہ۔

میجر میکسن صاحب کمشنر ریاستہاے اینر وہی ستلج جنوری سنہ ۱۸۴۷ع مین نئے راجہ بہرپور سنگہ کو گدی نشین کرنے کیواسطہ جو اون ایام مین سات برس کا بچہ اور بہت ہوشیار تہا رونق افروز نابہہ ہوئے اس راجہ کی سوتیلی دادی رانی چند کنور جو راجہ جسونت سنگہ کی رانیون مین سے زندہ تہی اور بڑی ہوشیار وقابل عورت تہی اوسکی ولیہ مقرر ہوئی اور ریاست نابہہ کے قدیمی اہلکارون مین سے تین شخص یعنی سردار گوربخش سنگہ و فتح سنگہ و سجالی مل کونسل ریجنسی کے واسطہ منتخب کئے گئے۔

سردار گوربخش سنگہ پریسیڈنٹ کونسل ریجنسی۔

گوربخش سنگہ جسکے ذمہ خورد سال راجہ کی نوشت وخواند کا اہتمام کیا گیا تہا راجہ دیوندر سنگہ کے ملازمون مین سے تہا مگر جسکو پہلے متلون مزاج راجہ نے اوسسے تہا نیسر کو جلاوطن کر دیا تہا اور وہ اسی حالت جلاوطنی مین تہا جبکہ کرنل میکسن صاحب نے اوسکو کونسل ریجنسی (نیابت رئیس) کا عہدہ

پرلیسیڈنٹی اختیار کرنے کے واسطہ نابہہ کو طلب کیا۔

منشی صاحب سنگہ — منشی صاحب سنگہ جنگ ستلج کے زمانہ مین راجہ دیوندر سنگہ کا اہلکار بہت تہا اور معلوم ہوتا ہے کہ اوسی نے راجہ مذکور کو یہہ صلاح دی تہی کہ انگریزونکی استدعاؤنکی قبولت کو معرض تعویق مین ڈالکر پیشتر اس سے کہ کسی جانب کو اختیار کرین کام بات کا انتظار کرنا چاہیئے کہ معاملات کیا صورت پکڑتے ہین میجر میکسن صاحب نے صاحب سنگہ کا دخل ریاست کے کاروبار سے بالکل اوٹہادیا مگر رانی چندکنور کی اوسپر بہت مہربانی تہی اسلئے چندہی سال کے اندر ریاست نابہہ مین بہت کچہہ رسوخ و اقتدار بدستور حاصل کرکے اپنے مخالف سردار گوربخش سنگہ کے گرانے کے درپے ہوا۔ گوربخش سنگہ کی ناعاقبت اندیشی کی وجہہ سے جسنے دولت جمع کرنے مین بہت جلد ہی کی صاحب سنگہ کا کام بالکل بنگیا اور جب ۱۸۵۸ع مین اوسکی نسبت شکایتین پیش ہوئین چیف کمشنر صاحب نے تحقیقات کا حکم دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مشارالیہ کی نسبت یہہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی کہ اوسنے اپنے اختیارات کو دولت کے ناجائز حصول اور تمام بڑے بڑے عہدون پر اپنے ہی عزیزون اور رشتہ دارون کو مقرر کرنے مین بیجا طور پر استعمال کیا تہا۔

گوربخش سنگہ کا تنزل اور اوسکے مخالف صاحب سنگہ کا عروج — بنابرین اوسکو عہدہ سے معزول کیا گیا اوسکی جاگیرین ضبط کی گئین اجہان کہ اوسکے عزیزون کو ریاست نابہہ مین پہر کبہی نوکر ہونے کی ممانعت دیگئی۔

اور بعد اس واقعہ کے منشی صاحب سنگہ بدون کسی خاص اجازت گورنمنٹ انکی چارہ

...رج شدہ اعلے اہلکار کی جگہہ کونسل کا پریسیڈنٹ مقرر ہو گیا۔

بیچ بہائی امر مشترکہ ب و مرتبہ ان خاندان ے۔

سب سے اہم معاملہ جو ایام نابالغی راجہ ہیرا سنگہ میں واقع ہوا موضع بہائی روپا سے علاقہ رکہتا تہا یہہ یاد ہو گا کہ یہہ موضع پٹیالہ و نابہہ و جیند و بہدوڑ و ملود کے حصوں پر مشتمل تہا اور اس بات کی ایک خاصی شہادت دیتا تہا کہ یہہ سب خاندان دراصل خود مختار تہے اور کوئی کسی کا تابع و محکوم تہا اس گانو کی ابتدائی تاریخ کا معلوم کرنا کسی طریق سے آسان نہین ہے مگر اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اس مقام کو اولاً بہائی روپ چند نے جو تلوکا اور راما پسران پہول کے گورو تہے منتخب کیا تہا اور یہان پر ایک گانو آباد کرنے کی اون سے اجازت لے لی تہی لیکن اس تجویز کو پورا کرنے سے پہلے ہی گورو صاحب کا انتقال ہو گیا تہا اور کچہہ زمانہ بعد اونکے پوتے بہائی دہنا سنگہ نے اوسی مقام پر یہہ گانو بسایا اور گورو صاحب کے نام پر اوسکا نام بہائی روپا رکہا۔ اراضی جو اس گانو مین شامل ہے قرب و جوار کی اراضیات موضع پہول اور موضع کانگڑ مین سے لیگئی تہی جو اراضی کہ موضع پہول مین سے لیگئی تہی وہ بہائی کیون یعنی اولاد بہائی روپا کو بطور معافی دی گئی تہی اور یہہ لوگ بدون دست اندازی چودہریان خاندان پہول کے زمینداروں سے روپیہ وصول کرتے تہے کانگڑ والی پتی مین بہائی کیون کا حصہ بہت قلیل تہا مگر رائے بختیار کے مرنے کے بعد جو اس پتی کا روپیہ وصول کرتا تہا بہائیکیون نے اور زمین بھی حاصل کرلی جب پر وہ ایک رقم برائے نام سیاہی دیا کرتے

کو جو کانگڑ کے مالک تھے دیا کرتے تھے بعد کو موضع کانگڑ ریاست نابھہ کے قبضہ مین آگیا اور اوسوقت میانیون کو وہ خراج دینا موقوف ہوگیا اور ۱۸۳۵ء مین راجہ نابھہ نے بہائی روپا کی کانگڑ والی پتی کا انتظام خاص اپنے ہاتھہ مین لیلیا تلوکا اور راما کے مرنے کے بعد پہولکیون والی پتی پر گوردتا۔ سکھہ چین۔ آلا سنگہ۔ مان سنگہ اور چوہڑ سنگہ موزنان اعلے خاندان ہائے نابھہ۔ جیند۔ پٹیالہ۔ ملود اور بہدوڑ بحصص مساوی قابض تھے مگر پولیس کا انتظام یعنے اوس موضع کی حکومت فوجداری نابھہ کے متعلق تھی کیونکہ موضع بہائی روپا اس ریاست سے ملحق تہا یہہ انتظام باہمی آسانی کے واسطہ کیا گیا تہا اور گو ۱۸۴۱ء مین باقی پتی دارون نے اس استحقاق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تہا لیکن اسمین شک نہین ہے کہ نابھہ کو اختیارات پولیس ہمیشہ سے حاصل رہے ہین یہہ موضع متعدد رئیسون کے حقوق کی وجہہ سے ہمیشہ موجب تنازعہ رہا ہے اور پولیٹکل افسرون کو بہت دقت پیش آئی ہے ہر ایک ریاست موضع مذکور مین اپنے استحقاقون کو قایم رکہنا ایک عزت و آبرو کا معاملہ خیال کرتی رہی ہے اور یہہ لوگ اپنے دعوون کو ہر قسم کے ذریعون سے خواہ وہ کیسی ہی جایز و ناجایز کیون نہ ہون استحکام دیتے رہے ہین اور تا ۱۸۵۱ء ایسی ہی حالت وہان کے معاملات کی چلی آتی تہی آخر کار سنہ مذکور مین تنازعات قطعاً فیصل ہو گئے اور حدود متعین ہوگئین ۔

غدر ۱۸۵۷ء — غدر ۱۸۵۷ء کے شروع ہونے سے چند ہی مہینہ بعد راجہ بہرپور سنگہ

سنہ بلوغ کو پہونچے تھے اس نازک وقت مین اونھون نے اعلا درجہ کی خیرخواہی اور دانائی سے کام کیا اور ویسی ہی اعلے درجہ کی خدمات انسے ظہور مین آئین جو اور رئیسان پھولکی نے کی تھین ۔

راجہ بھرپور سنگھ کا چال چلن اور کارگذاریان ۔

بغاوت کے شروع ہونے کے وقت راجہ صاحب کو ہدایت کی گئی تھی کہ کارگذاری کے واسطے طیار رہین اور ستر ھوین مئی کو شہر لدھیانہ انکے سپرد کیا گیا تھا جب سپاہ ہے تین سو سوار اور ساڑھے چار سو پیدل اور دو توپون کے ساتھہ وہ قابض ہوکر چھہ مہینے تک وہان مقیم رہے اور جب عارضی ضرورتون کے واسطے کبھی کبھی وہان سے چلے جاتے تو اپنے بھائی کو اپنی جگہہ چھوڑ جاتے تھے (ریچ ٹرین) یعنے قلعہ شکن توپون کی معیت وحفاظت کیواسطے جنکو پھلور سے کمانڈر انچیف صاحب کے ساتھہ دہلی جانے کا حکم ہوا تھا راجہ صاحب نے تین سو آدمی مہیا کئے اس کام کے واسطے نسیری کی پلٹن مقرر ہوئی تھی لیکن جب اس پلٹن نے جانے سے انکار کردیا تو وہان صرف فوج نابھہ ہی ایک ایسی فوج تھی جس سے یہہ کام لینا پڑا جب باغیان جالندہر پھلور مین پہونچے اوس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے ایک جماعت ڈیڑہ سو آدمی کی فوج نابھہ مین سے لیکر پل کو توڑ دیا اور غنیم کو دریا پر جا روکا ان سپاہیون نے اچھا کام دیا بہت سے باغی مارے گئے اور چند سپاہی نابھہ کے بھی مجروح ومقتول ہوئے ۔

راجہ بھرپور سنگھ اس بات کے خواہان تھے کہ راجہ جیند کی طرح بذات خود اپنی فوج

کو لیکر دہلی کو کوچ فرمائین مگر اس بات کی اجازت نہین دی گئی تہی راجہ صاحب ہنوز بہت کم عمر تہے اور اتنی بڑی خدمت کا اونسے چاہنا حد اعتدال سے زیادہ تہا لیکن اونکی فوج کے ایک دستہ نے جسمین تین سو آدمی تہی زیر کمان سردار دیدار سنگہ بمقام دہلی ایام محاصرہ مین بہت اچہا کام دیا علاوہ ان خدمات کے راجہ صاحب نے کئی سو آدمی اپنی فوج مین بمراد خدمت گذاری بہرتی کئے اور رسد اور باربرداری بہم پہونچائی اور اون باغیون کو جو اونکی ریاست مین ہوکر گذرے گرفتار کیا اور ہر قسم کا کام جسکی اونسے استدعا کی گئی بڑی خیرخواہی اور جانفشانی سے انجام دیا اور ایک ایسے وقت مین جبکہ روپیہ کی شدید ضرورت تہی اونہون نے گورنمنٹ کو ڈہائی لاکہہ روپیہ قرض دیا —

انعامات جنکے لئے بصلہ اونکی خدمات کے سفارش کی گئی تہی —

غدر کے فرو ہونے کے بعد کمشنر ریاست ہاے اینڈ ورے ستلج نے انعامات مفصلہ ذیل کی راجہ صاحب کے واسطے سفارش کی — (۱) اضلاع لدہیانہ یا فیروزپور مین سے ایک علاقہ جسکی جمع تیس ہزار روپیہ سالانہ سے متجاوز نہو راجہ صاحب اور اونکے ورثائے ذکور کو بطور دوام کے عطا کیا جائے — (۲) خلعت جو اونکو جناب گورنر جنرل بہادر کے حضور سے عطا ہوتا ہے بجائے سات پارچون کے پندرہ پارچہ کا کردیا جائے تاکہ راجہ جیند کے برابر ہوجائین — (۳) کسی بڑی چہاونی یا دربار گورنر جنرل مین تشریف آوری کے وقت اونکے واسطے نو توپین سلامی کی مقرر کی جائین — (۴) جب کبہی عالیجناب

گورنر جنرل بہادر سے راجہ صاحب ملاقات فرمائین تو ملاقات بازدید کی رسم فارن سکرٹیری صاحب ادا فرمایا کرین۔

انعامات عطیہ گورنمنٹ۔

لیکن بعد غور کرنے پر گورنمنٹ نے راجہ بھرپور سنگہ کو اس مجوزہ صلہ سے بھی زیادہ بیش بہا صلے عطا فرمائے علاقہ منضبطہ جھجر مین سے اضلاع باول و کانٹی جنکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ چھہ ہزار روپیہ تھی باین شرط مرحمت فرمائی کہ عام فتنہ و فساد کے زمانہ مین سرکار کی خیرخواہی کرین اور فوج سے خدمت گذاری کرین خلعت راجہ صاحب کا بجاے سات عدد کے پندرہ عدد کا کر دیا۔ گیارہ توپون کی سلامی مقرر ہوئی ہنگام ملاقات جناب گورنر جنرل بہادر فارن سکرٹیری کا ملاقات بازدید کا ادا کرنا قرار پایا اور اونکے اعزازی خطابون مین بھی اضافہ کیا گیا۔

تبنیت اور سزاے موت کے حکم صادر کرنے کا اختیار عطا ہونا۔

ان اعزازون کے علاوہ راجہ صاحب کو وہ حقوق بھی مرحمت کئے گئے جنکی اونہون نے بشمول اپنے رشتہ دارون یعنے مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند کے گورنمنٹ سے بذریعہ ایک واجب العرض کے ۱۸۵۸ء مین درخواست کی تھی یعنی اختیار سزاے قصاص و استحقاق تبنیت کے اور گورنمنٹ انگریزی کا یہہ وعدہ کرنا کہ اونکی خانگی معاملات اور ریاست کے اندرونی انتظامات مین سرکار دست اندازی نہین کریگی۔

سند عطیہ ۱۸۶۰ء

مئی ۱۸۶۰ء مین راجہ بھرپور سنگہ کو ایک سند عطا ہوتی جس مین

اونکے موروثی اور مکسوبہ مقبوضات کی نسبت ہمیشہ بحال وبرقرار رکہنے کا اطمینان دیا گیا اور ویسے ہی بمزاحمت اختیارات اور حقوق جو روسائی پٹیالہ وجیند کو عطا کئے گئے تہے انکو بہی عطا ہوئے اور تبنیت استحقاق بہی جسکے لئے یہہ سب روسا نہایت خواہان تہے اس سند مین مندرج کیا گیا تہا سنہ ۱۸۶۲ء

سنہ ترجمہ سند جو عالیجناب گورنر جنرل بہادر نے راجہ صاحب نابہہ کو عطا فرمائی تہی شملہ مورخہ پنجم ماہ مئی سنہ ۱۸۶۰ء

جب سے کہ ہندوستان مین حکومت انگریزی کو تسلط اور اقتدار حاصل ہوا ہے راجہ صاحب نابہہ اور اونکے جد امجد راجہ جسونت سنگہ نے گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی کے بہت سے ثبوت دئے ہین اور اب تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ راجہ حال نابہہ بوجہہ اوس استقلال و جرأت کے جو سنہ ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء کے مفسدے مین اونہونے ظہور مین آئی اپنے غیرون کی سب پہلی کارگذاریون پر سبقت لے گئے اس خالص اور ممیز وممتاز خیرخواہی کے صلہ مین عالیجناب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہندوستان نے مزید اعزاز و علاقہ راجہ صاحب اور اونکے ورثا کو ہمیشہ کے واسطے عطا فرمایا ہے اور بہ افراط عنایت راجہ صاحب کی اس خواہش کو کہ ایک سند بمہر و دستخط جناب ویسرائے بہادر مرحمت ہو جسمین اونکے موروثی علاقون اور نیز اون اقطاع کی نسبت جو گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوئے ہین راجہ صاحب کے خالص اور غیر مشروط قبضہ کی کفالت کیجائے منظور فرمایا ہے۔

دفعہ ۱ اول - راجہ صاحب اور اونکے ورثا کو اپنے موروثی اور مکسوبہ علاقون کے اندر جو فہرست منسلکہ مین مندرج ہین حکومت کامل حاصل رہیگی جملہ اختیارات وحقوق واستحقاقات خاص جو راجہ صاحب کو اپنے موروثی علاقون مین حاصل ہین اونکو اپنے مکسوبہ علاقون مین بہی بعینہ حاصل رہینگے راجہ صاحب کی ریاست کے اندر ہر درجہ کے جملہ ذیلداران اور توابعین پر راجہ صاحب کی اطاعت و فرمان برداری واجب ہوگی —

دفعہ ۲ دوم - باستثنائے شرط مندرجہ دفعہ سوم گورنمنٹ انگریزی راجہ صاحب یا اونکے جانشینون یا ذیلدارون یا رشتہ دارون یا توابعین سے بوجہہ محاصل یا خدمت یا کسی اور بنا پر کسی قسم کا خراج نہین طلب کریگی —

دفعہ ۳ سوم - چونکہ گورنمنٹ انگریزی کو خاندان نابہہ کی بقا دلیسے منظور ہے اس نیت سے راجہ صاحب اور اونکے ورثا کو بطور دوام کے یہہ اختیار مرحمت فرماتی ہے کہ درصورت عدم موجودگی اولاد ذکور خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے متبنے کرلیا کرین اگر اچانک کسی وقت راجہ نابہہ بلا چہوڑے کسی اولاد از قسم ذکور کے اور بدون متبنے کرنے کسی جانشین کے وفات پائے تو اس صورت مین بہی مہاراجہ پٹیالہ و راجہ جیند اس امر کے مجاز ہونگے کہ باتفاق صاحب کمشنر یا

دربار ۱۸۶۰ء	اٹھارہوین جنوری ۱۸۶۰ء کو لارڈ کیننگ صاحب ویسراے و

گورنر جنرل بہادر نے انبالہ مین ایک دربار منعقد فرمایا جسمین تمام روسا و سرداران

پولیٹکل ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی کے خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کیواسطہ منتخب کرین مگر ایسی حالت مین ایک نذرانہ جو ایک ثلث کل سالانہ محاصل ریاست نابہہ کے مساوی ہو گورنمنٹ انگریزی کو دینا ہوگا —

دفعہ چہارم — ۱۸۴۷ء مین گورنمنٹ انگریزی نے راجہ صاحب کو سزاے قصاص کا اختیار بقید منظوری صاحب کمشنر کے عطا فرمایا تہا اب اس منظوری کی شرط رفع کیجاتی ہے اور راجہ صاحب کو کل اختیار حیات و ممات کا اونکی رعایا پر عطا کیا جاتا ہے اور دربارہ اون مجرمان رعایاے انگریزی کے جو راجہ صاحب کی ریاست کے اندر گرفتار ہون راجہ صاحب کو اون قواعد کے بموجب عمل درآمد کرنا ہوگا جو مراسلہ آنریبل کورٹ آف ڈائرکٹرز موسومہ گورنمنٹ مدراس نمبر ۳ مورخہ یکم جون ۱۸۳۶ء مین مندرج ہین راجہ صاحب عدل و انصاف کی نگہداشت اور اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی ترقی مین بقید امکان کوشش فرماوین گے اور وہ وعدہ کرتے ہین کہ اپنی ریاست مین رسم ستی و غلامی و دخترکشی کا امتناع فرماوین گے اور ان جرایم کے مرتکبون کو نہایت سخت سزا دین گے —

دفعہ پنجم — راجہ صاحب فرمانفرمائے گریٹ برٹن کی خیرخواہی اور جان نثاری سے کبھی قاصر رہینگے —

دفعہ ششم — اگر اتفاقاً کوئی فوج مخالف گورنمنٹ انگریزی اس نواح مین نمودار ہو تو راجہ صاحب غنیم کے مقابلہ مین گورنمنٹ انگریزی کے شریک حال ہونگے اور فوج انگریزی کے واسطے سامان باربرداری اور رسد بہم پہونچانے کے لئے برطبق اون ہدایتون کے جو اونکو پہونچین راجہ صاحب اپنے حتی المقدور کسی قسم کی کوشش مین دریغ نفرماوین گے —

دفعہ ہفتم — گورنمنٹ انگریزی راجہ صاحب کی کسی رعایا کی شکایتون کو خواہ وہ معافیدار — جاگیردار — قرابتدار — توابعین ملازمین یا دیگر اشخاص ہون مسموع نفرمائیگی —

دفعہ ہشتم — گورنمنٹ انگریزی راجہ صاحب کے خانگی اور خاندانی انتظامات کا لحاظ اور پاسداری کریگی اور اون مین دست اندازی کرنے سے باز رہیگی —

دفعہ نہم — ریل کی سڑکون اور اسٹیشنون اور شارع عامون اور نہرون کی تعمیر کے واسطے جن اشیا کی ضرورت ہوگی اونکو راجہ صاحب حسب دستور مروجہ نرخ رایج کے موافق اپنے ہی اہلکارون کی معرفت مہیا فرماوین گے اور جو اراضی کہ ریل کی سڑکون اور شارع عامون کے بنانے کے واسطے مطلوب ہوگی اوسکو بھی بلا اخذ قیمت سپرد کرینگے —

دفعہ دہم — راجہ صاحب اور اونکے جانشین وغیرہ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی طریقہ خیرخواہی اور وفاداری کا عمل مین لاوین گے اور گورنمنٹ بھی ہمیشہ راجہ صاحب اور اونکے خاندان کے اعزاز و احتشام کے قایم رکھنے کے واسطے ساعی رہیگی —

فہرست علاقجات از آن راجہ صاحب نابہہ —

منتزعات مورونی [illegible]

اینروہی ستلج موجود تھے اور راجہ صاحب نابھہ سے مخاطب ہوکر تقریر بمندرجہ ذیل فرمائی —

ویسرائی صاحب کی تقریر دربارہ راجہ صاحب —

"راجہ صاحب نابھہ آپنے بھی گورنمنٹ انگریزی کی حکومت کی اعانت و امداد مین اپنے قدیمی خاندان کے دیگر روسا کی برابر جوش دلی اور سرگرمی اور پیش قدمی ظاہر کی ہے ۔ جو مدد کہ آپنے جناب ملکہ معظمہ کی فوج کو اوسکی بھاری توپخانہ کو ستلج سے دہلی تک پہونچانے مین دی تھی وہ ایک نمایان اور قابل قدر خدمت تھی ۔ آپکی خیرخواہی اور سرگرمی کا صلہ آپکے دیگر ہمرتبہ روسا کیطرح اعزازون اور عطیون کے ساتھہ دیا گیا ہے جس سے آپکو ثابت ہوگا کہ گورنمنٹ کے نزدیک آپکی کارگذاریون کی کیسی اعلے قدر ہے ۔ آپ کے علاقہ مین اضافہ کیا گیا ہے اور یہہ عطیہ آپ پر اور آپکی اولاد پر باضابطہ بحال و برقرار رہیگا اور درصورت نہ چھوڑنے کسی اولاد کے آپکا خاندان پھول مین سے کسی شخص کو بطور وارث ریاست کے متبنے کرنا بخوشی منظور کیا جائیگا ۔ جناب ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہہ خواہش ہے کہ آپکے خیرخواہ خاندان کا اعزاز و اقتدار قایم و مترقی رہے" [۱]

پرگنہ نابھہ خاص — پرگنہ املوہ — پرگنہ بھادسون — پرگنہ کپورگڈھ — پرگنہ بہنوار — پرگنہ پھول معہ دیال پورہ — پرگنہ جیتو کے — پرگنہ کوٹ بڈھی — پتی بھائی روپا مع اختیارات حکومت اور اوس اختیار کے جو وہان کے جملہ معافیداران ماتحت پر حاصل ہے —

مقبوضات مکسوبہ

پرگنہ کانٹی و پرگنہ باول (از روی مراسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند مورخہ دوم جون ۱۸۶۸ء نمبر ۹۰۵ (الف))

ذیلداران وخراج گذاران

سکھان سونٹی سکھان رداسیہ بوگرانوالہ لوڈہ گھریلے گھنٹی والے ١٢ مصنف

[۱] اشتہار گورنمنٹ نمبر ۱۲۲ (الف) مقام انبالہ مورخہ تیسوین جنوری ۱۸۶۰ء بعد ازین ایک اور

راجہ صاحب کا جناب ملکہ معظمہ کی خدمت مین اظہار شکرگذاری کرنا۔

نابھہ کے نوجوان راجہ صاحب اون اعزازون اور صلون کے بخوبی مستحق تھے جو اونکو مرحمت ہوئے تھے وہ خیرخواہی اور وفاداری جو اونسے ظہور مین آئی تھی خالص اور دلی تھی اور جو فیاضانہ صلہ گورنمنٹ نے اونکی خدمات کا عطا فرمایا تھا اوسکو سچی احسانمندی کی ساتھہ قبول فرمایا تھا اُسوقت اونہون نے ایک تہنیت نامہ جناب ملکہ معظمہ کی خدمت مین روانہ کیا تھا جسکا ترجمہ اس مقام پر بطور ایک نمونہ مشرقی انشاپردازی کے درج کیا جاتا ہے "بحضور پرنور فیض گنجور منبع جود واحسان حاکم زمان سکندر شہرت جمشید شوکت ملکہ انگلستان دام اللہ ملکہا ۔ حضور کا کمترین نیازمند بہرپور سنگہ نشان

۱؎ سند خاص متضمن باختیار تبنیت عطا کی گئی تھی جسکی روسے اختیار مذکور بالا بطور ضمیمہ سند عام مورخہ ۱۸۶۰ع کے بخشا گیا تھا چنانچہ ترجمہ اس سند کا حسب مندرجہ ذیل ہے ۔ نقل ترجمہ سند ۔ بنام فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ ہزہائنس سرمور راجہ بہرپور سنگہ مالو ندرہ بہادر والی نابھہ ۔ مورخہ پنجم مارچ ۱۸۶۲ع ۔ ہرگاہ کہ جناب ملکہ معظمہ کی خواہش ہے کہ ہندوستان کے والیان ملک اور روسا کی عملداریان جو اپنی اپنی ریاستون مین حکمران ہین ہمیشہ قایم و برقرار رہین اور اونکے خاندانون کا نام اور اعزاز جاری رہے لہذا مین بہ تعمیل اس خواہش کے آپ سے بذریعہ اس سند کے اوس وعدہ و اقرار کا اعادہ کرتا ہون جس سے مینے آپ کو اپنی دستخطی سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ع کے ذریعہ سے اطلاع دی تہی یعنی یہہ کہ درصورت عدم موجودگی وارثان حقیقی کے آپکا خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے تبنیت کرنا بخوشی قبول و منظور کیا جائے گا اور اگر حیانا کسی وقت راجہ نابھہ بلا چھوڑنے کسی اولاد از قسم مذکورہ کے اور بدون متبنے کرنے کسی جانشین کے وفات پائے تو اس صورت مین بھی مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند اس امر کے مجاز ہونگے کہ باتفاق صاحب کمشنر یا پولیٹکل ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی کے خاندان پہول مین سے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے منتخب کرین مگر ایسے جانشین کو ایک نذرانہ جو ایک ثلث کل سالانہ محاصل ریاست نابھہ کے مساوی ہو گورنمنٹ انگریزی کو دینا ہوگا اسبات کا اطمینان رکھو کہ جبتک کہ آپکا خاندان فرمانروائے انگلستان کا خیرخواہ رہیگا اور اون عہدنامون اور عطیات اور وعدون کی شرایط کا پابند رہیگا جو گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ اوسکا تعلق پیدا کرتا ہین اس وعدہ و اقرار مین جو بذریعہ اس سند کے آپ کے ساتھہ کیا گیا ہے سرمو فرق نہ آئیگا ۱۲ مصنف

(دستخط) کیننگ

عجز وانکسار کو اطاعت کی پیشانی پر رکھکر اور سر ادب و نیاز کو خم کر کے اس عجز آمیز التماس کے پیش کرنے کی جرات کرتا ہے ۔ ایسے خوشی کے زمانہ مین جبکہ لوگون کے دل خدا تعالی کی رحمت سے تر و تازہ اور خوش و خورم ہو رہے تھے اور مثل سبزہ کے باران رحمت سے سبز و شاداب ہو رہے تھے وہ کُنجی جس سے حضور کے زیادہ رونا کا گنج مراد وا ہوتا ہے حضور کے اشتہار رحمت آثار کی شکل مین مع ایک عنایت نامہ جناب عالی مناصب والا مناقب نواب گورنر جنرل بہادر کے پہونچی اور اس نیاز مند کو مرہون منت فرمایا اس سرافراز نامہ سے اس عقیدت مند کو کمال اعزاز حاصل ہوا اور اون دُر ہائے لطف و عنایت سے جو اوسکے ہر ایک فقرے مین جڑے ہوئے تھے اوسکے دل کو بے انتہا مسرت حاصل ہوئی بالتخصیص اون عنایت آمیز وعدون سے جو ہندوستان کے روسا و والیان مُلک سے کئے گئے ہین کہ حضور اونکی حکومت کی بُنیاد کو مستحکم و محفوظ فرمائین گے اور تمام عہدنامون اور معاہدون کو جو آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے کئے تھے قایم و برقرار رکھین گے اور اس مُلک کے باشندون کے حقوق اور قدیمی رسم و رواج کی براہ عواطف خسروانہ پاسداری فرمائین گے یہہ عقیدت مند اور اوسکے آبا و اجداد ایک ایسی گورنمنٹ کی خیر خواہی اور اطاعت گذاری پر جسکی نیک نامی کا شہرہ آسمان تک پہونچا ہے ہمیشہ ثابت قدم رہے ہین وا اس مژدہ کی تقریب سے اس نیاز مند نے اپنی بے انتہا خوشی کے اظہار کے واسطے ایک خاص دربار منعقد کیا اور تمام اہلکاران و ارکین ریاست اور

اکابر واصاغر کو جمع کر کے اشتہار رحمت آثار کا مضمون تمام حاضرین کو باعلان
سنا دیا بُرجہاے آتشی چھوڑے گئے۔ شہر کی گلی کوچہ مین روشنی کی گئی
اور خادم کے سب آدمی نشۂ سرور وطرب مین مخمور ہوئے دربار مین جس جس
شخص نے اوس اشتہار کے ترحم آمیز الفاظ کو سُنا بیساختہ اللہ جلشانہ کے
شکر اور حضور پر نور کی تعریف وثنا مین مصروف ہوا جسطرح کہ خدا تعالے کا
غضب اس مُلک کے لوگون پر نازل ہوا تہا اور باغیون اور نمکحرامون کو پیدا کر کے
اونکو شکنجہ مصیبت مین دبا یا تہا اسیطرح اب حضور کی رحمت وشفقت کے ذریعہ
سے اللہ تعالے نے اونکو امن واطمینان کی نعمت از سر نو عطا فرمائی ساری خلق
خدا شکر گزاری کے زمزمہ مین یکسا زبان ہے اس نعمت عظمے کی شکر گزاری مین
روسائی ہندوستان سب سے آگے ہین یہہ نیازمند ہمیشہ حضور کے دامن حمایت کے
سایہ مین رہاہے اور اس بات کو بخوبی سمجہتا ہے کہ اوسکے مطالب کی ترقی سلطنت
انگریزی کے دولت واقبال کی ترقی کے ساتہہ وابستہ ہے نظر برین یہہ خادم
حضور کی مبارکباد کی نفیری کو خوشی کی پہونک سے بجاتا ہے اگر اوسکے جسم کا
ہر بال زبان بن جائے تو بہی حضور کے اس عزم مصمم کی تعریف سے کہ قدیمی عہدنامون
کو قایم رکہینگے ہرگز عہدہ برآنہ ہوکمترین کے مورث ۱۸۰۸ء مین گورنمنٹ
انگریزی کے ظل حمایت مین آئے تہے اور اوسوقت سے وہ خیرخواہی اور
جان نثاری مین کبہی قاصر نہین رہے ہین اور اعزاز واکرام کے روزافزون خزانون

سے اونکو صلہ ملتا رہا ہے سلطنت انگریزی کے ساتھہ اونکی حسن عقیدت اور وفاداری لارڈ لیک صاحب اور دیگر ذی وقار افسران انگریزی کی چٹھیون سے ثابت ہوتی ہے نیازمند بہی کمال ادب کے ساتھہ اونہین کے قدم پر قدم رکھے گا اور اوسکو اس بات کا یقین ہے کہ اوسکی موجودہ اور آیندہ کامرانی سلطنت انگریزی کے دولت و اقبال کے ساتھہ مربوط و وابستہ ہے اخیر مین کمترین کی یہہ دعا ہے کہ قادر مطلق حضور کے دشمنون اور بدخواہون کو تباہ کرے جسطرح کہ آفتاب کا طلوع ہونا درندون کو اونکے تاریک غارون اور بہٹون کی طرف بہگا دیتا ہے اور حضور کے اقبال کا ستارہ ہمیشہ اوج پر رہے اور فتح و نصرت کی روشنی کو تمام دنیا مین پہیلائے رہا

> نابهہ کا قرضہ علاقہ منضبطہ کے عطیہ سے ادا کیا جانا —

یہہ امر قابل یاد ہے کہ راجہ صاحب نابهہ نے شروع غدر مین ڈہائی لاکہہ روپیہ گورنمنٹ کو قرض دیا تہا علاوہ اسکے ریاست نابهہ کا سات لاکہہ روپئے کا قرضہ جو ۱۸۴۸ع مین پانچ روپیہ سیکڑہ پر لیا گیا تہا اور باقی تہا اور اس حساب سے کل ساڑہے نو لاکہہ روپیہ ہوتا تہا جب راجہ بہرپور سنگہ اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ انگریزی پرگنات کانوڈ و بدہوانہ کو جو علاقہ منضبطہ جہجر کا ایک جزو تہے رکہنا نہین چاہتی ہے تو اونہون نے درخواست کی کہ یہہ علاقہ بشرح محاصل بست سالہ بمعاوضہ اور بقدر ہر ایک قرضہ کے دیدیا جاوے یہہ تجویز منظور ہو گئی اور منجملہ بعض دیہات علاقہ کانوڈ جنکی جمع سہالعہ ہزار روپیہ

سالانہ تھی راجہ نابھہ کو اونہین شرایط کے ساتھہ جسطرح کہ علاقجات موروثی و مکسوبہ کی بابت کچھہ عرصہ پہلے اونکو ایک سند دی گئی تھی دیئے گئے [1] شرح محاصل بست[2] سالہ اس علاقہ کی راجہ صاحب کے قرضہ سے بقدر دس ہزار روپیہ کے متجاوز ہوتی تھی لیکن یہہ بیشی اوس سود مین سے جو راجہ صاحب کو واجب الوصول تہا منہا کی گئی تہی ―

انتظام ریاست مین اصلاحات مجوزہ راجہ ہیرا پورسنگہ سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد ―

راجہ ہیرا پورسنگہ نے اپنے سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد اپنی ریاست کے نظم ونسق کی حالت کی اصلاح کی طرف نہایت توجہہ خاطر ظاہر فرمائی

[1] ترجمہ سند جسکے ذریعہ سے بعض اقطاع منجملہ پرگنات کانوڈ و بدہوانہ ضلع جہجر راجہ صاحب نابھہ کو پیشگاہ عالی جناب ارل کیننگ صاحب بہادر جی سی بی ویسرائے گورنر جنرل ہندوستان سے عطا ہوئے تہے ― تمہید ― ہرگاہ کہ راجہ نابھہ اور اونکے جد امجد راجہ جسونت سنگہ کی خیر خواہی اور عقیدت مندی جبسے کہ سلطنت انگریزی کو ہندوستان مین غلبہ حاصل ہوا ہی ہمیشہ ممتاز و نمایان رہی ہے لہذا عالی جناب ویسرای گورنر جنرل بہادر ان اوصاف کی اعلی قدردانی کے اظہار کے واسطے بعض اقطاع منجملہ پرگنات کانوڈ و بدہوانہ واقع ضلع جہجر جو حسب فہرست منسلکہ مرقومہ مجلد فارسی بیالیس[42] مواضعات پر مشتمل ہین اور جنکا سالانہ محاصل سینتالیس[47] ہزار پانسو پچیس[25] روپیہ ہے راجہ صاحب کو عطا فرماتے ہین اور ایک نذرانہ تعدادی نو لاکہہ پچاس ہزار پانسو روپیہ کا راجہ صاحب کی طرف سے قبول فرماتے ہین بنا برین تجاویز ذیل عمل مین آتی ہین ―
دفعہ اول ― علاقہ متذکرہ صدر راجہ نابھہ اور اونکے ورثا کو ہمیشہ کیواسطے عطا ہوا ہے ―
دفعہ دوم ― اس جدید علاقہ مین بہی راجہ صاحب اور اونکے جانشینون کو وہی اختیارات و حقوق و رعایات خاص حاصل ہونگے جو پہلے سے اونکو اپنے موروثی مقبوضات مین بر بنائے سند مورخہ پنجم مئی سنہ ۱۸۶۰ء و دستخطی عالی جناب ارل کیننگ صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہندوستان حاصل ہین ―
دفعہ سوم ― راجہ صاحب اور اونکے جانشینون کو چاہئے کہ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ ویسے ہی دوستانہ تعلقات قایم رکہین اور اس جدید علاقہ کی نسبت بہی اونہین شرایط کو پورا کرتے رہین جو سند مورخہ پنجم مئی سنہ ۱۸۶۰ء مین بہ تعلق مقبوضات موروثی راجہ صاحب کے مقرر کی گئی تہین ― ۱۲ مصنف

شروع ۱۸۵۹ء مین صاحب ایجنٹ لفٹنٹ گورنر بہادر نے ایک تحقیقات کی تہی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعض اہلکاران ریاست برخاست کئے گئے تہے اسکے بعد راجہ صاحب حسب صلاح دہی مہاراجہ پٹیالہ و یا موافق ایمائی کمشنر صاحب انبالہ بہت سی اور اصلاحین عمل مین لائے ۔ راجہ صاحب کے مصاحبون اور مشیرون کی اگرچہ یہہ نیت تہی کہ کسیطرح راجہ صاحب اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ مین کشیدگی رہے کیونکہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ ایک رئیس بالیاقت تہے اور خاندان نابہہ سے قرابت نسبی رکہتے تہے اسواسطے اون لوگون کو اندیشہ تہا کہ راجہ صاحب کو نیک صلاحین دیکر اونکی سازشون کو جڑ پکڑنے نہین دینگے مگر راجہ بہرپور سنگہ اس بات کے سمجہنے کا کافی شعور رکہتے تہے کہ اونکا نفع مہاراجہ صاحب کے نفع سے ملا ہوا ہے اسواسطے وہ مرتے دم تک اونکی دوستی پر ثابت قدم رہے ۔

اونکا چال چلن اور دانائی اور جو لیاقتین اونہون نے حاصل کی ہین

دیسی ریاستون مین رئیس کی خوردسالی سے جو خرابیان واقع ہوتی ہین اونکا ذکر تاریخ جیند مین ہوچکا ہے مگر اس عام اور بدبخت قاعدہ سے راجہ بہرپور سنگہ بطور عجیب و غریب ایک مستثنی شخص تہے اونکے مزاج کی خوبی اور قدرتی عقل و فہم ایسی تہی جسکی وجہہ سے اون خراب کنندہ اثرون سے جو اونکے گرد و پیش موجود تہے بچے رہے اور شمالی ہندوستان مین ایک نہایت روشن دماغ رئیس ہونے کے آثار ظاہر کئے سکہون مین علم کا شوق بہت کم ہے مگر ان راجہ صاحب کی طبیعت علم دوست تہی اونہون نے دیسی زبانون

مین خوب مہارت حاصل کرلی تہی اور جب کاروبار ریاست سے اونکو فرصت ہوتی تہی تو تین چار گہنٹہ روز انگریزی بہی پڑہا کرتے تہے ریاست کے کل صیغون کے کام کو وہ بذات خود معائنہ فرماتے تہے۔

قواعد جو اپنے انضباط وقت کے واسطے اونہون نے مرتب کئے تہے

اور ایک اونکی نج کی یادداشت جسمین اونہون نے اپنے وقت کے انضباط کے قاعدے مرتب کئے تہے ایک نہایت قابل تعریف تحریر تہی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اس امر کی طرف کسقدر توجہہ تہی کہ اپنی تکمیل نفس اور ذاتی ترقی کا کوئی موقع ہاتہہ سے نہ جانے پائے اور اونکے عہد حکومت مین اونکی رعایا کو بہبودی حاصل ہو اوس یادداشت کا اخیر فقرہ یہہ تہا کہ اخیر مین مین خدا تعالی اور دربار سری ست گوردیال سے ملتجی ہون کہ مجہکو ان فرائض کی انجام دہی مین ثابت قدم رکہے اور مجہکو اس طرح زندگی بسر کرنے کے قابل کردے کہ خدا تعالے کے سایہ اور حفاظت مین رہکر اوسکی رضا کے موافق کام کرون اور لوگون کو بہتری پہونچاؤن ۔

لارڈ ایلگن صاحب کا راجہ صاحب کو ممبر کونسل قانونی مقرر کرنا۔

ستمبر ۱۸۶۳ء مین لارڈ ایلگن صاحب ویسرا سے بہادر نے راجہ بہرپور سنگہ کو کونسل واضعان قانون مین مقرر کیا کیونکہ طبقہ ستارہ ہند کا اعزاز راجہ صاحب جیند کو پہلے عطا ہو چکا تہا راجہ بہرپور سنگہ نے اس اعزاز کو احسانمندی کے ساتہہ قبول فرمایا اور کمال خوشی کے ساتہہ اگلی جنوری مین کلکتہ تشریف لیجانے کا انتظار کر رہے تہے مگر راجہ صاحب کو

کونسل مین بیٹہنا نصیب نہ ہوا۔

اونکی علالت

جون ۱۸۹۳ء سے وہ سخت بخار مین مبتلا ہوگئے تہے اولاً یہہ علالت ایک دعوت کی تکلیف وتکان سے پیدا ہوئی تہی جو اونکی رشتہ دار سٹرانی مہتاب کنور بیوہ سردار رجن سنگہ رنگہڑ ننگل والی نے اپنے بیٹے اوتار سنگہ کی شادی کی تقریب مین کی تہی یہہ دعوت ۲۳ تیئیسوین جون کو ہوئی تہی اور بعد واپسی کے راجہ صاحب کو بخار چڑہا جس سے اونہون نے دو مہینے تک رہائی نہ پائی آخرکار اونکے معالج نے کونین کو جس سے راجہ صاحب کو سخت نفرت تہی ایک ترکیب سے گولیون کے اندر رکہکر راجہ صاحب کو کہلانا شروع کیا جس سے اونکو بالکل آرام ہوگیا۔ اور ہندوستان کے دستور کے موافق غسل صحت بہی کرلیا۔

عارضی صحت پانا۔ بیماری کا عود کرنا اور طاقت کا جلد جلد زایل ہونا۔

مگر اوسی روز بیماری پہلے سے بہی زیادہ شدت کے ساتہہ عود کر آئی اوس روز راجہ صاحب نے معمول سے زیادہ جسمانی محنت کی تہی یعنی گوردوارہ تک جو چار سو گز کے فاصلہ پر تہا پیادہ پا گئے تہے اور اپنے محل سے قلعہ کے اوپر کے حصہ تک جو ایک بلند عمارت ہے تشریف لیگئے تہے اور اپنی خوابگاہ کو بہی جسکے گرم ہونے کی وہ شکایت کرتے تہے بدل دیا تہا شب کو بخار نے عود کیا اور بہر نہ گیا اور بجائے نوبتی تب دارزہ کے وہ اب شدید اور لازمی ہوگیا۔

اونکی وفات

اونکے بالطبع ضعیف القویٰ اور نہایت نازک اندام ہونے سے معالجہ

مین اور بھی دشواری پیش آئی اور طاقت جلد جلد زایل ہونے لگی یہان تک کہ نوین ۹
نومبر کو اس دار فنا سے رحلت کی -

وارث ریاست نابھہ -

راجہ بھرپور سنگھ کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے حسب شرایط اسناد ۱۸۶۰ع
و ۱۸۶۲ع دیگر راجگان پھول کو بصلاح و اتفاق پولیٹیکل ایجنٹ انبالہ
خاندان پھول مین سے کسی شخص کو جانشینی کیواسطے منتخب کرنا لازم تھا -

بوجہہ نہ قبضے کئے جانے کسی جانشین کے ریاست سے نذرانہ کا واجب الوصول ہونا -

ان سندون مین یہہ شرط کی گئی تھی کہ اگر کوئی رئیس بغیر چھوڑنے کسی
اولاد از قسم ذکور کے اور بدون قرار دینے کسی جانشین کے قضا
کرے تو ایک نذرانہ تعدادی ایک ثلث کل سالانہ محاصل نابھہ کا
رئیس متوفی کے جانشین سے وصول کرنا چاہئے -

دیگر راجگان پھول کا تمنیت ثابت کرنے کی کوشش کرنا -

مگر پھولکی رئیسون نے نابھہ کو اس نذرانہ سے بچانا چاہا اور جب مہاراجہ
پٹیالہ اور راجہ جیند کو سر ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب پولیٹیکل ایجنٹ
نے جانشینی کے بارہ مین لکھا تو دونون رئیسون نے ٹھیک ٹھیک
ایک ہی طرز و مضمون کا یہہ جواب لکھا کہ یہہ بات بخوبی معروف و معلوم ہے کہ راجہ
بھرپور سنگھ بوجہہ لاولد ہونے کے ہمیشہ اپنے بھائی کنور بھگوان سنگھ کو بطور اپنے وارث
کے تسلیم کیا کرتے تھے اور اونکا بڑا خیال رکھتے تھے اور کمال شفقت و محبت
سے برتاؤ رکھتے تھے اور اہلکاران نابھہ کے بیان کے بموجب راجہ نے اپنی
وفات کی شب کو اپنے بھائی کو طلب کیا اور بحالت ہوش و حواس کنور صاحب

کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اونکو یہہ نصیحت کی کہ میری طرح گورنمنٹ انگریزی کے خیرخواہ رہنا۔ انتظام ریاست مین رعایا کی بہبودی ملحوظ رکہنا اور اہلکاران ذی اعتبار کے صلاح و مشورہ کے بموجب کاربند ہونا علاوہ اسکے راجہ صاحب نے اپنے اہلکارون اور ملازمان ریاست کو بہی تاکید کی کہ جسطرح میری خدمت گذار رہے ہو اسی طرح میرے بہائی کی بہی خدمت کرنا۔

یعنے ایک ایسی باقاعدہ تبنیت جس سے نذرانہ مشروطہ سے بریت ہو سکے۔

ان پہولکے راجاؤن نے تحریر کیا کہ تصدیق متذکرہ بالا ہمارے نزدیک بہگوان سنگہ کے باقاعدہ تبنے ہوجانے کو ثابت کرتی ہے اور ظاہر کیا کہ راجہ صاحب کا ارادہ اونکی علالت سے پہلے ہی اپنے بہائی کو جانشین کرنے کا واقعی ایک مسلم امر ہے اور موجودہ حالت مین کنور بہگوان سنگہ کو ایک جائز تبنے کیا ہوا جانشین تصور کرنا اور استحقاق نذرانہ سے جو عہدنامہ سنہ ۱۸۶۰ع کی تیسری دفعہ سے پیدا ہوتا ہے دستکش ہوجانا گورنمنٹ انگریزی کی عالی ظرفی کے شایان ہے۔

نذرانہ سے بریت کی درخواست کا مہمل ہونا۔

راجگان کی یہہ درخواست اگرچہ نابہہ کی ہمدردی کی وجہہ سے کی گئی تہی اور شاید اس امید سے بہی ہو کہ اونکے اس نیک سلوک کا کسی آئندہ زمانہ مین ایسی ہی حالت مین معاوضہ ملجائیگا لیکن بہرحال محض مہمل تہی گورنمنٹ انگریزی نے راجگان کو ہر چیز معاف کی تہی الا بحیثیت بالادست سلطنت کے استحقاق حصول نذرانہ کا درصورت لاولد قضا کرنے یا تبنے کئے بغیر وفات پاجانے

کی حالت مین اپنے لئے باقی رکھہ لیا تہا اور اگرچہ اس سے بیشتر کسی سلطنت نے
دنیا مین اپنے ذیلداروں کے ساتھہ ایسی فیاضی اور سیر چشمی نہین ظاہر کی تہی مگر باوجود
اسکے ان رعایتوں سے بہی ان راجگان کو صرف اس بات کی طمع ہوئی کہ اس اکیلی
شرط کی تعمیل سے بہی جو اونکے ذمہ واجب الاتباع تہی کسیطرح بچ جائین۔

کنور بہگوان سنگھ راجہ صاحب کی علالت سے پہلے کبہی بہی بطور جانشین نہین تسلیم کئے گئے تہے۔

یہہ قصہ کہ قبل بیماری راجہ صاحب کے کنور بہگوان سنگھ بطور جانشین تسلیم کئے گئے تہے ایک دلچسپ افسانہ تہا کیونکہ راجہ بہرپور سنگھ بالکل ایک نوجوان آدمی تہے اور اس بات کی بخوبی توقع ہوسکتی تہی کہ خود اونکے ہی اولاد ہوکر وارث ریاست ہوگی مگر بہرحال اونکے بہائی کے متبنے
ہونے یا بطور ولیعہد تسلیم ہونے کی اطلاع پولٹیکل ایجنٹ یا گورنمنٹ کو کبہی نہین
کی گئی تہی اسوجہہ سے گورنمنٹ انگریزی کی تسلیم اور منظوری بموجب شرائط سند
مورخہ پنجم مارچ ۱۸۶۲ع کے اسکی جواز و استحکام کیواسطے لازمی تہی کبہی حاصل
نہین ہوئی تہی۔

وفات کے روز قصہ تقرر جانشین کا بنایا جانا۔

وفات کے روز والا قصہ بہی یعنے یہہ کہ راجہ صاحب نے اپنے بہائی کو جانشین قرار دیکر اہلکاروں اور ریاست کو اونکے سپرد کیا محض
ساختہ کہانی تہی جسکو اہلکاران ریاست نابھہ نے ریاست کو ادائے نذرانہ سے
بچانے کے واسطے گہڑا تہا اسمین کچہہ شک نہین کہ کنور صاحب اپنے بہائی کی
وفات کے وقت کچہہ دیر تک وہان موجود رہے تہے مگر اونکے باہم کسی قسم کی

گفتگو نہین ہوئی اور نہ اہلکارون سے جانشینی کے بارہ مین کوئی کلمہ کہا گیا تہا[۱۵]

[۱۵] اوسوقت اس بیان کے بطلان کے ثابت کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تہا مگر اگلے سال راجہ بہرپور سنگہ کی
وفات کی بابت جو بمقام نابہہ ایک تحقیقات کی گئی تہی اوسمین جملہ اہلکاران ریاست نابہہ کے جو اونمین مخالف
گروہون سے متعلق تہے اظہار لئے گئے تہے ان اظہارون مین اون باتون کا کچہہ ذکر نہین ہی جو مہاراجہ صاحب
پٹیالہ اور راجہ صاحب جیند کے مراسلات مذکورہ صدر مین درج تہین حالانکہ ان لوگون کے بیانات لفظ
بلفظ اور راجہ بہرپور سنگہ کے انتقال کے متعلق ذرا ذرا سی بات باحتیاط تمام قلمبند کی گئی تہی جس رات
راجہ بہرپور سنگہ کا انتقال ہوا ہے اوس رات جو اونکے بہائی کی اونسے صرف ایک ہی ملاقات ہوئی تہی اوسکی
بابت اظہارات مذکور مین جو ذکر ہے اوسکا خلاصہ ہم درج ذیل کرتے ہین وہو ہذا —

اظہار سردار گوربخش سنگہ مدار المہام ریاست نابہہ — راجہ صاحب نے اس تمام وقت مین کسی قسم
کی تکلیف کی شکایت نہین کی لیکن صرف یہہ شکایت کی کہ حلق بہت خشک ہوا جاتا ہے پہلے خیال کیا کہ
راجہ صاحب کو نیچے کے مکان مین ضرور لیچلنا چاہیئے چنانچہ اونکو نیچے لے آئے اور اونہون نے ہاتہی
وغیرہ کا دان کیا بعدہ راجہ بہگوان سنگہ اور سجالی مل اور منشی نراین سنگہ اور محمد حسن خان حسب الطلب آئے
اور کسی شخص کو پہلے نہین دیکہا اور کسیکو اس واقعہ کی توقع بہی نہین تہی اور چونکہ رات کا وقت تہا
اس سبب سے چند ہی آدمی حاضر ہو سکے اسوقت مائی صاحبہ یعنے راجہ صاحب کی والدہ نے اپنے تشریف
لانیکی درخواست کی اول راجہ صاحب نے اس خیال سے کہ وہ اگر رونے پیٹینگی تو مجہکو اور زیادہ
تکلیف ہوگی منع کردیا مگر آخرکار مائی صاحبہ تشریف لے آئین اور انکو معہ راجہ صاحب کے اکیلا
چہوڑ کر سب باہر چلے آئے مائی صاحبہ کوئی آدہ گہنٹہ تک راجہ صاحب کے پاس تشریف فرما رہین
اس موقع پر راجہ صاحب حال وہان موجود نہ تہے ایکبار اور کمرہ مین تہے بہگوان سنگہ کی اپنے بہائی
کے ساتہہ اونکے انتقال سے پہلے کوئی تخلیہ کی ملاقات نہین ہوئی لیکن وہ ہمارے ساتہہ تہے بہائیون
مین باہم کچہہ بات چیت نہین ہوئی اور جب کہا گیا کہ کنور صاحب (یعنے بہگوان سنگہ) موجود نہین تو
فرمایا کہ اچہا تسلی رکہیئے اور بہگوان سنگہ گریہ وزاری کر رہے تہے اسکے بعد اور کچہہ نہین ہوا اور
راجہ صاحب جلد بیہوش ہوگئے —

اظہار جیون سنگہ نفر — اونکو (یعنے راجہ صاحب کو) وہ نیچے لیگئے مین کنور صاحب (یعنے بہگوان سنگہ کو)
اطلاع دینے کیواسطے گیا راجہ صاحب کو جسوقت اوپر سے اوتار کر لارہے تہے اوسوقت کنور صاحب
بہی زینہ مین آکر ملے تہے راجہ صاحب کی حالت دمبدم بگڑتی گئی مین مائی صاحبہ کی ڈیوڑہی پر گیا
اور اطلاع کی وہ اپنے فرزند کے پاس آئین اونکے جانے کے بعد راجہ صاحب کا حال اور بہی غیر
ہوگیا اور مرنے سے پہلے دو گہنٹہ تک بیہوش رہے —

اظہار بخشیش سنگہ خدمتگار راجہ صاحب — اونکو (یعنے راجہ صاحب کو) وہ آدہی رات کے قریب
نیچے لائے تہے مگر مجہکو یاد نہین — کنور صاحب ہمین زینہ کے نیچے ملے تہے — راجہ صاحب اوسی
جہان مین جسمین اونہین اوتار کر لائے تہے رہے — کنور صاحب سے جو گریہ وزاری کر رہے تہے راجہ
صاحب نے کوئی بات نہین کہی اور لوگ اونکو اس خیال سے پرے لیگئے کہ راجہ صاحب کو تکلیف
نہ ہو — اور بہی بہت سے اظہارات جن سے ان باتون کا صاف صاف یا کہ ضمنی طور پر ثبوت

گورنمنٹ نے بهگوان سنگه کے استحقاق کو جایز رکها مگر متبنے کیے جانے کے دعوی کو نامنظور کیا۔

گورنمنٹ نے روساے پهولکیان کی اس رائے کی ساتهہ کہ کنور بهگوان سنگه اپنے بهائی کی جگهہ مسند نشین کیے جائین بالکل اتفاق کیا مگر کنور بهگوان سنگه کو متبنے قرار دیکر وارث ریاست بنانے کو بالکل نامنظور کیا اور اسی وجهہ سے وصول نذرانہ کا حق چهوڑ دینے کو بهی منظور نفرمایا کیونکہ سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ء مین صاف یہہ الفاظ درج تهے کہ اگر کبهی کوئی رئیس نابهہ لاولد یا بغیر متبنے کرنے کے مرجائے تو گورنمنٹ اسقدر نذرانہ ریاست سے لیگی۔ پس اس سند کی روسے نذرانہ کا دینا ریاست نابهہ پر فرض تها۔ اسمین شک نہین کہ کنور بهگوان سنگه از روے قرابت رشتہ اپنے بهائی کی جگهہ مسند نشین ہونے کے حقدار تهے مگر انکا اسطرح پر حقدار ہونا راجا ہیرا سنگه کے اس عهد اور اقرار کو کہ ریاست نابهہ خاص حالتون مین اور بمعاوضہ استحقاق متبنے بنانے کے جو گورنمنٹ نے انکو عنایت فرمایا تها ادا اور جبکو وہ کام مین نہ لاسکے ایک نذرانہ ادا کرتی رہیگی کسی طرح خفیف نہین بناسکتا۔

۱؎ پایا جاتا ہے کہ جس رات راجہ ہیرا سنگه کا انتقال ہوا اوس رات کو انہون نے اپنے بهائی سے کچهہ بات چیت نہین کی اور جانشینی کے بارہ مین ذکر تک بهی نہین ہوا اور اہلکاران نابهہ کا گهڑا ہوا قصہ جسکو انہون نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجہ صاحب جیند سے بیان کیا اور ان روسا نے اپنے مراسلات مین درج کیا از سرتا پا مصنوعی تها۔ سردار گوربخش سنگه مدار المہام اور منور علی خان اہلکاران نابهہ نے ستر ہوین دسمبر کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے ملاقات کے وقت یہہ تمام قصہ بیان کیا کہ راجہ صاحب نے اپنے انتقال کی رات کو اہلکارون کے روبرو اپنے بهائی کو اپنا وارث نامزد کر دیا تها مگر بعد ازان بموقع تحقیقات جو بمقام نابهہ کیگئی تهی بموجب تشریح مسطورہ بالا گوربخش سنگه کا بیان بالکل اسکے خلاف تها اور علاوہ اسکے یہہ بات بهی تحقیق ہے کہ منور علی خان راجہ صاحب کے انتقال کی رات کو انکے پاس بهی نہ تها۔ ۱۲ مصنف

راجہ بہگوان سنگہ کی مسندنشینی سنہ ۱۸۶۳ء۔

غرضکہ گورنمنٹ نے بوجہہ مذکورہ بالا منظور نہ لیا اور ستر ہوین فروری سنہ ۱۸۶۳ء کو راجہ بہگوان سنگہ مسندنشین کئے گئے۔ اس موقع پر مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجہ صاحب جیند اور نواب مالیرکوٹلہ اور بہت سے روساے اینڈوی ستلج شریک جلسہ تہے۔ راجہ صاحب فریدکوٹ مسندنشینی کے بعد آئے تہے علاوہ اسکے ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب بہادر ایجنٹ کے جنرل لارڈ جارج بیچیٹ صاحب سی بی کمان افسر افواج انبالہ ڈویژن اور بہت سے صاحبان انگریز رونق افروز نابھہ تہے اور مسندنشینی کا جلسہ بڑی دہوم دہام سے ہوا تہا اس موقع پر گورنمنٹ کی طرف سے ایک خلعت جسمین پندرہ عدد کشتی ہائے پارچات اور تین رقم جواہر اور دو سلاحات اور ایک گہوڑا اور ایک ہاتہی یہہ سب چیزین تہین دیا گیا تہا۔

بیان اون دقتون کا جو نابھہ مین پیدا ہوئین

راجہ بہگوان سنگہ کے مسندنشین ہوتے ہی اونکو ایک نہایت خوفناک طور کی دقتون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اہلکاران ریاست کے دو فریق بنگئے ایک فریق سردار گوربخش سنگہ کا ہواخواہ تہا دوسرا منشی صاحب سنگہ کا دم بہرتا تہا اور ان لوگون نے جو عروج اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے چالین کین انکا اثر ریاست کے حق مین نہایت برا ہوا حتے کہ تمام اہلکار بلکہ خود راجہ صاحب بہی ایک بڑے جرم کے شبہہ مین ماخوذ ہو گئے۔

راجہ بہرپور سنگہ کی وفات کی نسبت شبہہ۔

جن صورتون مین کہ راجہ بہرپور سنگہ کا انتقال ہوا تہا اونسے اون کی وفات کی نسبت سوائے اسکے کہ قضاے الہی سے فوت ہو گئے اور

کوئی شبہہ پیدا نہین ہوسکتا کیونکہ اول تو راجہ صاحب ہمیشہ سے دراصل ضعیف القویٰ تہے اور اسپر ایک عرصہ دراز تک ایسی شدید بیماری کے جہٹک جہورے اوٹہائے جسمین اونکے طبعی ناتوان جسم کی طاقت بالکل سلب ہوچکی تہی اوراسطرح قوائے جسمانی کی جلد جلد زوال پذیر ہوجانے سے آخرکار اونکی زندگانی ختم ہوگئی تہی علاوہ برین راجہ ہیرا سنگہ سے اونکے ملازم اور رعایا سب نہایت محبت رکہتے تہے پس اندرین حالت یہہ کہنا نہایت مشکل تہا کہ انکے مرنے سے کسی فریق کو ظاہرا کوئی صریح فایدہ حاصل ہوگا لیکن ریاست نابہہ مین اہلکارون کا باہمی شدید نفاق جیسا کہ اکثر ہندوستانی ریاستون مین ہوا کرتا ہے اسقدر ترقی پر تہا کہ راجہ صاحب کی وفات کے مشتبہہ ہونے کی نسبت افواہون کے پہیل جانے کو ایک سبب کافی تہا اور رفتہ رفتہ انہین افواہون نے یہہ شکل پیدا کی آخرکار یہہ بات زبان زد ہر خاص و عام ہوگئی کہ راجہ صاحب کو زہر دیا گیا تہا۔

اب ایک اور معاملہ سے ان افواہون کی تائید ہوتی ہے

راجہ ہیرا سنگہ کی وفات کے تہوڑے ہی عرصہ بعد ایک امر گل کہلا جس سے اس شبہہ کو کسیقدر اور تقویت پہونچ گئی۔

سردارنی مہتاب کنور کا مقتول ہونا۔

تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ سردارنی مہتاب کنور جو راجہ صاحب نابہہ کی رشتہ دار اور سردار رجن سنگہ متوفی کی ایک زوجہ تہی اور جسکے لڑکے کی شادی کی دعوت مین سے آتے ہی راجہ ہیرا سنگہ پہلے پہل بیمار پڑے تہے اور جسکی نسبت لوگون کو یہہ وہم تہا کہ راجہ صاحب کی یہہ علالت جادو کے اثر کا نتیجہ

ہے چودہوین جنوری ۱۸۷۴ء کو بمقام رنگہڑ ننگل ضلع امرتسر اوسکو کئی آدمیون نے اوسکے رہنے کے مکان کے صحن مین تلوارون سے قتل کر دیا مگر بعد قتل زیور پر ہاتہہ نہین ڈالا اور فوراً بہاگ گئے تہوڑے عرصہ تک ان قاتلون کا کچہہ سراغ نہ ملا مگر علی العموم لوگون مین یہہ افواہ مشہور رہی کہ یہہ قاتل ستلج کے جنوب کی طرف کے آدمی تہے اور انکو رنگہڑ ننگل کے آس پاس لوگون نے تاک جہانک کرتے پہرتے دیکہا تہا اور یہہ خون ریاست نابہہ کے ذی اقتدار لوگون کے اشارے سے ہوا ہے۔

> قاتلون کا سراغ نابہہ مین پہونچنا اور اون مین سے ایک نے اقبال کرنا۔

آخر کار ہالی پولیس نے ان قاتلون کا سراغ نابہہ مین جا لگایا چار آدمی گرفتار ہوئے جنمین سے ایک نے جسکا نام ہیرا سنگہ تہا سرکاری گواہ بنکر پوست کندہ حال بیان کر دیا اور یہہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ اصل قاتل مسمی مہتابا نام ایک شخص موضع جیتو علاقہ نابہہ کا رہنے والا تہا جو سرقہ کی علت مین جیلخانہ مین قید تہا اور قید کی میعاد گذرنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تہا چونکہ اس بات سے طبعاً ایک بڑا شک پیدا ہوتا تہا اس لئے راجہ بہگوان سنگہ کے نام یہہ حکم بہیجا گیا کہ اس راز سربستہ کے آشکارا کرنے مین مساعی جمیلہ کو کام مین لائین اور اصل مجرمون کو اونکے کیفر کردار کو پہونچا کر اس بدنامی کے دہبے کو جو آپکی ریاست پر لگ گیا ہے مٹائین۔

> راجہ صاحب کا بعد تحقیقات کنور بخشیش سنگہ کو ملزم ٹہرانا۔

اپریل کے مہینے مین راجہ صاحب نے اس مقدمہ کی باقاعدہ تحقیقات فرمائی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مہتابا قیدی کو رہا کرنے اور سپردارلی مہتاب کنور

کے قتل کی ترغیب دینے کا الزام سردار گوربخش سنگھ مدار المہام پر قایم کیا گیا۔

گوربخش سنگھ نے اپنا الزام اونہین پر اولٹ دیا۔

گوربخش سنگھ ایسا شخص نہ تہا کہ آپ ہی گرجاتا اور اپنے ساتہہ اپنے مخالفون کو نہ گہسیٹتا چنانچہ اوسنے یہہ بیان کیا کہ مین محض بیگناہ ہون اور جس تحقیقات کی روسے مجہپر ترغیب قتل کا الزام لگایا گیا ہے وہ ایک ساختہ کارروائی ہے جسکے بانی مبانی میرے وہ دشمن ہین جو میری تخریب کے درپے ہین اور دراصل مخالف فرقہ کے اہلکارون نے جنکا سرگروہ منشی صاحب سنگہہ ہے یہہ قتل اس غرض سے کرایا ہے کہ راجہ بہرپور سنگہہ کے زہرخورانی اور جادو کے اثر سے مرنے کا حال ظاہر نہ ہونے پائے کیونکہ سردارنی مہتاب کنور جوان باتون مین شریک تہی اوسکی عقل پر انکو اس راز کے مخفی رکہنے کا بہروسہ نہ تہا۔

اس بات کا حکم ہوا کہ بمقام نابہہ ان الزامون کی تحقیقات عمل مین لائی جاے

اگرچہ یہہ الزام ایک مایوس آدمی نے صرف اس غرض سے لگائے تہے کہ مین اپنے اعمال کی سزا سے بچ جاؤنگا مگر چونکہ یہہ بہت سنگین الزام تہے اس سبب سے انسے چشم پوشی نہین ہوسکتی تہی چنانچہ گورنمنٹ نے یہہ حکم دیا کہ ایک افسر انگریزی نابہہ جاکر ان الزامونکی نسبت تحقیقات کرے اس مقدمہ مین امور تنقیح طلب یہہ تہے کہ اول تو راجہ بہرپور سنگہہ کو زہر دیا گیا یا نہین اور اگر دیا گیا تو کسکے ذریعہ سے اور کسکی ترغیب سے دیا گیا دوسرے یہہ کہ مہتاب کنور کے قتل مین کون لوگ شریک تہے۔

شروع تحقیقات بمقام نابہہ

تیسری نومبر ۱۸۶۴ع کو تحقیقات شروع ہوئی اور تین ہفتہ تک

ہوتی رہی - مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور راجہ صاحب جیند اس تمام عرصہ تک تحقیقات مین شریک اور موجود رہے اور تمام اہلکاران ریاست نابہہ اور وہ سب لوگ جو اس معاملہ سے ذرا بھی واقف خیال کئے گئے اونکے اظہار حلفاً اور نہایت احتیاط کے ساتھہ لئے گئے -

تحقیقات کا نتیجہ

میجر کرکرافٹ صاحب نے جو گورنمنٹ کی طرف سے اس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے مقرر ہوئے تھے بعد اختتام تحقیقات یہہ رای دی کہ اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہین ہے کہ راجہ بھرپور سنگہ کا قضاے الٰہی کے سوا اور کسی باعث سے انتقال ہوا ہو اور سردار گوربخش سنگہ پر بہ شرکت دیگر اہلکاران نابہہ مہتاب کنور کے قتل کی ترغیب دہی کا الزام ٹھیک اور درست لگایا گیا ہے -

راجہ بھرپور سنگہ کا زہر سے مرنا بالکل غلط ثابت ہونا اور ریاستون مین ایسے موقعات پر بطور اکثر یہہ اس قسم کی شہرتین ہونا اور اسکے وجوہات

راجہ بھرپور سنگہ کے زہر خورانی کا قصہ بیشک وُشبہہ بالکل بے بنیاد اور غلط ثابت ہوا - ہندوستانی ریاستون مین جب کوئی رئیس مرجاتا ہے تو اکثر بطور قاعدہ کلیہ یہی بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تھا اور اسکی وجہہ فقط یہہ ہے کہ اس الزام کا ثابت ہونا مشکل ہوتا ہے - ہنود کے ہان یہہ دستور ہے کہ مُردی کو بہت جلد جلا دیتے ہین اور زہر خورانی وغیرہ کا خواہ کیسا ہی قوی شبہہ موجود ہو مگر تمام ارکین دربار بہی دلایل پیش کرکے لاش کے چیر کر دیکھے جانے مین اعتراض کیا کرتے ہین اس سبب سے گرفتاری کا خوف جو یورپ کے زہر دینے والون کو اس زمانہ کے ڈاکٹرون

کے عمل کیمیائی یعنے اجزا کے جدا جدا کر دینے کے طریقہ کو دیکھہ کر ایک امر تحقیق اور یقینی معلوم ہوتا ہے ہنود مین کچھہ وقعت نہین رکھتا اگرچہ اس باعث سے زہر دینے والا شخص بہ نسبت یورپ کے اس ملک مین زیادہ تر محفوظ خیال کیا جا سکتا ہے مگر اسی وجہہ سے اس قسم کے جھوٹے اور پر کینہ الزام لگانے کی بھی لوگون کو یہان زیادہ جرات ہوتی ہے کیونکہ ان الزامون کا عموماً لوگ اس وجہہ سے یقین کر لیتے ہین کہ اونکا جھوٹا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک رئیس کے زہر دینے کا الزام اس قسم کا ہے کہ جس فریق کی کچھہ اغراض رئیس کی وفات سے متعلق خیال کیجا سکتی ہون اوسپر ایک نہایت قابل اثر کے ساتھہ لگایا جا سکتا ہے اور اگر اوس الزام کا کوئی ثبوت نہ ہوا اور روئداد مقدمہ سے بھی اوسکا عاید ہونا بالکل خلاف قیاس ہوتا ہم اس الزام کا اثر خالی نہین جاتا جن لوگون کے سر یہہ کلنک کا ٹیکا لگایا جاتا ہے وہ کبھی سرخرو نہین ہوتے اور متہم اور مفتری اس سے فایدہ اوٹھاتے ہین غرضکہ یہہ باعث ہین جن سے ہندوستانی ریاستون مین زہرخورانی کا الزام اکثر لوگون پر لگا دیا جایا کرتا ہے اور اس بات کے یقین کرنے کی مطلقاً کوئی وجہہ نہین ہے کہ یہہ جرم اکثر سرزد ہوتا ہو بلکہ برخلاف اسکے بہ آسانی اس بات کی بہت سی نظایر دیجا سکتی ہین کہ اکثر زہرخورانی کے مقدمات ایسے پیش ہوئے ہین جن کی ابتدا مین لوگون نے بڑا غل مچایا مگر آخر کار وہ بے بنیاد ثابت ہوئے اور متوفی کے قضاے الہی سے وفات پانے کے باب مین کوئی شک باقی نہین رہا ۔

راجہ ہیرا سنگھ کے بقضای الہی مرنے مین کوئی شک و شبہہ نہ تھا۔

راجہ ہیرا سنگہ کے قضاے الہی سے فوت ہونے کے مقدمہ مین کچھہ شک نہین ہے چونکہ اونکا جثہ قدرتی ضعیف تہا اور بہت عرصہ تک بیمار رہے تہے اس سبب سے اونکو سِل کا مرض پیدا ہوگیا تہا اور ہم علانیہ کہہ سکتے ہین کہ زہرخورانی کا قصہ سراسر کذب اور ایسا بے بنیاد ہے کہ ایک ذرہ برابر بہی شہادت اوسکی تائید مین موجود نہین ہے اونکے انتقال کے وقت جو علامات دیکہنے مین آئی تہین اونسے ہرگز یہہ خیال پیدا نہین ہوسکتا کہ اونکو (جیسا کہ الزام لگانے والون نے بیان کیا تہا) سنکہیا دیا گیا ہوگا لیکن اسمین بہی شک نہین کہ راجہ ہیرا سنگہ صاحب ازبس مبتلاے (سوپرسٹیشن) یعنے معتقد اوہام باطلہ تہے اور انکے بعض حواشی نے جو انکی خدمت مین رسوخ رکہتے تہے یہہ امر اونکے ذہن نشین کردیا تہا کہ آپ اس سبب سے بیمار رہتے ہین کہ سردارنی مہتاب کنور وغیرہ نے آپ پر جادو کرا رکہا ہے۔

راجہ صاحب پر جادو کا ہونا۔

نابہہ کے مقدمہ کی تحقیقات مین جادو کا بہی ایک بڑا اہم قصہ تہا اہل ہند جادو کے عموماً قائل ہین اس لئے راجہ ہیرا سنگہ جیسے نازک مزاج شخص کی سریع الانفعال طبیعت پر اس خیال سے کہ مجہہ پر عمل سفلی سے چوکی بیٹہائی ہوئی ہے غالباً بڑا مضر اثر پیدا ہوا ہوگا کیونکہ جو لوگ مضبوط طبیعت کے آدمی نہین ہوتے اونکی صحت اور بیماری کی حالت پر ظنی باتون کا بڑا اثر ہوا کرتا ہے اسلئے ہم بلا تامل یہہ نہین کہہ سکتے کہ راجہ ہیرا سنگہ صاحب کو جو یہہ یقین تہا کہ

مجہپر جادو کرایا گیا ہے اس یقین نے اونکی شفایابی پر ایک نہایت مضر اثر پیدا نہین کیا مگر زہر خورانی کا خیال محض غلط اور قابل تردید ہے —

سردارنی مہتاب کنور کا قتل کرانیوالا —

اسمین کچھہ شک نہین معلوم ہوتا کہ سردارنی مہتاب کنور کا قتل کرانے والا گوربخش سنگہ تہا باقی اہلکاران نابھہ کچھہ تو اس جرم کے اصل معاون تہے اور کچھہ واقف اور رازدار تہے معلوم ہوتا ہے کہ گوربخش سنگہ کو بہی راجہ بہرپور سنگہ صاحب کی طرح یہہ یقین تہا کہ مہتاب کنور کا جادو کرانا ہی موجب اونکی بیماری کا ہوا ہے اور آخر کار اسی سبب سے مر گئے اسلئے وہ سردارنی سے جو بڑی بدنیت مشہور تہی اس بات کا عدا اور بہت سی اپنی ذاتی خفیہ رنجشون کا انتقام لینے پر آمادہ ہو گیا اس بات کا گوربخش سنگہ جوابدہ تہا کہ اوسنے مہتابا قاتل کو بےضابطہ طور پر اور قبل انقضاے میعاد قید سے رہا کرایا اور اوسکا اپنے ہمسرون اور مخالفون پر پلٹنا اور اونکو راجہ بہرپور سنگہ اور مہتاب کنور دونون کے قتل مین اولجہانے مین سعی اور کوشش کو کام مین لانا صرف ایک مقتضای طبیعت ہی نہ تہا بلکہ یہہ امر ایسا تہا کہ جسکی نسبت ایک کامل یقین کے ساتہہ ہر شخص پیشین گوئی کر سکتا تہا —

گورنمنٹ کا کمیشن کی رای کو منظور کرنا —

گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند نے اوس اخیر فیصلہ کو جو کمیشن ماموره تحقیقات نے کیا تہا صحیح خیال کیا اور حکم دیا کہ مہتابا پر قتل کی اور گوربخش سنگہ پر ترغیب قتل کی نالش کی جائے —

مہتابا کو پہانسی کا حکم ہونا —

چنانچہ بعد تحقیقات اور ثبوت جرم کے مہتابا کو قصاص کا حکم ہوا

مگر بعد ازان اس سزا مین تخفیف ہوکر حبس دوام بعبور دریاے شور کی سزا اس شخص کو دی گئی اور سردار گوربخش سنگہ کی نسبت علت اعانت قتل سردارنی مہتاب کنور قایم کیا کہ پچیسوین جولائی سنہ ۹۵ء کو صاحب مجسٹریٹ لدہیانہ کے سامنے روبکاری ہوئی اور سات روز تک تحقیقات ہونے کے بعد یہہ مقدمہ صاحب سشن جج انبالہ کی عدالت مین تفویض کیا گیا ـ

عدالت سشن سے گوربخش سنگہ کی برات مگر ریاست نابہہ سے اوسکا اور چند اراکین دیگر کا اخراج ـ

یہان پانچوین ستمبر سے تحقیقات شروع ہوکر اٹہارہوین کو ختم ہوئی اور اس تاریخ کو سردار گوربخش سنگہ نے برات حاصل کی اس مقدمہ کا نتیجہ ایسا ہی ہو[illegible] معلوم ہوتا تہا کیونکہ اول تو تاریخ وقوع جرم سے ابتک ایک عرصہ دراز گذر چکا تہا دویم منجملہ وجوہات ثبوت جرم بہت سی باتین بنظر قانونی مشتبہہ اور شکوک قسم کی تہین اور علاوہ اسکے سردار گوربخش سنگہ کا اونچی رتبہ اور معتبر ہونا اور اوسکے دوست اور رشتہ دارون کا اسکے حق مین لگاو اور ہیر پہیر یہہ سب باتین ایسی تہین کہ جنکے اجتماع سے اسپر الزام کا ثابت ہونا محض ناممکن تہا مگر گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ انگلستان کی راے مین کمیشن کا نتیجہ راے بالکل صحیح تہا نظر بران سردار گوربخش سنگہ اور اوصاف علی خان اعلے حاکم عدالت نابہہ اور بلونت سنگہ مہتاب کنور مقتولہ کا سوتیلا بیٹا یہہ سب علاقہ نابہہ سے خارج کیے گئے اور راجہ بہگوان سنگہ اون سب جرایم کے تعلق اور شرکت سے جو اونکے اہلکارون سے سرزد ہوے تہے یا اون فتنہ پرداز لوگون نے ناحق راجہ

صاحب پر لگائے تھے بری ہوکر اپنی راجائی کے رتبہ پر جس سے وہ چند روز کے واسطے جبکہ ان سنگین جرمون کی تحقیقات ہورہی تھی محروم ہوگئے تھے بدستور بحال ہوگئے۔

اگر ان دردناک واقعات کا کچھہ بیان نکیا جاتا تو یہہ امر راجہ صاحب اور ریاست نابہہ کے حق مین انصاف سے دور ہوتا۔

ان دردناک مقدمات کی کیفیت جنمین پولیٹکل اور جوڈیشل دونون قسم کی تحقیقات ہوئی تھی حتی الامکان نہایت اختصار کے ساتھہ اس نظر سے بیان کی گئی ہے کہ جو لوگ خواہ وہ بیگناہ تھے یا ہون مگر ان مقدمون مین شریک تھے اونکو بہت ناگوار نہ گذرے لیکن یہہ بات راجہ صاحب عالی اور ارکین ریاست نابہہ کے حق مین نہایت ناانصافی کی ہوتی اگر ایسی مشہور اور معروف تحقیقات کا جیسے کہ ریاستہاے اندرونے ستلج کی سرکار انگریزی کے ساتھہ تعلق پیدا ہونے سے آجتک کوئی نہین ہوئی تھی تذکرہ ہی نکیا جاتا خصوصا ایسی حالت مین کہ راجہ صاحب تحقیقات کی رو سے بالکل بری ہوئے اور وہ بدنامی کے الزام جو اونکے ذمہ لگائے گئے تھے اولٹے اونہین لوگون پر پڑے جو ان الزامون کے موجد ہوئے تھے[ف]

[ف] یہہ نہین کہا جاسکتا کہ نابہہ مین جس افسر انگریزی نے تحقیقات کی تھی اوسنے سردارنی مہتاب کنور کے قتل کا تمام وکمال صحیح صحیح حال دریافت کرلیا تھا کیونکہ منصوبہ بازیان اور ایک فریق کے منصوبہ کے توڑنے کو دوسرے فریق کیطرف سے جوابی منصوبہ اور باہمی جوڑ توڑ اور چالین اس موقع پر اس قدر ظاہر ہوئین کہ جنمین قریب قریب تمام اہلکاران ریاست نابہہ کا تھوڑا بہت ملوث ہونا پایا جاتا تھا اور جنکے مفصل بیان کرنے سے ایک بڑی ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے اور جن اغراض کے باعث سے یہہ قتل کی واردات ظہور مین آئی اور جو لوگ اس جرم مین شریک یا رازدار تھے اونکا پتہ کبھی بھی اس دنیا مین نہین لگ سکے گا لیکن اس مین شک نہین کہ جو رای اس مقدمہ مین دی گئی تھی وہ عموما صحیح مانی جاسکتی ہے — راقم لیپل مصنف جو اوس زمانہ مین صاحب جوڈیشل کمشنر پنجاب کا پرسنل اسسٹنٹ تھا اور میجر کریکرافٹ صاحب[۱۳]

مقدمہ سکہان سونٹھی۔

سنہ ۱۸۶۴ع کی مذکورہ بالا تحقیقات کے بعد ریاست نابہہ کے متعلق ایسے مقدمات جنمین کچھہ پولٹیکل وقعت ہو بہت کم وقوع مین آئے ہین اس قسم کے مقدمات مین بڑا مقدمہ لدہران اور سونٹھی کے سکہون کا ہے اس کتاب مین پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ گورنمنٹ ہند و نشوبین اگست سنہ ۱۸۳۹ع مین ایک تصفیہ کر چکی تھی کہ ریاست نابہہ اور ان سردارون کے باہمی تعلقات کسطریق پر قایم رہینگے۔

مگر سنہ ۱۸۳۹ع والا یہہ فیصلہ بالکل قابل اطمینان نہین تھا۔

راجہ صاحب نابہہ ان سکہون کو دباتے رہنے مین جسطرح قبل از فیصلہ ساعی رہے تھے بعد ازان بھی اوس عمل سے دستکش نہوئے اور یہہ

اس مقدمہ کی تحقیقات مین مدد دینے کیواسطے نابہہ بہیجا گیا تہا اس جہت سے اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ اس مقدمہ کی تحقیقات کیسی غور و خوض اور چہان بین کے ساتہہ ہوئی تہی اور جہانتک ممکن ہوا بال کی کہال کہینچی گئی اور جو اظہارات وغیرہ قلمبند ہوئے اور جو باتین روئداد مقدمہ سے مطابق اور قرین قیاس معلوم ہوئین کمیشن کی رائے بھی اونکے موافق تہی جو ڈیشل تحقیقات مین گوربخش سنگہ کے رہا ہو جانے کی پہلے سے ہی توقع تہی اور بیشک جو ڈیشل طور سے اوسکا رہا ہو جانا ایک ایسا امر تہا کہ جس سے گریز نہین ہو سکتا تہا لیکن اس تحقیقات کی رو سے کمیشن کے فیصلہ مین ذرا بھی لغزش نہین آتی کیونکہ اگر یہہ فیصلہ غلط ہوتا تو اوسکے یہہ معنے ہوتے کہ سردارنی مہتاب کنور قتل ہی نہین ہوئی تہی اور یہہ امر کہ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند اور صاحب سکرٹری آف سٹیٹ یعنے وزیر ہندوستان نے نہایت غور و خوض کے بعد کمیشن کی رائے کو صحیح قرار دیا یہہ بہی اوسکے معقول اور سچا ہونے کا ایک ثبوت ہے یہہ بات ناممکن ہے کہ سردار گوربخش سنگہ کی کچھہ ہمدردی نہ کیجاتی کیونکہ یہہ شخص از روے شکل و وجاہت اور نیز اپنے اوضاع و اطوار ناقابل الزام کے پرانے سکہہ سردارون کا ایک بہت خوش نما نمونہ تہا۔ اور اگرچہ اسکے پہلے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بہت طامع اور حصول اقتدار کا بڑا حریص تہا مگر اس مین شک نہین ہے کہ باوجود اسکے راجہ بہرپور سنگہ سے اوسکو بڑی محبت تہی اور خواہ اوس سے کیسے ہی مجرمانہ اور قابل الزام افعال سرزد ہوئے مگر تاہم اوسکی یہہ کارروائیان بہ نسبت اوسکے ذاتی خیالات کے جنکا اثر بہی کچھہ نہ کچھہ اسمین ضرور شامل تہا زیادہ تر اپنے آقا کی محبت کی وجہہ سے وقوع مین آئی تہین۔ جو فقط مصنف۔

جہ

سکهه لوگ بهی اس باعث سے که انکے استغاثه پر اوس فیصله مین شاید قدر واجب زیاده التفات کیا گیا تها راجه صاحب کی دست اندازی کی شکایتین کرنے سے باز نرہے۔

لارڈ کیننگ صاحب کا مقدمه نزاع باہمی ریاست نابهه و سکهان سونٹی کو کمشنر انبالا کو سپرد کرنا۔

اب سونٹی کے سکهون سے ریاست نابهه کا بعض ایسی دیہات کی تقسیم آمدنی کی بابت تنازعه تها جنمین وه اور رئیس نابهه بالاشتراک حصه دار تهے یهه تنازعه اور تکرار ایک مدت دراز سے باہم چلے آتے تهے اور بسبب اسکے که یهه نزاع اس حد تک بڑه گیا تها کسی پولیٹیکل افسر متعینه ریاستہاے اینروی ستلج سے اسکا تصفیه برضامندی فریقین نهوسکا اسلئے لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے یهه حکم صادر فرمایا که اگر ممکن ہو تو امور مابه النزاع کا تصفیه سرکاری طور پر کرکے حقوق فریقین مشخص و معین کردئے جائین امور مابه النزاع یهه تهے اول یهه که دیہات مشترکه کی سالانه جمع کتنی ہے دوم یهه که سکهان سونٹی کے حصه مین سے ریاست نابهه کو بابت حق ضبطی حصص لاوارث کسقدر روپیه مجرا ملنا چاہئے تیسرے یهه که بعوض حاضرباشی سواران جنکا حاضر رکہنا خدمت ریاست نابهه کے لئے ان سکهون پر واجب تها ریاست کو کسقدر معاوضه دلانا چاہئے چہارم یهه که نابهه کا وه علاقه جو ضبط ہوگیا یا پہر بحال ہوا اوسکی بابت سکهون سے کیا وضعات ہونی چاہئین چنانچه حسب الحکم مندرجه صدر صاحب کمشنر ریاستہاے اینروی ستلج نے مہاراجه صاحب پٹیاله اور راجه صاحب جیند کی صلاح سے اس تنازع کا یهه فیصله کیا که سونٹی کے سکهون کو

ریاست نابھہ کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ سال بلاکسی قسم کی وضعات وغیرہ کے ملتے رہنے چاہئین۔

ان سکھون کا اس فیصلہ کو نامنظور کر کے ولایت مین اپیل کرنا۔

اگرچہ اس فیصلہ کو گورنمنٹ ہند نے بہی منظور کر لیا تہا مگر ان سردارون نے اس تصفیہ سے راضی نہوکر صاحب سکرٹری آف سٹیٹ کی خدمت مین اپیل کیا وہان اپیل منظور ہوا اور یہہ حکم ہوا کہ یہہ انتظام سکہون کے حق مین قرین انصاف نہین ہے اور یہہ لوگ دیہات متنازعہ کی جمع کی معقول تخمینہ کے روسے دس ہزار چھہ سو اکتالیس روپیہ یعنے جسقدر اونکو ملنے تجویز ہو چکے تہے اوسکے دو گنے سے کسیقدر زیادہ روپیہ کے مستحق ہین۔

مقدمہ از سر نو شروع ہوا اور جنرل ٹیلر صاحب نے ۱۸۶۸ء مین فیصل کیا۔

غرضکہ اسوجہہ سے اس مقدمہ کی پہر از سر نو تحقیقات شروع ہوئی اور کئی سال تک چھان بین ہوتی رہی آخر کار جنرل ٹیلر صاحب کمشنر اینڈ وسی ستلج نے ۱۸۶۸ء مین اس مقدمہ کی ایک اخیر رپورٹ پیش کی اور اوسکو گورنمنٹ ہند نے منظور فرمایا۔

جنرل ٹیلر صاحب

صاحب موصوف کو اس تحقیقات سے یہہ دریافت ہوا کہ دیہات مشترکہ کی جمع ~~للعہ~~ ۲۱ ہزار ۹۰ روپیہ ہے مگر اسمین سے ریاست نابھہ کو صرف ~~سماہہ~~ ۱۳ ہزار ۹۰ روپیہ وصول ہوتا ہے اور باقی راجہ جسونت سنگھ کے وقت سے بطور پن معاف کیا ہوا ہے گرچونکہ سونٹی کے سکہون نے یہہ عذر کیا کہ یہہ معافی ہمارے حصہ مین سے منہا ہونی چاہئیے اسلئے آخر کار ریاست نابھہ کو یہہ عذر

منظور کرنا پڑا - علے ہذا القیاس منجملہ آمدنی بعض اور ابواب کے بہی ریاست نابہہ نے
سکہون کو ایک مناسب حصہ دینا قبول کرلیا بس طرح سے سنتیس ۳۷ دیہات
مشترکہ کی کل جمع معہ [illegible] ۴۷ ہزار روپیہ قرار دی گئی اور علاوہ اسکے [illegible] ۹۰۰۰ ہزار
روپیہ سالانہ جمع دیہات نو آباد کی قرار دیکر کل جمع قابل التقسیم ۵۶ ہزار روپیہ
سالانہ قرار پائی - اسمین منجملہ سولہ آنہ کے سونٹی کا حصہ ۷ / اور نابہہ کا حصہ ۹ /
تہا اس حساب سے سونٹی والون کا [illegible] ہزار روپیہ سالانہ بذمہ ریاست
نابہہ کے ہوتا تہا لیکن اس رقم مین سے نابہہ والے مفصلہ ذیل وضعات کیا چاہتی تہی -

بابت ضبطی حصہ جات بعض سواران ارث جو نو سوارون سے کچہہ زیادہ تہے - [illegible] ہزار

بوجہہ معاوضہ نوکری و حاضری سواران سکہان مذکور [illegible] ہزار
بر ریاست بابت ساٹھہ نفر سوار بشرح ۵ / فی یوم

بابت نقصان ضبطی چہارم حصہ ریاست نابہہ جو [illegible] ہزار
گورنمنٹ نے بعد ہنگامہ لاہور ضبط کرلیا تہا -

میزان کل [illegible] ہزار

بقایا واجب الوصول بہ سکہان از ریاست [illegible] ہزار

مندرجہ بالا رقوم مین سے پہلی دو رقمون کی نسبت یہہ بات بیان ہو چکی ہے کہ
سونٹی کے سکہون پر ریاست نابہہ کی خدمت کے لئے ستر سوارون کا حاضر رکہنا واجب
تہا گو کہ ۱۸۳۶ع مین اس خدمت کی تعداد بہت گہٹا دی گئی تہی اور تیسری رقم

علاقہ نابھہ کی اوس ضبطی سے متعلق تھی جو لاہور کی پہلی لڑائی کے بعد ہوئی تھی اور واقعی اس ضبطی کے ایک حصہ کا نقصان سونٹی کے سکھون کو بھی مثل اپنے حصہ داران ثانی (یعنے ریاست کے) اوٹھانا واجب تھا جن جن قاعدون اور وجوہات کو صاحب کمشنر موصوف نے ایک قابل اطمینان فیصلہ کرنے کیواسطے اختیار کیا تھا اونکا بیان نہایت طول وطویل ہے مگر صاحب ممدوح نے جو اخیر تجویز لکھی وہ یہہ تھی کہ سونٹی کے حصہ تعدادی [illegible] ہزار روپیہ مین سے مندرجہ ذیل رقوم فی الواقع نابھہ کو مجرا ہونی واجب معلوم ہوتی ہین —

بابت ضبطی حصہ سواران لاوارث حسب مندرجہ بالا	[illegible] ہزار
بابت معاوضہ نوکری وحاضری سواران تعدادی ساٹھہ نفر کسر سے زاید بحساب ۵ روپیہ بشرح معہ ماہوار	[illegible] ہزار
بابت ضبطی علاقہ نابھہ بجای حصہ چہارم بحساب حصہ ہشتم	[illegible] ہزار
میزان کل	[illegible] ہزار
باقی جو سونٹی کے سکھون کو ریاست سے ملنا واجب رہا	[illegible] ہزار

گورنمنٹ کا اس فیصلہ کو منظور فرمانا اور اختتام مقدمہ

اس فیصلہ کو گورنمنٹ ہند نے منظور فرمایا لیکن اسمین شک نہین ہے کہ یہہ فیصلہ نہ تھا بلکہ ایک باہمی راضی نامہ تھا مگر نہایت اچھے طور کا جسمین مقدمہ کی اصلیت اور حقیقت دریافت کرنے مین نہایت درجہ کی کوشش کی گئی تھی اور بالفرض اگر اس سے زیادہ تحقیقات کی جاتی تو اس سے

بڑہکر قرین انصاف یا قابل اطمینان نتایج کے حاصل ہونے کی امید نہین ہو سکتی تہی۔

سکہان لڈہیران اس فیصلہ مین شامل نہین ہین۔

مگر لڈہیران کے سکہہ اس فیصلہ مین داخل نہین ہین کیونکہ اونکی حالت سونلٹی کے سکہون کی حالت سے بہت مختلف تہی اونکا علاقہ ہنگام ضبطی چہارم حصہ علاقہ ریاست نابہہ مین شامل نہ تہا اور نہ نابہہ کبہی وہان اختیارات پولیس (یعنی حکومت فوجداری) کا نفاذ عمل مین لایا تہا ریاست نابہہ کا رقبہ ۸۶۳ میل مربع ہے جس مین قریب تین لاکہہ متنفس کے آباد ہین محاصل قریباً محاصل جہنید کے برابر ہے یعنی چہہ لاکہہ اور سات لاکہہ روپیہ سالانہ کے بیچمین ہی پندرہ سو آدمیون کی جنگی فوج موجود رہتی ہے۔ جس مین سے ایک کنٹنجنٹ پچاس سوارون کا گورنمنٹ انگریزی کی خدمت کے واسطے معین ہی اس ریاست مین بجز نابہہ کے اور کوئی مشہور قصبہ نہین ہے۔ فقط
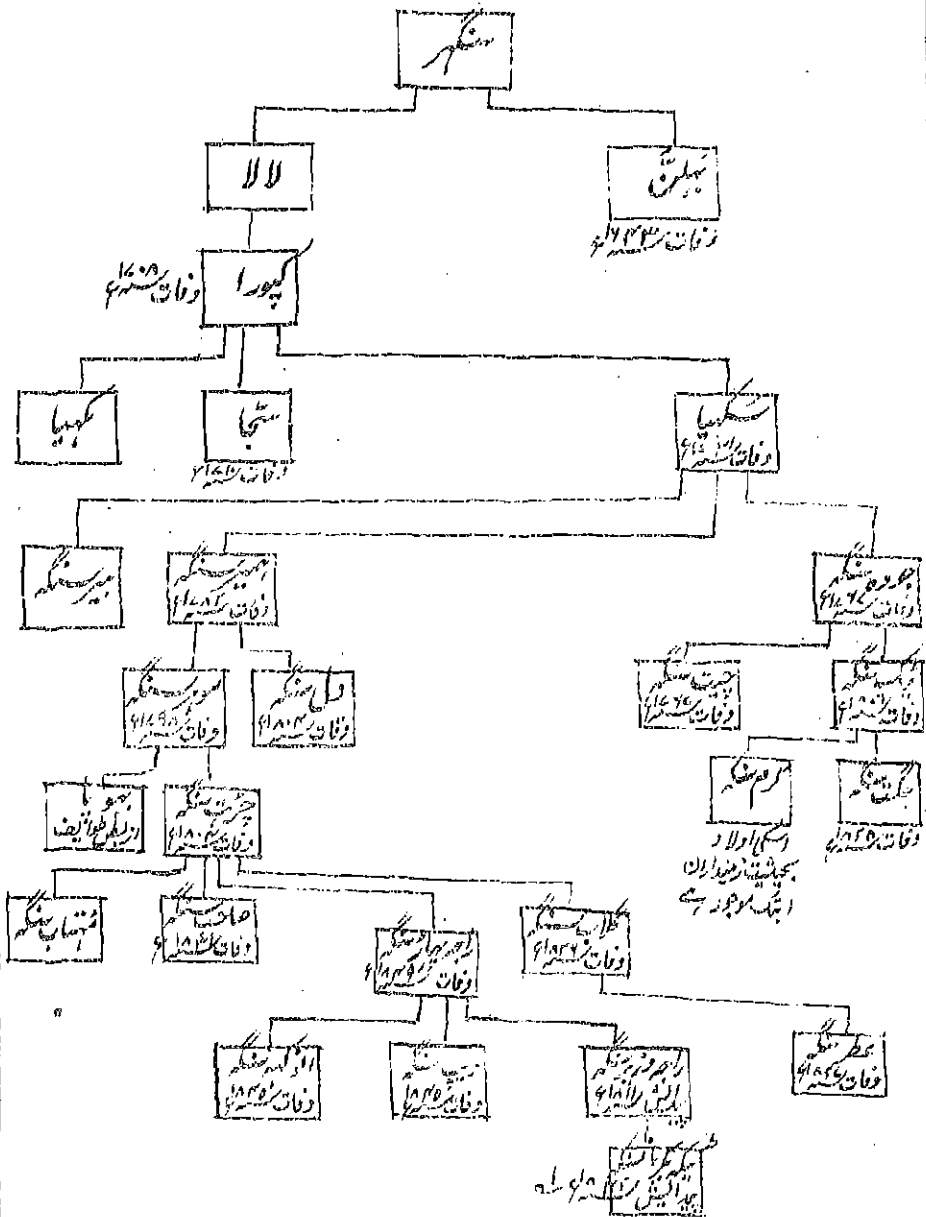
خاندان فریدکوٹ کی اصلیت

رئیسان خاندان فریدکوٹ براڑ گوت کے جاٹ ہین اور انکا اور پہولکیون اور بہائی کیان کیتہل کا مخرج واحد ہے یعنے یہہ خاندان بہی جیسل بانی ریاست جیسلمیر کی اولاد سے ہونے کا دعوی کرتے ہین جسکی نسبت سدہو براڑ وغیرہ کئی گوتون کے جاٹ یہہ اظہار کہتے ہین کہ ہم اوسکی اولاد سے ہین اور براڑ کو جیسل سے ستر ہوین پشت مین قرار دیتے ہین۔ اس حساب سے براڑ لوگ دراصل بہٹی راجپوت تہے۔

جاتان گوت براڑ

ہرچند کہ انکے ہان کی ایک روایت سے واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین جب کوئی سو برس کا عرصہ ہوا ان لوگون نے سیالکوٹ واقع دوابہ رچنا سے مالوہ کی طرف نقل مقام کیا تہا مگر امر متحقق یہہ ہے کہ وہ ستلج کے شمال کی طرف کبہی نہین گئے بلکہ راجپوتانہ سے [illegible] رہ وہ اوسی مقام مین آباد ہو گئے تہے جہان وہ اب پائے جاتے ہین اور [illegible] نقل مقام اونہون نے اوسی زمانہ مین کیا تہا جبکہ پہول کی شاخ نے کیا تہا

انکی بود و باش کہان کہان ہے اور اونکا طور و طریق

ضلع فیروزپور مین [illegible] ابتر اجتہا ہے اور یاری۔ مہراج کتسر [illegible] کی [illegible] سلطان خان والا اور فریدکوٹ کے کل قطعہ مین آباد ہین اور علاوہ [illegible] علاقہ ریاست ہاے پٹیالہ۔ نابہ اور [illegible] مین بہی بہت سے دیہات انکے پاس ہین۔ یہہ لوگ فن کاشتکاری مین کامل نہین [illegible] ایک وحشی اور سرکش قوم تہا اور مویشی کی چوری

اور کہیتی کا پیشہ رکہتے تہے اور دختر کشی انہین بالعموم مروج تہی اور سہارج کے براڑون مین سے تو یہہ رسم صرف سنہ ۱۸۳۶ء سے مسٹر کلارک صاحب پولیٹکل ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی کی کوشش و سعی سے موقوف ہوئی ہے - راجہ فریدکوٹ قوم براڑ کا سرخیل ہے اسکے علاقہ کا رقبہ چہہ سو تینتالیس میل مربع اور قریباً اسّی ہزار روپیہ کی آمدنی ہے[1] جس مورث اعلے براڑ کے نام سے اس قوم کو براڑ کہا جاتا ہے اوسکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے —

ذکر سنگہر و بہلن

اور دوسرا شخص اس خاندان مین جسکا کچہہ احوال مذکور ہوا ہے سنگہر آباد کنندہ جہکران تہا جو پرگنہ کوٹ کپورہ مین ایک دیہران گانو ہے - ایک قصہ مشہور ہے کہ شاہنشاہ اکبر کے عہد مین مسلمان بہٹیون اور براڑون کے باہم سرحد کی بابت تنازع ہوا براڑون کی طرف سے سنگہر کا بیٹا بہلن اور بہٹیون کی جانب سے منصور جسکی ایک بیٹی بادشاہ کی حرم سرا مین تہی اور اسیوجہہ سے اوسکا رسوخ دربار مین بہت کچہہ تہا دادخواہی کے واسطے بادشاہ کی خدمت مین دہلی حاضر ہوئے بادشاہ نے دونون کو دربار مین طلب کیا اور حسب دستور اونکو پگڑیان اور خلعت عطا کئے منصور نے اوسیوقت پگڑی باندہنی شروع کی مگر سنگہر کو یہہ امر ناگوار ہوا اور اوس نے وہان ہی وہ پگڑی چہین لی اور باہم ہاتہا پائی ہوتے ہوئے آخر یہہ نوبت پہونچی

[1] سنہ ۱۸۷۹-۸۰ء کی رپورٹ سالانہ گورنمنٹ پنجاب مین اس ریاست کی آمدنی تخمیناً تین لاکھ روپیہ لکھی ہے محشی

کہ پگڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ایک ٹکڑا ہر ایک کے ہاتھ میں رہگیا۔ اس
چھین جھپٹ سے بادشاہ بہت محظوظ ہوا اور یہہ فرمایا کہ جس قدر ٹکڑا پگڑی کا
ہر ایک کے ہاتھ آگیا ہے اوسی کے مطابق فیصلہ عمل میں آئیگا چنانچہ ناپنے
سے معلوم ہوا کہ دونوں ٹکڑے بالکل برابر تھے اور سر مو فرق نہ تھا اور اسی بنا پر
بھٹیانہ اور براڑوں کے علاقہ کی بہ حیثیت مساوی قایم کی گئی یعنے اراضی
متنازعہ نصف نصف ہر ایک دعویدار کو دی گئی۔ اس قصہ کی بابت براڑوں میں
یہہ کہاوت چلی آتی ہے "دا بہلن چیرا پھاڑیا اکبر کے دربار"[1] —

بہلن کے زمانہ میں اس قوم کے لوگوں کے قبضہ میں کون کون علاقہ تھا —

بہلن کے زمانہ میں قوم براڑ کے قبضہ میں کوٹ کپورا۔ فریدکوٹ ماڑی
مدکی اور مکتسر تھے اور سلطنت دہلی سے اوسکو اس قوم کی چودہرایت
ملی تھی اوسکے لاولد مرنے پر اوسکے بھتیجے کپورا کو جو لالا کا بیٹا تھا چودہرایت
ملی۔ کپورا سنہ ۱۶۲۸ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۶۴۳ء میں اپنے چچا کا جانشین ہوا یہہ ایک
بہادر اور بالیاقت شخص تھا اور بھٹیوں اور دیگر اقوام قرب و جوار پر فتح حاصل کرکے
اوسنے قوم براڑ کے مقبوضات کو استحکام دیا —

کوٹ کپورا کی آبادی کا ذکر

اس شخص نے مقام مترسی والہ جو اب ویران ہے آباد کیا مگر پہر اوسکو
چھوڑکر کوٹ کپورا میں جسکا نام اپنے نام پر اوسنے رکھا تھا سکونت
اختیار کی اور یہہ مشہور ہے کہ اس مقام کو اوسنے ایک نامی منہاد درویش بہائی

[1] یعنے بہلن نے اکبر کے دربار میں چیرا جو ایک قسم پگڑی کی ہے پہاڑ ڈالا ۱۲ محشی

بہگتو نامی کی ایما کے بموجب آباد کیا تہا اس قصبہ مین دوکاندار وغیرہ کوٹ عیسے خان سے آکر آباد ہوئے اور کپورا کے عدل و انصاف و فیاضی و سخاوت کے شہرہ کی وجہہ سے اکثر لوگون کو اس نئی بستی مین آباد ہونے کی ترغیب ہوئی اور بہت جلد اوس نے رونق و شہرت حاصل کی ۔

کپورا سلطنت دہلی کا مالگذار تہا

کپورا سلطنت دہلی کا مالگذار رہتا اور معلوم ہوتا ہے کہ حکام دہلی کی اطاعت مین وہ کسی قدر وفادار رہی تہا کیونکہ جب سنہ ۱۷۰۴ع مین گورو گوبند سنگہ صاحب نے اوس سے ملاقات کی اور مسلمانون کے مقابلہ کیواسطے اوس سے مدد مانگی تو اوسنے مدد دینی سے انکار کیا یہہ امر بہی ممکن ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ شاید اوسکو بہی اوس زمانہ کے اور لوگون کی طرح اس نئے مذہب کی سرسبزی اور کامیابی کی طرف سے مطلقاً مایوسی ہو[۵]

عیسے خان رئیس کوٹ عیسے خان دشمن کپورا کا ذکر

عیسے خان جو کوٹ عیسے خان کا مالک اور سردار تہا کپورا کا بڑا دشمن و رقیب تہا اور اوسکی روز افزون ترقی کو حسد کی نظر سے دیکہتا تہا اور ان دونون سردارون مین ہمیشہ نزاع و فساد رہا کرتا تہا جس کے باعث سے بہت خونریزیان ہوتی تہین لیکن جبکہ عیسے خان کو یہہ معلوم ہوا کہ کپورا اپنے زبردستی اور

[۵] برعکس اسکے گورو گوبند سنگہ صاحب کے گرنتہ کی حکایت اول کی اوختیہ مین بیت یہہ ہے سہ نہ فردد درین راہ خطرہ ترا ست ❊ ہمہ قوم بیرار حکم مرا ست ❊ مگر یہہ امر نہایت مشتبہہ ہے کہ آیا یہہ شعر پہلا ہے یا بعد کو گرنتہ صاحب مین داخل کر دیا گیا کیونکہ یہہ بات متحقق ہو گئی ہے کہ جبکہ گورو گوبند سنگہ صاحب کا گرنتہ لکہا گیا تہا تو قوم برار مین مذہب سکہہ بالعموم شایع نہین ہوا تہا ۱۲ مصنف

زور کے ساتھہ بس نہین چلنے کا تب اوسنے ملایم ذریعون سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہا
اور اوسکے ساتھہ دایمی اخلاص و اتحاد کا عہد کیا۔

کپورا کا قتل واقع سنہ ۱۷۰۸ء

بعد اسکے اوس نے بطریق دعوت کپورا کو اپنے گھر بلایا اور جس طرح
کہ پرانے زمانہ مین فرنگستان مین بھی ہوا کرتا تھا اسی بہانہ سے اوسکا کام تمام کردیا

کپورا کے قتل کا انتقام

کپورا نے جبکی عمر سنہ ۱۷۰۸ء مین قتل کے وقت اسی برس کی تھی سکھیا،
سنجا اور گہیا تین بیٹے چھوڑے جنہون نے اپنے باپ کے قتل کی انتقام
لینے کا عزم مصمم کیا اور اپنی قوم کو جمع کرکے اور ایک جرار فوج شاہی کی امداد بہم پہونچاکر
عیسے خان پر حملہ کیا اور اوسکو شکست دیکر قتل کیا اور اوسکے قلعہ کو لوٹ لیا۔
سنجا کہ وہ منجھلا بیٹا تھا اپنے باپ کی جگہہ چودہری مقرر ہوا مگر بارہ برس کے بعد اوسکا
انتقال ہوگیا اور اوسکے بہائی سکھیا کو سرداری ملی۔ اوسنے اپنے علاقہ مین
علاقجات - راناولو - بہک بودلہ - کرشمے - اور مدوٹ کو اوسمین شامل کرلیا اور ایک
نیا گاؤن بنام کوٹ سکھیا آباد کیا اوسکے چھوٹے بہائی گہیا کو مواضعات - وڑتی و
متھاریشہ مین ملے تھے اور آج تک گہیا کی اولاد کے قبضہ مین رہا۔

سکھیا کی وفات اور اوسکے بیٹون کی نااتفاقی

سکھیا نے ۱۷۳۱ء مین پچاس برس کی عمر مین وفات پائی اور جودہ ہمیر
اور بیر تین بیٹے چھوڑگیا جو کچھہ دنون تک توصلح و اتفاق کے ساتھہ رہے لیکن
آخرکار اپسمین نزاع ہوگئی اور دونون چھوٹے بہائی تقسیم جایداد کے خواہان ہوئے
اس بات پر بڑا بہائی جودہ راضی نہوا۔

سکہون کے دلون کے بعض سردارون کو بلانا اور اونکی مدد سے تقسیم جایداد عمل مین آنا۔

اسلئے ہمیر اور تہیر نے بعض سکہہ سردارون سے جو اوس زمانہ مین ذی طاقت ہوتے جاتے تہے مثل سردار جہا سنگہ آہلو والیہ و کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ و جہنڈا سنگہ بہنگی و کروڑا سنگہ بانی مثل کروڑا سنگہیان مدد چاہی یہہ لوگ جو اس قسم کے موقعون کے منتظر ہی رہتے تہے جمعیت کثیر کے ساتہہ ستلج کو عبور کرکے آپہونچے اور جودہ سے دہنگا دہنگی ضلع بامہدی کو ہمیر کو اور فریدکوٹ ہمیر کو دلادیا اور جودہ کے پاس صرف علاقہ کوٹ کپورا مع پانچ سو اضعات زاید بنام نہاد خرچ سرداری کے رکہیا واقعہ ہو کہ اس ملک مین یہہ ہمیشہ اون خاندانون مین جنمین تقسیم مساوی کا بالعموم رواج رہا ہی خلف اکبر کو بطور امداد اخراجات سرداری کے عموماً ملتی رہی ہے۔ دل کے سردارون نے ان بہائیون کو ترغیب و تحریص دیکر مذہب سکہہ اختیار کرایا اور بپایل دیکر ستلج پار واپس چلے گئے۔

سردار ہمیر سنگہ کا رئیس فریدکوٹ بننا۔

اب اسطرح سے فریدکوٹ مین ایک علیحدہ اور مستقل ریاست جسکا سب سے پہلا سردار ہمیر سنگہ ہوا قایم ہوگئی اوسکے بہائی جودہ سنگہ نے سنہ ۱۷۶۶ء مین ایک جدید قلعہ بمقام کوٹ کپورا تعمیر کیا اور قصبہ کی آبادی کو ازسرنو مرتب اور درست کیا مگر اوسکے جبر و تعدی کی وجہہ سے لوگون نے وہان کی سکونت ترک کردی اور وہان کے اہل حرفہ جو باعتبار صنعت دستکاری کے اوس نواح مین مشہور تہے سکونت چہوڑکر لاہور امرتسر اور پٹیالہ کو چلے گئے۔

راجہ امر سنگہ والی پٹیالہ کی لڑائی اور جودہ سنگہ کا مقتول ہونا

راجہ امر سنگہ والئی پٹیالہ کے ساتہہ جودہ سنگہ ہمیشہ لڑتا بہڑتا رہتا تہا سنہ ۱۷۶۷ء مین اس سردار کے بہائی کی سازش و تحریک کے سبب راجہ پٹیالہ کو ایک معقول حیلہ جنگ و جدال کا ملگیا - اسلئے فوج کثیر کے ساتہہ کوٹ کپورا کی جانب عزیمت کی اور حملہ آوروں کی طرف سے قلعہ کے محاصرہ کی طیاریان ہو ہی رہی تہین کہ جودہ سنگہ مع اپنے بیٹے کے قلعہ سے بہت دور آگے نکلکر فوج غنیم کی ایک کمین گاہ مین گہر گیا اور کمال شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا اور اوسکا بیٹا جیت سنگہ بہی سخت زخمی ہوکر مرگیا -

ٹیک سنگہ

جودہ سنگہ کے بعد اوسکا بیٹا ٹیک سنگہ جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک کم عقل آدمی تہا جانشین ہوا اسنے پٹیالہ کے ساتہہ خاندانی نزاع کو جاری رکہا اور اپنے باپ کے قتل کا انتقام اسطرح پر لیا کہ اون چار مواضعات جلالکیان[1] کے باشندون کو جو پٹیالہ کے وظیفہ خوار تہے اور جہان کے آدمیون نے جودہ سنگہ کو قتل کیا تہا بلا تمیز مرد و عورت اور بچہ کے بالکل قتل کرڈالا اس مہم مین ہمیر سنگہ سردار فریدکوٹ بہی شریک ہوا تہا -

ہمیر سنگہ کا ٹیک سنگہ کو قید کرلینا

مگر تہوڑے ہی روزون پیچہے سے اسکا بگاڑ ہوگیا اور چونکہ وہ اسکی اطاعت نہین کرنا چاہتا تہا اسلئے اوسکو گرفتار کرکے قلعہ فریدکوٹ مین

---

[1] یہہ گانو مسلمان راجپوتون کے تہے اور اپنے مورث اعلیٰ جلال خان کے نام پر مشہور تہے اب ان میں سے کچہہ پٹیالہ کی عملداری مین ہین اور کچہہ سرکار انگریزی قبضہ مین ہین اب اون پر بجائے راجپوتون کے جاٹ زمیندار ہون کا قبضہ ہے ۱۲ مترجم

محبوس کر دیا مگر پہول کے رئیسون نے اوسکے رہا کرانے پر بہت زور ڈالا جسکو ہمیر سنگہ نے صرف اس شرط پر قبول کیا کہ وہ اپنے قصبہ کوٹ کپورا سے کبہی باہر قدم نہ رکہے اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ریاست مین نہایت درجہ کی ابتری پہیل گئی چنانچہ زمینداروں نے دیکہا کہ جب عدل و انصاف کچہہ نہین ہوتا تو معاملہ دینے سے انکار کر دیا اور ہر جگہہ ظلم و زیادتی اور رہزنی اور قزاقی ہونے لگی ادہر مہان سنگہ سسرائے خسر پورہ مہاراجہ پٹیالہ نے موقع مناسب دیکہہ کر تدکی اور اٹہارہ سو اضعات قرب و جوار پر قبضہ و دخل کر لیا۔

ٹیک سنگہ کا اپنی ہی اولاد سکے ہاتہہ سے قتل ہونا

ٹیک سنگہ کا انجام بہت افسوس ناک ہوا۔ عرصہ دراز سے اوسمین اور اوسکے بیٹے جگت سنگہ مین کمال درجہ کی نا اتفاقی اور رنجش تہی چنانچہ سنہ ۱۸۰۶ع مین جگت سنگہ نے اپنے والد کے مکان سکونہ کو آگ لگوا دی اور چونکہ اوس مکان کے نیچے بہوروں مین باروت بہری ہوئی تہی اسلئے صدمہ باروت سے سارا مکان اوڑ گیا اور بیسدار ٹیک سنگہ اسی مین جل بہن گیا۔

ٹیک سنگہ کے بیٹون کے دیہات مقبوضہ پر دیوان محکم چند کا متصرف ہوجانا۔

یہہ ناخلف بیٹا اپنی جا یا دسے جسپر اسطرح سے اوس نے قبضہ حاصل کیا تہا کچہہ زیادہ عرصہ تک متمتع نہوا اور اگلے ہی سال یعنی سنہ ۱۸۰۷ع مین اوسکے بڑے بہائی کرم سنگہ نے دیوان محکم چند کو امداد کے لئے طلب کیا اور جگت سنگہ کو شکست بہی ہوئی اور علاقہ بہی چہن گیا مگر دیوان مذکور اور اوسکے آقا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے یہہ ریاست اوسکے حقدار مالک کو واپس نہ دی

بلکہ مہاراجہ نے کوٹ کپورا تو خاص اپنی ملکیت مین رہنے دیا اور جلالکیان کی پانچ مواضعات راجہ نابہہ کو دیدئے اور مواضعات متعلقہ مد کی بہی جن پر حسب بیان ماسبق مہان سنگہ متصرف ہوگیا تہا رنجیت سنگہ نے اپنے ہی پاس رہنے دئے اور صرف دو دیہات موسوم بہ پتلی و حکومت والہ مین مہان سنگہ کا کچہہ حصہ مقرر کردیا۔

اگرچہ سنہ ۱۸۲۳ء مین جگت سنگہ نے اپنی ریاست کے چہوڑانے کے لئے ایک کوشش کی اور فوج لاہور کو کوٹ کپورا سے نکال دیا مگر اوسمین استقدر طاقت نہ تہی کہ اوسکو اپنے قبضہ مین رکہہ سکتا اسوجہہ سے بیس ہی روز کے بعد اوسکو بمجبوری پہر حوالہ کرنا پڑا اور اب اوسنے دربار لاہور سے آشتی کرلینے ہی مین بہتری سمجہی اور اپنی بڑی دختر (پرتاپ کنور) (مترجم) شیر سنگہ کے ساتہہ جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بیٹا کہا جاتا ہے منسوب کردی مگر دوسرے برس یعنی سنہ ۱۸۲۵ء مین جگت سنگہ نے قضا کی اور کوئی اولاد از قسم ذکور نہ چہوڑی۔ بڑے بہائی کرم سنگہ کی اولاد (موضع سندہو مین) مترجم اب تک بہی موجود ہے مگر کچہہ زیادہ وقعت نہین ہین۔

ذکر خاص فریدکوٹ کی شاخ کا

اب خاندان فریدکوٹ پر جو اسی خاندان کا ایک شعبہ اور چہوٹے بہائی کی اولاد سے ہے پہر نظر ڈالنی ضروری ہے۔ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ اس خاندان کا بانی ہمیر سنگہ ہے جسنے سنہ ۱۷۶۳ء مین یہہ ریاست بطور جایداد جدی کے تقسیم کراکر حاصل کی تہی قصبہ فریدکوٹ اگرچہ کچہہ عرصہ پہلے سے آباد اور ایک مشہور و معروف درویش بابا فرید شکر گنج کے نام پر موسوم تہا مگر ہمیر سنگہ

نے اوسکو بہت کچھہ رونق و وسعت دی دوکانداروں اور اہل حرفہ کو بلا کر اوسمین آباد کیا اور اوسکی حفاظت کیواسطے ایک خشتی شہر پناہ تعمیر کی اوسکے دو بیٹے ہوئے دل سنگہ اور موہر سنگہ جن مین سے دل سنگہ کی طبیعت مین سرکشی تھی اور اپنے باپ کی اطاعت سے منحرف تھا چونکہ ہمیر سنگہ کو شبہہ گزرا کہ شاید اس نافرمانی مین موہر سنگہ بھی شریک ہے اسلئے اوسنے دونوں کو اپنے روبرو طلب کیا اور اونکی طبیعت اور مزاج کا امتحان کرنے کی غرض سے ہدایت کی کہ تم دونوں اپنی اپنی بندوق سے (اور بعض روایتوں کے بموجب تیر سے) اس پلنگ کے پایہ مین جسپر مین بیٹھا ہوں نشانہ لگاؤ دل سنگہ نے بلا تامل نشانہ لگایا جس سے پلنگ کا پایہ ٹوٹ گیا مگر موہر سنگہ نے انکار کیا اور کہا کہ بندوقین دشمنوں کی طرف چلائی جاتی ہین نہ کہ اپنوں کی طرف ۔

دل سنگہ کا محروم الارث کیا جانا اور اس سے دونوں بھائیوں مین باہمی فساد قایم ہونا

اس بات سے ہمیر سنگہ اسقدر خوش ہوا کہ اوسی وقت اوسنے موہر سنگہ کو[1] اپنا جانشین قرار دیا اور دل سنگہ کو فریدکوٹ سے بالکل نکال دیا اور اوسکی خورد نوش کے واسطے مواضعات ڈھوڈھو کے علاوہ ـ بھلور مقرر کردئے

سردار ہمیر سنگہ کی وفات واقع سنہ ۱۸۳۹ع

سردار ہمیر سنگہ نے سنہ ۱۸۳۹ع مین وفات پائی اور موہر سنگہ اوسکا

[1] موہر سنگہ کی اس ترجیح سے دونوں بھائیوں مین سخت عداوت پیدا ہوگئی اور موہر سنگہ نے دل سنگہ کا ڈھوڈھو کے بیچ محاصرہ کیا مگر دل سنگہ نے اپنی حالت کو قایم رکہا اور سردار نشانان والے کو اپنی مدد کیواسطے بلا کر بھائی کو شکست دی اور اوسکو شکست کہا کر فریدکوٹ کو واپس جانا پڑا ۔ ۱۲ مصنف

جانشین ہوا یہہ جدید سردار لیاقت و قابلیت سے معرا اور ایک عیاش آدمی تہا اور انتظام ریاست کی طرف مطلق توجہہ نہین کرتا تہا اسی وجہہ سے اکثر علاقجات پر مثل اکوہر و کڑہی و بہک بودلہ کے اوسکے پڑوسیون نے قبضہ کر لیا۔

موہر سنگہ اور اوسکے بیٹے چڑہت سنگہ کا قصہ

اوسکی شادی سوبہا سنگہ ساکن موضع مان علاقہ ریاست جیند کی ایک دختر سے ہوئی تہی جسکے بطن سے ایک بیٹا مسمی چڑہت سنگہ معروف بہ چڑہت سنگہ متولد ہوا جس نے حسب دستور خاندان اپنے باپ سے بغاوت کی اس نزاع کی بنا اسطرح پر ہوئی کہ موہر سنگہ کے گہر مین مسماۃ تیجی ایک مسلمان مدخولہ تہی جس سے اوسکو بدرجہ غایت انس تہا اس عورت کے بطن سے مسمی بہوپا موہر سنگہ کا ایک اور لڑکا تہا اور وہ اس لڑکے کے ساتہہ چڑہت سنگہ سے بہت زیادہ محبت کرتا تہا اور اس سبب سے چڑہت سنگہ کے سینہ مین آتش رشک و حسد مشتعل رہتی تہی ایک روز یہہ سردار پہلور کی جانب جانا چاہتا تہا اسلئے بہوپا کو بہی اوسنے اپنے ساتہہ چلنے کا حکم دیا اس لڑکے نے جسکو نازپروردگی نے خراب کر رکہا تہا یہہ جواب دیا کہ تاوقتیکہ مجہکو وہ گہوڑا سوار ہونے کو نہ ملیگا جسپر میرا بہائی ہمیشہ سوار ہوا کرتا ہے اور اب بہی اوسی پر چڑہا ہوا ہے مین ہرگز نہ جاؤنگا۔ موہر سنگہ نے چڑہت سنگہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور گہوڑا بہوپا کو دیدو۔ اس امر نے جس سے عمداً اوسکی تذلیل مقصود نہ تہی چڑہت سنگہ کے دل مین کینہ کی بنیاد کو نہایت عمیق طور پر قایم کر دیا اور اوسے یہہ بات گوارا نہوئی کہ وہ خود اصل بیوی کا بیٹا ہوکر ایک حرم

سکے بیٹے کی خاطر سب طرح سے خفیف کیا جائے۔

چڑہت سنگہ کا اپنے باپ سے باغی ہوجانا

پس اوسنے اسبات کا بدلا لینے کا پکا ارادہ کر کے اپنے اہلکارون گلہا اور دیوان سنگہ کے مشورہ سے اپنے باپ کو گدی سے خارج کرنے کی تدبیر کی اور موہر سنگہ کی عدم موجودگی مین قلعہ فریدکوٹ پر اچانک قبضہ کر کے اپنے باپ کے مرغوب ستے جی کو قتل کر ڈالا۔ سردار موہر سنگہ نے اس واردات کی خبر سنکر بعجلت تمام ایک جمعیت کثیر زمیندارون اور داقین کی بہم پہونچائی اور قلعہ کے چہین لینے کا قصد کیا مگر نقصان کے ساتہہ شکست کہائی اور موضع پکا مین جا ٹہرا جو فریدکوٹ سے قریب چار میل کے ہے۔

اوسپر اوس کا گرفتار کرلینا۔

یہان پر اوسکو اوسکے باغی بیٹے کی فوج نے گہیر لیا اور کسیقدر مقابلہ کے بعد گرفتار کر کے موضع شیر سنگہ والا کو جو چڑہت سنگہ کے خسر کی ملکیت سے تہا بہیجدیا جہان وہ ایک عرصہ دراز تک مقید رہا انجام کار تارا سنگہ غیبہ نے جو ایک زبردست سردار تہا بیچ بچاو کر کے اور چڑہت سنگہ سے کہہ سنکر اوسکو مخلصی تو دلوادی مگر موہر سنگہ کو اوسکے بیٹے کے مقابلہ مین مدد دینے سے انکار کیا۔ اسکے بعد کئی بار موہر سنگہ نے فریدکوٹ پر دخل پانے کے واسطے جد وجہد کی مگر ناکام رہا اور ۱۷۹۸ع مین جلاوطنی ہی کی حالت مین مرگیا۔

اب دیکہو سردار چڑہت سنگہ کا انجام کیا ہوتا ہے

اب سردار چڑہت سنگہ نے اپنے تئین سب طرح سے محفوظ و مامون سمجہا اور اس خیال سے فوج کی تعداد مین تخفیف کردی کیونکہ اور

تو ریاست پٹیالہ کی طرف سے جو اوسکی قدیمی دشمن تھی چڑہائی کا اندیشہ نرہا تھا
کیونکہ دیوان نانون مل پٹیالہ کے نامور وزیر کے حملہ کو جو راجہ صاحب سنگہ کی نابالغی
کے ایام مین کیا گیا تھا اوسنے عمدگی کے ساتھہ دفع کر دیا تھا اور دلاوری و شجاعت
مین بہت بڑا نام پیدا کر لیا تھا اور ادہر یہہ کھٹکا اسطرح رفع ہو چکا تھا۔ مگر وہ اسبات
سے غافل تھا کہ اوسکا بڑا دشمن اوسکا محروم الارث چچا دل سنگہ ہنوز موجود تھا جو اپنی
گئی ہوئی ریاست کے چہوڑانے کے واسطے صرف موقع کا ہی منتظر تہا چنانچہ اوسنے
سنہ ۱۸۰۴ء مین ایک قلیل جمعیت بہم پہونچا کر قلعہ فریدکوٹ پر شبخون مارا اور قبضہ حاصل
کر لیا۔ چڑہت سنگہ اس حملہ مین جو اوسکی بیخبری کی حالت مین ہوا تہا مارا گیا اور
اوسکی رانی گلاب سنگہ پہاڑ سنگہ اور صاحب سنگہ تینون لڑکے بدقت تمام صرف
جانین لیکر بھاگ گئے۔

سردار دل سنگہ کا مقتول ہونا

لیکن سردار دل سنگہ بہی اس کامیابی کے ثمرہ سے بجز ایک مہینہ
کے کچھہ زیادہ متمتع نہین رہ سکا۔ سردار مقتول کے لڑکے اگرچہ
بہت کم سن تھے یعنے بڑے کی عمر سات برس سے زیادہ نہ تہی مگر اونکے
ہوا خواہ اب بہی بہت لوگ تھے جنمین سب سے زیادہ بالیاقت اون کا ماموں
فوجہ سنگہ تہا جو ایک شخص سے وارن موضع شیر سنگہ والہ مین سے تہا قطع نظر اس
سے دل سنگہ کی جبر و تعدی سے بہی لوگ بالعموم ناراض تھے اسلئے اوسکے قتل کی
تجویز کی گئی اور فوجہ سنگہ چند مسلح آدمی لیکر کسی ترکیب سے رات کیوقت اوس

مکان مین پہونچ گیا جہان دل سنگہ مع دو تین خدمتگارون کے سو رہا تہا اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اسکے بعد نقارہ بجا دیا جو گلاب سنگہ کی طرفدارون کیواسطے اسبات کا اشارہ تہا کہ اوسکو قلعہ مین لے آئین - چنانچہ گلاب سنگہ بلا حجت و تکرار داخل قلعہ کیا جا کر رئیس بنایا گیا اور فوجو سنگہ اوسکا دیوان مقرر ہوا - چند عرصہ تک اس چہوٹی سی ریاست کا کاروبار خاصی طرح انجام پاتا رہا -

دیوان محکم چند کا فریدکوٹ کو محصور کر لینا

لیکن ۱۸۰۶ء و ۱۸۰۷ء کے موسم سرما مین دیوان محکم چند سپہ سالار فوج لاہور نے علاقہ اپنی دیسی ستلج پر حملہ کیا اور مقامات زیرہ - بوڑیہ[1] مکتسر - کوٹ کپورا اور ماڑی پر جو پہلے سکہیا کے چہوٹے لڑکے بیر کے حصہ مین آئے تہے اور بیر تارا سنگہ غیبہ کے خسر پورہ کے قبضہ مین چلے گئے تہے متصرف ہو گیا - اسکے بعد دیوان مذکور نے فریدکوٹ پر چڑہائی کی اور اہل قلعہ کو کہلا بہیجا کہ قلعہ کو حوالہ کر دین اور جب اونہون نے انکار کیا تو اوسکا محاصرہ کر لیا -

دیوان محکم چند کا مغلوب ہو کر واپس اوسکا ... جانا

مگر قلعہ والون کو اپنی فوج کی تعداد کی نسبت اسبات پر زیادہ بہروسا تہا کہ یہہ قلعہ ایک مشکل مقام مین واقع ہے کیونکہ فریدکوٹ عین بیابان مین واقع تہا اور فوج محاصر کو بجز اون چند ڈہابون یعنی ایسے بارانی کچے تالابون کے جو اوسکے گرد و پیش واقع تہے اور کہین پانی نہین ملتا تہا اور ان تالابون مین اہل قلعہ نے ایک زہردار درخت کی شاخین ڈال دی تہین جسکے سبب سے پانی مسموم ہو گیا اور فوج لاہور کو اسقدر شدت سے دست آئے کہ دیوان کو بجز

[1] یہہ نام غلط ہے کیونکہ بوڑیہ ان اطراف مین کسی گانو کا نام نہین ہے ۱۲ مترجم

اسلئے کہ محاصرہ اوٹہا لے اور کچہہ چارہ نہوا اگرچہ بہی چلتے وقت فوج سنگہہ سے مبلغ سات ہزار
روپیہ بطور خراج کے لے گیا اور اپنے دل میں یہہ بات ٹہان لی کہ پہر جب کبہی
موقع مناسب ہاتہہ آئیگا تو فریدکوٹ کو فتح کرینگے۔

قلعہ فریدکوٹ کا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ میں آجانا

چنانچہ اس موقع کے ہاتہہ آنے میں بہی کچہہ زیادہ عرصہ نہ لگا یعنی جن
ایام میں کہ مسٹر مٹکاف صاحب ایجنٹ گورنمنٹ انگریزی جو مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے پاس بدین پیام بہیجے گئے تہے کہ وہ انکے مقابلہ میں گورنمنٹ کا
رفیق و حلیف ہوجائے اونکے لشکر کے ساتہہ تہے مہاراجہ موصوف نے چہبیسویں ستمبر
سنہ ۱۸۰۸ء کو اپنی کل فوج کے ساتہہ ستلج کو عبور کیا اور فریدکوٹ کی راہ لی اور خود بمقام
کہائی شہر کے فوج ہراول کو آگے روانہ کیا جسکا مقابلہ قلعہ والوں نے مطلقاً نکیا اور قلعہ
حوالہ کردیا کیونکہ اونکو معلوم تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ بذات خود فوج کے ہمراہ ہیں اور اون
کے اقبال کا شہرہ اس زمانہ میں ایسا بڑہا ہوا تہا کہ اب شاذ و نادر ہی کسی جگہہ اونکے
مقابلہ سے کوئی پیش آتا تہا۔ اسکے بعد مہاراجہ صاحب خود بہی فریدکوٹ گئے اور
ایسے اچہے قلعہ پر اسقدر آسانی سے قبضہ ہوجانا اونکے لئے نہایت باعث خوشی
تہا مسٹر مٹکاف صاحب بہی اونکے ہمراہ تہے کیونکہ عہدنامہ پر دستخط کرنے کے
بہانہ سے مہاراجہ صاحب اونکو جگہہ جگہہ کہینچے لئے پہرتے تہے اور اونکی مرضی
کے برخلاف اونکو اپنی کل فتوحات مابین رود ستلج کا چشم دید شاہد بنانا چاہتے تہے
ہرچند کہ مسٹر مٹکاف صاحب کی کارروائی کی اوس زمانہ کی گورنمنٹ نے بہت

کچھہ تعریف کی ہے مگر اس مین کچھہ شک نہین ہوسکتا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ اونسے بازی لیگئے تہے اور اگر فرانسیسون کے حملہ کا اندیشہ جاتے رہنے کے سبب سے گورنمنٹ انگریزی کی پالیسی مین ایک لخت تبدیلی نہو جاتی تو مہاراجہ کو اپنے تمام فتوحات واقعہ سمت جنوب دریای ستلج کے اپنے پاس رہنے دینے کی ضرور اجازت ملجاتی — قبل چہوڑنے قلعہ کے فوج سنگہ نے اپنے بہائیون کے لئے جسقدر کہ ایسے حالات مین ممکن تہین مفید مطلب شرائط ٹہرائین تہین چنانچہ پانچ موضعون کی معافی دلاکر دہ اونکو وہان لے گیا ہے ایک پہول کے سردار نے مہاراجہ سے علاقہ فریدکوٹ کے حاصل کرنے کی کوشش کی پٹیالہ کا استحقاق سب سے زیادہ تہا کیونکہ گذرا زمانہ مین فریدکوٹ اوسکا مطیع اور محکوم ہوچکا تہا لیکن راجہ جسونت سنگہ والئے نابہہ اور راجہ بہاگ سنگہ والئے جیند دونون نے اوسکے بہت اہم لگا رکہے —

اس علاقہ کا دیوان محکم چند کی جاگیر مین مقرر ہونا

مگر یہہ معافی دیوان محکم چند کی قسمت مین تہی جسکا سنہ ۱۸۰۶ء کی شکست کرنا نہ سے فریدکوٹ پر دانت تہا گو اوسکو اوسکے عوض مین ایک کثیر نذرانہ دینا پڑا —

گورنمنٹ کا مہاراجہ رنجیت سنگہ سے فریدکوٹ کی واپسی کے لئے متقاضی ہونا —

جب گورنمنٹ انگریزی مہاراجہ سے اون تمام فتوحات واقع کنارہ چپ دریای ستلج کی واپسی کی خواستگار اور متقاضی ہوئی جو سنہ ۱۸۰۶ء و سنہ ۱۸۰۹ء مین اونکو حاصل ہوئی تہین تو فریدکوٹ بہی ایک ایسا مقام تہا جسکو اونہون نے نہایت ہی نارضامندی خاطر سے حوالہ کیا تہا —

فریدکوٹ کی نسبت مہاراجہ کیطرف سے ایک خاص طور سے دعویداری کا ہونا -

مگر اسکی عدم واپسی کی نسبت مہاراجہ نے یہہ ادعا کیا کہ اوسکی بابت ہمکو ایک خاص طور سے استحقاق ہے اولاً اس بنا پر کہ وہ مضافات کوٹ کپورا سے ہے جسکو مہینے پہلے سے فتح کیا ہوا ہے - ثانیاً اس وجہہ سے کہ جب ۱۸۰۷ء میں اوسکا محاصرہ ہوا تہا تو مالکان قلعہ نے وعدہ کیا تہا کہ ایک مہینے کے اندر ہم تمہاری اطاعت قبول کرینگے اور اگر ہماری جانب سے اس امر میں کوتاہی ہو تو جو سزا آپ ہمارے واسطے تجویز کرین ہمکو منظور ہوگی فقط - پہلے دعوی کے متعلق یہہ امر ظاہر ہے کہ کوٹ کپورا اور فریدکوٹ کے باہم کسی قسم کے تعلق کی وجہہ سے کوئی استحقاق تسلیم نہین کیا جا سکتا تہا - کیونکہ جب سے کہ سکہیا کے بیٹون کے باہم ریاست کی تقسیم عمل مین آئی تہی فریدکوٹ خودمختار رہا ہے بلکہ کوٹ کپورا سے زیادہ قوت اوسکو حاصل رہی ہے اور کسی طرح اوسکا ماتحت نہین رہا ہے اور بالفرض اگر کوئی ایسا تعلق ہو بہی جیسا کہ بیان کیا گیا تہا تب بہی اس امر سے مہاراجہ کے دعوی کو کچہہ تائید نہین پہنچتی تہی کیونکہ ستلج کے اس پار کی فتوحات کی توسیع کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کی منظوری کی درخواست سے پیشتر کوٹ کپورا پر قبضہ کر لینا بعد پیش کرنے درخواست مذکور کے فریدکوٹ پر قابض ہو جانے کو جائز قرار نہین دے سکتا تہا - البتہ دوسری بنا جسپر کہ مہاراجہ نے اپنے استحقاق کو مبنی کیا تہا کسیقدر زیادہ مستحکم تہی الا اوسکی اصلیت پایہ ثبوت کو نہین پہنچ سکتی تہی اور اہل قلعہ کی کارروائی اور

دیوان محکم چند کا دفعتاً اوسکے پانو بہرجانے پر مجبور ہونا یہہ سب باتین اوسکی
تکذیب و تردید کی طرف مایل تہین مگر باین ہمہ سفیر انگریزی نے مہاراجہ کے اس
دعوی کو باین لحاظ کہ فریدکوٹ کو فتح کیے ہوسے ایک عرصہ گذر گیا ہی گورنمنٹ
کی خدمت مین بغرض فیصلہ بہیجدینے پر اپنی رضی ظاہر کی لیکن اس تجویز کو مہاراجہ
نے پسند نکیا اور مسٹر مٹکاف صاحب سے فرمایا کہ فریدکوٹ کی واپسی کی نسبت
اول مین اپنی فوج مقیم کنارہ دریای ستلج کے سردارون سے مشورہ کرونگا کہ یہہ
مقام مجہے چہوڑنا چاہئے یا نہین اور پہر کچہہ جواب دونگا - سفیر انگریزی نے جواب
دیا کہ اگر آپ اب ستلج کی طرف حرکت کرینگے تو مین اس فعل کو بمنزلہ اشتہار جنگ
تصور کرکے آپکے دربار سے فوراً چلا جاونگا -

فریدکوٹ کی واپسی مین ایسی مشکل پیش آئی تا کہ قریب تہا کہ اسکی عدم واپسی جنگ کے لئے ایک حیلہ ٹہر جائے -

اس معاملہ کے بہ آسانی سُلجہنے مین ایک اور دقت یہہ واقع ہوئی کہ
انہین ایام مین دیوان محکم چند بہی کانگڑہ سے جہان کہ وہ راجہ
سنسار چند کے ساتہہ گورکہون کے اخراج کے لیے بند و بست کر رہا
تہا واپس آگیا اور بمقام پہلور جسکی زد مین دریای ستلج کا نہایت عمدہ
گہاٹ شہر لودہانہ کے مقابل واقع ہے آجما - اول تو اوسکا میلان طبعی ہی انگریزون
کے ساتہہ جنگ کرنیکیطرف تہا کیونکہ اوسکو اونسے نفرت اور بدگمانی تہی دوسرے
اوسکو یہہ پسند نہ تہا کہ فریدکوٹ جو خاص اوسکی جاگیر مین ملا ہوا تہا واپس دیدیا
جائے علاوہ اوسکے وہ اپنی لیاقت اور تجربہ کاری کی وجہہ سے مہاراجہ کے مزاج مین

بہت کچھہ دخل اور رسوخ رکھتا تہا۔ غرض کہ ایسی نازک مشکلین پیش آگئی تہین کہ اگر مسٹر مٹکاف صاحب مستقل مزاج شخص نہوتے تو انگریزون کے ساتہہ سکہون کی لڑائی ضرور ہو پڑتی۔

انخلائے قلعہ فریدکوٹ اور اوسکے وعدہ واپسی کے ایفا مین ہرطرح کے حیلہ حوالے پیش کئے جانے۔

آخرالامر نہایت ہی ناخوشی کے ساتہہ رنجیت سنگہ نے فریدکوٹ کے خالی کردینے کا حکم دیا۔ مگر دیوان محکم چند نے جسقدر ممکن ہوا حیلے حوالے کئے۔ اوس نے مہاراجہ کو یہہ لکھہ بہیجا کہ سنا جاتا ہے کہ ایک انگریز عہدہ دار فریدکوٹ بہیجے جانے کیواسطے مامور ہوا ہے اور انگریزون کا یہہ ارادہ ہے کہ قلعہ مذکور مین انگریزی فوج رہا کرے اور اسکے ساتہہ یہہ بہی تحریر کیا کہ قلعہ خالی کرنے کا حکم اوسوقت تک ملتوی رکہا جائے جبتک کہ مین اس خبر کی تصدیق کرلون۔ گورنمنٹ انگریزی کو فریدکوٹ مین اپنا دخل کرنا کسیطرح منظور نہ تہا بلکہ اوسکا مالکان اصلی کو واپس دیا جانا مقرر و معین ہوچکا تہا اسلئے صاحب رزیڈنٹ دہلی نے ناچار اپنا یہہ قصد مصمم کیا کہ اس وعدہ واپسی کی تعمیل فوراً بزور شمشیر کرائی جائے کیونکہ اول تو گرمی کا موسم قریب آتا جاتا تہا جسکے باعث فوج انگریزی کو بشرط پیش آمد جنگ اوس ملک مین بہت تکلیف ہوتی۔ دوسرے یہہ کہ فی الفور فریدکوٹ پر فوج بہیجدینے مین یہہ فائدہ متخیل تہا کہ اگر واقعی رنجیت سنگہ کو یہہ امر دل سے منظور تہا تو اس سے خود اوسکے ارادہ کی زود تعمیل متصور تہی۔ تیسرے یہہ کہ اگر بالفرض دیوان محکم چند کی ہی ایسی بدصلاحین مہاراجہ

کی طبیعت پر غالب آنے والی تہین تو فوج کے جانے مین صرف اتنی ہی بات تہی
کہ جو قضیہ چند روز بعد پیش آنے والا تہا وہ چند روز پیشتر واقع ہو جاتا۔

لیکن آخر کار فریدکوٹ کا خالی کر دینا

لیکن انجام کار مہاراجہ نے انگریزون کے ساتھہ قوت آزمائی سے پہلو تہی
کی اور تیسری اپریل ۱۸۰۹ع کو فریدکوٹ سردار گلاب سنگہ اور
اوسکے بہائیون کے حوالہ کردیا اور اب دربار لاہور اور سرکار انگریزی کے عہدنامہ
باہمی کی تکمیل مین کوئی دقت نرہی اور چند ہی دنون کے بعد اوسپر دستخط ہو گئے۔

سردار گلاب سنگہ کا زمانہ نابالغی

گلاب سنگہ جب تک کہ جوان نہین ہو گیا تہا فوجو سنگہ نے کاروبار
ریاست کو اوسوقت تک نہایت قابلیت کے ساتھہ انصرام کیا اور
چونکہ لاہور کی طرف سے تو پہر کوئی کوشش اس امر مین نہین ہوئی کہ دوبارہ اس مقام
پر اونکا قبضہ ہو جائے اور انگریزی پولیٹیکل ایجنٹون کے رہنے کے مقامات سے
اسقدر دور اور چہوٹا اور غیر مشہور تہا کہ اونکو کوئی وجہہ اوسکی طرف توجہہ
کی نہ تہی اسلئے بہت سے برسون کا اوسکا وجود ہی گویا محو ہو گیا تہا۔

اوس زمانہ مین اس ریاست کی آمدنی

اوس زمانہ مین فریدکوٹ کی آمدنی بہت قلیل اور غیر مستقل تہی
اور ان اطراف مین زراعت کا مدار بالکل بارش پر ہے جو بہت کم ہوا
کرتی ہے اور بعض سال تو مینہہ مطلق نہین برستا کنوؤن کے طیار کرنے مین سخت
دشواری ہے اور محنت و صرف کا معاوضہ ہی کنوئین بنانے مین نہین ملتا
کیونکہ پانی نوہ ۹۰ سے لیکر ایک سو بیس ۱۲۰ فٹ تک نیچا ہے چنانچہ اچہے فصلون

مین اس ریاست کی آمدنی بارہ چودہ ہزار تک ہوتی تہی اور خراب سال مین چہہ ہزار[۶۰۰۰] روپیہ اور ایسا اوقات کوڑی بہی وصول نہین ہوتی تہی اور تعداد مواضعات کی وسعت اس ریاست مین محض قریب ساٹھہ[۶۰] گانو کے تہی اور وہ بہی اکثر نوآباد تھے۔ گلاب سنگہ نے دو شادیان کی تہین ایک دختر جودہ سنگہ کالیکا واقع ریاست پٹیالہ کے ساتھہ اور دوسری دختر شیر سنگہ ساکن گہولیہ واقع تحصیل موگا ضلع فیروزپور کے ساتھہ۔

گلاب سنگہ کا مقتول ہونا

بتاریخ پانچوین نومبر ۲۶ء کو سردار گلاب سنگہ کو جبکہ وہ قصبہ فریدکوٹ کے باہر تنہا اور پیادہ سیر کر رہا تہا کسی نے قتل کر ڈالا۔ اوسکے مرنے سے پہلے جو لوگ کہ سب سے اخیر اوس کے پاس دیکہے گئے تہے جیبد یو جاٹ اور بہادر سنار تہے اور اونکے فرار ہوجانے سے بہی اس جرم مین اونکی شرکت پائی جاتی تہی۔ مگر سب لوگون کا اختمال بالعموم یون تہا کہ خواہ اصل قاتل ہر دو اشخاص مذکورۃ الصدر ہی ہون لیکن اس جرم کے آمرا و محرک فوجسنگہ سرپاہ کار اور صاحب سنگہ برادر خورد سردار مقتول ہین۔ فوجسنگہ کی بابت جسنے پچیس[۲۵] برس تک اس خاندان کی خدمت کمال وفاداری کے ساتھہ کی تہی ذرہ برابر بہی ثبوت نہین پایا جاسکتا تہا۔

صاحب سنگہ کا بابت اس جرم کے مشتبہ معلوم ہونا

اگرچہ ان تلوارون سے گلاب سنگہ قتل ہوا تہا اور ان مین سے از روئے شناخت ایک تلوار کی نسبت یہہ معلوم ہوجانا کہ وہ صاحب سنگہ کی

تھی اور اوسکے میان سے چھپائے جانے اور خود صاحب سنگھ کی متزلزل بیانی سے جبکہ کپتان مرے صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے اوسکا اظہار لیا تھا اوسکی نسبت پورا پورا شک تھا مگر بباعث عدم موجودگی شہادت صحیح کے وہ بھی بری کیا گیا۔

عطر سنگھ — گلاب سنگھ نے صرف ایک بیٹا عطر سنگھ جسکی عمر قریب چار برس کی تھی چھوڑا اور بر طبق رواج جانشینی خلف اکبر جو اس خاندان مین جاری تھا اس لڑکے کی سرداری کو گورنمنٹ انگریزی نے تسلیم کیا اور اوسکی نابالغی کے زمانہ مین کاروبار ریاست فوجہ سنگھ اور سردارنی دہرم کنور بیوہ سردار مقتول کے سپرد کیا گیا۔ پہاڑ سنگھ اور صاحب سنگھ جو اپنے بہائی کی حین حیات اوسکے شمول مین رہتی تھے اور ریاست مشترک تھی اونکے لئے اب یہہ فیصلہ قرار پایا کہ اگر وہ اسی طرح شمول سے شرکت مین رہنا چاہین تو فبہا اور اگر اونکی مرضی علیحدہ ہونیکی ہو تو جدا جدا جاگیرین لے لین۔ سردار متوفی کا ایک اور بہائی مہتاب سنگھ نامی بھی زندہ تھا مگر اوسکی مان کو سردار مہر سنگھ نے طلاق دیدیا تھا اسلئے وہ مستحق وراثت نہ تہا۔

سردار عطر سنگھ کا اچانک مرجانا — تو پھر سردار عطر سنگھ ۲۷ اگست ۱۸۷۴ء مین ناگہان مرگیا اور عام احتمال یہہ تہا کہ وہ قتل کیا گیا ہے کیونکہ اس بدنصیب خاندان مین گویا یہہ ایک دستور ٹھہر گیا تہا کہ سرداران خاندان کی زندگی کا خاتمہ غیر طبعی طور پر ہی ہوا کرے اور اونکے ان معمولی موت سے مرنا تو ایک امر اتفاقی تہا لیکن اس جرم مین اگر واقعی وہ سرزد ہوا بھی ہو کوئی شخص ماخوذ نہ ہوسکا کیونکہ یہہ لڑکا استسقا کم سن

تہا کہ زنانہ مین رہا کرتا تہا اور اسلیئے خاطر خواہ تحقیقات محال تہی -

> سردار پہاڑ سنگہ کو اوسکا جانشین مقرر کیا جانا اور اسکا طور و طریق اور انتظام ریاست

چونکہ حکام انگریزی کے نزدیک ریاستون کی جانشینی کے بارہ مین استحقاق اشخاص متعلقہ شاخ ہمجد قابل تسلیم تہا اسلیئے سردار پہاڑ سنگہ کو جو اوس قاعدہ کے موافق مستحق تہا وارث ریاست تسلیم کیا گیا اور اوسکو ہدایت کی گئی کہ حسب دستور و رواج خاندان چہوٹے بہائی اور بہاوج کیواسطے معاش مناسب مقرر کردے - یہہ نیا سردار ایک روشن دماغ اور ہوشیار آدمی تہا اسنے اپنی ریاست کو بہت ترقی اور رونق دی حتیٰ کہ بیس برس کے عرصہ مین آمدنی دوچند سے زیادہ ہوگئی - اوسنے بہت سے نئے گانو آباد کئے اور حدبندی کی گئی اور اوسکے عدل و انصاف اور رعیت پروری کا مشہور ہونا اکثر کاشتکار الہوا اور پٹیالہ کی عملداریون سے اوسکی ریاست مین چلے آئے - جب ریاست اسکو پہونچی تہی اوسوقت اوسکا ایک بڑا حصہ محض ویران جنگل تہا اور ۱۸۲۳ء مین کپتان مرے صاحب نے اپنی کتاب یادداشت واقعات مین لکہا ہے کہ بوقت طلوع آفتاب یہہ ملک ریت کا ایک سمندر معلوم ہوتا ہے جسمین بجز پیلو اور بعض اور قسم کی ریگستانی نباتات کے درختون اور سبزہ کی شکل بہی نظر نہین آتی جسکے سبب سے اس ملک کا منظر ظاہری بہی خوشنما نہین معلوم ہوتا اور صاحب موصوف لکہتے ہین کہ چند زمین ریتلی ہے مگر گیہون کی عمدہ فصلون کے واسطے صرف پانی کی محتاج ہے -

زمانہ قدیم مین فیروز شاہ نے ستلج سے ایک نہر دہرم کوٹ کے قریب جو فیروزپور
اور لدہیانہ کے وسط مین واقع ہے نکالی تہی جو کوٹ عیسیٰ خان کے برابر
ہوکر مدکی مین سے گذرتی تہی اور فریدکوٹ کے جنوب مین ملک کو سیراب
کرتی ہوئی ریگستان مین غایب اور ختم ہو جاتی تہی[1] سردار پہاڑ سنگہ کے
پاس اسقدر روپیہ نہ تہا کہ نہرین کہدواتا مگر اوسنے بہت سے کنوئین تعمیر کرائے
اور کاشتکارون کو بہی کنوئین بنانے کی ترغیب دی اور درباب وصول
محاصل ریاست ایک ایسے اعتدال اور رعایا پروری کی نظیر قایم کی جسکی تقلید اور
بڑے بڑے سردار اور رئیس نفع کثیر کے ساتہہ کر سکتے تہے۔

بیان اولادگان کے انتقال کا

اوسکا چہوٹا بہائی صاحب سنگہ لاولد انہین دنون مرگیا تہا جبکہ پہاڑ سنگہ کو سرداری حاصل
ہوئی تہی اور مہتاب سنگہ پسر زوجہ مطلقہ مہر سنگہ کی گذر اوقات کے لئے
اوسنے ایک گانو دیدیا تہا۔ سردار پہاڑ سنگہ نے چار شادیان کی تہین۔ پہلی

---

[1] اس نہر کے آثار اب بہی پائے جاتے ہین اور اسکا قصہ اون نواح مین یون مشہور ہے کہ پہلے زمانہ
مین فریدکوٹ کے ایک سردار کی ایک لڑکی نہایت حسین تہی جسکی بابت اوسنے یہہ عہد کرلیا تہا کہ اسکو ایسے شخص
کے عقد مین دونگا جو کاٹہہ کے گہوڑے پر سوار ہوکر فریدکوٹ آئے۔ اس شرط کو فیروز شاہ نے
اس طرح پورا کیا کہ ایک نہر بنوائی اور ایک ناو مین سوار ہوکر فریدکوٹ آیا اور لڑکی کو
بیاہ لے گیا مگر جب اپنی اس بیوی کو لیکر واپس جارہا تہا تو بادشاہ نے رستے مین اوس سے
ایک سوئی مانگی جو وہ اوس وقت دے نہ سکی اس بات سے بادشاہ نے یہہ سمجہہ کر کہ
وہ گہر بسانے کی قابلیت نہین رکہتی ہے اوسکو نہر کے کنارہ پر بمقام مدکی چہوڑ دیا جہان ایک
مٹی کے تودہ کو جو اب تک موجود ہے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ علامت صداقت اس قصہ کی ہے

۱۲ مصنف

بچوی کی سرداری نی چند کنور سمند سنگہ دہالیوال و بہنبر والی کی بیٹی تہی جس سے راجہ وزیر سنگہ رئیس حال پیدا ہوا اور دوسری جسکا نام دیپو تہا مدکی کے ایک گل کوٹ کے زمیندار کی بیٹی تہی جس سے دو بیٹے دیپ سنگہ و انوکہہ سنگہ جنہون نے بچپن ہی مین قضا کی پیدا ہوئے تھے۔ تیسری مرتبہ اوسنے مطابق دستور ہائے اپنے بہائی صاحب سنگہ کی بیوہ سے شادی کی تہی اور اوسکی اخیر زوجہ سردارنی جس کنور راجہ سنگہ کا لیکا ساکن موضع جہال کی دختر تہی جو ریاست پٹیالہ مین واقع ہے۔

پہاڑ سنگہ اور اوسکے بہائی صاحب سنگہ کے باہمی تنازعات

پہاڑ سنگہ کی سرداری کا ابتدائی زمانہ ہرگز پرامن نہ تہا اور جب کہ خود اوسکا خاندان اور اوسکا بہائی صاحب سنگہ نے اوس سے لڑائی و فساد کرکے اوسکو اسقدر تنگ کیا تہا کہ فساد سے فرو کرنیکے واسطے اوسکو انگریزی فوج کی امداد مانگنی پڑی تہی اور جب اپنا استدعا منظور نہوئی تب اگرچہ از روی ایک شرط کے بموجب شرائط حفاظت سرکار انگریزی یہہ امر محض خلاف ضابطہ تہا کہ ایک ریاست دوسری ریاست کے معاملات اندرونی مین دست اندازی کرے مگر چونکہ معاملہ مجبوری کا تہا لہذا سردار پہاڑ سنگہ کو ریاست جہیند کی امداد اسموقع پر قبول کرنی پڑی القصہ صاحب سنگہ کی وفات کے ساتہہ یہہ سب قضیہ و فساد بہی ختم ہوگیا اور اوس سردار کو بلا کہٹکے اپنی ریاست کی اصلاحون کے عمل مین لانے کی فرصت ملی البتہ حاکم کوٹ کپورا سے جو سرکار لاہور کی طرف سے متعین رہا کرتا تہا کبہی کبہی قضیہ و تکرار رہتا تہا

سردار پہاڑ سنگھ کی عمدہ خدمات بموقعہ جنگ ستلج

چونکہ کوٹ کپورا فریدکوٹ کے جنوب مین صرف چھہ سات میل کی تھی فاصلہ پر واقع ہے اور یہہ مقام مع اوسکے متعلقہ علاقہ کے خاندان فریدکوٹ کے بزرگون کے قبضہ مین تھا اسلئے ظاہر ہے کہ اگر یہہ علاقہ اوسکو ملجاتا تو کیسی خوشی ہوتی مگر آخر کار اس تمنائی دلی کے حصول کا موقع بھی آگیا اور پہاڑ سنگھ نے کمال دانائی اور دوراندیشی سے اوس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا چنانچہ جب ۱۸۴۵ء مین لاہور سے لڑائی شروع ہوگئی اور بہت سے سرداران اینہروی ستلج نے ناوفاداری یا مخالفت اختیار کی اس سردار نے اپنے تئین انگریزونکا طرفدار بنایا اور فوج کے لئے رسد اور بار برداری وغیرہ کے مہیا کرنے مین اپنے مقدور کے موافق کافی سعی کی اور فوج سرکاری کے لئے بہاسوس اور خبررسان بہم پہونچائے اگرچہ جنگ فیروز شہر سے ذرا پہلے اوس سے کسیقدر تذبذب وتزلزل ظہور مین آیا ہو مگر وہ وقت ایسا نازک تہا کہ اگر سرکار انگریزی کے کسی بہترین دوست اور خیرخواہ نے کسیقدر زیادہ از ضرورت احتیاط بہی اپنے بچاؤ کی خاطر کی ہو تو بلحاظ حالات وقت واجب تہا کہ اوسکو معذور تصور کیا جاتا مگر بعد جنگ مدکی کے جسکو انگریز اپنی فتح کہہ سکتے تھے نہ سکہہ اور اوسوقت انگریزون کی حالت پہلے سے بھی زیادہ نازک تھی وہ خیرخواہ رہا اور خدمات نمایان بجالایا۔

ان خدمات کا صلہ اور سردار پہاڑ سنگھ کا راجہ بنایا جانا

ان خدمات کے صلہ مین اوسکو نصف علاقہ ضبط شدہ راجہ نابھہ ۱۸۴۶ء مین دیا گیا اور اوسوقت اوسکے اس نصف حصہ کی جمع

پینتیس ہزار چھہ سو بارہ روپیہ سالانہ تھی علاوہ برین کوٹ کپورا کا موروثی علاقہ بھی مع خطاب راجگی اوسکو عطا کیا گیا اور بالعوض محصول سایر جو مہاراجہ کا اینہوں ستلج مین سے عموماً موقوف کرادیا گیا تھا راجہ پہاڑ سنگھ کے لئے گورنمنٹ سے دو ہزار روپیہ سالانہ بطور نقد مقرر ہوا اور چونکہ ریاست فریدکوٹ اور حکام انگریزی کے باہم ایک یہہ بھی قرارداد ٹھہر گیا تھا کہ علاقہ کوٹ کپورا کی معافیات در صورت عدم موجودگی وارثان اہل معافی بجای سرکار انگریزی راجہ کو پہونچا کرینگی اسلئے یہہ بھی قرار دیا گیا کہ اس رقم دو ہزار روپیہ مین سے بقدر جمع معافیات ضبط شدہ کے جو کچہہ از روی حساب واجب ہوگا مجرا و محسوب کیا جایا کریگا[1]۔

---

[1] تفصیل اس مجمل فقرہ کی یہہ ہے کہ جب ۱۸۴۷ء مین جنگ اول سکہان کے بعد کوٹ کپورا کا علاقہ لاہور سے ضبط کر کے فریدکوٹ کو دیا گیا اوس تحریر مین جو اس تملیک کے متعلق تہی یہہ لکہا گیا تہا کہ یہہ علاقہ باستثنای معافیداران کے انکو دیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت اصل مطلب اس استثنا کا صرف اسقدر تہا کہ اشخاص لائق معافیات کے حقوق محفوظ رہین اور راجہ صاحب اون کو بیدخل نکر سکین مگر ۱۸۴۹ء کی دوسری لڑائی کے بعد جبکہ ممالک پنجاب بزور شمشیر حکام گورنمنٹ انگریزی نے اپنی سلطنت ملکی کو اپنا اون حقوق کے باب مین جو ان ریاستون اور جاگیرداروں کے حقوق باہمی سے متعلق اور مفہوم ہوسکتے تہے ایک ایسا ڈہب قایم کرنا پسند کیا جس سے فواید گورنمنٹ کو ترقی اور تقدم حاصل ہوتی تہی تو اوسوقت اس لفظ استثنا کے مذکورہ بالا کے یہہ لفظی معنے پیدا کئے کہ جبکوئی ایسا معافیدار لاوارث مرجاتا ہے تو اوسکی معافی گورنمنٹ کی ضبطی مین آئیگی فریدکوٹ کو نہ ملیگی اور چونکہ ظاہر ہے کہ ایسی معافیات متفرق اور قلیل ہی ہوا کرتی ہین لہذا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ممدوح نے آخرکار یہہ بات قرار دیا کہ بحالت لاوارثی ایسی معافیوں کو فریدکوٹ ضبط توکرے مگر گورنمنٹ انگریزی کو گورنمنٹ ممدوح کے اس استحقاق کے عوض مین ایک رقم بطور نقدی ایک تعداد معین سے ادا کرتی رہے چنانچہ ترجمہ جلد دوئم کتاب عہدنامجات مولفہ جناب آنریبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر کے صفحہ (۳۴۲) پر جو فریدکوٹ کی سند مورخہ اکیسوین اپریل ۱۸۶۳ء درج ہے اوسکی دفعہ دوئم سے معلوم ہوتا ہے کہ چار ہزار دوسو انتیس روپیہ بابت استحقاق ضبطی معافیات مذکورہ گورنمنٹ نے سالانہ اپنا قرار دیا تہا اور منجملہ اوسکے دو ہزار روپیہ سالانہ بابت معافی چند معافی کا سایر مجرا دیکر خالص دو ہزار دوسو انتیس ۲۲۹ روپیہ اپنا قایم رکہا تہا ۱۲ مترجم

راجہ پہاڑ سنگہ کا انتقال ۱۸۴۹ء مین

راجہ پہاڑ سنگہ نے اپریل ۱۸۴۹ء مین بعمر پچاس سال وفات پائی اور اوسکی جگہہ اوسکا بیٹا وزیر سنگہ جسکی عمر اکیس[۲۱] برس کی تہی اور بجز اوسکے اور کوئی بیٹا اوسکا زندہ نہ تہا متمکن اور راجہ ہوا —

بیان خدمات راجہ وزیر سنگہ

اس نوجوان شخص نے ۱۸۴۹ء کے جنگ دویم سکہان مین سرکار انگریزی کی طرف ہوکر خدمت کی اور غدر ۱۸۵۷ء مین اوسنے بعض باغیون کو گرفتار کرکے حکام انگریزی کے حوالہ کیا نیز اوسنے اپنے آپکو اور اپنی فوج کو صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کے حکم کا تابع کر دیا اور ستلج کے گہاٹون پہ باغیون کی راہ مسدود کرنے کے لئے آدمی متعین کر دئے — اوسکی فوج نے جنرل وان کورٹلانیڈ کے زیر حکم سرسہ وغیرہ مین نام آوری کے ساتہہ کام دیا اور خود اوسنے کچہہ سوار اور دو[۲] توپین لیکر ایک باغی مسمی شام داس[۱] پہ حملہ کیا اور اوسکے گانو کو غارت کر دیا —

بیان صلہ خدمات

ایام غدر کی خدمات کے صلہ مین راجہ وزیر سنگہ کو خطاب برار بنس راجہ بہادر کا عطا ہوا اور بجائی سات پارچہ کے خلعت کے جو پہلے سے مقرر تہا گیارہ پارچہ کا خلعت مع گیارہ توپ کی سلامی کی مقرر ہوا اور دس سوارون کا سرکار انگریزی کی خدمت کے واسطے حاضر رکہنا جو سابق سے اونکے ذمہ مقرر تہا وہ بہی معاف کیا گیا اور گیارہوین مارچ ۱۸۶۲ء کو اختیار تبنیت ازروے سند مندرجہ حاشیہ دیا گیا

---

[۱] یہہ شخص ایک فقیر موضع ڈہڑسی کہانا پرگنہ جیتو علاقہ نابہہ کا رہنے والا تہا — محشی

راجہ وزیر سنگھ کا بیٹا اور ولی عہد بکرما سنگھ ہے جو جنوری سنہ ۱۸۴۲ء
مین پیدا ہوا تھا اور راجہ نار سنگھ والئے بلب گڈہ کی بیٹی سے اوسکی شادی
ہوئی ہے۔ راجہ وزیر سنگھ کی خود چار رانیان ہین اول اندر کنور دختر شام سنگھ
ساکن مانا مادر بکرما سنگھ دویم دختر لبا وا سنگھ رائے پوریہ سویم دختر
سردار گیا سنگھ ساکن لاہور اور چہارم بیوہ اوسکے بھائی انوکہ سنگھ کی جسکا
انتقال سنہ ۱۸۵۸ء مین ابعارضہ ہیضہ ہوگیا تھا۔ فقط

سند

مہر بنام ہز ہائنس راجہ وزیر سنگھ بہادر والئے فریدکوٹ

ہرگاہ کہ حضرت ملکہ معظمہ کی یہ خواہش ہے کہ وہ سب سرداران و روساء ہندوستان جو اپنی
اپنی قلمرو مین اسوقت حکمران ہین اونکی ریاستون اور حکومتون کو دوام حاصل ہو اور اونکے
خاندانون کا نام اور عزت برقرار رہے لہذا بہ تعمیل اس خواہش کے مین بذریعہ اس سند کے آپکو
اس وعدہ سے مطلع کرتا ہون کہ بصورت عدم موجودگی وارثان حقیقی کے آپکا اور آپکی ریاست کے
آیندہ فرمانرواؤن کا بموجب رسم شاستر اور رواج اپنی قوم کے کسی شخص کو جانشینی کے
واسطے متبنی کر لینا مسلم اور منظور کیا جائیگا — اور اسبات کا اطمینان رکھو کہ تاوقتیکہ آپکا
خاندان تاج برٹش سلطنت کا خیرخواہ رہیگا اور گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ جو عہدنامہ یا
سندات یا قول و قرار عمل مین آئے ہوئے ہین اونکی شرایط پر قایم و ثابت قدم رہیگا
کوئی چیز اس وعدہ مین جو آپکے ساتھ اس سند کے ذریعہ سے کیا گیا ہے خلل انداز نہوگی —

۱۱ مارچ

تاریخ ریاست کپورتہلہ

شہر کپورتہلہ کی بنا۔

یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ شہر کپورتہلہ کو جو جالندہر اور دریای بیاس کے مابین واقع ہی جیسلمیر کے ایک راجپوت مسمی رانا کپور نے آکر سلطان محمود غزنوی کے حملہ کے زمانہ یعنی گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین آباد کیا تہا لیکن اس روایت کی صحت بالکل مشتبہ ہی۔ غالباً آہلووالیونکی دار الریاست کے واسطے ایک مشہور و معروف بانی پیدا کرنے کی غرض سے رانا کپور کا نام اختراع کر لیا گیا ہے —

رانا کپور کا آہلووالیونکا ایک فرضی مورث اعلے ہونا۔

جب رانا کپور کا وجود ہی فرضی ہی تو آہلووالیونکا اوسکی اولاد مین ہونیکا دعوی بہی افسانہ سے کم نہین ہی جسطرح کہ مسلمانون مین ہر ایک ذی عزت خاندان سید ہونیکا دعوی کرتا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ جماعت اہل اسلام کا ایک جزو اعظم امام حسین علیہ السلام کی اولاد مین ہی اسیطرح جاٹون مین ہر ایک عروج یافتہ خاندان کو اوسوقت تک تسکین و طمانیت نہین ہوتی جب تک کہ بہاٹ اور میراثی لوگ اوسکے واسطے کوئی خالص راجپوت نسل کا مورث اعلے تلاش کر دین۔

ہندوستان کے نسبون کی عجیب و غریب صحت

ہندوستانیونکے نسبنامون کو غلط کہنا یا کسی شخص کے کسی خاص خاندان کے مورث اعلے ہونے مین کلام کرنا ایک دشوار امر ہے - کیونکہ ہندوستان مین جہان قبل از آمد اہل اسلام کوئی معتبر تاریخ نہ تہی جس سے حالات و واقعات معلوم ہوتے غیر مشہور خاندانون تک کے نسبنامے بہی زبانی روایتون کے ذریعہ سے جو نہایت احتیاط کے ساتہہ نسلاً بعد نسل چلی آئی ہین محفوظ رہے ہین - ہر ایک گانون مین میراثی یا بہاٹ ہر ایک مینڈا کا نام جسکو پاس کے گانون کی زمین زمانہ آبادی گانون سے رہی ہو جسکو سیکڑون برس کا عرصہ گذرا ہوتا ہی برزبان بتا سکتا ہی اور اس نسبنامہ کی صحت کا شاہد یہہ امر ہی

کہ گاتون کی زمینین آجکل دن اوسیقدر حصون مین منقسم موجود ہین جو اصل بانیان ریہہ کی اولاد
کے ازروی حساب ہوچکی ہین ۔

راجپوت راجاؤن کا طول طویل نسب نامہ ۔

کوہ ہمالہ مین راجپوتون کی قدیمی ریاستین مثل چمبہ و منڈی و سکیت موجود
ہین اور ان سب سے زیادہ ذی وقعت ریاست کوہ کانگڑہ مین کٹوچون کی ہی جسکو
گورکہون اور سکہون نے اتفاق کر کے مغلوب کر لیا تہا ان ریاستون کا نسب نامہ بلا انقطاع سلسلہ
چار سو ستر راجاؤن تک پہونچتا ہی ۔ اوس زمانہ کے پیشتر کے واقعات کی نسبت جسکو ہم تاریخی زمانہ
کہتے ہین صرف قیاس سے تحقیق کا کام لیا جانا امر ضروری ہے لیکن اس بات کے سمجہنے مین کچہہ دشواری
نہین ہی کہ ان طول و طویل نسب نامون مین جنکو آگے نہایت خاندانی امرا یورپ کے گہرانے طفل دیروزہ
معلوم ہوتے ہین کچہہ صداقت کا بہی ظہور رہی ۔ یہہ بے شور و شر کوہستانی علاقی جو دشوار گذار اور درون اور
برف و سردی کی وجہہ سے محفوظ تہے اون حملہ آور فوجون کی گذرگاہون سے دور تہے جو شمالی اور مغربی جانب
سے ہندوستان کے میدانون کو یکے بعد دیگری پامال کرتی رہی ہین ممکن ہی کہ ایسے مقامات مین ایک
امن پسند قوم کے لوگ جو نہ اسقدر اولوالعزم اور ذی حوصلہ تہے کہ اپنے ہمسایون سے قوت آزمائی کرتے
اور نہ اسقدر متمول تہے کہ دوسرون کو اونپر حملہ کرنیکی ترغیب و تحریص ہوتی ہزارہا سال تک امن و خاموشی
کے ساتہہ رہتے ہون اور ہو سکتا ہی کہ ایسے مقامات کے حکمران خاندان اوس زمانہ مین بہی قدامت کا دم بہرتے
ہون جبکہ حضرت موسی بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لیچلے تہے اور یونانی لوگ اپنے تیز رفتار جہازون کو
ٹرائی کی طرف بڑہا رہے تہے ۔[۵۱]

۵۱ شہر ٹرائی کو ملک شام کے مشہور شہر دمشق کے قرب و جوار کے صحرا نشین لوگون نے بحیرہ شام کے اوس کنارے جو ایشیائے کوچک کی

جاٹ سکھ عموماً نسل راجپوت سے ہین۔

ان وجوہات سے اگر ہندوستانی نسب ناموں کی صحت رئیسان خاندان کپور تھلہ کو رانا کپور کی اولاد مین ہونے کے دعوی کا مجاز کرتی ہو (گو اس دعوی کا ثبوت سجز اس بیان کے اور کچھہ نہین ہے) تو وہ (یعنی جاٹ) تو بلا حجت نسل راجپوت سے ہونیکا بالعموم دعوی کر سکتے ہین کیونکہ وہ روایتین جو پنجاب کے جملہ اقوام جاٹ مین اوپر سے چلی آئی ہین قریباً اونکی ہر ایک گوت کا نسل راجپوت مین ہونا ثابت کرتی ہین اور یہہ سب روائتین اس بارہ مین اسقدر متفق ہین کہ اوسکو روسے یہہ کہنا ناممکن ہے کہ اونمین صداقت کا ایک بہت بڑا جُزو موجود نہین ہے۔ یہہ بات قرین قیاس ہے کہ اصل مین جاٹون اور راجپوتون کا سلسلہ متحد ہو یعنی وہ ایک ہی مورث اعلی کی اولاد مین ہون۔ جبکہ آریا قوم نے شمال کی طرف سے مثل ایک سیلاب کے آکر ملک کو اصلی باشندون سے صاف کیا تہا اور خود ہندوستان مین سکن گزین ہو گئی تہی اور ہندوؤن نے وہ طریقہ تمدن قایم کیا جسکے نمونے کچہہ نہ کچہہ اب تک بہی باقی ہین اوس سے کئی سو برس بعد تین مرتبہ یا اس سے بہی زیادہ -

طرف سے ایک ایسی زمین پر جو بطور جزیرہ کے تہی اور جسکا دور ۱۹ میل تہا آباد کیا تہا پچاس ہاتہہ اونچی اور نہایت مضبوط دیوار جسکا محیط چار میل تہا اسکو گردی ہوئی تہی اور نہایت پر رونق اور نامی تجارت گاہ تہا جب پوڈ اکبر ملقب بہ پرائم جو ایک دفعہ یونانیون کے پاس قیدرہ چکا تہا اور بہت سا روپیہ دیکر چہوٹا تہا یہان کا بادشاہ ہوا تو اوسنے اپنے دشمن یونانیون کے پاس اپنے بیٹے پیرس کو صلح کرنے کے لئے بہیجا مگر پیرس نے یہہ نالایقی کی کہ بجائے صلح حاصل کرنے کے منی لاس بادشاہ سپارٹا کی جورو مسماۃ ہیلن کو اپنے ساتھہ بہگا لایا - اسپر یونانیون کو نہایت غصہ ہوا اور خیال کیا جاتا ہے کہ اب سے تین ہزار چہتہر برس پہلے یعنی ۳۰۶۵ سنہ ۱۸۴ قبل سید الانبیا حضرت عیسی علیہ السلام مین اونکی متفقہ سپاہ نے جو بقدر ایک لاکہہ کے تہی ایک ہزار ایک سو چہیاسی جہازون پر بیٹہکر ترائے پر حملہ کیا - ہومر یونان کا مشہور و معروف شاعر بیان کرتا ہے کہ اسوقت ترائے ایک نہایت مستحکم دار السلطنت تہا اور پچاس ہزار سپاہ اوسکی محافظت کرتی تہی - اسکا محاصرہ دس برس جاری رہا اور آخر کار یونانیون نے ایک فریب سے شہر مین داخل ہو کر باشندون کو قتل اور شہر کو جلا کر برباد کر دیا - ماخوذ از ناسخ التواریخ و تاریخ اقوام قدیم مصنفہ ذکاء الله خان صاحب - تخمینی

راجپوتونکا جنوب کی طرف سی پنجاب مین نقل مقام کرنا

راجپوتون نے جنوب سی شمال کی طرف نقل مقام کیا جسکی آثار ہنوز پنجاب مین موجود ہین - ان نقلابون مین اکثر راجپوتونے خاندان جاٹ سی بذریعہ شادی کے رشتہ اور قرابت پیدا کی جسسے اونکی شرافت نسبی مین نقص بیشک بٹہ لگ گیا مگر بعد کو بہت سے ذی ریاست خاندانونکے اصل مورث اعلیٰ ہونیکا شرف اونکو ہی حاصل ہوا لیکن بعض بعض نے اپنی راجپوتی نسل کو خالص رکہا اور اپنی ہی ذات برادری مین شادیان کین اور کاشتکاری کرنا بہی اپنی خلاف شان سمجہا اور بعض نے مسلمانونکے دور حکومت کے شروع مین (جبکہ سلاطین اسلام تلوار ہاتہہ مین لیکر جہاد کا وعظ کہا کرتے تہے اور زمانہ حال کی طرح یہہ کام ایسی کمینہ لوگون کا نہ تہا جو قمار بازیون اور عیاشیون مین مستہلک اور مستغرق رہا کرتے ہین) اپنا اصلی مذہب ایک ایسی ہی مذہب کے واسطی ترک کردیا جو اونکی جنگجو طبیعتون سے زیادہ مناسبت رکہتا تہا اور وہ لوگ اب مذہب کے مسلمان اور سیال و ٹوانہ و گہیبہ و جوہدرہ کے نام سی مشہور ہین اور پنجاب کے بعض خوش رو و وجیہ ترین اقوام اور عمدہ ترین سپاہیون مین سے ہین -

خاندان کپورتہلہ کا کلال قوم سی ہونا -

خاندان کپورتہلہ کی اصلیت گو کچہہ ہی کیون نہو اوسکا اول ذکر تاریخ مین اسطرح پر آیا ہی کہ وہ کلال[1] جاٹون کا ایک خاندان ہی جسکے سداو سنگہ آبادکنندہ موضع آہلو (جس بنا پر خاندان کپورتہلہ بلقب آہلووالیہ مشہور ہی) و مواضعات مالی ہلو سادہو و تور و چیک واقع نواح لاہور علاقہ رکہتا تہا - اس خاندان کے کلال بن جانے کی کہانی یون بیان کی گئی ہے کہ سداد اجو سداو سنگہ کا چہوٹا بہائی تہا کلال قوم کی ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا مگر اس لڑکی کے

[1] مصنف کی نزدیک لفظ کلال جاٹ سی غالباً یہہ مراد ہوگی کہ یہہ خاندان پہلی زمینداری پیشہ کے باعث گویا جاٹ تہا - مترجم

کے وارثون نے اوسکو ساتہہ اوسکی شادی کرنے سے انکار کیا اس صدمہ سے سداو سنگہ اسقدر بیمار ہوگیا کہ زیست کی توقع نرہی آخرکار لڑکی والی شادی کرنے پر راضی ہوگئی مگر یہہ شرط ٹھہرائی کہ سداو سنگہ کا خاندان کلال کے نام سے مشہور ہو چنانچہ یہہ شرط منظور ہوئی اور شادی عمل مین آئی اور خاندان آہلو والیہ اوسوقت سے برابر کلال کہلانے اور اوسی قوم مین نسبت وقرابت کرنے لگا - یہہ قصہ بالبداہت خلاف قیاس ہے اور بلاریب اون دلچسپ اور خالی از ضرر افسانون مین شمار کیا جاسکتا ہے جو ہر زمانہ مین اُن لوگون مین جاری رہی ہین جو دنیا کو یہہ فایدہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہین کہ ہم بہی ایک مورث اعلے رکہتے ہین لیکن راجگان کپورتہلہ کو اپنی شہرت ونیکنامی کے واسطے کسی ایسے افسانہ کی ضرورت نہین ہے کیونکہ خواہ یہہ بات بہی نہ ہوتی کہ اس خاندان کا اصل بانی سردار جسا سنگہ جیسا شخص ہے جو اپنے زمانہ مین افواج قوم خالصہ کا ایک نامور سردار اور ستلج کے شمال کے سکہہ سردارون مین سب سے زیادہ مشہور ومعروف تہا تب بہی بہادری ووفاداری اور بہ نسبت گورنمنٹ انگریزی خیر خواہی اور انتظام ملکی مین دانائی ورعایا پروری اور ایسی فیاضی وروشن دماغی جو تمام رؤساء ہندوستان کے واسطے فی نفسہ ایک نظیر ہو سکتی ہو یہہ سب اوصاف راجہ رندہیر سنگہ صاحب کپورتہلہ کے متوفی والی کی ذات مین ایسے جمع تہے جنہون نے اونکو کسی مورث اعلے کی ضرورت سے بالکل ہی مستغنی کردیا تہا -

سداو لاولد فوت ہوا مگر اوسکی بہائی سداو سنگہ[۵۱] کے چار بیٹے ہوے - گوپال سنگہ - ہیمو - سکندر -

[۵۱] کیفیت خاندان کپورتہلہ مرتبہ اہالیان ریاست موصوفہ مین جو ماخذ اس عبارت کا ہے سداو سنگہ کا بیٹا گوپال لکہا ہے - اور گوپال کے چار بیٹون کے نام بہ تفصیل ذیل ہین - جیا تا - دیوا سنگہ - ہیمون - سکندر - یہہ کتاب مجکو میرے عنایت فرمایان دلی لالہ ایسر داس صاحب ومنشی بہگوان داس صاحب اہلکاران ذی قدر ریاست موصوفہ کی مہربانی سے واسطے تصحیح اس ترجمہ کے حاصل ہوئی ہے - السید محمد حسین - ۱۲ -

چاپا کا۔ انمین سے چہوٹے بہائی چاپا کا نے لاہور مین سکونت اختیار کی جہان ایک بازار اوسکا بنوایا ہوا اب تک موجود ہے بڑے بہائی گوپال سنگہ اور اوسکی بیٹے دیوا سنگہ کا حال بہت کم معلوم ہے غالبًا ان لوگون نے کچہہ شہرت حاصل نہین کی شجرہ اس خاندان کا ذیل مین درج ہے۔
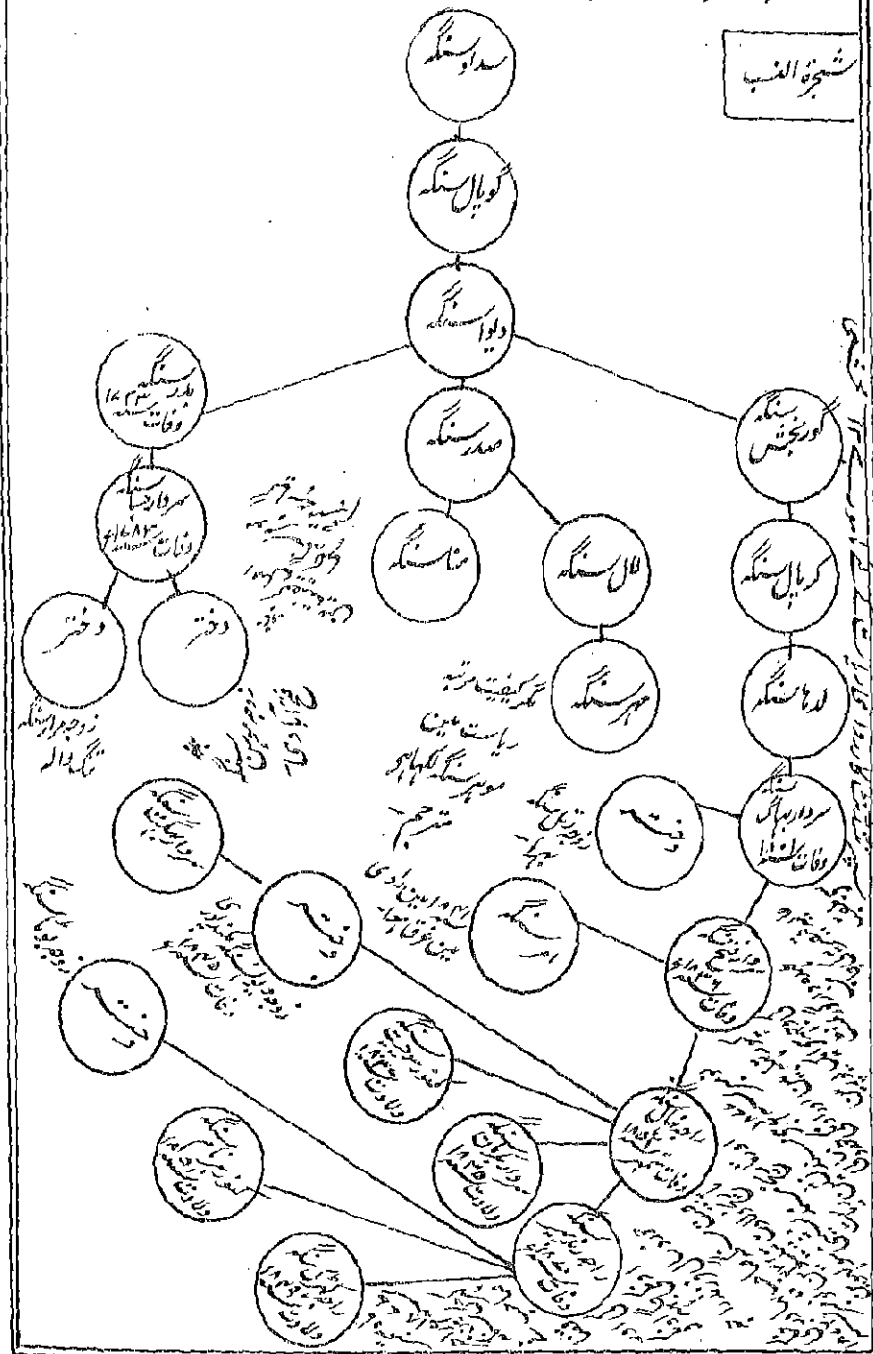
شجرۂ النسب

سداو سنگہ

گوپال سنگہ

دیوا سنگہ

صدر سنگہ

گوربخش سنگہ

منا سنگہ

لال سنگہ

کرپال سنگہ

مہر سنگہ

لدہا سنگہ

دختر

دختر

بدر سنگھ آہلووالیہ اور گورو صاحب کے وعدہ کا ذکر۔

دیوا سنگھ کے چھوٹے بھتیجے بدر سنگھ کی شادی باگھ سنگھ کی بہن کے ساتھ ہوئی تھی جو ضلع لاہور میں ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ مگر چند سال تک بدر سنگھ کی کوئی اولاد نہ ہوئی آخرکار گورو گوبند سنگھ صاحب سے دعا کی استدعا کی گورو صاحب نے اس شرط سے بیٹا بخشنے کا وعدہ کیا کہ اوسکو اونکا سکھ بنایا جاوے اس امر کو بدر سنگھ نے بخوشی منظور کیا۔ گورو صاحب کی دعا کا دفعتاً اثر نہیں ہوا مگر سنہ ۱۷۱۸ء میں جبکہ گورو صاحب کی وفات کو دس برس ہو چکے تھے اوسکا ظہور ہوا۔ یعنی بدر سنگھ کے ایک بیٹا جسکا نام جسا سنگھ رکھا گیا پیدا ہوا اس عرصہ میں بدر سنگھ کو اپنا وعدہ یاد نہ رہا تہا مگر اوسکی وفات کے بعد جبکہ جسا سنگھ کی عمر پانچ برس کی تھی اوسکی بیوہ کو یہہ خیال آیا کہ مبادا اوس وعدہ کی فراموشی کی ہی وجہہ ہمارے خاندان میں بدر سنگھ کی وفات کی یہہ مصیبت آئی ہو اور اسی نظر سے اپنے بیٹے کو لیکر دہلی کو روانہ ہوئی جہاں مائی سندری گورو صاحب کی بیوہ اوسوقت سکونت رکھتی تہیں۔ مائی صاحبہ نے اوسکی کما حقہ خاطر تواضع کی اور چند سال تک وہاں اقامت پذیر رہی اور مائی صاحبہ کی ہر طرح سے خدمت گزاری کرتی رہی جنکو ماں اور بیٹے دونوں سے کمال درجہ کی الفت و محبت ہو گئی۔

اوائل ایام جسا سنگھ

جب جسا سنگھ بارہ برس کا ہوا تو اوسکے ماموں باگھ سنگھ نے اوسکو بہ تقاضائے محبت پنجاب میں بلوا لیا۔ رخصت کے وقت مائی سندری صاحبہ نے جسا سنگھ کو بہت سی دعائیں دیکر اوسکی آیندہ عروج کی پیشین گوئی کی اور ایک چاندی کا عصا اوسکو دیکر یہہ کلمات فرمائے کہ تیرے اور تیری اولاد کے جلو میں عصا بردار چلا کرینگے۔ جب یہہ لوگ جالندھر میں پہونچے تو سردار کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ وہاں موجود تہا جسا سنگھ کی والدہ نے اپنے بیٹے کو اس سردار کی حفاظت میں

سپرد کر دیا[51]۔ اسکے بعد وہ موضع ہلو ساد ہو کو واپس گئے اور جسا سنگہ نے جو ایک ہوشیار لڑکا تہا اپنے ماموں باگہہ سنگہ کی طرف سے کاروبار کرنے کی لیاقت جلد بہم پہونچائی اور چار برس کے بعد اوسکا ماموں شاہی فوج کے مقابلہ مین بمقام ہریان مارا گیا۔

سردار جسا سنگہ کا خود سردار ہو جانا۔

اب جسا سنگہ نے جو بذات خود سردار ہو گیا تہا بہت جلد نہایت شہرت و ناموری حاصل کی بندا کی شکست اور قتل کے بعد (جو گورو گوبند سنگہ صاحب کا جانشین اور منتقم تہا) حکام وقت کی سخت اور شدید کارروائیوں سے سکہہ لوگ بالکل پامال ہو گئے تہے مگر عبد الصمد خان حاکم لاہور کی وفات اور نادر شاہ کے حملہ کے بعد جو ۱۷۳۹ء مین واقع ہوا تہا یہہ لوگ پہر سنبہلنے لگے۔ نادر شاہ کے آنے پر جسا سنگہ نے اپنے گانو کو چہوڑ دیا اور معہ بہت سے سکہہ سرداروں کے ملکتسر واقع ضلع فیروزپور مین پناہ گزین ہوا یہہ وہ مقام ہے جہان گورو گوبند سنگہ صاحب اخیر لڑائی لڑے تہے اور شکست پائی تہی اور اسی وجہہ سے سکہہ لوگ اوس مقام کو متبرک سمجہتے ہین نادر شاہ کے پنجاب سے چلے جانیکے بعد جسا سنگہ اپنے گانون کو واپس آیا اور دریاے راوی کے کنارے پر قلعہ ڈلیوال بنا کیا اور اوسکو اپنا صدر مقام بنایا اور اوسنے مصلحتاً سردار فیض اللہ پوریہ سے جسکا علاقہ بیاس کے جنوب مین واقع تہا دوستی قایم رکہی اور اکثر مہمون مین اوسکا شریک ہوتا رہا

جسا سنگہ کا جنگ و جدال مسلمان حاکمون کے ساتہہ

۱۷۴۳ء مین جبکہ ذکریا خان پسر عبد الصمد خان جو نواب خان یا خان بہادر[52] کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے لاہور کا صوبہ دار تہا جسا سنگہ نے ایک جمعیت کثیر

---

[51] جسا سنگہ کے دہلی جانے اور ماتا سندری صاحبہ کی الفت و شفقت کی حکایت خاندان آہلووالیہ مین مشہور ہے گو اوسکی صداقت ہر طرح سے معرض اشتباہ مین ہے ۔ مصنف

[52] صحیح نواب خان بہادر خان ہے ۔ مترجم

سواروں کی ہمراہ لیکر دیوان لکہپت رائے پر جو امین آباد[51] سے لاہور کو خزانہ پہونچانے
کے واسطے جاتا تہا حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے کل مال و متاع لوٹ لیا یہہ جسارت ایسی تہی کہ
جسکو مسلمان حاکم برداشت کرسکتے اسلئے آدینہ بیگ خان جو بعد کو دوابہ جالندہر کا عامل ہوا
سکہوں کے مقابلہ کے واسطے مامور ہوا اور اوسنے بڑی خونریزی کے ساتہہ اونکو شکست دی جو سکہہ
اس لڑائی مین گرفتار ہوئی تہے وہ لاہور مین اوس مقام پر قتل کئے گئے تہے جو اب بنام شہید گنج[52] مشہور ہے۔

اور اوسکی فتوحات ستلج کے پار۔

اس موقع پر جسا سنگہ ستلج کی طرف بہاگ گیا اور مواضعات مکہو و ملانوالہ
و بگو کے دہنجروال و دیگر دیہات پر جو یہہ سب ڈوگر لوگون کی بستیان تہین
قبضہ کر لیا یہان پر بہی اوسکی تعاقب مین ایک فوج زیر حکم لکہپی رائے جو عبد الصمد خان کے
اہلکارون مین سے تہا پہونچی اور جسا سنگہ اور اوسکے رفقا یعنی ہری سنگہ و جہنڈا سنگہ و گنڈا سنگہ
نے پہر شکست کہائی اور ستلج کے شمال کی جانب پہاڑ مین جسا سنگہ کو پناہ لینی پڑی یہہ
سنہ ۱۷۴۵ء کا واقعہ ہے یعنی جس سال مین کہ ذکریا خان نے وفات پائی تہی اور صوبہ داری کے واسطے
اوسکے بیٹون یحیی خان[53] اور شاہ نواز خان کے باہم ایک طول و طویل تنازعہ ہوا تہا جسمین کہ شاہ
نواز خان کو جو یحیی خان سے چہوٹا تہا صوبہ داری حاصل ہوگئی تہی۔

جسا سنگہ کی مہم قصور پر اور احمد شاہ درانی کا پنجاب پر حملہ آور ہونا

سنہ ۱۷۴۶ء کے موسم سرما مین جسا سنگہ نے معہ اور سرداروں کے ضلع قصور کی طرف

---

۵۱ پرانا اور صحیح نام امین آباد ہے مترجم

۵۲ یہہ مقام اب اکالیون کے تحت مین ہے یہان پر گرنتہہ صاحب پڑہا جاتا ہے اور کچہہ خیرات بہی دیجاتی ہے اور گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے تہوڑی سی جاید اد بطور وقف معاف ہے۔ مصنف

۵۳ یحیی خان نے اپنے باپ ذکریا خان کی طرف سے کچہہ عرصہ تک صوبہ داری کا کام کیا تہا لیکن یہہ نہین ثابت ہوتا جیسا کہ اکثر بیان کیا گیا ہے کہ وہ خود کبہی صوبہ دار رہا ہو۔ دیکہو تاریخ پنجاب مصنفہ کننگہم صاحب و تاریخ کپتان مرے صاحب صفحہ ۹۹ و ۴۔ مصنف

غزنیت کی اور بےخبری مین حملہ کرکے قریب تہا کہ اوس شہر پر قبضہ کرے مگر اوس مقام کے استحکام کی وجہہ سے کامیاب نہو سکا تہوڑے دنون کے بعد اوسنے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو کہ جسکو شاہ نوازخان نے ہندوستان مین بلایا تہا سرداران ہنگی و کہنیا و رامگڈہیا اور اپنے پرانے دشمن آدینہ بیگ خان کے ساتہہ اتفاق کیا اس زمانہ مین سکہون کی وو دل ''اکچہہ باقاعدہ فوج نہ تہی اور گو اونہون نے احمد شاہ کو باثنای سفر اپنی قزاقیون سے بہت تنگ کیا اور پنجاب کے قریب اوسکی فوج کا کچہہ اسباب بہی لوٹ لیا مگر جب سرہند کے قریب اونہون نے اوس سے طاقت آزمائی کا ارادہ کیا تو بہت نقصان کے ساتہہ شکست کہائی۔

میر منو صوبہ دار لاہور کے ساتہہ جنگ و جدال۔

احمد شاہ درانی کے چلے جانے کے بعد میر معین الملک صوبہ دار لاہور معروف بہ میر منو اور اوسکے نائب راجہ کوڑا مل کے ساتہہ جسکو سپرد اضلاع ہوشیارپور و سیالکوٹ تہے جسا سنگہ لڑتا بہڑتا رہا اور آدینہ بیگ خان سے بہی جو سکہون کے ساتہہ ہمیشہ سازشین کیا کرتا تہا اور کبہی اونکا دوست بنجاتا تہا اور کبہی دشمن جسا سنگہ نے ہوشیارپور کے قریب حملہ کیا مگر کوئی جنگ فیصل نہوئی بعد ازان اہلو والیہ سردار نے صلابت خان فوجدار امرتسر پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے اوسکے ضلع کے ایک بڑے حصہ پر تصرف کر لیا۔

جسا سنگہ کا کوڑا مل کو ملتان کے قبضہ مین مدد دینا۔

سنہ ۱۷۴۹ء مین جسا سنگہ کو جسکی بہادری و لیاقت کی بڑی شہرت اور ناموری ہوگئی تہی کوڑا مل نے بدین نظر بلایا کہ شاہ نوازخان صوبہ دار سابق لاہور اخراج مین جسکو احمد شاہ نے صوبہ دار ملتان مقرر کر دیا تہا مدد دے چونکہ میر منو پنجاب مین کسی اپنے ہمسر و ہمرتبہ کا رہنا نہین چاہتا تہا اسواسطے وہ بہی صوبہ داری ملتان کی نسبت کوڑا مل کے دعوی کی حمایت کرتا تہا

جب کوڑا مل کو جو خود بہی بڑا جری وہوشیار شخص تہا اس قسم کی مددین مل گئین تو اوسنے اپنے دشمن کو ایسی شکست دی کہ وہ معرکہ جنگ مین ہی مارا گیا اور کوڑا مل نے جسا سنگہ کو جس سے معتدبہ امداد اوسکو ملی تہی غنیمت کا ایک حصہ اور اعزازی خطاب[۵۱] دیکر رخصت کیا-

آدینہ بیگ خان کا جسا سنگہ اور اوسکے معاونوں کو شکست دینا

احمد شاہ درّانی کے تیسری حملے کے بعد آدینہ بیگ خان نے جسکا اقتدار آجکل جلد جلد گہٹتا جاتا تہا پہلی سی قوت کے پہر حاصل کرنیکا ارادہ کیا چنانچہ اوسنے جسا سنگہ و جی سنگہ و خوشحال سنگہ سرداران رامگڈہیہ کو ترغیب دیکر اپنے ساتہہ متفق کر لیا اور بمقام ماکہووال سرداران آہلووالیہ و کنہیا و سوکرچکیا کے وو دلون اا سے مقابلہ کرکے شکست فاش دی جملہ سرداران رامگڈہیہ مین صرف تارا سنگہ نے ہی اس معرکہ مین سکہون کا ساتہہ دیا تہا مگر چند سال کے بعد جسا سنگہ آہلووالیہ نے رامگڈہیون کی اس بیوفائی کا سخت انتقام لیا-

لاہور کے مسلمان حاکمون کے ساتہہ متواتر لڑائیان واقع ۱۷۵۳ء

اگلے سال یعنی ۱۷۵۳ء مین جسا سنگہ نے عزیز خان سپہ سالار فوج لاہور کو شکست دیکر راہی جگراؤن و کوٹ کو تاخت و تاراج کیا اور کوہستانی راجاؤن کے زرخراج کو جو لاہور پہنچنے کے لئے جمع کیا گیا تہا بمقام نادون لوٹ لیا اس سال اور نیز اگلے سال مین وہ آدینہ بیگ خان سے مقابلہ پر مقابلہ کرتا رہا اور کبہی فتح اور کبہی شکست پاتا رہا لیکن نومبر ۱۷۵۵ء مین اوسنے بمقام کہڈور ایک فتح نمایان حاصل کی اور آدینہ بیگ خان نے فتح آباد جو دریای بیاس پر واقع ہے لے لیا اسکے بعد اوسنے امید خان خواجہ سرا پر جسکو دربار لاہور مین بہت کچہہ رسوخ حاصل تہا حملہ کیا اور اوسکو قتل کر ڈالا اور پہر عزیز بیگ خان کو جسکو آدینہ بیگ خان نے

۵۱ کیفیت خاندان کپورتہلہ مین جو غالباً خاندان مضامین ظاہر ہوئی لکہا ہے - کہ لیبا او من حسن سلوک کو جو دیوان کوڑا مل نے سردار جسا سنگہ سے کیا سردار جسا سنگہ نے بجای لفظ کوڑا مل جو معنی تلخ کو ہے اپنے محاورات مین سکو مٹہا سنگہ یعنی شیرین کہنا شروع کردیا تہا یہی امر قرین قیاس ہے اور شاید کسی ترجمہ کرانیوالے کی غلطی

نے اوسکو مقابلہ کے واسطے بہیجا تہا دوبارہ شکست دی ان ترکون کے اوٹہانے کے بعد آدینہ بیگ خان نے یہہ سمجھکر کہ ایسے زبردست سردار کی دوستی بہ نسبت دشمنی کے بہتر ہے اوس سے صلح کرلی۔

سربلند خان حاکم جالندہر کا شکست پانا سنہ ۱۷۵۶ء

اور سنہ ۱۷۵۶ء میں ان دونون نے اتفاق کرکے سربلند خان کو جو احمد شاہ کے سردارون مین سے ایک افغان سردار تہا اور جسکو شاہ موصوف جالندہر کی حکومت پر مامور کر گیا تہا شکست دی اور اوس شہر پر قبضہ کرلیا۔

آدینہ بیگ خان کا مرہٹون سے استمداد کرنا۔

آدینہ بیگ خان کو اپنے نئے دوستون کی طرف سے زیادہ طمانیت نہ تہی اور اوسکو اس بات کا بہی یقین نہ تہا کہ وہ احمد شاہ درانی کے سالانہ حملون کے روکنے مین کافی مدد دینے کی استطاعت رکہتے ہین قطع نظر اس سے کہ وہ مدد دینا چاہین یا نہ چاہین اس خیال سے اوسنے ملہار راؤ ورگہو راؤ دونا مور سرداران مرہٹہ کو اپنی مدد کے واسطے طلب کیا ان لوگون نے جو لوٹ مار کے واسطے ہمیشہ ہی آمادہ رہتے تھے ایک لشکر عبرار کے ساتھ پنجاب کی طرف کوچ کیا اور آدینہ بیگ خان اور سکھ لوگ ان سے ملے۔

شہزادہ تیمور شاہ کا پنجاب سے فرار کرنا۔

انکی آمد سے ڈرکر شہزادہ تیمور شاہ اور اوسکے وزیر جہان خان نے افغانستان کی راہ لی اور ایک ایسا انقلاب ہوا کہ احمد شاہ کی فتوحات گویا ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتی ہین مگر شاہ مذکور نے کمال مستعدی کے ساتھ بہت جلد ایک نئی فوج مرتب کی۔

احمد شاہ کا پانچواں حملہ۔

اور سنہ ۱۷۵۹ء کے موسم سرما مین پانچوین دفعہ ہندوستان کی طرف عزیمت کی اور پنجاب مین احمد شاہ کا کوئی سد راہ نہوا لاہور کے نئے حکام فرار ہوگئے اور

آدینہ بیگخان جو اوسکے دشمنون مین سب سے زیادہ لیاقت رکھتا تھا وہ بھی ابھی راہی ملک بقا ہوچکا تھا اور سکھون اور مرہٹون کے باہم بہت ہی کم میل جول اور ہمدردی تھی احمد شاہ سوا برس کے قریب ہندوستان مین رہا۔

فتح پانی پت جنوری ۱۷۶۱ء۔

اور بعد فتح پانی پت جس مین مرہٹونکو شکست فاش نصیب ہوئی وہ کابل کو واپس گیا اور لاہور مین عبید خان۔ نواح مالیرکوٹلہ مین بہیکہن خان۔ اور سرہند مین زین خان کو حاکم مقرر کر گیا۔

جساسنگہ کی فتوحات

سنہ ۱۷۶۱ء مین جبکہ احمد شاہ نواح دہلی مین مرہٹون کی لڑائی مین مصروف تھا جساسنگہ اور دیگر سکہہ لوگ بھی بیکار بیٹھے ہوئے نہ تھے چنانچہ اوس نے عارضی طور پر سر انداز سے جنڈیالہ چھین لیا اور اول سرہند اور پھر دیال پور کو جو کہ جاسنگہ کے پاس تھا تاخت و تاراج کیا اور اوسمین سے نصف حصہ کرتارپور کے سوڈہیونکو دیدیا بعد اسکے اوس نے ضلع فیروزپور کی طرف توجہ کی اور ڈوگرون[۵۱] کے علاقہ ملان والہ اور نیپالون[۵۲] کے علاقہ مکھو پر قبضہ کرکے ہر دو مقامات مذکورہ بالا مین قلعے تعمیر کرائے اور تا جنگ ستلج یہہ دونون علاقے سردار آہلووالیہ کے قبضہ مین تہے مگر جنگ مذکور کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے اونکو ضبط کر لیا بعد ازان اوسنے مذکورہ بالا دیہات کے متصلہ علاقہ پر حملہ کرکے کوٹ عیسیٰ خان کو قادر بخش خان

---

[۵۱] ڈوگر ایک قوم ہے جو مویشی پالا کرتی ہے یہہ لوگ نواح قصور و فیروزپور مین اور دریاے ستلج کے جنوبی کنارے پر آباد ہین اب وہ مسلمان ہین مگر از روے نسب کے چوہان راجپوت خیال کیے جاتے ہین جو کسی زمانہ مین دہلی سے آکر آباد ہوئے تھے۔ ۱۲ مصنف

[۵۲] نیپال ایک قوم کا نام ہے جو ضلع فیروزپور مین آباد ہے یہہ لوگ بڑے چور اور بدمعاش ہوتے ہین اور بہٹیون کی قوم سے ہین جنکا نسب راجپوتون سے ملتا ہے ۱۲ مصنف

سے چہین لیا لیکن چند دیہات اوسکو لیہی چہوڑ دیے اوسی سال جون کے مہینے مین جسا سنگہ نے ہوشیارپور[1] و پہرورک و نراین گڈھ واقع ضلع انبالہ پر قبضہ کرلیا اور رائے ابراہیم جاگیردار کپورتہلہ سے خراج وصول کیا پہر لاہور کی جنوب کی جانب باگ موڑکر جہنگ تک جا پہونچا مگر وہان کا حاکم عنایت اللہ خان سنبہال لیا کر ورنہ تہا کہ کسی غنیم کا قابو اوس پر چل جاتا۔

احمد شاہ کا پنجاب سے چلا جانا سنہ ۱۷۶۱ع مین —

فبروری سنہ ۱۷۶۱ع مین احمد شاہ پنجاب سے چلا گیا اور سکہون نے اپنی کہوئی ہوئی طاقت سے بہی بڑہکر قوت تازہ پہر بہت جلد حاصل کرلی کیونکہ بسبب منتشر ہوجانے شیرازہ انتظام سلطنت دہلی کے اس سلطنت مین تو کچہہ دم ہی نہین رہا تہا اور کابل اسقدر دور تہا کہ اوس طرف سے بہی کسی قسم کا اندیشہ بہت ہی کم تہا پس ادہر تو جسا سنگہ نے باتفاق سرداران خاندان پہول و سرداران فیض اللہ پوریہ وغیرہ کے پہر سرہند پر یورش کی اور عبید خان حاکم لاہور کو بسبب ناکامیابی اوس مہم کی جو اوسنے چہڑت سنگہ سے کر چکیا جد مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مقابلہ مین (گوجرانوالے) پر کی تہی اور جسمین اوسکو اپنی سب توپین اور اسباب کہوکر وہان سے مراجعت کرنی پڑی مجبور ہوکر شہر لاہور کے اندر محصور ہونا پڑا۔

سنہ ۱۷۶۱ع مین جسا سنگہ کا رتبہ سکہون مین کیا تہا

سنہ ۱۷۶۱ع مین جسا سنگہ ستلج کے شمال کے سکہون مین بیشک سرگروہ اور اعلی پیشرو

---

[1] سنہ ۱۷۶۰ع مین پہرورک و نراین گڈھ دونون میر محمد اکبر رئیس کوٹاہہ کے پاس تہے شاہی فوج کی آمد پر مرزا سنگہ نایب میر محمد اکبر نے خوف کے مارے نراین گڈھ چہوڑ دیا اور راجہ پٹیالہ نے اوسپر قبضہ کرکے جسا سنگہ کے حوالہ کردیا جس نے مرزا سنگہ کو اپنی طرف سے پہر وہان کی حکومت پر مقرر کردیا جب احمد شاہ نے پہر جنوب کی طرف عزیمت کی مرزا سنگہ دوبارہ نراین گڈھ سے بہاگ گیا اور یہہ مقام منجلا سا کے راجپوتون کے ہاتہہ آگیا اور پہر راجہ ناہن نے اوسپر قبضہ کرلیا اور آہلو والیہ سردار نے سنہ ۱۸۰۵ع مین پہر اس علاقہ پر اگرچہ اپنا قبضہ قایم کیا مگر اوس وقت محض نصف پر قبضہ ہوا تہا اور بقیہ سنہ ۱۸۲۳ع مین ہاتہہ آیا تہا۔ چنانچہ علاقہ پہرورک جنگ اول سکہان تک سرداران آہلو والیہ کی جاگیر مین رہا گو ونکا قبضہ مشتبہ تہا اور اکثر معرض نزاع مین رہتا تہا۔ مصنف

تہا اور اون سرداروں میں بہی جو دریاے مذکور کے جنوب میں تہے کسی کا حکم نہ تہا سکہوں میں

یہہ اول شخص ہے جسکی نسبت سکہ کا جاری کرنا بیان کیا جاتا ہے جس پر یہہ شعر منقش تہا -

سکہوں کا سب سے پہلا سکہ -

سکہ زد در جہان بفضل اکال[۵۱] + ملک احمد گرفت جسا کلال +

اگرچہ اسمیں کچہہ شک نہیں ہے کہ اوس نے قوم سکہہ کو فوجی قاعدہ پر مرتب کرنے

میں بہت کچہہ کوشش کی تہی - مگر شعر مذکورہ بالا کا جو اصل مدعا ہے وہ ایک امر مشتبہ

بہی بڑہکر مشتبہ ہے کیونکہ جسا سنگہ کو جو کسی قدر معتد بہ اقتدار سوا اپنی خاص مثل کے اور

سکہوں پر حاصل ہوا تہا وہ محض اوسوقت ہوا تہا جبکہ ۱۷۵۲ع میں

سردار کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ

سردار کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ کا انتقال ہوا اور نہ جب تک کپور سنگہ زندہ

رہا اول درجہ کا سردار سکہوں میں صرف وہ ہی خیال کیا جاتا تہا اور درحقیقی

اسی شخص نے دو دلہا ہی خالصہ دا کو مرتب کیا تہا گو جسا سنگہ نے خواہ مخواہ اور زبردستی

اپنے استحقاق سے زیادہ شہرت پائی ہو - کپور سنگہ نے ہی مرتے وقت جسا سنگہ کو گورو

دسوین بادشاہ (گوبند سنگہ صاحب) کا گرز[۵۲] آہنی حوالہ کیا تہا اور ازروے اس عمل کے گویا

---

۵۱ کننگہم صاحب نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۱۰۱ میں لفظ اکال کی جگہ خالصہ لکہا ہے مگر اکال ہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ لفظ کلال کا جو دوسرے مصرعہ میں ہے قافیہ ہے - یہہ سکہ ۱۷۵۷ع سے پہلے نہیں جاری ہوا تہا ۱۷۵۸ و ۱۷۵۹ع میں جاری ہوا تہا یہا کننگہم صاحب کا بیان ہے اور اسمیں بہی بہت شبہہ ہے کہ آیا یہہ سکہ کبہی کثرت کے ساتہہ بنایا گیا تہا - راجہ صاحب کپورتہلہ کے پاس کوئی سکہ اس قسم کا موجود نہیں ہے اور نہ میں کسی اور شخص کو جانتا ہوں جسنے اس سکہ کو دیکہا ہو - تاریخ پنجاب مصنفہ گنیش داس میں مذکور ہے کہ یہہ سکہ سکہوں نے نہیں بنایا تہا بلکہ ۱۷۶۴ع میں لاہور جاری ہونے مشہور ہوا - نانک شاہی روپیہ کے قاضیوں اور ملانوں نے بدین غرض کہ احمد شاہ کو سکہوں سے ناراض کریں خود ہی اکیس روپیوں پر یہہ سکہ منقش کرکے کابل کو شاہ کے پاس بہیجا تہا اور اونکا مدعا بہی حاصل ہو گیا تہا یعنی احمد شاہ دو ایک شعر ایکش دو کلال ا اکی اس حرکت پر کہ اوسنے درو ملک احمد گرفت ا یعنی اوسکو ملک کے لینے کا گستاخانہ ادعا کیا تہا بہت پیچ و تاب میں آیا تہا - مصنف - ۵۲ یہہ گرز امرتسر میں بمقام اکال بنگا اب بہی موجود ہے - مصنف

کہ اوسکو اپنے تمام رتبہ و اقتدار کا وارث قرار دیا تہا جسکو جساسنگہ نے اپنی لیاقت اور بہادری سے اور بہی زیادہ ترقی دی ؎

احمدشاہ کی واپسی ہندوستان کو۔

گوجرانوالہ پرسے عبید خان کو پسپا کرنے مین بہنگیون اور سوکرچکیون کی امداد کرنے کے بعد جساسنگہ دریاے ستلج کو عبور کرکے جمنا کے جنوب مین شکارپور۔ محمدپور۔ اور رامپور تک تاخت و تاراج کرتا ہوا پہونچ گیا تہا کہ اتنے مین اوسکو اس خبر کے سننے سے واپس پہرنا پڑا کہ احمدشاہ لشکرکثیر کے ساتہہ پہر آگیا ہے اور ملتان اور لاہور پر بلامزاحمت پہر قبضہ کرلیا ہے یہہ خبر سنکر سب مثلین جمع ہوئین اور اول جنڈیالہ مین مقابلہ کرنے کی تجویز ہوئی مگر افغانون کے جلد تر بڑہ آنے سے سکہون مین ایک تہلکہ پڑگیا اور یہہ لوگ بہاگ کر ستلج کے

سکہون کی شکست فاش بمقام برنالہ سنہ ۱۷۶۲ع[51]

اوس پار برنالہ کی طرف چلے گئے لیکن دسوین فبروری سنہ ۱۷۶۲ع کو افغانون نے دہاوا کرکے اونکو جالیا اور شکست فاش دی جسمین ہزارون سکہہ مقتول و مجروح ہوئے یہہ لڑائی وڈ گہلوگہارہ[51] یعنی سخت خونریز شکست کے نام سے مشہور ہے اور سکہون کے لئے یہہ ایک ایسا صدمہ تہا جو اونہون نے کبہی اس سے پہلے نہین دیکہا تہا۔ بعد اس فتح کے احمدشاہ دس مہینہ تک لاہور مین مقیم اور اس صوبہ کے نظم و نسق کے انتظامات مین مصروف رہا۔ ایک فوج کشی اوسنے جساسنگہ پر بہی کی جو بہولکیون اور نشانون والے سکہون کے اتفاق سے

[51] گہلوگہارہ کی لڑائی اور شکست سکہان بمقام موضع کوپ رہیڑہ جو لودہیانہ سے قریب بائیس میل جنوب کیطرف واقع ہے ہوئی تہی بمقام برنالہ نہین ہوئی تہی نہ برنالہ دریاے ستلج کے اسقدر قریب ہے مگر چونکہ برنالہ پر احمدشاہ کی سپاہ کا صرف ایک دستہ گیا تہا لیکن وہان کچہہ ایسی خونریزی نہین ہوئی تہی۔ مترجم

علاقہ سرہند کو تاخت و تاراج کر رہا اور احمد شاہ کے دخل کو وہان سے اوٹھا رہا تہا - سکھون کو یہان بہی ایک کامل شکست ملی اور اونکو دل منتشر ہوگئے اور جسا سنگہ معہ دیگر سردارون کے کوہستان کانگڑہ مین پناہ گزین ہوا - احمد شاہ نے اب زین خان کو سرہند - سعادت خان کو جالندہر - سربلند خان کو کشمیر اور کابلی مل کو لاہور کی حکومت پر مقرر کیا اور خود کابل کو چلا گیا -

جسا سنگہ کا راجہ آلا سنگہ والی پٹیالہ کو سکھون کی ناراضگی سے بچانا

جب اس خوفناک غنیم سے نجات ہوئی تو سکھون نے آلا سنگہ رئیس پٹیالہ کی طرف متوجہ ہونا چاہا جسکو اس سنہ کے شروع مین دل افغانون نے مقید کر لیا تہا مگر پہر احمد شاہ اوسکی بعض باتون سے اسقدر خوش ہوگیا تہا کہ اوسکو خطاب راجگی[۵۸] و تحایف گران بہا دیکر چہوڑ دیا تہا - اس معاملہ مین جسا سنگہ کے رسوخ و اقتدار کی وجہہ کوئی کہلم کہلا نزاع ہونے نہ پایا کیونکہ اوسنے اپنے متعصب ہم مذہبون کو یہہ سمجہا دیا کہ آلا سنگہ نے پہر وہ خطاب اپنی مرضی اور خوشی سے نہین بلکہ مجبوری قبول کیا ہے خطاب راجگی اوسوقت تک سکھون مین رائج نہین ہوا تہا بڑے سے بڑے رئیس کو صرف سردار کہا کرتے تہے یہہ بات صحیح ہے کہ جسا سنگہ اپنے ہان وہ سلطان القوم کا مشہور تہا مگر اس لقب کو قوم سکھہ نے تسلیم نہین کیا تہا اور اوسکی اولاد کے اس بیان کا کہ وہ بالعموم بادشاہ کہلاتا تہا کوئی ثبوت نہین ہے -

سکھون کا انتقام کیلئے آمادہ ہونا -

اب سکھون نے اون افغانی فوجون پر حملہ کرنیکی تیاریان کین جنکو احمد شاہ پنجاب کے

[۵۸] یہہ صحیح نہین ہے کیونکہ خطاب راجگی مہاراج آلا سنگہ کو اوسوقت دیا تہا جبکہ زین خان صوبہ دار سرہند کے مارے جانے کے بعد احمد شاہ ہندوستان مین آیا تہا (دیکہو حاشیہ صفحہ ۲۵ تاریخ پٹیالہ) ۱۲ المحشی

خاص خاص مقامات مین چہوڑ گیا تہا لیکن سب سے پہلے اونہون نے قصور[51] پر قوت آزمائی
کرنے کا قصد کیا جو ایک مستحکم قصبہ اور متمول پٹہانون کی بستی تہی اور سکہون کا اوسپر مدت
سے دانت تہا اور تین چار مرتبہ اوسپر حملہ کر بہی چکے تہے مگر بہت کامیابی حاصل نہین ہوئی
تہی لیکن اب اونہون نے جمعیت کثیر کے ساتہہ باقاعدہ چڑہائی کا ارادہ کیا اس چڑہائی مین
جیا سنگہ اہلووالیہ و ہری سنگہ و جہنڈا سنگہ اور گنڈا سنگہ سرداران بہنگی اور جی سنگہ
کنہیا اور جیا سنگہ رامگڈہیہ اور اور بہت سے سرداران ادہر و اودہر کے ستلج شریک تہے

قصور کا غارت کرنا

القصہ قصور کا محاصرہ ہوا - اگر افغان پٹہانون کا سردار از راہ نادانی
بے محابا قلعہ سے نکل کر سکہون کی فوج پر حملہ نکرتا تو شہر کا فتح ہونا مشکل تہا - افغان
کو نقصان کثیر کے ساتہہ مغلوب ہوکر اولٹے پاؤن پہرنا پڑا اور اس معرکہ مین کمال الدین خان
و حسن خان دو نامی پٹہان سردار مقتول ہوئے اور سکہون کی فوج منہزم کے ساتہہ ہی ساتہہ
شہر مین داخل ہوکر اوسکو دل کہولکر لوٹا اگرچہ قلعہ چند روز تک اور لڑتا رہا لیکن آخرکار[52]
وہ بہی فتح ہوگیا اور کل علاقہ قصور سرداران بہنگی کو دیا گیا جنکے قبضہ مین وہ سنہ ۱۷۹۴ع تک رہا -

سرہند کی چڑہائی اور صوبہ دار شاہی کی شکست اور اوسکا مارا جانا

اسکے بعد سرہند پر چڑہائی کی تیاریان کی گئین جو انبالہ اور لودہانہ کے وسط
مین واقع ہے اور گو وہ دو مرتبہ لُٹ چکا تہا تاہم اوسمین بہت کچہہ دولت موجود

---

[51] قصور مین شہنشاہ اکبر کے عہد مین تین چار ہزار پٹہان آکر آباد ہوئے تہے - ۱۲ مصنف

[52] سنہ ۱۷۹۴ع مین نظام الدین خان نے سکہون کو نکال دیا اور پہر رنجیت سنگہ نے سنہ ۱۸۰۷ع مین اوسکو لے لیا
قدیمی رؤسائے قصور مین سے آجکل ملک خیر الدین خان ہین جنہون نے سنہ ۱۸۴۵ع اور سنہ ۱۸۵۷ع مین گورنمنٹ انگریزی کی خدمات
نمایان کی ہین اوسکی والدہ قوم کی پٹہان نظام الدین خان کی بہتیجی تہی مگر اوس کے باپ دادا سوہنچی راجپوت
تہے اور سنہ ۱۵۴۰ع مین قصور مین آباد ہوئے تہے - مصنف

تہی اگرچہ اس موقع پر جسا سنگہ سرداران سکہہ مین اعلے تر رتبہ رکہتا تہا مگر لڑائی
مین ہر ایک مثل والے اپنی ہی اپنے سردارون کے ماتحت رہکر لڑتے تہے اور کوئی
شخص اسقدر اقتدار نہین رکہتا تہا جو سب مثلون پر عام حکومت رکہتا ہو۔ اس مہم مین
کروڑا سنگہیئے۔ بہنگی۔ شہید۔ گنہئے۔ نہنگ۔ پہولکی۔ اور آہلووالئے۔ سکہہ شریک
ہوئے تہے اور اونکی مجموعی تعداد تیئیس ۲۳ ہزار تہی زین خان صوبہ دار سرہند نے شہر سے
باہر سکہون کا مقابلہ کیا اور مارا گیا اور بالکل شکست ہوگئی اور اوسکا نایب لچہمی نراین
بہی جو بوڑیہ کا قلعہ دار تہا مارا گیا اور سرہند کو سکہون نے[۱۸] بالکل منہدم کر ڈالا کیونکہ اونکو
اس شہر سے ایک خاص کینہ و بُغض تہا کیونکہ اونکے اخیر گورو صاحب کے بیٹے فتح سنگہ اور
زور آور سنگہ اسی جگہہ مارے گئے تہے اب سرہند کے فتح ہوتے ہی کل علاقہ گرد و نواح کا سکہون
کے قبضے مین آگیا[۱۹]

ضلع انبالہ مین جسا سنگہ نے چوبیس ۲۴ دیہات پر قبضہ کر لیا جو علاقہ سہوران پر مشتمل
تہے ان مین سے آٹہہ تو اوسنے اپنے پاس رکہے اور بارہ موضعے بڈالئے سکہون کو دیدیے جو اس
مہم کے وقت اوسکے رفقا اور متوسلون مین تہے اور باقی چار موضعات سرداران روڑ کی
عطا کئے مگر جب ہی کہ وہ ستلج کے پار واپس گیا اوسکے ذاتی آٹہہ دیہات یعنی سہوران۔

[۱۸] سرہند مین سکہون نے اس فتح کے بعد بہت جلد ایک عمارت موسوم بہ شہید گنج اوس مقام پر جہان گورو صاحب کے بیٹے زندہ دفن کئے گئے تہے بنائی سکہہ لوگ اس شہر کو اتنا بڑا اور منحوس خیال کرتے ہین اور جب کبہی وہان اونکا گذر ہوتا ہے تو ایک اینٹ وہان سے لیجا کر ستلج مین ڈال دیتے ہین۔ مصنف

[۱۹] اس فتح سے بہت اور بہتر ارزان پہولکیون اور کروڑا سنگہیون کو زیادہ منفعت ہوئی چنانچہ سرہند راجہ پٹیالہ کو حصہ مین آیا اور کروڑا سنگہیون کی دو شاخون یعنی شام سنگہیون اور کلسیون کو بہی ایک بڑا علاقہ ہاتہ لگا جسمین سے اکثر اب تک بہی اونکے قبضہ مین موجود ہے۔ مصنف

وپہیرستہانہ وخانپور۔ وبہاگو فرزعہ وسنبل فرزعہ وداود فرزعہ وغیرہ پر راجہ پٹیالہ نے قبضہ کرلیا اور بہت برسون تک وہ پٹیالہ کے ہی قبضہ مین رہکر آہلووالیونکو صرف اوسوقت واپس ملے تہے جبکہ رنجیت سنگہ نے اپنی امداد سے وہ دیہات واپس کروائے بعد اسکے جسا سنگہ امرتسر کو واپس آیا اور دربار صاحب کی از سر نو تعمیر کے واسطے جسکو احمد شاہ نے اپنی مراجعت سے پہلے گایون کے خون سے آلودہ کرکے پہر بارود سے اوڑا دیا تہا اپنا چندہ داخل کیا اور شہر مذکور مین وہ بازار بہی جو بنام وہ آہلووالیا نکا کٹرہ اب تک موجود ہے اور جو اوس شہر مین اور بازارون سے زیادہ خوبصورت ہے تعمیر کرایا۔

نجیب خان وزیر دہلی کا سکہون سے نزاع کرنا۔

دہلی مین عہدہ وزارت پر ان ایام مین دراصل ایک روہیلہ سردار مخاطب بہ نجیب الدولہ جو عوام مین معروف بہ نجیب خان یا نجیب اللہ تہا متمکن تہا جسکو سنہ ۱۷۵۷ء مین احمد شاہ نے وہان متعین کیا تہا اور رفتہ رفتہ کل اختیارات اوسنے اپنے ہاتہہ مین لے لئے۔ جسا سنگہ نے کچھہ عرصہ سے سورجمل جاٹ والئے بہرتپور سے بہت دوستی پیدا کر لی تہی اور جب یہہ سردار سنہ ۱۷۶۴ء مین ایک چہوٹی سی لڑائی مین جو ندی ہنڈن کے کنارہ پر واقع ہوئی تہی مارا گیا تو اوسکے بیٹے جواہر سنگہ نے اپنے باپ کے قاتل شیر خان سے انتقام لینے کے واسطے جس نے نجیب خان کے پاس جاکر پناہ لی تہی جسا سنگہ سے استعانت کی جسا سنگہ اور سواران مرہٹہ کی ایک جمعیت کثیر نجیب خان کے مقابلہ کو جسے یہہ سب اپنا دشمن جانتے تہے روانہ ہوئی نجیب خان نے شیر خان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔

محاصرہ دہلی

اور شاہجہان آباد کے قریب جنگ ہوئی نجیب خان شکست کہا کر دہلی مین پناہ گیر ہوا جسکا

سکہون اور مرہٹون نے محاصرہ کیا - اگر محاصرین احمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر ایک قسم کثیر لیکر محاصرہ کو چہوڑ نہ دیتے تو دہلی غالبًا مفتوح ہوجاتی -

آمد احمد شاہ

شاہ درانی جو بسبب کبر سنی کے اب ضعیف ہوگیا تہا اور فوج بہی اوسکی نافرمان اور باغی ہوگئی تہی صرف سرہند تک آکر کابل کو واپس چلا گیا مگر سکہہ لوگ اس مرتبہ بہی اوسکے ساتہہ چہیڑ چہاڑ کرنے سے باز نہ رہے اور بروقت عبور دریاے چناب قریبًا کل باربرداری اوسکی لوٹ لی -

فتوحات سکہان ۱۷۶۵ع

اب کل ملک مابین ستلج و چناب سکہون کے قبضے مین آگیا لاہور کو بہنگی سرداران نے لیلیا اور اگلے سال یعنی ۱۷۶۵ع مین شہر گجرات اور وہ سب ملک جو چناب اور جہلم کے درمیان ہے اونکے ہاتہہ آیا امرتسر کو بہت بڑہایا گیا اور رونق دی گئی

نانک شاہی روپیہ کا اجرا -

اور سب سے پہلا قومی سکہ[1] جاری ہوا جسپر مندرجہ ذیل شعر منقش تہا -

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ ٭ یافت از نانک گورو گوبند سنگہ

---

[1] یہہ سکہ جو بنام نانکی یا نانک شاہی مشہور ہی اب تک پنجاب مین رائج ہی یہہ عبارت مذکورہ بالا حروف فارسی جسطرح کہ سکہون کے عموماً انہین حروف مین لکہے ہوتے ہین منقش تہی مگر ہان صرف ایک سکہ اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ تہا جو رنجیت سنگہ کے عہد مین امرتسر کی دار الضرب کے مہتمم نے مضروب کرایا تہا جسپر محض ایک لفظ وو اونگ یعنی خدا حروف سنسکرت مین منقش تہا نانک شاہی روپیہ پر لفظ دیگ کے معنی بالعموم غلط بیان کئے گئی ہین کرنل سلیمن صاحب نے اسکا ترجمہ بتبدیل لفظ فتح کے کیا ہے یعنی وو فتح و دیگ جسکے کچہہ معنی نہین ہین کننگہم صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ مین اسکا ترجمہ بمعنی برکت و کرامت کیا ہی جو ناموزون ہے دیگ کے لغوی معنی ایک کہانا پکانے کے برتن کے ہین اور شعر مذکورہ کا یہہ مطلب ہے کہ منجملہ اون ہدایتون کے جو گورو نانک صاحب نے گورو گوبند سنگہ صاحب کو کی تہین ایک یہہ ہدایت بہی تہی کہ مسافر اور سالکین کو کہانا کہلایا کرین جب یہہ سکہ جاری ہوا تو ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ سکہہ سردار نے ایک لنگر جاری کیا جسمین ہر ایک صادر و وارد کو روزانہ کہانا ملتا تہا مفلسی کی وجہہ سے یہہ رسم عام طور سے متروک ہوگئی ہی مگر بعض لوگون مین ابتک بہی یہہ رسم جاری ہے مثل سردار نہال سنگہ چہاچہی اور جدید العروج گورو رام سنگہ کوکا کے ۱۲ مصنف

مہم ۱۷۶۶ء

۱۷۶۶ء مین جساسنگہ باتفاق سرداران پٹیالہ وجیند جنوب کی طرف روانہ ہوا اور جہجر ورواڑی و باغپت کو تاخت وتاراج کیا اور پائل وایسڑو کو افغانان کوٹلہ سے چہین لیا۔

اخیر حملہ احمد شاہ ۱۷۶۷ء

اگلے سال احمد شاہ نے ہندوستان پر اخیر حملہ کیا لیکن چونکہ اوسکو اپنی فوج کی نمک حلالی ووفاداری پر جیسا کہ چاہئے ویسا اعتماد نہ رہا تہا اس لئے اوسنے نرمی وحکمت عملی سے ملک کو سکہون کے ہاتہہ سے واپس لینے کی کوشش کی اور اس بات مین اوسکو اسقدر کامیابی حاصل ہوئی کہ سرداران سکہہ کے باہم اوسنے حسد وبدگمانی کا تخم بو دیا جو کچہہ عرصہ بعد پہل لایا مگر ملک کا ازسر نو تسخیر کرنا اوسکو محال معلوم ہوا اسلئے ستلج سے آگے نہ بڑہا اور کابل کو واپس چلا گیا۔

جساسنگہ کا نواح دہلی کو تاخت وتاراج کرنا۔

۱۷۶۸ء مین جساسنگہ نے نواح دہلی وغازی الدین نگر وانوپ شہر کو تاخت وتاراج کیا اور مرزا اسکہن کو جسکو بادشاہ دہلی نے اوسکے مقابلہ کے واسطے بہیجا تہا شکست دیکر قلعہ مہتاب پر قبضہ کر لیا مگر اوسکو اسقدر جنوبی ملک پر قبضہ رکہنا دشوار تہا کیونکہ امر سنگہ جو سب پہول کے گہرانون یعنی پٹیالہ وجیند ونابہہ کا سرگروہ تہا اب بہت طاقتور ہوگیا تہا اور جساسنگہ کے روزافزون عروج واقتدار کو شک وشبہہ کی نگاہ سے دیکہتا تہا۔

کپورتہلہ کو فتح کرنا اور اپنا صدر مقام بنانا

۱۷۷۱ء مین اوسنے نیرووال کے پٹہانون اور راجپوتون سے اونکی گڑہی موسوم بہ رامی کوٹ کو چہین لیا اور قصور پر ایک ناکامیاب حملہ کیا اگلے سال اوسنے کپورتہلہ کی جانب عزیمت کی جو راے ابراہیم کے پاس تہا جسنے ایک سالانہ خراج دینے کا وعدہ

کیا ہوا تھا مگر اوس سے اس خراج کا وصول کرنا بہت دشوار تھا اور جبکہ گرد و نواح کپورتھلہ میں تیرہ^۱۳ قلعے فتح کر لئے گئے اور خود کپورتھلہ کے محاصرہ کی نوبت پہونچی تو صرف اوسوقت رائے ابراہیم نے اپنے ذمہ کا خراج ادا کیا لیکن باوجود اسکے بھی اس مقام میں جسا سنگھ کی حکومت قرار واقعی قایم نہوئی تھی چنانچہ ۱۷۷۸ء کا ذکر ہے کہ باوجود اسکے کہ اوسکے داماد مہر سنگھ پر قلعہ سے گولی چلائی گئی اور وہ مارا گیا مگر اس واقعہ کو ایک امر اتفاقی بیان کیا گیا اور جسا سنگھ کو بھی بمجبوری یہہ عذر قبول ہی کر لینا پڑا تھا مگر ۱۷۸۰ء میں مذکورہ بالا خراج کے وقت معینہ پر نہ پہونچنے کی وجہہ سے اوسنے اسی بات کو آگے رکھہ کر کپورتھلہ پر قبضہ کر لیا اور تادم مرگ اسی جگہہ اوسنے اپنی سکونت رکھی —

سرداران رامگڈیہ کو پنجاب سے نکالنے کی سازش میں شریک ہونا

۱۷۷۶ء میں جسا سنگھ نے تین رامگڈیہ سرداروں سے جنہوں نے اوسپر حملہ کیا تھا انتقام لینے کے لئے چند طاقتور مثلوں سے مثل بھنگیوں وگھنیوں و سوکرچکیوں وغیرہ کے بدین غرض سازش و اتفاق کیا کہ سردار جسا سنگھ رامگڈیہ کو پنجاب سے نکال کر اوسکے علاقہ پر قبضہ کر لے اس مہم میں پوری کامیابی حاصل ہوئی رامگڈیوں کو شکست فاش ہوئی اور اس مثل کے سردار کو ہریانہ کو بھاگنا پڑا جہان وہ نہایت مفلسی و تنگدستی مین مبتلا اور اپنے دشمن کی وفات تک جو ۱۷۸۳ء میں ہوئی لوٹ مار سے گذارہ کرتا رہا مگر جسا سنگھ کی وفات کے بعد وہ پنجاب کو واپس آیا اور مہان سنگھ سوکرچکیا و راجپوتان کانگڑہ کی اعانت سے ایک بڑا حصہ اپنے مقبوضات کا پھر چھین لیا۔

وفات سردار جسا سنگھ ۱۷۸۳ء

سردار جسا سنگھ نے ۱۷۸۳ء میں بمقام امرتسر وفات پائی جہان اوسکی

یادگار یعنی سمادہ بابا اٹل کے دہرہ مین نواب کپور سنگہ کی سمادہ کے قریب ابتک موجود ہے گو سردار مذکور کی قوت اور اقتدار کی نسبت اوسکی اولاد نے (اپنے خاندان کی کیفیت مین) بہت کچہہ مبالغہ کردیا ہے با این ہمہ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ وہ بڑی لیاقت کا آدمی تہا اور سکہون مین اوسکی بہت بڑی عزت و آبرو تہی ۔

جبا سنگہ کا حلیہ سردار جبا سنگہ ایک بلند قامت گندم رنگ فراخ پیشانی پیوستہ ابرو اور بڑی خوبصورت آنکہون کا آدمی تہا اوسکے بازو معمول سے زیادہ لمبے یہان تک کہ گہٹنون تک پہنچتے تہی اور تیر اندازی مین اور نیز توڑہ دار بندوق سے نشانہ لگانے مین مشاق تہا ۔

سردار جبا سنگہ کے اقتدار کی وجوہات ہر چند میدان جنگ مین بہی اوس سے اعلے درجہ کی سپاہیانہ شجاعت و بہادری ظاہر ہوتی تہی مگر سکہون مین اوسکا وقار اسوجہہ سے زیادہ تر تہا کہ وہ مثل پیشوایان دین سب سرداروں سے زیادہ تقوی شعار اور سخت پابند اپنے مذہب کا تہا اور بڑی بڑی ذی طاقت سرداروں نے جنمین امر سنگہ والی پٹیالہ بہی شامل ہے اوسی کے ہاتہہ سے پاہل پائی تہی جو سکہون مین ایک رسم بمنزلہ اصطباغ کے ہے مگر اوسکو سکہون کے دلون یعنی فوجون کی کوئی مسلم افسری جیسا کہ مذکورہ بالا کیفیت مین بیان کیا گیا ہے حاصل نہ تہی ۔

سکہون کی مثلون کا خود مختار ہونا کیونکہ اوس وقت سب مثلین خود مختار اور ایک دوسرے کی مخالف تہین گو کسی عام غنیم کے مقابلہ مین وہ بارہا متفق ہوجاتی تہین اور آہلووالیون کی مثل جسکی تعداد چار ہزار لڑنے والون سے زیادہ نہ تہی کروڑا سنگہیون ۔ بہنگیون ۔ کنہیون اور پہولکیون کے میدان مین تنہا مقابلہ کرنے کی طاقت ہرگز نہین رکہتی تہی مگر تاہم جبا سنگہ

کی تعلیم اور اوسکا اقتدار بہت زیادہ تہا اور جب کبہی

قاعدہ جنگ — سکہون کی مثلین کسی مہم مین متفق ہوتی تہین اوسکو برای نام حکومت ملجاتی تہی گو ہر ایک فوج اپنے ہی اپنے سردارون کی ماتحتی مین لڑا کرتی تہی اور جسقدر علاقہ اور مال غنیمت پر کسی کو قابو ملجاتا تہا وہ بطور خود سر اوسپر قابض ہوجاتا تہا۔

دل خالصہ یعنی افواج سکہہ کی حالت — اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ جسا سنگہ نے اور سردارون سے زیادہ سکہون کی جنگی قوت کو استحکام دینے مین کوشش کی تہی مگر اوسکی وفات کے بعد تا زمانہ عروج مہاراجہ رنجیت سنگہ اوسمین روز بروز زیادہ ابتری اور بدنظمی آتی جاتی تہی لیکن مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مضبوط ہاتہہ نے اوسکو پہر بطور ایک جتہے کے بنا دیا۔

اوسکی ترتیب — افواج سکہان خالصہ جی[۵] کی دل کے نام سے جسکے معنی خدا کے لشکر[۱۱] کے ہین مشہور تہی اوسمین اکثر بطور پر تو ایسے ہی سوار ہوتے تہے جو دوکانتی بند کہلاتے تہے اور یہہ لوگ اپنے گہوڑے آپ رکہتے تہے اور تمام مال غنیمت مین سے دو چند حصہ پاتے تہے

سوار — مگر ہر ایک سردار بہی بقدر اپنے مقدور اور حیثیت آمدنی کے اپنے اپنے ذاتی نوکرون کو جو بارگیر کہلاتے تہے ما گہوڑے اور سلاح جنگ مہیا کیا کرتا تہا اور چونکہ کسی مفتوحہ علاقہ سے وہ چیز جو سب سے پہلے وصول کیجاتی تہی گہوڑے ہوتے تہے۔

---

[۵] فوج کو بڈہا دل یعنی بڈہون کی فوج بہی کہتے تہے گو اس امر کی وجہ نہین معلوم ہے کہ نوجوان آدمی جبکہ اونکو باپ بیٹے لڑائی پر جایا کرتے تہے گہرون پر کیون رہا کرتے تہے ۱۲ مصنف۔

[۱۱] اس لفظ کے معنی خدا کے لشکر کے درست نہین ہین بلکہ یہہ معنی ہین کہ گورو صاحب کے مرید ان خالص کی فوج مگر اسمین فاضل مصنف کی غلطی نہین ہے کیونکہ اونہون نے یہہ لفظ بطور ترجمہ کیفیت پیش کردہ اہالی ریاست کپورتہلہ کے لکہے ہین۔ اصل کیفیت خاندانی [illegible] مرتبہ اہالیان ریاست موجود ہین یہہ عبارت ہے او نام فوجکا دل خالصہ رکہا جو ہمیشہ کی فوج ہے اکثر اونمین سے جو سکہان پیر سال ہوتے تہے اسواسطے حلقہ بڈہا دل بہی کہتی تہی ۱۲ مترجم

اسوجہہ سے پیادے سپاہی ایک کامیاب حملہ کے بعد اکثر سوار بنا دئیے جاتے تہے۔

پیادے — سکہوں کے دلون مین پیادون کی کچہہ قدر نہ تہی ان سے صرف قلعون کی حفاظت اور پہرہ چوکی کا کام لیا جاتا تہا کیونکہ سکہہ لوگ اپنی لڑائیون مین ہمیشہ سوارون ہی سے کام لیا کرتے تہے پیادون مین صرف

اکالی — اکالی[۱] لوگ ایسے تہے جنکی کچہہ قدر و وقعت کیجاتی تہی یہہ ایک متعصب فقیرونکا گروہ تہا جو نیلگون لباس پہنا کرتے تہے اور اپنی پگڑیون کے گرد لوہے کے حلقے وو چکر ۱۱ کچہہ تو آرائش و نمایش کے واسطے اور کچہہ بطور آلہ حرب کے لگایا کرتے تہے گو اون سے بہت کام نہین نکلتا تہا اونکی اور ممیزہ علامتین پگڑی مین دو کرد ۱۱ یعنی چہری کا رکہنا اور ہروقت دو تلوار گاترہ کئے رکہنا ۱۱ یعنی گلے مین تلوار حمایل کئے رکہنا اور ہاتہہ مین دو سلوتر ۱۱ یعنی ایک لکڑی کا سونٹا رکہنا تہین سے یہہ لوگ جنکو دو سکہا ۱۱ یعنی بہنگ پلاکر اونمین ایک طرح کا جوش پیدا کیا جاتا تہا شہرون پر دھاوا کرنے کے وقت اکثر سب سے آگے ہوتے تہے اور بارہا عمدہ خدمات انسے ظہور مین آئی ہین لیکن یہہ لوگ بالکل گستاخ بے مہار و مطلق العنان اور کسی قاعدہ اور ضابطہ کے پابند نہ تہے اور اونکی حاضر باشی اور اطاعت وغیرہ کوئی امر یقینی نہ تہا خصوصاً جن دلون لڑائی نہ ہو اون ایام مین تو اونکی مطلق العنانی کی کوئی حد ہی نہ تہی ۔

---

[۱] لفظ اکالی کے معنی منسوب با کال کے ہین جو بمعنی حی لایموت اور ایک صفت منجملہ صفات خدا کی ہے یہہ لوگ ہمیشہ فسادی اور شوریدہ سر تہے اور ہرچند کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے جیسا یہہ دیکہا کہ مین اونکو قابو مین نہین کہہ سکتا تو اوس نے اونکو نہایت سخت اور خطرناک مہمون پر بہیجنا شروع کیا جنمین وہ یا تو کامیاب ہوجاتے تہے یا کام آتے تہے اور دونون صورتون مین مہاراجہ کا مدعا حاصل تہا ۱۲ مصنف

قومی آلہ حرب - سکھون کا آلہ حرب تلوار تھی جس سے کام لینے مین وہ نہایت مشاق ہوتے
تھے انکے پیادے اکثر تیر و کمان سے مسلح رہتے تھے الا بعض بعض توڑے دار بندوق بھی استعمال
کرتے تھے مگر چونکہ باروت کی قلت تھی اور نیز بندوق کا بوجھہ اوٹھائے رہنا باعث
بے آرامی بھی تھا اسلیئے سکھہ لوگ اوسکو عموماً پسند نہین کرتے تھے انہین وجوہ سے
اونکے پاس توپین بھی شاذ و نادر ہی ہوتی تھین ہر چند کہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرانس اور
اٹلی کے باشندے افسرونکی مدد سے ایک بڑا جنگی و عمدہ توپخانہ اپنے وقت مین قایم
کیا تھا مگر پھر بھی ہر ایک خالص اور پکے سکھہ کو اخیر زمانہ تک اوس سے نفرت ہی رہی اور
اسیوجہہ سے اس صیغہ مین اوسکے ہان زیادہ تر مسلمان نوکر تھے اسیطرح سکھون کو قلعون
اور مورچون مین بیٹھہ کر لڑنے کا بھی شوق نہ تھا اور سردار جسا سنگھ نے اپنے عہد مین
صرف دو قلعے دلیوال اور بہیروال قایم رکھے ہوئے تھے ۔ [۵۱]

---

[۵۱] مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد مین فوج سکھہ کی حالت و کیفیت قریب کل کے بدل گئی تھی چنانچہ جسطرح پہلے زمانہ مین سکھہ سردار فوج سوار پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے اب پیادون کی فوجکو زیادہ عزیز سمجھا جاتا تھا اسکی وجہہ کسی قدر یہہ بھی تھی کہ بعض یورپین افسرون نے جنکو مہاراجہ نے نوکر رکھہ لیا تھا بڑی محنت و جانفشانی سے فوج پیادہ کو سلطنت ہاے یورپ کے قاعدہ پر قواعد وغیرہ سکھا کر مرتب کیا تھا اور اسیوجہہ سے پیادون کی بمقابلہ سوارون کے پھر جگہہ قدر ہوگئی تھی اور اونکا کارآمد ہونا مسلم ہوگیا تھا انہین سے بعض افسر مثل آلارد و وینتورا و آویٹابیل و کورٹ بڑی لیاقت کے آدمی تھے اور فوج لاہور کی قابلیت بڑہانے کے واسطے جو جو عمدہ اوہنون نے کیئے تھے اونکو پورا کرنے کی بخوبی لیاقت رکھتے تھے اونکی تعلیم سے فوج پیادہ بہت قومی اور مہیب ہوگئی تھی اور آئین و قانون افواج جنگی کی خوب پابند اور جفاکش تھی اور گو قواعد دکھانے کے وقت کا حسن سرعت اور پہرتی وغیرہ نہین ظاہر ہوتی تھی مگر جنگی صعوبتون کو برداشت کرنے مین بہت مشاق تھی یہان تک کہ ایک پوری رجمنٹ کئی کئی دنون تک بحساب تیس میل فی یوم متواتر سفر کر سکتی تھی مہاراجہ موصوف کے زمانہ مین اسکی فوج آئین مین بھرتی ہونا ہونا اوسکی رعایا کے لیئے اگرچہ بالکل امر اختیاری تھا مگر باوجود اسکے سپاہیون کے بہم پہونچانے مین کبھی کچھہ دقت پیش نہین آتی تھی کیونکہ اس نوکری کو لوگ بہت پسند کرتے تھے لیکن سوار دنکی فوج اب بھی قریب اوسی ڈہنگ پر تھی جسطرح کہ وہ سردار جسا سنگھ کے زمانہ مین تھی یعنی جبکہ سوارو

مال غنیمت اور لوٹ لوٹ کا مال جو کسی لڑائی مین حاصل ہوتا تہا سب لڑنے والون مین برابر تقسیم ہوجاتا تہا جب کوئی شخص زخمی ہوتا تہا تو اوسکو کچھہ نہ کچھہ معاوضہ ضرور ملتا تہا اور اگر کوئی سپاہی مارا جاتا تہا تو اوسکے بیٹے یا کسی قریب کے رشتہ دار کو اوسکی جگہہ ملتی تہی -

جسا سنگھ کی کشادہ دلی سردار جسا سنگھ ایک روشن [illegible] اور کشادہ دل شخص تہا گو اسکو تان بالکل مذہبی آزادی نہ تہی تاہم اپنے [illegible] موقعہ اوسے بہی کے حساب مین سبقت رکہتا تہا

صہ۱ دل باوجودیکہ احمد شاہ درانی کی فوج کے [illegible] تاہم پہرتی ہوئے گو اون سے بہت کام حملہ کرتے ہوئے ڈرتے تہے اور صرف رسد و باربرداری وغیرہ کے لوٹ [illegible] در آمد و رفت سے غنیم کو تنگ کیا کرتے تہے اسمین کچھہ کلام نہین ہے کہ سوارون کی فوج کے لئے وہ شمشیر یعنی چہری کا رکہنا اور دیگر خدمات و فرائض کے ہمیشہ ایک مقدم خدمت ہے مگر رنجیت سنگھ کے وقت مین سکہہ سوارون سے پور ہے اور ہتہیار بہت نکمے ہوتے تہے اور جب کبہی اونپر کوئی زور پڑتی تہی تو بہاگ جانے کے واسطے بہ نسبت اسکے کہ کسی قسم کی بہادری ظاہر کرین زیادہ تر مستعد تہے پیدل سکہہ ایک نہایت جری اور ثابت قدم سپاہی ہوتا ہے اور اگر کسی عمدہ افسر کے زیر حکم ہو تو غالبا کوئی یورپین فوج اونکو مغلوب نہ کر سکے مگر گہوڑے پر سکہہ لوگ اچہا کام نہین دیسکتے اور افغان اور ہندوستانی جو پیادگی کی حیثیت سے اونکی ہمسری نہین کر سکتے سوار کی حالت مین اون سے بدرجہا فوقیت رکہتے ہین رنجیت سنگھ کے عہد مین فوج پیادہ مین ملک کے چیدہ چیدہ نوجوان گبرو بہرتی کئے جاتے تہے اور خوبصورت خوبصورت اور مضبوط مضبوط آدمی منتخب کئے جاتے تہے مگر سوار فوج تو اعداد ان نہین ہوتی تہی اور ہر ایک سردار کے علیحدہ علیحدہ سوار ہوتے تہے اور کچھہ بہادری اور فوقیت کے لحاظ سے مقرر نہین کئے جاتے تہے گہوڑے پست قد کمزور اور خراب نسل کے ہوتے تہے اور اونکے اسلحہ اور دیگر ساز و سامان وغیرہ نہایت بہدے اور معمولی وضع کے ہوتے تہے آخر عہد رنجیت سنگھ مین اکالی ایک مذہبی انتقام [illegible] کی وہ قدیمی شہرت جاتی رہی تہی اور صرف بے قید اور بہنگ نوش نشہ باز وحشی لوگوں کا ایک بے قاعدہ گروہ رہگیا تہا رنجیت سنگھ نے انکی ایک علیحدہ اکالانہ فوج مقرر کر رکہی تہی اور برائے نام بے آئین سوار و نکا کام دیتی تہی زمانہ سابق مین تو اکالیون کی فوج بالکل ہی ایک پیدل سپاہ تہی مگر اب بہی وہ حملہ کے وقت بالعموم گہوڑون پر سے اوتر پڑا کرتے تہے انکی تعداد قریب تین ہزار کے تہی اکالیون کے پاس بالعموم دو یا تین تلوارین ایک توڑےدار بندوق اور لوہے کے حلقے دو چکر ہا ہوتے تہے جنکے کنارے تیز ہوتے تہے اور اگرچہ یہہ خیال کیا جاتا تہا کہ جب وہ اونکو دشمن پر پہینکا کرتے تہے تو ضرب کارگر ہوتی تہی مگر اصل یہہ ہے کہ یہہ ہتہیار محض ناکارہ ہوتا تہا اور اسمین بہت ہی کم خطرہ اوس شخص کو ہوتا تہا جسکی طرف وہ تاک کر پہینکا جاتا تہا فقط تخماناً خوبان روایان لاہور کے عہد مین فوج سکہہ کی جس جس طرح مختلف حالتین رہی ہین راقم کی کتاب "دی پنجاب چیفس" یا یعنی سرداران پنجاب کے صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹ مین مشرحاً لکہی ہین مصنف -

چنانچہ مسلمان لوگ تعداد کثیر اوسکی ملازمت مین تہے اور بلا مزاحمت اونکو اپنے مذہبی رسوم کے ادا کرنے کی اجازت تہی لیکن البتہ بانگ (اذان) کا امتناع تہا کیونکہ اوس سے متعصب اکالیون کو اشتعال ہوتا تہا۔

گاوکشی ایک جرم ناقابل عفو ہونا۔

اور گاوکشی کی بہی سخت ممانعت تہی اس بارہ مین جسا سنگہ پورا متعصب تہا اور نافرمان بردار گاوکشون یعنی قصابون کی تنبیہ کے واسطے اوسنے دو چڑہائیان کی تہین ایک قصور پر اور دوسری لاہور پر اگرچہ قصور کے قصوروار اسوجہہ سے بچ گئے تہے کہ اوس قصبہ مین بالکل مسلمان آباد تہے مگر لاہور کے بدنصیب قصاب قریبًا سب ہی قتل و ذبح کردئے گئے تہے۔

جسا سنگہ کی فیاضی اور دربار صاحب کی ازسرنو تعمیر

جسا سنگہ ایک بہت فیاض اور عالی حوصلہ شخص تہا چنانچہ شہر امرتسر کے ازسرنو آباد کرنے اور تعمیر اور رونق دہی مین اوسنے بہت کچہہ صرف کیا تہا جب احمد شاہ نے دربار صاحب کو دوبارہ منہدم کیا تہا تو سرداران بہنگی اور اکالی لوگون نے مجبور ہوکر اس مندر کی کل آمدنی بطور رہن صاحب را چودہری کے حوالہ کر دی تہی جسنے اوسکی ازسرنو تعمیر کرنے کا ذمہ لیلیا تہا مگر جسا سنگہ نے کل زر رہن خود ادا کر دیا اور مندر کی تعمیر کو خود تکمیل کو پہونچا دیا اسیطرح اوسنے بہت روپیہ لگا کر انندپور مین ایک بڑا تالاب بہی بنوایا تہا اور وہان کے سوڈہیون کو بہت کچہہ نذر اور چڑہاوہ دیا اوسکی سخاوت اور مہمان نوازی کسی خاص فرقہ پر محدود نہ تہی اور سیکڑون آدمیون کو اوسکے لنگر سے روزانہ کہانا ملتا تہا ملہ

ملہ جسا سنگہ کے زمانہ مین سرداران سکہہ کی رسم و عادت بہت سادہ تہی علے الصباح اشنان کر کر اور پوشاک پہنا

سردار بہاگ سنگہ کا جانشین ہونا۔

سردار جسا سنگہ کے چونکہ کوئی بیٹا پیدا نہ تہا اسلئے بہاگ سنگہ جو رشتہ مین اوسکا بہائی ہوتا تہا اور اوسکی عمر چہتیس[۳۶] سال کی تہی ریاست کا مالک ہوا۔ گو جسا سنگہ کی ایک بیٹی بہی موجود تہی جو سردار موہر سنگہ فتح آباد والہ سے بیاہی گئی تہی مگر جاٹون مین بیٹی اور نواسہ وارث جایز مین شمار نہین کئے جاتے ہین۔[۵] سب سے پہلا جہگڑا جو بہاگ سنگہ کو پیش آیا وہ سردار متوفی کے ہاتہہ سے گویا ورثا اوسکو پہونچا ہوا تہا جس نے حقیقت سنگہ کنہیا کے ساتہہ اتفاق کرکے راجہ برج راج دیو والی جمون پر حملہ کیا تہا۔ اس بیچارے راجہ کی یہہ بدبختی تہی کہ اوسکی پاس ایک ایسا ملک تہا جسپر سب زبردست سرداران سکہہ کا دانت تہا جو کبہی تو اوسکے ساتہہ یہان تک اخلاص و دوستی ظاہر کرتے تہے کہ اوسکے ساتہہ بطور علامت اتحاد و دوستی دایمی کے پگڑیان بدلا کرتے تہے اور کبہی اوسپر حملے کرتے تہے اور اوسکے علانیہ دشمنون سے جا ملتے تہے۔ جب کنہیا سردار نے حسب معمول راجہ برج راج دیو کے ساتہہ بدعہدی کی اور جمون کے حملہ مین بہنگیون کا رفیق ہوا تو جسا سنگہ نے کنہیون سے رشتہ اتحاد کو قطع کردیا تہا اور اگر موت اوسکے منصوبون کو باطل نہ کردیتی تو وہ بلاشک اسکا عوض لینے کے واسطے سردار مہان سنگہ سوکر چکیا کو کنہیون کے مقابلہ مین ۱۷۸۴ع مین مدد دیتا مگر جسا سنگہ

---

[۱۴] یہہ مین کہ صبح کے وقت کا بہجن جسکو یہہ لوگ و سکہنی [۱۵] صاحب کہتے ہین کیا کرتے تہے اسکے بعد صبح کا پرشاد جہکتے تہے مگر جسا سنگہ کے صبح کے پرشاد مین سیر بہر پختہ آٹا اور پاؤ بہر مصری ہوتی تہی اسلئے اس بات کے سننے سے کہ وہ بے انتہا فربہ ہوگیا تہا کچہہ تعجب نہین آتا بعد اسکے سرداران سکہہ معمولی کاروبار کرتے تہے اور سہپہر کو تین بجے ایک دربار کیا کرتے تہے جس مین ہر ایک سکہہ شریک ہونے کا مجاز تہا اور مشترکہ نفع اور نقصان کی نسبت صلاح و مشورہ و گفتگو کیجا کرتی تہی۔ شام کے پرشاد کے بعد رباب اور سبد گانے والے دو سبد اور رہراس [۱۶] گایا کرتے تہے اور گہنٹہ بہر رات گئے سب لوگ واردہ [۱۶] کے بعد یعنی شام کے وقت کی دعا پڑہکر آرام کرنے کے واسطے اپنے اپنے مکانون کو چلے جایا کرتے تہے۔

[۵] خاندان کپورتہلہ کو جاٹ لکہنے کی غلطی مصنف نے اس کتاب مین کئی جگہہ کی ہے ۱۲ محشی

کے جانشین نے کہنیا سردارسے پہر دوستی پیدا کر لی اور اوسکی اول مہم باتفاق سردار
جے سنگہ گہنیا کے وزیر سنگہ و بہگوان سنگہ سرداران ملک ننگا کے جولاہیورا ور گوگیرہ کے مابین
واقع ہوی مقابلہ مین ہوئی تہی جبکہ سردار مہان سنگہ سوکرچکیا سے بہی کچہہ تعلق تہا۔ دوسرے
سال وہ جے سنگہ گہنیا کی امداد واسطے روانہ ہوا جبکہ مہان سنگہ سوکرچکیا و جسا سنگہ
رامگڈہیہ و راجہ سنسار چند والی کانگڑہ باتفاق ہمدگر اوسکی تخریب و استیصال پر آمادہ ہوے
تہے لیکن اوسکی امداد کچہہ سودمند نہوئی اور جے سنگہ نے بٹالہ کے قریب شکست فاش کہائی
جس سے اوسکا ایسا سخت نقصان ہوا کہ پہر کبہی سرسبز نہوا۔ سردار بہاگ سنگہ جو اس جنگ
مین بذات خود شریک نہین ہوا تہا ہٹ کر بیاس کے پار چلا گیا اور بیدیون کو اونکی ریاست
چکور پر جہان سے سردار ہری سنگہ ڈلیوالیہ نے اونکو نکالدیا تہا از سر نو قایم و بحال کر کے کپورتہلہ
کو واپس آیا۔

راجہ سنسار چند سے دوستی قایم کرنا۔

چند روز بعد اوسنے راجہ سنسار چند سے رشتہ اتحاد قایم کیا اور اپنے کم سن
بیٹے فتح سنگہ سے جو اثناے مہم ننگا مین پیدا ہوا تہا اور راجہ مذکور کے بیٹے
سے آنرودہ چند سے جو وہ بہی ویسا ہی کم سن تہا بطور پگڑی بدل بہائی بنانے کی دستارین
بدلوائین اسکے بعد اوسنے سردار گلاب سنگہ بہنگی سے جو امرتسر اور اوسکے گرد و نواح کے
ملک کا مالک تہا اور اوسکے آدمیون نے اہلوالیون کے ایک معتمد کو بمقام جیبال ہلاک کیا تہا نزاع
پیدا کیا۔

علاقہ امرتسر کا تاخت و تاراج کرنا۔

اسکے انتقام مین اوسنے جنڈیالہ اور ترن تارن پر قبضہ کر لیا مگر ان علاقون

اور گرنتہہ صاحب پر ہمیشہ کے لئے دوستی اور اتفاق قایم رکہنے کی قسم کہائی - بعد ازان اپنے
اپنے رفیق کے ساتہہ قصور پر چڑہائی کی مگر یہہ پٹہانون کی بستی اس زمانہ (یعنی ۱۸۰۳ع مین)
اپنے بچاؤ کی قابلیت رکہتی تہی اور انکو بے نیل مرام واپس ہونا پڑا - اسکے بعد فتح سنگہ بیاس
کے پار اپنے علاقہ کو لوٹ گیا اور اگلے دو برس اپنی قوت کو دوابہ جالندہر مین بہی استحکام دینے مین
صرف کئے -

جسونت راؤ ہلکر مرہٹے کا پنجاب مین آنا -

۱۸۰۵ع کے شروع موسم سرما مین جسونت راؤ ہلکر پنجاب کی طرف آیا جب سے
اس مرہٹے سردار کو اکتوبر ۱۸۰۴ع مین دہلی کے قریب کرنل برن صاحب نے شکست دی
تہی اوس وقت سے اوسپر پے در پے مصیبتین ہی نازل ہوتی رہین - چنانچہ اسکے بعد بماہ نومبر
دو بار اوسنے لارڈ لیک صاحب سے نقصان کثیر کے ساتہہ شکستین کہائین اور جمنا کے پار ہو بہاگنا پڑا
اور انگریزی فوج بدستور اونکے تعاقب مین تہی - انہین ایام مین کرنل مری صاحب نے گجرات
کی طرف سے بڑہکر اوسکے اوس سب علاقہ پر جو اوجین کے گرد و نواح مین واقع تہا اور جس مین اوسکی
دار الریاست اندور بہی شامل تہی قبضہ کر لیا اور کرنل والیس صاحب نے ایک دستہ فوج کو ساتہہ لیکر
کی جانب سے عزیمت کرکے چندور اور اوسکے اون سب قلعون پر دخل کر لیا جو تاپتی ندی کے جنوب
مین تہے اور جن پر قابض ہوجانے سے اوسکے تمام ملک پر قابو حاصل ہو سکتا تہا جب یہہ نوبت پہونچی تو
اوسنے سیندہیا سے مثل اوسکے انگریزون سے سخت بغض و عداوت رکہتا تہا اتفاق کیا اور رؤسا
اپنیرو ستلج سے بہی استعانت کی کوشش کی گو انمین سے بعض رئیسون نے روپیہ تو مدد دی مگر
اوسکی بد اقبالی اور شکستہ حالی دیکہہ کر اصلی امداد و اعانت سے سب نے انکار کیا -

ہلکر اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ملاقات بمقام امرتسر

اسکے بعد اوسنے امرتسر کا قصد کیا جہان رنجیت سنگہ جو بعدازین بہ لقب مہاراجگی ملقب ہوا اور سردار فتح سنگہ آہلووالیہ اوسنے ملاقات کی - ابتدا رنجیت سنگہ اوسکی مدد کرنے پر مایل تہا مگر راجہ بہاگ سنگہ والی جیند اور سردار فتح سنگہ کے کہنے سے وہ اس ارادہ سے باز رہا - لارڈ لیک صاحب نے دریای بیاس تک [illegible] اوسکا تعاقب کیا اور اگر خیال گورنر جنرل صاحب بہادر کی کل توجہ صلح کے بہت جلد [illegible] مایل نہوتی تو انگریزون کا یہہ سب سے بڑا دشمن جو ہندوستان مین تہا [illegible] ہوجاتا -

ہلکر اور سکہہ رئیسون کے ساتہہ عہدنامہ

لیکن آشتی کو جنگ پر ترجیح دی گئی اور [illegible] عہدنامہ کیا گیا جسکے روسے ایک بڑا حصہ اوس علاقہ کا جو [illegible] واپس دیا گیا اور اوسی کے ضمن مین ایک عہدنامہ سردار رنجیت سنگہ و سردار فتح سنگہ [illegible] کیا گیا جسکے بموجب اونہون نے اسبات کا اقرار کیا کہ ہلکر کو امرتسر مین نہین ٹہرنے [illegible] کوئی رابطہ اتحاد قایم کرینگے -

گورنمنٹ انگریزی نے معاوضہ اسکی اونکے ساتہہ یہہ وعدہ کیا کہ جبتک اونکا چال چلن دوستانہ رہیگا اونکے حقوق اور اونکی ریاستون مین کچہہ دست اندازی نہین کیجاویگی اور وہ بلا فرق اپنے اپنے علاقون مین حکمران رہینگے [۹۴] - فتح سنگہ کو جسنے اس عہدنامہ کی تکمیل مین رنجیت

[۹۳] اس عہدنامہ پر جو بیسوین دسمبر ۱۸۰۵ع کو دستخط ہوئے تہے اسکی روسے ہلکر اضلاع ٹونک و رامپورہ و بونڈی اور علاقہ جانب شمال دریای چنبل کے متعلق جملہ حقوق سے دستبردار ہوا اور سرکار کمپنی کی طرف سے یہہ وعدہ ہوا کہ دریاے مذکور کے جنوب مین کچہہ دست اندازی نکی جاویگی اور قلعے اور اضلاع واقع دکن بعد انقضا ایک میعاد معینہ کے واپس دی جاوینگے ۱۲ مصنف

[۹۴] ترجمہ عہدنامہ دوستی و اتحاد مابین آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و سرداران رنجیت سنگہ و فتح سنگہ - ۱۲

کی طرف سے وکالت کی تہی لارڈ لیک صاحب نے ایک چیتا ہدیتاً عنایت کیا اور اوس نے صاحب موصوف کو ایک باز نذر کیا - ان عہدناموں کی تکمیل کے بعد ہلکر پنجاب سے چلا گیا گو دربار لاہور کے ساتھہ اوسکی سازشین موقوف ہوئین - [۱]

[۱] دو - سردار رنجیت سنگھ و سردار فتح سنگھ یعنی سردار فتح سنگھ اصالتاً اپنی طرف سے اور وکالتاً سردار رنجیت سنگھ کی طرف سے شرائط عہدنامہ مفصلہ ذیل کو منظور و قبول کرتے ہین جو بمہر و دستخط لفٹنٹ کرنل جان مالکم صاحب بہادر منعقد کیا جاتا ہی جنکو بموجب اختیارات مفوضہ آنریبل سر جارج بارلو صاحب بہادر بیرونٹ گورنر جنرل کشورہند کے رایٹ آنریبل لارڈ لیک صاحب بہادر نے بذریعہ حکم خاص مامور فرمایا ہی -

شرط اول - سردار رنجیت سنگھ و سردار فتح سنگھ آہلو والیہ حسب تحریر ہذا اس بات کو منظور کرتے ہین کہ ہم فی الفور جسونت راؤ ہلکر کو مع اوسکی فوج کو امرتسر سے تیس کوس کے فاصلہ پر ہٹا دینگے اور آیندہ سے کوئی ربط و ضبط اوسکے ساتھہ نرکہین گے اور نہ اوسکو فوج سے اور نہ کسی اور طرح سے مدد دینگے اور ہم اس بات کا بہی اقرار کرتے ہین کہ جسونت راؤ ہلکر کے اون ہمراہیون اور سپاہیون سے جو دکن کی طرف اپنے اپنے مکانون کو واپس جانا چاہین کسی طرح نہ مزاحم و متعرض نہون گے بلکہ اونکو اس ارادہ کے عمل مین لانے مین ہر قسم کی مدد دینگے -

شرط دوم - گورنمنٹ انگریزی حسب تحریر ہذا اس بات کا اقرار کرتی ہی کہ درصورت نہ منافی ہونے مصالحت ما بین گورنمنٹ و جسونت راؤ ہلکر کے فوج انگریزی جو بالفعل دریای بیاس کے کنارے خیمہ زن ہے جس دم کہ جسونت راؤ ہلکر مع اپنی فوج کے شہر امرتسر سے تیس کوس کے فاصلہ پر چلا جاے گا فی الفور یہان سے کوچ کرجائیگی اور اگر کوئی عہدنامہ قرار دادہ مابین گورنمنٹ انگریزی و جسونت راؤ ہلکر کے عمل مین آئیگا تو اوس مین یہہ بہی شرط مندرج کیجاے گی کہ بموجب تحریر عہدنامہ مذکورہ ہلکر سکہون کے ملک کو خالی کرکے اپنے ملک کی طرف کوچ کرجاے اور اون اقطاع ملک سکہہ کو جو اوسکے رستہ مین واقع ہون کسی قسم کا نقصان نہ پہونچاے - گورنمنٹ انگریزی اس بات کا بہی اقرار کرتی ہے کہ جب تک کہ سرداران رنجیت سنگھ و فتح سنگھ گورنمنٹ کے مخالفون سے کسی قسم کا دوستانہ تعلق و ربط و ضبط پیدا کرنے یا اپنی طرف سے گورنمنٹ کے مقابلہ مین کسی امر خصومت کے ارتکاب سے محترز رہینگے فوج انگریزی سرداران موصوف کے قلمرو کے اندر کبہی نہ داخل ہوگی اور نہ گورنمنٹ انگریزی کوئی تجویز اونکی املاک و علاقجات کے ضبط کرلینے یا انتقام کے لئے عمل مین لاے گی -

مصنف

تحریر بتاریخ یکم جنوری ۱۸۰۶ء مطابق دسوین شوال ۱۲۲۰ ہجری ۱۲

[۱] ۱۸۰۵ء مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مسٹر مٹکاف صاحب سے اس مرہٹہ سردار کا ایک عجیب قصہ بیان کیا تہا یعنی جب ہلکر امرتسر کے قریب خیمہ زن تہا تو یہہ خبر پہونچی کہ لارڈ لیک صاحب اوسکے تعاقب مین دریای بیاس کے پار اوتر آئے یہہ سنتے ہی وہ فی الفور اپنے گہوڑے پر سوار ہوگیا اور اوسکی تمام فوج خوف کے مارے اپنے خیمون کو بجنسہ ایستادہ چہوڑکر بہت دور بہاگ گئی - مگر اوسکا اس خوف و تہلکہ کی ایک معقول وجہہ تہی کیونکہ ۱۸۰۴ء سولہوین نومبر کو لارڈ لیک صاحب نے جو بٹیالی کہنٹے کے اندر اٹھاون میل کا کوچ کرکے ہلکر کی فوج پر شبخون مارا تہا غنیم کو اس حملہ کی مطلق خبر نہ تہی اور صرف اوسوقت اونکی آنکھہ کہلی تہی جبکہ انگریزی توپخانہ سے گرابون کی بوچہاڑ اون پر پڑنے لگی اسکے بعد سیاہ انگریزی کا رسالہ حملہ کرکے اونکو خیمہ گاہ مین جا گہسا جس سے فوج دشمن تحت تاراج ہوگئی کے ساتہہ ہی بالکل منتشر ہوگئی یہانتک کہ ہلکر نے خود اپنی جان بڑی مشکل سے بچائی تہی اور تین ہزار آدمی سے زیادہ مجروح و مقتول ہوئے ۱۲ مصنف

مہم ۱۸۰۶ء مین فتح سنگہ کا مہاراجہ کے ہمراہ جانا۔

اکتوبر ۱۸۰۶ء مین جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ستلج کے جنوب کیطرف چڑہائی کی پہر سردار فتح سنگہ بہی اوسکے ساتہہ تہا مگر اس اہلووالیہ سردار کی مرضی اس مہم مین شریک ہونیکی نہ تہی لیکن چونکہ دوابہ جالندہر مین اب اس سردار کی حالت نازک تہی اسلئے ڈر کے مارے اوسنے انکار کرنا مصلحت نہ سمجہا۔

مہم جہنگ

دوسرے سال یعنی ۱۸۰۷ء مین وہ پہر مہاراجہ کے ساتہہ جہنگ کو گیا یہہ قلعہ فتح ہوا اور وہانکا حاکم احمد خان سیال نکالدیا گیا اس مہم مین چند مہینے صرف ہوئے اور بعد واپسی کپورتہلہ سردار فتح سنگہ نے ایک فوج قصبہ تلونڈی پر روانہ کی جو سوڈہیون کی ملکیت سے تہا مگر سکہان کنگ نے اوسپر قبضہ کرلیا تہا۔ فوج آہلووالیہ کے ساتہہ رنجیت سنگہ کی فوج بہی بسرکردگی سردار مت سنگہ بہڑانیہ کے بہیجی گئی تہی اور فوج لاہور کے اس مہم مین شریک ہونیسے سوڈہیون کے دیہات کی افسری کا معاملہ جو ۲۴ بئیس برس بعد فیصل ہوا تہا جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے قصور پر چڑہائی کی اوسوقت بہی سردار فتح سنگہ اونکے ہمراہ تہو ایک شدید مقابلہ و مقاتلہ کے بعد قصور فتح ہوا اور مع ضلع قرب وجوار کے علاقہ لاہور مین ملالیا گیا۔

مسٹر مٹکاف صاحب کی سفارت جانب لاہور۔

جب ستمبر ۱۸۰۸ء مین مسٹر مٹکاف صاحب جو رنجیت سنگہ کے پاس بطریق سفارت بہیجے گئے تہے قصور مین پہونچے تو سردار فتح سنگہ کو مع دیوان محکم چند اور دو ہزار سوارونکے اونکے استقبال کے واسطے بہیجا گیا اور انہونے لشکر سے چار میل کے فاصلہ تک استقبال کرکے صاحب موصوف کو اونکے خیمہ گاہ تک پہونچا دیا مگر جو بات چیت کہ بعد ازین مہاراجہ اور مسٹر مٹکاف صاحب کے باہم ہوئی اوس مین فتح سنگہ کو کچہہ دخل نہ تہا کیونکہ مہاراجہ کو ایک

ایسی شخص پر اعتبار رہا تہا جسکے اغراض ومطالب صریحا اوسکی اغراض ومطالب کے منافی تہی گو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ کو اوسکی ساتہہ ہمیشہ کچہہ نہ کچہہ ذاتی محبت ضرور رہی ہی ۔ مسٹر مٹکاف صاحب کی ایک چٹہی کے خلاصہ سی جو اس مقام پر درج کیا جاتا ہی معلوم ہوگا کہ فتح سنگہ کے رویہ اور رتبہ کی نسبت صاحب موصوف کی کیا رای تہی اور جو واقعات اسکے مابعد گذری ہین اون سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ رای فی الواقع ٹہیک اور صحیح تہی ۔

فتح سنگہ کا رویہ اور رتبہ سنہ ۱۸۰۹ء مین ۔

قولہ ۱۱ سردار فتح سنگہ اہلووالیہ کی نسبت اگرچہ عام خیال تو یہہ ہی کہ راجہ (رنجیت سنگہ) سے وہ بالتخصیص محبت رکہتا ہی مگر نفس الامر مین یون ہے کہ وہ اوس سے بالتخصیص ناراض ہی ۔

ایلائینس

رنجیت سنگہ اور فتح سنگہ کا (ایلائینس) یعنی دوستی و اتحاد باغراض ملکی اوایل عمر سے شروع ہوا تہا اور اوسکی ہی دوستی سے رنجیت سنگہ کو اس عجیب غریب عروج و ترقی مین بہت کچہہ مدد ملی ہی ۔ فتح سنگہ باعتبار رتبہ اور قوت کے رنجیت سنگہ سے ہرگز کم نہ تہا مگر اوسکی چپ چاپ اور دہیمی سکون طبیعت رنجیت سنگہ کی مردانہ اور حکومت پسند مزاج کی محکوم ہوگئی اور فتح سنگہ نے رنجیت سنگہ کو عروج و ترقی پر پہونچنے مین زینہ کا کام دیا ہی اور اب مثل سابق کے وہ اپنے تئین ایک ہمسر و ہم رتبہ رفیق و دوست نہین پاتا بلکہ ایک حاکم اعلے کا برای نام مصاحب پاتا ہی چنانچہ ظاہری ارتباط اور بے تکلفی تو اب تک قایم ہے مگر باہم دلی اعتماد نہین ہی وہ اب راجہ کے مشیرون اور رازدارون مین نہین ہی مگر ایک فوج کثیر کے ساتہہ رنجیت سنگہ کی ہمرکابی ہین بدون اس علم کے کہ کہان اور کس کام کے واسطے

جاتا ہوں چلا کرتا ہی لیکن فتح سنگه اب بہی باعتبار رتبہ اور اعزاز اور جنگی قوت اور وسعت
ریاست کے رنجیت سنگه کی فوج کے سردارون مین اول نمبر کا ہی ستلج کے مشرق مین جگراؤن سے
لیکر دریاے مذکور تک اور بالعموم وہ ملک جو ستلج اور بیاس کے مابین ہی اور وہ علاقہ جو بیاس
کے مغرب مین امرتسر تک منتہی ہوتا ہی اوسکے قبضہ مین ہی اوسکی عزت و ناموری بہت بڑی
ہے اور جو سردار لوگ کہ رنجیت سنگه سے بد دل اور ناراض ہین وہ سمجہتے ہین کہ اگر اوسکی حکومت
سے پہر آزاد ہو جاینگے لیکن کوئی جہنڈا باندہا چاہی تو اوسکا سرغنہ بنانے کے قابل یہی شخص ہی مگر جیسا
ظاہر اوس مین مطلقاً فساد کا مادہ بہی معلوم نہین ہوتا وہ ایک سلیم الطبع نیک طینت اور
سیدہا سادہ سا شخص پایا جاتا ہی مگر درا فتح آہلو مین لیاقت و قابلیت کی بہی کمی ہے
یہہ وہی سردار ہی جو دریاے بیاس کے کنارہ پر لارڈ لیک صاحب کے پاس گیا تہا اور وہان سے ہی اوسکی
آنکہون مین انگریزون کی ایسی قدر و منزلت سما گئی ہی جسکی باعث وہ گورنمنٹ انگریزی سے
یہہ توقع رکہتا ہی کہ وہی اوسکو رنجیت سنگه کی ناقابل برداشت زیادتیون سے نجات دے سکتی
ہے۔ ۱۱ انتہی۔

سنہ ۱۸۰۸ء مین جو ریاستہاے امیر وہ سے ستلج پر رنجیت سنگه نے مہم کی تہی فتح سنگه کا اوس مین شریک ہونا

۱۱ ماہ اپریل ۱۸۰۹ء یعنی جب تک کہ مسٹر مٹکاف صاحب مہاراجہ رنجیت سنگه
سے رخصت نہین ہوے سردار فتح سنگه مہاراجہ موصوف کے ساتھ رہے
اور علاقجات اندرونی ستلج مین جو سفیر انگریزی کی مرضی اور صلاح کے برخلاف
مہم اختیار کی گئی تہی اور جبکہ قریب تہا کہ گورنمنٹ انگریزی اور دربار لاہور کے باہم ناچاقی
ہو جاوے اوس مین بہی وہ مہاراجہ کے ہمرکاب تہا اور عہدنامہ منعقدہ بمقام امرتسر محررہ ۲۵ پچیسوین

اپریل کے دستخط ہونے کے وقت ہی موجود تہی جس سے وہ طول وطویل اور دیر تک کی گفت وشنید جو اسقدر تکلیف کی باعث ہوئی تہی خاطر خواہ انجام کو پہونچی تہی یعنی گورنمنٹ انگریزی نے مہاراجہ کے مقبوضات واقع شمال یعنی آنروی آب ستلج مین دست اندازی سے باز رہنے کا وعدہ کیا تہا اور مہاراجہ نے یہہ اقرار کر لیا تہا کہ دریای مذکور کے جنوب یعنی ملک انیروی ستلج مین آیندہ کسی قسم کی دست درازی نکی جاویگی —

فتح سنگہ اور مہاراجہ کے باہم انگریزون کی مخالفت مین ایک جدید سازش کی افواہ —

اگر اون خبرون کو جو گورنمنٹ کے ہندوستانی اخبار نویسون متعینہ لاہور نے صاحب رزیڈنٹ دہلی کے پاس قریب اختتام اوس سال کے بہیجی تہین معتبر مانا جاوی تو سردار فتح سنگہ گورنمنٹ کا اس قدر خالص خیرخواہ نہ تہا جیسا کہ مسٹر مٹکاف صاحب نے خیال کیا تہا - ان خبرون کا مضمون یہہ تہا کہ رنجیت سنگہ نے جسکو یہہ عہدنامہ بدل شاق گذرا تہا فتح سنگہ کے ساتہہ اپنی قدیمی ایلائینس یعنی اتفاق واتحاد باغراض پولیٹیکل کو پہر مستحکم کیا ہی اور گرنتہہ صاحب کو درمیان دیکر اخلاص ودوستی باہمی کی قسمین کہائی ہین اور مہاراجہ علانیہ کہتا ہی کہ اگر انگریزی فوج کو لدہیانہ پر قابض ومتصرف رہنی دیا جائیگا اور اسطرحپر ملک انیروی ستلج مین جو استحقاقاً خالصہ جی کی ملکیت سے ہے گاؤکشی ہونے دیجاویگی تو ہم پر اور تمام سکہون پر ہمیشہ کے لئے یہہ کلنک کا ٹیکہ رہیگا - اسلئے انگریزون کو صرف ملک انیروی ستلج ہی سے نہین نکالنا چاہیے بلکہ دہلی کو بہی ضرور فتح کرنا چاہیے اور فتح سنگہ کو ہدایت کی گئی کہ تیس ہزار سوار اور دس تو پین مہیا کرے اور اپنی فوجکو پہگواڑہ وکپورتہلہ وجنڈیالہ وغیرہ مناسب مناسب مقامات پر اسطرحپر متعین کرے کہ جب راجپوت راجاؤن کی فوجین

پہاڑ سے آئین تو اون سے باسانی شامل ہوجائین فتح سنگہ نے اسکی تعمیل کرنے کا وعدہ کیا مگر انگریزون کے ساتہہ جنگ کرنا جنکی عظمت اوسکے دل مین بیٹھی ہوئی تہی اوسکو دل سے منظور نہ تہا اور دو مہینے بعد شاہ شجاع بادشاہ کابل کے پنجاب مین آجانے اور رنجیت مہاراجہ کے ملتان پر چڑہائی کرنے کی تجویز نے اوسکی اینہر وی ستلج پر حملہ آور ہونے کے ارادہ اور توجہہ کو جسکا منصوبہ غالباً اوسنے کبہی بہی قطعی اور مصمم طور پر نہین کیا تہا اسطرف پہیر دیا۔

فتح سنگہ کا مہم کانگڑہ مین شریک ہونا ۱۸۰۹ء

فتح سنگہ مہم کانگڑہ مین بہی جو ۱۸۰۹ء مین واقع ہوئی تہی جبکہ راجہ سنسار چند کے اس مشہور و معروف قلعہ پر گورکہون کے سردار امر سنگہ تہاپہ نے ایک عرصہ دراز سے محاصرہ کیا ہوا تہا شریک تہا۔ اگلے سال کے موسم بہار مین جبکہ رنجیت سنگہ عازم ملتان ہوا فتح سنگہ کو لاہور اور امرتسر کی حفاظت پر مامور کر گیا اور فبروری ۱۸۱۱ء مین وہ مہاراجہ کے ہمراہ شاہ محمود برادر شاہ شجاع کے ملنے کے واسطے جو کشمیر کو جو اوس زمانہ مین کابل کا ایک صوبہ تہا جا رہا تہا راولپنڈی کو گیا۔

سردار بدہ سنگہ فیض اللہ پوریہ والی جالندہر کے استیصال مین مہاراجہ کو مدد دینا۔

اکتوبر ۱۸۱۱ء مین اوسنے دیوان محکم چند اور سردار جودہ سنگہ رامگڈہیہ کے ساتہہ سردار بدہ سنگہ والی جالندہر پر چڑہائی کی بدہ سنگہ کے پاس دوابہ جالندہر مین تین لاکہہ روپیہ سالانہ کا علاقہ تہا اور اس چڑہائی کے لئے ظاہری حیلہ یہہ بیان کیا گیا تہا کہ اوسنے رنجیت سنگہ کی خدمت مین حاضر ہونے اور اوسکو لڑائیون مین فوجی مدد دینے سے ہمیشہ انکار کیا تہا۔ یہہ بدنصیب سردار تاب مقابلہ کی نہ لاکر بغیر لڑائی بہڑائی کے ستلج کے پار بہاگ گیا اور اوسکا تمام علاقہ ضبط ہوکر مملکت لاہور مین ملا لیا گیا۔ اسکی وجوہات کی

طرف قیاس دوڑتا تا کہ فتح سنگہ اور جودہ سنگہ نے سردار جالندہر کے استیصال مین کیون
اعانت کی تہی چندان آسان نہین ہی کیونکہ ان سردارون کی نسبت خود یہہ خیال کیا جاتا
تہا کہ اونہون نے آپس مین بطور مخفی یہہ معاہدہ کیا ہوا ہی کہ لڑائی بہڑائی اور نفع و نقصان
مین مہاراجہ کے برخلاف ایک دوسری کی مدد کرتے رہینگے اور وہ اسلئے ضرور اس بات
کو جانتے ہونگی کہ اون گنتی کے سردارون مین سے جو رنجیت سنگہ کی غارتگری سے اب تک
بچے ہوئی تہی ایک ایسے عالیشان سردار کے تباہ کرنے مین مددگار بننا دراصل رنجیت سنگہ
کی قوت کا بڑہانا اور اوسوقت کا جلد تر بُلانا ہی جبکہ خود اونکو بہی اوسی کی سی حالت مین
مُبتلا ہونا ہوگا مگر غالبًا اونکو یہہ توقع ہوئی ہوگی کہ رنجیت سنگہ کی اطاعت اور فرمانبرداری
مین ہماری سلامتی اور بہبودی متصور ہی لیکن کمزوری اور غیر مستقل مزاجی کا جو انجام
ہوتا ہی اوس سے یہہ رامگڈہیہ سردار زیادہ دیر تک نہ بچ سکا اور سردار فتح سنگہ جو بچ رہا
یہہ صرف انگریزون کی حمایت کی بدولت تہا

پنجاب خاص مین اوسکی جنگی خدمتین۔

رنجیت سنگہ کی اکثر سالانہ مہمون مین فتح سنگہ مع اپنی فوج کے حاضر
رہتا تہا اور تیرہوین جولائی سنہ ۱۸۱۳ کو وہ جنگ حیدرو[1] مین بہی جبکہ فتح خان
وزیر و سپہ سالار کابل کو شکست فاش دیکر پنجاب سے نکال دیا گیا تہا شریک تہا اور بہمبر
راجوری اور بہاولپور کی چڑہائیون مین بہی اوسکو فوج کے ایک حصہ کی سرداری سپرد
تہی اور جبکہ اوسکی قدیمی دوست جودہ سنگہ رامگڈہیہ کی ریاست ضبط ہوئی تو اوسنے

[1] یہہ لفظ غالبًا حضرون ہی جو قلعہ اٹک کے قریب اینیر دہی دریاے اباسین واقع ہے ۱۲ محشی

اس غنیمت کا حصہ لینے مین بہی کچہہ پیش پیش تہی اور ملتان کے اخیر مشہور محاصرہ مین بہی جو سنہ ۱۸۱۸ع مین وقوع مین آیا تہا اور جبکہ بعد قتل ہونے نواب مظفر خان کے وہ کُل صوبہ مہاراجہ کے ہاتہہ آیا تہا وہ موجود تہا اور مقام تلنبہ مین جو ملتان سے پینتالیس ۴۵ میل کے فاصلہ پر شمال مشرق کی طرف واقع ہے خاص اوسکی فوج بطور ایک جنگی چوکی اور کمک کے مقرر و مامور تہی اور جبکہ سنہ ۱۸۱۹ع مین کشمیر پر چڑہائی کی گئی تو لاہور خاص کا انتظام اوسی کے سپرد کیا گیا تہا اور سنہ ۱۸۲۱ع مین اوسنے قلعہ منکیرہ کی تسخیر مین جو دوابہ سندہ ساگر کے ریگستان مین واقع ہے معاونت کی تہی۔

فتح سنگہ کے تعلقات گورنمنٹ انگریزی کیساتہہ

اگرچہ کہ اوسکی علاقجات مقبوضہ زیادہ تر دوابہ جالندہر مین آنروی ستلج واقع تہے تاہم وہ سنہ ۱۸۴۵ع سے پہلے گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ اوسکا ربط و ضبط بہت زیادہ نہ تہا سرداران ایپردی ستلج کی ریاستون کے بحال و برقرار رکہنے کی نسبت جو تہر دخالت و نو سرداری خود گورنمنٹ انگریزی نے کرلی تہی اگرچہ وہ اس قسم کی تہی کہ سردار فتح سنگہ اوسکو بخوشی اور دل سے قبول کرلیتا لیکن باوجود اسکی بہی اس عرصہ مین چند موقعون پر باہم گورنمنٹ انگریزی و سردار موصوف برادرانہ خط و کتابت کا چند بار اتفاق ہوتا رہا ہے۔

ذکر علاقہ ریاست بہڑوگ

چنانچہ اول موقع جو پیش آیا وہ ریاست بہڑوگ کے متعلق تہا یہہ ریاست جس مین قریب سو گانوکے شامل تہے سردار جسا سنگہ اہلووالیہ نے اپنے ایک متوسل مرزا سنگہ نامی کو عطا کی تہی جسکا بیٹا جواہر سنگہ سردار آہلووالیہ کی طرف

سے لڑکر مارا گیا تہا جب سنہ ۱۸۱۰ء و سنہ ۱۸۱۴ء مین حکام انگریزی ماموره ابنیرو ستلج نے
جہان سنگہ پسر جواہر سنگہ کو بحیثیت ایک ایسے سردار ہونے کے جو گورنمنٹ کے سایہ حفاظت
مین آگیا ہے بعض امور کی بجا آوری کی جو اوسکے ذمہ واجب تہی ہدایت کی اوسوقت اوسنے
اپنے تئین سردار فتح سنگہ آہلووالیہ کا ایک ذیلدار ظاہر کیا تہا۔

اور اوسکا علاقہ فتح سنگہ کی ضبطی مین آنا۔

اسوجہہ سے سنہ ۱۸۱۷ء مین سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے سردار ٹہروگیہ کی بعض
ہنگامہ پردازیون اور دست درازیون کے باعث فتح سنگہ کو ایما کیا کہ اوسکے علاقہ کو ضبط کرلے
بنابرین فتح سنگہ نے ایک فوج بسرداری میر نظام الدین ستلج کے اس پار روانہ کی
جسنے ٹہروگیہ کی فوج کو شکست دیکر کل علاقہ پر قبضہ کرلیا اور اس ہنگامہ مین فریقین کے طرفسے
قریب ہ سو آدمی کے کام آئے۔

اور جہان سنگہ کا بحال ہونا

جہان سنگہ اس زمانہ مین طفل سیزده ساله تہا اور اوسکی ماں اوسکی [illegible] دخل و اختیار
کی وجہہ سے ریاست کا کاروبار بالکل ابتر ہو رہا تہا جسنے [illegible] سنگہ اور [illegible] سنگہ کو استقدر [illegible]
[illegible] کر رکہا تہا کہ ہر قسم کے ظلم و زیادتیون کے مرتکب ہوتے تہے سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے جہان سنگہ
کا قصور بخیال اوسکی صغر سنی کے معاف کیا اور سردار فتح سنگہ کو ہدایت کی کہ ٹہروگیہ سے
اپنی فوج کو واپس بلاکر ریاست مذکوره جہان سنگہ کے قبضہ مین بدستور دیدین سردار فتح سنگہ
ریاست مذکوره کا واپس دینا نہین چاہتا تہا اور جیسا کہ سر چارلس مٹکاف صاحب انصافاً اپنی
ایک چٹہی مین بیان فرماتے ہین اس معاملہ مین یہہ ہدایت کسی قدر خالی از سختی نہ تہی قوله
سردار فتح سنگہ کا جہان سنگہ کی جایداد کے واپس دلادینے سے جبکہ اوسکو اوسکی ضبطی کی

اجازت ہو چکی تہی نقصان ہوا ہی۔ یہہ کارروائی مہان سنگہ کے حق مین بیشک رعایت آمیز اور فیاضانہ تہی مگر مین اسبات کا معترف ہون کہ اس سی فتح سنگہ کے حق مین ایک قسم کا جبر ہوا ہی گو مصلحت اسی کی مقتضی تہی ۔ اگرچہ سردار فتح سنگہ کو صاف صاف یہہ بات سمجہائی گئی کہ اگر تم ریاست بہڑوک کو بلا توقف واپس نکروگے تو تمہارا قبضہ اوٹہا دینے کے لئی ایک انگریزی فوج روانہ کی جائیگی تب اوسنے اپنے ذیلدار کو از سر نو قایم و بحال کر کے اپنی فوج کو ستلج پار بلا لیا۔

مہان سنگہ کا بدستور سرکش رہنا۔

مگر مہان سنگہ نے اس رعایت کی کچہہ قدر نکی اور ۱۸۲۵ء مین اوسنے سردار آہلو والیہ کی ذیلداری سے قطعاً انکار کر دیا اور صاحب ایجنٹ انگریزی کے کہنے سننے پر کچہہ التفات نہ کیا ناچار صاحب موصوف کو بخدمت حکام بالا دست اس بات کی درخواست کرنی پڑی کہ مہان سنگہ کا علاقہ کُلاً یا جزاً جب تک وہ تعمیل حکم نہ کرے معرض قُرقی مین رہنا چاہیے اسپر صاحب رزیڈنٹ دہلی نے بہی اگرچہ بہت کچہہ کوشش کی کہ وہ راہ راست پر آجاے مگر کچہہ کارگر نہوا اور چونکہ اوسنے اپنے تئین بالکل ایک منشی کے اختیار مین دیا ہوا تہا اور اوسیکے کہنے پر چلتا تہا کسی کی صلاح و نصیحت کو گو اوسکے حق مین کیسی ہی مفید ہو خیال مین نہین لاتا تہا اور علانیہ یہہ کہا کرتا تہا کہ فتح سنگہ کی ذیلداری قبول کرنے سے مجکو بہیک مانگنا پسند ہے۔

مہان سنگہ سے اطاعت قبول کرانے گورنمنٹ کا مصر ہونا

گورنمنٹ ہند نے جسکے روبرو یہہ معاملہ پیش کیا گیا تہا فتح سنگہ کی ذیلداری کو بلا تامل منظور کیا اور اس بات کی اطلاع چاہی کہ آیا از روی رواج و عملدرآمد

سکے وہ مہان سنگہ اور اوسکی فوج سے ستلج کے پار خدمت لینے کا استحقاق رکہتا ہے یا نہین صاحب رزیڈنٹ کو رئیس بالادست (یعنی سردار آہلووالیہ) کے اس استحقاق و اختیار مین شک و شبہ کرنے کی کوئی وجہہ نہ معلوم ہوئی کیونکہ جو عہدنامہ کہ سنہ ۱۸۰۹ع مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ساتہہ ہوا تہا اوس مین سردار فتح سنگہ کے قدیمی ذیلدارون اور ماتحت سردارون مین سے کوئی سردار اطاعت اور فرمانبرداری سے بری نہین کیا گیا تہا اور اسمین بہی کچہہ کلام نہین تہا کہ انعقاد عہدنامہ مذکورہ بالا سے پہلے مہان سنگہ یا اوسکے باپ دادا نے والیان کپورتہلہ کے ستلج پار خدمات لینے کے دعوی مین کبہی چون وچرا کیا ہو۔ گورنمنٹ ہند نے بہی صاحب رزیڈنٹ کی اس رائے کو پسند کیا اور فتح سنگہ کو اجازت دی کہ جسطرح مناسب سمجہے اپنی بالادستی کو اپنے زور و قوت سے خود تسلیم کرالے۔ مگر اسوقت فتح سنگہ خود مختلف قسم کے تردداتمین مبتلا تہا اسوجہہ سے جولائی سنہ ۱۸۲۶ع مین وہ اسطرف متوجہہ ہوا اور اپنے ذیلدار کی تنبیہہ اور اوسکو مطیع الحکم کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا اس معاملہ مین مداخلت کرنا۔

لیکن اس بات پر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے براہ حسد سردار فتح سنگہ کو بڑی قدغن کے ساتہہ یہہ ہدایت کی کہ مہان سنگہ کے مقابلہ مین بدون ہماری منظوری کے ہرگز کوئی مخالفانہ کارروائی نکی جائے اور یہہ لکہا کہ بہر رنگ پر جب کبہی فوجکشی کیجائے گی تو فوج لاہور بہی ضرور کپورتہلہ کی ممد و معاون ہوگی۔ مہاراجہ کی اس دست اندازی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سردار فتح سنگہ کی فوج کشی ملتوی رہگئی اور اونکا ذیلدار پورا پورا برگشتہ ہوگیا گورنمنٹ نے مہاراجہ کی مفسدانہ کارروائی پر کہ سردار فتح سنگہ کو محض

بہڑوگ کی طرف عزیمت کرنے سے ممانعت کرے اگرچہ زیادہ دست اندازی کرنا ضرور نہ سمجہا
لیکن صاحبان کا صاف اعلان کردیا کہ فوج لاہور کو بہرا ہی فوج کپورتہلہ ستلج کے عبور کرنے
کی ہرگز اجازت نہ دی جائیگی -

تعمیر قلعہ الیسرڈ

سنہ ۱۸۱۸ع مین گورنمنٹ انگریزی کو بمقام الیسرڈ جو علاقہ محفوظہ مین واقع
ہے ایک قلعہ کے بنانے کی نسبت دست اندازی کرنی پڑی - یہہ قلعہ قلعہ گوبندگڈہ واقع
امرتسر کی طرز پر بنایا گیا تہا اور محض حفاظت کے واسطے جسقدر ضرورت تہی اوس سے
بہت زیادہ بڑا اور مضبوط تہا اسکی تعمیر سے مہاراجہ پٹیالہ کو اندیشہ ہوا کیونکہ علاقہ الیسرڈ
کو ابتداءً اونکے مورث نے بشرکت جسّا سنگہ کے فتح کیا تہا اور اونکا علاقہ اوسکے گرد وپیش
واقع تہا - سردار فتح سنگہ نے اس منصوبہ سے دست کش ہونا نہ چاہا مگر تین برس کے بعد متعدد
احکامات کے پہونچنے پر اوسکی تعمیر ترک کی گئی -

ذکر مقدمہ کوٹلہ نہنگ خان

سنہ ۱۸۲۲ع مین ریاستہاے ملک محفوظہ کے متعلق درباب قرار دینے اندازہ و اختلاف
درجات ذیلداری اور مقدار اور درجۂ دست اندازی کے کہ ان سرداروں اور اونکے ذیلدارون
کے باہمی تعلقات مین گورنمنٹ انگریزی کہان تک مداخلت کرنیکی مجاز ہے ایک اہم سوال
پیدا ہوا جسکا مختصر حال لکہنا اس جگہہ لازم ہے - کوٹلہ کی گڑہی سردار فتح سنگہ کے علاقہ ہاے
اپہروی ستلج کے وسط مین واقع تہی اور ایک پٹہانون کے خاندان کے قبضہ مین تہی جن مین
نہنگ خان رئیس خاندان تہا مدتین گذری ہین کہ اس ریاست کو اوسکی مورثون نے بزور
شمشیر حاصل کیا تہا اور گورنمنٹ انگریزی و ریاست ہاے اپہروی ستلج کے باہمی تعلقات

قایم ہونے سے پہلے کسی قدر سردار فتح سنگہ کے ذیلداروں مین تہی مگر یہہ ذیلداری کامل طور کی نہ تہی بلکہ اوسی قسم کی تہی جو اونہوں نے وقتاً فوقتاً رؤسای پٹیالہ ورو پڑ و بلاسپور کی بہی اختیار کی تہی یعنی ایسی ذیلداری جو چہوٹے چہوٹے سرداروں کو ایام فتنہ و فساد مین بمجبوری اختیار کرنی پڑتی ہے —

سردار اہلو والیہ کا کوٹلہ پر اظہار حکومت کرنا —

سردار اہلو والیہ نے سنہ ۱۸۲۲ء کے موسم گرما مین بمراد ثابت کرنے اور جتانے اپنی بالادستی کے قلعہ کوٹلہ پر بزور قبضہ کر لیا اور باوجود اسکے کہ صاحب پولیٹیکل افسر متعینہ انبالہ کے متواتر احکامات پہونچے تب بہی قلعہ مذکور کے قبضہ سے دستکش نہوا —

اسکا کارروائی کا عذر

اور اس کارروائی کے لئے وجہہ ظاہری یہہ پائی گئی کہ خاندان کوٹلہ مین باہمی نزاع و فساد برپا ہو رہا تہا یعنی ایک عرصہ سے بلونت خان کی جو منجملہ چہوٹے بہائیوں کے تہا اوسکے اور بہائیوں سے نااتفاقی چلی آتی تہی اور اوسنے پہلے بہی دو مرتبہ سردار فتح سنگہ سے استعانت کی تہی اور اس شرط پر اوسکو مدد دی بہی گئی تہی کہ جنگی خدمت کیا کرے اور سردار آہلو والیہ کی بالادستی کو کامل طور سے تسلیم کرے — مگر ان دونوں موقعوں پر سردار موصوف نے اسقدر دست اندازی کبہی نہین کی تہی کہ قلعہ کوٹلہ پر اپنا قبضہ کر لیا ہو اور سنہ ۱۸۱۳ء مین سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے جبکہ سردار فتح سنگہ کو اسطرح کا خط لکہا تہا کہ اگر تم بہنگ خان کی ایذارسانی سے باز نہ آوگے تو تم پر فوجکشی کیجاے گی تو زیادہ دست اندازی سے باز آگیا تہا اور پہر اسیطرح سنہ ۱۸۱۹ء مین کپتان برچ صاحب کے لکہنے کا بہی ایسا ہی

اثر ہوا تہا اوسوقت سے یعنی سنہ ۱۸۱۹ء سے لیکر ابتک بلونت خان بمقام کپورتہلہ سردار اہلووالیہ کی خدمت مین رہتا تہا لیکن جون سنہ ۱۸۲۲ء مین پہر کوٹلہ کو واپس آیا اور اہلووالیون کی فوج کی مدد سے اپنے تینون بہائیون کو خارج کرکے قلعہ پر قابض ہو بیٹہا - لوادیان حالات کے صاحب پولیٹیکل افسر مقیم انبالہ نے حکام بالادست سے اسبات کی اجازت مانگی کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے استدعا کیجائے کہ فوج بہیجکر بلونت خان کو نکال دین اور اوسکی بہائی کو قلعہ پر پہر قابض کرا دین مگر حکام موصوف نے کوٹلہ کی نسبت فتح سنگہ کے دعوی کے باب مین اطلاع مزید طلب کی چنانچہ تحقیقات سے یہہ معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۱۳ء مین فتح سنگہ نے کوٹلہ کی چہارم کا دعوی کیا تہا اور یہہ دعوی چہارم بہی ایک ایسا امر تہا کہ جسکی بنا پر نہنگ خان کے ساتہ وقتاً فوقتاً مزاحمت کی گئی تہی معہذا اس مین بہی کوئی کلام نہین تہا کہ یہہ استحقاق گو اصل مین کبہی اسکا کچہہ وجود بہی ہو لیکن اب تو ۱۶ سولہ برس سے یعنی مسٹر مٹکاف صاحب کے لاہور کو جانے سے بہی دو سال پہلے سے مردہ پڑا ہوا تہا اور گورنمنٹ انگریزی باضابطہ طور پر اس امر کا وعدہ واعلان کرچکی تہی کہ ملک محفوظہ اپنر وہی ستلج مین سب سردارون اور رئیسون کے تنازعات باہمی متعلقہ حقوق ریاست وملکیت کا تصفیہ آیندہ اس اصول پر ہوگا کہ جو حقوق انمین سے کسی کو مسٹر مٹکاف صاحب کے عہد سے پہلے حاصل تہے وہ بدستور بحال وبرقرار رہین گے اگرچہ ان خوانین کوٹلہ کا خود مختار اور زیر حفاظت گورنمنٹ انگریزی ہونا بطور ضابطہ کبہی اعلان نہین کیا گیا تہا مگر یہہ کوئی معقول عذر نہین ہو سکتا تہا کیونکہ کسی سردار اور رئیس کی نسبت بہی جو گورنمنٹ کے محفوظہ قرار دئیے گئے تہے اس قسم کا اعلان نہین کیا گیا تہا اور اشتہار نامہ

حفاظت وکفالت مین جملہ سرداران ورئیسان ملک اندر دی ستلج کا ذکر صرف عام
اور مجمل طور پر کیا گیا تہا کوئی تفصیل وتشریح نام بنام ان سردارون کے نہین کی گئی
تہی قطع نظر اس سے سردار فتح سنگہ نے خود ایک مراسلہ مین جو جون ۱۸۱۵ع مین کپتان
برچ صاحب کے نام لکہا تہا اس دعوی چہارم سے اپنی بالکل دست برداری ظاہر کی تہی اور
یہہ دست برداری اسبات کا خاصا ثبوت تہا کہ اوسکا یہہ دعوی کسی استحقاق جایز کی
بنیاد پر مبنی نہ تہا - البتہ سر ڈیوڈ اکٹرلونی صاحب نے ایک مراسلہ سردار فتح سنگہ کو
ایسا ضرور لکہا تہا جسکے ایک فقرہ سے اوسکی اس دعوی کی کسیقدر تائید مستنبط ہوتی تہی مگر
صاحب موصوف نے جواب راجپوتانہ مین بعہدہ رزیڈنٹی سرفراز تہے اس معاملہ مین یون تحریر کیا
قولہ ،، کہ میری ذاتی راے کوٹلہ پر کپورتہلہ کی بالادستی تسلیم کرنے کی نسبت ہر طرح سے برخلاف
ہے اور اگر کوٹلہ کے تنازعات کے تصفیہ کے لئے مین نے کسی وقت سردار اہلووالیہ کے رعب وداب
کو استعمال مین لانا مناسب سمجہا ہو تو میرا یہہ فعل برطبق میرے اس عام قاعدہ کے ہوا ہے
کہ مین ہمیشہ اس قسم کے کامون مین زیادہ ذی وقعت وذی رعب رئیسون کا کام لیا کرتا
تہا اور اوس سے میرا یہہ ارادہ ہرگز نہین ہوتا تہا کہ اس قسم کی کارروائیان سرداران مامور شدہ
کی کسی قسم کی بالادستی پر محمول کیجاوین -

اس مقدمہ مین گورنمنٹ کا فیصلہ

گورنمنٹ ہند نے جسکی خدمت مین یہہ مقدمہ بغرض تصفیہ بہیجا گیا تہا یہہ فیصلہ
صادر کیا کہ گو فتح سنگہ کو کسی زمانہ مین کوٹلہ پر بالادستی حاصل تہی مگر
قبل داخل ہونے حکومت سرکار انگریزی کے اس ملک مین اوسکا استحقاق زایل وباطل

ہوچکا تہا کچہہ تو خود اوسی کی اس کاروائی کے سبب سے کہ اوسنہو افغانان کوٹلہ کے خراج کو اونکی خدمات بہادرانہ کے صلہ مین بطیب خاطر معاف کردیا تہا اور کچہہ اس وجہہ سے کہ وہ اونکو دیگر سرداران سکہہ کی دست درازیون اور بیجا مطالبات سے محفوظ رکہنے کا حریص رہا تہا۔ بنابرین سردار فتح سنگہ کو فہمایش کی گیی کہ کوٹلہ کے معاملات مین کسی قسم کی دست اندازی کا قصد نکرے اور نہنگ خان کے حقوق بدستور قایم و بحال کیے گئے اور قلعہ کوٹلہ مین جو بلونت خان کا نصف حصہ تہا ضبط کرکے وہ بہی اوسکے بڑے بہائی کو ہی دلادیا گیا۔

سردار فتح سنگہ کا اپنے علاقہ آنرو ہی ستلج کو چہوڑکر اسطرف چلا آنا

بتاریخ ستائیسوین دسمبر ۲۵ ۱۸ء سردار فتح سنگہ اس اندیشہ سے کہ فوج لاہور کی دو پلٹنین اوسکے ملک کی طرف بڑہی چلی آتی تہین اپنی سب فوج سمیت ستلج کے اس پار بہاگ آیا اور جگرانو واقع ملک محفوظہ مین پناہ گیر ہوکر اپنے کل علاقہ آنرو ہی ستلج کو مہاراجہ کے واسطے چہوڑ آیا سردار موصوف ایک عرصہ سے اپنے اس قدیمی دوست اور دہرم بہائی کی طرف سے ترسان رہتا تہا اور یہہ سمجہتا تہا کہ مبادا میرا حال بہی رانگڈہیہ سردار کا سا نہو جیسکے سانہہ باوجودیکہ مہاراجہ نے اسیطرح دایمی دوستی اور اخلاص کا عہد کیا ہوا تہا مگر جسدم کہ موقع ہانہہ آیا فوراً اوسکے ملک کو چہین لیا یہہ بالکل صحیح ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی یاری اور عہد و پیمان صرف اوسوقت تک قایم رہتے تہے جب تک کہ اوسکے ذاتی مطالب مین حارج نہوتے ہون مگر اس موقع پر فتح سنگہ کا اسقدر متردد اور خایف ہونا بیجا تہا کیونکہ وہ منجملہ اون معدود لوگون کے تہا جنکی طرف مہاراجہ کو اگر کچہہ دلی اور واقعی نظر عنایت تہی تو وہی چند شخص تہے۔

فتح سنگہ کا گورنمنٹ انگریزی سے اپنے علاقہ آنروے ستلج کی حفاظت اور کفالت حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا۔

اب اس سردار نے گورنمنٹ انگریزی سے اپنے علاقجات آنروے ستلج کی حفاظت کے واسطے ایک قسم کی کفالت حاصل کرنے کی کوشش کی اور اونسے بیان کیا کہ مہاراجہ کا ارادہ میری طرف اچھا نہین معلوم ہوتا اس وجہہ سے میری جان اور مال معرض خطر مین ہی اور چونکہ مین ۱۸۰۵ع سے یعنی جبکہ لارڈ لیک صاحب کے ساتہہ عہدنامہ عمل مین آیا تہا برابر گورنمنٹ انگریزی کا خیر اندیش و ہوا خواہ رہا ہون اور اب مین ستلج کے شمال مین اپنی آبرو اور ملک کی حفاظت کیواسطے گورنمنٹ سے امداد وحمایت چاہتا ہون پس جو مراعات کہ خیر اندیشون کے ساتہہ مرعی ہونی چاہئے مین اوسکا مستحق ہون۔

گورنمنٹ انگریزی کا اسکو نامنظور کرنا۔

یہہ بات جو سردار کو مقصود تہی بلاشبہہ اسکی منظوری محال تہی کیونکہ ستلج کے شمال مین مہاراجہ کی کارروائیون کا مانع ومزاحم ہونا نہ تو گورنمنٹ کو ہی منظور تہا اور نہ ۱۸۰۹ع کے عہدنامہ کے بموجب ایسا کرنے کے لئے کوئی عذر اور حیلہ بہی قایم ہو سکتا تہا بلکہ سردار فتح سنگہ کے علاقجات ایہر وے ستلج بہی کلیتًا گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین نہ تہے یعنی یہہ علاقے جو اسوقت چارسو چون مواضعات پر مشتمل تہے منجملہ انکے دو سو اکانوے ۲۹۱ گانو سردار موصوف کے قبضہ خاص مین تہے اور ایک سو تریسٹھہ دیہات جاگیرداروں کے پاس تہے - اور تعلقہ نراین گڈہ جس مین چہیالیس گانو شامل تہے اور جگرانو جس مین چہیاسٹھہ ۶۶ گانو تہے ۱۸۰۶ع مین مہاراجہ کی طرف سے بشرط ادائی نذرانہ عطا ہوے تہے اور ان دونون تعلقجات پر گورنمنٹ نے سرکار لاہور کی بالادستی کو قبول کیا ہوا تہا -

سردار فتح سنگہ کے بعض علاقجات اپیرو ستلج کا بطور عطیہ لاہور ہونا۔

چنانچہ دربارہ مقبوضات سردار موصوف جس قاعدہ پر بطور اصول عمل کیاجانا مناسب متصور ہوا تہا اوسکو سرچارلس مٹکاف صاحب نے اپنی چٹہی مورخہ چودہوین جنوری ۲۶ ۱۸۰۸ء مین یون بیان کیا تہا قولہ ۱۱ جو علاقے ستلج کے کنارہ چپ پر سردار فتح سنگہ یا اوسکے مورثون کے قبضہ مین قبل قایم ہونے اتحاد مابین اوسکے اور راجہ رنجیت سنگہ کے تہے راجہ موصوف کا اونسے کچہہ سروکار متصور نہین ہوسکتا اور اس وجہہ سے زیر حفاظت گورنمنٹ انگریزی سردار فتح سنگہ کے قبضہ مین قایم وبحال رہنے چاہئین اور اسی قاعدہ کو اون علاقون تک بہی توسیع دینی چاہئے جو دریاے مذکور کے اوسی کنارہ پر بشرکت رنجیت سنگہ ایسے زمانہ مین سردار موصوف نے حاصل کئے تہے جبکہ یہہ دونون رئیس اپنی فتوحات کو بحصہ مساوی آپسمین تقسیم کیا کرتے تہے لیکن جو علاقہ ایسا ہو کہ سردار موصوف کے قبضہ مین بطور عطیہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے آیا ہوا ہو اوسپر راجہ موصوف کے دعوی بالادستی کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ اس قسم کا قبضہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حق حکومت اور فتح سنگہ کی ماتحتی کو ثابت کرتا ہے ۱۱

سردار فتح سنگہ کے علاقجات آنروی ستلج پر مہاراجہ کا قابض ہوجانا اور اوسکا کپورتہلہ کو پہر واپس جانا۔

فتح سنگہ کے اسطرف بہاگ آنے پر اگرچہ مہاراجہ نے اوسکے مقبوضات آنروے ستلج پر قبضہ کرلیا اور اوسکی فوج کو قلعون وغیرہ مین سے نکالدیا مگر باینہمہ مصالحت وصفائی کے واسطے اپنی دلی خواہش ظاہر کی اور اوسکی جان ومال کے امن وامان اور ریاست کے برقرار رکہنے کے واسطے جس قسم کی طمانیت مطلوب ہو اوسکے دینے کا اقرار کیا ہرچندکہ سردار فتح سنگہ مہاراجہ کے وعدون اور اقرار دن پہ

اعتماد نکرتا تہا لیکن ۱۸۴۲ء مین اوسنے کپورتہلہ کو واپس چلاجانا ہی قرین مصلحت سمجہا اور زیادہ تر اسوجہہ سے مناسب جانا کہ گورنمنٹ انگریزی نے اوسکے علاقجات آنروے ستلج کے بارہ مین کسی قسم کی دست اندازی کرنے سے انکار کردیا تہا۔

سردار فتح سنگہ کے موروثی علاقجات واقع اینروی ستلج کا زیر حفاظت گورنمنٹ انگریزی ہوجانا۔

مگر اوسکے موروثی علاقجات اینروے ستلج کی نسبت حفاظت گورنمنٹ کا استحقاق مسلم ہوگیا اور یہہ ایسا استحقاق تہا کہ جسکا تسلیم کرانا فتح سنگہ کی عین دلی مراد تہی کیونکہ اوسکو یہہ احتمال قوی تہا کہ ستلج کے جنوب مین کبہی نہ کبہی پہر پناہ لینی پڑیگی۔ قطع نظر اس امر سے کہ جس خوف سے فتح سنگہ کو بہاگنا پڑا تہا وہ درجہ اعتدال سے زیادہ تہا یا نہین یہہ امر واقعی ہے کہ اور لوگون کو بہی اسی قسم کے اندیشے لاحق ہوئے تہے چنانچہ اکتوبر ۱۸۲۹ء مین سردار دیوا سنگہ جو نامی سرداران آنروے ستلج مین سے تہا اور دوابہ جالندہر مین ایک لاکہہ پچیس ہزار روپیہ کی آمدنی کا ملک او رممالک اینروے ستلج مین پچیس ہزار روپیہ کا علاقہ اوسکے پاس تہا اپنے اوس سب علاقہ کو جو ستلج کے کنارہ راست پر واقع تہا چہوڑچہاڑکر سیالبہ کو بہاگ آیا تہا۔

اور نیز گورنمنٹ کی نظر مہربانی کے اثر سے اوسکو دیگر علاقجات کا بہی مہاراجہ کے ہاتہہ سے بچ جانا

ہرچند کہ گورنمنٹ نے مداخلت اور دست اندازی صاف وصریح سے انکار کردیا تہا مگر اوس ہمدردی اور طرفداری کے اظہار سے جو فتح سنگہ کے معاملہ مین کیگئی تہی اوسکے دونون علاقے یعنی اینروے و آنروے ستلج بچ گئے یہان تک کہ جب ۱۸۲۶ء مین مہاراجہ نے پہگواڑہ کو جو منجملہ اون عملیات کے تہا جو سردار موصوف کو مہاراجہ کی طرف سے ابتداءً عطا ہوئے تہے ضبط کرلیا تو اس خیال سے کہ مبادا گورنمنٹ

انگریزی سردار موصوف کی خاطر سے دست اندازی کرکے اوسکو معاً واپس کردیا۔[۵۱]

وفات سردار فتح سنگه ۱۸۳۷ء و جانشینی نہال سنگه۔

فتح سنگه اپنی اخیر عمر مین ایک گونہ عزلت گزینی کے ساتہ کپورتهله مین رہا کرتا تہا اکتوبر ۱۸۳۷ء مین سردار موصوف نے اس جہان فانی سے رحلت کی اور بجائے اوسکے اوسکا بیٹا نہال سنگه جانشین ہوا اور گورنمنٹ انگریزی نے بہی اوسکی گدی نشینی کو منظور کرلیا۔

[۵۱] کتاب کیفیت خاندان کپورتهله سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار فتح سنگه کے جگرانو سے واپس جانیکے بعد منجملہ مقبوضات سردار موصوف مہاراجہ رنجیت سنگه نے مفصلہ ذیل مواضعات و مکانات واپس نہین دیے تہے۔

نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مواضعات	نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مواضعات
۱	اورنگ آباد	۸	۱۹	چورجاپ	۰
۲	بوہ	۹	۲۰	بجوناله	۱
۳	بلاچور	۱۷	۲۱	چولیہ	۱۹
۴	بوہ دلسل	۱۳	۲۲	دہرم کوٹ	۱۵
۵	بوندالہ	۵	۲۳	رائے پور	۱۵
۶	بہنگا	۵	۲۴	ستنالہ	۲۸
۷	پنڈوری	۲	۲۵	سرہالی	۱۶
۸	بیتی	۱۵	۲۶	صرتیج معہ ملکہ	۷
۹	تشکه	۱	۲۷	منجملہ فتح آباد	۶۵
۱۰	ٹانڈہ ارمڑ	۱۰	۲۸	فتح کوٹ	۲۴
۱۱	تلونڈی سیتاران	۷	۲۹	فتح گڈہ	۲۹
۱۲	منتہی واقعہ کوہستان	۹	۳۰	گڑہ اہلووالیہ امرتسر واله	۱۶ محال
۱۳	جلال آباد	۶	۳۱	کرتارپور	۰
۱۴	جنڈیالہ دورنوالی	۳۴	۳۲	کوٹ بادل خان	۸
۱۵	جالندہر	۰	۳۳	کلیتا	۸
۱۶	جہتنا	۳	۳۴	کہوسپال	۱
۱۷	چونکی اوتلروالی	۱۹	۳۵	لاڈیان	۱۳
۱۸	دہنڈل چک	۱۱	۳۶	نمہالی مقصود ہے	۸

مگر مہاراجہ لاہور اور اوسکے حراف[۵۱] وزیر راجہ دہیان سنگہ کو یہہ امر منظور نہ تہا کہ ریاست اہلوالیہ بدون مترتب ہونے اونکی نفع کے اسطرح سے دوسرے ہاتہہ مین منتقل ہوجاوے[۵۲] ـ

امر سنگہ کی سازشین

لہذا نہال سنگہ کے چہوٹے بہائی امر سنگہ کی اس ہوس کو کہ اپنے بڑے بہائی کو خارج کر کے خود ریاست پر قابض ہوجاوے تقویت دی گئی مگر اوسنے بے صبری سے موقع کا انتظار نہ کیا جو دربار لاہور کو بہاری بہاری نذرانے دینے سے بہت جلد نصیب ہو سکتا تہا بلکہ بعض ملازمان ریاست آہلووالیہ سے سازش کر کے اپنے بہائی کے قتل کا بندوبست کیا اور جسوقت کہ نہال سنگہ اپنے حرم سرا سے صرف ایک خدمتگار کے ساتہہ باہر آرہا تہا اوسپر قاتلون نے حملہ کیا مگر اوسنے بہادری سے اپنی جان بچائی گو کچہہ خفیف زخم آئے اور اوسکے خدمتگار کو جسنے کمال جان نثاری سے اپنے تئین اپنے آقا کی سپر بنا دیا تہا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ـ جب اس

نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مواضعات	نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مواضعات
۳۷	ہیبت پور	۲۳	۴۱	دیرکہ ساہور	۲
۳۸	نور محل	۲۲	۴۲	ہوشیار پور	۰
۳۹	ویروال	۵	۴۳	ہلوارہ	۰
۴۰	دیرکہ	۳		میزان	۵۱۴

کتاب مذکورہ بالا مین میزان دیہات کی نہین لگائی ہی لیکن راقم نے میزان دیہات لگادی ہی اور اوس کتاب مین جس جس طرحپر ان مقامات کے نام لکہے ہین ویسی ہی یہان نقل کردئے ہین لیکن شبہ ہی کہ بعض نام صحیح نہون کیونکہ کاتب کی بے احتیاطی سے اور مقامات کتاب مذکورہ مین بہی کتنی ہی غلطیان پائی گئی ہین ـ سید محمد حسین

[۵۱] اگرچہ اصل کتاب مین لفظ (آن سکرو پلس ہی) جو ایسے شخص کو کہتے ہین جو کسی مطلب کے حصول کے لئے کسی فعل کے جائز یا مناسب ہونے کی پروا نکرتا ہو مگر ہمنے اسکے ترجمے مین لفظ حرّاف کو بہ نسبت کسی اور لفظ کے اختیار کرنا بہتر خیال کیا ـ سید محمد حسین ـ

[۵۲] کیفیت خاندان کپورتہلہ مین لکہا ہی کہ جب سردار فتح سنگہ کے انتقال کے بعد ماہ کاتک سمت ۱۸۹۳ سردار نہال سنگہ بمقام لاہور مہاراجہ رنجیت سنگہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو مہاراجہ نے بجائے رحم کے براہ بے رحمی مبلغ چار لاکہہ روپیہ نقد نذرانہ لیا اور زبردستی پانسو پیادے اور زنبورک کی نوکری دستور سابق سے زیادہ لکہوا لی ـ سید محمد حسین ـ

حادثہ کی خبر مہاراجہ لاہور کو پہونچی تو اوسنے دونون بہائیون کو طلب کیا اور بڑے بہائی کے ساتہہ ہمدردی کا اظہار کرکے اوسکو یہہ ہدایت کی کہ امر سنگہ کو ایک علیحدہ جاگیر تیس ہزار روپیہ سالانہ کی بجاے ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کے جسکا وہ خواستگار تہا دیدے اور وطن کو واپس جاے اور اون لوگون کی نسبت جو اس سازش و فساد مین شریک ہوئے تہے یہہ فرمایا کہ اونکو ایک عبرت انگیز سزا ملنی چاہئے۔ لیکن نہال سنگہ کے واپس جانیکے بعد ہی امر سنگہ کے حال پر پہر نظر عنایت ہوگئی اور ایک خاطر خواہ نذرانہ کا اقرار لیکر اوسکو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ اپنے بہائی سے ایک لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ چہین لینے کی کوشش کرے چنانچہ اس بات مین وہ یہانتک کامیاب ہوا کہ یکایک آکر نہال سنگہ کو پنجرہ مین قید کرلیا اور تاوقتیکہ اوس سے تعلقہ سلطان پور کے دیدینے کا وعدہ نہ کرالیا رہائی نہ دی۔

ذکر قایم رہنے نزاع کا مابین ہر دو برادران

رنجیت سنگہ کے باقی عہد حکومت اور اوسکے جانشین کہرک سنگہ کے عہد فرمانروائی مین ان دونون بہائیون کے مابین برابر سخت نزاع و فساد جاری رہا اور حکام لاہور کو بے انتہار شوتین دینے پر بہی اپنے قیام حکومت کی طرف سے سردار نہال سنگہ کو اطمینان حاصل نہین تہا۔ جب شیر سنگہ دعویدار سلطنت لاہور ہوا نہال سنگہ نے اس امید سے اوسکی تائید کی کہ اپنے بہائی اور راجہ دہیان سنگہ وزیر کے مقابلہ مین (جس سے شیر سنگہ بدل ناراض تہا گو وہ بدون دہیان سنگہ کی مدد دہی کر قایم بہی نہین رہ سکتا تہا) مجکو بہت بڑی مدد پہونچیگی۔ مگر یہہ بیمار راجہ ایک نا مستقل مزاج آدمی تہا اسلئے تہوڑے ہی دنون مین امر سنگہ کو دربار لاہور مین بہت کچہہ رسوخ حاصل ہوگیا اور اس مین

شک نہین ہو کہ اگر اوسکو ناگہانی موت نہ آجاتی تو غالبا اوسکے دعوی تسلیم ہی ہوجاتے
اور سردار نہال سنگہ بیدخل کردیا جاتا۔

وفات امر سنگہ

اٹھائیسوین مارچ کو مہاراجہ شیر سنگہ بہراہی راجہ دہیان سنگہ۔
راجہ ہیرا سنگہ۔ جمعدار خوشحال سنگہ۔ بہائی گورمکہ سنگہ۔ رای کیسری سنگہ۔
سردار عطر سنگہ کالیانوالہ اور سردار امر سنگہ اہلو والیہ کے ایک کشتی مین سوار ہوکر دریائے
راوی کی سیر کررہے تہے اگرچہ موسم اچہا تہا اور آندہی یا مینہہ وغیرہ کچہہ تہا مگر کشتی مین
دفعتًا پانی بہر آیا اور غرق ہوگئی سردار امر سنگہ تو ڈوب گیا اور باقی اشخاص بدقت تمام
اپنی سواری کے ہاتہیون کی موجودگی کیوجہہ سے جو کنارے پر حاضر تہے اور اونکی امداد کے لئے فورًا دریا
کے اندر ڈالدیئے گئے تہے جان سلامت لیگئے۔

دریائے راوی پر سیر کشتی اور اوسکے نتائج۔

اس واقعہ کی نسبت لاہور مین لوگون کا بالعموم یہہ خیال تہا کہ یہہ کوئی امر اتفاقی
نہ تہا بلکہ خود مہاراجہ کے اشارہ سے یہہ کشتی ڈوبائی گئی تہی تاکہ جمعدار خوشحال سنگہ
جس سے وہ رانی چند کنور کی طرفداری کیوجہہ سے عداوت و بغض رکہتا تہا غرق ہوجائے۔ یہہ حرکت
اگرچہ قرین قیاس ہے مگر کوئی ثبوت اور شہادت اسکی صحت کے لئے نہین ہے اور اس واردات
سے اگر کسی کو کوئی فایدہ پہونچا تو وہ صرف سردار نہال سنگہہ تہا کہ اوسکو اول تو ایک
سخت دشمن سے ہمیشہ کیواسطے مخلصی حاصل ہوگئی۔ دوسرے راجہ دہیان سنگہ سے صلح
وصفائی کرکے اور ایک معقول نذرانہ دیکر اپنے بہائی کی جاگیر واقعہ سلطان پور کی سند
بہی اوس سے حاصل کرلی۔

کپورتہلہ کے ساتھہ وجہہ عناد مہاراجہ شیر سنگہ حسب روایت کپورتہلہ

مہاراجہ شیر سنگہ کے عناد کی وجوہات جسطرح جیر کہ سرداران آہلو والیہ بیان کرتے چلے آتے ہین کسقدر عجیب و غریب ہین یعنی پانچوین نومبر ۱۸۴۰ء کو مہاراجہ کہرک سنگہ اور اوسکے بیٹے کے انتقال کرجانے پر جب شیر سنگہ نے یہہ دیکہا کہ کل دربار میری ادعای جانشینی کا مخالف ہی تو اوسنے مقام بٹالہ سے جہان وہ سکونت پذیر تہا مسٹر کلرک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سے مولوی رجب علی اور مولوی غلام محمد خان ایک اہلکار ریاست آہلووالیہ کی معرفت سلطنت لاہور کے حاصل کرنے مین گورنمنٹ انگریزی کی اعانت کی استدعا کی اور اس اعانت کے عوض مین گورنمنٹ کو صوبہ کشمیر کے دیدینے کا وعدہ کیا۔ اگرچہ ہمدرین اثنا شیر سنگہ کو جمون والون کی مدد سے مہاراجگی مل گئی مگر چونکہ اوسکو یہہ شک تہا کہ شاید بدون منظوری گورنمنٹ انگریزی کے مین اپنے اس منصب کو قایم نہ رکہہ سکون اسلیے اوسنے کرنل موہن لعل کو دوبارہ مسٹر کلرک کے پاس باین مراد روانہ کیا کہ اوسکا استحقاق مسند نشینی تسلیم کیا جاوے اور معمولی خریطہ مبارکباد کے بہیجا جاوے مسٹر کلرک نے مہاراجہ کے اس معتمد کو مطلوبہ خریطہ دیکر رخصت کردیا اور کشمیر کے وعدہ کا بہی جسکی بابت اوسنے اپنی لاعلمی ظاہر نہین کی تہی اوسکی معرفت یاددہانی کرائی مگر شیر سنگہ کی قوت چونکہ اب کافقد جم گئی تہی اسلیے کشمیر کی نسبت اس قسم کا وعدہ واقرار کرنے سے اوسنے قطعًا انکار کیا اور فقیر عزیز الدین کو مسٹر کلرک کے پاس اس معاملہ مین گفتگو اور بحث کرنے کے واسطے روانہ کیا چونکہ کوئی تحریری دستاویز موجود نہ تہی جو پیش کیجاتی بنابران آہلووالیون کے معتمد مولوی غلام محمد خان کو ادای شہادت کے واسطے طلب کیا گیا مولوی مذکور اگرچہ ازراہ خوف کل حال

توسیع بیان نہ کرسکا مگر پہر بہی اسقدر کہدیا کہ جس سے مہاراجہ شیر سنگہ کی بدعہدی پایہ ثبوت کو پہونچ گئی اور باین وجہہ سردار نہال سنگہ سے اوسکو دلی کینہ اور دلی عناد ہوگیا ۔[ملہ]

سردار نہال سنگہ کی طرف سے چند موقعوں پر ایسے کاموں کا سرانجام ہونا جو باعث خوشنودی گورنمنٹ انگریزی تہے ۔

اس سردار کو چند موقعے ایسے بہی ہاتہہ آئے تہے کہ جن مین وہ گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اپنی ہواخواہی کا اظہار کرسکا تہا چنانچہ جب لارڈ آکلینڈ صاحب گورنر جنرل کشور ہند سنہ ۱۸۳۸ع مین رونق افروز پنجاب ہوئے تو سردار موصوف نے رسد کے بہم پہونچانے مین بہت کچہہ اعانت کی اور بوقت واپسی جناب گورنر جنرل صاحب بہادر ممدوح اوسنے ایک پل بمقام ہری کی لارڈ موصوف کے پار اونرنے کے واسطے طیار کرایا اور بمقام ٹکہو آکر ملاقات کی اور جو فوج انگریزی مہم کابل پر روانہ ہوئی تہی اوسکی رسد رسانی کے بارہ مین بہی مدد دی اور پہر سنہ ۱۸۴۲ع کی مہم کابل مین اسکی کچہہ فوج بہی بسرکردگی حیدر علی خان شریک افواج انگریزی ہوکر جلال آباد تک گئی تہی ۔

قتل شیر سنگہ واقعہ سنہ ۱۸۴۳ع

پندرہوین ستمبر سنہ ۱۸۴۳ع کو مہاراجہ شیر سنگہ مقتول ہوا اور دلیپ سنگہ کو اوسکا جانشین مقرر کیا گیا اگر سردار نہال سنگہ کچہہ بہی صاحب جرأت وہمت ہوتا تو وہ اسوقت تمام پنجاب مین سب سے زیادہ نامی گرامی شخص ہوجاتا کیونکہ راجہ دہیان سنگہ تو مر ہی چکا تہا اور سرداران سندہانوالیہ کا جتہا بہی ٹوٹ گیا تہا

[ملہ] فاضل مصنف نے اون تمام مطالب مندرجہ کتاب کی نسبت جو سنہ ۱۸۰۹ع کے بعد کے ہین جابجا حاشیون مین سرکاری تحریرات کے نمبر اور تاریخین وغیرہ بطور حوالہ کے لکہدی ہین مگر اس روایت کی نسبت کسی سرکاری تحریر کا حوالہ نہین دیا اس سے پایا جاتا ہے کہ اس روایت کی تائید مین کوئی سرکاری تحریر اونکی نظر سے نگذری ہوگی ۱۲ محمد حسین ۔

اور نیز وزیر ہیرا سنگہ سے اہل فوج نفرت کرتے تہے -

اور نہال سنگہ کا لاہور جانے سے انکار کرنا اور اوسکی پست ہمتی -

لیکن باینہمہ سردار آہلووالیہ نے معاملات لاہور مین مداخلت کرنیکا قصد نکیا بلکہ حسب معمول تقریب دسہرہ مین بہی جو اکتوبر کے مہینے مین ہوتی ہی جانا پسند نکیا اور اس عدم حاضری کی نسبت اپنی علالت طبع اور مہاراجہ شیر سنگہ وراجہ دہیان سنگہ کے بہولون کے کپورتہلہ آنیکا حیلہ کیا اور گو اوسنے معمولی نذر وتحایف نہ بہیجے مگر دلیپ سنگہ کو گدی نشینی کی مبارکباد بہیجکر خود اپنا قصد لاہور آنیکا بعد تہوڑے عرصہ کے ظاہر کیا لیکن مہینون تک اپنی روانگی کسی نہ کسی حیلہ سے ٹالتا ہی رہا - اصل وجہہ یہہ تہی کہ وہ بالطبع کم دلا اور پست ہمت تہا اور پنجاب مین سربرآوردگی کل حاصل ہوسکنے کی امید سے بہی اوسکی اولوالعزمی کو تحریک نہوئی اگر وہ راجہ گلاب سنگہ جمون والہ کے مقابلہ مین جس سے کوئی راضی نہ تہا اور فی الواقع لوگون کی ناراضی اوس سے بیجا بہی نہ تہی فوج و سرداران خالصہ کی سرگروہی اختیار کرتا تو اوسکو بلاشبہ غلبہ حاصل ہوجاتا اس زمانہ مین دربار لاہور کے سکہہ سردارون مین سوا آہلووالیہ سردار کے کوئی دوسرا ایسا سردار جو بہت بڑہ کر صاحب اقتدار اور ذی رسوخ ہو اور جسکی

سردار لہنا سنگہ مجیٹھیا

فتشا و پر فوج خالصہ چل سکتی ہو صرف ایک لہنا سنگہ مجیٹھیا تہا مگر وہ بہی نہال سنگہ سے کم پست ہمت اور ڈرپوک نہ تہا اور عین ایسے وقت مین جبکہ ملک کو اوسکی صلاح و مشورہ اور امداد کی ضرورت تہی ترک وطن کرکے پنجاب سے چلا گیا مگر سنہ ۱۸۴۴ع کے دسہرہ کی تقریب مین جو اکیسوین اکتوبر کو ہوئی تہی سردار نہال سنگہ نے کچہہ اپنی فوج لاہور کو

روانہ کی کیونکہ یہہ قاعدہ تہا کہ فرمانروائی لاہور اس تقریب مین کل فوج کا جایزہ لیا کرتا تہا اور ہر درجہ کے افسر اور سردار اوسکو مبارکباد اور پیشکش دیا کرتے تہے لیکن سردار نہال سنگہ بذات خود حاضر نہوا اور یہہ عذر کر دیا کہ مجھے جوالا مکہی کی جاترا کو ایک منت ادا کرنے کیواسطے جانا ہے۔

۱۸۴۵ء کے جنگ سکہان مین سردار نہال سنگہ کا کیا طریق رہا۔

۱۸۴۵ء مین جب جنگ سکہان کی وجہہ سے ہر ایک سردار و رئیس ریاستہای محفوظہ پر یہہ امر واجب قرار دیا گیا کہ یا باداے خدمات جنگی گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ خیرخواہی کا اظہار کرے یا احسان فراموشون مین شمار ہو تو سردار نہال سنگہ کو اوسکو مضعف رائے اور اس خیال نے کہ دونو فریق کے نزدیک اچہا بنا رہے ایک ایسی نازک حالت پر پہونچا دیا جسکو قریب بہ تباہی و بربادی تصور کرنا چاہیئے چنانچہ جو امور کہ اوسکو ذمہ واجب اور فرض تہے وہ ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

اور ذمہ اوسکی کیا فرایض عاید تہے۔

اول یہہ کہ پچیسوین ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ اور چہٹی ۶ مئی ۱۸۰۹ء کے اشتہار کی دفعہ چہارم کے روسے جو حسب منشاء عہدنامہ مذکور جاری ہوا تہا اس سردار پر واجب تہا کہ افواج انگریزی کیواسطے جو ممالک بیرون ستلج مین گذر کرین یا اس ملک مین بطور چہاونی مقیم ہون رسد مہیا کرے۔ دوم یہہ کہ ۱۸۲۸ء سے بموجب اوس ایک اعلان کے جو گورنمنٹ نے سند مذکور مین صادر کیا تہا اور جسکا ذکر پیچہے لکہا جاچکا ہے سردار موصوف باعتبار اپنے موروثی علاقجات واقع شرقی ستلج کے ایک رئیس محفوظہ گورنمنٹ انگریزی قرار پاچکا تہا اور اون مقامات اختیار

جو ستمبر ۱۸۰۸ء سے پہلے سرکار لاہور سے اوسکو عطا ہوئی تہی لاہور کا ذیلدار متصور ہوتا تہا لیکن گورنمنٹ کے اس اعلان کے باعث جو ایک ایسے نازک وقت مین صادر کیا گیا تہا جبکہ اس سردار کو مہاراجہ لاہور کی دست درازیون سے اپنی کل جایداد اور علاقجات کے چہن جانے کا اندیشہ لاحق ہو رہا تہا گورنمنٹ انگریزی کا ممنون منت رہنا واجب تہا مگر یہہ احسانمندی کا خیال جیسا کہ اور بہت سے احسان فراموش سرداران ملک محفوظہ مین اسوقت پایا نہین گیا اس سردار مین بہی معدوم و مفقود تہا -

جس طریقہ مین کہ سردار ممدوح نے ان فرایض کو بجالایا اوسکا بیان -

رسد کے بارہ مین کرنل میکین صاحب نے اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ باوجود احکامات متواتر کے کارپردازان آہلووالیہ غلہ بہم پہونچانے سے بالکل قاصر رہے اور کپتان ملس[۵۱] صاحب نے یہہ تحریر فرمایا تہا کہ ہا سردار آہلووالیہ نے رسد رسانی کے معاملہ مین فوج سکہہ کی شکست پالی تک کسی قسم کی بہی مدد نہ دی ہا ہا اور واضح ہو کہ یہہ بات کچہہ عدم استطاعتی کے باعث سے نہ تہی کیونکہ اوسکی علاقہ مین غلہ بکثرت موجود تہا اور جمنا اور ستلج کے درمیان باعتبار پیداوار غلہ کے جگرانوکا علاقہ بہترین علاقجات ہی لیکن حقیقت حال یہہ تہی کہ اس مہم مین اون دو لڑائیون سے پہلے جو اول اول واقع ہوئی تہین[۵۲] حقیقی طور پر کچہہ بہی رسد نہین پہونچائی گئی تہی اور سکہون کی آخری شکست سے ذرا پہلے تک تہوڑی صرف برائے نام بہیجی گئی تہی مگر اونکی شکست کامل کے بعد اس بارہ مین سردار صاحب کی گرمجوشیون کی کوئی حد نہ تہی خیال تہا اوسنے اپنے کا غدر جوابدہی مین

---

[۵۱] یہہ صاحب لودیانہ مین پولیٹیکل اسسٹنٹ تہے - سید محمد حسین
[۵۲] کرنل میکس صاحب کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ حقیقت مین صرف جون کا تھوڑا سا غلہ پہونچا تہا - مصنف -

میجر لارنس صاحب کی خدمت مین یون تحریر کیا تہا " کہ جا لیس ہزار سپاہ دشمن کی موجودگی مین ہمنے صاحبان انگریز کے واسطے دوابہ جالندہر مین ایک لاکہہ من غلہ جمع کیا اور جبکہ فوج انگریزی لاہور سے واپس آئی اوسکو ایندہن کے لئے ہمنے اپنی رعایا کے مکانون کے شہتیر اور کڑیان تک اوکہڑوا کر حاضر کرین "

اور در بارہ اپنے ذاتی چال چلن کے سردار موصوف نے یہہ جوابدہی کی تہی " کہ مجہکو ایسی کافی اطلاع اور آگاہی نہین دی گئی تہی کہ جسکے باعث مین فوج انگریزی مین شریک ہو سکتا " مگر واقعات ذیل سے واضح ہوگا کہ اوسکو

اوسکا لشکر گاہ انگریزی مین باوجود دوستانہ نصیحت اور احکام صریح کے حاضر ہونے سے قاصر رہنا۔

صرف کافی طور پر اطلاع ہی نہین دی گئی تہی بلکہ ایسی طرح پر متنبہ کر دیا گیا تہا کہ بلحاظ حالات وقت اوس سے زیادہ توقع رکہنے کا اوسکو کوئی استحقاق ہی نہ تہا یعنی ۲۳ ماہ نومبر ۱۸۴۵ء کو میجر براڈفٹ صاحب نے اوسکو صاف ایک ایسا خط لکہہ بہیجا تہا جو باوجود اسکی کہ فارسی عبارت مین استعارات وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے خاص صاف صاف متنبہ اور خبردار کر دینے پر متضمن تہا اور اسکو مطلب کی تشریح کر دینے کی اوسکے معتمد کو زبانی ہدایت کر دی گئی تہی چنانچہ میجر براڈفٹ صاحب کے اس مراسلہ کا یہہ مضمون تہا کہ " اس بات کا جاننا کہ سلسلہ اخلاص و اتحاد کو کیونکر ترقی دیجایا کرتی ہے ایک بڑی دانائی و ہوشمندی کی بات ہے اور اسکا ثمرہ ہمیشہ اچہا ہوا کرتا ہے۔ ہر سلطنت اور ہر ملک مین ایسے زمانہ کے اندر جبکہ نادانی کی گرم بازاری ہو رہی ہو اور چشم خیال انجام کار پر بند ہو رہی ہو عاقلون اور عاقبت اندیشون کو جو واقعی دوست اور ہوا خواہ ہین لازم ہے کہ انجام

پر نظر کرکے متنبہ ہون۔ اسیکا نام دوراندیشی ہے اور اس مراسلہ کا مدعا مین نے آپکے معتمد بسنتی رام حامل خط ہذا کو بخوبی سمجھا دیا ہی ۱۱

تیسوین (۳۰) نومبر کو میجر براڈفٹ صاحب نے ایک اور خط لکھا اور اوس مین سردار موصوف کو ستلج کے اس پار چلے آنیکو واسطے بہت سی فہمایش کی اور سردار کی طرف سے بھی اس خط کا جواب ساتوین دسمبر کو ایسی ہی طرز مین (یعنی بوعدہ جلد تر حاضر ہونے کے) موصول ہوا پھر تیرہوین دسمبر کو وہ اشتہار جاری ہوا جسکے ذریعہ سے تمام مقبوضات اینہرو و آنروی ستلج خیرخواہ سرداروں پر بحال رکہنی کا موثق وعدہ کیا گیا تہا اور جسمین نہایت صاف و صریح طور پر یہہ بہی اعلان کیا گیا تہا کہ نافرمان برداری اور عدم بجا آوری احکام کی کیا سزا دیجائیگی۔ مگر اسکے دوسرے ہی روز یہہ خبر پہونچی کہ رعایا اور کاردار [illegible] آہلو والیہ علیہم سے ملگئی ہین اسپر میجر براڈفٹ صاحب نے سردار کو پہر بذریعہ آگاہ کیا بہی اور کہہ دیا کہ یہہ دوبا اور نادانی کا طریقہ مناسب نہین ہے اور صاف متنبہ کیا کہ پانچ [illegible] تک اسکی علاقہ اوسکو اپنی دوستی یا دشمنی ثابت کردینا لازم ہے اونیسوین (۱۹) دسمبر کو معتمد اہلو والیہ یہہ بانی پیغام لیکر واپس آیا کہ سب طیاری ہوگئی ہے اور راجہ صاحب ۱۱ پا بہ رکاب ۱۱ ہین اوسی روز میجر براڈفٹ صاحب نے سردار موصوف کو پہر لکہا کہ بلا توقف چلے آئین اور دوم جنوری کو مسٹر کری[51] صاحب نے بہی اسی مضمون کا خط لکہا۔ پس ان سب کوائف سے ظاہر ہے کہ

51 مسٹر کری صاحب جو آخر کو سر فریڈرک کری مشہور ہوئے ان ایام مین نواب گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ کے فارین سکرٹیری تہے اور میجر لارنس صاحب جو بعد ازین کرنل سر ہنری لارنس کہلائے ایجنٹ گورنر جنرل یعنی اعلا پولیٹکل افسر تہے اور میجر براڈفٹ صاحب کے اس لڑائی میں مارے جانے پر بجاے انکے میجر میکسن صاحب ماتحت میجر لارنس صاحب ایجنٹ ممالک اینہر دے ستلج مقرر ہوگئے تہے ۱۲ سید محمد حسین۔

کہ گویا سردار کو اب بھی کافی اطلاع نہین ملی تھی۔

رای میجر لارنس صاحب نسبت چال چلن سردار

میجر ہنری لارنس صاحب سردار موصوف کی جوابدہی کے خلاف مین اپنی راے یون ارقام فرماتے ہین قولہ اکتوبر مین دسمبر تک یہہ سردار جسطرح چاہتا کر سکتا تہا اور وسط جنوری تک بھی بلکہ اختتام جنگ تک میرے نزدیک سردار موصوف کو فوج انگریزی مین شامل ہونے سے بہت کم ذاتی خطرہ اور اندیشہ تہا مگر اوسکی چال تو یہہ تہی کہ کسی قسم کے خطرہ مین پڑے ہی نہین جب کہ کرپا رام[۵] روانہ ہوا تہا جنگ مدکی واقع نہین ہوئی تہی مگر بروقت واپسی کے جنگ مذکور کی کیفیت جو اوسنے قلمبند کرکے پیش کی تہی اوس سے صاحب ایجنٹ کو شک پیدا ہوا اور وہ چند بار استفسار کیا گیا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ مدکی وفیروزشہر کی بابت جو غلط افواہین مشہور ہوگئی تہین اونکی وجہہ سردار موصوف بعد نا کامیاب ہونے کے ستلج پار ہماری طرف آجانے سے رک گیا تہا جنگ سوبراؤن کے بعد باوجودیکہ اون تمام الزامون جو اوسکی نسبت منسوب کئے جاتے تہے بڑی تفصیل اور شدومد سے انکار کیا گیا تہا اور باوجودیکہ اوسنے یہین فروری کو خود اوسکی ہی خواہش کے بموجب مین نے اوسکو یہہ ہدایت کی تہی کہ جتنی جلدی مین آجاے مگر پھر بھی اوسنے ہمارے لشکر مین حاضر ہونے کے خطرہ کو بہت برا سمجھا اور یہہ بیان کیا کہ اپنے بیٹے کو تو لاہور بھیجدونگا اور خود لشکر گاہ انگریزی مین بمقام جالندہر حاضر ہونگا۔ یہہ سب باتین ایسی ہین کہ جن سے اوسکی طبیعت کا پورا حال منکشف ہوتا ہے۔

---

۵ کرپا رام سردار موصوف کے معتمد خاص لالہ بسنتی رام کا پوتا اور ... دسمبر کے خط کا حامل تہا ۔ مصنف

حقیقت میں وہ گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ نہ تہا اور نہ دربار لاہور کا خیرخواہ تہا — جیسے وہ ہر طرح کی امید رکھتا تہا اور اونکو ہر قسم کا اندیشہ اوسکو لاحق تہا — جیسے اوسکو احسانات اور عنایتوں سے مالامال کیا ہوا تہا اور اونہوں نے ہمیشہ اوسکو لوٹا تہا مگر اخیر دم تک اوسکی یہی خواہش رہی کہ کسی خطرہ کی بات میں مطلقاً پڑے ہی نہیں اور خراب ترین حالات میں بہی بمقابلہ اپنے ہم وطنوں کے انصاف ہمارے پر زیادہ تر بہروسا کئے رہا اسی لئے اوسنے ہمکو توخالی باتوں میں بہلایا اور اونکو ارسطحہ توپیں اور سپاہی مہیا کئے — انتہی ملخصا

فوج کپورتہلہ کا انگریزوں سے لڑنا — اس لڑائی میں فوج آہلووالیہ کیا سوار کیا پیدل کیا توپخانے زیر کمان حیدر علی بمقام علی وال اور نیز بمقام بدووال آکر فوج انگریزی سے جنگ کرکے سردار نہال سنگہ نے اس الزام کی نسبت اپنی جواب دہی میں یہہ عذر ظاہر کیا تہا کہ فوج میرے اختیار سے باہر ہوگئی تہی اور جب مجہکو ان لوگوں نے یہہ خبر پائی کہ میرا ارادہ انگریزی لشکر میں شامل ہوجانے کا ہے تو اونہوں نے علانیہ بغاوت کی اور میرے وزیر کو قتل کر ڈالا — مگر اس بیان کی کسی وجہہ سے تصدیق نہیں ہوتی اور بغاوت غالباً اس سبب سے ہوئی تہی کہ وزیر کو لوگ ناپسند کرتے تہے اور فوج کو اپنی چڑہی ہوئی تنخواہ کے وصول کرنے میں بہت دشواری پیش آتی تہی اور اگر یہہ بات کسی طرح فرض کرلیا جاسکے کہ فوج اوس سے منحرف ہوکر چلی گئی تہی تاہم اوسپر یہہ امر فرض اور واجب تہا کہ تن تنہا ہی انگریزوں سے آملتا اور سر ہیری سمتہ صاحب کی فوج میں جو فوج آہلووالیہ کے ایک

تھی اور نو دس گھوڑے جو لوٹ لیے تھے اونکا بطور غنیمت و تحفہ جنگ کپورتھلہ کو بھیجا جانا
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بجاے اسکے کہ سردار موصوف کو اوسکی فوج نے اوسکی محلسرا
کے اندر مقید کر رکھا ہو جیسا کہ وہ اپنی جوابدہی میں جتلاتا ہے وہ حقیقت میں اونکی
لوٹ کھسوٹ کا شریک اور حصہ دار تھا -

کسی قسم کی خبروں اور اطلاع کا نہ دینا -

اور باوجود اسکے کہ سردار موصوف کے عہدہ دار اور ملازم عمدہ عمدہ مقامات
واقع کنارہ دریاے ستلج میں اور بمقام جگراؤں تعینات اور موجود تھے اور سچی
تمام مفید خبریں اور اطلاع بہم پہونچا سکتے تھے تو بھی اوس نے اپنی طرف سے خبر کے بھیجنے
میں کوئی کوشش نہیں کی اور جب خود حکام انگریزی نے قاصد روانہ کیے تو وہ یا تو
جاکر واپس ہی نہ آئے یا اسقدر دیر میں آئے کہ اونکی خبروں کو بھی فایدہ مترتب نہوا
چنانچہ میجر ہنری لارنس صاحب اس باب میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمکو کوئی بھی
مفید یا غیر مفید خبر اوس وقت تک مطلقاً نہ پہونچی جب تک کہ اور ذریعوں سے وہ میرے
پاس نہ آلے ہو - جنگ علیوال سے ایک ہفتہ پہلے جبکہ پانچ روز تک جناب نواب گورنر
جنرل صاحب بہادر کو سر ہیری سمتھ صاحب کے پاس سے ایک ذرہ برابر بھی خبر نہیں پہونچی
تھی گو میجر میکسن صاحب اور لفٹنٹ کننگہم صاحب کو (بمقام فیروزپور) میں روز انہ
پانچ چھ چٹھیاں بھیجا کرتا تھا اور بعض ان چٹھیوں میں ہر روز قاصدان آکر واپس کے
ہاتھ بڑے بڑے انعاموں کے وعدہ پر بشرط لانے جواب کے روانہ کرتا تھا مگر قبل ختم ہو جانے
معاملہ مرجوعہ کے میرے پاس ایک دفعہ بھی جواب نہ پہونچا حالانکہ فیروزپور سے علیوال

اوبدووال تک ساٹھہ میل سے زیادہ فاصلہ نہین ہی اور راستہ قریب کل کے آہلووالیہ کے راج

مین ہوکر ہے ۱۱

سردار نہال سنگہ کی جوابدہی

جو جو الزام سردار نہال سنگہ کے ذمہ بابت کارروائی ایام جنگ ستلج تہے

اونکی نسبت حسب الطلب صاحبان گورنر جنرل بہادر (یعنی میجر لارنس)

کے اگرچہ ایک بہت غور سے لکہی ہوئی اور طول طویل جوابدہی پیش کی گئی مگر اون الزامی

واقعات کی تردید مین جو میجر سمکسن صاحب نے تحریر فرمائی تہی مثلاً کہ اونکی شمشیر نہین کی گئی تہی

اور گورنمنٹ انگریزی کی رحمدلی پر اعتماد کرکے اپنے چال چلن کو ایک اور ہی جداگانہ پیرایہ

مین بیان کیا یعنی اوسنے ظاہر کیا کہ مین ہمیشہ دل سے ہوا خواہ گورنمنٹ انگریزی کا رہا ہون

اور صرف فوج کی بغاوت اور اونکی ناتہہ بیگانہ پن اور بے راستی ہونے کی وجہ سے بطریق

ہدایت لشکر انگریزی مین آملنے سے قاصر رہا اور چونکہ راجہ لال سنگہ اور سردار رنجودہ سنگہ

اس امر سے آگاہ تہے کہ مین گورنمنٹ انگریزی کا ہوا خواہ ہون اسی وجہ سے اونہون نے

اس جنگ مین کسی دستہ فوج کی کمان مجکو سپرد نہین کی تہی بلکہ فوج آہلووالیہ نے

رنجودہ سنگہ ہی کے اشارہ سے بغاوت کی تہی اور باوجود دیکہ میری فوج کی یہہ حالت تہی

تاہم مینے بقدر استطاعت خود صاحبان انگریز کو رسد اور خبرین پہونچانے مین مدد دی

اور اس جوابدہی کے اختتام پر اوسنے اون تمام خدمات کا جو عہدنامہ ۱۸۰۶ع سے لیکر

اس لڑائی تک سرداران آہلووالیہ سے گورنمنٹ انگریزی کی نسبت معرض وقوع

مین آئی تہین بڑی طوالت کے ساتہہ اعادہ کیا تہا۔

حقیقت حال دربارہ چال چلن سردار موصوف بایام جنگ اور اوسکی احسان فراموشی گورنمنٹ کے ساتھہ —

میجر لارنس صاحب اعلے افسر پولیٹیکل نے جنکے پاس سردار موصوف کی جوابدہی اور میجر مکیسن صاحب کی رپورٹ گورنمنٹ نے بطلب رائے بہیجدی تہی نہال سنگھ کی اس کارروائی کے واسطے کوئی معقول عذر نہ پایا اور جو رائے تحریر کی اوسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے تاکہ جو طریق اوسنے اختیار کیا تہا اوس مین حسب قومی یا رشتہ داری یا دوستی کا کچھہ لگاؤ نہ تہا بلکہ اوسنے احتمالات و اتفاقات پر نظر رکھکر اپنے نزدیک ایک ایسی پالسی اختیار کی جسکے اوسکی رای مین سب سے کم خطرہ مترتب ہونا متوقع تہا عام اسکے کہ اوس جنگ کا کچھہ ہی انجام ہوا اور تہا بسبب بزدلی کی راہ سے اوسنے اپنے دشمنون سے تو اتفاق کیا اور دوستون کے ساتھہ دغا کی اور اوسنے دیدہ و دانستہ اور باوجودیکہ وہ اوس اشتہار سے بخوبی مطلع تہا کہ جسمین خیرخواہی اور وفاداری کی صورت مین صلون اور انعامون اور نافرمانی کی حالت مین سزاوون کے وعدہ اور وعید واضح طور سے مشتہر کردیگئی تہی اونہین لوگون کی مخالفت کی جنہون نے چالیس برس تک بغیر کسی معاوضہ کے مفت اوسکی حفاظت کی تہی اور جنکی حفاظت بغیر اوسکے جملہ مقبوضات واقع ایپروہی وآنروہی دریای ستلج اوسکے ہاتہہ سے بیشک جاتے رہتے —

خلاصہ میجر لارنس صاحب کی رائے کا جو اونہون نے بابت تجویز گورنمنٹ مین پیش کی —

بوجوہ مذکورہ بالا میجر لارنس صاحب نے یہہ تحریر کی کہ سردار موصوف کا کل علاقہ واقع جنوب ستلج جسکا تخمینہ جمع پانچ لاکہہ پینسٹھہ ہزار روپیہ سالانہ کا ہے (۵۶۵۰۰۰) سرکار مین ضبط کرلیا جاوے اور علاقہ واقع دوابہ جالندہر جو بہی پانچ لاکہہ ستتر ہزار سات سو تریسٹھہ روپیہ سالانہ کا سمجہا جاتا ہے (۵۷۷۷۶۳) اور جسکی بابت چار سو

سوار اور پانسو پیدل کا حاضر رکہنا اوسپر واجب تہا اوسپر اور اوسکی ورثا پر مشروط بشرط نیک چلنی نسبت بہ سرکار بحال رکہا جائے اور اوسکی ریاست مین محصول سایر موقوف کر دیا جائے اور اوسکی علاقہ کی جو دیہات جو اوسکی ریاست کے بڑے حصہ سے علیحدہ اور بطور متفرق واقع ہین بعوض نوکری فوج بحساب فی سوار سولہ (۱۶) روپیہ ماہواری اور فی پیادہ چہہ روپیہ ماہواری جمعی ایک لاکہہ بارہ ہزار آٹہہ سو روپیہ سالانہ کے لیلئے جائین - اور اسطرح سے سردار موصوف کی خالص ملکیت مین چار لاکہہ چوسٹہہ ہزار نوسو ساٹہہ (۴۶۴۹۶۰) روپیہ سالانہ کا علاقہ اس شرط کے ساتہہ رہنا چاہیئے کہ اوسکا چال چلن نسبت بہ سرکار عموماً نیک اور انتظام ریاست عمدہ رہے اور ایام جنگ مین بہمہ وجوہ گورنمنٹ انگریزی کے شامل رہے اور رسد اور بار برداری ساتہہ دے اور جو شارع عام اوسکی ریاست مین گذرتے ہون اونکو درست و طیار رکہے -[۱]

گورنمنٹ ہند کی منظوری بابت تجویز مذکورہ بالا	جملہ حالات پر نظر کر کے گورنمنٹ ہند نے سردار نہال سنگہ کی بد اعمالی اور بیوفائی کی شہادتون کو بہمہ وجوہ کافی و قطعی خیال کیا اور اوسکی طول

[۱] تفصیل اون علاقون کی جو اس موقع پر گورنمنٹ انگریزی نے ضبط کر لئے تہے کیفیت خاندان کپورتہلہ مین حسب شرح ذیل لکہی ہے - محشی

نمبر	نام علاقہ	تعداد مواضعات	نمبر	نام علاقہ	تعداد مواضعات
۱	الیسرڈ	۶۳	۱۰	فتح وال	۲
۲	باغ ملتان	۱	۱۱	منجملہ دیہات کشمیر	۷
۳	لبہی	۳۷	۱۲	کوٹ عیسو	۷۹
۴	بہونڈری	۷۷	۱۳	بلان والہ	۴۶
۵	بہڑوک	۳۱	۱۴	ملکہو	۳۴
۶	منجملہ پہلواڑہ	۱۵	۱۵	انورنول	۲۴
۷	جگراؤن	۵۴	۱۶	نرا بہلاڑہ	۵۸
۸	عالم پور شہور	۶۷	۱۷	ولے پور	۵
۹	فتحگڈہ	۳۹	۱۸	از علاقہ جات متفرقہ ابہر ...	۹

جوابدہی مین اوسکی مذکورہ بالا کارروائیون کے لئے کوئی معقول عذر نہ پایا اور میجر لارنس صاحب کی تحریکین بالعموم منظور کی گئین علاقہ اپنر وہی ستلج معرض ضبطی مین آیا اور علاقہ واقع دوابہ جالندھر سردار موصوف کے تا قبضہ مین باختیارات حکومت فوجداری وغیرہ بحال رکہا گیا اور معاہدہ ادائے خدمت فوجی جو اوس قبضہ کے ساتہہ سرکار لاہور نے مشروط کیا ہوا تہا بعینہ مثل دیگر جاگیردارون کے ایک معاوضہ زر نقد کے ساتہہ بدلدیا گیا۔۔

> سردار نہال سنگہ کا چال چلن اثنائے جنگ دوم سکہان مین قابل طمانیت رہنا۔

اس سخت تجربہ سے سردار نہال سنگہ پر عمدہ اثر ہوا تہا کہ جب سکہون کے ساتہہ دوسری بار لڑائی چہڑ گئی تو اوسنے بمقدور خود گورنمنٹ انگریزی کو اچہی مدد دی اور فوج عازم ملتان کے واسطے رسد جمع کی اور خاص اپنی فوج کو امداد کے طور پر بہیجنے کی از خود درخواست کی مگر گورنمنٹ کو اس درخواست کی قبولیت کی کچہہ ضرورت نہ معلوم ہوئی۔

> خطاب راجگی عطا ہونا

اور بہنگام اختتام جنگ مذکور جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے کپورتہلہ مین رونق افروز ہوکر اوسکو بعطائے خطاب راجگی سرفراز فرمایا۔ اس وقت سے آخر دم تک راجہ نہال سنگہ نے سکون کے ساتہہ زندگی بسر کی اور معاملات پولیٹیکل مین دخل نہین دیا اوسنے اپنی ریاست کا انتظام خوبی کے ساتہہ کیا اور انگریزی روش پر چلد انتظام قایم کین جب جالندہر مین چہاونی قایم کی گئی تو اوسکو ضلع اوچہہ بالعوض سوجپور وغیرہ دیگر سو اضافہ تہا کہ جو گورنمنٹ نے لیلئے نہین دیا گیا۔

> وفات راجہ نہال سنگہ اور اوسکا چال چلن

تئیسوین ستمبر ۱۸۵۲ع کو راجہ نہال سنگہ نے اس دار فانی سے رحلت کی

گو اوسکی رعایا اوس سے راضی تہی اور طینت کا بہی نیک تہا مگر اوسمین مستقل مزاجی کم تہی اور اپنے تئین بالکل ہی مصاحبون کے اختیار مین دیرکہا تہا جنکے اس رسوخ سے بجز نقصان کے بہتری بہت ہی کم مترتب ہوتی تہی اوسکی عدم استقلال اور تذبذب کی نوبت یہانتک پہونچی ہوئی تہی کہ وہ اون تجاویز کے عمل مین لانے پر بہی قادر نہ تہا جنکو وہ خود سودمند تسلیم کرتا تہا اور اسی وجہہ سے اوسنے اپنے آپکو اور اپنی ریاست کو ایسی مصیبتون مین مبتلا کیا تہا جو متوسط درجہ کے استقلال اور جرأت سے دفع ہو سکتی تہین چونکہ سکہون کی پہلی لڑائی پر ایک عرصہ گذر چکا ہے اسلئے اب یہہ بات ممکن ہے کہ واقعات متعلقہ جنگ مذکور پر اور اون سرداروں کے چال چلن پر جو ہماری طرف ہوکر لڑے یا ہم سے پہر گئے یا اس دودلی سے کہ نہ معلوم سکہون کی فتح ہو یا انگریزون کی طرفدار رہے پہر کر ایک نظر ڈالی جاوے —

۱۸۴۵ع مین نہال سنگہ کا نہایت کشمکش مین ہونا

بہ مقابلہ ایسے زمانہ کے جبکہ ہمکو ستلج مین فتح حاصل ہوئی   تہی آخرکل اس بات کا تسلیم کرلینا زیادہ تر آسان ہے کہ راجہ نہال سنگہ جیسے سردار کو جسکو اوسکے فرایض ایک طرف مایل کرتے تہے اور اوسکی ہمدردی اور اپنی رعایا اور فوج کی عام خواہش دوسری طرف کہینچتی تہی کسقدر دقت پیش آئی ہوگی۔ ایسے سخت امتحانمین ایک بڑے مستقل مزاج آدمی کی طبیعت بہی ہل جانی ممکن ہے اور ایسے ضعیف المزاج آدمی کا مغلوب ہوجانا تو ضروری امر یقینی تہا گورنمنٹ انگریزی کو اگرچہ یہی واجب تہا کہ احسان فراموشی اور بیوفائی کے واسطے سخت سے سخت پاداش عمل مین لاوے اور جان نثاری اور وفاداری کا صلہ اعلے درجہ کی فیاضی سے عطا کرے لیکن وہ لوگ کہ جنہونے نہ تو صلہ ہی دیا

ہے اور نہ پاداش ہی عمل مین لانا ہوا ونہین اسقدر جان لینا کافی ہے کہ اعلےٰ درجہ کی نیکی سے لیکر بدترین گناہ تک بیوفائی اور دغابازی کی مختلف صورتین ہین - پس اگر نہال سنگہ نے دل سے سکہون کی فتح کی دعا مانگی ہو تو وہ آخر اوسکی بہائی بند اور ہم وطن تہے اور اونکی فوج ابتک بہی پرانے زمانہ کی طرح گورو کے خالصہ کی فوج تہی جو ست سری اکال اور واہگورو جی کا نام لیکر ہمیشہ فتح یابیون کے لئے کسی طرف کو چڑہ جایا کرتی تہی اور سو برس سے ایسے تمام معرکون مین آہلووالیون کا نشان سب سے آگے بڑہا ہوا لہرایا کرتا تہا -

راجہ رندہیر سنگہ صاحب اور اونکے اہل وعیال -

راجہ رندہیر سنگہ پسر کلان راجہ نہال سنگہ مارچ ۱۸۳۱ء مین پیدا ہوے تہے اور بوقت گدی نشینی بائیسوین برس مین تہے انکی پہلی رانی سے جس نے ۱۸۵۳ء مین وفات پائی تہی دو بیٹے پیدا ہوئے تہے یعنی کنور کہڑک سنگہ جو اگست ۱۸۵۰ء مین پیدا ہوئے تہے - دوسرے کنور ہرنام سنگہ جنکی ولادت نومبر ۱۸۵۲ء مین ہوئی تہی اور بیٹی صرف ایک تہی جو ۱۸۵۱ء مین پیدا ہوئی تہی اور ۱۸۶۴ء مین سردار بوٹا سنگہ ولد رام سنگہ جاگیردار سرنانوی کے ساتہ بیاہی گئی تہی - راجہ رندہیر سنگہ کی دوسری رانی نے ۱۸۵۷ء مین انتقال کیا تہا اور اس سے صرف ایک بیٹا پیدا ہوا تہا جو صرف دو مہینے تک زندہ رہا تہا - انکی مسند نشینی کو تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ اون سے یہہ دریافت کیا گیا کہ آیا بالعوض خراج معینہ کے جو اسوقت تک نقد ادا کیا جاتا تہا آپ کو اپنے علاقہ کا ایک جزو گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے مین کچھہ عذر تو نہین ہے -

یہہ بات پیچہے بیان ہو چکی ہے کہ سوبہ پیکم گورنمنٹ نے اس قسم کے انتظام کو یعنی لے لینا علاقہ

سکا بعوض خراج نقد کے اگرچہ پسند تو کیا تہا مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی اپنا منشا ظاہر کر دیا تہا کہ اسکا عمل درآمد خلاف مرضی راجہ کے نہین ہونا چاہئی - اسکے جواب مین راجہ صاحب موصوف نے اپنے آبائی علاقجات کے دیہہ دینے مین سخت عذر کیا - اور بدستور خراج زر نقد کا ہی دینا پسند کیا -

وصیت نامہ راجہ نہال سنگھ - راجہ نہال سنگھ نے اپنی وفات سے دو مہینے پہلے ایک وصیت نامہ مرتب کیا تہا اور اوسکو بغرض منظوری بخدمت حکام بورڈ آف اڈمنسٹریشن پنجاب روانہ کیا تہا اور بورڈ نے راجہ صاحب کی علالت کو کچھہ ایسی اندیشناک نہ خیال کر کے گورنمنٹ ہند سے اوسکی منظوری کی سفارش کی تہی - مگر راجہ صاحب کے دفعتًا وفات پا جانے سے چونکہ معاملات کی صورت بدل گئی تہی اور اسوجہہ سے اس کل مسئلہ پر از سر نو غور کرنا لازم ہو گیا تہا لہذا صاحبان بورڈ نے سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ اس وصیت نامہ کی نسبت اوسوقت تک کوئی حکم صادر نفرمایا جاوے جبتک کہ ہماری دوسری رپورٹ نہ پہونچ لے چنانچہ سولہ [16] برس تک راجہ نہال سنگھ کے اس وصیت نامہ کا معاملہ معرض بحث و تکرار مین رہا اور از بسکہ یہہ ایک بڑا بہاری اور اہم معاملہ تہا اسلئے اس مقام پر کل روئداد کا خلاصہ درج کرنا بہتر ہوگا -

ترجمہ وصیت نامہ تاریخ تحریر وصیت نامہ مذکورہ گیارہوین جولائی ۱۸۵۲ء مطابق ۲۳ تیئسوین اساڑہ سمت ۱۹۰۹ تہی اور اوسکا ترجمہ یہہ ہے " ہرگاہ کہ اس دنیا ناپایدار مین انسان کی زندگی مثل حباب کے ہے اور ہر متنفس کو بمصداق قول قدیم " کل نفس ذائقۃ الموت " ایک نہ ایک دن

اس جہان کو چھوڑ جانا ہی لہذا ہر مرد عاقل کو لازم ہے کہ اس زندگی کو مستعار سمجھے اور ایسا بندوبست
کرے جس سے اوسکے پس ماندون کے باہم عمدہ انتظام قایم رہے نظر برین بحالت صحت نفس و ثبات
عقل و بلبیب خاطر و بلا اکراہ و اجبار کلمات ذیل تحریر کرتا ہون ۱۱ واضح ہو کہ خدا کے فضل سے
میرے تین بیٹے یعنی کنور رندہیر سنگہ پسر کلان پہلی رانی کے پیٹ سے اور کنور بکرما سنگہ
و کنور سچیت سنگہ دوسری رانی کے بطن سے ہین - چونکہ میری خواہش ہے کہ یہہ تینون بہائی
میرے بعد صلح و اتفاق و اخلاص اتحاد کے ساتہہ رہین اور اونمین کوئی آثار نا اتفاقی اور
مخالفت کے جیسا کہ اس انقلاب پذیر دنیا مین اکثر ہوا کرتا ہے نظاہر ہون بالتخصیص ریاستون
اور جایدادون کے معاملات ایسے ہین کہ جن مین بہائی بہائی بہی دشمن جانی ہوجاتے ہین
اور ایک دوسرے کے درپے قتل ہو کر مرتکب جنگ و جدال ہوجاتے ہین جسطرح کہ میرے اور میرے
بہائی امر سنگہ کے باہم معاملہ وقوع مین آیا تہا جسکو مینے بیٹے کی طرح پالا پوسا تہا مگر اوسنے میرے
ساتہہ جو کچہہ سلوک کیا وہ اظہر من الشمس ہے اندرین صورت مجکو امید نہین ہے کہ یہہ تینون بہائی
صلح و اتفاق باہمی سے رہینگے اور اگر خدانخواستہ انمین کینہ و عداوت پیدا ہوجاے تو وہ
باعث خونریزی و بربادی ریاست اور نیز اونکی بدنامی کا موجب ہوگی - نظر برین مین نہایت
غور و فکر کے ساتہہ کوئی ایسی تدبیر سوچ رہا تہا جس سے یہہ باتین وقوع مین نہ آئین اور انجام کار
انتظام مفصلہ ذیل میرے نزدیک قرار پایا جس سے خاطر خواہ نتیجہ کے حاصل ہونیکی توقع ہے وہو ہذا
۱۱ ایک علاقہ مالیتی ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کا کنور بکرما سنگہ کو اور اسیقدر علاقہ کنور سچیت سنگہ
کو بدون ادا کرنے کسی قسم کے نذرانہ گورنمنٹ کے دیا جاے تاکہ یہہ دونون بہائی اپنا اپنا

علیحدہ علاقہ لیکر آپسمین قضیہ وفساد نکرین اور ایک دوسرے سے سروکار نرکہین اوباقی
ریاست بڑے بیٹے کنور رندہیر سنگہ ولیعہد کے قبضہ مین رہے
جسکے ذمہ ریاست کا انتظام کرنا اور لوگون کے موجودہ روزینون
کا قایم رکہنا اور رشتہ دارون اور اہلکارون کی حسب حیثیت ہر واحد کی عزت وحرمت کرنا
اور اپنی ریاست اور اپنے بہائیون کے حصص کی بابت گورنمنٹ کو مقررہ نذرانہ کا ادا کرنا
واجب ہوگا لیکن اگر گورنمنٹ کو ہر ایک بہائی سے جُدا جُدا نذرانہ لینا منظور ہو تب اسصورت
مین اون دونون بہائیون کے حصص مین اوسیقدر اضافہ کرنا ہوگا یعنی بڑے بہائی کے
علاقہ مین سے کچہہ اور دیہات بقدر نذرانہ سرکاری کے ہر ایک بہائی کے حصہ مین اضافہ کئے جائینگے
خلاصہ یہہ ہے کہ اونمین سے ہر ایک کو ایک خالص حصہ ایک لاکہہ روپیہ کا اونکی ذاتی مصارف
کیواسطے ماسوا نذرانہ سرکاری ملیگا اور چونکہ ان تینون حصون کا انتظام فوجداری ولیعہد
کے اختیار مین رہیگا لہذا اوسکو لازم ہے کہ عدل وانصاف کے ساتہہ کاربند ہو اور اپنے بہائیون
کے ساتہہ کسی قسم کی مخالفت نکرے اور اگر یہہ دونون بہائی اپنی جاگیرون کے اندر اوسکے
انتظام فوجداری سے ناراض ہون تو گورنمنٹ انگریزی اوس انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لیلے
اور ولیعہد کے اختیار مین صرف اوسی کے حصہ ریاست کا انتظام رہنے دے اور دیگر حصص کی
فوجداری سے اوسکو کچہہ سروکار نہ رہے ہر ایک بہائی کو لازم ہے کہ حتی المقدور گورنمنٹ انگریزی
کی خدمت واطاعت کرے اور اوسکو اپنے اعزاز واکرام کا موجب سمجہے اور گورنمنٹ ممدوح کا
ہمیشہ شکر گذار رہے اور جسقدر مرقومہ بالا ہر ایک شرط کا بند وبست ہوجاوے تو اونکو لازم ہے

کہ اپنے اپنے ملازمون اور رشتہ دارون کی عزت وآبرو کا پاس ولحاظ رکہین اور رعایا کے
عدل وانصاف اور غربا ومساکین کے حقوق کا خیال رکہین اور اونکو آپس مین اتفاق واتحاد
کے ساتہہ رہنا چاہئے ۔۔ اس کاغذ مین جو بطور ایک عام تجویز کے بغرض منظوری صاحبان بورڈ
لکہا گیا ہے ہر ایک حصہ کی تفصیل مندرج نہین ہے مگر درصورت منظوری تین ایک اور کاغذ
جس مین تمام علاقجات واملاک اور نقدی اور مکانات کی تفصیل اور اشخاص مستحق رعایت
کی فہرست مندرج ہوگی روانہ کرونگا ۔ اور التماس ہے کہ اس دستاویز کی ایک مصدقہ نقل
محکمہ بورڈ مین رکہی جاے اور ایک نقل جسپر صاحبان بورڈ کی منظوری اور دستخط ثبت ہون
میرے پاس بہیجدی جاے گورنمنٹ انگریزی کو اون خدمات کا بخوبی علم ہے جو مجہہ سے اور
میرے والد بزرگوار سے ظہور مین آئی ہین اور جنکے صلہ مین ہمکو اپنی ریاست کا دوامی
قبضہ مرحمت ہے اور مجہکو امید ہے کہ گورنمنٹ موصوف اسیطرح سے میرے بیٹون کو اپنے ظل حمایت
مین رکہہ کر اونکا اعزاز واکرام ملحوظ رکہیگی اور وہ بہی بمقدور خود گورنمنٹ کی تابعداری
کرینگے اور اوسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ساعی رہین گے کیونکہ اونکی حکومت کی
بقا وثبات صرف قادر مطلق کی عنایت اور گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت وحمایت پر منحصر
ہے ۔۔ انتہی

راجہ نہال سنگہ کے چہوٹے بیٹون کی کیفیت باعتبار نسب

ہرچند کہ راجہ نہال سنگہ نے اس وصیت نامہ مین یہہ بیان کیا ہے کہ میںنے
بلا اکراہ واجبار اوسکو تحریر کیا ہے مگر اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ وہ اپنی
دوسری رانی یعنی دونون چہوٹے بیٹون کی مان کے بالکل اختیار مین تہا جسنے اوسکی طبیعت

کو اوسکی بڑی بیٹی کی طرف سے بالکل پہیر دیا تہا اور یہہ صرف گورنمنٹ انگریزی ہی کا دباو
تہا کہ جسکے باعث سے اوسکو برخلاف اپنی مرضی کے رندہیر سنگہ کو ریاست اور حکومت دینی
پڑی تہی - اس مقدمہ مین رندہیر سنگہ نے اپنی بہائیونکو اولاد ناجایز بیان کیا تہا یعنی یہہ
کہ اونکی مان راجہ کی منکوحہ زوجہ نہ تہی بلکہ حرم تہی اگرچہ اسمین کچہہ کلام نہین ہی کہ وہ ایک
چہوٹی ذات کی عورت تہی مگر اسیکے ساتہہ یہہ بہی دیکہنا چاہئے کہ خود راجہ صاحب ہی کی ذات
کونسی اچہی تہی - علاوہ برین ایسی ذاتون مین معمولی رسوم ازدواج کے عمل مین لانیکا
بہت کم لحاظ کیا جاتا ہی اور صرف چادر ڈالنیکی رسم کافی خیال کیجاتی ہی - سوا اسکو راجہ نہال سنگہ
نے بہی وصیت نامہ مین اوسکو صراحتاً اپنی زوجہ لکہا ہی اور یہی مسئلہ ایجاب چہوٹے بیٹون
کے محجوب الارث نہونے کے لئے کافی اور ایسے مقدمات مین عموماً دلیل قاطع ہے -

صاحبان بورڈ ایڈمنسٹریشن پنجاب کی خدمت مین یہہ مقدمہ منجانب ہر سہ برادران پیش ہونا اور اونکی رائین -

راجہ نہال سنگہ کی وفات کے بعد راجہ رندہیر سنگہ کے وکیل نے صاحبان
بورڈ کی خدمت مین ایک عرضداشت بدین مضمون پیش کی کہ اس وصیت نامہ
کو کوئی بہائی پسند نہین کرتا اور تینون بہائی اس بات کے خواہان
ہین کہ ریاست کی تقسیم نہو وہ سب اتفاق کے ساتہہ رہنا چاہتے ہین اور وصیت نامہ
کے بموجب عملدرآمد کرنے سے ریاست کی بربادی متصور ہے جسکی تقسیم ہونے کی کوئی نظیر
اس خاندان مین نہین پائی جاتی - علاوہ برین راجہ رندہیر سنگہ اور اوسکے بہائیون کے
مراسلات بہی اسی مضمون کے آئے یعنی ان دونون بہائیون نے مصمم طور پر ہر ایک امر مین
اپنے بڑے بہائی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے اور اوسکی صلاح کے بموجب کاربند ہونے پر

رضامندی اور آمادگی ظاہر کی۔

صاحبان بورڈ کو کپورتہلہ کے اس معاملہ مین کارروائی کرنے مین تذبذب واقع ہوا چنانچہ ایک ممبر کی تو یہہ رای ہوئی کہ بالعوض کل رقم نذرانہ کے دیہات لیلئے چاہئین ورنہ بہر صورت یہہ تو ہونا چاہئے کہ تمل پہگواڑہ کے جو علاقے ریاست کسیقدر فاصلہ پر واقع ہین وہ لیلئے جائین اور منجملہ رقم خراج لقدر اونکی جمع کے تخفیف کردی جاوے اور اختیارات پولیس اور فوجداری بہی جو راجہ متوفی کو حاصل تہے لیلئے جائین مگر باقی دو ممبران بورڈ نے ان سب تجویزون سے اونکو خلاف مصلحت ونیز خلاف عہد و پیمان سمجہکر مخالفت کی اور جب کوئی قطعی فیصلہ قرار نہ پاسکا تو جملہ رائین جو ممبران بورڈ نے اس بارہ مین تحریر کی تہین گورنمنٹ ہند کے ملاحظہ کے واسطے روانہ کی گئین تاکہ اون امور کا قطعی فیصلہ ہو جاوے جنکی نسبت صاحبان بورڈ کے باہم اختلاف رائے تہا۔[۵۱]

گورنمنٹ ہند کا وصیت نامہ کو منظور کرنا۔

بابت اس امر اول تصفیہ طلب کے کہ آیا وصیت نامہ کو نفاذ دیا جاوے یا ریاست کو سالم راجہ رندہیر سنگہ کے قبضہ مین حسب خواہش راجہ موصوف اور اوسکے بہائیون کے دیدیا جاوے گورنمنٹ ہند نے یہہ تجویز قرار دی کہ راج اوسوقت تک

[۵۱] عرایض حیدر علی خان (معتمد کپورتہلہ) بخدمت میجر ہنری لارنس صاحب مورخہ چودہوین و بائیسوین ستمبر ۱۸۵۲ء و مراسلجات از طرف راجہ رندہیر سنگہ وکنور بکرما سنگہ وسوچیت سنگہ مورخہ اونیسوین و بیسوین ستمبر وچیٹہی نمبر ۳۰۸ مورخہ چوبیسوین جنوری ۱۸۵۳ء منجانب صاحبان بورڈ اسمی گورنمنٹ ہند متضمن ارسال رایہای مفصلہ ذیل رائے مسٹر جان لارنس صاحب مورخہ گیارہوین اکتوبر ۱۸۵۲ء رای سر ہنری لارنس صاحب مورخہ سولہوین اکتوبر۔ رای مسٹر جان لارنس صاحب مورخہ یکم دسمبر۔ رای مسٹر منٹگمری صاحب مورخہ دویم دسمبر رای سر ہنری لارنس صاحب مورخہ آٹہوین دسمبر ۱۸۵۲ء رای مسٹر جان لارنس صاحب مورخہ تیرہوین جنوری ۱۸۵۳ء۔ رائے سر ہنری لارنس صاحب مورخہ بندرہوین جنوری ۱۸۵۳ء۔ چیٹہی گورنمنٹ ہند نمبری ۹۰۷ اسمی صاحب چیف کمشنر بہادر مورخہ اکیسوین فبروری ۱۸۵۳ء ۱۲ مصنف۔

بلا تقسیم راجہ کے قبضہ مین رہے ۱۱ جب تک کہ بہائیون کے باہم اس بارہ مین اتفاق رہیگا ۱۱ اور اگر کسی وقت اونمین پہوٹ پیدا ہو جیسا کہ ظن غالب ہو کہ ہوگی تو راجہ متوفی کا وصیت نامہ نافذ کیا جائیگا اور ایسی صورت مین دونون چہوٹے بہائیون کے حصے راجہ کے حصہ سے علیحدہ ہوکر عام جاگیرون کے طور پر ہوجاینگے جنمین ہمارا انتظام فوجداری وغیرہ داخل کیا جائیگا ۱۱

رقم نذرانہ سالانہ کا بلا رضامندی رئیس اراضی کے ساتھہ متبدل ہونا۔

دوسرے امر کو کہ آیا راجہ کو اس بات پر مجبور کیا جاے کہ اراضی کو نذرانہ کے ساتھہ بدل دے گورنمنٹ ہند نے ایک ایسا معاملہ تصور کیا جو صرف گورنمنٹ کے عہد و اقرار کے معنون کی تشریح سے متعلق ہے اور تجویز کیا کہ اگرچہ ریاست کپورتہلہ کے ایسے دیہات کا جو بطور متفرق واقع ہین گورنمنٹ کے پاس منتقل ہو جانا بینک کاروبار اور عام انتظام مین موجب آسانی ہے مگر باعتبار ایفاے عہد اور اپنے اقرار کے گورنمنٹ کو ایسے انتقال کے واسطے جبر کرنا زیبا نہین ہے ۱۱ چنانچہ ۱۸۴۶ع کے کاغذات سرکاری کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ اوس تصفیہ کو جو اوسوقت اس ریاست کے بارہ مین عمل مین آیا تہا بطور ایک فیصلہ اخیر و ناقابل انحراف قرار دینے کا تہا۔ لفٹنٹ کرنل سرہنری لارنس صاحب نے تحریک کی تہی ۱۱ کہ راجہ سے سالانہ نذرانہ بعوض زمین لیلی جاے۔ ۱۱ مگر جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے غور کامل کے بعد اس تحریک کو نامنظور کیا تہا اور یہہ تجویز قرار دی تہی کہ راجہ کا معاہدہ جو واسطے حاضر رکہنے فوج کے برا ادای خدمات سرکار ہے اسکو سالانہ نقد نذرانہ کے

ساتہہ بدل دیا جاوے اور گورنمنٹ نے اس تجویز کو خوب سوچ بچار کر اختیار کیا تہا اور اسلئے
اب اوس تجویز کا بدل دیا جانا انصافاً ناممکن ہے علاوہ برایں صرف یہی نہیں ہے کہ ۱۸۴۶ء
سے لیکر ابتک اس رئیس کا رویہ ہماری نسبت اچہا رہا ہے بلکہ جناب نواب گورنر جنرل
بہادر نے حکام مختص المقام کی سفارش پر اوسکو خطاب راجگی عطا فرمایا اور خود بہ نفس
نفیس اوسکی ملاقات کے واسطے کپورتہلہ میں تشریف فرما ہوئے پس ان وجوہ سے ظاہر ہے
کہ سپریم گورنمنٹ کا وہ فیصلہ دسمبر ۱۸۴۶ء والا کچہہ راجہ نہال سنگہ کے حین حیات کے ہی
واسطے نہ تہا بلکہ دوامی تہا اور جبکہ راجہ کے رتبہ اور حیثیت کی بقا کا مسئلہ ایک مرتبہ
قطعاً فیصل ہو چکا ہے تو اس قضیہ کو از سرنو چہیڑنا انصاف سے بعید ہے -

معافی و طرز خود مختاری کپورتہلہ

اور اختیارات فوجداری کے چہین لینے کے بارہ میں گورنمنٹ ہند
نے یہہ رائے تحریر فرمائی کہ یہہ امر حقیقتاً مذکورہ بالا مسئلہ ہی میں ہی
شامل ہے اور اگرچہ ہنوز سردار آہلووالیہ کو دراصل رتبہ فرمان روائی مطلق و آزادانہ
حاصل نہ تہا تاہم اوسکو اختیارات حکومت خودمختارانہ ہمیشہ حاصل تہے اور یہہ اختیارات
از روئے چہٹی گورنمنٹ ہند جسکا حوالہ ایک مقام پر پیچہے لکہا جا چکا ہے قایم اور بدستور
بحال رکہے گئے تہے یعنی اوس میں یہہ الفاظ مندرج تہے کہ اوسکے علاقجات واقعہ دوابہ جالندہر
۱۱ سردار کے خودمختارانہ قبضہ میں بحال رکہے جائینگے ۱۱ - یہہ تجویز اور احکام دوامی
تہے اور از روئے اس حکم کے گورنمنٹ کو کوئی استحقاق باقی نہیں ہے کہ راجہ سے اختیارات فوجداری
لے لے فقط اور حکم صادر فرمایا کہ راجہ رندہیر سنگہ کو مسند نشینی کا معمولی خلعت عطا کیا

جاسکے -

راجہ رندہیر سنگہ کی مسند نشینی -

چنانچہ تعمیل اسکی صاحب کمشنر جالندہر کے ہاتہہ سے بماہ اپریل سنہ ۱۸۵۳ء عمل مین آئی -

کنور سوچیت سنگہ کا اپنے حصہ کی علیحدگی چاہنا -

مگر اسبات کو بہت عرصہ نہین گذرنے پایا تہا کہ سب سے چہوٹا بہائی یعنی سوچیت سنگہ اپنے حصہ کی تقسیم کا خواہان ہوا لہذا صاحب چیف کمشنر بہادر نے ہدایت کی کہ حسب مضمون وصیت نامہ یہہ تقسیم عمل مین لائی جاوے - مگر راجہ رندہیر سنگہ یہی چاہتے تہے کہ سوچیت سنگہ اپنے دعوی سے بالکل دستبردار ہو اور انہون نے بہ تردید حکم سپریم گورنمنٹ ایک عرضداشت بہی داخل کی اسپر صاحب چیف کمشنر بہادر نے گورنمنٹ ہند کو یہہ لکہا اور چٹہی مورخہ اکیسوین فروری کا حوالہ دیا جسمین وصیت نامہ منظور کیا گیا تہا اور اس امر کی ہدایت کی گئی تہی کہ درصورت نا اتفاقی برادران اوسکے مضمون کی تعمیل کیجاویگی اور تحریر کیا کہ چونکہ اب سوچیت سنگہ تقسیم کا خواہان ہے لہذا شرائط وصیت نامہ کا عمل مین لایا جانا لازم ہے مگر یہہ تجویز پیش کی کہ حتی الامکان ایسے دیہات اوسکو دئیے جائین جو حلقہ ریاست سے ذرا علیحدہ ہون تاکہ ضرورت سے زیادہ یہہ ریاست ٹکڑے ٹکڑے نہو پاوے مگر راجہ صاحب کو یہی منظور تہا کہ سوچیت سنگہ کو صرف پچیس ہزار روپیہ سالانہ بطور وظیفہ کے دیا کرین کیونکہ اسیقدر وظیفہ پیاوا سنگہ بہائی بکرما سنگہ اوسوقت تک حقی ہوگیا تہا لیکن گورنمنٹ ہند نے صاحب چیف کمشنر بہادر کی تجویز سے اتفاق رائے کیا کیونکہ وصیت نامہ جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی پیشگاہ سے سابق مین منظور

ہوچکا تہا اور بجز اوسکی نفاذ کے اور کوئی امر تجویز طلب باقی نہ تہا۔

اور اس علیحدگی کا گورنمنٹ سے منظور ہونا۔

بنا بران صاحب کمشنر ممالک آنروی ستلج یعنی صاحب کمشنر جالندہر کو یہہ ہدایت کی گئی کہ احکام گورنمنٹ ہند کی تعمیل کرین اور جو بندوبست بموجب منشاء ان احکام کے عمل مین آئے اوس سے اطلاع دین مگر راجہ صاحب کو ریاست کا منقسم ہونا اب بہی منظور نہ تہا۔

مگر راجہ صاحب کا ناراض رہنا اور اس علیحدگی کی تعمیل عمل مین آنا۔

چونکہ اون دیہات کی جمع سالانہ کی نسبت جو بموجب اس حکم کے معرض تقسیم مین آنیوالے تہے دونون بہائیون کے باہم اختلاف رہا لہذا صاحب کمشنر بہادر کو ایسے دیہات کی جمعبندیان خود جانچنی اور پڑتالنی پڑین اور یہہ معلوم کرکے کہ تعلقجات دابیان و بہونگہ بلا اشتباہ تعداد معینہ کے قریب قریب ہین اپریل سنہ ۱۸۵۴ع مین یہہ دونو تعلقے سوچیت سنگہ کے حوالہ کرادئے لیکن اسی مہینہ مین بہائیون کے باہم ایک مصالحہ ہوگیا اور سوچیت سنگہ نے صاحب کمشنر کی خدمت مین ایک اقرارنامہ پیش کیا جس مین اوسنے بہ نسبت اس تجویز کے ایک کمتر جمع کی جاگیر مع ایسے اختیارات جو ڈیسی کے جو ماتحتانہ طور کے ہون قبول کر لینے پر رضامندی ظاہر کی اور اس اقرارنامہ مین جو ایک دفعہ اس مضمون کی تہی کہ کنور سوچیت سنگہ کو خفیف خفیف مقدمات مین اختیارات فوجداری اوسکے اس حلقہ جاگیر مین حاصل رہینگے اوسکی وجہ سے یہہ کہنا مشکل ہے کہ آیا حسب فحوای اس دفعہ کے راجہ صاحب کو اوس جاگیر کی حکومت مستقلاً سے بازوشی ہوگئی تہی۔ اصل [illegible] سوچیت سنگہ

ایسا راضی نامہ کرلینےکی تحریک ہوئی یہہ تہی کہ اوسکو ہونگہ مین سکونت پذیر
ہونا پسند نہ تہا اور بڑی قصبہ اس ریاست مین صرف تین ہی تہے اول کپورتہلہ جہان
راجہ صاحب خود سکونت پذیر تہے دوم سلطانپور اور تیسرا پہگواڑہ مگران دونو علاقہ جات
مین سے جو علاقہ زیادہ تر حلقہ ریاست سے علیحدہ ہونیکی وجہہ سے بآسانی جدا کرکے دیا جا سکتا تہا
وہ صرف پہگواڑہ تہا مگر یہہ مقام اتفاقاً سردار بکرما سنگہ منجہلے بہائی کے واسطے
رکہنا چاہیے تہا اس نظر سے کہ مبادا کبہی وہ بہی تقسیم کا خواہان ہو پس صرف ہونگہ ہی
حلقہ ریاست سے ایک ایسا علیحدہ پرگنہ تہا جو سوچیت سنگہ کو ملسکتا تہا مگر اسکو ساتہہ سلطانپور شامل نہین
ہوسکتا تہا کیونکہ وہ دریا ستلج کپورتہلہ کے دوسرے سرے پر واقع تہا اور بایں وجہہ ہونگہ سے اوسکا
اتصال نہ تہا اور ماسوا اسکے سلطانپور راجہ صاحب کا خاص شکارگاہ تہا جو کپورتہلہ
کا چہوڑ دینا قبول کرتے مگر اوسکو کبہی نہ چہوڑنا چاہتے لہذا اوائیان بوجہہ قریب ہونے ہونگہ
کے سوچیت سنگہ کے حصہ مین شامل کردیا گیا تہا جب اس راضی نامہ باہمی سے چند مہینہ
بعد گورنمنٹ کو اس انتظام کی رپورٹ بہیجی گئی تو اوسوقت کنور سوچیت سنگہ اگرچہ
کپورتہلہ مین سکونت پذیر تہا مگر دونون بہائیون سے نااتفاقی رکہتا تہا - علی الخصوص
سردار بکرما سنگہ سے جو اپنی حصہ مندرجہ وصیت نامہ کا لینا اوسوقت نہین چاہتا تہا -
راجہ صاحب کی یہہ بہی خواہش تہی کہ جو جاگیر سوچیت سنگہ کے نامزد کی گئی تہی جسطرح
ہوسکے اوسپر اون جاگیرات دہرم ارتہہ اور معافیات ذاتی کا بار بہی کچہہ نہ کچہہ پڑنا چاہیے
جنکا اسقدر بہاری بوجہہ محض ریاست کے ہی اوپر تہا اور صاحب کمشنر (یعنی مسٹر ڈانلڈ

میکلوڈ صاحب) نے اپنی راے مین یہہ بہی لکہا تہا کہ جو دیہات سوچیت سنگہ کے حصہ
مین مقرر کئے جاوین اگرچہ اونکی جمع مقررہ و مشخصہ ریاست کپورتہلہ زیادہ ہے
اور اگر ہم اپنے بندوبست قانونی کے طریقہ پر از سر نو اونکی جمع قرار دین تو ضرور کم
ہوجائیگی مگر بہر حال یہہ دیہات جمع مقررہ ریاست کے ہی موافق علیحدہ کرا دیجانے چاہئین
اور اندرین صورت سوچیت سنگہ کا حصہ پورا کرنیکو علاقہ ہونگہ مع دائیان کافی
ہوگا (مسٹر میکلوڈ صاحب) کمشنر سابق کی رپورٹ روانہ کرتے وقت مسٹر ایجورتہہ
صاحب جدید کمشنر علاقجات آنرد ستلج نے ایک قوی سفارش کے ساتہہ یہہ تحریک
کی کہ سوچیت سنگہ جو اپنی درخوست علیحدگی از ریاست سے خود ہی دستبردار ہونا
چاہتا ہے اس پر لحاظ کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے اور راجہ صاحب اپنے بہائی کو ایک
جاگیر جمعی پچاس ہزار روپیہ ۵۰۰۰۰ سالانہ مع اختیارات جوڈیشل ماتحتانہ کے دینا چاہتے ہین
اور یہہ تجویز سوچیت سنگہ کو بہی بجا ہے ایک لاکہہ روپیہ کی ایسی جاگیر کے جسمین اختیارات
نہون بدل منظور رہے اور صاحب موصوف نے یہہ بہی لکہا کہ اگر سوچیت سنگہ کی اس
حالیہ درخواست کا نامنظور ہونا بہی فرض کر لیا جاے تب بہی گورنمنٹ کو اختیار کامل حاصل
ہے کہ اگر مناسب سمجہے تو وصیت نامہ راجہ متوفی مین ترمیم کردے اور یہہ بہی جتایا کہ اگر
دونون بہائیون (یعنی سردار بکرمان سنگہ اور سوچیت سنگہ کے) حصے نکالدئے جائینگے
تو راجہ کے پاس اسقدر آمدنی بہی نرہیگی کہ نظم و نسق ریاست کے واسطے کفتی ہو اور
نذرانہ گورنمنٹ بہی شاید ادا ہونے سے باقی رہجایا کریگا - اور اسوقت ٹہیک تعداد

جمع ریاست کی مع اخراجات کے جو راجہ صاحب نے بیان کی تہی اوسکی تفصیل یہہ ہے۔

کُل جمع ریاست (۵۷۷۷۶۳) روپیہ

منجملہ اسکے اخراجات حسب شرح ذیل ہین

جاگیرات و دہرمارتہہ ...... (۵۳۳۴۲) روپیہ

بابت ہر دو حصہ جات بموجب وصیت نامہ .... (۴۰۰۰۰) روپیہ

نذرانہ گورنمنٹ .... (۱۳۱۰۰۰) روپیہ

دہرمارتہہ .... (۹۶۹۷۶) روپیہ

متوسلین .... (۶۹۱۲۴) روپیہ

میزان .... (۳۹۷۴۴۲) روپیہ

باقی واسطے ذاتی مصارف راجہ صاحب و دیگر اخراجات ریاست کے (۱۸۰۳۲۱) روپیہ

میزان ۵۷۷۷۶۳

گورنمنٹ کا اس مقدمہ مین نظر ثانی کرنا منظور نکرنا

مگر صاحب چیف کمشنر نے ان دونون تجویزون مین کسی ایک کو بہی منظور نہ کیا چنانچہ سوچیت سنگہ کی دستبرداری از دعوی علیحدگی اور ایک قلیل جاگیر پر رضا مند ہوجانے کی نسبت تو یہہ بیان کیا گیا کہ چونکہ ان بہائیون کو اپنے تنازعات کے بطور خود فیصل کرلینے کے واسطے کافی مہلت دی گئی تہی اور اس امر سے وہ قاصر رہے لہذا اپریل ۱۸۵۲ء مین ضلاع ہونگے دوائیان تقسیم ہوکر سوچیت سنگہ کو دلادیے گئے تہے اور بہونگہ ضلع ہوشیارپور اور دوائیان ضلع جالندہر مین شامل ہوچکا

تہا اور چونکہ اوسکی علیحدگی کے بارہ مین گورنمنٹ نے وصیت نامہ کو نافذ کرنیکا حکم دیا
تہا اسلئے اب اس انتظام کی نسبت حجت کرنیکی کوئی معقول وجہہ نہین ہے اور گورنمنٹ
انگریزی کو راجہ متوفی سے بڑہ کر اس امر کے خواہان ہونیکی کوئی وجہہ نہین ہے کہ ریاست
بطور مسلّم یکجا قایم رہے اور اگر بالفرض اس موجودہ انتظام کو بالائے طاق بہی رکہدیا
جاے تو بہت ہی جلد ضرور نئی نئی دقتین پیش آئینگی - اور درباب امر دویم یعنی ترمیم
وصیت نامہ کے یون تحریر کیا کہ اوسکی شرائط مین کوئی ناانصافی کی بات نہین ہے بایں
وجہہ اوسمین کسی قسم کی ترمیم کرنی غیر ضروری ہے بلکہ اوس وصیت نامہ کی نسبت اس
بات پر خیال کرنا چاہیے کہ اگر گورنمنٹ انگریزی کی مداخلت کا اندیشہ نہوتا تو بڑا بہائی
کبہی راجہ ہی نہوتا اور اخراجات کثیر کا عاید ہونا بوجہہ جاگیرات دہرم ارتہہ اور اخراجات
متوسلین کے جو ضیا یا گیا ہے اگر انمین تخفیف کیجاے اور حد اعتدال کے اندر لایا جاے تو علاقہ
باقی ماندہ بخوبی کافی ہوسکتا ہے اور بابت پرگنہ بہونگہ و پرگنہ دائیان یہہ حکم صادر کیا کہ
اونکی معمولی جمعبندی تعدادی پچاسی ہزار روپے لئے جائین مگر منجملہ ایک لاکہہ کے جو
پندرہ ہزار کی کمی رہتی ہے وہ قرب جوار کے اور دیہات سے پوری کیجانی چاہیے - بہ
تعمیل اس حکم کے صاحب کمشنر نے اون مواضعات کی ایک فہرست پیش کی جنکا
سوچیت سنگہ کو دیا جانا مناسب معلوم ہوتا تہا -

علاوہ دلایل سابقہ کے ایک اور وجہہ -

مگر اسکے ساتہہ ہی اس انتظام کے منافی یہہ وجہہ بیان کی کہ جب زمانہ مین
سوچیت سنگہ نے علیحدہ ہونے کی درخواست کی تہی اوسوقت وہ نابالغ

تہا اور جب سے کہ وہ بالغ ہوا ہے (یعنی پچیسوین دسمبر ۱۸۵۴ء سے تب ہی سے راضینامہ باہمی کا خواہان ہے اور جس صورت مین کہ گورنمنٹ نے صرف ایک جزو وصیت نامہ کو نفاذ دیا اور بڑے بہائی کی بالادستی کو منظور نہ کیا تو وصیت نامہ مین اب بہی ترمیم ہوسکتی ہے اور پہلے بہی ہوسکتی تہی۔ بجواب اسکے گورنمنٹ پنجاب نے مواضعات مندرجہ فہرست کا سوچیت سنگہ کو دیا جانا منظور کیا مگر اس عام مسئلہ کو جو قطعی طور پر طے ہوچکا تہا از سر نو چہیڑنے سے انکار کیا اور تحریر کیا کہ یہہ مقدمہ جو ایک پولیٹیکل معاملہ ہے اسمین سوچیت سنگہ کی بالغی و نابالغی کی بحث کچہہ وقعت نہین رکہتی کیونکہ بوقت پیش کرنے درخواست علیحدگی کے وہ بخوبی شعور رکہتا تہا اور گورنمنٹ انگریزی بحیثیت بالادست سلطنت ہونے کے اختیار کامل رکہتی ہے کہ وصیت نامہ کے جسقدر حصہ کو مناسب سمجہے نافذ کرے۔

۱۸۶۰ء مین اس مسئلہ معاملہ کا پہر چہڑنا۔

۱۸۶۰ء مین سوچیت سنگہ کی اس جاگیر کا جو ریاست سے الگ ہوچکی تہی پہر چہیڑ اگیا یعنی کرنل لیک صاحب کمشنر آنرو ہی ستلج نے تحریر کیا کہ بہائیون مین اتفاق ہوگیا ہے اور جاگیر علیحدہ شدہ کی واپسی کے دونون خواہان ہین وہ اونہون نے ایک دوسرے کو باضابطہ اقرار نامے لکہدیے ہین جن مین گورنمنٹ انگریزی سے منظور ہوجانے کی حالت مین کنور سوچیت سنگہ نے اطاعت اور فرمانبرداری کا اور راجہ رندہیر سنگہ نے اون علاقجات کو جو گورنمنٹ انگریزی نے ریاست سے لیکر کنور سوچیت سنگہ کو دیے ہوئے ہین بدستور اوسکے قبضہ مین رہنے دینے کا اور جاگیرداروکو

کو بعض قیود مندرجہ اقرارنامہ کے ساتھہ اوس پر اور اوسکی ورثا پر قایم و بحال رکھنے کا اقرار کرلیا ہے " اور صاحب موصوف نے یہہ بھی جتایا کہ سب لوگ عموماً راجہ متوفی کے وصیت نامہ کو اسوجہہ سے ناپسند کرتے ہین کہ مبادا یہہ مقدمہ تمام خودمختار ریاستون کے انفسام کے لئے ایک نظیر ہوجائے اور کرنل صاحب موصوف نے یہہ بھی تحریر فرمایا کہ اندرین صورت وصیت نامہ کی منسوخی ہرگز عمل مین نہ آئیگی بلکہ صرف اسقدر ترمیم ہوگی کہ سوتیلے بجائے ایک نام جاگیردار ہونے کے اپنے بھائی کا ذیلدار ہوجائیگا ۔

اور سوچیت سنگہ کے علیحدہ شدہ حصہ کا اوسکے بھائی کی ریاست مین شامل ہوجانا ۔

گورنمنٹ پنجاب نے اس سفارش کی بڑی زور سے تائید کی اور اون نمایان خدمات کو بیان کیا جو ایام غدر مین راجہ صاحب سے ظہور مین آئی تھین اور یہہ بھی لکھا کہ اس ترمیم سے نہ تو گورنمنٹ کا ہی کوئی نقصان ہوتا ہے اور نہ وصیت نامہ ہی باطل ہوتا ہے چنانچہ آخرکار سپریم گورنمنٹ نے بھی اس تجویز کو منظور کیا اور جاگیر مذکورہ بالا کا انتقال حکومت گورنمنٹ سے بہ حکومت ریاست عمل مین آیا ۔

سردار بکرما سنگہ کا حسب وصیت نامہ حصہ کا خواستگار ہونا

سنہ ۱۸۶۶ء مین ان بھائیون کے باہم پہر نزاع ہوا اور صاحب کمشنر جالندہر نے گورنمنٹ کو یہہ اطلاع دی کہ " بیسوین اپریل کو سردار بکرما سنگہ نے مجکو باضابطہ مطلع کیا ہے کہ میرے بھائی راجہ صاحب کپورتہلہ کے ساتھہ میری پوری ناتفاقی ہوگئی ہے لہذا اس بات کا مستدعی ہون کہ حسب ہدایت گورنمنٹ ہند انتظام مندرجہ وصیت نامہ راجہ صاحب مرگباشتی نافذ فرمایا جاے "

اوسکے استحقاق مین کلام ہونا۔

گورنمنٹ پنجاب نے جواب دیا کہ موجودہ انتظام کو اولٹ پولٹ نہین کیا جا سکتا مگر سردار موصوف نے پہر بربنائی وصیت نامہ و منظوری گورنمنٹ ہند دعوی کیا اور یہہ بیان کیا کہ گورنمنٹ نے تعمیل وصیت نامہ کو صرف اوس وقت تک ملتوی رکہا تہا جب تک کہ سب بہائی صلح و اتفاق سے رہین۔

اسکے بعد سردار بکرمان سنگہ نے براہ راست گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کی لیکن یہہ جواب ملا کہ اب آپکو اپنے پہلے ہی فیصلہ یعنی استحقاق نفاذ وصیت نامہ سے اپنی دست برداری پر قایم رہنا پڑے گا۔

گورنمنٹ پر تبدیل شدہ حالات کی وجہ سے اپنا وصیت نامہ کا بحال رکہنا واجب تہا۔

اب بکرمان سنگہ نے یہہ درخواست کی کہ مجہو اس بات سے مطلع کیا جاے کہ یہ تعلق ریاست کپورتہلہ میرے رتبہ اور حیثیت کی نسبت گورنمنٹ کی کیا راے ہے اور قطع نظر اس کے کہ میرا علیحدہ کیا جانا قرین مصلحت ہو یا نہو مگر اس امر کے فیصلہ سے اطلاع ملنی چاہیے کہ جیسا کہ مین سمجہتا ہون کہ میرا دعوی بالکل صحیح اور ناقابل تردید ہے آیا اوسیطرح گورنمنٹ کے نزدیک مجہو علیحدگی چاہنے کا استحقاق بہی حاصل ہے یا نہین۔ بجواب اسکے گورنمنٹ پنجاب نے اس معاملہ کو از سر نو چہیڑنے سے پہر انکار کیا اور یہہ راے تحریر کی کہ جانشینی خلف اکبر کا دستور ایک ایسا قاعدہ ہے جو شاستر اور رسم و رواج دونون کے رو سے ہمیشہ اس قسم کی تقیسمون کے بارہ مین عمل مین آتا رہا ہے اور جب کبہی کسی دیسی ریاست مین اوس سے انحراف کیا گیا ہے تو وہ انحراف صرف اس سبب سے واقع ہوا ہے کہ رئیس ذی اختیار نے دہینگا دہینگی جو چاہا سو کردیا اور

جوکارروائی ۱۸۵۲ء مین ریاست کپورتہلہ کی نسبت کی گئی تہی وہ ایک مستثنیٰ طور کی
تہی اور چونکہ کئی سببون سے اوسوقت راجہ نہال سنگہ نظر رعایت کے مستحق تہے اور علاوہ
برین قاعدہ جانشینی خلف اکبر چند سال سے غیر ملحوظ ہو رہا تہا ان سببون سے وصیت نامہ
مذکورہ بالا منظور کیا گیا تہا مگر خاص سردار بکرما سنگہ کے معاملہ مین چونکہ اوسپر کبہی
عملدرآمد ہی نہین ہوا اسلئے اب بلحاظ واقعات مابعد اور بلحاظ منقضی ہوجانے عرصہ
سولہ برس کے (تاریخ تحریر وصیت نامہ سے) اور بلحاظ اس امر کے کہ قاعدہ جانشینی
خلف اکبر اب حکماً بطور ضابطہ معمولی اور قاعدہ عام کے مقرر ہو چکا ہے گورنمنٹ اوس
وصیت نامہ کے نفاذ کی ذمہ واری سے بالکل بری ہو چکی ہے ۔

اپنے بہائی کیطرح سوچیت سنگہ کا بہی اپنے حصہ کی واپسی کے لئے پہر خواستگار ہونا ۔

مگر اب سوچیت سنگہ کو بہی یہہ تحریک ہوئی اور وہ بہی اس بات کا
خواستگار ہوا کہ اوسکی جاگیر جو ریاست کپورتہلہ مین شامل کر دی گئی
تہی پہر علیحدہ کر دی جائے ۔ کیونکہ شرائط اقرارنامہ باہمی کی تعمیل نہین
ہوئی اور جن امور مندرجہ اقرارنامہ کا اوسنے بالخصوص حوالہ دیا وہ یہہ تہے ۱ اول
سوچیت سنگہ کو اختیار اضافہ جمعبندی حاصل ہوگا ۔ دوسرے وہ تمام اختیارات
کلکٹری کے نفاذ کا مجاز رہیگا ۲ اور بعد اعادہ ودیگران شرائط کے اوسنے ظاہر کیا
کہ درباب جمعبندی کے تو یہہ صورت ہوئی کہ بعد دستخط کرنے اقرارنامہ کے فوراً معلوم
ہوا کہ تاوقتیکہ میعاد بندوبست منقضی نہو جائے جمعبندی مقرر کردہ گورنمنٹ کو توڑ کر
اضافہ کرنا ناقابل جواز ہے اور اختیارات کلکٹری کا یہہ حال گذرا کہ راجہ صاحب نے

صرف سرسری مقدمات کے فیصل کرنے کی مجہہ اجازت دی (یعنی پوری اختیارات ندئی
مگر گورنمنٹ پنجاب نے باین خیال اس معاملہ مین بحث کرنے سے انکار کیا کہ اسکی طول ہونے
مین فریقین کی بربادی متصور ہی اور بخلاف سوچیت سنگہ کے بیانات کے گورنمنٹ
کی رای مین راجہ صاحب کا طرز سلوک اپنی بہائیون کی نسبت بہت اچہا تہا اور گورنمنٹ
موصوف کے نزدیک یہہ چہوٹے بہائی اوس مقدار سی زیادہ حاصل کئی بیٹہی تہی جسکا
وہ جوازاً دعوی کرسکتی تہی۔

چند مہینون بعد صاحب کمشنر نے رپورٹ کی کہ اگرچہ راجہ صاحب اپنی منجہلے بہائی کوبہی
اوسیقدر وظیفہ دینی پر راضی ہین جو اونہون نے سوچیت سنگہ کو دیا ہوا تہا یعنی چوّن ۵۴۰۰۰
ہزار روپیہ سالانہ بدین شرح کہ منجملہ اسکی پچیس ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ تو نقد دوام کے
واسطے ملتا ہوگا اور پچیس ۲۵ تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی ایک مین حیاتی جاگیر دیدین گے مگر ان
دونون کے باہم صلح اور اتفاق ہوجانے کی بہت کم توقع ہے۔

اس معاملہ کا بغرض فیصلہ گورنمنٹ ہند کے پاس رجوع کیا جانا۔

اسپر گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند سے ایک قطعی فیصلہ کی
درخواست کی کیونکہ گورنمنٹ ہند ہی سردار بکرمان سنگہ کو اس بات پر
راغب کرسکتی تہی کہ ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کی جاگیر منتقل کرالینے کا
دعوی چہوڑکر کسی اور بات پر رضامند ہوجاوی۔ اسوقت کنور سوچیت سنگہ اسقدر
اپنی دعوی کے درپے نہ تہا جسقدر کہ سردار بکرمان سنگہ تہا حالانکہ بکرمان سنگہ اپنے
چہوٹے بہائی کی بہ نسبت بہت آسودہ حالت مین تہا کیونکہ اوسکو پچاس ۵۰۰۰۰ ہزار روپیہ

سالانہ وظیفہ کے علاوہ علاقہ اوسمین بھی ایک تعلقہ کم سے کم اسی تعداد کا ملا ہوا تھا
اور گو وہ اپنے ذہن میں یہہ سمجھتا تھا کہ میری ہی ذاتی خدمات کے صلہ میں وہ ملا ہوا تھا
مگر امر واقعی یہہ ہے کہ اوسکو ملنے میں اوسکے اوس رتبہ کو بھی دخل تھا جو اوسکے بھائی راجہ صاحب
کپورتھلہ نے اپنی معیت میں لیجانے سے اوسکو بخشا تھا اور جسکے باعث اوسکو ان خدمات
کے انجام دینے کا موقع ملا تھا۔

گورنمنٹ کا حکم اخیر

گورنمنٹ ہند کے اخیر احکامات حسب مضمون ذیل فروری سنہ ۱۸۶۸ء میں
صادر ہوئے تھے کہ اس وصیت نامہ کو گورنمنٹ انگریزی نے سنہ ۱۸۵۳ء میں قبول و منظور
کیا تھا اور گو بوقت منظوری جانے اوس وصیت نامہ کے حقیقتاً تقسیم کرا دئے جانے حصہ جات
برادران پر اصرار نہیں کیا گیا تھا لیکن قابل انقسام ہونا ان حصوں کا مسلم ہو چکا تھا اور
اگرچہ اس فیصلہ کے خلاف میں راجہ صاحب نے عذر اور استغاثہ کیا مگر گورنمنٹ نے بطور
قطعی یہی حکم دیا کہ تقسیم ضرور ہوگی۔ اسکے بعد کوئی بات اب تک ایسی نہیں واقع ہوئی
جس سے گورنمنٹ ہند کو اس معاملہ میں کوئی فیصلہ اوسکے برخلاف کرنا پڑے ہو اور کسی بھائی
نے درصورت پیدا ہو جانے ناتفاقی کے اپنے اس استحقاق سے آجتک دست برداری
بھی نہیں کی اور جو جواب سنہ ۱۸۶۱ء کے دربار میں لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے دیا تھا
وہ صریحاً صرف اتنی بات کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وصیت نامہ کی تعمیل ملتوی کر دیا
گئی ہے اور اوسمیں کوئی وعدہ اس قسم کا مترشح نہیں ہوتا ہے کہ وصیت نامہ کی تعمیل کبھی بھی نہوگی [ملہ]

ملہ یہہ دربار جو اکتیسویں جنوری سنہ ۱۸۶۱ء کو بمقام سیالکوٹ ہوا تھا از روئی کیفیت لالہ کرپارام وکیل کپورتھلہ مرسلہ [illegible]
صاحب کمشنر جالندھر۔ اوس میں لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے مضمون مندرجہ ذیل بیان فرمایا تھا کہ فیصلہ آپ کی تحریر خود ہی

اور یہہ مقدمہ جو بالکل صاف ہی ایک معمولی سیدہی سادہی انصاف کے متعلق ہے اور قاعدہ جانشینی خلف اکبر کی پابندی پنجاب کی چہوٹی ریاستون مین کوئی امر لابدی نہین ہی اور خواہ کچہہ ہی ہو یہہ انتظام جسکو گورنمنٹ سنجیدگی کے ساتہہ منظور کرچکی تہی اب منسوخ نہین ہو سکتا لہذا وصیت نامہ کی تعمیل جسقدر کہ ان دونون بہائیون سے متعلق ہی بالضرور عمل مین لائی جانی چاہئے ـ

سوچیت سنگہ کو حسب شرایط وصیت نامہ ایک علاقہ تخمیناً ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کا تقسیم ہوکر ملا ہوا ہی اور وہ سرکار انگریزی کے جاگیردارون مین داخل ہوگیا تہا اور از سرنو جمعبندی گہٹ جانے کی وجہہ سے اگرچہ اوسکی آمدنی ایک لاکہہ سے کم ہوگئی ہی مگر اوسکو کہدیا گیا تہا کہ بجز قبولیت جمع بندوبستی مجوزہ حکام انگریزی اور کچہہ چارہ نہین ہی اور وہ نہ تو اب راجہ صاحب سے ہی زیادہ کا دعوی کرسکتا ہی اور نہ تا انقضای میعاد بندوبست جمعبندی ہی بڑہ سکتی ہی ـ اور بکرما سنگہ کی نسبت یہہ حکم دیا جاتا ہی کہ اوسکو بہی ایک لاکہہ روپیہ کا علاقہ موجودہ جمعبندی مجوزہ ریاست کے حساب سے دلایا جائے کیونکہ بلحاظ حالات موجودہ وقت یہہ امر قرین مصلحت نہین معلوم ہوتا کہ سرکاری عہدہ داران بندوبست کی معرفت تشخیص جمعبندی کرائی جائے ـ اور چونکہ وصیت نامہ مین یہہ بات درج ہے کہ درصورت تقسیم ہوجانے حصہ جات ہر دو برادران کے اختیارات مالی و فوجداری و دیوانی علاقجات مذکور یا تو بالکل گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہہ مین آجائینگے یا زیر حکومت

ہذا کے تم آپکا قدیمی علاقہ دواقعہ دوابہ باری آپکو برای دوام عطا کرتے ہین اور آپ کے والد کے وصیت نامہ کو موقوف رکہہ کر آپ کی حکومت آپکی ریاست مین بشمول علاقجات دوابیان و جو نگہ حسب دستور سابق بحال کی جاتی ہے " مصنف

گورنمنٹ بطور ذمہ دار ان دونون بھائیون کے ہاتھ مین نہین رہین گے - اسلئے دونون
کو اجازت دیجاتی ہے کہ اپنی اپنی جاگیرون کے اندر اختیارات مالی و فوجداری و دیوانی
عمل مین لایا کرین اور اگرچہ ازروے وصیت نامہ انہین سے ہر ایک کو گورنمنٹ انگریزی
کے ماتحت آجانے کا استحقاق حاصل ہے لیکن اگر اونمین سے کوئی راجہ صاحب کی
ماتحتی مین رہنا پسند کرے اور اپنے اختیارات حکومت اپنے ہی پاس رکھنا چاہے تو فبہا
کیونکہ اس صورت مین ریاست کپورتہلہ یکبارہ مکرر انقسام سے بطور کافی محفوظ رہیگی ۔"
اور اخیر مین یہہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ بکرما سنگھ اور سوچیت سنگھ دونون کی جاگیرین
کیا باعتبار علیحدگی اونکی آمدنی کی آمدنی ریاست سے اور کیا بلحاظ اختیارات حکومت اونکی
صلبی اولاد ذکور کو حسب قاعدہ جانشینی خلف اکبر ضرور پہونچنی چاہئین یعنی بڑا بیٹا وارث
جاگیر ہوا کریگا اور اگر اوسکے کوئی اور چھوٹے بھائی ہون تو اون کے واسطے ایک معقول
درجہ کا گزارہ مقرر کر دیا کریگا اور در صورت عدم موجودگی اولاد ذکور صحیح النسب کے
وہ جاگیر راجہ صاحب کے پاس یا جو شخص اوسوقت کپورتہلہ کے خاندان آہلووالیہ کا رئیس
ہوا اوسکے پاس عود کریگی ۔"

جناب والیسرائے بہادر کا یہہ فیصلہ چونکہ راجہ صاحب کی مرضی کے برخلاف تہا لہذا بخدمت صاحب سکرٹیری آف سٹیٹ[۱۵] - یعنی وزیر ہندوستان کے اونہون	اس حکم کا مرحوم گورنمنٹ کے ہان سے ترمیم ہونا

[۱۵] واضح ہو کہ اس معاملہ مین جسقدر رائین اور فیصلے ولایت کے اس فیصلہ تک راجہ رندہیر سنگہ صاحب کے خلاف
ہین سب لارڈ لارنس صاحب بہادر کے اجلاس کے کبہی بہ حیثیت کمشنر جالندہر اور کبہی بہ حیثیت ممبر بورڈ اور کبہی بہ حیثیت
چیف کمشنر پنجاب اور اخیر مین بحیثیت ویسراے و گورنر جنرل کشور ہند ہین ۱۲ اسید محمد حسین

نے اسکا مرافعہ کیا صاحب وزیر ممدوح الشان نے وصیت نامہ کے جواز کو تو قایم مسلم رکہا مگر اس فیصلہ مین نہایت کے درجہ ترمیم کر دی چنانچہ صاحب سکرٹیری آف اسٹیٹ بہادر نے جو ڈسپاچ یعنی مراسلہ بارہوین فبروری ۱۸۶۹ع کو جناب ویسرای بہادر ہند کے نام اس بارہ مین روانہ کیا تہا اوسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے —

"۱ — آپ کی گورنمنٹ کی چٹہیان محولہ حاشیہ مع کاغذات منسلکہ جو راجہ صاحب کپورتہلہ اور انکی بہائیون کے معاملات سے تعلق رکہتی تہی وصول ہوئین اور مین نے باجلاس کونسل جیسے کہ اس مقدمہ کی اہمیت مقتضی تہی اونکو دیسی ہی کمال غور و توجہہ کے ساتہہ معاینہ کیا — ۲ — کوایف متعلقہ راجہ نہال سنگہ کے وصیت نامہ کی تشریح اور ان بہائیون کی کارروائی ہائے مابعد کی وہ تفصیل جو ان کاغذات زیر مطالعہ مین شرح و بسط کے ساتہہ مندرج ہے اوسکا تفصیلوار اعادہ کرنا غیر ضروری ہے —

سرکاری طور پر یہہ امر بیان کیا گیا ہے کہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر والیسرای ہند نے اکتیسوین جنوری ۱۸۶۰ع کو راجہ صاحب کپورتہلہ کو اونکی اون خدمات نمایان کا جو اون سے میدان جنگ مین ظہور مین آئی تہین شکریہ ادا کرنے کے بعد سر دربار اس امر کا یقین دلایا تہا کہ اونکا علاقہ جس حیثیت سے کہ اونکی والد کی وفات سے پہلے تہا اوسی حیثیت کے ساتہہ اونکو دوام کے واسطے دیا گیا اور وہ الفاظ جو گورنر جنرل صاحب نے فرمائے تہے بجنسہ یہہ تہے قولہ ۔ ان خیر خواہانہ اور وفادارانہ خدمات کے صلہ مین ہمنے آپکا قدیمی علاقہ واقعہ دوابہ باری آپکو بطور دوام کے عطا کیا ہے اور آپ کے والد کا وصیت نامہ

منسوخ ہوا اور آپکا علاقہ مع دائیان وبھونگہ آپ پر اوسی حیثیت سے بحال کیا گیا اور ریاست مین شامل کیا گیا جسطرح کہ سابق مین تہا ۔ اس تقریر کی بابت آپکی گورنمنٹ نے یہہ بیان کیا ہے کہ جو جواب لارڈ کیننگ صاحب نے ۱۸۶۰ء کے دربار مین دیا تہا وہ صرف اتنی بات سے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ "وصیت نامہ کی تعمیل بلتوی کردی گئی تہی" اور اوس سے کوئی اس قسم کا وعدہ مترشح نہین ہوتا کہ اوسکی تعمیل کبہی نہوگی "دفعہ ۳" ۔ لارڈ کیننگ صاحب کے الفاظ کو جن معنون مین آپ لیتے ہین مین اون مین اتفاق رای نہین کرسکتا اور اونکی تاویل ایک مختلف طور سے کرنے پر مجبور ہون یہہ تاویل اون الفاظ کی جو ویسرائے ممدوح نے راجہ نہال سنگہ کے وصیت نامہ کی نسبت استعمال کئے تہے کچہہ انگریزی ترجمہ کی مطابقت اور صحت پر موقوف نہین ہے خواہ وہ ترجمہ منسوخ کرنا ہو "یا نفی کرنا" "یا کنارہ کردینا" بلکہ کل کلام کے سیاق پر مبنی ہے یعنی لارڈ کیننگ صاحب نے اس اپنے بیان کو راجہ رندہیر سنگہ کی پولیٹیکل خدمات کے پرجوش اعتراف کے ساتہہ شامل کیا تہا اور اس سے صریح اون خدمات کا صلہ دینا مقصود تہا اور اگر اوس سے ایک ایسے موجودہ انتظام ہی کی طرف جو راجہ صاحب کے چہوٹے بہائیون کی خوشی پر منحصر تہا یا منحصر رہنے والا تہا محض اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو پہر یہہ کسی قسم کا صلہ نہ تہا اور اسصورت مین پولیٹیکل خدمات کا تذکرہ محض بے معنی تہا مگر جبکہ صریح اوس سے صلہ مدنظر تہا تو اوسکو ایک وعدہ اور اقرار کی شکل حاصل کرنا لازم آیا ۔ یہہ مدعا جو اس تقریر کے کل سیاق سے مستنبط ہوتا ہے اس معاملہ کے حالات

ناسمجھی کی ناملائم کیفیت سے بہی پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے یعنی راجہ نہال سنگہ کے وصیت نامہ سے راج کی آیندہ تقسیم و تفریق کا خطرہ عاید حال ہوگیا تہا چنانچہ ابتدا مین جوان بہائیون کے باہم بطور خود ایک راضی نامہ کر لینے سے یہہ خطرہ موقوف رکہا گیا تہا اوس راضی نامہ باہمی کی حیثیت سے اور جس طریقہ مین کہ وہ عمل مین آیا تہا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ راجہ رندہیر سنگہ کو کسقدر فکر اور تردد عظیم اسبات کا تہا کہ اوسکا راج تقسیم و تفریق سے محفوظ رہے اور اس تقسیم کے ممکن الوقوع ہونیکو وہ کتنی بڑی مصیبت خیال کرتا تہا اسلئے اس خدمت عظیم اور عین برموقع کا صلہ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا تہا کہ ویسرا صاحب راجہ رندہیر سنگہ کو اس بات کی طمانیت دیتے کہ گورنمنٹ ہند کی یہہ خواہش ہے کہ اس اندیشہ کی بنیاد ہی آپ کے دل سے ہمیشہ کے لئے دور ہوجائے میرے نزدیک اس مین کچہہ شک نہین ہے کہ لارڈ کیننگ صاحب کی یہہ ہی مراد تہی اور یہہ ہی وہ صلہ تہا جسکے واسطے اونہون نے گورنمنٹ انگریزی کی قول و قرار کی کفالت دی تہی

وو دفعہ ۱۴ بنا برعلیہ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہہ رای ہے کہ لارڈ کیننگ صاحب کے فیصلہ کا قایم رکہنا اور یہہ حکم دینا ہمپر واجب ہے کہ کوئی ایسی بات نہین کیجائیگی کہ جس سے ایک ایسے رئیس کی شان اور حکومت مین کمی ہوتی موجب ہو کہ نہایت وفادار رفیقون مین سے ہے اور جس نے اس قسم کا وعدہ برسر دربار ایسے زمانہ مین حاصل کیا تہا جبکہ اوسکی خدمات کا نقش ویسرا صاحب کے دل مین تازہ تہا۔

۲۲ دفعہ ۱۵ لہذا میری خواہش ہے کہ راجہ رندہیر سنگہ کا کامل اختیار اور حکومت کل ریاست

کے اندر بدستور رہنا چاہیئے مگر جس نظر سے کہ آپ کی گورنمنٹ نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا تہا مین اوسکو بہی بخوبی سمجہتا ہون یعنی اس نظر سے کہ چہوٹے بہائیون کے حق مین جنکے واسطے راجہ نہال سنگہ نے وصیتاً بعض انتقالات فرمائے ہتہ اور جنکے جواز کو گورنمنٹ ہند تسلیم کرچکی تہی ہر طرحکی رعایت ملحوظ رہے اور پورا پورا انصاف عمل مین آئے لیکن جو انتظام کہ خود ان بہائیون نے اپنی ہی مرضی سے کرلیا تہا اور جس پر چند سال سے عملدرآمد ہوتا چلا آتا ہے اوسکو مستقل اور استمراری کردینا اونکی حق مین کوئی ناانصافی نہوگی اونکو اون حصون کی پوری تعداد جو اونکے باپ کے وصیتنامہ مین درج ہین خواہ بطور زر نقد خواہ مین حیاتی جاگیرون کے ذریعہ سے جسطرح کہ آپ کی رائے قرار پائی ملنی چاہیئے مگر یہہ بات بخوبی سمجہہ لینی چاہیئے کہ اگر ان بہائیون کو ریاست کپورتہلہ مین حسب شرح بالا جاگیرین دیجائینگی تو وہ باعتبار اختیارات فوجداری کے بالکل راجہ صاحب کے ماتحت رکہی جائینگی اور ہر ایک بہائی کی وفات کے بعد محاصل اوسکی جاگیر مقبوضہ کا راجہ صاحب کی طرف عود کریگا مگر سب سے پہلا مصارف منجملہ آمدنی اوس جاگیر بازیاب شدہ کے یہہ ہوگا کہ برادر متوفی کے اہل وعیال کے واسطے ایک معقول وظیفہ بمنظوری گورنمنٹ ہند مقرر ہوا کریگا

۱۷ دفعہ ۷ امید ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی اس صریح تجویز کے اعلان کے بعد نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب بر طبق آپ کی ہدایتون کے ایسا بندوبست کرسکینگے جس سے سب فریق راضی ہوجائین مگر چونکہ کنور سوچیت سنگہ اپنی جاگیر کو ریاست سے علیحدہ کرلینے کی درخواست کرچکا ہے اسلئے وہ راجہ صاحب سے اوس اقرارنامہ پر قایم رہنے کا جو سنہ ۱۸۵۹ع

بین ان دونون کے باہم عمل مین آیا تہا اب دعوی نہین کرسکتا ۔۔۔ انتہی ۔

بعد صدور ان احکام ولایت کے جو امر حکام ہندوستان کو کرنا رہا وہ صرف یہہ تہا کہ ہوم گورنمنٹ کے ان احکام کی تعمیل ایک ایسی طریقہ سے عمل مین لائی جاوے جس سے کہ راجہ صاحب اور اونکی بہائیون کو کوئی معقول وجہہ شکایت کی باقی نرہے ۔

جناب وزیر صاحب بہادر ہندوستان کے احکام کا خلاصہ

جناب سکرٹیری آف سٹیٹ کے اس فیصلہ اور احکامات کا خلاصہ یہہ مطلب تہا ہے کہ لارڈ کیننگ صاحب کا بیان نسبت منسوخی وصیت نامہ کے قایم رکہا جاوے اور راجہ رندہیر سنگہ اختیار کامل کے ساتہہ مالک ریاست رہین اور چہوٹے بہائی اپنی اپنی حصہ کے پوری مقدار سے جسقدر کہ بمطابق وصیت نامہ اونکو دیا جانا چاہیئے خواہ بشکل زر نقد اور خواہ بطور جاگیر متمتع رہین مگر تاحیات لیکن اگر اونکو حصہ مین جاگیر ملنی قرار پاوے تو وہ باعتبار اختیارات فوجداری راجہ صاحب کے تابع اور ماتحت رہینگے

ان احکام کے موافق خاطرخواہ انتظام ہوجانے مین دشواری کا پیش آنا ۔

چہوٹے بہائی گورنمنٹ کے اس فیصلہ کو بدون استعانت ثانی قبول کرنے پر راضی ہوئی اور راجہ صاحب کے ساتہہ جو اس فیصلہ کو قطعی سمجہکر اسبارہ مین وہ جہگڑا قصہ کرنا نہین چاہتے تہے کسی طرح صفائی کرلینے پر راغب نہ ہوئی اس سبب سے اونکو کپورتہلہ مین جاگیر دلایا جانا ناممکن ہوگیا اور گورنمنٹ پنجاب کو صرف اس بات کی تحریک کرنے کی گنجایش باقی رہی کہ اونکا نقد وظیفہ بقدر اونکی حصص کے مقرر ہونا چاہیئے

تعداد وظیفہ جسکے چہوٹے بہائی مستحق تہے ۔

اب اس تعداد کا تعین کرنا باقی تہا اگرچہ از روی وصیت نامہ راجہ نہال سنگہ یہہ چہوٹے بہائی علاقجات جنسی ایک ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کے مستحق تہے

مگر یہہ بہی قرین انصاف تہا کہ جو دیہات جاگیر مین ان سرداروں کو عطا کیے جائین
اونکی تعداد جمع راجگان کپورتہلہ کی جمعبندی کے بموجب شمار کیجاے چونکہ جاگیرات مذکورہ
بعد علیحدگی از ریاست اون اصولون کے بموجب تشخیص جدید کی مستوجب نہین جنکے
موافق گورنمنٹ انگریزی اپنے مالی معاملات مین عمل درآمد کرتی ہے اسلیے کنور سوچیت سنگہ
کے معاملہ مین یہہ حال معلوم ہوگیا تہا کہ جن دیہات کا محاصل راجہ نہال سنگہ کی عملداری
مین ایک لاکہہ روپیہ سالانہ تہا گورنمنٹ انگریزی کی ملکی اور فیاضانہ جمعبندی کے مطابق
صرف باون ہزار چودہ روپیہ سالانہ رہگیا تہا پس بقیاس حالت مذکورہ بالا اب صرف یہی
تعداد واجب الادا تہی جسکا استحقاق یہہ چہوٹی بہائی از روی وصیت نامہ کے رکہتے تہے
کس واسطہ کہ اگر وہ انگریزی جاگیردار بننا چاہتے تو اونکو اپنے علاقجات کی تشخیص جدید کا
نقصان بہی قبول کرنا لازم آتا اور اگر بالعوض دیہات کے زر نقد مقرر کیا جاتا تو وہ
انصافاً صرف اوسقدر وظیفہ کا دعوی کر سکتے تہے جو حسب جمعبندی جدید اوس جاگیر کی
آمدنی کے مساوی ہوتا یعنی باون ہزار روپیہ کا مگر گورنمنٹ پنجاب کو چونکہ یہہ امر
منظور تہا کہ کنور بکرما سنگہ اور کنور سوچیت سنگہ کو خواہ مخواہ کوئی موقع شکایت
کا حاصل ہو اسلیے اس امر کی سفارش کی کہ ساٹہہ ساٹہہ ہزار روپیہ ۶۰۰۰۰ سالانہ کا وظیفہ دونوں
کو باقساط ششماہی ملا کرے اور تعلقجات بہونگہ اور روائیان سوچیت سنگہ سے لیے گئے
اور کنور موصوف کو اجازت دی گئی کہ اگر علاقجات مذکورہ کی حیثیت کو اپنے مصارف سے
کوئی دوامی ترقی دینے کا سامان اونسے کیا ہو تو اوسکی معاوضہ کے مانگنے کا دعوی کریں

اختتام مقدمہ۔ یہہ طول طویل مقدمہ جسکی وجہہ سے بہت بڑی بڑی رنجشین پیدا ہوئی رہین اور جنکی نسبت بوجہہ معقول احتمال ہوسکتا ہی کہ اونکی ہی باعث سے راجہ رندہیر سنگہ کی صحت اور عمر مین کمی واقع ہوگئی تہی اب انجام کار طے ہوگیا اس فیصلہ پر چہوٹے بہائیون کے راضی ہونے کی توقع تو بہت ہی کم ہے مگر ہان اونکو اسقدر ضرور ماننا چاہیے کہ گورنمنٹ انگریزی کو بحیثیت بالادست سلطنت ہونے کے اونکی باپ کے وصیت نامہ کے قایم رکہنے یا منسوخ کرنیکا اختیار کامل حاصل تہا اور اگر یہہ منسوخی بعد غدر ۱۸۵۷ع کے عمل مین آئی تو اوس سے ریاست کپورتہلہ کو تفریق و انقسام سے محفوظ رکہنا اور راجہ صاحب کی خدمات نمایان کا اجر دینا مقصود تہا اور اگر بالفرض اونکو وہ سب چیزین نہ بہی پہونچین ہون جنکا دینا اونکی والد کو منظور تہا تاہم جسقدر کہ مناسب تہا کہ از روی قاعدہ واجب تہا اوس سے تو بہرحال وہ زیادہ ہی پاچکی ہین ۔

غدر ۱۸۵۷ع اور راجہ رندہیر سنگہ کی خیر خواہی۔ اب اس خاندان کی تاریخ پر چند سال پیچہے کیطرف نظر ڈالنا ضروری ہے یعنی اون ایام کی طرف جبکہ مئی ۱۸۵۷ع مین فوج متعلقہ پریذیڈنسی بنگالہ نے آتش غدر و فساد مشتعل کی تہی اور راجہ رندہیر سنگہ نے گورنمنٹ کی نسبت اپنی خیر خواہی ثابت کرنیکو اس موقع کو ہاتہہ سے نہین جانے دیا تہا۔ راجہ صاحب بہ حیثیت زمیندار سرکار اگرچہ بیشک اسقدر واجب تہا کہ بوقت ضرورت جسقدر کہ ممکن ہو گورنمنٹ کی امداد کرین لیکن اونسے فوجی خدمت اس باعث سے طلب نہین کیجا سکتی تہی کہ وہ اس قسم کی خدمت کے معاوضہ مین ایک لاکہہ بتیس ہزار روپیہ سالانہ گورنمنٹ کو پہلے ہی ادا کرتے رہتے تہے

مگر باوجود اسکی بہی دہلی اور میرٹھہ کے غدر کی خبر پاتی ہی راجہ صاحب موصوف اپنی تمام فوج کو جو اوسوقت بہم ہوسکی جمع کرکے اور اپنی بہائی سردار بکرما سنگھ اور بڑی بڑی اہلکاران ریاست کو ساتھہ لیکر جالندہر کو فوراً چلے آئی اور سارا گرمی کا موسم اپنی فوج کے ساتھہ وہان ہی بسر کیا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو دہلی بہیجنی کی بہی درخواست کی مگر یہہ درخواست صرف اسوجہہ سے منظور نہوئی کہ اوس فوج کے جالندہر مین موجود رہنی کی زیادہ تر ضرورت تہی۔

اونکی خدمات بمقام جالندہر و ہوشیارپور

اور جس رات خاص شہر جالندہر مین بغاوت ہوئی اوس شب کو راجہ صاحب کی فوج نے شہر اور جیلخانہ و خزانہ کی حفاظت کی اور زیر حکم جنرل جانسٹن صاحب اونہون نے اپنی کل سوار فوج کو اپنی بہائی کے ہمراہ باغیون کے تعاقب مین روانہ کردیا اور جولائی کے مہینے مین جبکہ سیالکوٹ کے غدر کی وجہہ سے شہر ہوشیارپور کی حفاظت لازم آئی تو راجہ صاحب نے حکام انگریزی کی درخواست پر دو سو پیدل سوار اور دو توپین اوسطرف روانہ کین جو ماہ نومبر تک وہان ہی مقیم رہی۔ کنور بکرما سنگھ نے بہی اپنی بہائی کی طرح خیرخواہی اور مستعدی ظاہر کی اور راجہ صاحب کے اس رویہ کی تقلید فوج اور افسرون نے اسقدر عمدگی کے ساتھہ کی کہ اگرچہ وہ چہہ مہینے تک نواح جالندہر مین جو ایک بڑا شہر ہی خیمہ زن رہی اور اونکی نظرون کے سامنے سرکاری فوجین بغاوت اور نمکحرامی کے نمونے دکہلا رہی تہین مگر باایںہمہ اون سے کوئی ایسی بات سرزد نہین ہوئی جو برخلاف فوجی حسن انتظامی کے متصور ہوسکتی اور اونکا چال چلن نہایت قابل

تحسین و آفرین رہا۔

اونکی صفائی اور نیک کارروائی سے عمدہ اثر مترتب ہونا

اسمین شک نہین کہ راجہ رندہیر سنگہ کی اس صفائی اور نیک کارروائی سے بہت بڑا اثر پیدا ہوا - یہہ مانا کہ باشندگان دوابہ جالندہر کے دلون پر گورنمنٹ انگریزی کی حکومت کا اثر پنجاب کے سب حصون کی بہ نسبت بہت اچہا تہا اور یہانکی رعایا کو جو خوشحال اور اکثر زراعت پیشہ ہی ہرگز فتنہ و فساد کی خواہش نہ تہی تاہم گورنمنٹ کو دوابہ جالندہر اور ممالک اپنیر دریائے ستلج مین راجہ صاحب کے اس طور و طریق سے بہت زیادہ تقویت ہوگئی تہی بلکہ راجہ صاحب نے اوس خراج کا ادا کرنا بہی ملتوی نہ کیا جسکو وہ اوس فوج کی تنخواہ کی بابت انصافاً وضع کر سکتے تہے جسکا حاضر کرنا از روی قاعدہ اونپر واجب نہ تہا یہانتک کہ زرخراج عین اوقات مقررہ پر ادا کرتے رہنے کی ضرورت سے اونہون نے اپنے اوپر قرضہ کثیر کا بار اوٹہا لینا تو پسند کیا مگر گورنمنٹ کی مشکلات کو بڑہنے نہین دیا۔

تعداد فوج کپورتہلہ جسنے ۱۸۵۷ع مین کام دیا۔

راجہ صاحب کی فوج جس نے ان ایام مین کام دیا تہا تعداد مین بارہ سو پیدل دو سو سوار اور پانچ توپین تہین اس فوجکو واسطے نومبر ۱۸۵۷ع مین بہ حکم گورنمنٹ نے بارہ ہزار روپیہ کا انعام منظور کیا تہا جو ہر ایک افسر اور سپاہی کی ایک مہینے کی تنخواہ کے مساوی تہا۔

یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ راجہ رندہیر سنگہ نے بلا تامل و تذبذب اور بدون اسکے کہ پہلے کوئی موقع اور فرصت اس امر کے دریافت کرنیکے [illegible] ہین کہ سرداران علاقہ اپنیر دریائے ستلج کا کیا منشا اور نیت ہے گورنمنٹ کی طرفداری اختیار کر لی تہی - فوج قابل روانگی دہلی کے جیسے

جانیکے بعد دوابه جالندهر مین باستثنا ایک نفر گورون کے جنکے سپرد قلعه پهلور کی محافظت تهی اور اسی قدر اور گورے سپاهیون کے جو بمقام جالندهر مقیم تهے اور باستثنا نو سو سواران قوم ٹوانه اور ایک جدید پلٹن پیادگان پنجابی کے راجه رندهیر سنگه کی هی فوج صرف ایسی تهی جس پر اعتماد کیا جا سکتا تها اور جن ایام مین که باغیان دهلی کا فوج انگریزی کے سامنے بدستور مقابله مین قائم رهنا دیکهکر بهت سے لوگ جو انگریزون کی دوستی مین پکے نه تهے سرکار کی کامیابی سے مایوس هو گئے تهے راجه رندهیر سنگه کی خیرخواهی اور وفاداری مین سر مو فرق نهین آیا بلکه وه اپنی فوج کو لیکر خود دهلی کے مورچه پر جانا چاهتے تهے اور انکی یه درخواست صرف نامنظور هو جانے کے یقین اور امید سے اور بطور صفت کرم داشتن کے نه تهی کیونکه وه جنگی خدمات جو اونسے به ملک اوده بعد ازین ظهور مین آئین انکی اس اراده کی صداقت کو ثابت کرتی هین۔

ریاست کپورتهله مین رعایا سے هتهیار رکهوا لیا جانا۔

بعد فتح دهلی جسوقت دوابه جالندهر مین رعایا سے هتهیار لے لینے کی تجویز هوئی راجه رندهیر سنگه نے بهی اپنے علاقه کے اندر کمال مستعدی کے ساتهه ایسا هی عمل کیا۔

صله خدمات۔

راجه رندهیر سنگه کی خدمات کا گورنمنٹ هند نے نهایت دل سے شکر ادا کیا اور خراج معینه مین جو راجه صاحب موصوف سے لیا جاتا تها پچیس هزار (۲۵۰۰۰) روپیه سالانه کی تخفیف کردی اور ایک سال کا خراج بالکل معاف کر دیا اور پندره هزار (۱۵۰۰۰) روپیه کا خلعت دیا اور پانچهزار کا انکے بهائی سردار بکرم سنگه کو مرحمت هوا اور راجه صاحب موصوف

کے لئے گیارہ توپون کی سلامی اور اعزازی خطاب "فرزند دلبند راسخ الاعتقاد" مقرر ہوا اور کنور بکرما سنگہ کو خطاب بہادری کا عطا ہوا۔

۱۸۵۸ء مین راجہ رندہیر سنگہ کی خدمات بمقام اودہ

آغاز ۱۸۵۸ء مین راجہ رندہیر سنگہ بمنظوری سپریم گورنمنٹ ایک فوج لیکر اودہ کو روانہ ہوئے اور سردار بکرما سنگہ بہی اونکے ہمراہ گئے دس مہینے تک راجہ صاحب کی فوج نے میدان جنگ مین کارہائے نمایان کئے جنمین چہہ مرتبہ اس فوج کو غنیم سے لڑائی لڑنے کا اتفاق ہوا اور نو توپین چہین لین اور راجہ صاحب اور اونکے بہائی نے اس تمام عرصہ مین نہ تو کبہی تکلیف کا ہی خیال کیا اور نہ کسی خطرہ اور اندیشہ کا بلکہ ہمیشہ اپنی فوج کے ساتہہ میدان جنگ مین نظر آتے تہے جہان اون سے اعلے درجہ کی شجاعت وبہادری ظہور مین آتی رہی اور راجہ صاحب کی بذات خود موجودگی سے فوج پر بہی ایک نہایت عمدہ اثر مترتب ہوا تہا جس نے لڑائی مین صرف بہادری کے ہی جوہر نہین دکہائے بلکہ انتظام اور نیک چلنی کے واسطے بہی بہت بڑی شہرت حاصل کی اور مارچ ۱۸۵۹ء کے اختتام پر راجہ صاحب کی فوج کو کام سے فراغت حاصل ہوئی اور پنجاب کو واپس آئی۔

ان خدمات کا انعام گورنمنٹ سے ملنا۔

فوج کی خدمات کے عوض مین راجہ صاحب کو دو لاکہہ روپیہ نقد ملا جسکی بابت صاحب چیف کمشنر بہادر اودہ نے پہلے سے ہی ایک اقرار داد کر لیا تہا اور ویسی افسران فوج کو فی کس پانسو روپیہ کا خلعت ملا اور انگریزی افسرون کا جو اوس فوج کے متعلق تہے گورنمنٹ نے شکریہ ادا کیا اور خود راجہ صاحب کو پانچہزار روپیہ کا خلعت مرحمت ہوا۔[۱]

[۱] خلعت راجہ صاحب بہادر — خلعت سردار بکرما سنگہ صاحب بہادر

عطیہ تعلقجات | اور علاقجات بونڈی و بہتولی جو بعلت بغاوت وہان کے تعلقداروں کے ضبطی مین آئے تہے راجہ صاحب کو نصف شرح لگان پر بطور قبضہ استمراری کے عطا ہوے

پارچات	زیور	پارچات	زیور
۲۱ عدد	۵ عدد		۸ عدد
	کنگن مرصع، جیغہ مرصع، مالا مروارید، بازوبند، انگشتری نگینہ الماس		کنگن یکجوڑی، مالا مروارید یکی، بازوبند یکی
سلاح ۸ عدد: شمشیر یکی، بندوق دونالی یکی، پستول اسلحہ تا لکیا یکی	اسپ مع ساز نقرہ یکراس، بگہی عوض پالکی	اسپ مع ساز نقرہ یکراس	شمشیر یکی
فیل مع ہودج نقرہ یکی، دو لاکہ روپیہ نقد			

خلعت چودہری سلطان خان صاحب		خلعت دیوان رام حسین صاحب	
پارچات	زیور	پارچات	زیور
دوشالہ یکی، کمخواب یکی، سفیدی ۶ عدد	کنگن یکی، مالا مروارید یکی	دوشالہ یکی، کمخواب یکی، سفیدی ۶ عدد	کنگن یکی، مالا مروارید یکی

خلعت لالہ گلزاری مل		خلعت لالہ بنا مل	
پارچات ۳	کنگن یکجوڑی	پارچات ۳	کنگن یکجوڑی

خلعت میان کرم بخش		خلعت کرنل ولیم حسن صاحب	
پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی	پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی

خلعت کرنل مہتاب خان		خلعت کرنل نبی بخش	
پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی	پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی

خلعت مرزا وزیر بیگ		خلعت سید حیدر علی شاہ	
پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی	پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی

خلعت چودہری علی بخش رسالدار		سردار تارا سنگہ	
پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی	پارچات ۶ عدد	کنگن یکجوڑی

اور بعینہ وہ سب حقوق و اختیارات جو مالکان سابق کو حاصل تھے اونکو عطا ہوئے۔ ان تعلقجات پر سنہ ۱۸۵۸ء مین سرکاری جمع ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر تہی یہہ دونون تعلقے دریاے گھاگرہ کے کنارہ پر واقع ہین بونڈی شمالی کنارہ پر اور بھٹولی مابین گھاگرہ اور چوکا کے۔

ایک تعلقہ باسم سردار بکرما سنگھ

اور سردار بکرما سنگھ کو تعلقہ اکونا واقع ضلع بہرایچ کا ایک جز و جمعی پینتالیس ۴۵۰۰۰ ہزار روپیہ سالانہ کا پوری شرح لگان سرکاری پر عطا ہوا اور دیگر املاکات راجہ صاحب کو بہی تعلقہ مذکورہ مین حصے دیئے گئے۔ اس تعلقہ کی بابت حال مین ایک دیوانی مقدمہ دایر ہو گیا ہے جو ابتک عدالتون مین زیر تجویز ہے جسکی نسبت اس مقام پر نہین کہا جا سکتی امر تنقیح طلب اس مقدمہ مین اون شرایط سے جنکی بابت تعلقہ مذکورہ پر قبضہ اور اوس مین راجہ صاحب کے آیندہ استحقاق سے تعلق رکہتا ہے۔ ایک عدالت سے حال مین راجہ صاحب کے موافق اور سردار بکرما سنگھ کے خلاف مدعا فیصلہ ہوا ہے مگر سُنا گیا ہے کہ سردار بکرما سنگھ نے اس فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کیا ہے۔

اور علاوہ عطیات مذکورہ بالا کے ایک باغ مالیتی تیرہ سو روپیہ واقع نرائنگڈہ ضلع انبالہ بہی جو بعد جنگ اول سکھان بروقت ضبطی علاقجات اپنیروی ستلج از آن رئیس آہلو والیہ سرکار انگریزی نے لے لیا تہا اون خدمات کے مزید صلہ کے طور پر جو راجہ صاحب نے ایام غدر

خلعت امیر خان نایب رسالدار
پارچات
هفت عدد
سر پیچ
یک جوڑ کنگن

خلعت غلامی خان نایب رسالدار
پارچات
هفت عدد
سر پیچ
کنگن
یک جوڑ کنگن

(منقول از کتاب کیفیت خاندان کپورتہلہ - مترجم)

سنہ ۱۸۵۸ع پنجاب میں بطور زمین آئی تھیں بطور الاخراجی براہ دولھم عطا ہوا ۵۱ — ۵۲

۵۱ سند عطاء زمینداری علاقہ بونڈی و بھٹولی بنام راجہ رندھیر سنگھ بہادر آہلو والیہ بخشیدہ نواب مستطاب معلی القاب نائب سلطنت و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ و حشمتہ۔

از آنجا کہ از تحریر صاحب چیف کمشنر بہادر اودھ مدرک و مفہوم گردید کہ راجہ رندھیر سنگھ بہادر آہلو والیہ در ایام بلوہ از راہ خیرخواہی و وفا شعاری نسبت بہ سرکار فلک اقتدار انگریز بہادر با افواج خویش بسرکردگی ذات خاص خود بمقام لکھنو در رسیدہ مراتب امداد و اعانت نمایان بر روی ظہور آوردہ اند و این معنی موجب رضامندی و خوشنودی خاطر اینجانب گردیدہ نظر بر آن و بر آن میمنت اقتران از رہ گذر کمال مرحمت و عنایت زمینداری علاقہ بونڈی و بھٹولی بمعافی نصف خراج بصیغہ استمراری براجہ رندھیر سنگھ بہادر عطا گشتہ مشروط بآنکہ در وقت ضرورت و آفت مراتب حسن ارادت و نیکو خدمت در امور جنگی و ملکی بعمل آرند و واضح باد کہ آنچہ حقوق مالکان سابق را حاصل بود سوا آن دیگر ہیچ یک حق براجہ موصوف مفوض نگردیدہ و نیز خلعت قیمتی دہ ہزار روپیہ عنایت و ارزانی گردیدہ سند ہذا سمت امضا پذیرفت۔ شکی نیست کہ راجہ صاحب موصوف بازای این چنین عطیہ کبری و مواہب عظمی بیش از بیش خیر اندیش سرکار دولتمدار انگریزی بودہ تقدیم مراتب خیرخواہی را موجب سود و بہبود خود خواہند شناخت۔

مرقوم پانزدہم ماہ اپریل ۱۸۵۹ع در دار الامارت کلکتہ

سنہ ۱۸ ۲۱
ناظم نسق امور ممالک محروسہ ہند
انگریز بہادر مختار علی الاطلاق
علی
مہر سرکار اعظم و ا

دستخط
لارڈ کیننگ صاحب بہادر وائسرائے
و گورنر جنرل ہند

ملاحظہ شد
اظہار حسین میر منشی محکمہ معظمہ
گورنری

۵۲ سند عطای زمینداری بنام راجہ رندھیر سنگھ آہلو والیہ بخشیدہ بندگان نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر ہند دام اقبالہ۔ از آنجا کہ در ایام بلوہ از جانب راجہ رندھیر سنگھ بہادر مع سرکار بکرما سنگھ بہادر مراتب حسن خدمت و خیرخواہی نسبت بہ سرکار دولتمدار انگریز بہادر بپایہ ثبوت رسیدہ نظر بر آن اینجانب یعنی نواب مستطاب معلی القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند از رہگذر کمال مراحم و اشفاق حقوق ملکیت علاقہ اکونہ و دھنگا پور ضلع بہرائچ نسلاً بعد نسل براجہ موصوف و ورثہ ایشان مفوض و مرحمت فرمودہ مشروط بآنکہ ایشان و ورثہ ایشان بادای خراجیکہ نسبت بہ علاقہ مذکور از طرف سرکار ممدوح وقتاً فوقتاً مقرر و معین کردہ شود پرداختہ باشند و نیز در حالت وقائع بسیجہ رضیہ نمک حلالی ثابت قدم و راسخ دم بودہ تقدیم حسن خدمت و خیرخواہی نسبت بہ سرکار فلک اقتدار انگریز بہادر پردازند۔ المرقوم بست و یکم اکتوبر ۱۸۵۹ع

اظہار حسین نائب میر منشی گورنری

دستخط لارڈ کیننگ صاحب وائسرائے
و گورنر جنرل بہادر

سند تہنیت مگر اخیر رعایت جسکو راجہ رندہیر سنگہ سب انعامات اور رعایتون پر ترجیح دیتے تہے اختیار تہنیت کا مرحمت کرنا تہا جو ازروے سند عطیہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسراے و گورنر جنرل ہندوستان بخشا گیا تہا چنانچہ اوسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے

ترجمہ سند

"بنام فرزند دلبند راسخ الاعتقاد راجہ راجگان رندہیر سنگہ بہادر والی کپورتھلہ

"ہرگاہ کہ حضرت ملکہ معظمہ کی یہہ خواہش ہے کہ وہ سرداران و رؤساء ہندوستان جو اپنی اپنی قلمرو کے اندر اب حکمران ہین اونکی ریاستون اور حکومتون کو دوام حاصل ہو اور اونکے خاندانون کا نام اور عزت برقرار رہے لہذا بہ تعمیل اس خواہش کے مین بذریعہ اس سند کے آپکو اس وعدہ سے مطلع کرتا ہون کہ درصورت عدم موجودگی ورثا حقیقی کے آپکا اور آپکی ریاست کے آیندہ فرمان رواؤن کا بموجب دہرم شاستر اور رواج آپکی قوم کے کسی شخص کو جانشینی کے واسطے متبنے کر لینا مسلم اور منظور کیا جائیگا"

"اور اس بات کا اطمینان رکہو کہ تاوقتیکہ آپکا خاندان تاج و تخت سلطنت کا خیرخواہ رہیگا اور گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ جو عہدنامے اسنادات یا قول و قرار عمل مین آئے ہوئے ہین اونکو شرایط پر قایم و ثابت قدم رہیگا کوئی چیز اس وعدہ مین جو آپکے ساتہہ ازروے سند ہذا کیا گیا ہے خلل انداز نہوگی"

علاقہ باری دوآبہ اور راجہ صاحب کی خواہش اوسکے حصول کے لیے دوآبہ باری مین جو علاقہ کہ راجہ نہال سنگہ کی وفات کے بعد ستمبر سنہ ۱۸۵۲ء مین معرض ضبطی مین آگیا تہا اوسکو مکرر حاصل کرنیکی راجہ رندہیر سنگہ کو ہمیشہ

بڑی خواہش رہتی تہی کیونکہ وہ سردار جسا سنگہ کی ابتدائی فتوحات میں سے تہا اور موضع آہلو جو اس خاندان کا وطن اصلی تہا اور جسکے نام سے یہہ خاندان موسوم ہوا اوسمین شامل تہا - یہہ علاقہ تین پشت سے سرداران کپورتہلہ کے قبضہ مین چلا آتا تہا اور راجہ نہال سنگہ کی کسی بدخواہی کی وجہہ سے جب ۱۸۴۹ع مین عمدہ خدمات ظہور مین آئی تہین یہہ ضبطی نہین ہوئی تہی بلکہ محض اون قواعد کے مطابق عمل مین آئی تہی جو اُن سب جاگیرداروں سے متعلق تہے جنہون نے ابتدائی فتح کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تہا اس کل علاقہ کا تخمینہ کرنل لارنس صاحب نے ۱۸۵۰ع مین چہبیس ہزار تین سو روپیہ سالانہ کا کیا تہا اور اٹہارہ مواضعات واقع ضلع لاہور و اکیس مواضعات واقع ضلع امرتسر اور ایک باغ واقع ملتان پر وہ علاقہ مشتمل تہا مگر بندوبست قانونی سے بعد ازین علاقہ مذکور کی جمع بہت گہٹ گئی تہی جسکا تخمینہ ۱۸۵۹ع مین علاوہ باغ ملتان کے پندرہ ہزار نوسودس (۱۵۹۱۰) روپیہ سال کا کیا گیا تہا - [۵]

ذلیل واپسی — ان دیہات کی واپسی کے لئے یہہ دلیل پیش کی گئی تہی کہ ہوم گورنمنٹ نے اون تمام مقدمات پر جو اسی قسم کے جاگیرداران دیہات مفتوحہ سے متعلق تہے نظر ثانی کرنے کی ایک ہدایت کی تہی اور از روئے ان احکام کے اضلاع جالندہر و ہوشیارپور

[۵] از روئے چٹہی صاحب کمشنر جالندہر موسومہ گورنمنٹ پنجاب نمبری ۱۸۸ مورخہ تیرہوین دسمبر ۱۸۶۱ع یہہ رقم اور اصل تعداد سے کم تہی جو ۱۸۶۱ع مین مشخص ہوئی تہی اور یہہ تعداد دیہات بہی غلط تہی یعنی ضلع امرتسر مین پچیس دیہات اور لاہور مین بارہ تہے اور ان کی کل تعداد جمع سترہ ہزار پانسو تئیس (۱۷۵۲۳) روپیہ ایک آنہ دس پائی سالانہ تہی منجملہ جسکے مبلغ سولہ ہزار سات سو بیالیس (۱۶۷۴۲) روپیہ راجہ صاحب کو ملتے تہے ایک سو چار روپیہ چار آنہ آٹہہ پائی معافی دوامی تہی اور چہہ سو پچاسی روپیہ چہہ آنہ دو پائی معافی مین حیات تہے - مصنف

ہین بہت تھوڑے چھوٹے سرداروں کو اونکو علاقے واپس مل گئے تھے اور پہر ایک شخص کو اس قسم کے علاقہ کا کوئی نہ کوئی جزو بطور دوام کے عطا ہوگیا تہا۔ چنانچہ اس بناپر یہہ بیان کیا گیا تہا کہ درحالیکہ ان رئیسون کے ساتہہ جنہون نے گورنمنٹ انگریزی کی بہت ہی کم بلکہ کچہہ بہی خدمت نہین کی تہی اسقدر رعایت کی گئی ہے تو راجہ صاحب کپورتہلہ جنکی خدمات ایسی ممیز و ممتاز ہین زیادہ تر رعایت کے مستحق ہین علاوہ برین گورنمنٹ کو بصورت قبولیت اس درخواست کے کچہہ نقصان بہی نہ رہیگا بلکہ نو ہزار روپیہ سالانہ کی منفعت متصور ہے کیونکہ راجہ صاحب اس علاقہ کو جسکی آمدنی ازروے بندوبست سرکاری ۱۵۹۱۰ صرف پندرہ ہزار نو سو دس روپیہ سال کی ہے بمعاوضہ اوس رقم تعدادی ۲۵۰۰۰ پچیس ہزار روپیہ سالانہ کے لینے پر آمادہ ہین جو ۱۸۵۸ع مین اونکو خراج معینہ مین اونکی واسطے تخفیف کی گئی تہی۔

راجہ صاحب کی خاطر کا ملحوظ رکہا جانا اور ان دیہات کا واپس ہونا۔	گورنمنٹ پنجاب نے راجہ صاحب کی اس خواہش کو پورا کرنے کی اصرار کے ساتہہ سفارش کی لہذا بالعوض تخفیف خراج یہہ علاقہ بطور دوام کے عطا ہوا مگر یہہ مواضعات بطور جاگیر باعتبار حکومت دیوانی و فوجداری سرکار انگریزی

کے ماتحت رہے۔

اور اونکا ان دیہات مین اختیارات کامل کا مستدعی ہونا۔	لیکن راجہ صاحب کو اس سے پوری پوری خوشی نہ حاصل ہوئی کیونکہ وہ یہہ چاہتے تہے کہ مثل اونکے علاقہ واقعہ دوابہ جالندہر کے اس علاقہ دوابہ باری مین بہی اونکو اختیارات کامل حاصل ہون اور اونکی یہہ بہی خواہش

تہی کہ جو دیہات دریای بیاس کے دونون طرف واقع ہین اونکو اسطرح پر یکجا کردیا جاے کہ دیہات متفرق واقع اضلاع لاہور و امرتسر چہوڑ دین اور اونکی عوض مین اوسی جمع کے دیہات اپنی علاقہ کے متصل لے لین مگر اس تجویز کو گورنمنٹ نے منظور نکیا اور راجہ صاحب کو مطلع کیا کہ اگر دیہات مذکورہ آسانی کے ساتھہ یکجا ہوسکین تو اونکو اختیارات آنریری مجسٹریٹی جنکا جاگیرداران پنجاب کو مفوض کیا جانا اسوقت زیر تجویز ہے بعد کو مل سکتی ہین لیکن راجہ صاحب کی اپنی اس جاگیر کی یکجا کرنیکی صرف اوسی صورت مین خواہش تہی جبکہ اونکو اختیارات کامل بہی حاصل ہوجائین —

گورنمنٹ کا اسکو منظور نہ کرنا

مگر گورنمنٹ نے مکرر غور کرنے کے بعد اپنی اسی پہلی ہی رای کو قایم رکہا کہ ایسے مواضعات کی حکومت کو منتقل کردینا جو پندرہ برس سے سرکار کے زیر حکم ہین مناسب نہین ہے سلہ

سلہ یہان پر ایک ایسے مقدمہ کا تذکرہ لکہنا نامناسب نہین معلوم ہوتا ہے جس سے دو مختلف سرکارون کی اراضیات وغیرہ دونکے فیصلہ کے واسطے جو کسی دریا کے مخالف کنارون پر واقع ہوئی اور دریا کے بہاو سے بدلتی رہتی ہے اونمین تبدیلیان ہوتی رہتی ہون ایک نظیر قایم ہوتی ہو سنہ ۱۸۶۱ع مین دو دیہات موسوم بہ جہنگیان راٹیان و جہنگیان ڈوگران دریای بیاس کی دہارے کے بدلنے کی بہہ جانے سے علاقہ کپورتہلہ سے جو کنارہ بیاس پر واقع ہے نکلکر انگریزی علاقہ مین شامل ہوگئے تہے چنانچہ ریاست کپورتہلہ کی ان اراضیات دریابرد کی استحقاق کا مقدمہ ایک عرصہ تک معرض بحث مین رہا اور سنہ ۱۸۶۹ع مین گورنمنٹ کے نام سے یہہ فیصلہ ہوا کہ مواضعات متنازعہ بدستور راجہ صاحب کی ملکیت مین رہین کیونکہ اس قسم کے مقدمات کیلئے جو اصول ہے اوسکی روسے یہہ فیصلہ ہے کہ اگر دریا کے بہاو مین ایسی تدریج سے تبدیلی واقع ہوتی ہو کہ نظر نہ آسکے تو دیہات اور اونکا محاصل از آن گورنمنٹ انگریزی ہوگا اور اگر وہ تبدیلی یکبارگی ظہور مین آئی ہو تو حقوق مالی و دیوانی و فوجداری بدستور سابق رہینگے — یہہ اصول چٹہی گورنمنٹ ہند نمبری ۲۳۳۱ مورخہ چودہوین اگست سنہ ۱۸۶۰ع کے روسے قرار پایا تہا اور جناب وزیر ہند کے مراسلہ نمبری ۳ مورخہ سولہوین جنوری سنہ ۱۸۶۱ع کے روسے منظور ہوا تہا مگر واضح ہو کہ اسی قسم کا ایک مقدمہ سنہ ۱۸۵۵ع مین واقع ہوا تہا جبکہ از روی چٹہی سیکرٹری گورنمنٹ نمبری ۱۵۵ م مورخہ بارہوین جون آٹہہ مواضعات جو دریای ستلج کے ہٹ جانے کے سبب ضلع فیروزپور سے نکلکر ریاست کپورتہلہ کیطرف آگئے تہے اور وہ راجہ صاحب کی حکومت مین بہیجدیئے گئے تہے ۱۲ مصنف

راجہ صاحب کپورتہلہ کو بحیثیت تعلقداری اودہ خطاب کا عطا ہونا ۔

سنہ ۱۸۶۱ء صاحب چیف کمشنر بہادر اودہ نے سپریم گورنمنٹ مین اس بات کی تحریک کی کہ ہر چند کہ راجہ صاحب کپورتہلہ باعتبار رتبہ کے مان سنگہ اور دیگ بجی سنگہ مہاراجگان (شاہگنج) و بلرامپور سے کہین زیادہ ہین کیونکہ اپنی موروثی ریاست مین رئیس خودمختار ہین تاہم ملک اودہ مین اونکی حیثیت اعلے نہین ہی اور اسی بنا پر یہہ درخواست کی کہ راجہ صاحب موصوف کو کوئی ایسا اعزازی خطاب عطا فرمایا جاوے جس سے معمولی تعلقداران اودہ پر اونکو فوقیت حاصل ہو بر طبق اسکی گورنمنٹ نے خطاب "راجہ راجگان" کا راجہ صاحب کپورتہلہ کے واسطی منظور فرمایا مگر یہہ خطاب صرف اودہ ہی مین نافذ ہی پنجاب کے لئی نہین ہی اور نہ اسکا پنجاب کے لئے وضع کرنا مقصود تہا ۔

نامنظوری اختیارات کامل در اودہ و تبدیلی علاقہ ۔

اب راجہ صاحب کو یہہ خواہش ہوئی کہ جو اختیارات ریاست پنجاب مین اون کو حاصل ہین ویسی ہی علاقہ اودہ مین بہی ملجائین اور اگر ایسا نہو تو بالعوض علاقہ اودہ کے صوبہ پنجاب مین کوئی علاقہ مع اختیارات کامل کے اونکو دیدیا جاوے مگر گورنمنٹ نے اس درخواست کی منظوری کی نسبت راجہ صاحب کو مطلقاً کوئی توقع نہ دلائی ۔

ستارہ ہند کا تمغا راجہ صاحب کو عطا ہونا ۔

سترہوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ء کو نواب وائسرای و گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے راجہ صاحب کو ستارہ ہند کا معزز تمغا بمقام لاہور مرحمت فرمایا اس موقع پر راجہ صاحب کے ساتہہ آٹہہ شخص اونکی خاص خاص رشتہ دار اور سردار

حاضر تھے اور اس تقریب میں روسا و سرداران مفصلہ ذیل شریک تھے۔ مہاراجگان کشمیر و پٹیالہ و راجگان جیند و منڈی و فریدکوٹ و چنبا و سکیت و کہلور و نوابان مالیر کوٹلہ و پاٹودی و لوہارو و دوجانہ و سرداران کالسیہ مگر اوس روز کے مجمع میں نہ تھے مہاراجہ صاحب کشمیر بھی ایک ایسے شخص تھے جنکو ستارہ ہند کے طبقہ میں درجہ نایٹ کا حاصل تھا اسلئے بعوض مہاراجہ صاحب موصوف اور صاحب کمشنری طبقہ مذکورہ راجہ صاحب کو جنکی تشریف آوری اور رخصت کے وقت گیارہ توپوں کی سلامی سر ہوئی تھی نواب ویسرای بہادر کے سامنے لیگئے تھے۔

تقریر نواب ویسرای یعنی لارڈ لارنس صاحب بہادر۔

اس موقع پر نواب ویسرای بہادر نے راجہ صاحب سے مخاطب ہوکر [۵۱] ہندوستانی زبان میں جو تقریر فرمائی تھی وہ یہہ ہے۔

" اے راجہ رندھیر سنگہ راجہ کپورتھلہ مجکو بڑی خوشی حاصل ہے اس بات سے کہ جناب ملکہ معظمہ شاہنشاہ انگلستان نے مجکو اختیار دیا کہ آپکو یہہ عظیم الشان نشان الطاف شاہی "اسٹار آف برٹش انڈیا" کا عطا کروں یہہ خطاب معزز صرف اون راجگان اور رئیسان کو عطا ہوا ہے جو علاوہ درجہ اعلے کے لیاقت ذاتی بھی رکھتے ہیں۔ آپکو اون منتخب اشخاص میں شامل کرنے کی مجکو بڑی خوشی ہے۔ آپکا دادا سردار فتح سنگہ بڑا نامور اور معزز سردار اہلووالیہ تھا اور مصاحب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تھا اور

[۵۱] گو اسکا ترجمہ مصنف نے درج کتاب کیا ہے مگر چونکہ ولینعمت سر مہاراجہ [illegible] سنگہ صاحب بہادر جو شریک بادشاہی کے ساتھ اس دربار میں حاضر و شریک تھا اصل تقریر کا مع اوسکے جواب کے جو راجہ صاحب بہادر نے دیا تھا یہان درج کرنا مناسب خیال کیا چنانچہ ریاست کپورتھلہ سے اوسکی نقل لیکر درج کی گئی۔ مترجم

آپکا باپ راجہ نہال سنگہ میرا قدیم دوست جبکہ آپ نابالغ تہے وہ فوت ہوا اور آپ جانشین ہوکر ذمہ وار سب کام کے ہوئی جسکو آپ نے حسن لیاقت اپنی سے بخوبی انجام دیا۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین آپ نے منجملہ راجگان کلان فرض اپنا ادا کیا اور سرکار انگریزی کی طرفداری کی اور بعد تسخیر دہلی کے آپ اپنی فوج کو بافسری خود اودہ مین لیگئے اور وہان اوس ملک کی بازیافت مین اپنی جان و مال کا کچہہ دریغ نکرکے مدد دی۔ ان خدمات کے صلہ مین آپنے اوسوقت تحسین اور انعامات اعلےٰ پائی اور اب آپ کے اسطے ایک نہایت مشہور عظیم الشان خطاب پیشگاہ ملکہ معظمہ سے ملتا ہے جسکو مین حضرت ملکہ معظمہ کے نام سے بموجب اونکی حکم کے یہہ بڑا معزز خطاب کا اسٹار آف انڈیا کا کہ جسکے آپ نایٹ مقرر ہوئی ہین عطا کرتا ہون مبارک ہو۔ اس تقریر کو مینی ہندوستانی زبان مین اسواسطے کیا ہے کہ راجگان و سرداران جو یہان اسوقت شامل اس جلسہ مبارک کے ہین اور آپ کے اقربا اور احباب موجود ہین سمجہکر خوش ہون ورنہ اس تقریر نیک کو انگریزی مین کرتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ آپ زبان انگریزی کو بخوبی سمجہتے ہین اور خوب بولتے ہین اور یہہ بات بیشک موجب ترقی ارتباط مابین آپ کے اور میرے ہموطنون کے ہے۔

تقریر راجہ صاحب بہادر

مین نہایت عزت و افتخار سمجہتا ہون جو میرے واسطے حضرت ملکہ معظمہ سے تمغا کا اسٹار آف انڈیا کا عنایت ہوا اور اوسکا شکریہ مین ادا کرنا چاہتا ہون مگر میری

زبان سے کسی طرح ادا نہین ہو سکتا میری دلی شکرانے اور نیاز اور تسلیمات بہت بہت جناب ملکہ معظمہ کی خدمت مین گذارش کیجیئے اور آپ بھی میری طرف سے بہت بہت شکرانہ قبول کرین اور یہہ جو تذکرہ میری تھوڑی خدمات کا آپ نے فرمایا ہے مین بخوبی جانتا ہون کہ میری خدمات دراصل بہت تھوڑی تھین لیکن میرے نزدیک وہ آج بہت بڑی ہوئین کہ اوس تھوڑی خدمت میری کو حضور ملکہ معظمہ نے براہ عنایت قبول فرمایا اور تا حال براہ مہربانی اوسکو یاد اور قبول فرماتی ہین اور مین اسواسطے بھی اسکو بڑی خدمت جانتا ہون جو اسقدر میرے سے ہو سکتی تھی اور مین امید کرتا ہون کہ جب آپنے حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے اسقدر عزت میرے واسطے بخشی ہے تو پاس اس عزت کا ہر طرح سے اور ہمیشہ سرکار کو ملحوظ رہیگا اور جسقدر عزت اور فخر اس اعلے تمغا کا ہے مین بخوبی اوسکو جانتا ہون آپ یقین کرین کہ جب تک میری حیات ہے مین بھی اس تمغا اعلے کی عزت اور پاس دل اور جان سے کرونگا اور مین زیادہ شکر اس بات کا کرتا ہون کہ یہہ تمغا مجکو اوسکے ہاتھ سے عطا ہوا ہے جسکا نام ہے بچانے والا ہندوستان کا۔ [1]

[1] ۱۸۵۷ء کے مشہور غدر و بغاوت سے بچکر سلطنت انگریزی کا ہندوستان مین قایم و برقرار ہوجانا پنجاب کی امداد سے منسوب کیا جاتا ہے جسکے اوسوقت لارڈ لارنس صاحب بہادر آنجہانی چیف کمشنر تھے اسلئے غلط خواہ صحیح اونکو ہندوستان کا بچانیوالا سمجھا اور نیکے ہموطن صحیح کے طور پر اونکو "سیویر آف انڈیا" انگریزی اخباروں وغیرہ مین لکھا کرتے تھے۔ محمد حسین

اون خانگی قضیون کی جہت سے جو ریاست کپورتہلہ کے دعوی انقسام کی وجہہ سے مابین اونکے بہائیون کے اور اونکے پیش آئی راجہ رندہیر سنگہ کی زندگی کا اخیر زمانہ بہت تلخی سے کٹا اور کچہہ عرصہ تک اونہون نے پنجاب کو گویا ترک ہی کردیا تہا اور اپنے علاقہ اودہ مین سکونت اختیار کرلی تہی اور جب تک یہہ خبر نہ سُن لی کہ ریاست تقسیم نہوگی اور جبکہ باعث عزت کے ساتہہ واپس آنا میسر ہوگیا تب تک واپس نہ آسکے ۔

راجہ صاحب کا سیر انگلستان کا عزم ارادہ

راجہ رندہیر سنگہ ایک عرصہ دراز سے سیر انگلستان کے شایق تہے اور ایسا جو تقسیم ریاست کے معاملہ مین نتیجہ اوس اپیل کا جو اونہون نے جناب صاحب وزیر ہند کی خدمت مین دایر کیا ہوا تہا خاطرخواہ حاصل ہوا اس سے اونکو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کہ اونہون نے اپنا عزم بالجزم کرلیا کہ آغاز سنہ ۱۸۷۰ء مین ضرور عازم انگلستان ہون اور بشرط موافقت آب و ہوا ایک سال تک وہان قیام پذیر رہین - اپنی اس غیر موجودگی کی حالت مین اونہون نے ریاست کے نظم و نسق کے لئے مناسب انتظامات کردئے تہے یعنی ریاست کو اپنے بیٹے کنور کہڑک سنگہ کے سپرد کردیا تہا اور اہلکاران معتمد علیہ کو جملہ امور کی نگرانی کی تاکید کرکے یہہ ہدایت کردی تہی کہ جو امور زیادہ اہم ہون اونکی بابت انگلستان مین مجکو لکہنا چاہئے ۔

راجہ کی علالت اور وفات ۔

پندرہوین مارچ سنہ ۱۸۷۰ء کو راجہ صاحب موصوف نے کپورتہلہ سے بعزم بمبئی نہضت فرمائی مدت سے اونکی تندرستی بوجہہ خلل جگر ایک نازک

حالت مین تہی اسلیے جبہ تو اکثر دوستون اور خیر خواہون نے اونکو اس ارادہ سے
بالفعل باز رہنے کی صلاح دی لیکن سب انتظامات ہو چکے تہے اور سیر انگلستان کی
جسکا شوق اسقدر دامنگیر تہا اونکو درنگ کرنا کسی طرح مرغوب خاطر نہ تہا۔ مگر یہہ سیر
اونکی قسمت مین نہ تہی پس بمبئی سے روانہ ہوتے ہی وہ بیمار شدید ہو گئے اور جب جہاز عدن
مین پہونچا تب تو اونکی زیست کی امید بہی نہ رہی تہی۔ ایک کپتی ڈاکٹرون نے اونکا معائنہ
کیا اور بالاتفاق بیان کیا کہ راجہ صاحب صرف چند ساعت کے مہمان ہین اسلیے اون کو
ڈاک کے ایک دخانی جہاز پر جو عدن سے بمبئی کی طرف روانہ ہونے والا تہا سوار کرا کر واپس
پہنچنے کی صلاح دی۔ مگر اس جہاز پر سوار ہوئے نہایت ہی تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ دوسری
اپریل کو اونکی کشتی حیات گرداب فنا مین غرق ہو گئی۔ اونکی نعش کو اونکے ہمراہی بمبئی
مین لے آئے اور یہان سے کنور کہڑک سنگہ بہی جو اپنے والد کی ایسی سخت علالت کا
حال سنکر کپورتہلہ سے بسرعت تمام روانہ ہوئے تہے بمبئی مین جا پہونچے اور اونکی نعش
کو شہر ناسک کو لے گئے کیونکہ یہہ مقام ہندوؤن مین مقدس سمجہا جاتا ہے اور وہان
ہی کریا کرم کی آخری رسومات بجا لائے اور دو ہفتہ کے بعد راجہ رندہیر سنگہ کے
پہول ہردوار کو بہیجے گئے۔

بعد ازین فوراً اس باب مین کہ کنور کہڑک سنگہ کو اونکے باپ کے ترکہ اور خطابون
کا وارث مانا جاوے نواب ویسرائے بہادر کی منظوری منگائی گئی۔ چنانچہ نواب ویسرائے
بہادر نے بہی اس امر کو بلا تامل منظور فرمایا اور راجہ صاحب کی وفات کی خبر سننے پر

ایک بڑے ہی افسوس و قلق کا اظہار کیا اور یوں تحریر فرمایا تھا کہ راجہ رندہیر سنگھ کی وفات پانے سے گورنمنٹ انگریزی کا ایک وفادار اور عالیقدر دوست اور ایک ایسا رئیس جس نے ایک مستحکم اور ترقی کنان سرشتہ نظم و نسق ہو دیگر والیان ریاست کی تقلید کے لئے ایک عمدہ نظیر قایم کردی تھی ضایع ہو گیا۔ وہ بیش بہا خدمتیں جو راجہ صاحب معصوف نے گورنمنٹ کے واسطے تکالیف اور خطرہ کے ایام میں کی تہیں فراموش ہونے والی نہیں ہیں"

گدی نشینی راجہ کھڑک سنگھ

بارہویں مئی کو کنور کھڑک سنگھ مسند ریاست پر متمکن ہوئے کرنل کاکس صاحب کمشنر جالندھر گورنمنٹ کی طرف سے اس تقریب میں شامل ہوئے تہے اور بہت سے رؤسا ہندوستانی اور حکام انگریزی بھی تشریف لائے تہے معمولی رسومات کے ادا ہونے کے بعد گورنمنٹ انگریزی اور ریاستہائے خود مختار کی طرف سے خلعت پیش ہوئے اور ان رسومات گدی نشینی کے ساتھہ ہی رعایائے کپورتھلہ کی طرف سے ایک تہنیت نامہ پیش ہوا جس میں کنور کھڑک سنگھ کو گدی نشینی کی مبارکباد دی گئی تہی اور راجہ صاحب متوفی کی ایک یادگار قایم کرنے کے واسطے ایک چندہ کثیر کے قبول کرنے کی درخواست کی گئی تہی۔ یہہ تہنیت نامہ اور اوسکا جواب جو راجہ صاحب نے دیا تہا جس رعایا کی اسقدر عالی ہمتی اور نوجوان راجہ کی اسقدر روشن دماغی ثابت ہوتی ہی اس مقام پر اگر درج کیا جاتا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہہ تہنیت نامہ اور جواب ایسی حکومت کے واسطے خاص ایک نیک فال سمجھے جا سکتے ہیں اور انکی امید کیجا سکتی ہی کہ راجہ رندہیر سنگھ کے روشن اور شایستہ خیالات کا حصہ انکے بیٹے کو بھی پہونچا ہے۔

تہنیت نامہ رعایا کپورتھلہ [۹]

ہم جمیع رعایا و ملازمان ریاست کپورتھلہ و بونڈی و بہولی و اکونہ ملک اودہ ہزار ہزار شکر و سجدہ بدرگاہ خداوند جل جلالہ کرتے ہین کہ بعنایات خسروانہ حضور فیض گنجور ملکہ معظمہ دام ملکہا بادشاہ انگلستان و شاہنشاہ ہندوستان بعد سرگباش ہونے حضور فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ یہہ جلسہ گدی نشینی حضور کا نصیب ہم لوگون کے ہوا اب ہم جمیع رعایا و ملازمان کو قطعی داو گستری و فیض بخشی حضور سے امیدات قوی ہین کہ جلد تلافی اوس اندوہ و مصیبت اور غم کی جو حادثہ جانکاہ سرگباش ہوجانے سری مہاراجہ صاحب بہادر سے ہم لوگون کو ہوا ہے ہو گی اور ہم لوگ بیشتر سے نیک نیتی اور رحمدلی اور انصاف پروری حضور کے شاہد ہین جو عہد مہاراجہ صاحب بہادر سرگباشی ہین ہی حضور کو توجہات بطرف انصاف اور پرورش ہم لوگون کے تہین اب جو خداوند حقیقی نے حضور والا کو مالک اور والی ہملوگون کا بنایا تو ہمکو بیش از بیش توقعات ہین اگرچہ ظاہر ہے کہ جو قلق مہاجرت جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر سرگباشی کا ہم لوگون کو ہوا ہے وہ تا ابد ہمارے دل سے نہین جائیگا سبب اوسکا خاص یہہ ہے کہ گو اس خاندان سرکار آہلووالیہ مین ہر رئیس گدی نشین نامی گرامی عالی ہمت ہوتے رہے ہین جنکے وصف کی تفسیر عالم پہ اظہر من الشمس ہے لیکن فی زماننا جو کارنمایان اس مہاراجہ

[۹] مصنف نے اس ایڈریس اور اوسکے جواب کا ترجمہ لکھا ہی۔ مگر بلحاظ اپنی ریاست کی طرف سے مع بخشی سردار پرتاب سنگہ صاحب آہلووالیہ ادای مراسم تہنیت کی تقریب سے اس دربار مین شامل ہوا تھا اصل ایڈریس اور اوسکے جواب کا یہان لکھنا بہتر خیال کیا چنانچہ درج کیا جاتا ہے — سید محمد حسین

بیانہہ باتشی سے ظاہر ہوئی ہین اونکی یادداون کو منضبط کرتی ہیں۔ کارنمایان اسقدر تفصیل طلب ہین اس مختصر وقت مین اونکی تفصیل کو گنجایش نہین لیکن علے سبیل الاجمال عنقریب ضمن مین حصر کیا جاتا ہے۔

پہلے جو کارروائی کہ بہ نسبت رعایا و ذات سری مہاراجہ صاحب بہادر ہوئی وہ یہہ ہیکہ سابق اس ریاست مین رعایا سے ہندی سرکارون کے موافق بطور بٹائی لگان لیا جاتا تہا اور جو ویران ہوجاتا تہا اوسکی ملکیت پر دوسرے لوگ قبضہ کرلیتے تہے اس مہاراج کے عہد مین بندوبست قانونی ہوکر باستثناء چند دیہات ملحقہ لب دریا وغیرہ جمع مناسب تجویز کی گئی اور فرد حقوق حسب ضابطہ طیار ہوکر جمعہ بندی تنازعہ باہمی رعایا طے کی گئی کوئی کسی کی ملکیت پر ناجایز طور پر قبض دخل نہین پاسکتا اور جو منافع مالگذاری زمیندار کو بچتا ہو وہ زمیندار کے دامن مین برابر رہا اس سبب زمیندار اسقدر دولت مند ہوگئے ہین کہ آگے محتاج ساہوکار کے ہوتے تہے اب یہہ لوگ خود ساہوکارہ کرتے ہین۔

فوجداری مین اسقدر انتظام ہوا کہ ہر ایک اپنے گہر مین امن و امان سے آباد ہے۔ عملہ پولیس و چوکیات بدستور انگریزی مقرر ہین۔ دوم جو کارکہ بہ نسبت اس خاندان اور ذات سری مہاراجہ صاحب بہادر ہوئی ہین وہ یہہ ہین۔ اول سری مہاراجہ صاحب جساسنگہ بہادر نے اسقدر ریاست پیدا کی جو تمام خالصہ مین بادشاہ القاب پایا چنانچہ یہہ اظہر من الشمس ہے۔ بعد اوسکے جو سری مہاراجہ بہاگ سنگہ صاحب بہادر گدی نشین ہوئے اگرچہ کوئی دقیقہ انتظام ریاست مین فروگذاشت نہ ہوا

مگر چونکہ یہہ مہاراج بہت رحم دل خدا ترس اور خدایاد تہے اس سبب سے اکثر عاملان
وکارکنان خودسر ہوگئے اور ریاست مین ضعف آگیا - بعد ازین جو سری مہاراجہ
فتح سنگہ صاحب بہادر گدی نشین ہوئے مہاراجہ صاحب ممدوح نے بہت عالی ہمتی سے
اکثر اون لوگون خودسران حق فراموش کو تباہ کرکے رونق ریاست کو بڑہایا اور
بمقام فتح آباد مہاراجہ رنجیت سنگہ صاحب بہادر سے اتہ پستار بدل کی اور انہین
کے عہد مین پہلا عہدنامہ پنجاب جو سنہ ۱۸۰۶ء مین اصالتاً از خود و وکالتاً از جانب
سردار رنجیت سنگہ باہم لارڈ لیک و از جانب برٹش گورنمنٹ ہوا قرار پایا ہے اور
اوس مین لفظ سردار فتح سنگہ و سردار رنجیت سنگہ بدرجہ مساوی درج ہین مگر
بامر تقدیری بنظر بدعہدی مہاراجہ رنجیت سنگہ صاحب بہادر جو جگراؤن کو تشریف
لیگئے وقت مراجعت با وصف قول واقرار وعہد وپیمان علاقہ دخل در علاقجات
مقبوضہ قدیم - پہر مہاراجہ صاحب رنجیت سنگہ نے ملک کہارو بیہہ جالندہر و دوابہ
باری سے مع کنٹرہ آہلووالیان واقع امرتسر لے لیا اسواسطے پہر ریاست کو
ضعف آگیا بعد اوس کے جو سری مہاراجہ نہال سنگہ صاحب بہادر گدی نشین ہوئے اون
عہد مین بہی بہت اچہا انتظام اور رونق ریاست و ملک روز افزون رہی لیکن نمک
حرامی فوج نمک حرام کل ملک آزردہ ہوا ستلج مور و لی جاری تہی نہین رہی جو جاتا
رہا نہایت ہی دقت ریاست کو ہوگیا اوس کے بعد جو یہہ مہاراج گدی نشین ہوئے تو
مثل سری مہاراجہ جگت سنگہ صاحب بہادر خداوند حقیقی نے اونکو طاقت ترقی کی بخشی تہی

کہ تادم اخیر روز بروز ترقی اونکی نام و اسم کی ہوتی رہی چنانچہ مختصر حال اوسکا یہہ ہے۔ اولاً علاقہ فتح آباد جو بوجہہ حین حیات سرمہاراجہ نہال سنگہ صاحب بہادر سرگباشی ضبط ہوا تہا بخدمت نمایان سرکار سے حاصل کیا۔ ثانیاً بفاصلہ پانصد کروہ ریاست قدیم سے ملک اودہ مین ریاست وراثت ہمارے سرکار سے جدید بہ عطا پائی ثالثاً قدیمی ریاست کو دو صدمہ سے محفوظ رکہا۔ پہلے ۱۸۵۳؁ء مین جو طرف علاقہ دائیان و بہونگہ سے ہوا بذریعہ خدمت نمایان اور ثانیاً ۱۸۶۸؁ء مین جو بحکم گورنمنٹ حکم تقسیم ہوا بذریعہ پیش کرنے اپیل بحضور سکرٹیری آف سٹیٹ ولایت کے بچایا۔ رابعاً خطاب فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ اور راجہ راجگان اور پریسیڈنٹ امیران اودہ اور مرتبہ گرانڈ کمانڈر آف دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا حاصل کیا۔ خامساً تمغہ خدمت جنگ اودہ و سٹار آف انڈیا پایا۔ اگرچہ تمغہ جنگ اودہ بہ نسبت تمغہ سٹار آف انڈیا بنظر ظاہر بہت قلیل الوزن تہا لیکن اونکی شجاعت بے بدل کا نشان تہا جسکی واسطے بمقام کلکتہ حضور شاہزادہ ڈیوک ایڈنبرا نے اپنی زبان سے فرمایا کہ یہہ تمغا کسی کے زیب لباس نہین اس سے پایا جاتا ہے کہ سوای آپ کے اور کوئی رئیس بذات خاص معرکہ جنگ مین موجود نہین ہوا اسواسطے زیادہ تر فروغ سٹار آف انڈیا سے اس عنایت ملکہ معظمہ کو سمجہا جاتا تہا۔ سادساً جو ریاست مین رونق و آبادی شہرون کی ذات مہاراج سے ہوئی وہ یہہ ہے کہ دار الریاست خاص کپورتہلہ کو جو ایک قصبہ بعمارت خام آباد تہا اسقدر رونق عمارت دی کہ اب شہر پختہ آباد ہے

بازار اور سڑکیں شہر میں حسب قرینہ طیار ہیں درخت دورویہ بازار میں نصب کئے گئے ہیں ہر کارخانہ کی دوکانیں کشمیر وامرتسر سے لاکر شہر میں آباد کیں اور چہاونی طیار کی معہذا یہہ آبادی خاص کپورتہلہ کی ہی نہیں بڑہائی بلکہ بازار بہگواڑہ و سلطانپور جو قدیمی رواج چہپر پوش تہا کشادہ اور برانڈہ دار طیار کرائے ہیں اور باغات اور کوٹہیات کپورتہلہ و بہاگسو و لاہور و جالندہر و کوہ مری میں شایان شان حاصل کیں۔ اسکولات و مدرسہ جات مثل علاقہ انگریزی کل علاقہ ریاست میں جاری کئے افسوس ہے کہ اسپتال تجویز لانے نہر کی شہر میں اور ترقی شفاخانہ کی تہی مگر عمر نے وفا نہ کیا۔ سو یہی جو کار کہ بہ نسبت گورنمنٹ سرکار دولتمدار و ذات سری مہاراجہ صاحب بہادر ہوئے وہ یہہ ہیں۔ ایام مفسدہ میں بہادرانہ ضلع جالندہر میں بذات خاص خدمت کی اور پہر جنگ ملک اودہ میں اکثر معرکوں میں بذات خاص موجود رہے اور عمدہ عمدہ کام بہ اظہر من الشمس ہیں کئے اور پہر جب سرحد افغانستان میں شورش ہوا اور نیز جنگ مصر ہائی فوج ظفر موج کی ملک ایاسینیہ پہ ہوئی اوسوقت درخواست شامل ہونے ہر دو معرکہ میں اس مہاراج نے پیش کی بجواب اوسکی چٹہیات خوشنودی فراج گورنمنٹ پنجاب مصدق حال ہیں۔ اب آخر سبب نہایت ربط وشوق قدیمی حضور ملکہ معظمہ سفر ولایت کیا باوصفیکہ طبع اقدس علیل تہی اور ارکین دولت سدراہ بہی ہوئے لیکن شوق دلی قدرسی حضور ملکہ معظمہ نے اس قدر انبعاث کیا کہ بہادرانہ عازم ولایت ہوئے افسوس صد افسوس اس زمانہ نا ہنجار نے کہ اس شوق

دلی کو پورا انہونے دیا رستہ مین ہی یہہ حادثہ جانکاہ دکھلایا آہ اس چرخ دوار سے کبھی کسی سے وفا نہین کیا اب ہم ان کارہای نمایان اس مہاراج کو یاد کر کر چشم پر نم ہوتے ہین اور دعا دیتے ہین کہ رب العالمین جیسا اس مہاراج نے اپنی حکومت مین ہم لوگون کو امن و امان مین رکھا ہوا ب وار گہر حشر مین ویسا ہی مہاراج کو اپنے سایہ مین بہشت نصیب ہوی ہرچند بعالم ظاہری رحلت فرمای عالم بقا ہوئی ہین لیکن یہ نیکنامی و عالی حوصلگی جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہینگی بموجب اس قول کے کہ ۔۔ نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔۔ ہم جمیع رعایا و ملازمان ریاست کو اسقدر پرورش و آسایش فرمائی جو واسطے بسر حیات ہماری اور اولاد ہماری کے کافی ہے جمیع رعایا و ملازمان خاص ریاست کی یہہ تمنا تہی کہ بعوض اس پرورش کے کسی موقع مین جان نثاری و خدمتگزاری کرکے حق ملازمی و رعایا پروری ادا کیا جاوی چونکہ تقدیر ایزدی سے وہ تمنا دل بدل رہی ۔ اب ہم ملازمان و رعایا پر فرض ہے کہ باسید ظاہر کرنے ارادت و اطاعت اپنی کے ایک یادگار سری مہاراجہ صاحب بہادر سرگباشی ریاست مین طیار کرائی جاوے کہ جس سے تمام ملازمان و رعایا ریاست کو فیض عام نصیب ہو و نام نامی فیاضی اور پرورش فرمائی جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر سرگباشی کا نشان برا دوام ظاہر رہے لہذا مبلغ ایک لاکھ پچیس ہزار ۱۲۵۰۰۰ روپیہ بطور چندہ جمع کرکے بحضور سری مہاراجہ کہڑک سنگہ صاحب بہادر پیش کرکے التماس کرتے ہین کہ حضور جیسا مناسب جانین کپورتھلہ مین ایک یادگار بنام نامی سری مہاراجہ صاحب بہادر طیار فرمائین تا کہ

ہماری آل واولاد اس نامی عادل فیاض خاوند کو یاد رکھ کر ہمیشہ اپنے آپ کو مفتخر
سمجھین کہ ہم بھی ایسے عالی ہمت دادگستر کی اولاد کے زیر سایہ حکومت مین نسلاً
بعد نسل چلے آتے ہین اور تفصیل اس چندہ کی جس طرح پر لوگون نے اپنی رضامندی اور
خوشی سے جمع کیا ہی فرد علیحدہ مین درج ہی اب ہم اس التماس کو دعا پر ختم کرتے ہین
کہ خدا تعالے ہمیشہ اس ریاست کو حوادث روزگار سے محفوظ رکھے اور سایہ عاطفت پایہ
حضور انور کو زیر سایہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا بہ ترقی اقبال بدوام بر سر رعایا و غلامان قائم
و سلامت رکھے عمرت دراز باد کہ تا دور حشر ہی چہ باز تو برخوری و از عمر برخوری

المرقوم یکم ماہ جیٹھ سمت ۱۹۳۲ مطابق بارھوین مئی سنہ ۱۸۷۵ء

تقریر راجہ صاحب بہادر

واقع مین اس حادثہ جانکاہ جناب [illegible] ہمیشہ باشی سے جس طرح آپ لوگون نے
بیان کیا ہی آپ لوگون کو قلق ہوا ہی آپ سے بڑھکر مجھکو غم والم ہے لیکن چونکہ
دنیا فانی گذشتنی اور گذاشتنی ہی اور سوا صبر صبر اس درد کا کچھہ علاج نہین لاچار
صبر کیا جاتا ہی اور جو روپیہ آپ لوگون نے واسطے یادگاری یادگار سرمہاراجہ صاحب
بہادر کے پیش کیا ہی مین اسکا نہایت شکر کرتا ہون کہ آپ لوگون کو سری مہاراج
کے قدمون مین بڑا انس اور شوق تھا علے الخصوص جو رعایا ملک جدید نے پچیس ہزار
روپیہ اسمین شامل کیا ہی اس سے مین نہایت خوش ہون کیونکہ یہ رعایا پیدا کردہ
خود ذات سرمہاراجہ صاحب بہادر ہی بلکہ مجھکو یاد ہی کہ اکثر اوقات ان رعایا کے تذکرہ

مین سر مہاراجہ صاحب بہادر فرمایا کرتے تہی کہ یہہ رعیت بسبب اسکی کہ میری ذات
کی پیدا کی ہوئی ہی رعایا ریاست کپورتہلہ سے عزیز تر ہے واقع مین اب جو ان
لوگون نے یہہ روپیہ شامل رعایا کپورتہلہ دیا ہی گویا اوس قول سری مہاراج کو تصدیق
کیا اسلئے مین بہی اس رعیت کو مثل رعیت اس ریاست کے عزیز اور مستحق سمجہتا ہون
بابت طیاری یادگار آپ لوگون پر واضح رہے کہ والد میرے کو کوئی اس سے عزیز امر نہین
تہا کہ رعایا اور ملازمان میرے ترقی علم سے روشن دل ہون اور اسی سبب سے وہ ہمیشہ
بنانے مدرسہ جات اور شفاخانون اور غریب خانون کی طرف توجہ فرماتے تہے پس مین
پورا کرنا ارادہ اوس فیاض باپ کا نہایت عمدہ یادگار کا نتیجہ جانتا ہون اسلئے
تجویز کرتا ہون کہ کپورتہلہ مین ایک یادگار موسوم "رندہیر کالج" "رندہیر شفاخانہ"
طیار کیا جاوے جس مین تا ابد فیض علم و ہنر رعایا کو پہونچتا رہے - پس پچیس ہزار روپیہ (۲۵۰۰۰)
مین تو عمارت کالج و شفاخانہ عمدہ طیار ہو سکتی ہین - کالج - شفاخانہ - باقی ایک لاکہہ
روپیہ سکے پر اسیسری نوٹ خرید لئے جاوینگے اسطرح قریب پانچہزار روپیہ کے سود نوٹ
کی آمدنی ہوگی اور لکہہ روپیہ مین بہی سرکار سے شامل کرتا ہون تاکہ دس ہزار روپیہ
نوٹ کا سود اور دس ہزار روپیہ سالانہ ریاست سے دیا جاویگا اسطرح بیس (۲۰۰۰۰)
ہزار روپیہ سالانہ مین اچہا کالج و شفاخانہ جاری ہو سکتا ہے مگر یہہ بات ظاہر ہے
کہ جاری ہونے اس کالج و شفاخانہ مین اگر مشفقی صاحب کمشنر بہادر و کرنل کالکسر
صاحب بہادر جو شریک جلسہ ہین مدد دیوین اور ایسے اچہے پرنسپل عالم واسطے

تعلیم و علاج کے جو ہمیشہ خیالات نیک اسمی ریاست کے واسطے رکہکر محض تعلیم علم و ہنر اور علاج رعایا سے کام رکہین درخواست کرین اور اونکی طلب لائق ممبر سے مقرر کرا دیوین تو البتہ یہہ یادگار ایسی رونق پا سکتی ہے جو مثل ذات عالی سری مہاراج صاحب بہادر مبدا فیاض عام تا ابد الدہر ہووے —

تقرر انعام برائے اشاعت علم طبعیات

راجہ کہڑک سنگہ ایک اور ثبوت اپنی فیاضی اور روشن دماغی کا اس طور پر دیچکے ہین کہ ایک رقم تعدادی پچیس ہزار روپیہ کی اونہون نے اس نیت سے عطا کی ہے کہ سر ڈونلڈ میکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کا نام اس ملک مین جاری رہے سر ڈونلڈ میکلوڈ صاحب بہادر نے اس رقم کے صرف کے لئے یہہ تجویز قرار دی ہے کہ ایک سالانہ انعام اوس شخص کے واسطے مقرر کیا جاے جو علم طبعیات مین بزبان دیسی سب سے عمدہ کتاب تصنیف یا تالیف یا ترجمہ کرے اور اس انعام کو کل باشندگان ہندوستان حاصل کر سکتے ہین فقط —

تاریخ ریاست منڈی

بیان صورت اس ملک کا

ریاست منڈی کا علاقہ سب ایک ہی جگہ جسکا رقبہ بارہ سو میل مربع ہے اور شمال و مشرق میں کلو سے جنوب میں سوکیت سے اور مغرب میں کانگڑہ سے محدود ہے اوسکا زیادہ سے زیادہ طول بیجناتھ سے لیکر تیئون سیون واقع کہلو تک قریب ساٹھ میل کے ہے اور عرض کلاہ گڑھ سے درہ دودھ چکی تک جو باجورہ کے نزدیک سرحد کلو پر واقع ہے۔ اڑتالیس میل ہے۔ یہہ ایک ایسا ملک ہے جسمیں پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور زمین ہموار بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ اور اگر سلسلہ کلو سے جو اوسکی شمالی سرحد ہے دیکھا جاوے تو ایک بے ترتیب پہاڑونکا سمندر معلوم ہوتا ہے

بیان پہاڑون کے سلسلون کا۔

مگر ایسے دو سلسلے جو بالکل الگ الگ اور تقریباً متوازی ہیں اور جن میں بے شمار چھوٹے چھوٹے شعبے پہاڑون کے نکلے ہیں اس ملک کو دو حصون میں منقسم کر دیتے ہیں ان دونون میں سب سے اونچا سلسلہ

گوگھر کی دھار

گوگھر کی دھار کہلاتا ہے جو بہری باغ سے شروع ہوا ہے اور ہوتا کہل کے قریب سات ہزار فٹ کی بلندی کو پہونچکر اوسکی اونچائی کم ہوتے ہوتے دیوانگ سے جنوب کی جانب چند میل کے فاصلہ تک پہونچا ہے یہان سے دریائے بیاس ان پہاڑون کو چیر کر نکلا ہے اوسکے بعد پھر بلندی کی طرف میل کرکے کوہستان سوکیت میں جا ملا ہے اور اس دھار پر لکڑی اور شکار بکثرت ہے اور زمین بھی زرخیز ہے یہان ہی نمک

کی کانین ہین جنسے منڈی کی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ حاصل ہوتا ہی اور یہہ جگہہ اس ملک مین اوسی طرح مشہور ہی جیسے کہ یورپ مین کوہ بروکن[۹۱] واقع کوہستان ہارٹس والپرجیس نایٹ[۹۲] کے لئے مشہور ہی چنانچہ تیسری ستمبر کو بہوت اور چڑیلین اور جادوگر لوگ ہندوستان کے دور دراز حصون سے آکر یہان جمع ہوتے ہین اور رات جگا کرکے تمام شب خوب خوب بدمستیان کرتے ہین اور ایسے وقت مین یہان کے لوگ اس پہاڑ کے پار جانا موجب اندیشہ کا سمجھتے ہین اور یہہ بہی مشہور ہی کہ کوہ کلو کی ارواح خبیثہ کوہ گوگہر کی ارواح سے جنگ و جدال کرتی ہین اور ایک سخت طوفان کے بعد گنوار لوگ مسافرون کو بطور وجہہ ثبوت اس لڑائی کے وہ پتہر دکہایا کرتے ہین جو ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک بسبب شدت طوفان کے جا پڑتے ہین۔

سکندر کی دہار منڈی کا دوسرا پہاڑی سلسلہ جو سکندر کی دہار کہلاتا ہی بیجناتہ سے جنوب و غرب کی طرف جاتا ہی اوسکا نام شاید کسی محو شدہ روایت متعلقہ سکندر اعظم کی طرف اشارہ کرتا ہی اور سٹروائین کا جنہون نے ۱۸۳۹ع مین اس سلسلہ کو طی کیا تہا

[۹۱] بروکن کوہستان ہارٹس کے سلسلہ مین جو ملک جرمنی کے صوبہ ہینوور کے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے سب سے بلند تر چوٹی ہی جسکی بلندی تین ہزار چہہ سو ساٹہہ فٹ ہے اور کثرت اشجار اور پیداوار فلزات کے لئے مشہور ہے۔ محشی

[۹۲] والپرجیس نایٹ ایک مخصوص رات کا نام ہی جسکے بالمحاورہ معنی شب حاضرات الارواح کے ہوتے ہین اوس ملک کے جادوگر لوگ اس بات کے معتقد ہین کہ شب مذکور کو کوہ بروکن پر روحون کا اجتماع ہوتا ہی اور اس سبب سے وہ لوگ اوس رات کو اوس پہاڑ پر جمع ہوتے ہین اور جسطرح کہ ہمارے ملک ہند مین دیوالی کی رات ایسے کاموں کے لئے مخصوص ہے اور احمق یا بدنیت لوگ طرح طرح کا جادو ٹونہ کیا کرتے ہین وہان کے لوگ بہی روحون کی تسخیر اور ایسے موکلون کے جنکو فاسٹ کہتے ہین قابو مین لانے کے لئے کچھہ ایسے ہی منتر اور عمل وغیرہ کیا کرتے ہین جسکا مفصل بیان گوئٹے صاحب کی کتاب مسمے بہ فاسٹ مین درج ہے ۱۲ محشی

یہہ خیال تہا کہ راجپوتون کے ایک بہت پرانے قلعہ کے کہنڈرون مین اونکو سکندر کی اون معروف و مشہور (آلٹرز) قربانگاہون کے نشانات ملے تھی جنکی تحقیق مقام کی بابت مورخین کے باہم نہایت بحث و اختلاف رہا ہی - یہہ سکندر کی دہار ایک مقام پر چہہ ہزار تین سو پچاس فٹ بلند ہو مگر اوسکی اوسط بلندی قریب پانچہزار فٹ کے ہے ان سلسلون کے درمیان جو وادی ہین وہ بہت زرخیز ہین اور معمولی غلون کے علاوہ اونمین چانول - نے شکر - مکی - پوست اور تمباکو بہی پیدا ہوتا ہے -

کلو کی دہار

شمالی سرحد پر جو سلسلہ کوہ کلو واقع ہی اوسکی چوٹیان نو ہزار فٹ سے بارہ ہزار فٹ تک بلند ہین جسکی بعض ٹکڑے ریاست منڈی مین بہی واقع ہین ان پہاڑون پر ایک خوشنما جنگل سلسلہ صنوبر - سفیدار - اخروٹ - بلوط - اور چیڑ وغیرہ درختون کا ہی اور لوہی کی کانین بہی ہین جو اگر اسقدر دشوار گزار مقام مین نہ ہوتین تو نہایت منفعت کی ہوتین -

نمک کی کانین

نمک کی کانین گوما اور درانگ مین ہین گو ان دونون مقامات مین کسی ایک مین بہی ایسی کہدائی نہین ہوتی ہی جس پر یورپ مین لفظ کان کا اطلاق ہوتا ہی کیونکہ نمک یا تو چٹانون کے بیرونی سطح مین تہوڑی سی کہدائی کر کے نکال لیا جاتا ہی یا کچہہ تہوڑی سی اور اوپری اوپری عمق کے گڑہی کہود کر نکالا جاتا ہے - گوما کی چڑہائی جو قریب پانچہزار چار سو فٹ کے بلند ہی مشکل اور کہڑی ہی مگر حال مین ایک نیا راستہ طیار کیا گیا ہی جس سی چڑہنی مین بہت زیادہ آسانی ہوگئی ہے -

گوما مین نمک ایک تنگ گہاٹی سے کہودا جاتا ہے جو ایک گانوں سے جہان نمک تلنے اور رکہنے کے واسطے لایا جاتا ہے قریب پانسو فٹ کے نیچے کی طرف واقع ہے۔ درانگ بہی اسی سلسلہ کے دامن پر بیس میل کے فاصلہ پر منڈی کی طرف واقع ہے اور بیاس سے صرف چار میل ہے مگر اس مقام پر اس دریا کی دہار اسقدر تیز ہے کہ اوسمین ناؤ وغیرہ نہین چل سکتی۔ ان کانون کا ٹہیکہ نہین دیا جاتا ہے بلکہ راجہ کی طرف سے کہدتی ہین اور وہین پر نمک خریدارون کے ہاتہ بیچا جاتا ہے۔ گوما مین قریب ڈیڑہ سو مزدورون کے کام کرتے ہین اور اسیقدر درانگ مین ہین اور اس کارخانہ کی تنخواہون اور مزدوری وغیرہ کا کل خرچ اوس رقم کے قریب پانچوین حصہ کے برابر ہوتا ہے جو نمک کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے گوما کا نمک بمقابلہ درانگ کے نمک کے عمدہ خیال کیا جاتا ہے مگر ان دونون نمکون مین فیصدی پچیس سے لیکر اڑتیس تک دوسری چیزون کی قدرتی آمیزش ہوتی ہے یہہ نمک سب اوپر کے کوہستان مین لاہل تک خرچ مین آتا ہے۔ گوما کا نمک انگریزی علاقہ مین منڈی سے مغرب کی طرف نورپور اور پٹہان کوٹ تک آتا ہے اور درانگ کا نمک نادون اور بلاسپور بلکہ لودہانہ تک آتا ہے۔

منڈی کے نمک کی قیمت — سنہ ۱۸۴۰ء مین یہان کے نمک کی قیمت کالن پر سات آنہ من سنہ ۱۸۴۶ء مین آٹہہ آنہ من اور سنہ ۱۸۵۰ء مین بارہ آنہ من تہی۔ سنہ ۱۸۵۴ء مین نمک کی آمدنی قریب ساٹہہ ہزار روپیہ کی تہی۔ سنہ ۱۸۵۸ء مین تراسی ہزار روپیہ اور سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک لاکہہ پانسو پینتالیس روپیہ وصول ہوئی تہی۔ مگر سنہ ۱۸۶۷-۶۸ء مین چونکہ بوجہہ شدت بارش

کانون کی کہودائی مین ہرج ہوا تہا آمدنی بہت کمی رہی تہی۔

لوہی کی کانین لوہا بمقام سنور - بدار - ناچینی - سراج - چوہار ہی ملتا ہی مگر بہت ہی چہوٹے چہوٹے ٹکرے نکلتے ہین - جہان جہان یہہ لوہا نکلتا ہی وہین گلایا جاتا ہے لیکن اوسپر سرکاری ٹہپہ لگوانے اور محصول ادا کرنے کے لئے خاص شہر منڈی کو لانا پڑتا ہی اور منڈی مین وہ قریب سوادو روپیہ من بکتا ہی ۱۸۴۳ء مین مسٹر ٹری بک صاحب کی کتاب یادداشت کے بموجب اوسکی قیمت ساڑہے تین روپیہ من تہی اور ۱۸۴۵ء مین لوہی کی آمدنی چودہ ہزار روپیہ ہوئی تہی ۱۸۵۰ء مین ستائیس ہزار تین سو روپیہ اور ۱۸۶۲ء مین چہبیس ہزار دو سو اکسٹہہ روپیہ تہی اکثر مقامات ریاست منڈی مین بالخصوص سکن کہنڈ مین (لگنیٹ) یعنی پتہر کا کچا کوئلہ بکثرت دستیاب ہوتا ہی مگر اسقدر خالص نہین ہوتا کہ فروخت ہوسکنے کے کام آئے اور یہان کی زمین کے طبقات کی ترکیب اور بناوٹ سے کوئلہ کے نکلنے کی توقع نہین معلوم ہوتی - یہہ مقام سکن کہنڈ اسواسطے کہلاتا ہے کہ دہونے سے وہان کچہہ کچہہ سونا پایا جاتا ہی -

ہوائی منڈی کی گرمی وسردی کوہستان ریاست منڈی باستثنا ہی دارالریاست جو پہاڑون سے گہرا ہوا ہی اور نیز مغربی حصہ ریاست کے جسکی سطح میدان سے دو ہزار فٹ سے زیادہ بلند نہین ہی سرد وسیر ہے -

دارالریاست قصبہ منڈی کی نسبت جس مین سات ہزار تین سو آدمیون کی آبادی

ہی بیان کیا جاتا ہی کہ راجہ جال کے ایک پورآنے مورث کے نام سی موسوم ہوا ہی مگر اوسکی صریح وجہہ تسمیہ غالباً یہہ
معلوم ہوتی ہی کہ وہ تجارت کے ایک عمدہ موقع پر واقع ہی اسلیئے منڈی کہلاتا ہی شہر نہایت خوبصورتی سے
دریا بیاس کے کنارہ پر واقع ہی جسکی دہار یہاں نہایت تیزی سی بہتی ہی اور سطح سمندر سے دو ہزار پانسو
ستاون فٹ بلند ہی - دریا کے کنارے جو بہت بلند ہین صرف پتہرون اور چٹانون
کی ڈہانگین ہین اور اسکا پاٹ اس جگہہ ایکسو ساٹھہ گز کے قریب ہی - قرب وجوار کے
پہاڑون مین برف کے پگہلنے کا ثبوت ہر روز دریا مین نظر آتا ہی جو گرمی کے ایام مین
ہر ایک شام کو چڑہنا شروع ہو کر رات بہر بڑہتا رہتا ہی اور صبح کے قریب گہٹنا شروع
ہوتا ہی یہان تک کہ صبح کو پانی کی مقدار دریا کے اندر بمقابلہ آدہی رات کے کوئی ایک
تہائی کم ہو جاتی ہے - راجہ کا محل ایک بڑی سفید عمارت ہی جو سلیٹ کے پتہر سی بنی ہوئی
ہے اور شہر کے جنوبی حصہ مین واقع ہی جہان بجز اسکی اور کوئی بڑی عمارت نہین ہے
ایک مشہور مندر جسمین ایک مورت استہاپن کی ہوئی ہی اور جسکو راجہ جال
کا ایک مورث قریب ڈہائی سو برس کے عرصہ ہوا جگن ناتہہ سی لایا تہا سکیتی ندی
کے کنارے پر واقع ہی جو شہر کے نیچے دریای بیاس مین مل جاتی ہے -

رُوال سر کی جہیل شہر سی بارہ میل کے فاصلہ پر سکندر کی دہار کی چوٹی پر جہیل رُوال سر
واقع ہے جو تیرتے ہوے ٹاپوؤن کی جہت سے مشہور ہے اور
تیرتہہ جاترا کا ایک متبرک مقام ہے ملک تبت کے تو وہ لوگ
رُوال سر کو بالتخصیص متبرک سمجھتے ہین اور موسم سرما مین یہہ لوگ

عموماً اونکو ایک لاما کے ساتھہ یہان پر جوق جوق آتے ہین اور ایک بڑے فاصلہ
سے وہ ہاتھون اور گھٹنون کے بل اس جھیل کے درشنون کو آتے ہین اور چونکہ
گرد نواح کے چٹانون پر اپنے نامون کا کھدوانا یہہ لوگ ایک ثواب کا کام خیال کرتے
ہین اس سبب سے یہہ چٹانین کتبون سے بالکل چھپ گئی ہین جن مین سے بعض
بعض نہایت عجیب وغریب ہین - یہہ جھیل سطح سمندر سے قریب چھہ ہزار فٹ کے
بلند ہے -

قلعجات منڈی

یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ منڈی مین پہلے زمانہ مین تین سو ساٹھہ قلعے
تھے مگر اب نوان مین صرف دس قلعے باقی ہین یعنے کملاگڈہ - شاہ پور - مادہوپور

۵۱ بودہ مذہب والے اونکو اور بیشتر اونکے مذہب کو لاما کہتے ہین اور سب سے بڑا لاما شہر لاسا دار الحکومت ملک تبت مین رہتا ہے اور تبت اور چین کے لوگ جو بودہ مذہب رکھتے ہین اوس لاما کو جو لاسا مین رہتا ہے بدہ مجسم جانتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ حیات ابدی رکھتا ہے اور جب کبر سن کے باعث اوسکا جسم بوسیدہ ہوجاتا ہے تب نئے قالب مین چلا جاتا ہے لیکن یورپین سیاح اسکی نسبت یہہ خیال کرتے ہین کہ جب لاما مر جاتا ہے تو اوسکے کارپرداز مخفی طور سے کسی نزدیک کے پیدا ہوے لڑکے کو لاکر لاما کی مسند پر بٹھا دیتے ہین اور اوسکو ایسی طور پر بالکل پوستی اور سکہانے پڑاتے ہین کہ وہ تمام باتین پہلے لاماؤن کے وقت کی بتانے لگتا ہے اور اوسکی ناواقف اور جاہل پیرو اسکو لاما کے کشف و کرامات کا کرشمہ سمجھکر یقین کر لیتے ہین - کپتان ٹرنر صاحب جو ۱۷۸۳ء مین سرکار آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے تبت کے راجہ کے پاس جو لاما کا نائب ہوتا ہے بطور سفارت لاسا کو گئے تھے لکھتے ہین کہ اوسوقت جو لاما تھا اگرچہ اوسکی عمر صرف ڈیڑہ برس کی تھی لیکن صاحب موصوف کی ملاقات کے وقت وہ بڑی شان و شوکت اور تحمل اور استقلال کے ساتھہ مسند پر بیٹھا رہا اور برابر اونکی طرف متوجہ رہا صاحب موصوف جب کوئی بات کہتے تو جواب مین وہ اس انداز سے گردن ہلاتا کہ جیسے کوئی امیر کسی بات کو سمجھکر اشارہ کرے جب صاحب موصوف کا چاہ کا پیالہ خالی ہوتا تو لاما نہایت بہون چڑھا سر کو ہلاکر کھینچتا اور اپنے نوکرون کو اور چاہ دینے کا اشارہ کرتا بلکہ ایک دفعہ تو ایک سونے کی طشتری مین سے کچھہ مٹھائی اوٹھا کر اپنے ہاتھہ سے اونکو دی - لاما جب قالب تبدیل کرتا ہے تو اوسکی مردہ جسم کو سکھاکر اور چاندی سے مڑھکر مندر مین پرستش کے لئے رکھہ دیتے ہین - ماخوذ از جام جہان نما ۱۲ محشی

بیر - کلیپری - نو تنگ - بیر کوٹ - ڈہانکسی - بکرہ - کرنپور - جن مین سے صرف اول الذکر پانچ قلعون مین فوج رہتی ہے -

قلعہ کملاہ گڈہ اس تمام کوہستان مین کملاہ گڈہ ایک نہایت مشہور قلعون مین سے ہے اسلئے اوسکی مختصر کیفیت بیان کیجانی مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ ریاست منڈی کی آزادی اور خود مختاری اکثر اسی قلعہ کے دشوار گذار ہونے پر منحصر رہی ہے اور علاوہ برین باستثنائے اوس کیفیت کے جو اسکی بابت مسٹر وا ین صاحب نے[1] لکھی تہی اور جس مین بہت غلطیان ہین معلوم ہوتا ہے کہ اس قلعہ کے صحیح حالات ابتک چہاپے بہی نہین گئے ہین جس پہاڑ پر کہ یہہ قلعہ واقع ہے وہ شمالاً جنوباً سات آٹہہ میل تک کوہ جلنیتری دیوی کے متوازی چلا گیا ہے یہ یہان سے قریب دس میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے اور بکر کہند جو اس قلعہ سے جانب مغرب واقع ہے اوس سے کملاہ گڈہ تک چار میل کا فاصلہ ہے یہہ پہاڑ ایسے ریتیلے پتہر اور پتہریون سے بنا ہوا ہے جو باہم ملکر منجمد ہو گئے ہین اور ڈیڑہ سو سے لیکر دو سو فٹ تک بلند ہے اور اسکی پشت جسکو فارسی محاورہ مین تیغ کوہ کہا جاتا ہے یا جسکو کگر یا دہار کہنا چاہئے آرہ نما یعنی باریک اور دندانہ دار ہے اور چند جگہ عمیق عمیق کہڈون سے منقطع اور منفصل ہے اور شرقی و غربی سمت مین باستثنائے دو مقامات کے جہان سے نند پور اور کملاہ کو راستہ گیا ہے مثل خندق کے ایک قدرتی انفصال

[1] وا ین صاحب کا سفرنامہ کشمیر وغیرہ جلد ۱ - صفحہ ۱۱۱ - ۱۲ مصنف

ایسا واقع ہوا ہی جو چالیس فٹ کے عرض سے لیکر ڈیڑہ سو فٹ کے عرض تک
کل پہاڑ کے برابر برابر چلا گیا ہی مگر ان دونون مقامات پر کوہ بالا پر بہی دشوار
گذار قلعے بنے ہوئے ہین اور اس پہاڑ کے گردا گرد کئی میل تک اسی قسم کی زمین
ہے جو بڑی بڑی خوفناک اور باہم متقاطع کہڈون سے کٹی ہوئی ہی جنکے راستہ
اس پہاڑ کا پانی یا تو سن کہڈ مین چلا جاتا ہی یا بکر کہڈ مین ان سببون سے
ایسی مقام مین توپخانہ کا گذر سخت مشکل ہی اور اہل قلعہ کو مدافعت اور محافظت
کے لئے نہایت عمدہ موقع حاصل ہی اور نند پور کے مورچہ پر پانچ جدا جدا قلعے
بنے ہوئے ہین جو اگرچہ بلحاظ حالت کوہستان بغیر کسی قرینہ اور یکسانی طرز تعمیر وغیرہ کے
بنے ہوئے ہین مگر جس زمین کو قابو مین رکہنا اور اسکا حفاظت کرنا مقصود تہا وہ
ان سے بہر حال حاصل ہی ان قلعون کے نام - نند پور - شمیر پور - بکنت پور -
پرتاپ پور[1] اور نیا قلعہ ہین جن مین سے موخر الذکر قلعہ سکہون کا بنایا ہوا تہا
جو اختتام کو نہین پہونچا تہا علاوہ انکے اور بہی بہت سی چہوٹی چہوٹی بیرونی
عمارتین ہین اور اس مقام پر علاوہ فراوانی گہاس اور لکڑی کے بسبب موجودگی
دو تین عمدہ چشمون کے آب شیرین کی بہی افراط ہی اور ہر چند کہ نند پور کی
دو سمتین تو ایسی ہین کہ بالکل ناقابل گذر اور کما حقہ مستحکم ہین اور تیسری سمت
بہی نہایت مضبوط ہی مگر قریب آٹھ سو گز کے فاصلہ کے ایک ایسی پہاڑی واقع
ہی کہ وہان سے نند پور پر زد ہو سکتی ہی اور اس پہاڑی پر سے گولہ اندازی جاری

[1] اس قلعہ کو شمیر گڑہ بہی کہتے ہین ۱۲ محشی

کہکر سپاہیون کو باسانی گولہ اندازی کی پناہ مین قلعہ ننت پور پر چڑہا دیا جا سکتا ہے
خاص قلعہ کملاہ چہہ جدا جدا قلعون پر مشتمل ہے یعنی کملاہ چیپوکی - جہاز - پدم پور -
شمشیر پور - نرسنگہ پور - اور ہر چند کہ ننت پور کی طرح یہہ مقام بہی دو جانب سے
بالکل محفوظ اور تیسری جانب بہی قریب ایسا ہی ہے جسکو دروازہ تک پہونچنے مین کوئی
چالیس ڈنڈون کی سیڑہی درکار ہوتی ہے لیکن اگر کوئی غنیم قلعہ پدم پور پر کسی
طرح سے ایک دفعہ قابض ہوجاتی تو پہر اوسکو کملاہ کی مشرقی سمت پر آسانی سے قبضہ
حاصل ہو سکتا ہے - خاص کملاہ مین کوئی چشمہ پانی کا نہین ہے اور جس چشمہ کا پانی یہان
کے صرف مین آتا ہے وہ کچہہ فاصلہ پر نیچے کہڈ مین واقع ہے مگر سب پہاڑی قلعون کی
طرح اس مین عمدہ تالاب بنے ہوئے ہین جن مین ایک تہوڑی سی فوج متعینہ قلعہ کے
لئے چند مہینے کے استعمال کے واسطے پانی آسانی سے جمع ہو سکتا ہے - کملاہ گڈہ کی
کماحقہ محافظت کے واسطے زیادہ فوج کی ضرورت ہے مگر آجکل تو صرف سو آدمی
اوس مین رہتے ہین اور چہہ ایسی توپون کا ایک توپخانہ ہے جو بیکار اور نکمی ہین -

منڈی کے فرمانروا خاندان کا حال

منڈی کا فرمانروا خاندان چندر بنسی راجپوتون مین سے ہے اور
بہ لقب منڈیال مشہور ہے اس خاندان کی اصلیت اور اوسکی قدیم
زمانہ کے تاریخی حالات کسی اور مناسب مقام پر بیان کئے جاینگے اور اس جگہہ اس
خاندان کا تذکرہ صرف اوس زمانہ سے ضروری ہے جبکہ یہہ خاندان سوکیت سے قریب ۱۲۰۰ع
کے علیحدہ ہوا تہا اور جس وقت سے پہلے یہہ دونون ریاستین متحد تہین لیکن اس

سبب سے کہ اوس وقت کے راجہ ساہو سین اور اوسکے چھوٹے بھائی باہو سین کے باہم نزاع ہوگیا تھا باہو سین نے سوکیت کو اس نیت سے چھوڑ دیا کہ کسی اور جگہ قسمت آزمائی کرے۔ مفصلہ ذیل فہرست سے منڈی کے اون چوبیس راجاؤں کے نام معلوم ہونگے جو اس خاندان کے سب سے پہلے رئیس گنے جاتے ہیں[51]

باہو سین[1] - بیجے سین[2] - نہاوت سین[3] - کہاوت سین[4] - شتانت سین[5] - بہیر سین[6] - سمدر سین[7] - کیشب سین[8] - مالب سین[9] - بجے سین[10] - ملکھین سین[11] - بان سین[12] - کلیان سین[13] - ہرا سین[14] - دھرتی سین[15] - زانڈر سین[16] - پرجر سین[17] - دلاور سین[18] - اجیبر سین[19][52] - جیتر سین[20] - صاحب سین[21] - نراین سین[22] - کیشب سین[23] - ہری سین[24] - سورج سین[25] -

راجہ ہری سین سے لیکر زمانہ حال تک خاندان منڈی کا شجرہ حسب تفصیل ذیل ہے۔

---

[51] لفظ سین منڈی کے حکمران رئیس کا لقب ہوتا ہے باقی اراکین خاندان بہ لقب سنگھ ملقب ہوتے ہیں۔ چونکہ منڈی اور سوکیت کے خاندان ابتداءً ایک ہی تھے اسلئے ان دونوں خاندانوں کے باہم ازدواج جائز نہیں خیال کیا جاتا ہے مگر کم سے کم دو مرتبہ یہ قاعدہ شکست ہوچکا ہے۔ تین پشت گذری ہیں کہ سورمان سنگھ منڈی والے کا عقد سوکیت کے میاں بہادر سنگھ کی بیٹی سے ہوا تھا اور جوالا سنگھ اولاد حرم (سرشتہ) راجہ حال سوکیت کی شادی راجہ بیجے سین والی منڈی کی اسی قسم کی دختر کے ساتھ ہوئی ہے۔ ۱۲ مصنف

[52] صحیح نام عظمت سین معلوم ہوا ۱۲ محشی

ہری سین
راجہ شیام سین
راجہ سورج سین
دان چند
گور سین
ماکا چند
سدھ سین
شمشیر سین
سورما سین
ظالم سین

راجہ باہو سین اور اوسکے جانشین

باہو سین سوکیت چھوڑ کر کلو کو چلا گیا اور مقام منگلور میں سکونت
اختیار کی جہان اسکی اولاد گیارہ پشت تک رہی - کیچن سین
راجہ کلو کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا اور اوسکی رانی جو حاملہ تھی تنہا اپنے باپ
کے پاس بھاگ آئی جو سیوکوٹ ط۵ واقع ملک منڈی کا رانا تھا یہہ رانی اپنے
باپ کے گھر کے قریب آ گئی تھی پر تھک گئی تھی کہ راہ بھول گئی اور بوجہ آجانے
رات کے بیتاب ہوکر ایک بان کے درخت کے نیچے گر پڑی جہان اسکے بیٹا
پیدا ہوا - صبح کو سیوکوٹ کے رانا کے بعض آدمیون نے اوسکو بیہوشی کی
حالت میں پایا اور اپنے آقا کے گھر لیگئے چونکہ اس رانا کے کوئی بیٹا نہ تھا اسلئے
اوسنے اپنے نواسہ کو بطور بیٹے کے پرورش کیا اور اوسکا نام بان یا بانو اوس
درخت کے نام پر جسکے نیچے وہ پیدا ہوا تھا رکھدیا اس لڑکے نے پندرہ برس کی ہی عمر
میں ایک لوٹیرے سردار یعنی کلٹی کے رانا پر حملہ کرنے میں جو اپنے قلعہ سے اوتر کر
مسافرون کو لوٹا کرتا تھا نامورئی حاصل کی یعنی سیوکوٹ کے قریب ایک میلہ میں
بانو نے چند آدمی ہمراہ لیکر اوسپر حملہ کیا اور شکست دی جس میں رانا کے
لوٹیرے گروہ کے کچھ آدمی مارے گئے - اس زمانہ میں اور اسکے چند سال بعد
تک ملک منڈی میں ایک فرمانروا نہ تھا بلکہ تقریباً ہر ہر پہاڑی پر ایک ایک
قلعہ بنا ہوا تھا جسکا قابض رانا یا ٹھاکر کہلاتا اور اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا
تھا اور کسی کی اطاعت نہیں کرتا تھا - بانو اپنے نانا کی وفات پر سیوکوٹ

ط۵ یہہ مقام اسوقت سیوا مشہور ہے سیوکوٹ نہیں ہے ۱۲ المحشی

کی چھوٹی سی ریاست کا مالک ہوا اور یہان سین کا لقب اختیار کیا - اوس نے
اپنے مقبوضات کو کسیقدر وسعت دی اور سکیت کے رانا کو لڑائی مین مار کر
اوسکے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور چند سال تک سکیت ہی مین رہ گیا - اسکے بعد اوس نے
بمقام پھولی سکونت اختیار کی جو دریای بیاس کے کنارہ منڈی سے اوپر
کی طرف قریب چار میل کے ہے - اوسکے بیٹے کلیان سین نے مقام بٹاہول کو
خرید لیا جو حالیہ دار الریاست شہر منڈی کے مقابل بیاس کے دوسرے کنارہ پر
واقع ہوا اور اوسکے اس قدیمی مکان سکونت کے کھنڈر اب بھی نظر آتے ہین -
اوسکا بیٹا ہیرا سین بلی کے رانا کی لڑائی مین مارا گیا اور چونکہ اوسکے کوئی لڑکا
نہ تھا اسلئے اوسکا بھائی دھرتری سین جانشین ہوا - اسکے بھی کوئی بیٹا نہ تھا اسلئے
نرائن سین برادر کلیان سین جانشین ہوا اور اون لوگون کا جو اسکے بعد جانشین
ہوتے گئے کچھ حال معلوم نہین ہے -

راجہ اجبر سین کا شہر منڈی کو ۱۵۲۷ع مین آباد کرنا

اسلئے اجبر سین کو جو باہو سین کی ۱۹ اونیسوین پشت مین تھا منڈی کا اول راجہ کہنا چاہئے اوسی نے شہر منڈی کو آباد کیا اور وہ پرانا
چار دروازہ والا محل جو اب بالکل مسمار ہو گیا ہے اور چوکی کے نام سے مشہور ہے
تعمیر کیا - ۱۵۳۴ع مین اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا اور کئی [illegible] سلطان
ملکہال - اور گندھرب کے چارون رانائون کو مطیع کرنے کا عزم کیا جو اوسکی
حکومت کو اپنے پر تسلیم نہین کرتے تھے ان رانائون نے اپنے اپنے سپاہیون کو

اکٹھا کیا جنکی مجموعی تعداد تیرہ۱۳ سو تہی اور جن مین نصف سے زیادہ تیر انداز
تہے اور ایک سید الی مقام مین جسکا نام بالہ ہے اجبر سین کے مقابلہ کے لئے
اوترآئے مگر کسی قدر نقصان کے ساتہہ شکست کہائی - بعد اس فتح کے اجبر سین
نے پہاڑون مین اونکا تعاقب کیا اور ایک اور لڑائی ہوئی جس مین گندہرب
کا رانا گوکل نامی مارا گیا اور اسکے بعد اجبر سین کے بڑے بیٹے چہتر سین نے اجاپا
نامی مراتہو کے رانا پر چڑہائی کی لیکن شکست کہائی اس لڑائی مین چہتر سین
کی ران مین زخم آیا اور منڈی کے تین نامی آدمی مقتول ہوئے - یہہ تینون شخص
قوم کے کہتری اور آپس مین بہائی بہائی تہے - اور راجہ کے مصاحب اور مشیر
تہے اسی سبب سے اوسنے انکے بہائی سہو سودن کو جو باقی رہا تہا وہ علاقے
جو مذکورۃ الصدر راناؤن سے فتح کئے تہے عطا کئے یہہ خاندان اگرچہ اب کچہہ باوقعت
نہین ہے لیکن ابتک منڈی مین موجود ہے اور اونکے پاس اجبر سین کی اصل سند
بہی موجود ہے جو تانبے کے پتر پر کہدی ہوئی ہے اور سمت ۱۵۸۴ جو سنہ ۱۵۲۷ء سے
مطابق ہوتا ہے اوسپر کندہ ہے - اگرچہ اسوقت مراتہو اور کنہیال کی قوت کامل
طور سے ٹوٹ نہین گئی تہی مگر آخرکار کچہہ عرصہ بعد یہہ ریاستین راجہ منڈی کے
ہاتہہ سے پامال ہو گئین - راجہ اجبر سین نے سنہ ۱۵۳۴ء مین وفات پائی
اور اوسکے بیٹے اور جانشین چہتر سین کا حال جو قابل تحریر ہو بہت کم ہے - اوسکے
پوتے صاحب سین نے راجہ جگت سنگہ والی کلو کے ساتہہ اتفاق کیا اور ان

دونون نے سبے چندر راجہ سہری گڈھ سے جنگ کر کے اوسکو علاقہ کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا جس مین سے وہ حصہ جو اب سراج منڈی کے نام سے مشہور ہے راجہ منڈی کے حصہ مین آیا اور راجہ کلو کو وہ حصہ ملا جو اب سراج کلو کہلاتا ہے اور جس مین بوکلا - بلاہم - تلوک پور اور فتح پور شامل ہین اور ایک الیسی ہی اور شمشیر گڈھ مین جو راجہ مذکور پر کیا گیا تہا منڈی کو علاقہ جات سنور وہ بدار سطے اور راجہ جگت سنگھ والی کلو نے سیر کوٹ اور مدن پور مع بارہ مواضعات قرب و جوار کے حاصل کئے - راجہ نراین سین نے جو اسکے بعد منڈی کا رئیس ہوا - سیر - ہٹدوہ اور چوہاری کے راناؤن کو مسخر کیا اس راجہ کو عارضہ فالج ہو گیا تہا مگر یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک گسائین کے دعا کے سبب سے صحت حاصل ہوئی جسکی اولاد کو خزانہ منڈی سے انکے روزینہ ملتا ہے[ف۱] دو اینون سے کیشب سین اور ہری سین کا حال کچھہ معلوم نہین ہوتا بجز اسکے کہ ہری سین باز سے شکار کہیلنے کا نہایت شوقین تہا -

راجہ سورج سین اور کلو سے جنگ

راجہ سورج سین اگرچہ ایک عمدہ سپاہی تہا مگر اوسکی طمع سے منڈی پر بڑی بڑی مصیبتین نازل ہوئین اوس نے راجہ بہنگاہل پر جو راجہ مان سنگھ والئے کلو کا بہنوئی تہا چڑہائی کی اسوجہہ سے راجہ کلو ناراض ہو کر اپنے رشتہ دار کی حمایت کو روانہ ہوا اور فوج منڈی کو شکست دیکر قلعجات کرنپور شاہپور اور شمشیر پور پر قبضہ کر لیا اور راجہ بہنگاہل سے اس امداد کے معاوضہ مین داول

[ف۱] تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ خزانہ منڈی سے کچھہ نہین ملتا البتہ رعایا یعنی ہر ایک گہر زمیندار سے غلہ ملتا ہے جسکو پہر بانٹہ لیتے ہین [illegible]

شنبال اور بیڑ لے لئے اور منڈی اور کلو کی سرحد مواضعات بیڑ اور
اہجو مین قایم کی گئی ۔ تہوڑے ہی دنون بعد راجہ سورج سین نے اپنے نقصانات
کی تلافی کا پہر قصد کیا اور علاقہ کلو پر حملہ کرکے مواضعات مدن پور ۔ سورج پور
اور تاراپور پر پہر قبضہ کر لیا مگر اوسکو پہر نقصان اوٹہا کر پسپا ہونا پڑا اور فوج
کلو نے کل ریاست منڈی کو تاخت و تاراج کیا اور گوما اور درانگ کی نمک کی کانین
بہی غنیم کے ہاتہہ مین چلی گئین چونکہ ریاست منڈی کے محاصل کا ایک جزو اعظم نمک
سے ہی حاصل ہوتا ہے اسلئے سورج سین کو اب مجبوری مصالحت کی استدعا کرنی
پڑی جو اس شرط پر منظور اور طے ہو گئی کہ سورج سین نے کل مصارف جنگ ادا کر دیا
اور ان دونون ریاستون کی سرحد بہی حسب سابق قایم کی گئی ۔ اسیطرح راجہ
سورج سین کو مان سنگہ گولیرہ کی لڑائی مین بہی کچہہ کامیابی حاصل ہوئی جسنے دو
مرتبہ منڈی کو لوٹا گہسوٹا اور ایک عرصہ تک علاقہ کالا پر جسمین راجہ نے سنہ ۱۶۲۵ع مین
قلعہ کملاہ گڑہ بنایا تہا قابض رہا اور دو سال پہلے نتت پور کو بہی لے چکا تہا سنہ ۱۶۳۴ع
مین سورج سین نے بہٹری اور بہلانی کو ریاست سوکیت سے چہین لیا جو میان رام چند
کے قبضہ مین تہا اور رام چند کے سات سو آدمی ان مقامات کی محافظت مین کام آئے
راجہ سورج سین نے منڈی مین ایک دوسرا محل معروف بہ دمدمہ تعمیر کیا اوسکو
اٹہارہ بیٹون مین سے سب نے اوسکی حیات ہی مین قضا کی اور جب وارث ریاست
کی طرف سے اوسکو مایوسی ہوئی تو ایک چاندی کی مورت بنوائی جسکا نام مادہورائے

رکہا اور اوسی کو ریاست بخش دی یہہ چاندی کی مورت ابتک منڈی مین
تیوہاروں کے روز بڑی دہوم دہام سے نکالی جاتی ہی اور سنسکرت مین اوسپر ایکہ
عبارت کندہ ہے جسکی نقل اور ترجمہ ذیل مین درج ہے۔

चक्रे श्री चक्रपाणेस्सकलनृपगुरोर्मूर्तिमेतामनीतांगपदः श्री ।
मापवसप्तमीभट्टल्लनः सूर्यसेनः श्रीतीन्दुः नृपसेनोऽपे
ससांके सग्रामनीविधौ नवमे श्री अचारे भीमाख्यसुवर्ण ।
कारः नवसरवद्विधौ सविधौ सर्वसिद्धो ॥ १ ॥ श्री

ترجمہ | وشن جی کی مورت حسب الحکم راجہ سورج سین بنائی گئی جس نے اوسکا نام
مادہو راو رکہا اس مورت کو بہیا سنار نے بماہ ماگہہ پوکہہ تیار بنایا ۔ بہیروار سمت ۱۷۰۵
(یہہ سمت مطابق ہوتا ہی سنہ ۱۶۴۸ع کے)

راجہ شیام سین سنہ ۱۶۵۹ع | سورج سین کی اکلوتی بیٹی راجہ ہری دیو والئی جمون سے منسوب تہی
اور سورج سین کا بہائی راجہ شیام سین سنہ ۱۶۵۸ع مین مسند آرا ہوا
ہوا اور پندرہ سال تک حکمران رہا اوس زمانہ کے لحاظ سے وہ بہت بڑا سیاح تہا یعنی
کبہی محض شوق کی وجہ سے اور کبہی مذہبی عقیدہ سے اوس نے نیپال اور بنارس اور جگن ناتہہ
کی سیر اور جاترا کی سنہ ۱۶۵۹ع مین اوس نے کلو سے علاقہ دہنجو گڑہ چہین لیا اور کچہہ
عرصہ بعد سوکیت سے لوہارہ لے لیا۔ اوس نے مندر شیاما کالی تارن کی دہار پر جو
شہر منڈی کے اوپر واقع ہی تعمیر کرایا اور بیاس کے پار جوالی منڈی مین ایک

تالاب بنوایا جہاں راجبنسی خاندان کے تمام بچے پیدا ہونے سے آٹھ روز بعد بعض رسوم کے ادا کرنے کے واسطے لائے جاتے ہیں[۱] اور محل سرا میں بھی بہت کچھ نئی تعمیرات کیں۔

راجہ گر سین

گر سین نے صرف پانچ سال حکومت کی اگرچہ وہ کسی قدر سپاہی تھا مگر عابد و زاہد بہت تھا یہاں تک کہ خود جگن ناتھ جا کر وہ اوس مشہور مورت کو لایا تھا جو اوس مندر میں رکھی ہوئی ہے جو شہر سے اوپر کی طرف ایک میدان[۲] میں واقع ہے۔ اوس نے کانگڑہ کے کٹوچ راجپوتوں کے مقابلہ میں ریاست کہلور سے اتفاق کیا اور بمقام ہٹلی ایک لڑائی ہوئی جسکا نتیجہ فریقین کے حق میں مشکوک رہا۔ ۱۶۷۵ء میں اوس نے سوکیت سے دہنگمیارہ چھین لیا اور اگلے سال مقامات بیرہ اور پالوہہ کو لے لیا۔ جو کئی مرتبہ قبضہ میں آ کر نکل نکل گئے تھے۔

سوکیت اور منڈی میں عداوت اور جنگ و جدال

منڈی اور سوکیت کے باہم رقابت تو ہمیشہ ہی رہی ہے اور اکثر عداوت بھی مگر اونکے جنگ و جدال سے کوئی بڑا نتیجہ مترتب نہیں ہوا چنانچہ جب سوکیت میں کوئی طاقتور راجہ ہوتا تھا تو وہ اوس تمام علاقہ کو جو پہلے راجاؤں کے ہاتھ سے نکل جاتا تھا پھر ملا لیتا تھا بلکہ اوس سے بھی زائد ملک فتح کر لیتا تھا حتی کہ ایک زمانہ میں سوکیت کی حکومت خاص منڈی کی شہر پناہ کے قریب تک پہنچ گئی تھی۔ اسیطرح جب منڈی میں کوئی زبردست راجہ مثل اجبرسین اور سدہ سین کے ہوتا تھا تو سوکیت کا

---

[۱] تحقیق کرنے سے صحیح یہہ معلوم ہوا کہ بچے اس جگہ نہیں لائے جاتے بلکہ پیدایش کے آٹھ روز کے بعد ایک رسم جسکو ... کہتے ہیں اس مقام پر ادا کیجاتی ہے (مفتشی)

[۲] اس میدان کا نام پاڈل ہے (مفتشی)

علاقہ گھٹ جاتا تھا اور اوسکی سرحدیں اضلاع اور قلعے والئی منڈی کے قبضہ مین آجانے تھے اور

میدان بالہ — میدان بالہ پر دونون ریاستون کا ہمیشہ دانت رہا ہی اور یہہ مقام عموماً انکی باہم متنازعہ فیہ رہا ہی یہہ چھوٹا سا وادی جسکو تقریباً ایک مسطح زمین کہہ سکتی ہین سرسبز و زرخیز ہے اور منڈی سے پانچ میل کے فاصلہ سے لیکر قصبہ سوکیت تک منتہی ہوتا ہی جو سب ملاکر قریب دس میل کے طول ہوا اور اسکا اوسط عرض قریب دو میل کے ہی یہہ سرزمین ہمیشہ تماشاگاہ جدال و قتال رہی ہی اور ایک لڑائی کا حال تو ابتک منڈی کے گیتون مین گایا جاتا ہی - سوکیت کا رئیس ایک جمعیت کثیر ہمراہ لیکر میدان بالہ مین شکار کہیلنے کو گیا تہا - گورسین جو اوسوقت منڈی کا ولیعہد تہا یہہ حال سنکر اوسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور یہہ ارادہ کیا کہ اوسکی سیر و شکار کو درہم برہم کردے آپس مین ایک لڑائی ہوئی جسمین دونوطرف سے اکثر آدمی کام آئے اور خود رئیس سوکیت کی جان بہی اتفاقاً ہی بچگئی چنانچہ شرح اسکی یہہ ہے کہ جب یہہ سوکیت کا راجہ میدان جنگ سے بہاگا ایک کٹوچ میان نے جو منڈی کا نوکر تہا اوسکا تعاقب کیا اور اگر وہ اپنے حریف کو اس بات کی قسم نہ دیتا کہ ایک ایسے راجہ کے قتل سے جو دیوتا کی نسل سے ہو ہاتہہ اوٹہائے تو وہ ضرور مارڈالا جاتا - یہہ بات سنکر اس کٹوچ نے جو خود اپنے خاندان کا سلسلہ ساڑہے چار سو پُشت تک ملاتا تہا تلوار تو ہاتہہ سے پہینکدی مگر اس راجہ کے سر سے ایک چیز جو بطور (مثلاً سرپیچ یا کلغی) علامت راجگی کے

پہونچ ہوئی تہا کہ وشالی اور اپنے آقا کے پاس چلے آیا جس نے اوسکو اور اوسکی اولاد کو اس نمک حلالی کے صلہ میں درانگ کی کان جو ایک مقدار نمک کی ہمیشہ کے واسطے بخش دی جو ابتک برابر اوکیپاس ہے۔

راجہ سدہ سین کے نظم و نسق اور فتوحات کا ذکر جیتو جو کہ سین کا شمشیر آ سپاہی تہا ایک نہایت لیق آدمی تہا منڈی کا کل نظم و نسق اوسکے ہاتہ میں تہا اور اوسی نے وہ مالی انتظام قایم کیا تہا جو ابتک جاری ہو سدہ سین کے اوایل ایام حکومت میں جو سنہ ۱۶۷۸ء میں والئی ریاست ہوا تہا اوسنے وزارت کا کام انجام دیا۔ راجہ سدہ سین ایک نہایت بہادر اور جنگ جو آدمی تہا اور جسقدر عظمت و اقتدار منڈی کو اوسکے عہد میں ہوا وہ نہ تو کبہی پہلے ہوا اور نہ کبہی پیچہے سنہ ۱۶۸۸ء میں اوسنے علاقجات ناچہی پہٹلی اور دلید تسخیر کئے اور اسی سال میں ایک سخت قحط پڑا جس میں ہزارہا آدمی ضایع ہوئے سنہ ۱۶۹۰ء میں اوسنے دہنیسر گڑہ کو فتح کیا اور پانچ برس بعد قلعہ سارکیور بنوایا اور سنہ ۱۶۹۸ء میں سوکیت سے رائیپور اور اگلے برس مادہوپور چہین لیا اور سنہ ۱۷۰۰ء میں شتباپوری کو بنایا اور سنہ ۱۷۰۶ء میں ہٹلی کو پہر فتح کیا اور ضلع لاڈ کو جو ہمیشہ کٹوچ کی ملکیت سے تہا تاخت و تاراج کیا۔

گورو گوبند سنگہ صاحب کا منڈی میں تشریف لیجانا سترہوین صدی کے اواخر ایام میں گورو گوبند سنگہ صاحب کا جو سکہوں کے دسوین گورو تہے منڈی میں تشریف لیجانا بیان کیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ گورو صاحب کو راج سنگہ رئیس کہلور نے جس سے اونہوں نے مسلمانوں کی

فوج کے مقابلہ مین مدد چاہی تھی بمقام سلطان پور سفید کر لیا تہا اور اونکو معتقدین کا یہہ عقیدہ تہا کہ گورو صاحب کی کرامت سے وہ لوہے کا پنجرہ جس مین وہ مقید تہے ہوا مین اوڑکر اونکو صحیح و سالم منڈی مین لیگیا اور یہان پر راجہ سدہ سین نے اونکی کما حقہ خاطر و مدارات کی اور بوقت رخصت اونہون نے راجہ سے فرمایا کہ جس چیز کی تجکو خواہش ہو مانگ تو سدہ سین نے درخواست کی کہ میری دار الریاست غنیم کے ہاتہہ سے ہمیشہ محفوظ رہے جسکو گورو صاحب نے منظور فرمایا اور اس مضمون کا ایک شعر منڈی مین اتبک زبان زد خاص و عام ہے[1] - وہو ہذا

گورو صاحب کی ساکہی (بشارت)

منڈی کو جب لوٹین گے + اسمانی گولے چہوٹین گے +، مگر یہہ ساکہی پوری نہین ہوئی جیسا کہ منڈی کے حالات مابعد سے ظاہر ہوگا -

سدہ سین کے خوارق عادات

منڈی کے اہل روایت کا یہہ ادعا ہے کہ سدہ سین بہی گورو گوبند سنگہ صاحب سے کم صاحب کرامات نہ تہا اور اوسکے پاس ایک گٹکہ یعنی چہوٹی سی کتاب تہی[2] جس مین مائکل سکاٹ کی کتاب کی طرح ایسے عملیات اور منتر مندرج تہے جنکے باعث سے عالم جنات کو اوسنے اپنا مطیع و مسخر کر رکہا تہا اور جب وہ اوسکو اپنے

---

[1] بعض کا قول ہے کہ یہہ وعدہ گورو بندہ جانشین گورو گوبند سنگہ صاحب نے کیا تہا مگر اوسکے منڈی مین آنے کا کوئی ثبوت نہین پایا جاتا - ۱۲ مصنف

[2] یہہ شخص ملک اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا اور ایک بڑا جادوگر اور علم طبعیات مین کامل اور تیرہوین صدی مین ایک مشہور آفاق شخص تہا جب وہ مرگیا تو اوسکو مع اوسکی جادو کی کتاب کے قبرستان واقع مقام میلروز مین دفن کیا گیا تہا چونکہ جادو کے فن مین یہہ شخص لاجواب تہا اور اوسکی وہ کتاب بہا الف سیکرٹیس یعنی گنج اسرار مشہور تہی اسلیے بعد اوسکی رحلت کے لیڈی برکلیوچ نے ایک شخص اس مراد سے میلروز کو روانہ کیا کہ قبر کہود کر اوس کتاب کو نکال لاے لیکن یہہ گنج مدفون دستیاب نہوا - ۱۲ مترجم

موںہہ مین رکہہ لیتا تہا تو فوراً ہوا مین اوڑنے لگتا تہا اور جہان جاہتا تہا آن کی آن مین پہونچ جاتا تہا اور کہتے ہین کہ جب وہ مرنے لگا تب اس خیال سے کہ مبادا اس سے لوگون کو بجاے نفع کے ضرر پہونچایا جاے اوسنے کتاب مذکور کو دریاے بیاس مین جہان اوسکی دہار سب سے زیادہ گہری اور تیز تہی پہینککر ہمیشہ کے لئے ناپید کردیا۔ اصل بات یہہ معلوم ہوتی ہے کہ سدہ سین اپنے ہموطنون سے زیادہ ذی فہم اور ہوشیار تہا اور اوسکی سلسلہ وار کامیابیان غیر معمولی اسباب یعنی کرامات سے منسوب کیجاتی تہین اور باعتبار قد و قامت کے بہی وہ از بس جسیم اور قوی ہیکل تہا یہانتک کہ بعض کپڑے[۵۱] جو منڈی کے محل سرا مین حفاظت سے رکہے ہوے ہین اور جنکو بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ اوسکی پوشش کے ہین اونکے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی جن کے کپڑے ہین[۵۲]۔

سدہ سین کے بناے ہوے مندرون کا ذکر۔

وہ بڑا پختہ تالاب[۵۳] جو محل سرا کے سامنے ہے سدہ سین کا بنوایا ہوا ہے اور بجا ہے اسکے کہ تالاب کے پانی کی یادگار رہین اوسکو پانی سے پر رکہا

[۵۱] معلوم ہوا کہ اس راجہ کے پیر کے پیمانہ کی جوتی جو پرانی ہوجانے پر نئی بنوائی جاتی ہے دیوانخانہ یعنی کوتوالی منڈی مین اب تک موجود ہے جو فاحشہ اور بدمعاش عورتون کی سر پر ماری جاتی ہے یعنے عورتون کو اکثر اوس سے سزا دیجاتی ہے اور یہہ پاپوش سدہ سینا مشہور ہے ۱۲ محشی۔

[۵۲] کہتے ہین کہ یہہ کپڑے منڈی مین ضرور موجود ہین راجہ صاحب نے ان کپڑون کے دکہانے کا ایکبار مرتبہ مصنف کتاب سے وعدہ کیا تہا مگر اوسوقت وہ نہ مل سکے ۱۲ مصنف

[۵۳] اس تالاب کا نام سدہ ساگر ہے بعض اشخاص بیان کرتے ہین کہ اسی تالاب کے درمیان جہان پر چراغ جلتا ہے راجہ ہنگا پال کا سر دفن کیا گیا ہے جو ایک لڑائی مین مارا گیا تہا۔ اس تالاب کے کنارہ پر ایک مندر سدہ کالی کا ہے جس مین ایک اگنی کنڈ ہے جو راجہ سدہ سین کے وقت سے آجتک برابر جلتا ہے یعنی اوس کنڈ کی آگ آجتک فرو نہین ہوئی بعد تحقیق معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۵ع مین اس تالاب کی مرمت کا حقہ ہوگئی ہے اور نل کے ذریعہ سے تمام سہیتا پانی ڈالا گیا ہے جسکی باعث شہر کی رونق

جاتا وسط تالاب مین ایک چہوٹی سی ستون پر اوسکی یادگاری کا ایک چراغ جلاکرتا ہی بلکہ خود تالاب بہی بے مرمت اور بہت برسون خشک پڑا ہوا ہی - اوس نے ایک گنیش کا مندر بہی منڈی سی دو میل کے فاصلہ پر بنایا تہا جو بنام سدہ گنیش مشہور ہی اور دریا کے قریب سندر تلوک ناتہہ بہی تعمیر کرایا تہا - اس نے اکتالیس سال حکومت کی اور سو برس کی عمر مین وفات پائی - اسکا اکلوتا بیٹا جو الا سین اسکی حیات ہی مین مرچکا تہا -

راجہ شمشیر سین | اسلئے اوسکا پوتا شمشیر سین جس نے اوکر سین راجہ چمبا کی بیٹی سے شادی کی تہی اوسکا جانشین ہوا - اس راجہ نے مادہوپور کو کاوسے پہر فتح کر لیا اور ہمیشہ چاروںطرف اپنے ہمسایون سے لڑتا بہرتا رہا جس مین کچہہ زیادہ کامیابی حاصل نہوئی - گو بے سنگہ راجہ کلو کی عدم موجودگی سے فایدہ حاصل کرکے جو لاہور کو گیا ہوا تہا اوس نے چوہارسی - راکڈہ - دیوگڈہ - ہشتپور اور سرلی کو فتح کرلیا

کلوچ راجہ کا منڈی کو فتح کرنا اور راجہ منڈی کا قید ہونا | ایشری سین دخلف شیومان سین) ۱۷۸۸ء مین اپنے والد کے انتقال کے وقت صرف پانچ برس کا تہا اسلئے راجہ سنسار چند کٹوچ کو جو اندنون اس کوہستان مین نہایت صاحب مکنت وثروت تہا مطلع صاف دیکہکر طمع دامنگیر ہوئی اور اوس نے منڈی پر حملہ کرکے اس شہر کو لوٹ لیا اور علاقہ ہاٹلی کو جو کبہی منڈی والون کے قبضہ سے چہوٹ جاتا تہا اور کبہی سوکیت والون کے ہاتہہ سے اوسنے سوکیت کو دیدیا اور علاقہ چوہارسی کلو والون کو دیکر علاقہ ہشتپور

خود اپنے پاس رہنے دیا اور ایشری سین کو کانگڑہ لیگیا اور بارہ برس تک وہان
ہی مقید رکہا مگر ریاست منڈی کا نظم و نسق وہین کے وزیرون اور اہلکارون کے
ہاتہہ مین چہوڑ رکہا تہا جن سے ایک لاکہہ روپیہ سال بطور خراج کے لیا کرتا تہا۔
جب گورکہون نے کہلور کے راجہ مہان سنگہ کی تحریک سے قلعہ کانگڑہ پر چڑہائی کی
اوسوقت ایشری سین نے بہی مثل اور بہت سے روسا و سرداران راجپوت کے امر سنگہ
تہاپہ جنرل فوج گورکہہ کی اطاعت بدین شرط قبول کی کہ میری ریاست مین اور اوپر
میری حکومت ہونے سے کچہہ تعرض نکیا جاوے اور اپنی طرف سے یہہ وعدہ کیا کہ
سپاہ گورکہہ کے قلعہ کانگڑہ پر قابض ہوجانے مین کسی قسم کا مقابلہ اور مزاحمت
نہین کرونگا ۔

دربار لاہور کے ساتہہ سازشین

جب گورکہہ سنہ ۱۸۱۰ع مین واپس چلے گئے اور قلعہ کانگڑہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
والئی لاہور کے قبضہ مین آگیا اور سردار دیسا سنگہ مجیٹھیہ ریاستہا
کوہستان کا (جن مین منڈی بہی شامل تہی) ناظم مقرر ہوا تو اوس نے راجہ
ایشری سین کو مجبور کر کے تیس ہزار روپیہ سال نذرانہ لینا ٹہرالیا۔ جو ہر سال سنہ ۱۸۱۵ع
تک اسی مقدار سے برابر وصول ہوتا رہا مگر بعد ازین جبکہ ظالم سین جو راجہ مذکور کا
بہائی تہا اور اوس سے تہیٹ برادرانہ بغض و عداوت رکہتا تہا لاہور کو بدین نیت
گیا کہ خود گدی کے حاصل کرنے کی تدبیر کرے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے جو ہمیشہ ایسے
سرداران کے باہم جہگڑا اتفاق موجب خطرہ ہوتا فتنہ و فساد برپا کرانے سے خوش ہوتا

تہا اور پہر ایک موقع پیدا ہوا تہی فایدہ مدنظر رکہتا تہا ظالم سین کی جسکا ہرگز کوئی
استحقاق نہ تہا بڑی گرمجوشی سے طرفداری اور حمایت کی تب سے ایشری سین
کو ریاست کے برقرار رہنے کے معاوضہ مین ایک لاکہہ روپیہ خراج دینے پر مجبور ہونا پڑا
اور اگلے سال یعنی ۱۸۱۶ء مین جمعدار خوشحال سنگہ جسکو کچہہ دنون سے دربار لاہور
مین بہت بڑا رسوخ حاصل ہوگیا تہا منڈی کو اس نئے خراج کے وصول کرنے کے واسطے
بہیجا گیا۔ راجہ منڈی کو چہوڑ کر ایک بڑی فوج کے ساتہہ کلو کو چلا گیا اور وزیر کلو کے
اتفاق سے جسکے زیر حکم اٹہارہ ہزار فوج تہی اول تو سکہون کے مقابلہ کا ارادہ کیا مگر
پہر اوسکی ہمت نے کچہہ یاری نہ کی اور منڈی مین واپس آکر اور خوشحال سنگہ
کو خاطر خواہ رشوت دیکر بجاے ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کے خراج مین تخفیف کرا کر پچاس
ہزار ٹہرالیا جو اسی مقدار سے اوسکی وفات تک جو ۱۸۲۶ء مین ہوئی تہی قایم رہا۔
ایشری سین کے عہد مین بعض سرگردان اور پریشان احوال رئیسون نے بمقام منڈی
بہت آرام پایا تہا چنانچہ بسہر کا معزول راجہ بہت عرصہ تک وہان مقیم رہا اور اوسکے
ہمراہیون سمیت کماحقہ اوسکی مدارات اور مہمانداری ہوتی رہی اور علے ہذ القیاس
ناگ پور کا معزول راجہ بہی اپنے ملک سے خارج ہونے کے بعد چار برس تک وہان
سکونت پذیر رہا اور ایشری سین کی طرف سے اوسکو ہر طرح کی مدد ملتی رہی
اور وہ دربار لاہور سے سازشین کرتا رہا کیونکہ اوسکی یہہ خواہش تہی کہ پنجاب مین فوج
بہرتی کرنے کی اوسکو اجازت دیجائے مگر درین اثنا جبکہ ظالم سین ۱۸۳۶ء مین فرمانروا ہوا

ریاست ہوگیا تب وہ کسی اور جگہہ پناہ گزین ہونا قرین مصلحت تصور کرکے یہان سے چلا گیا۔ ظالم سین اپنے بہائی سے ہمیشہ لڑتا بہڑتا اور اوسکی برخلاف سازشین کرتا رہا اور ایشری سین کے اواخر عہد مین اوسکو منڈی چہوڑکر راجہ سنسار چند والئے کانگڑہ کے پاس پناہ گیر ہونا پڑا تہا مگر چونکہ ایشری سین کے بیٹے میان رتن سنگہ و کپور سنگہ و بلبیر سنگہ و بہاگ سنگہ نجیب الطرفین نہ تہے یعنی سُرتیہڑے تہے۔

ظالم سین کی گدی نشینی۔

لہذا اوسکا بہائی ظالم سین جانشین ہوا۔ اور اوسنے اپنی گدی نشینی کا نذرانہ بتعداد ایک لاکہہ روپیہ کے دربار لاہور کو ادا کیا اور پہر ہر سال اسکی وفات تک جو ۱۸۳۹ء مین ہوئی تہی پچہتر ہزار روپیہ سال (۷۵۰۰۰) مقرر رہا اپنی وفات سے چند سال پہلے اس راجہ نے انتظام ریاست اپنے بہتیجے بلبیر سین کے سپرد کردیا جو صرف سُرتیہڑا ہی نہ تہا بلکہ اپنے سب بہائیون سے چہوٹا بہی تہا مگر دربار لاہور کو ایک رقم کثیر نذر کرکے اس نوجوان آدمی کی جانشینی منظور کرالی اور اوسکو معمولی خلعت حکومت عطا ہوا۔ ظالم سین نے اپنے وزیر وہاری نامی کا سر کٹوا دینے سے جسنے کمال خوبی اور دیانتداری سے ریاست کی خدمت گذاری کی تہی اور اوسی اوس رسوخ کی وجہہ سے جو اوسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ سے حاصل تہا یہہ ریاست سرکار خالصہ کی عملداری مین شامل ہوجانے سے محفوظ رہگئی تہی بڑی بدنامی حاصل کی۔

راجہ بلبیر سین

بلبیر سین کی عمر بوقت مسند نشینی بائیس (۲۲) برس کی تہی مگر اوسکا

راجہ ہونا اوسکی بڑی بہائیون کو بہت شاق گذرا اور اس خاندان کی چہوٹی شاخ کے لوگون کو بہی جو راجہ شمشیر سین کے بہائی میان دہور جنگیا کی اولاد سے تہے یہ امر نہائیت ناگوار ہوا کہ ایک حرم کے بیٹے کو راجہ بنا کر اس گدی کی عزت کو بہی داغ لگایا جاوے —

سکہون کا ۱۸۴۰ع مین زیر حکم جنرل ونچورا منڈی پر حملہ کرنا —

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وفات کے بعد جو جون ۱۸۳۹ع مین ہوئی تہی فوج سکہ جسکا قابو مین رکہنا بہت عرصہ سے محال ہوگیا تہا اور اب روز بروز اور زیادہ خودسر ہوتی جاتی تہی۔ کنور نونہال سنگہ نے جو حقیقتاً پنجاب پر حکمرانی کرتا تہا گو اوسکا باپ مہاراجہ کہڑک سنگہ برائے نام بادشاہ تہا یہ خیال کیا کہ اس فوج کے لیے کوئی نہ کوئی مشغلہ پیدا کرنا ضروریات سے ہے ورنہ وہ عنقریب قابو سے باہر ہو جاویگی —

بہت سا کوہستانی علاقہ اور ستلج کے پار کی پہاڑی ریاستین یعنی سوکیت — منڈی — اور کلو — اگرچہ انمین ابتک سکہون کی فوج مقیم نہ تہی مگر فی المعنی یہ سب ملک تابع لداخ کے جو سب سے اخیر فتح ہوا تہا ملک مفتوحہ و مقبوضہ سکہان ہی سمجہا جاتا تہا — لداخ کی فتح کو بطور چہاؤنی اور مقدمہ فتح کرنے ایک حصہ ملک تاتار مقبوضہ سلطنت چین کے تصور کرکے آجکل دربار لاہور مین بہت چرچا رہتا تہا اور پہر چونکہ سکہون کا اوس طرف عزم کرنا محض بوجہ طمع ذاتی اور اولوالعزمی راجہ گلاب سنگہ حاکم جمون اور اوسکی بہائی دہیان سنگہ وزیر لاہور کے تہا — مگر بہر حال قبیل اختیار کرنے

اس مہم فتح تاتار کے منڈی کا بالکلیہ مغلوب اور فرمان بردار کر لیا اور فوج سکھہ کے عقب مین کملاہ گڈہ جیسے مستحکم قلعہ کو خود سر نہ چہوڑنا مصلحت اور مناسب معلوم ہوا۔ اسلیے جون ۱۸۴۰ء مین ایک جرار فوج زیر حکم جنرل وینچورا[۵۱] منڈی کو روانہ کی گئی۔ جنرل مذکور نے سکندر کی دہار کو طے کرکے منڈی سے سات میل پر ڈیرہ جما یا اور باقیات خراج کے بلا توقف ادا کرنے کا جو جنگ کے لیے ایک حیلہ قایم کیا گیا تہا حکم بہیجا۔

راجہ بلبیر سین کا انگریزون سے استعانت کرنا

راجہ بلبیر سین نے فی الفور روپیہ ادا کر دیا اور کرنل ٹاپ صاحب پولٹیکل ایجنٹ متعینہ کوہ سپاتہو سے اپنے اور اپنے خاندان کے لیے عملداری انگریزی مین پناہ لینے کی استدعا کی کیونکہ اوسکو صاف معلوم ہو گیا تہا کہ یہہ سب ظاہری حیلے ہین اور دراصل اوسکے ملک کا چہین لینا مقصود ہے اس درخواست مین اوسنے سکہون کے ظلم کو انگریزی حفاظت کے ساتہہ بدل لینے پر بہی کنایتاً اپنی رضامندی ظاہر کی تہی بجواب اسکے گورنمنٹ انگریزی نے راجہ کے خاندان کو پناہ دینے کا تو وعدہ کیا مگر اسوقت ان پناہ گیرون کو پولٹیکل حیثیت سے آنے دینا یا حملہ آورون کے مقابلہ مین راجہ سے کسی قسم کی امداد کا وعدہ کرنا قرین مصلحت خیال نکیا۔

۵۱ جنرل ونچورا کو اس کام کے لیے منتخب کرنے کی وجہہ یہہ تہی کہ کنور نونہال سنگہ اسوقت اپنے باپ کے زبردست وزیر راجہ دہیان سنگہ سے مخلصی حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رہا تہا وزیر موصوف و اوسکے بہائیون کے فریق سے جسکا سرگروہ دربار لاہور مین تہا جنرل وینچورا نہایت متنفر و مخالف رہتا تہا اسلیے کنور کو یہہ توقع تہی کہ جنرل وینچورا کو فوج سکھہ کی سرداری دینے سے میرے مدعا کو تقویت ہوگی ۱۲ مصنف

سکہون کا دار الریاست منڈی پر قبضہ کرنا۔

اگرچہ بلبیر سین نے خراج بہی ادا کر دیا مگر اوسکو ادای خراج کے بعد یہہ حکم ملا کہ لشکرگاہ سکہان مین حاضر ہو کر جنرل سے ملاقات کرے اور جب وہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو اوسکو پکڑ کر مقید کر لیا گیا اور حسب روایت راناے بہجی خود اوسی کے ملازمون نے اوس سے یہہ دغابازی کی تہی پہر بعد مقید کر لینے کے اوس سے کہدیا گیا کہ تا وقتیکہ تمام قلعجات ریاست منڈی ہمارے حوالہ نکر دوگے رہائی ناممکن ہے۔ یہہ بات کہ آیا اوسکے ملازمون نے اوسکے ساتہہ نمک حرامی کرکے اوسے گرفتار کرایا تہا یا نہین ایک امر مشتبہ ہے مگر سوکیت نے جنرل دین چودا کی اعانت کرکے بڑی خوشی سے اپنے پرانے کینے نکالے جس سے ان دونون ریاستون کے باہم جو ایک دیرینہ عداوت چلی آتی تہی آیندہ کیلئے اور بہی زیادہ مضبوط ہوگئی۔ راجہ بلبیر سین نے جو بے بسی کی حالت مین تہا سکہون کے ہر ایک حکم کو منظور کر لیا اور فوج سکہہ نے دار الریاست منڈی پر قبضہ کر لیا اور یہہ پہلا ہی قبضہ تہا جیسے کہ گورو گوبند سنگہہ صاحب نے پیشین گوئی کی تہی۔[۵۸] القصہ راجہ کو قید کرکے امرتسر بہیجدیا اور قلعہ گوبندگڈہ مین محبوس کیا گیا اور جنرل دین چودا نے جملہ قلعجات پر بغیر کسی زیادہ مزاحمت و مقابلہ کے قبضہ کر لیا مگر قابضان قلعہ کملاہ گڈہ نے جو چند عرصہ سے راجہ کی حکومت و اختیار سے قریباً باہر ہو گئے تہے قبول اطاعت سے انکار کیا اسلئے ماہ ستمبر مین فوج سکہان نے اوسکا محاصرہ کر لیا۔

[۵۸] ہر چند کہ سکہہ بہت برسون سے منڈی سے خراج لیتے تہے مگر دار الریاست کے اندر کبہی قدم نہین رکہا تہا اور زر خراج شہر کے باہر ادا کر دیا جاتا تہا۔ ڈا این صاحب اپنے سفرنامہ مین لکہتے ہین کہ مہاراجہ صاحب کا ایک اہلکار جو صاحب موصوف کی خدمت مین ملازم تہا شہر کے اندر داخل نہین ہوا تہا (ڈا این صاحب کا سفرنامہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰) ۱۲ مصنف

قلعہ کملاہ گڑہ کا محاصرہ

اس قلعہ کی تسخیر کا کام آسان نہ تہا اسواسطے علاوہ فوج موجودہ کے سردار اجیت سنگہ سندہانوالیہ کے ماتحت کمک کے لیے اور فوج روانہ کی گئی لیکن سکہون کی فوج مین بیماری کثرت سے شروع ہوگئی اور سردی کی شدت سے جو روز بروز ترقی پر تہی صدہا آدمی ہلاک ہونے لگے - با این ہمہ محاصرین نے ہمت نہ ہاری بلکہ زیادہ مستعدی ظاہر کی اور آغاز نومبر مین محصورین کو بعض بیرونی مورچون سے نکال دیا اور گو کنور نونہال سنگہ کے پانچوین نومبر کو قضا کرنے کی خبر نے محصورین کی ہمت کو کسیقدر ادبہارا اگر جنرل وینچورا کے عزم تسخیر قلعہ کو بہی اس خبر نے اور زیادہ مستحکم کر دیا چنانچہ آخرکار اونتیسوین[29] نومبر کو محصورین نے بعض شرطین کر کے قلعہ حوالہ کر دیا اور جنرل وینچورا نے کچہہ فوج اس قلعہ مین چہوڑ کر باقی ماندہ سپاہ کے ساتہہ کلو کی جانب کوچ کیا -

راجہ منڈی کا قید سے رہا ہونا

جنوری سنہ ۱۸۴۱ء مین جبکہ شیر سنگہ کو لاہور کی مہاراجگی ملی تو کچہہ مہینون بعد راجہ منڈی کو قید سے رہا کر کے وطن جانے کی اجازت دی گئی اور دیوی کی وہ مورت بہی جسکو سکہہ کملاہ گڑہ کے مندر سے اوٹہا لائے تہے اور کوہستان منڈی مین جسکی نہایت مانتا تہی اوسکو واپس دی گئی - مہاراجہ شیر سنگہ جو بالطبع ایک رحم دل شخص تہا اسوجہہ سے راجہ منڈی کی یہہ رہائی اوسکی ذاتی کارروائی تہی اور یہہ امر دہیان سنگہ وزیر لاہور کو بہت ناگوار گذرا کیونکہ اوسکو یہہ امید تہی کہ اوسکی رہائی کے عوض مین مجکو اور نیز ریاست کو ایکبڑا نذرانہ

تیر حاصل ہوگا وہ بالکل منقطع ہوگئی اور اسی امید کے وثوق پر وزیر ہیرا سنگھ
اور بعض گسائیں اور ساہوکاران منڈی کے باہم کچھ خفیہ خفیہ بات چیت بہی اس معاملہ
میں ہوچکی تہی ۔ راجہ منڈی کے امرتسر کو بہیج ہو جانے کے بعد شیخ غلام محی الدین کو
جو دربار لاہور کے عاملان صیغہ مال میں سب سے بڑہ کر زیادہ سخت اور سخت گیر شخص
تہا اس ملک کا مشخصہ بتعداد دو لاکہہ پینتیس ہزار روپیہ (۲۳۵۰۰۰) کرنے کی ہدایت ہوئی تہی
چنانچہ اوسنے یہہ رقم اپریل ۱۸۴۲ء سے پہلے پہلے وصول کرلی تہی اور یہانسے پہروہ
کشمیر کی حکومت پر بہیجا گیا تہا مگر راجہ کو رہائی دینے کے بعد یہہ حکم دیا گیا کہ جمیع
مشخصہ شیخ غلام محی الدین کا لحاظ نرکہکر محاصل ملک کو بمقدار چار لاکہہ روپیہ وصول
کریں حالانکہ بدون جبر و تعدی اور رعایا کی تباہی و بربادی کے اسقدر روپیہ حاصل
ہونا ناممکن تہا اور منجملہ اس رقم کے ایک لاکہہ روپیہ راجہ کو اپنے صرف میں لانے
کا حکم ہوا اور نوے ہزار روپیہ فوج سکہہ متعینہ منڈی کے مصارف کے لئے اور بارہ
ہزار روپیہ سرداران سکہہ کی جاگیر کے واسطے اور پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) روپیہ خیر خیرات اور
متفرق اخراجات کے لئے قرار پایا ہے اور ما بقا کی نسبت خزانہ لاہور میں داخل کرنیکا
حکم ہوا اگرچہ راجہ کو چار لاکہہ روپیہ کا محاصل کبہی وصول نہ ہوسکا مگر چونکہ خزانہ میں
بہیجنے کے لئے کوئی ٹہیک تعداد زر خراج کی مقرر نہیں ہوئی تہی اسلئے وہ لہنا سنگھ
اور جودہ سنگہ سرداران مجیٹہیا کی چشم پوشی سے ایک لاکہہ روپیہ سے جو اوسکو
ذاتی مصارف کے لئے مقرر کیا گیا تہا کہیں زیادہ اپنے واسطے وصول کرتا رہا ۔

ابیرسین کا گورنمنٹ سے مدد کی درخواست کرنا۔

۱۸۴۵ء مین جنگ سکہان سے ذرا پہلے راجہ منڈی نے مسٹر ارسکن صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاستہای کوہستان شملہ کے پاس متعدد پیغامات بہیجے اور انگریزی حمایت مین آنے اور سکہون کے مقابلہ مین گورنمنٹ کے شریک حال ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

اوسکی استدعا پر توجہ ہونا۔

چنانچہ آرسکن صاحب اور راجہ کے باہم خفیہ نامہ و پیام ہوتا رہا جس سے گورنمنٹ کا مدعا یہہ تہا کہ جس وقت سکہون کے برخلاف کلّو مین کوئی ہنگامہ و فساد برپا ہو تو وہ اسمین کچہہ دست اندازی نکرے کیونکہ علاقہ سراج متعلقہ کلّو کا انتظام من جانب دربار لاہور اوسکے سپرد تہا اور اوسکو یہہ بہی ہدایت کی گئی کہ اگر ممکن ہو تو سکہون کی فوج کو اپنے قلعون مین سے نکال دے۔

ہنگام جنگ ستلج اوسکی کارروائی

ہرچند کہ ابیرسین دل سے تو سرکار انگریزی کا ہی ہواخواہ تہا مگر اوسکو بمجبوری ایک جماعت تین سو آدمیون کی زیر حکم وزیر گساؤن سردار رنجودہ سنگہ مجیٹہیا کی فوج مین شریک ہونے کے واسطے جسکے ماتحت فوج منڈی جنگ علی وال مین لڑی تہی بہیجنی پڑی۔ اگرچہ راجہ کے پاس حکام لاہور کی طرف سے متواتر احکام پہونچتے رہے کہ اوسکو بذات خاص سکہون کے لشکر مین حاضر ہونا چاہیے مگر وہ اس مذکورہ بالا جماعت کو روانہ کرکے اور ایک رقم خطیر مصارف جنگ کے لئے سکہون کے پاس بہیجکر بذات خود سرکار انگریزی کے مقابلہ مین آنے سے اپنے تئین بچا گیا۔

راجہ منڈی کا گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت قبول کرنا

لیکن جنگ سوبہراؤن کے بعد اوس نے اپنا بہائی راجہ سوکیت کے اتفاق سے برسبیل ہیڈنٹ ایک خاص معتمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاستہا کوہستان شملہ کی خدمت مین روانہ کیا اور گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت کا اظہار اور صاحب موصوف سے ملاقات کی درخواست کی چنانچہ یہہ درخواست منظور ہوئی اور اکیسوین فروری سنہ ۱۸۴۶ء کو راجگان سوکیت و منڈی نے ارسکن صاحب سے بمقام بلاسپور ملاقات کرکے گورنمنٹ کی اطاعت باقاعدہ قبول کی۔

منڈی مین سکہون کے برخلاف بلوا ہونا

مگر راجہ نے انگریزون کے کہلم کہلا جا ملنے اور سکہون کا مقابلہ کرنے کے واسطے جنگ سوبہراؤن کی فتح کامل کا بہی انتظار نہ کیا اور چوتہی فروری کو اوس نے سردار منگل سنگہ رامگڈہیہ کو جو شہر منڈی مین متعین تہا گہیر لیا اور اگر سردار مذکور اپنی اور اپنے ہمراہیون کی جان کی معافی لجاجت کے ساتہہ نہ مانگتا تو یہہ جماعت بلاشک نیست و نابود ہوگئی ہوتی چنانچہ ان لوگون کی التجا قبول کرکے فوج منڈی نے اپنی حفاظت کے ساتہہ ان سب کو سرحد کانگڑہ تک جو قریب پچپن میل کے تہی پہونچا دیا مگر اسکے ابتر منگل سنگہ اور اوسکے یہہ لوگ اپنے عہد و پیمان سے پہر گئے اور یہان سے پیچہے پانو و منزل کوچ کرتے ہوئے کملاہ گڈہ کے قریب وجوار مین اکثر مواضعات کو خاک سیاہ کرکے ایک قلعہ متعلقہ کملاہ گڈہ مین آگہسے کیونکہ منڈی کی فوج اسوقت اور جگہہ مصروف تہی ان ہی ایام مین جبکہ خاص دار الریاست مین مطالبہ فوج سکہہ یہہ بلوا ہوا تہا دہ بارہ قلعے ایسے ہین جن مین سکہون کی فوجین متعین

تہین حملہ کرکے چند روز میں اون سے چہین لئے گئی تہے مگر قلعہ کملاہ باوجود یکہ منڈی کے چہہ ہزار آدمیون نے اوسکا باقاعدہ محاصرہ کر رکہا تہا صرف اوسوقت مفتوح ومسخر ہوا جبکہ سرکار انگریزی کو افواج سکہان کا ل فتوحات ہوکر جنگ کا خاتمہ ہوگیا —

بعد جنگ ستلج گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے راجہ بلبیرسین کا ریاست پر بحال رہنا —

از روی عہدنامہ منعقدہ مقام لاہور مورخہ نوین مارچ سنہ ۱۸۴۶ع چونکہ مہاراجہ لاہور کے جمیع حقوق اور قلعہ جات اور علاقہ جات واقع دوابہ جالندہر گورنمنٹ انگریزی کی حکومت مین منتقل ہوگئی تہی اسلئے بفور اختتام ان معاملات کے رانا بہوپ سنگہ نے جو اس خاندان کی نجیب الطرفین شاخ مین سے تہا بلاتامل مسند منڈی کی دعویداری کی مگر سوپریم گورنمنٹ نے اس بنا پر کہ اس شاخ کو خارج ہوی چار پشتین گذر چکی ہین اور مردہ دعوون کو از سرنو زندہ کرنا خلاف مصلحت ہے اس دعویداری کو منظور نکیا اور راجہ کو بدستور قایم وبحال رکہا —

بلبیرسین کو ایک سند کا دیا جانا —

اور چوبیسوین ۲۴ اکتوبر کو ایک سند بہ تعین وتصریح اوسکے حقوق اور فرایض کے اوسکو عطا ہوئی ~~ف~~ —

~~ف~~ ترجمہ سند دستخطی نواب گورنر جنرل صاحب بہادر مورخہ چوبیسوین اکتوبر سنہ ۱۸۴۶ع
چونکہ از روی عہدنامہ مابین سرکار کمپنی انگریز بہادر وسرکار لاہور مورخہ نوین مارچ سنہ ۱۸۴۶ع ملک کوہستان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ اقتدار مین آگیا ہے اور راجہ بلبیرسین منڈی کے عالیشان رئیس نے گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اپنی خالص ہواخواہی اور عقیدت مندی ثابت کی ہے بنابرین ریاست منڈی بموجب اونہین حدود کے جو سرکار انگریزی کے دخل سے پہلے اس ریاست کی مقرر تہین اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے راجہ بلا

رانا بہوپ سنگھ اسوقت صرف دس برس کا تہا اور بالکل مفسدہ پرداز آدمیون کے قبضہ مین تہا جو اوسکے دعوون کے تسلیم کرانے کے	رانا بہوپ سنگھ کے دعاوی اور اونکا بے بنیاد ہونا

لئے اور اوسکو اپنے ورثا ذکور صلبی کو جو رانی کے بطن سے ہون نسلاً بعد نسل عطا کیجاتی ہے اور در صورت عدم موجودگی ایسے ورثا صلبی کے خاندان منڈی کی نسل ذکور مین سے جو کوئی قریب تر رشتہ دار راجہ کا گورنمنٹ کے نزدیک ثابت ہوگا ریاست مذکور مع اختیارات حکمرانی اوسکو عطا کیجاویگی - راجہ کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کو اختیار حاصل ہے کہ منڈی کے کسی راجہ کو جسکا چال چلن ناقص ہو یا اپنی ریاست کا انتظام و نظم و نسق مناسب طور سے نہ کرسکے منڈی کی گدی سے خارج کردے اور اوسکے کسی ایسے رشتہ دار قریب کو راجہ مقرر کردے جو انتظام ریاست کی قابلیت اور گدی نشینی کا استحقاق رکہتا ہو اور راجہ صاحب یا اوس شخص مذکورہ صدر کو شرائط مندرجہ سند ہذا کی جو ذیل مین درج کیجاتی ہین پابندی اور تعمیل لازم ہوگی - اول راجہ صاحب کو ایک سالانہ نذرانہ تعدادی ایک لاکہہ روپیہ سکہ کمپنی خزانہ شملہ و سباتہو مین بذریعہ دو قسطون کے داخل کرنا ہوگا قسط اول یکم جون کو اور قسط ثانی یکم نومبر کو - دوسری - کسی جنس یا مال آمدنی خواہ رفتنی پر زکوٰۃ او محصول نہ لیا جائیگا بلکہ حدود ریاست کے اندر سوداگرون اور تاجرون کی حفاظت راجہ صاحب کو اپنے ذمہ خیال کرنی چاہئے - تیسری - حدود ریاست کے اندر راجہ صاحب کو سڑکین بنوانی چاہئین کہ جنکا عرض بارہ فٹ سے کم نہو اور اونکی مرمت کی خبر رکہنی ہوگی - چوتہی - قلعہ جات کمالاگڈہ و ننت پور کو مسمار کرکے زمین کے ہموار کردین اور پہر کبہی اونکے بنوانے کا قصد نہ کرین -

پانچوین - جب کبہی جنگ اور ہنگامہ کا موقع ہو تو راجہ صاحب کو واجب ہوگا کہ اپنی کل فوج اور پہاڑی قلیون کو ہمراہ لیکر فوج انگریزی مین آشامل ہون اور حکام انگریزی کے احکامات کی تعمیل کے واسطے مستعد رہین اور اپنی حیثیت کے موافق رسد مہیا کرین -

چہٹی - اگر اونکو اور کسی اور ریاست کے باہم کوئی نزاع واقع ہو تو اوسکو انگریزی حاکمون کی خدمت مین رجوع کرکے [illegible] - دربارہ اخذ محصولات کانہای آہن و نمک واقع علاقہ منڈی بمشورہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ریاستہای کوہستان شملہ قواعد منضبط کئے جاوینگے اور راجہ اون قواعد سے کبہی انحراف نہین کرنا ہوگا -

آٹہوین - راجہ صاحب کوئی جزو اراضی اپنے علاقہ کا بدون علم اور رضامندی گورنمنٹ انگریزی کے ریاست سے علیحدہ کردینے کے مجاز نہونگے اور نہ اوسکو بذریعہ رہن کے منتقل کرسکینگے -

نوین - بردہ فروشی ستی - دختر کشی - اور مجذومون کے جلا دینے یا غرق کردینے کا دستور جو قوانین انگریزی کے خلاف ہین ان سب باتون کا ایسا انسداد کرنا ہوگا کہ آیندہ کسی شخص کو اونکے ازسرنو قائم و مروج کرنے کی جرات نہو اور راجہ صاحب کو لازم ہے کہ اپنی ریاست کے حدود کے باہر یا کسی دوسری ریاست کے علاقہ پر دست درازی نہ کرین بلکہ اس سند کے شرائط کے پابند رہین اور ایسی تجویزین عمل مین لائین جن سے رعایا کی بہبودی ملک کی ترقی اور حیثیت زمین کی درستی منظور ہو - دادخواہون اور مظلومون کے حق مین انصاف کیا جاوے لوگون کے واجبی حقوق بحال رہین اور شاہراہون پر امن و امان قائم رہے اور راجہ صاحب اپنی رعایا کے مال مین دست درازی نکرین بلکہ اونکو ہمیشہ راضی و خوش رکہین اور رعایا سے منڈی پر واجب ہوگا کہ راجہ صاحب اور اونکے جانشینون متذکرہ بالا کو اس ریاست کا مالک خیال کرین اور خراج واجبی ادا

لئے جان جوکھون مین پڑنے کو مستعد تھے وہ خاندان منڈی کی بجیب الطرفین شاخ
مین سے تھا اور راجپوتون کے ہان گدی نشینی کے لئے راجہ کا نا لپن النسل ہونا بہت
ضروری اور اہم خیال کیا جاتا ہے - مگر پانچ پشت سے یعنی شمشیر الاسین کے زمانہ
اس شاخ کو کچھہ بھی حکومت اور اختیار حاصل نہین تہا صرف راجہ کے دست نگر تھے
اور اونسی کے ہان سے کچھہ تہوڑی سی معاش پاتے تھے - نیگا سنگہ پدر بہوپ سنگہ
سنہ ۱۸۴۰ء مین منڈی کی سکونت ترک کرکے مع اپنے قبایل کے سوکیت مین جا بسا تہا
اور اپنی وفات تک راجہ سوکیت کی نوکری مین اوقات بسر کرتا رہا تہا اسوا سطے
کوئی امر بہوپ سنگہ کے طرفدارون کی اس کارروائی کو جایز نہین ٹہرا سکتا تہا -
مگر انہون نے گورنمنٹ انگریزی کے ہان سے اس دعویداری کے نامنظور

ان دعوون کو بزور شمشیر حاصل کرنے کا اقدام -

ہونے پر قریب تین ہزار آدمیون کے کانگڑہ اور کہلور سے جمع کئے
اور منڈی پر شبخون مار کر بہت سا مال و اسباب غارت کیا اور پہر گوما مین پہونچکر
نمک کی کوٹہیون کو لوٹ لیا - راجہ نے اس امر کی شکایت صاحب سپرنٹنڈنٹ
ریاستہاے کوہستان شملہ سے کی اس وجہ سے ان مفسدون کی تنبیہ کے
لئے ایک سرکاری فوج روانہ کی گئی جسنے اونکو بہت جلد منتشر کر دیا اور بہوپ سنگہ
اور اوسکے بہائیون کو کچھہ عرصہ تک جیل خانہ شملہ مین مقید رکہا گیا مگر نیک چلنی

کیا کہ او اگرچہ مین کبہی انکار نہ کرین بلکہ اونکو فرمان بردار اور اونکو احکامات جایز کے تابع رہین ۱۲ مصنف
سر چارلیس ایچیسن صاحب بہادر کی کتاب عہد نامجات کی جلد دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ صاحب بہادر والی
منڈی کو معہولی مسند اختیار متبنیت کی بہی عطا ہو چکی ہے ۱۲ مترجم

آئیندہ کا اقرار کرلینے کے بعد رہا کردئیے گئے گو اوس نے گدی کی دعویداری سے دست بردار ہونے سے اب بھی انکار کیا۔

وزیر گساؤن — راجہ بلبیر سین کی حکومت اب بالاستقلال قایم ہوگئی تھی لیکن منڈی مین ایک اور شخص تھا جسکو فی الواقع راجہ سے بھی زیادہ قوت و قدرت حاصل تھی یہہ شخص اوسکا وزیر گساؤن تھا اور اسی کی دانائی اور جانفشانی کی وجہہ سے راجہ کے فریق کو غلبہ ہوا تھا اور زیادہ تر اوسی کی وساطت سے راجہ کو سکھون سے گدی حاصل ہوئی تھی اور اوسی کی لیاقت سے وہ گدی اوسکے قبضہ مین رہی تھی اسطرحپر وزیر مذکور کو ریاست کے اندر ایسا رتبہ حاصل ہوگیا تھا کہ جس سے راجہ کو رشک اور اوس فریق کو حسد پیدا ہوا جسکے سرغنہ پردھٹ ہرجس اور وزیر سنگہ تھے جو وزیر کی بیخ کنی کے درپے بدین توقع ہوئے تھے کہ وہ خود اوسکے رتبہ اور عہدہ کے وارث اور قایم مقام ہوجائین۔ آغاز جنگ ستلج مین اس وزیر کے چال چلن سے راجہ کو کچھ شبہہ پیدا ہوا تھا اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے اور صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاستہا ے کوہستان شملہ کا بھی یہی خیال تھا کہ وزیر گساؤن نے اس موقع پر اپنے آقا کے ساتھہ کوئی بیوفائی اور نمکحرامی نہین کی۔

جنگ ستلج مین اوسکا چال چلن — مگر اسمین شک نہین ہے کہ اوس نے سکھون کے ساتھہ بہت کچھ سازش کر رکھی تھی۔ اوسنے سردار رنجودہ سنگہ مجیٹھیا سے ایک نہایت پُر منفعت اجارہ جالندہر سے لدراخ تک محصولات سائیر کا حاصل کرلیا تھا اور نیچے کے ملک

یعنی دیس مین بہی بہت سی ٹہیکے اور مستاجریان وغیرہ کے رکہی نہین اور جب منڈی مین بلوا ہوا وہ اپنی فوج کو ساتہہ پہلور مین ٹہرا رہا اور باوجود متواتر صادر ہونے احکام اپنے آقا کے طرح طرح کے حیلے حوالون سے اپنے پہونچنے مین توقف کیا - اگرچہ بلبیر سین کی قوت بہی گورنمنٹ انگریزی کے اوسکو راجہ تسلیم کرلینے کی وجہہ سے بہت بڑہ گئی تہی اور اسلیئے اوسنے یہہ سمجہا تہا کہ اب وزیر کی اعانت کی چندان ضرورت نہین ہے بلکہ بصورت امکان اوسکی موقوفی کے راجہ کی دلی رضامندی اور خوشی منصور تہی - مگر اسباب پر وہ قادر نہو سکا کیونکہ حکام انگریزی وزیر کے حامی و مددگار تہے اور بغیر اونکی اعانت وحمایت کے اوسکا عہدہ اور جاہ برباد تو کیا بلکہ جان بہی معرض خطر مین تہی -

راجہ بلبیر سین کی وفات سنہ ۱۸۵۱ء اور راجہ بجے سین کی جانشینی اور سازشین وغیرہ جو اس موقع پر وقوع مین آئین

راجہ بلبیر سین نے چہبیسوین فروری سنہ ۱۸۵۱ء کو وفات پائی اور بجے سنگہ نامی ایک بیٹا چار برس کی عمر کا چہوڑا وفات سے ذرا پہلے یہہ سمجہکر کہ وزیر گسّاؤن ہی اہلکاران ریاست مین آخر ایک ایسا شخص ہے جسپر اعتماد کیا جا سکتا ہے اوسنے اوسکو طلب کرکے اپنی آخری خواہشون پر مطلع کیا - مگر وزیر کے مخالفین ریاست کے بڑے بڑے عہدون پر مسلط اور حاوی ہو رہے تہے اسوجہہ سے ایک عرصہ دراز تک ایک مستقل انتظام کے قایم ہونے کی امید کم تہی - راجہ متوفی کی والدہ جو راجہ اِشری سین کی صرف ایک حرم تہی ایک مفسدہ پرداز عورت تہی اور اپنے بیٹے کی زندگی مین ہی اوسنے چند مرتبہ

یہہ کوشش کی تہی کہ امور ریاست مین کچہہ اختیار حاصل کرے مگر ہمیشہ ناکام رہی
تہی حتے کہ ایک عرصہ دراز تک مجلس مین بہی داخل ہونے کی اوسکو ممانعت رہی تہی
جب بلبیر سین کا انتقال ہوگیا تو اس نے بلا تامل مجلس کا انتظام کہ یہان ہی خزانہ بہی
تہا اپنے ہاتہہ مین لے لیا حساب و کتاب کا کام تو ہر جس کا بیتہ کے ہاتہہ مین پہلے ہی
تہا مگر اب اس نے پروہت کے ساتہہ اتفاق کیا اور متفقہ طور پر صیغہ عدالت کو بہی اپنے تحت
مین کر لیا وہ صاحبنی ا یعنی بلبیر سین کی مذکورہ بالا والدہ کو وزیر گساؤن سے جو ہمیشہ
اوسکی اس قسم کی سازشون کا مانع و مخالف تہا نفرت تہی اسلئی وہ وزیر کے مخالفون
کی نہایت طرفدار ہوگئی ۔ مگر اون لوگون کو معلوم ہوگیا کہ بغیر وزیر کے اتفاق و اعانت
کے کچہہ نہو سکیگا کیونکہ وہ معاملات مالی مین دستگاہ کامل رکہتا تہا اور بڑا تجربہ کار تہا
اور اپنے ملک کے حالات سے بخوبی واقف تہا اور آمدنی و اخراجات ریاست کا اختیار
مدت سے اوسکے ہاتہون مین چلا آتا تہا اور اہتمام صیغہ محاصل اراضی و آمدنی کا نہا
نمک و آہن وغیرہ اقسام آمدنی کا بہی اوسیکے متعلق تہا ۔

تقرری کونسل مدار المہامی ۔

اسواسطے کونسل مدار المہامان ریاست منڈی مین وزیر گساؤن کا
نام بہی شامل کر کے گورنمنٹ کی خدمت مین بمراد منظوری پیش کیا گیا
اور فائننشل اڈمنسٹریشن پنجاب نے کونسل کا تقرر تو منظور کیا مگر وزیر کی نسبت یہہ
خیال کیا کہ ریاست منڈی مین وہ اسقدر مقبول خاص و عام نہین ہی کہ اوسکو
اس کونسل مین پریسیڈنٹ مقرر کیا جاوے لیکن مسٹر بارنس صاحب کمشنر اضلاع

آخر وہی ستلج کے دلایل نے صاحبان صدر بورڈ پنجاب کے یہہ بات ذہن نشین کردی
کہ وزیر کی ناپسندیدگی محض ایک غرض مند فریق سے متعلق ہی اور رعایا ریاست
اوسکو عزیز رکہتی ہی اور میان بہاگ سنگہ کا پریسیڈنٹ کونسل مقرر ہونا بدینوجہہ
ناپسند ہوگا کہ وہ اس گدی کے وارثون مین سب سے قریب تر ہے اور بجز وزیر کے اون
کے جو تمام کوہستان مین داناترین اشخاص گنا جاتا ہی کوئی شخص ایسا نظر نہین
آتا جو اس عہدہ کی قابلیت رکہتا ہو۔ اسوجہہ سے آخرکار وزیر مذکور عہدہ پریسیڈنٹی
کے لئے نامزد ہوا اور میان بہاگ سنگہ اور پروہت جسکو راجہ بلبیر سین اپنے مذہبی معاملات
مین بہت مانتا تہا ممبران کونسل مقرر ہوئے۔ وزیر کے مخالف فریق کو اگرچہ اب بہی
بہت قوت حاصل تہی مگر اوسنے اون سے علانیہ بگاڑ کرنا نہ چاہا کیونکہ اوسکو معلوم
تہا کہ اوسکی حالت کو پورا پورا ثبات و استحکام نہین ہی اور بصورت اوسکے اس عہدہ
سے برطرف ہوجانے کے اوسکی تمام دولت جو اوسنے تجارت سے جمع کی ہوئی
تہی ضبط ہوجانے کے اندیشہ مین پڑجائیگی اور اوسکو یہہ بہی یقین تہا کہ اوسکے حریف
اپنی نالایقی اور بددیانتی سے بہت جلد خود بخود خراب اور ذلیل ہوجائینگے اور
اوسکی خدمات کی ضرورت ریاست کو روز بروز زیادہ ہوتی جائیگی چنانچہ حقیقتاً ایسا
ہی ظہور مین آیا۔

میان بہوپ سنگہ کا مقدمہ اور اسکے لئے گذارہ کا بندوبست	منجملہ اسباب اختلافات باہمی وزیر و ممبران کونسل میان بہوپ سنگہ بہی نزاع و تکرار کا ایک باعث تہا۔ اوسکو اور اوسکے دو بہائیون

کے لئے تین ہزار روپیہ سال کا گذارہ (منڈی کی کونسل نے) تجویز کیا تہا مگر اس رقم کو گورنمنٹ نے زیادہ خیال کرکے یہہ تجویز کی تہی کہ آٹہہ سو چالیس روپیہ سالانہ دیا جانا مناسب ہے اور اسکی لینے سے بہوپ سنگہ کو انکار تہا اور وہ یہہ کہتا تہا کہ لاہور جاکر مین اپنا استغاثہ پیش کرونگا در حقیقت حال یہہ ہے کہ بہوپ سنگہ کے لئے بیشک یہہ مقدمہ ایک سخت اور مشکل کا معاملہ تہا کیونکہ وزیر کو اوس سے ایسی شدید نفرت تہی کہ وہ اوسکو تہوڑا یا بہت کچھہ بہی گذارہ دینا نہین چاہتا تہا اور وزیر کے فریق مخالف سے ایک ایسی مدعی کی تائید کرنے کی کیونکر توقع ہوسکتی تہی کہ جس سے کسی قسم کے فایدہ کی تو اونکو امید نہ تہی اور برعکس اسکو اوسکی سازشین اونکو تباہ کر ڈالتین - بہرحال آخرکار ایک ایسا انتظام کیا گیا جسکی روسے بہوپ سنگہ کو ایکہزار دو سو بیس روپیہ سالانہ ملنو قرار پا گئے اور اوسنے وعدہ کرلیا کہ کبہی ریاست منڈی مین دخل اور دست اندازی نکرونگا مگر مسند نشین راجہ کی اطاعت گزینی اور اپنے دعوے گدی سے دست بردار ہوجانے پر وہ راضی نہوا کیونکہ اوسکو یہہ خیال تہا کہ ایسا کرنے سے اوسکی ہم قومون مین اوسکی خفت اور حقارت ہوگی -

منڈی کی بدانتظامی منڈی کے انتظام مین ۱۸۵۲ء کے اندر بہی خرابی اور ابتریان واقع ہوئین جو وزیر گساؤن نے پہلے سے خیال کی تہین جن باتون سے کہ رعایا کے لوگ نالان تہے اون سب مین عدالت ہای رائج منڈی کی اندہا دہند کارروائیان غالباً سخت تر تہین شکایات نہین کیونکہ یہہ نام کا عدل و انصاف محض انتقام یا طمع

ذاتی کے پورا کرنیکا ایک ذریعہ تہا اور ذرا ذرا سے قصورون پر بڑہی بڑہی سزائین
دیجاتی تہین اور عدالت کے حکم سے عورتین بر سر بازار ایسی جرایم کے لئے بہی
فروخت کردی جاتی تہین جو خواہ اونکے رشتہ دارون ہی سے سرزد ہوئے ہون
اور یہہ بات علانیہ مشہور تہی کہ یہہ بے ٹہکانے احکام اکثر وزیر صاحب کا اور
اوسکی فریق کے ہواخواہون کے محض ہوا و ہوس نفسانی کے پورا کرنے کے واسطے
صادر کئے جاتے تہے[۵۱]۔ اگرچہ حکام گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے فہمائش عمل مین
آئی اور احکام صادر کئے گئے مگر اونپر کچہہ التفات نکیا گیا اسلئے یہہ سوال لازم
آیا کہ آیا رعایا و ملک کے حال پر ترحم کر کے گورنمنٹ کو ریاست کا نظم و نسق نابلوغ
راجہ اپنے ہاتہہ مین لے لینا چاہیے یا نہین مگر یہہ خیال ہوا کہ گو اس کارروائی سے
کیسا ہی نفع متصور ہو تاہم قرب وجوار کی ریاستون کو موجب بدگمانی کا ہوگی۔

کونسل مدار المہامی کی تجدید۔

اسلئے کونسل مدار المہامی کو از سر نو مرتب کرنی کی تجویز قرار پائی اور
کل انتظام صیغہ جوڈیشیل و مال پر وزیر گسائون کو اختیار دیا گیا جسکی
خیر خواہی و ایمانداری پر کامل اعتماد تہا۔

۵۱ عورتون کا اپنے والدین یا شوہرون یا سرکار کے ہاتہہ سے فروخت ہوتے رہنا کا دستور منڈی مین ہمیشہ سے مروج
اور ویسی قومی ہمیشہ اسبات کا یقین رکہتی ہے کہ جب کبہی ضرورت ہو زوجیت یا حرم بنانے کے لئے پہاڑ سے عورتین
حاصل ہو سکتی ہین۔ اور بیوہ اور لاوارث عورتین ہمیشہ من جانب سرکار فروخت ہوتی تہین اور جب
منڈی پر سکہون کا قبضہ ہوا تہا تو اوسوقت اونہون نے اپنے اس استحقاق کا عملدرآمد اور بہی زیادہ
سختی سے کیا تہا یعنی اونکی عہد مین کسی عورت کو بہی بدون منظوری حکام کے دوبارہ شادی کرنے کی اجازت
نہ تہی۔ لیکن اس رسم سے جو ملک مین عموماً مروج تہی عدالت منڈی کی ان مذکورہ بالا خرابیون اور بے
اعتدالیون کی سنگینی مین اور بہی زیادتی ہو جاتی ہے۔ مصنف۔

ترقی ہونا اور نتیجہ پیدا ہونا

اس کارروائی کے فواید بہت جلد ظاہر ہو گئے آمدنی روز بروز بڑھتی گئی لوگون کو عدالتون کی اندھا دُھندی کی شکایت نرہی اور اہلکاران ریاست کی سازشین اور فتنہ پردازیان بھی سُننے مین نہ آئین - پروہت کو جو ایک منصب بڑا آدمی تھا اور لوگ اوسکی بہت تعظیم کرتے تھے محلسرا اور خانگی انتظامات حوالہ کیے گئے اور میان بھاگ سنگہ کو جو کسی قسم کی لیاقت نہین رکھتا تھا داروغہ اصطبل مقرر کیا گیا اور سب حقیقی اختیارات متعلق بہ خزانہ و صیغہ مال اور عدالتون گو زیر گساؤن کے ہاتھ مین دیئے گئے جو ہر چند کہ زیادہ سستان اور سخت گیر تھا مگر اس چھوٹی سی ریاست پر نہایت دانائی سے حکمرانی کرتا تھا جسکی ستایش گورنمنٹ انگریزی نے بھی بلا دریغ کی تھی -

بعض مفید ملکی اصلاحات کا عمل مین آنا -

۱۸۵۶ء مین ممبران کونسل مدار المہامی کی تنخواہ مین مضاعفہ کی گئین اور نظم و نسق ریاست کے اخراجات مین بہت سی تخفیف کی گئی اور بعض اصلاحین مثل موقوفی طریقہ بیگار عمل مین آئین بیواؤن کے ازدواج مکرر کے واسطے بشرطیکہ از روی مذہب ہنود اوسپر ازدواج کا اطلاق جواز ہو سکتا ہو بعض قواعد جدید مقرر کئے گئے چونکہ ازدواج مکرر ہندؤن کے شاستر کے رو سے جایز نہین ہے اسلئے ملک منڈی مین اس قسم کے ازدواجات کے لئے کوئی رسم موسوم ادا نہین کیجاتی تھی بلکہ ایک بیوہ جو اپنے لئے کوئی نیا خاوند تلاش کر لیتی تھی اوسکی آشنا سمجھی جاتی تھی زوجہ نہین مشہور ہوتی تھی اور یہہ تعلق بھی خفیہ

عارضی ہوتا تہا اور ایسے ایک مالک کے پاس سے دوسرے کے پاس بہیڑ بکری یا دیگر اشیا ہی فروختنی کی طرح تبدیل ہوتی رہتی تہی ان قواعد جدید کے بموجب بیوؤن کے ازدواج مکرر یعنی کریوہ کے باضابطہ جواز کے لئے ایک بہت خفیف نذرانہ یعنی فیس رجسٹری مقرر کی گئی جسکی قلیل ہونے کی وجہہ سے لوگون پر بار بہی نہوا اور اس نئے رشتہ کی قانونی منظوری بہی عمل مین آگئی - اور کسی بیوہ کے ساتہہ اسطرح سے شادی کر کے پہر چہوڑ دینا یا اوسکو دوسرے شخص کے حوالہ کردینا آیندہ کے لئے ایک جرم قابل پاداش قرار پایا [۵]

راجہ بجے سین کی شادیان -

اکیسوین جولائی ۱۸۵۹ع کو راجہ بجے سین کی شادی راجہ دتارپور کی پوتی اور اوسی مہینے کی چہبیسوین تاریخ کو راجہ ہری پور کی بہتیجی سے ہوئی - یہہ دونون خاندان بہت مفلس تہے مگر پہاڑی راجپوتون مین زوجہ کی شرافت خاندانی خاصکر دیکہی جاتی ہے اسوجہہ سے ان شادیون سے رعایاے منڈی کو بہت خوشی ہوئی - راجہ کی عمر اسوقت تیرہ ۱۳ برس کی تہی اور ایک ہوشیار و ذہین فہیم لڑکا تہا اور اوسکی تعلیم کا اہتمام پروہت کے سپرد تہا جو کونسل مدار المہامی کا ایک ممبر تہا مگر اس پیر مرد کو انگریزی اور فارسی دونون کی ہی تعلیم سے ایک تعصب آمیز نفرت تہی اسلئے اوسکو اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت ہوئی کہ اوسکا

---

[۵] اس قانون کی اس ریاست مین زیادہ تر ضرورت تہی کیونکہ منڈی کی فعلیان تمام ممالک کوہستان مین بہی جہان عورتون کی عصمت و عفت عموماً نادرات سے ہے ضرب المثل ہو رہی ہین ۱۲ مصنف

قیام اس عہدہ پر اپنے اس فرض کے کا حقہ انجام دینے پر موقوف ہے۔ لیکن اس فہمایش سے مطلق اثر نہوا اور راجہ کی تعلیم مین صرف غفلت ہی نہین کی گئی بلکہ پروہت اور وزیر گسّاون دونون نے گو ترغیب نہ دی ہو مگر ایسی بے اعتدالیون سے کم از کم چشم پوشی ضرور کی کہ جن سے نوعمر راجہ کی صحت جسمانی کو سخت نقصان پہونچا لہذا جبکہ سنہ ۱۸۶۱ء مین صاحب کمشنر بہادر جالندھر منڈی مین رونق افروز ہوئے اور یہہ تحقیق کر کے کہ پروہت کے تغافل کی خبرین جو صاحب موصوف کو پہونچتی رہی تہین اون مین کسی قسم کا مبالغہ نہ تہا بلکہ راجہ پر اوسکا اختیار سوا خرابی کے کوئی فایدہ نرکہتا تہا اوسکو کانگڑہ بہیجدیا اور وزیر پر جسکا قصور بہی کچہہ کم نہ تہا دو ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ گورنمنٹ نے اس کارروائی کو منظور کیا اور مزید بران یہہ ہدایت کی کہ پروہت کے بیٹون کو بہی منڈی سے خارج کر دینا چاہئے۔ پروہت شب شنکر کی جگہہ کوئی شخص مدار المہامی پر مقرر نہوا کیونکہ اول تو منڈی مین ایسا کوئی اور شخص موجود ہی نہ تہا جو اون تمام وظایف کے ادا کرنے کی قابلیت رکہتا ہو جنکی بجا آوری پروہت سے متعلق سمجہی جاتی تہی علاوہ براین کسی ایسے تیسرے ممبر کو کونسل مین بہرتی کرنا بہی قرین مصلحت نہ تہا جو بہ ظن غالب راجہ کے چچا میان بہاگ سنگہ کے اختیارات کو گہٹانے کے واسطے وزیر کے ساتہہ ضرور اتفاق کرتا۔ انتظام کی اس ترمیم کے بعد پہلی حالت کی بہ نسبت امور ریاست بہتر طور سے چلنے لگے اور سنہ ۱۸۶۲ء مین مسٹر کلارک کیا جو پنجاب کے سررشتہ تعلیم کے عہدہ دارون مین سے تہے راجہ کی تعلیم کے نگران حال مقرر ہوئے۔

پروہت شب شنکر کا منڈی سے جلاوطن ہونا

راجہ کے واسطے سلامی کی توپونکا مقرر ہونا

۱۸۶۴ء مین گورنمنٹ ہند نے راجہ کیلئے گیارہ توپون کی سلامی مقرر کی اور یہہ استحقاق عطا فرمایا کہ جب کسی ضلع کے صدر مقام مین تشریف لائین تو صاحب اسسٹنٹ کمشنر اونکا استقبال کیا کرین۔

۱۸۶۶ء مین راجہ کا گدی نشین ہونا

بارہوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ کو راجہ سن تمیز کو پہونچگیا اور صاحب کمشنر بہادر جالندہر نے دربار عام مین معمولی خلعت بہ تقریب سپردگی اختیارات عطا کیا۔

اس وقت مین وزیر گسائون کا اقتدار بہت گہٹا ہوا تہا اور راجہ کو یہہ منظور تہا کہ زیادہ تر اختیارات اپنے چچا کو سپرد کرے مگر اوسکو اس ارادے سے باز آنے اور وزیر گسائون سے صلح کر لینے کی ترغیب دی گئی اس سبب سے وزیر کے جملہ اختیارات اوسنے بدستور قایم رکہے۔ جو فواید کہ راجہ کو اپنے وزرا کی دانشمندانہ نگرانی و اہتمام سے حاصل ہوئی تہی اونکی قدرشناسی کی غرض سے راجہ نے اپنے آغاز عہد حکومت کی نیک فالی کے طور پر یہہ نیت کی کہ اوس رقم مین سے جو اوسکی نابالغی کے ایام مین پس انداز ہوئی تہی ایک لاکہہ روپیہ لیکر ایسے رفاہ عام کے کامون مین لگائے جنسے ریاست کو بہت فایدہ پہونچے۔ ان مفید کامون کی فہرست مین یہہ چیزین شامل تہین۔ اول ایک ڈاکخانہ جو گورنمنٹ کے سررشتہ ڈاک سے علاقہ رکہے۔ دوسرے ایک بڑا مدرسہ خاص منڈی مین۔ تیسرے ایک شفاخانہ۔ چوتہے ایک عمدہ رستہ خچرون کی آمد و رفت کے قابل درہ ببّو پر بیجناتہ سے لیکر قصبہ سلطان پور واقع کلو تک۔ پانچوین جو راستہ کہ وادی کانگڑہ سے کلو اور شملہ کی طرف علاقہ منڈی مین ہوکر گذرا ہے اوسپر سرائین اور ڈاک

بنگلے - چنانچہ یہہ کام فی الفور شروع کردی گئی اور منجملہ انکی بعض تو اختتام کو پہونچ چکے ہیں اور بعض ابتک بن رہی ہیں -

جو امید کہ راجہ کے عہد کے آغاز میں ہوئی تھی اوسکا پورا نہونا

مگر وہ امیدین کہ جو راجہ کے اوایل عہد سے پیدا ہوئی تہین بدقسمتی سے ظہور مین نہ آئین - اس بات کی معقول توقع ہو سکتی تہی کہ یہہ ریاست جو بالکل گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ اختیار مین رہی تہی اور جسکی بارہ مین اور ریاستون کی طرح گورنمنٹ نے اپنے کو قاعدہ عدم مداخلت بہ امور اندرونی کا پابند نہین کیا تہا اوسکی خوردسال راجہ کو ایسی تعلیم دیجا ئیگی جسکی وجہہ سے وہ ایمانداری اور قابلیت کے ساتہہ فرایض حکمرانی کو انجام دے سکیگا اور سہات کو جان سکیگا کہ کونسا اہلکار اعتماد کے قابل ہے اور اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کا دل خواہان رہیگا کیونکہ یہہ راجہ ہنوز چار ہی برس کا تہا کہ اوسکی تعلیم و تربیت زیر اہتمام و ہدایت حکام انگریزی ہونی شروع ہوئی تہی اور قبل از سپردگی اختیارات ریاست چند سال تک ایک انگریز اتالیق اوسکی تعلیم کی نگرانی اور تکمیل کے واسطے بالتخصیص مقرر رہا تہا - مگر عورتون کی صحبت اور دخل اور ایسے لوگون کی مضر صلاحون نے جو رئیس کی نالایقی مین اپنا فایدہ سمجہتے تہے منڈی مین اوس کلیہ قاعدہ کی تائید کے لئے ایک اور نظیر حاصل ہوئی جس سے ہندوستانی ریاستون مین کسی رئیس کے زمانہ نابالغی کا زیادہ طویل ہونا اوسکی عادات و اطوار کے حق مین نہایت مضر ثابت ہوتا رہا ہے -

منڈی مین نظم و نسق کی ابتری

چنانچہ راجہ کو اختیارات ملنے پر کچہہ بہت عرصہ نگذرا تہا کہ نظم و نسق

ریاست منڈی مین بہت جلد ابتری سرایت کر گئی راجہ نہ تو خود ہی کاروبار
ریاست کی جانب متوجہہ ہوتا تہا اور نہ اپنے وزیر کی دست اندازی اور صلاح کو ہی
گوارا کرتا تہا اور کارہاے مفید عام پر جو روپیہ صرف ہو رہا تہا وہ موقوف ہو گیا
اور ناز یبا کامون مین ریاست کی آمدنی اوڑائی جانے لگی۔

گورنمنٹ کی طرف سے راجہ کو تنبیہہ۔

بنابرین ۱۸۶۸ء مین نواب ویسراے و گورنر جنرل بہادر کو لازم آیا
کہ راجہ کو اس امر سے متنبہ کرین کہ اوس قرارداد کے بموجب جو ۱۸۴۶ء
مین ریاست منڈی کے ساتہہ عمل مین آیا تہا گورنمنٹ کو ایسے رئیس کی معزولی کا
اختیار حاصل ہے جسکا چال چلن خراب ثابت ہو اور نظم و نسق ریاست کی قابلیت
نرکہتا ہو۔ پس اگر گورنمنٹ کی دوستانہ نصیحتوں سے کوئی نتیجہ مترتب نہوگا تو رعایا ہی
ملک کے حال پر رحم کر کے یہہ اختیار معرض نفاذ مین لایا جائیگا۔

ایک نئے کونسلر یعنی مشیر کا مقرر ہونا۔

اس تنبیہہ و تہدید سے اوس وقت تو ریاست کے انتظام مین قدری اصلاح
و ترقی ہوگئی مگر پہر ویسا ہی حال ہو گیا اور جون ۱۸۷۰ء مین مسٹر کلارک
عہدہ مشیری راجہ سے علیحدہ کئے گئے جسکہ اکتوبر ۱۸۶۶ء سے یعنی جب سے کہ راجہ گدی نشین
ہوا تہا وہ مامور تہے اور مسٹر ای ہیرسین صاحب بنگال سروس بجاے انکے مقرر ہوے تاکہ راجہ
کو تمام انتظام ریاست مین باتفاق وزیر گسائون صلاح اور مشورہ دین اور اون اصلاحات
کو منڈی مین جاری کرائین جنکا بہت عرصہ سے وعدہ ہوتا رہا ہے مگر ظہور مین نہین آئین۔

آبادی و محاصل ریاست منڈی

ریاست منڈی کی تعداد مردم شماری قریب ایک لاکہہ چالیس ہزار نفوس

سکے اور محاصل ملک بموجب سب سے اخیر کاغذات حساب کے قریب ساڑھے تین لاکھ
روپیہ سالانہ کے ہے اور آمدنی کی اصل مدین محاصل اراضی و محصولات نمک و آہن ہین
جن سے قریب بہ نصف محاصل اراضی کے حاصل ہوتا ہے اور منجملہ کل آمدنی کے ایک ثلث نمک سے ہے۔ اور ریاست کے
معمولی مصارف جن مین ایک لاکھ روپیہ خراج کا بھی شامل ہے جو گورنمنٹ انگریزی کو دیا جاتا ہے ڈھائی لاکھ
روپیہ تک مین باسانی چل سکتے ہین۔ چند سال سے نمک کی آمدنی مین کسی قدر ترقی ہوگئی ہے اور
لوہے کی کانون کی آمدنی قریبًا ایک ہی حالت پر ٹھہری ہوئی ہے سنہ ۱۸۵۰ و ۱۸۵۱ء مین نمک کی آمدنی
۷۴۸۸۷ چوہتر ہزار آٹھ سو ستاسی روپیہ اور لوہے کی آمدنی ۲۵۴۷۴ پچیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ تھی۔
سنہ ۱۸۵۴ و ۱۸۵۵ء مین ۸۵۳۵۳ پچاسی ہزار تین سو ترپن اور ۲۹۸۳۵ انتیس ہزار آٹھ سو پینتیس روپیہ ہوئی
سنہ ۱۸۵۶ و ۱۸۵۷ء مین ۸۵۳۷۸ پچاسی ہزار تین سو اٹہتر روپیہ اور ۱۹۱۱۶ انیس ہزار ایکسو سولہ روپیہ اور سنہ ۱۸۶۱ و ۱۸۶۲ء
مین ۱۰۰۵۴۵ ایک لاکھ پانسو پینتالیس اور ۲۴۷۷۲ چوبیس ہزار سات سو بہتر آمدنی ہوئی تھی اور محاصل اراضی
کبھی ۱۵۵۰۰۰ ایک لاکھ پچپن ہزار روپیہ سے زیادہ نہین ہوتا ہے۔ ریاست منڈی مین سپاہ جنگی اسقدر قلیل ہے گویا
نہین ہے سوار تو مطلق ہی نہین ہین اور توپخانہ مین صرف چار توپین ہین اور وہ بھی بہت چھوٹی چھوٹی
اور سال حال یعنی سنہ ۱۸۶۷ء مین برائے نام ایک ہزار سات سو پیادے نوکر ہین جنکے پاس تلوارین اور
توڑہ دار بندوقین ہین مگر اونکو کوئی آئین فوجی یا قواعد جنگی بالکل مقرر نہین ہے اور اونکی
خدمات متعلقہ صرف اس قسم کی ہین جیسی کہ دیہاتی پولیس کی ہوتی ہین اور بجائے تنخواہ نقد کے انکو
یا تو غلہ دیا جاتا ہے یا زمینین دی ہوئی ہین فقط۔ [۵]

[۵] گورنمنٹ پنجاب کی رپورٹ سالانہ سنہ ۱۸۷۱ و ۱۸۷۲ء مین اس ریاست کی آمدنی وغیرہ حسب ذیل لکھی ہے - ۱۲ محشی

آبادی تخمینًا	آمدنی تخمینًا	فوج مع پولیس
۱۴۵۹۳۹	۳۰۰۰۰۰	۸۷۵

یہہ نقشہ جات جو اوس زمانہ مین مرتب ہوئے تہی جبکہ اضلاع اپیر وی ستلج مین انگریزی عملداری نئی نئی قایم ہوئی تہی اکثر غلط ہین اور بعض ناموں کا پتہ چلانا بہی محال ہے مگر چونکہ اون سے ایک عمدہ بصیرت اور آگہی حاصل ہوتی ہے لہذا بدون کوشش تصحیح کے چہاپے جاتے ہین[1] ۱۲ مصنف

---

[1] اس زمانہ مین جبکہ ان خاندانون مین سے تہوڑی ہی باقی رہگئی ہین جہانتک نام وغیرہ اس ترجمہ مین صحیح ہونے ممکن تہے نقشجات مین ایک خانہ اضافہ کرکے کردئے گئے ہین اور فی الواقع مترجم کے نزدیک یہی اور زیادہ دقیق طور سے تصحیح کرنا لاحاصل تہا علاوہ برین دو نقشے جن سے کل پنجاب کی موجودہ با اختیار حکومتون کی مختصر کیفیت واضح ہوتی ہے - پنجاب گورنمنٹ کی سالانہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۸-۹ء سے نقل کرکے توضیح حال کے لئے شامل کردئے گئے ہین - مترجم

ضمیمہ الف

نقشہ فتوحات و عطیات راجہ رنجیت سنگھ بابت سنہ ۱۳۱۴ و سنہ ۱۳۱۵ و سنہ ۱۳۱۶ فصلی مطابق سنہ ۱۸۰۶ و سنہ ۱۸۰۷ و سنہ ۱۸۰۸ عیسوی

تعداد مواضعات	نام تعلقہ	نام پرگنہ	کس سے لیا گیا	کس کو دیا گیا	تخمینی محاصل: روپیہ	تخمینی محاصل: روپیہ	سنہ فصلی	تصحیح من مترجم
۱۸	•	لودیانہ	رای الیاس کی رانی سے	راجہ بھاگ سنگھ	۱۳۰۴۰	•	۱۳۱۴	•
۲	•	ایضاً	رانی رای الیاس اور رانی لچھمی سے	ایضاً	۱۲۴۰	•	۱۳۱۴	•
۱	جھنڈالہ	ایضاً	رانی رای الیاس سے	ایضاً	۷۱۰	•	۱۳۱۴	•
۹	ایضاً	ایضاً	رانی رای الیاس و رانی لچھمی سے	ایضاً	۱۹۴۰	•	۱۳۱۴	•
۱۴	ایضاً	ایضاً	رانی رای الیاس سے	ایضاً	۱۷۲۰	•	۱۳۱۴	•
۲	کوٹلہ	پائیب[سلہ]	ایضاً	ایضاً	۶۰۰	•	۱۳۱۴	•
۲	جگراؤں	تہاڑہ	ایضاً	ایضاً	۱۴۰۰	•	۱۳۱۴	•
۳	بسیہ	ایضاً	میاں غوث کی زوجہ	ایضاً	۱۵۱۰	•	۱۳۱۴	پسیان
۳	گھونگرانہ	پائیب	گوجر سنگھ و جھنڈا سنگھ رای پور داون سے	ایضاً	۲۲۵۵	•	۱۳۱۵	گوجر سنگھ و جھنڈا - جھنڈا سنگھ کے ساتھ لفظ سنگھ غلط ہے۔
۴۰	سونٹی	سرہند	پسران دھرم سنگھ امرت سری	ایضاً	۱۶۰۰۰	میزان ۴۳۵۱۵	۱۳۱۵	•
۱۰	بدوال	لودیانہ	رانی رای الیاس	گوردت سنگھ	۱۵۵۰۰	•	۱۳۱۴	•
۸	ایضاً	ایضاً	رانی رای الیاس و سکھان کہنہ	ایضاً	۶۵۰	•	۱۳۱۴	•
۵	جگراؤں	تہاڑہ	رانی رای الیاس	ایضاً	۴۴۸۰	•	۱۳۱۴	•
۳	ایضاً	پائیب	رانی رای الیاس و رانی لچھمی	ایضاً	۳۶۰	•	۱۳۱۴	•

سلہ جس جس جگہ پائیب لکھا ہوا ہے وہاں سب جگہ پایل صحیح ہے کیونکہ جب اس لفظ کو [illegible] پڑھا جاتا ہے [illegible] کی طرح پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ پایل سرہند [illegible] اور اب بھی پٹیالہ کی عملداری میں ہے [illegible] تعلقہ اور پرگنہ کی تقسیم سے [illegible] تعلقہ جات [illegible] مراد ہے۔ مترجم

تتمہ ضمیمہ (الف)

تعداد	نام موضع	پرگنہ	کس سے لیا گیا	کس کو دیا گیا	تخمینی محاصل روپیہ	روپیہ	سنہ فصلی	تصحیح من مترجم
۱۰	جنڈبیر	رحیم آباد						
۱۲	پھندپور		راؤ محمد خان	ایضاً	۲۵۰۰۰		۱۳۱۶	ان چاروں نمبروں کی صحت
۱۴	دہراکی							کا اعتماد نہیں ہے۔
۱۲	تاردپور					۱۵۴۳۵		
۱	کوٹ	پائیب	رانی رائے الیاس گوجر سنگھ	لیہاواسنگھ	۵۱۴	۰	۱۳۱۴	
۹	ٹکرانو	نہارہ	رانی رائے الیاس	ایضاً	۴۹۰۰	۔	۱۳۱۴	
۳	لب بیان	ایضاً	زوجہ میاں غوث	ایضاً	۱۳۰۰	۶۹۱۴	۱۳۱۴	
۱	ٹلونڈی	ایضاً	رانی رائے الیاس	سردار بھنگا سنگھ	۴۰۰	۴۰۰	۱۳۱۴	بھنگا سنگھ
۱۲	بہرت گڑھ	پائیب	زوجہ تارا سنگھ	گربہا سنگھ	۴۳۳۷		۱۳۱۵	گربہا سنگھ شہید مہاراجہ رنجیت
۱۴	ایضاً	رحیم آباد	ایضاً	ایضاً	۶۰۱۱		۱۳۱۵	سنگھ کے بڑے نامی جاگیردار سرداروں میں سے تھا جو مع
۱	ایضاً	راہو	ایضاً	ایضاً	۳۰۰		۱۳۱۵	مشہور و معروف پھولا سنگھ
۳	لبان گڈہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	۱۲۰		۱۳۱۵	اکالی و کرم سنگھ چاہل و لبانہ بل بہادر گورکھہ کے جو مہاراجہ
۲۵	ایضاً	رحیم آباد	ایضاً	ایضاً	۶۱۶۸		۱۳۱۵	رنجیت سنگھ کا ملازم ہو گیا
۵	دہنور	ایضاً	ایضاً	ایضاً	۳۶۶۵	۲۲۶۳۴	۱۳۱۵	تھا نوشہرہ کے نزدیک دریائے اٹک کے قریب افغانوں قوم
۳۴	دہرم کوٹ	نہارہ	ایضاً	عطر سنگھ	۳۰۳۰		۱۳۱۵	سکھ کے مقابلہ میں مارا گیا۔
۱۳	شیرگڑہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	۹۸۰	۴۰۱۰	۱۳۱۶	
۱	گہونگرانہ	ایضاً	گوجر سنگھ و ٹیکوٹ	دولا سنگھ	۶۰	۶۰	۱۳۱۵	گوجر سنگھ و ٹیک چند
۲۷	کہمر	سرہند	دہرم سنگھ	جودہ سنگھ نبیرہ	۴۲۰۰	۴۲۰۰	۱۳۱۶	کہٹر اور جودہ سنگھ کا صحیح پڑھنا چاہئے کیونکہ ممالک اندرون ستلج میں کہمر کوئی مقام نہیں ہے علاوہ بریں انہیں فہرستوں کے ایک دوسرے مقام سے دہرم سنگھ کا نسبی کہٹر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

تتمہ ضمیمہ (الف)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	کس سے لیا گیا	کس کو دیا گیا	تخمینی محاصل روپیہ	روپیہ	سنہ فصلی	تصحیح مترجم
۹	چہلوڑی	جدری	از وجہ سردار نبگالی سنگھ	جودھ سنگھ کا بیٹا	۶۰۰۰		۱۲۱۶	تکپل سنگھ چہلونڈی کا مشہور سردار تھا اور عبارت میں صحیح نہیں معلوم ہوتا غالباً کچھ اور نام ہے —
۹	کہیلادر	بوبند	ایضاً	ایضاً	۴۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۲۱۶	غالباً بوڑیہ
۲۰	گہونگرانہ	ہائیپ	گوجر سنگھ	کرم سنگھ نگاہ	۱۲۳۳۵		۱۲۱۵	
۷	ایضاً	ایضاً	گوجر سنگھ و جوتا سنگھ	ایضاً	۱۳۵۰		۱۲۱۵	ان رائے پور اور گوجروال کے چودہری ہیں دو شخص جیتا نام کے تھے ایک بڑا مشہور تھا دوسرا چھوٹا جوتا سنگھ غلط معلوم ہوتا ہے اس لیے جیتا سنگھ پڑھنا چاہیے —
۵	ایضاً	ایضاً	گوجر سنگھ داخل [illegible] مالیر کوٹلہ	ایضاً	۱۳۱۰		۱۲۱۵	
۴	ایضاً	ایضاً	گوجر سنگھ	ایضاً	۱۳۲۰	۲۳۴۱۵	۱۲۱۵	
						میزان کل ۴۰۵۱۸		

فہرست ہذا سنہ ۱۸۰۹ء میں مرتب ہوئی تھی ۱۳ صفحہ

دستخط (لفٹننٹ کرنل ڈیوڈ آکٹرلونی)

ضمیمہ (پ ا)

فہرست اون سرداروں کی جنکا ملک مابین ستلج و بیاس کے یعنی دوابہ جالندہر میں علاوہ اضلاع کوہستان کے واقع ہے یہہ فہرست اون پُرانے کاغذات سے مرتب کی گئی ہے جو آدینہ بیگ خان کے عہد میں من ابتدائے سنہ ۱۱۶۸ ہجری تا سنہ ۱۱۷۰ ہجری قریب سنہ ۱۷۵۷ع کے لکہی گئی تہی اور اب بطور ضمیمہ کے شامل کی گئی ہے

نام سردار	نام پرگنہ	تعداد محاصل	میزان کل	تعداد فوج سوار	تعداد فوج پیدل	تصحیح سن مترجم
سکہو سنگہ[1]	تلاون	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۰		غالباً تلون
سردار فتح سنگہ آہلوالیہ	ایضاً	۱۳۵۰۰				
ایضاً	شیخوپور	۲۶۵۱۴۱				
ایضاً	سلطانپور	۶۱۱۰۵				
ایضاً	بادشاہپور	۷۰۰۳۱		۷۰۰۰		
ایضاً	انوارپور	۹۰۱۹۵				
ایضاً	ہادی آباد	۷۰۰۱۱	۱۳۸۴۸۳			
بدہ سنگہ فیض اللہ پوریہ	جالندہر	۲۷۵۵۰۴				
ایضاً	بہٹی وانتہہ	۶۵۳۱۴		۲۰۰		
ایضاً	سوہاورٹی	۲۲۰۴۵	۵۶۴۸۶۳			
جودہ سنگہ رام گڑہیہ	بیالی	۱۱۹۰۱				رام گڈہیہ
ایضاً	رحیم آباد	۴۶۰۴				
ایضاً	اکبر آباد	۹۱۴۵۰				
ایضاً	دلسوہہ	۲۲۱۰۰				دسوہہ
ایضاً	حاجی پور	۱۵۰۰۰		۲۵۰۰	۳۰۰۰	
ایضاً	بہدوبالا	۱۱۹۰۱				

[1] غالباً ارندھیر کا بیٹا جے سنگہ۔

۸

تتمہ ضمیمہ (ب)

نام سردار	نام پرگنہ	تعداد محال	میزان کل	تعداد فوج سوار	تعداد فوج پیدل	تصحیح من مترجم
ایضاً	ستشیرپور	۷۰۰۰				
ایضاً	میانی	۱۱۵۰۱				
ایضاً	ظہورہ	۳۱۱۰۱				
ایضاً	نوشنگل	۵۱۰۳۱	۳۶۶۷۶۹			
دیوان حکم چند	دروچ راؤ	۶۱۱۹۰۱				
ایضاً	نکودر	۳۱۱۰۱	۶۴۳۶۱۱			
لہنا سنگھ امرتسری	منواپور	۱۶۱۹۰۱	۱۶۱۹۰۱	۴۰۰		
جودھ سنگھ کلسیہ	سمچولان	۱۸۵۹۱۱	۱۸۵۹۱۱	۱۰۰۰		
راجہ سنسار چند	بجواڑہ	۴۳۹۱	۴۳۹۱			
زوجہ بگھیل سنگھ	شیر گڑھ	۳۳۰۷				
ایضاً	ہرانہ	۷۵۱۳۳	۷۸۴۳۹	۱۰۰۰		
گنڈا کوسے	ملوٹ	۳۷۱۱	۳۷۱۱		۵۰۰	
موہر سنگھ	گھروسالہ	۶۱۵۳۵	۶۱۵۳۵			گڑھ والہ
چیت سنگھ [۱۵]	نورمحل	۵۰۰۱۱	۵۰۰۱۱	۱۵۰		
دیوا سنگھ	ساکر	۲۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۱۵۰۰		شاید گڑھ شنکر ہے
		میزان کل	۳۸۹۳۶۱۵	۱۴۴۹۰	۲۵۰۰	

۱۵ ذیلدار فتح سنگھ آہلووالیہ ۱۲ مصنف

فہرست ہذا ۱۸۱۵ء میں مرتب ہوئی تھی اور بعض امور میں غلطی ہے مگر بالانفراد بجنسہ نقل کی گئی ہے ۱۲ مصنف —

ضمیمہ (ج)

نقشہ ادن سرداران سکھہ کی فوجون اور محاصل کا جنکی ریاستین مابین ستلج اور جمنا کے واقع ہین

نام سردار	مقام یا سکونت کی جگہہ	تعداد فوج سوار	تعداد فوج پیادہ	محاصل	تصحیح من مترجم
مہاراجہ صاحب سنگہ	پٹیالہ	۳۰۰۰	۱۰۰۰	۶۱۰۰۰۰	
بہائی صاحبان لال سنگہ وبہاواسنگہ وکرم سنگہ	کیتہل باٹہ	۶۰۰	۰	۳۳۵۰۰۰	کیتہل کے بعد لفظ باٹہ بالکل بے معنی اور زاید ہے۔
راجہ جسونت سنگہ	نابہہ	۴۰۰		۱۵۰۰۰۰	
راجہ بہاگ سنگہ مع ذیلداران	جیند	۶۰۰		۱۲۵۰۰۰	
نواب رحمت خان	کنج پورہ	۲۵۰		۵۰۰۰۰	
سردار گوردت سنگہ	لاڈوہ	۱۰۰۰		۱۵۰۰۰۰	
سردار دلیا سنگہ	رادور	۱۲۵		۶۰۰۰۰	
سرداران بہگوان سنگہ وجیمل سنگہ وگلاب سنگہ	بوڑیہ	۶۰۰		۱۰۰۰۰۰	
سرداران بنگا سنگہ وگلاب سنگہ۔	تہانیسر ودہلی	۳۲۵		۷۵۰۰۰	بنگا سنگہ وگلاب سنگہ پڑہنا چاہیے اور تہانیسر کے بعد لفظ دہلی صریح غلط اور زاید ہے۔
رانی دیاکور مع ذیلداران	انبالہ	۵۰۰		۹۵۰۰۰	
عطاء اللہ خان ودیگر افغانان	مالیر کوٹلہ	۴۰۰		۴۰۰۰۰	
بدہ سنگہ	فیض اللہ پوریہ	۲۰۰		۱۵۰۰۰	چونکہ فیض اللہ پور واقع آنروی ستلج امرتسر سے اس خاندان کا نکاس ہے اسلیے یہہ خاندان کا لقب ہے۔
جودہ سنگہ مع ذیلداران	کلسیہ	۱۰۰		۱۵۰۰۰	تشریح وہی ہے یہہ بھی خاندان کا لقب ہے ورنہ انکی ریاست گاہ انبروی ستلج ہین بمقام قریہ بسیا وچہچرولی ہے۔
سردار فتح سنگہ آہلو	المیسرڈ	۰		۵۰۰۰	
میان معول ایوہ	رام گڈہ	۱۵۰		۴۰۰۰	میان مال دیو

سالانہ قریبہ کوہستان ۱۳ مصنفہ

تتمہ ضمیمہ (ج)

نام سردار	مقام یا سکونت یا کی تعلقہ	تعداد فوج — سوار	پیادہ	محاصل	تفصیح مین ضمیمہ
جواہر سنگہ	بارو ٹیلے	۱۲۰۰		۱۰۰۰۰۰	نھیر ترک
گلاب سنگہ و مہتاب سنگہ و دیا سنگہ	شہید گڈہ	۲۵۰		۵۰۰۰۰	ریاستگاہ بمقام شہزادہ پور یعنی خاندان کا افغانستہ ہیدہ شہید گڈہ ریاستگاہ نہین ہے -
دیوا سنگہ (سیالبہ والہ)	بگوا ئیان	۵۰۰		۵۰۰۰۰	سیالبہ جسکو سیال وہ بہی کہتی ہین ملکہ ایزد ستلج مین انکا ریاستگاہ تہا اور زنانہ بگوائیا کہ ستلج پار تہا -
گوپال سنگہ	مونا سکا فرازعہ	۲۰۰	۴۰۰	۱۰۰۰۰۰	منی مزرعہ
سوڈہی سورجن سنگہ و دیا سنگہ	ماکہو وال	۳۰۰		۱۱۰۰۰	
سوڈہی جیت سنگہ	ماچہی واڑہ	۷۰		۲۰۰۰	
نند سنگہ	جکہور	۴۰		۱۰۰۰۰	غالبًا نند سنگہ بگوئیان والہ صحیح ہے -
گوجر سنگہ	تارا	۵۰		۱۰۰۰۰	غالبًا یہ نام بجا گوجر کے کسی اور نام کے غلط لکہا گیا ہے -
جیت سنگہ	لدیہ	۱۰۰		۱۰۰۰۰	لدہڑ
شیر سنگہ و سوجا سنگہ	سوتر	۲۰۰		۱۵۰۰۰	غالبًا سوتل
دیال سنگہ و باگہہ سنگہ	طودہ	۲۲۰		۳۵۰۰۰	دلیل سنگہ و باگہہ سنگہ -
جے سنگہ	گہراک	۲۵		۵۰۰۰	غالبًا گڑانگان
ہیر سنگہ و دیپ سنگہ	بدوری	۱۵۰		۲۰۰۰۰	بہدوڑ
موہر سنگہ	تلونڈی مچوکا	۲۵		۵۰۰۰	موہر سنگہ بہدوڑ یہ مراد ہے کیونکہ طونڈی مچوکی مع چند دیہات دیگر اسکے حصہ مین تہے -
میان نودہ	بدنی	۱۵۰		۱۰۰۰۰	میان نودہ بدہنی والہ
باگہہ سنگہ انلا	دکہیڑی	۴۰		۴۰۰۰	باگہہ سنگہ گلہ -
پنجاب سنگہ	سادورہ	۱۰۰		۱۰۰۰۰	غالبًا ساڈہورہ
منتا سنگہ	کہروانیہ	۲۰۰		۱۰۰۰۰	کہانون - کہوانون - کہانو
ہیر سنگہ	بگی	۴۰		۵۰۰۰	
قطب الدین خان کپور	محدوٹ	۳۰۰		۵۰۰۰	قطب الدین خان قصور یہ
دونا سنگہ	فیروزپور	۶۰		۱۰۰۰۰	غالبًا دہنا سنگہ
سکہان ہیراڑ	مہارا چکے	۱۰۰		۱۵۰۰۰	معہ شیخ مہراج
فتح سنگہ و بخت سنگہ	شاہ آباد	۲۰۰		۴۰۰۰۰	
	میزان کل	۱۱۴۵۰	۱۴۰۰	۲۵۸۴۰۰۰	

فہرست ہذا اقرب سنہ ۱۸۰۰ء کے مرتب ہوئی تہی غلط بہت ہے اور سرداران کے محاصل اور تعداد فوج کا جو وہ بیان کیا ہے ان میں لا محالہ مین کہا ہے تخمینہ کیا گیا ہے ۱۲ مصنف

تتمہ ضمیمہ (د)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
	امرگڈھ ۳۰-۶ مواضع	۴۰۰۰۰		آمرگڈھ
	شہیراور بسوره مع ۳۵-۶ ایضاً	۱۶۰۰۰		شہیراور دبیسوڑ
	کسنام = ۳۵-۶	۱۶۰۰۰		سنام
	دہڑبوه = ۲۵-۶	۱۵۰۰۰		دڑبہہ
	موتک = ۴۹-۶	۲۳۰۰۰		
	ادہکہیری = ۴۰-۶	۱۳۰۰۰		اہمہ ہیرہ
	بہنڈه = ۵۰-۶	۳۵۰۰۰		بٹھنڈه
	بڈپا دو برنالہ = ۴۰-۶	۱۶۰۰۰		بدپا بدو برنالہ
	بلوبیہ = ۳۴-۶	۱۰۰۰۰		غیر صحیح و بے تحقیق
	ادلینوال = ۶-۶	۱۰۰۰۰		ایضاً
	بالو = ۲۰-۶	۲۰۰۰		بالو
	بنوج = ۴۵	۴۰۰۰۰		غالباً بنوڑ
	لابو = ۴۰-۶	۲۴۰۰۰		غیر صحیح و بے تحقیق
	پنجھور دون = ۴۰	۱۰		پنجور دون یعنی دامن کوه
	جہری = ۱۲-۶	۱۰		بے تحقیق
	تارنہ = ۳۵-۶	۹		غالباً لوہانہ
	رانیہ = ۵۵-۶	۱۲		رانیاں
	گانہ = ۳۰-۶	۱۰		بے تحقیق
	بڈسیکہری = ۲۵-۶	۱۱۴۰۰۰		بڈسیکڑی
	مہری کا بیکہ = ۴۰-۶	۱۵۰۰۰		تیجا موہڑی
	گاہروگڈه = ۲۰-۶	۱۱۰۰۰		بے تحقیق
	موہیاری = ۳۰-۶	۱۰۰۰۰		ایضاً
	کاریگا = ۳۰-۶	۱۱۰۰۰		=
	جیار وتاروی کا مع = ۱۳-۶	۳۰۰۰		شاہدو
	مودلو پرہوری کا مع = ۱۵-۶	۶۰۰۰		شاید موسطے پور
	گہرال مع = ۵۶	۲۰۰۰	سوار ۲۵۰۰	کرالی
	لانکو وال = ۱۱-۶	۵۰۰۰	پیدل ۳۲۰۰	لونگووال

تتمہ (د)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
	سینن گڈہ ۶-۲۵۳ مواضعات	۱۰۰۰۰	علاوہ انکے توپین مختلف قدکی بکثرت ہین	سینگن
	بانتوہ ۶-۱۰ ایضاً	۶۰۰۰		بانساہ
	تلونڈی ۶-۱۳ =	۵۰۰۰		
	موری پور ۶-۱۶ =	۱۳۰۰۰		موہلے پور
	چوالثان ۶-۱۷ =	۹۰۰۰		چبار تہل جسکو بعض لوگ چبال تہل بہی کہتے ہین یا چوبلہ
	میزان کل	۴۳۶۱۰۰		

واضح ہو کہ اول تو نام بجائے اصل ناموں کے کچہہ کے کچہہ لکہے گئے ہین علاوہ بران کتنے ہی دیہات و پرگنے اوس زمانہ کے بعد باوقات مختلفہ انگریزی حکومت مین چلے گئے ہین۔ اور بعض پرگنون کے صدر مقام بہی اوسکے بعد اکثر بدل گئے ہین اس سبب سے تصحیح ناممکن ہے ۱۲ مترجم

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
بہائی لال سنگہ مع قبیلہ داران	آمدنی محصولات سائر وغیرہ شہر کیتہل۔	۲۸۵۰۰		
	۳۵ مواضعات	۲۵۰۰۰		
	تعلقہ سنگی ۴۱ =	۴۲۳۵۰		
	مرتہنی پور ۶-۷ =	۷۰۰۰		
	ونہیٹہ برات ۶-۲۷ =	۳۱۳۵۰		لفظ دہنوٹہہ کے ساتہہ سے برات غالباً غلط
	گلوہ ۶-۹۰ =	۵۰۰۰۰		بے تحقیق
	مہولن ۶-۱۲ =	۱۰۵۰۰		ماطلان
	کلار	۳۰۰۰		کلاران جسکو کلار بہی کہتے ہین
	دبارجہوہ ۳ =	۱۶۰۰		بے تحقیق
	جہل بہوت ۵ =	۱۲۰۰		چک بہوجو
	فتح کوٹ ۳ =	۵۰۰		فتح پور
	نیندرہی ۷ =	۱۱۳۰۰		پونارہی

ضمیمہ (د)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	قبلی فوج	تصحیح از مترجم
	سیندرون ۱۲ مواضعات	۱۰۰۰۰		
	بیگراؤن وغیرہ ۱۰ 〃	۵۰۰۰		پیچ گرائیان وغیرہ
	لدہیانہ	۴۵۰۰۰		غالباً لجوانہ
	سنگرور	۳۵۰۰۰		
	بہوانہ	۱۴۰۰۰		قابل تحقیق
	رفیعہ کوٹانہ پیچ ۳۶ 〃	۲۱۰۰۰		
	برسنا وغیرہ ۲۰ 〃	۱۶۵۰۰	سوار ۸۰۰	
	لبیان و دیگر مقامات واقع تاکہ پرانہ	۲۰۰۰۰	پیدل ۲۰۰	لبیان مع دیگر مقامات تا نہرانہ
	دہیر گدہ ۵۰۶ 〃			
	میزان الکل	۲۶۶۰۰۰		
جسونت سنگھ	آمدنی محصولات نابہ وغیرہ و دیگر مقامات	۱۹۷۰۰		
	۳۰ مواضعات	۲۶۰۰۰		
	پکہووال ۲۵ 〃	۳۲۰۰۰		
	بہادرو ۳۵ 〃	۱۵۰۰۰		بہادسون
	آملہ ۲۰ 〃	۱۶۰۰۰		املوہ
	پہول ۴۴ 〃	۱۰۰۰۰		
	دہنولہ ۳۰ 〃	۱۵۰۰۰		
	انڈلو ۱۷ 〃	۱۹۰۰۰		
	دہولہ ۱۱ 〃	۸۰۰۰	سوار ۶۰۰	
	بڈو ۷ 〃	۳۰۰۰	پیدل ۶۰۰	
	ساوڑی ۳۰ 〃	۲۵۰۰۰	توپہائے کلان وضرب [illegible] الضاً موجود است	
	[illegible] ۱۲ 〃	۱۱۵۰۰۰		
	میزان الکل	[illegible]		

تتمہ (د)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
گوردت سنگھ مع ذیلداران	آمدنی محصولات سائر وغیرہ قصبہ لودھانہ	۱۲۲۰۰		
	۹۴ مواضعات	۸۱۳۵۰		
	بازدول ۲۶ "	۳۰۰۰۰		
	پدی ۱۸ "	۱۷۰۰۰		
	شیخپورہ ۹ "	۹۰۰۰		
	سنگھپورہ مع بائیس مواضعات جو خاندان دیوان سنگھ سے لی گئی تھی	۵۰۰۰۰		
	میزان کل	۱۹۹۵۵۰		
ڈال سنگھ	نصف قصبہ اندری مع ۳ مواضعات	۴۰۰۰	سوار ۱۱۵۳۰	دل سنگھ
دوناسنگھ و مہتاب سنگھ و صاحب سنگھ	۹ "	۱۰۰۰۰	پیدل ۴۰۰	یہہ نام غلط معلوم ہوتے ہیں
اوگھا سنگھ	سکرندہ ۹ "	۴۰۰۰	توپیں ۸ توپ ۴ جینسی ۲	ایضاً
	کل آمدنی گوردت سنگھ اور سکھ ذیلداروں کی	۲۱۷۵۵۰		
بینگا سنگھ مع ذیلداران	آمدنی محصولات سائر وغیرہ منا	۱۰۰۰۰		تہانیسر
	۳۵ مواضعات	۳۰۰۰۰		
	کل سوہ مع نو مواضعات متصل لب دریا مع ایک ربع بیانہ	۳۵۰۰۰	سوار ۴۰۰	کل شوآ - مع ایک چہارم بیانہ کے
	دہوا تہل مع چالیس مواضعات جو خاندان دیوان سنگھ سے لی گئی تھی	۳۵۰۰۰	پیدل ۱۵۰	
گلاب سنگھ	ڈنکول مع ۱۵ "	۱۰۰۰۰	توپیں ۷ ضرب	
	میزان کل	۱۲۰۰۰۰		

ضمیمہ (د)

نام سردار	مشہور بالقلعہ وغیرہ	محاصل	جنگی	تصحیح از مترجم
شیر سنگھ و کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ پسران رنجیت سنگھ متوفی ایشیع او کی ذیلداروں کے				
شیر سنگھ و کھڑک سنگھ	آمدنی محصولات سایر وغیرہ قصبہ سمال کھو و شاہ آباد	۵۰۰۰		قصبہ اسمعیل آباد عرف سمال آباد
	۱۴ مواضعات	۲۰۰۰۰	سوار ۲۵۰	
رنجیت سنگھ	۱۳ "	۱۰۰۰۰	پیدل ۱۵۰	
چھہ بتی دار یعنی خاص خاص زمیندار جو خاندان متذکرہ بالا سے قرابت رکھتو ہیں	۴۹ "	۳۰۰۰۰		چھہ بتی دار یعنی خاص خاص قابضان اراضی جو خاندان متذکرہ بالا سے قرابت رکھتو ہین -
	میزان کل	۶۵۰۰۰		
رانی دیا کور مع ذیلداران	آمدنی محصولات شہر انبالہ ۳۱ مواضعات			
رکھہ با سنگھ	ٹیرڑہ ۲۹ "			ٹھٹرڈا
دیا سنگھ	بیال ۱۵ "			ٹبہ بال
سکھداس سنگھ	پنجکوہ ۱۸ "			پنجو کھرا
دیا سنگھ و سپل سنگھ	باہ ۹ "			بوہ
رجیت سنگھ	جنڈالی ۸ "		سوار ۴۰۰	غالباً اجیت سنگھ -
باگہہ سنگھ گلکہ	و کہیڑی		پیدل ۱۵۰	
		۱۰۰۰۰		
چہوٹے چہوٹے سردار	چلوہ و منسولی و کروہ وغیرہ و سندوہ	۳۰۰۰۰		رچلہ و منولی
دلچی سنگھ مع ذیلداران	آمدنی محصولات سایر وغیرہ قصبہ ردہوپر	۱۰۰۰		دلجا سنگھ قصبہ رادور
	۳۹ مواضعات	۴۶۰۰۰		
پریم سنگھ	ملیا ہارا مع مواضعات	۸۰۰۰		غالباً ہلاہر
جود سنگھ بیٹلی	بیٹلی اور ۳ "	۶۰۰۰		

تتمہ (د)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی	تصحیح از مترجم
سودہا سنگھ و تلیبی سنگھ	دہنولہ مواضعات	۳۰۰۰۰		
سجے سنگھ	جبین پور	۵۴۰۰	سوار ۱۸۴	غالباً جبین پور - یا زین پور
خوشحال سنگھ و اودے سنگھ	۴ ۵	۷۵۰۰	پیدل ۱۲۰	خوشحال سنگھ کے بعد دوسرا نام غالباً غلط ہے
	میزان الکل	۷۶۹۰۰		
بھگوان سنگھ مع فیلداران	آمدنی محصولات سایر وغیرہ قصبہ لودھیانہ	۵۰۰		
	جگاوری	۱۱۰۰۰		
	آمدنی گھاٹ ہائے نگرد و جتالہ و نگرد	۷۵۰۰		
	نگھاٹ	۱۰۰۰		باغات - کیونکہ اس ضلع میں آموں کے باغ بکثرت ہوتے ہیں
	۸۱ مواضعات	۸۵۰۰۰		
	دیگر آمدنی	۵۰۰۰		
گلاب سنگھ و ظالم سنگھ پسران شیر سنگھ متوفی	چھکی و ملوہ	۳۷۰۰		
	آمدنی محصول راہگھاٹ	۲۰۰۰		
	آمدنی محصول لودھیانہ	۳۰۰		
	۴۳ مواضعات	۶۰۰۰۰		
	آمدنی محصولات	۶۴۰۰		
صوبہ سنگھ	۲۵ "	۳۰۰۰۰	سوار ۳۳۰	صوبا سنگھ یا سوبہا سنگھ
	دیگر آمدنی	۵۰۰۰	پیدل ۴۹۵	
	میزان الکل	۲۱۶۴۰۰		
گوپال سنگھ	آمدنی محصولات سایر وغیرہ منی مزرعہ	۵۰۰۰		
	۴۵ "	۵۵۶۰۰		
	منولا پور ۱۳۶ "	۶۰۰۰		ملاں پور
	آمدنی محصولات	۲۰۰۰	سوار ۲۰۰	
	[illegible] مع ۶ "	۵۰۰۰	پیدل ۱۳۰۰	قلعہ پہنڈسی

تتمہ (و)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
	پرسٹ ۷ مواضعات	۶۰۰۰	توپین یا مجلہ الاوزان	یعنی آمدنی کوہستان
	میزانکل	۷۹۰۰۰		
دلیل سنگھ	سیہوہ ۳۴ مواضعات	۳۵۰۰۰	سوار ۱۵۰	کہنہ
	ملوڈ ۲۵ 〃	۱۵۰۰۰	پیدل ۱۵۰	ملوو
	آمدنی محصولات	۳۰۰۰	توپین یا اضرب	
	میزانکل	۵۳۰۰۰		
دہرم سنگھ	کہاڑ ۲۵۶ مواضعات	۲۰۰۰۰	۲۰۰	کھڑڑ
دیسا سنگھ	فرید کوٹ	۳۵۰۰۰	۳۰۰	غالباً دہنا سنگھ ملوی ساکن موضع مڑلتا ہوگا بسبب جبکہ پیلے قدہ جہاراجہ رنجیت سنگھ کو قبضہ میں تھا
عطاء اللہ خان دیگر افغانان	مالیر کوٹلہ	۴۰۰۰۰	۴۰۰	
رحمت خان	کنجپورہ	۳۰۰۰		کنج پورہ
	۳۸ مواضعات واقع پرگنہ کرنال	۵۰۰۰۰		
	۲۰ مواضعات واقع پرگنہ اندرشی ویلدولی	۱۹۰۵۸		
غلام محی الدین خان	بارو گنج ۳۰ مواضعات	۱۴۰۵۰	سوار ۲۰	
کرم خان	گراور ۳۰ 〃	۲۹۰۰	پیدل ۶۰۰	
	میزانکل	۸۹۰۰۸		
جودہ سنگھ کلسیہ	چچیرولی ۴۵ 〃	۴۰۰۰۰		چھچھرولی
	بلاسپور ۱۳ 〃			
	رانی پور دبدہیا ۲۰ 〃	۲۰۰۲۰		
	مظفر آباد ۴۰ 〃	۱۰۰۰۲		

نام سردار	شہر یا قصبہ		محاصل	جنگی فوج	رفع تعلیق از نمبر چہارم
	کلاوہ وچیلاندو	۲۲ موضعات	۶۰۰۰		
	کدہولی وبنجی اپراور	۴۸ "	۱۰۰۰۰		
	بہبتال	۲۴ "	۱۰۰۰۰		
	سدہوہ	۱۶ "	۱۵۰۰۰		
	ترپل گرہن	۲۳ "	۳۵۰۰۰		
	دیرہ وبسی	۲۲ "	۲۰۰۰۰		
	چوتھی وچھلی وکرن گہن ادر	۲۱ "	۱۵۰۰۰		
	رام گڈہ	۲۷ "	۱۰۰۰۰		
	مصطفی آباد وسیارند وجگدہری وتنکر	۵۹ "	۳۹۰۰۰	سوار ۱۵۳۵	
	آمدنی محصولات سایر وغیرہ		۲۷۰۰۰	پیدل ۸۵۰	
	میزان کل		۲۸۷۰۰۰		
فتح سنگھ	نصف حصہ نرائن گڈہ		۱۵۰۰۰		
	کہن پور	۳۱ موضعات	۷۰۰۰		
	فتح پور	۷ "	۸۰۰۰		
	جگرانو بیج	۲۰ "	۱۹۰۰۰		
	تہاوہ بیج	۱۰ "	۱۳۰۰۰		
	سدہام	۲۵ "	۲۰۰۰۰		
	بہوسی	۳۵ "	۲۲۰۰۰		
	جیبونی	۳۶ "	۳۰۰۰۰		
	ہنٹوہ	۱۰ "	۵۰۰۰		
	کھیرپرٹیہ	۱۵ "	۵۰۰۰		
	گولیہ چلاکید	۳۰ "	۴۰۰۰		
	الیسان گرکوٹ	۲۵ "	۲۲۰۰۰	سوار ۱۰۰۰ پیدل ۴۰۰	علیحدہ کاکوٹ
	ملکتو		۶۰۰۰		کاسمد
	میزان کل		۱۶۶۰۰۰		

تتمہ (۹)

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
	بدہیان ۳۰ موضعات	۶۰۰۰		بڈیالا
	مجھولی	۵۰۰۰		
	سکرائی	۵۰۰۰		
	میزان کل	۵۶۰۰۰		
بابو سنگھ فیض اللہ پوریہ	منشو زبر پال	۱۶۰۰۰		قالیا بوڑرایل
	کنکاہ ۲۴ موضعات	۱۴۰۰۰		کوٹالہ
	آبان کوشا ۶۰ "	۲۴۰۰۰		یا آوان کوٹہ
	میزان کل	۵۴۰۰۰		
جیت سنگھ	مچھیوال	۲۰۰۰۰		ماچھی واڑہ
دیگر سرداران خورد	رانگڑہ وغیرہ	۱۰۰۰۰۰		
	میزان کل	۱۲۰۰۰۰		

گوشوارہ یعنی انتخاب کل فہرست ہا

نام سردار	شہر یا قصبہ وغیرہ	محاصل	جنگی فوج	تصحیح از مترجم
راجہ صاحب سنگھ	پٹیالہ	۸۳۶۵۰۰	۴۶۰۰	
بھائی لال سنگھ	کیتھل	۳۹۱۵۶۴	۲۹۰۰	
بھاگ سنگھ	جیند	۲۸۹۰۰۰	۲۰۰۰	
جسونت سنگھ	نابھہ	۲۲۶۰۰۰	۱۲۰۰	
گوردت سنگھ	لاڈوہ	۲۱۶۵۵۰	۱۹۲	
بھنگا سنگھ	تھانیسر	۱۲۰۰۰۰	۵۵۰	
بیبیران کرم سنگھ	شاہ آباد	۶۵۰۰۰	۴۰۰	
رانی دیا کنور	انبالہ	۱۱۴۰۰۰	۵۵۰	
ڈیا سنگھ	رادور	۶۶۹۰۰	۳۰۴	
بھگوان سنگھ	بوڑیہ	۲۱۶۲۰۰	۸۲۵	
گوپال سنگھ	منی مزرعہ	۶۹۰۰۰	۵۰۰	
دایل سنگھ	ملودہ	۵۲۰۰۰	۳۰۰	

تتمہ (۵)

نام سردار	مقام یا جائے سکونت	فاصلہ لودہانہ سے		کیفیت	تصحیح مترجم
بہاگ سنگہ گاجہ	دکہارسی	۲۴	مشرق	بالفعل راجہ لاہور سے جنگ شروع ہو چکی حالت میں یہ لوگ اپنی ذاتی اغراض و مطالب کے خیال سے غالبا انگریزوں کے شریک حال ہونگے۔	باگہ سنگہ گاجہ وکہیڑی
تنہا سنگہ	کہانہ	۱۵	"		کہانو
کرم سنگہ	بیکہاں	۷۰	غرب		
میاں مول ونا	رام گڈہ	۴۰	شرق		میاں مال دیو
جواہر سنگہ	باروپہ	۴۰	"		ہڑوک
میاں نندا	بدنی	۴۰	غرب		میاں نود ہا بدہنی
دنا سنگہ	فیروزپور	۷۰	"		غالبا دہنا سنگہ

(دستخط) لفٹنٹ کرنل ڈیوڈ آکٹرلونی

فہرست ہذا ۱۸۰۹ء میں مرتب ہوئی تھی ۱۲ مصنف

نقشہ رئیسان پنجاب مع خاص خاص اشخاص اونکے خاندان کے جو سال ۱۸۸۲ء کے اخیر مین موجود ہے

نمبر	نام رئیس مع ریاست وخاندان	[illegible] خطاب	ذات وقوم	عمر	تعلیم [illegible]	انتظام ریاست کا [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت	کیفیت من مترجم
۱	مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب والئی جمون وکشمیر جی سی ایس آئی ۔ آئی کونسلر آف دی امپریس	مہاراجہ	راجپوت	۵۱ سال	زبان سنسکرت وفارسی و ڈوگری جانتے ہین ۔	اپنی ریاست کا انتظام بذات خود کرتے ہین ۔	ہے	ہے	ہے	فرزند کلان میان پرتاب سنگھ صاحب ولیعہد ہین ۔ اور راجہ موتی سنگھ چچا کے بیٹے ہین ۔	اور میان رام سنگھ صاحب اور میان امر سنگھ صاحب دو چھوٹے بیٹے اور ہین ۔
۲	مہاراجہ راجندر سنگھ صاحب والی پٹیالہ ۔	ایضاً	سدھو جاٹ معروف بہ پھولکہ	۱۰	۰ علے	۰	ہے	ہے	۰	ریاست کا انتظام کونسل آف ریجنسی کے سپرد ہے ۔	علے انگریزی فارسی گورمکھی پڑہتے ہین اور مہاراج کے چھوٹے بہائی بھی ہین جو کنور صاحب کہلاتے ہین نام ابھی نہین رکھا گیا ۔
۳	نواب صادق محمد خان صاحب والئی بہاولپور ۔	نواب	داؤد پوترا	۳۰	انگریزی فارسی لکھہ پڑہ سکتے ہین ۔	اپنی ریاست کا خود انتظام کرتے ہین	نہین	نہین	ہے علے	ماہ نومبر ۱۸۷۹ء کو حد بلوغ مین پہونچے اور اختیارات عطا ہوئے	علے افسوس کہ با تمام ترجمہ اس والی عہد کا انتقال ہوگیا ہے ۔
۴	رگہبیر سنگھ صاحب والئی جیند جی سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ و سی ۔ آئی ۔ ای کونسلر آف دی امپریس	راجہ	سدھو جاٹ معروف بہ پھولکے ۔	۴۸	گورمکھی جانتے ہین اور بڑے واقف کار ۔ وقابل منتظم ہین	ایضاً	ہے	ہے	ہے	انتظام ریاست مین انکا ایک کونسل انکی مدد کا رہے	

نمبر شمار	نام رئیس مع ریاست و خاندان	لقب اور خطاب	ذات و قوم	عمر	کچھ تعلیم پائی ہے یا نہیں	انتظام ریاست خاص ان کی ذات سے متعلق ہے یا کسی طرح	سند متبنیت حاصل ہے یا نہیں	[illegible]	ولیعہد ہوا یا نہیں	کیفیت	کیفیت من مترجم
۳۰	ٹھاکر تیغ سنگھ والئی کُن بہار	ٹھاکر	راجپوت	۴۷	۰	انتظام ریاست خود کرتے ہیں	ہے	ہے	ہے		
۳۱	رانا جے سنگھ والئی منگل	رانا	ایضاً	۵۱	۰	ایضاً	ہے	ہے	ہے		
۳۲	ٹھاکر اودے سنگھ والئی بجھا	ٹھاکر	ایضاً	۵۵	۰	ایضاً	ہے	ہے	ہے		
۳۳	رانا رام سنگھ والئی دُرکوٹی	رانا	ایضاً	۶۵	۰	ایضاً	ہے	ہے	ہے	رام کرن سنگھ ولی عہد بعمر (۲۳) سال ہیں۔	
۳۴	ٹھاکر سکے دار سنگھ والئی تروچ	ٹھاکر	ایضاً	۱۶	۰	۰	ہے	ہے	۰	ریاست کا انتظام کونسل کرتی ہے۔	
۳۵	میاں ہیر سنگھ والئی سانگری	میاں	ایضاً	۳۱	۰	خود انتظام کرتے ہیں	ہے	ہے	۰		
۳۶	ٹھاکر رام سنگھ والئی روتیش	ٹھاکر	ایضاً	۵۰	۰	ایضاً	۰	۰	۰		

نمبر شمار	نام ریاست	قسم خراج نقد یا سپاہ	رقبہ میل مربع	تعداد آبادی	مقدار مالگزاری اندازاً	تعداد فوج	خاص خاص اشیائے پیداوار مع دیگر اشیائے دستکاری و کانہائے	کیفیت مترجم
۱۶	سوکیت	گیارہ ہزار روپیہ	۳۹۵	۵۳۴۸۴	۱۰۰۰۰۰	۲۸۸	غلہ	[illegible]
۱۷	کلسیہ	۰	۱۶۹	۴۶۰۸۰	۱۵۹۴۵۰	۲۷۸	گندم - روئی - اناج خریف - گوڑ - شکر - زعفران وغیرہ	یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ زعفران کلسیہ میں کہاں [illegible]
۱۸	پاتودی	۰	۵۳	۱۷۸۱۷	۸۲۰۵۸	۸۹	غلہ - روئی - گوڑ - شکر - مصالحہ -	
۱۹	لوہارو	۰	۲۲۶	۱۳۷۵۴	۶۵۰۰۰	۱۲۴	غلہ -	
۲۰	دوجانا	۰	۸۹	۲۳۴۱۶	۷۷۱۶۰	۱۴۳	ایضاً	
۲۱	باگھل	تین ہزار روپیہ ۳۰۰۰	۱۲۴	۲۰۶۲۳	۶۰۰۰۰	۲۰۰	افیون غلہ	باگھل ملک کا نام ہے - دارالریاست کا نام ارکی ہے -
۲۲	بگھاٹ	دو ہزار روپیہ ۲۰۰۰	۶۰	۸۳۳۹	۸۰۰۰	۳۷	ایضاً	
۲۳	جبّل	دو ہزار پانسو بیس روپیہ ۲۵۲۰	۲۵۷	۱۹۱۹۶	۳۰۰۰۰	۸۰	ایضاً	
۲۴	کہارسین	دو ہزار روپیہ ۲۰۰۰	۹۴	۹۵۱۵	۲۰۰۰	۶۵	ایضاً	
۲۵	بجی	ایک ہزار تین سو بیس روپیہ ۱۳۲۰	۹۴	۱۲۱۰۷	۲۳۰۰۰	۱۰۰	ایضاً	
۲۶	کہلوگ	ایک ہزار چار سو چالیس روپیہ ۱۴۴۰	۵۴	۹۱۴۹	۱۰۰۰۰	۴۵	افیون - غلہ	
۲۷	بلسن	ایک سو اسی روپیہ ۱۸۰	۵۰	۵۱۹۰	۷۰۰۰	۵۰	ایضاً	

نمبر شمار	نام ریاست	قسم خراج نقد یا سپاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تفاصیل اشیاء پیداوار مع دیگر اشیاء دستکاری و کاروبار	کیفیت مترجم
۲۸	دہامی	سات سو پچیس روپیہ	۲۹	۳۳۲۲	۸۰۰۰	۱۰۰	ایضاً	
۲۹	کوٹہار	ایک ہزار روپیہ	۱۹	۳۶۴۸	۵۰۰۰	۵۰	ایضاً	
۳۰	کنہیار	ایک سو اسی روپیہ	۹	۱۹۲۳	۴۰۰۰	۳۰	ایضاً	
۳۱	مانگل	بہتر روپیہ	۱۳	۱۰۰۰	۶۰۰	۲۵	ایضاً	
۳۲	بیجہ	ایک سو اسی روپیہ	۴	۱۱۵۸	۱۰۰۰	۳۰	افیون، غلہ وادرک	
۳۳	درکوٹی		۴	۵۹۰	۶۰۰	۱۵	افیون و غلہ	
۳۴	تھروچ	دو سو اسی روپیہ	۶۵	۳۲۱۶	۶۰۰۰	۸۰	ایضاً	
۳۵	سانگری		۱۶	۳۵۹۳	۱۰۰۰	۱۰	ایضاً	
۳۶	نیتش			۳۰۰	۲۵۰	۰	ایضاً — از رپورٹ گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۷۲ء	
	میزان کل		۱۳۶۰۱۰	۵۱۶۶۲۳۸	۱۶۳۸۱۹۲۱	۷۵۳۰۵		

تاریخ انطباع

سن تاریخ طبع خلیفہ سید محمد محسن صاحب المتخلص بہ متین برادر خورد خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب وزیر الدولہ مدبر الملک وزیر اعظم سرکار پٹیالہ

بسنٹر ہوا پنجابہ اعجاز امومنین اردو میں جب
تب یہہ ہاتف نے کہی تاریخ اوسکو دیکھہ کر

ترجمہ ہوکر ہوئی مطبوع اول مرتبہ
۱۹ ۳۹
حبذا پنجابہ اعجاز اور یہہ اوسکا ترجمہ

اعلان

بقلم بندہ نجم الدین
ساکن موضع کوروول پرگنہ ہمبڑیال تحصیل ضلع سیالکوٹ